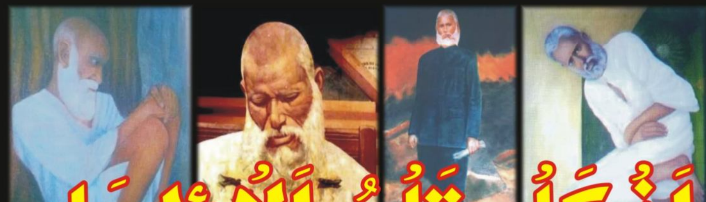
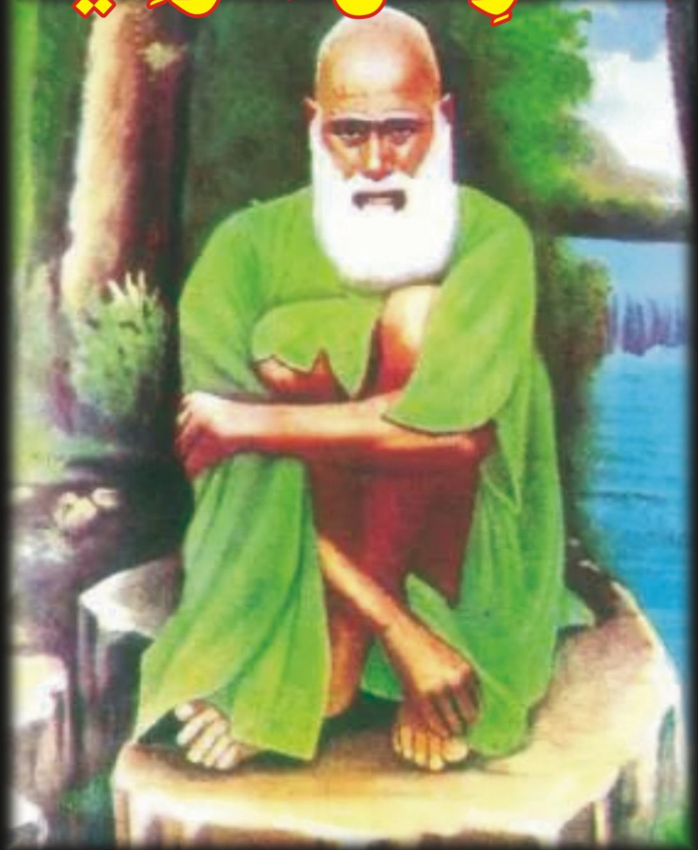


اَذْکَارِ تَاجُ الْاَولِیَاء



اَذْکَارِ تَاجُ الْاَولِیَاء



اخرج بصفاتی الی خلقی من رآک فقد رآنی ومن قصدک قصدنی ومن احبک احبنی (حدیث قدسی)

میری صفات سے مخلوق پر ظاہر ہو (اور اُن کو میری طرف بُلا) جو تجھے دیکھے گا وہ مجھے دیکھے گا اور جو تیرا قصد کرے گا۔ وہ میرا قصد کرے گا اور جو تجھ سے محبت کرے گا وہ مجھ سے محبت کرے گا

اذکارِ

تاجُ الاولیاء

سوانح حضرت بابا سیّد محمّد تاجُ الدّینؒ (ناگپوری)

مؤلفین

حضرت قاضی بابا سیّد محمد امجد علی شاہ تاجیؒ　فرید الدین شاہ المعروف کریم بابا تاجی

ناشران

ڈاکٹر انجم نواز (لاہور)، سیّد علی حسین تاجی (کوٹلی میانی)، راشد اعوان تاجی (مانگا منڈی)، ثاقب تاجی (لاہور)، سید عنبر رسول محمدی تاجی (کراچی)

طبع	:	ہشتم
تعداد	:	ایک ہزار
مؤلفین	:	قاضی بابا سیّد امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ و فرید الدین شاہ المعروف کریم بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ
ترتیب وپیشکش	:	قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ
ناشران	:	قاضی سید میر وجاہت علی شاہ تاجی
کمپوزنگ	:	فہیم منصور احمد تاجی (کراچی)
پروف ریڈنگ	:	ذیشان یٰسین تاجی
مطبوعہ	:	
قیمت	:	

"اذ کارتاج الاولیاء"

مندرجہ ذیل حضرات سے حاصل کی جاسکتی ہے

۱۔دربار تاج الاولیاء میں قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی
ایس ٹی10، مکان نمبر R-88، سیکٹر 5A-4، نارتھ کراچی۔
موبائل:0300-2378486 کراچی۔
۲۔قاضی سیّد میر وجاہت علی شاہ تاجی۔موبائل نمبر:۔0300-2393352
آبیان پرنٹرز، ناظم آباد، انکوائری آفس، کراچی۔موبائل:0300-9257032
۳۔چودھری شوکت علی محمدی تاجی لاہور۔فون نمبر:۔
۴۔مسعود احمد رضا تاجی
E-143 ماڈل ٹاؤن لاہور۔فون: 5853268 موبائل:0300-4087019
۵۔سیّد علی حسین گل محمدی تاجی کوٹلی میانی۔فون نمبر:۔0301-450-5192
۶۔سیّد عمبر رسول محمدی تاجی۔فون نمبر:۔0300-2020257
۷۔حافظ محمد صدیق تاجی معرفت راجہ محمد حیات تاجی
کمپیوٹر سیکشن G.P.O راولپنڈی۔فون:5577234 موبائل:0345-5065714
۸۔الحاج فاروق حسین کاشمیری محمدی تاجی ایڈوکیٹ
14 کسٹوڈین چیمبرز متصل G.P.O مظفرآباد آزاد کشمیر۔
موبائل:0300-5231264, 0333-5443013
۹۔ثاقب محمدی تاجی لاہور۔فون نمبر:۔0301-8452463
۱۰۔ڈاکٹر سیّد محمد عادل شاہ کاظمی محمدی تاجی۔بادری باغ لاہور۔
موبائل:0343-4900952

فہرست عنوانات

انتساب

اس بے پایاں شفقت خلوص اور پیار کے نام اس فیضان نظر اور سلیقہ ہائے دلنواز یکے نام جس کے ذریعہ قبلہ وکعبہ حضرت والد بُزرگوار قاضی بابا سیّد امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ نے اس عاجز وناچیز بندہ کو آداب فرزندی سکھانے کے ساتھ ساتھ تصوف کی وہ لگن بھی عطا کی جس نے میرے ہاتھ میں قلم دے کر اس عظیم کتاب اذ کار تاج الاولیاء کو تحریر کرنے کی صلاحیت اور عزم وحوصلہ بخشا۔ اور اس میں اتنی مقبولیت عطا کی یہ چھٹی مرتبہ شائع ہورہی ہے۔

پیر کا احترام

ا۔ پیرو مُرشد کا ظاہری احترام یہ ہے کہ اس سے بحث ومجادلہ اور کسی امر میں حجتّ تامل اورانکار نہ کرے۔

۲۔ پیر کے سامنے خودنمائی کی غرض سے مصلّٰی نہ بچھائے۔ مگر امامت کے واسطے جائز ہے۔

۳۔ نماز سے فارغ ہوتے ہی مصلّٰی لپیٹ لے نوافل پیر کے سامنے نہ پڑھے۔

۴۔ پیر کا ہر حکم بجالائے خلاف شرع کوئی کام نہ کرے۔

(قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ)

قارئین کی خصوصی توجہّ کے لئے

اذ کار کے مطالعہ کے بعد ''زیارت روحانی'' کے عنوان سے غلام سرور چوہان صاحب کا خط شائع کیا ہے۔ (صفحہ نمبر ۹۷) اس خط سے قبل چوہان صاحب نے ایک خط مجھ ناشر کو لکھا تھا اس خط میں چوہان صاحب نے سرکارِ تاج الاولیاء سے جس عقیدت کا اظہار کیا اس کا اقتباس پیش کرنا ضروری تھا تاکہ قارئین پر واضح ہوجائے کہ سچی عقیدت رکھنے والے کو سرکار بابا نے کس طرح نوازا وہ لکھتے ہیں۔

''یا حضرت'' آپ تو بہت نصیب والے ہیں کہ آپ کے پاس حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے تبرکات ہیں۔ جن میں نعلین شریفین، کرتہ مبارک۔ اگر ہوسکے تو باباجی کی نعلین مبارک کا ایک ٹکڑا مبارک اس حقیر فقیر کو عنایت کردیں اور اس فقیر کی تمام جائیداد لے لیں۔ آپ دریافت کریں گے کہ اس کا کیا کرو گے تو حضرت سن لیں، یہ کتا باباجی کی نعلین شریفین کے ٹکڑے کو اپنے منہ میں رکھ کر مرجائے گا۔ خداوند کریم جب پوچھے گا تو عرض کروں گا کہ یہ کتا اپنے منہ میں حضرت کے جوتے کا ٹکڑا لے کر آیا ہے۔ اس کے سوا میرے پاس عمل کچھ بھی نہیں۔ قارئیں!

اس سچّی عقیدت اور محبت نے غلام سرور کو سرور کائنات کے روضہ اطہر تک پہنچادیا۔

(قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ)

مُرشد ایسا کیجئے جو صیقل گر سا ہوئے
جنم جنم کے مورچے پل میں دیوے کھوئے

حمد

(حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ)

مالکُ المُلک لا شریک لہٗ
وحدہٗ لا الٰہ الاّ ھُو

عاشقان ِ جان و دل نثار کنند
بردر لا الٰہ الا ھو

مصطفیٰ یافت در شبِ معراج
خلعت لا الٰہ الا ھو

صوفیاء گر بہشت می طلبند
ذکر شان لا الٰہ الا ھو

باغبانِ قدیم لم یزلی
منقش لا لہٗ الا ھو

طوق لعنت فگند بر ابلیس
خیر تش لا الٰہ الا ھو

مومنا را نعیم شُد روزی
برکش لا الٰہ الا ھو

خوش درختی است درمیان جناں
میوہ اش لا الٰہ الا ھو

شمس تبریز گر خدا طلبی
خوش بخواں لا الٰہ الا ھو

سلام بحضور سرورِ کائنات، فخر موجودات

حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ۔ المتوفی ۷۲۵ھ۔ ۱۳۲۵ء)

صبا بسوئے مدینہ روکن، ازیں دعا گو سلام برخواں
بگردِ شاہِ مدینہ گردَو، بصد تضرّع پیام برخواں

بنہ بچندیں ادب طرازی، سرِ ارادت بخاکِ آن کو
صلوٰۃ وافر بروح پاک جناب خیرالانام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم برخواں

بہ باب رحمت گہے گزر کن، بہ باب جبریلؑ گہے جبیں سا
صَلوٰۃٌ مِّنّیِ عَلیٰ نَبِیٍّ گہے، بہ باب السلام برخواں

بہ لحن داؤد ہمنواشو، بہ نالہ درد آشنا شو
بہ بزم پیغمبر ازیں غزل را، زعبد عاجز نظام برخواں

نعت شریف

(از: خواجہ خواجگاں حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ)

درجا چوکرد منزل، جاناں ما محمد ﷺ
صد درکشادہ درد دل، از جان ما محمد ﷺ
ما بلبلیم نالاں در گلستان احمد
مالو لویم و مرجاں، عمّان ما محمد ﷺ
مستغرق گناہیم ہر چند عذر خواہیم
پژ مردہ چوں گیاہیم، بارانِ ما محمد ﷺ
از درد زخم عصیاں ماراچہ غم چو سازو
از مرہم شفاعت، درمانِ ما محمد ﷺ
امروز خون عاشق در عشق اگر بدر شد
فرد از دوست خواہد تاوانِ ما محمد ﷺ
ما طالب خدائیم، بردین مصطفائیم
بردر گہش گدائیم، سلطانِ ما محمد ﷺ
از امتانِ دیگر ما آمدیم بر سر
واں راکہ نیست باور برہانِ ما محمد ﷺ
ای آب و گل سرودی وی جان و دل درد دے
تا بشنود بہ یثرب افغان ما محمد ﷺ
در باغ و بوستانم دیگر مخواں معینی
باغم بست قرآن بستانِ ما محمد ﷺ

منقبت در شانِ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم و آلِ محمد ﷺ

(از: سیّد مختار احمد جعفری)

صدیقؓ عکس حُسن جمالِ محمد ﷺ اَست — فاروقؓ ظل جاہ و جلال محمد ﷺ اَست
عثمانؓ شمع بزمِ حیائے محمد ﷺ اَست — حیدرؓ بہارِ باغِ خصال محمد ﷺ اَست
اسلام ما اطاعت خلفائے راشدین — ایمان ما محبت آل محمد ﷺ اَست

منقبت در شانِ حضرت سیّد محمد تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ حسنیؑ و حسینیؑ

تاج الدیں، نورِ مبیں، عظمت والے بابا
واکی والے، مرے دنیا سے نرالے بابا
کشتی عمر فنا بحرِ خطا میں ڈوبی
بادباں ٹوٹ گئے آپ سنبھالو بابا
شمع عرفان سے مرا صدر منور کردو
نور کے سانچے میں اللہ کے ڈھالے بابا
جادۂ راہِ طریقت میں ہوں آبلہ پا
دور منزل ہے مجھے آپ سنبھالو بابا
عرصۂ حشر ہے اور مجھ سا گنہگار کلاں
سایۂ دامن رحمت میں چھپالو بابا

اظہارِ تشکر (ناشران)

دو عالم کے آقا -- سلامٌ عَلَیْکُمْ

نویدِ مَسِیحا -- سلامٌ عَلَیْکُمْ

اس عاجز گنہگار اُمتی کو سرکار دو عالم ﷺ، اپنے لاڈلے بابا حضرت بابا سیّد محمد تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے صدقے میں بے حد نوازرہے ہیں۔کئی بار خاکِ مدینہ چومنے کی سعادت کے ساتھ حج بیت اللہ شریف کی سعادت بھی نصیب فرمائی۔خصوصی بات یہ ہے کہ اپنے لاڈلے کی سوانح کی اشاعت کی تیاری ربیع الاوّل ہی میں ہورہی ہے۔چنانچہ اس بار انہی کے کرم سے ماہِ مبارک ربیع الاوّل میں کی جارہی ہے۔اس سے قبل بھی اِسی ماہ مبارک میں اشاعت ہوئی ہے۔اس بار اُنہی کے کرم سے سرکارِ دو عالم ﷺ کی ولادت شریف اور حیات النبی ﷺ پر چند کلمات پیش کررہا ہوں۔ویسے تو سرکار دو عالم ﷺ نے حیاتِ جاویداں تفصیل سے لکھوادی ہے۔چونکہ ہمارا ہی ایک طبقہ سرکار ﷺ سے دوری پیدا کرنے کے لئے اُمتیوں کو یہ سمجھا رہا ہے کہ موت کے بعد حیات کا تصوّر کرنا غلط ہے۔حاضر و ناظر پر علمائے کرام کے مختصر فتوے پیش کرنے کی سعادت نصیب ہورہی ہے وہ پیش خدمت ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝

(اے نبی ہم نے آپ کو بھیجا شاہد بشارت دینے والا اور ڈر سنانے والا۔)

اور فرماتا ہے

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۝

ترجمہ: کیسا دن ہوگا جب ہم ہر گروہ میں سے ایک گواہ لائیں گے اور آپ کو اُن سب پر گواہ بنا کر لائیں گے۔

شاہد مشہود سے ہے اور مشہود حضور ﷺ ہیں۔شاہد مشاہدہ سے ہے اور مشاہدہ رویت ہے۔تو بیشک وہ شاہد ہیں۔بیشک حاضر ہیں اور بے شک ناظر ہیں۔وہ ہر جگہ حاضر ہیں وہ ہر مسلمان کے دل میں تشریف فرما ہیں۔ملّا علی قاری شرح شفائے امام قاضی عیاض میں اس مسئلہ کے دلیل میں کہا: جب کسی تنہا مکان میں جاؤ جہاں کوئی نہ ہو یوں کہو:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

فرماتے ہیں:

لِاَنَّ رُوْحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ حَاضِرَةٌ فِيْ بُيُوْتِ اَهْلِ الْاِسْلَامِ

(حضور ﷺ کی روح تمام مسلمانوں کے گھروں میں حاضر ہے)

یہ عاجز امّتی صرف کلمہ طیّب پڑھوا کر سمجھاتا ہے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ

اور محمد رسول اللہ، اللہ کے رسول ہیں۔کا مطلب موجود ہیں۔

مختصر اور جامع تشریح حضور ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے پر پیش کی۔دوسرا ایک اور اہم مسئلہ ۱۲ ربیع الاوّل یومِ میلاد النبی ﷺ یا یوم وفات النبی ﷺ۔

سرکار دو عالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کا جشن ولادت تمام دنیا میں ۱۲ ربیع الاوّل کو منایا جاتا ہے لیکن ستم ظریفی یہ ہے کہ اس دن کو بعض تنظیموں نے یومِ وصال قرار دے کر اُمّت مسلمہ کی خوشیوں پر پانی پھیرنے کی سازش کر کے قوم کو اختلاف رائے میں مبتلا کر دیا ہے۔بڑے بڑے پوسٹر لگا کر سوال کرتے ہیں کہ آج وفات النبی ﷺ ہے۔آج چراغاں کر کے لنگر تقسیم کر کے خوشیاں کسی طرح بھی جائز نہیں وغیرہ۔اس سلسلہ میں ہمارے مسلک کے حضرات نے بھی تحقیق کی طرف کوئی قدم نہیں اُٹھایا۔ویسے اللہ کا شکر ہے کہ اکثریت ۱۲ ربیع الاوّل کو یومِ میلاد مناتی ہے۔مسلم مؤرخین اور اکابرین اسلام ۱۲ ربیع الاوّل ولادت پر متفق ہیں۔بعض نے ۱۷ ربیع الاوّل کو بھی یومِ ولادت کہا ہے۔ان

تاریخوں میں کہیں بھی یومِ وصال ثابت نہیں ہوتا۔

بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ ۲/ربیع الاوّل کو ہر سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا یوم وصال منایا کرتے تھے۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ۲/ربیع الاوّل کو وصال فرمایا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور دیگر کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی ۲/ربیع الاوّل ہی کی تاریخ فرمائی ہے۔ اور وصال کا دن پیر دوشنبہ بتایا ہے۔ یہ بات متفق علیہ ہے کہ وصال کا دن پیر ہے۔ اس دن کو حیاتِ طیبہ سے خاص تعلق رہا ہے۔ مثلاً یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ولادت باسعادت پیر کو ہوئی۔ آپ نے مکّہ مکرمہ سے پیر کو ہجرت کی، آپ پر پیر کو نزولِ وحی کا آغاز ہوا۔ اور وصال کا دن بھی پیر کا ہے۔

جیسا کہ پیر کے دن کو یوم وصال اور ۱۲/ربیع الاوّل ان دونوں میں باہمی ربط نہیں۔ لہٰذا تاریخ سے حساب کر کے دیکھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے صرف ایک حج کیا جو حجۃ الوداع کہا گیا ہے۔ وہ جمعہ کو تھا اس پر سب متفق ہیں۔ اس حساب سے کسی طرح بھی ۱۲/ربیع الاوّل پیر کے دن نہیں آتا۔ اس کے لئے حضرت صوفی ڈاکٹر شاہ محمد کمال میاں جمیلی سلطانی (سجادہ نشین دربارِ سلطانی) نے ایک کتابچہ شائع کیا ہے۔ اُس میں اِسے چیک کرنے کے چار طریقے بتائے ہیں۔ ان کے شکریہ کے ساتھ قارئین کی تسلّی کے لئے وہ شائع کر رہا ہوں۔

پہلا طریقہ: ماہ ذالحجہ۔ محرم۔ صفر، اگر ۳۰ دن کے ہوں۔

دوسرا طریقہ: ذالحجہ ۲۹۔ محرم ۳۰ اور صفر ۲۹۔

تیسرا طریقہ: ذالحجہ ۳۰۔ محرم ۲۹۔ اور صفر ۳۰

چوتھا طریقہ: تینوں مہینے ۲۹ کے لیئے جائیں، پھر آگے دیکھیں۔

پہلا طریقہ	دوسرا طریقہ	تیسرا طریقہ	چوتھا طریقہ
۹ ذالحجہ۔ جمعہ	۹ ذالحجہ۔ جمعہ	۹ ذالحجہ۔ جمعہ	۹ ذالحجہ۔ جمعہ
۳۰ ذالحجہ۔ جمعہ	۲۹ ذالحجہ۔ جمعرات	۲۹ ذالحجہ۔ جمعرات	۲۹ ذالحجہ۔ جمعرات
یکم محرم۔ ہفتہ	یکم محرم جمعہ	یکم محرم۔ جمعہ	یکم محرم۔ جمعہ

۳۰ محرم۔ اتوار	۳۰ محرم ہفتہ	۳۰ محرم۔ ہفتہ	۲۹ محرم۔ جمعہ
یکم صفر۔ پیر	یکم صفر اتوار	یکم صفر۔ اتوار	یکم صفر۔ ہفتہ
۳۰ صفر۔ منگل	۲۹ صفر اتوار	۲۹ صفر۔ اتوار	۲۹ صفر۔ ہفتہ
یکم ربیع الاوّل۔ بدھ	یکم ربیع الاوّل پیر	یکم ربیع الاوّل۔ پیر	یکم ربیع الاوّل۔ اتوار
۱۲ ربیع الاوّل۔ اتوار	۱۲ ربیع الاوّل جمعہ	۱۲ ربیع الاوّل۔ جمعہ	۱۲ ربیع الاوّل۔ جمعرات

چوتھا طریقہ: تینوں ۲۹ والے میں ۲/ربیع الاوّل پیر کی آتی ہے اور اس پر اتفاق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا وصال ۲/ربیع الاوّل کو ہوا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی وفات تو صرف كُلُّ نَفْسٍ ذائقَةُ الْمُوْت کی تفسیر تھی۔ ایک لمحہ میں سب کچھ ہو گیا۔ پھر روحِ مقدسہ بھی واپس جسم اطہر میں آ گئی۔ آپ ہر وقت درود سلام قبول فرماتے ہیں۔ جواب دیتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہی کے دَم سے کائنات قائم ہے۔

دعا کے لئے حکم:

سرکارِ دو عالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایک صحابی سے جو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بے حد خدمت کرتے تھے، فرمایا: "مانگ کیا مانگتا ہے۔" دو بار اصرار پر صحابیؓ نے عرض کیا: "سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جس طرح یہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں ہوں جنّت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں رہوں۔" فرمایا: "رہے گا اور مانگ میں دوں گا۔"

اِس سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو یہ مخلوق کو جو مانگے دینے کا اختیار دے رکھا تھا۔ اسی طرح صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین، بُزرگانِ دین کو بھی یہ اختیار ہے کہ ان سے مخلوق اپنی مُرادیں مانگ سکتی ہے۔ خدا سمجھ کر نہیں بلکہ خدا کے نیک بندے ولی اللہ سمجھ کر اور خدا اِن کے وسیلے سے دعا جلد قبول کر لیتا ہے۔

قرآن میں چھٹے پارہ سورۃ المائدہ آیت ۳۱ میں اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے: "وسیلہ تلاش کرو۔" اس دور میں بُزرگان دین اولیاء اللہ ہی وسیلے ہیں۔

(قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ)



چادر شریف کے سامنے شبیہہ مبارک حضرت بابا سید محمد تاج الدین اولیاء ناگپوری رحمۃ اللہ علیہ۔ چادر مبارک جو ۱۹۵۶ء میں کراچی سے ناگپور شریف لے جائی گئی (ایستادہ داہنی طرف سے بائیں طرف)

عبدالرحمٰن، قاضی اکبر، بابا عبدالرحمٰن خان، الحاج مولانا سید فتح علی حیدری قادری اشرفی تاجی رحمۃ اللہ علیہ، بہادر عبداللطیف خان، قاضی سید امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ شبیہہ مبارک تھامے ہوئے۔

صوفی رفیع الدین، شیخ صاحب، پی اے خان بہادر، میر محمد المعروف قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ چادر تھامے ہوئے۔ مقبول احمد، بابو محمد اسحٰق کھڑے ہوئے

جبکہ بیٹھے ہوئے: مرزا جی (ملیر)، کرامت علی خان، مدینہ علی، پٹیل عبدالغفار خان، امانت علی خان، عبداللہ میاں، قطب الدین، فرید الدین خان فضا، ارشاد علی قوال دہلوی، ڈاکٹر بشیر صاحب اور دیگر معتقدین

دیباچہ

از: قاضی سیّد امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ

(خلیفائے پاکستان، کلید و کفش بردار حضور تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ)

ہزار بار بشویم دہن زَ مشک گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبسیت

اس ذاتِ باری تعالیٰ کا کس زبان سے شکر ادا کیا جائے کہ اس نے اپنے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سکہ ہمارے زمانہ میں بھی بہ شکل واسم بابا تاج الدین کا مٹی ناگپور مہاراشٹر ہی میں نہیں بلکہ چار دانگ عالم میں جاری کیا۔ جسے ہر زمانہ میں کل یوم وہو فی شان علیحدہ علیحدہ شکل و شباہت میں جاری کرتا رہا ہے۔ ہمیں اپنی قسمت پر ناز ہے کہ ہم کو اُسی ہستی نے اپنی آغوشِ رحمت میں لیا ہے جس نے دین کی حقیقی و عملی خدمت انجام دی ایسی ہستی کی تعریف و توصیف یا ان کے ارشادات گرامی کا مفہوم و مطلب بغیر ان کی تائید کے سمجھنا یا سمجھانا کسی بشر کا کام نہیں ہے۔

من آنم کہ من دانم

مجھے اپنی ناقص معلومات و علمی بے اعتنائی کا احساس ہے اس ذات گرامی کے مختصر حالات بھی لکھنا کوزے میں سمندر کو بند کرنے کے مترادف ہے۔ حضور سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے مقاماتِ اعلیٰ اور مراتب کا تعین میرے بس کی بات نہیں لیکن اِس ذات ستودہ صفات نے خود کے لئے جو وقتاً فوقتاً فرمایا وہ ذیل میں درج کرتا ہوں۔ اس سے سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے مراتب کا کسی حد تک اندازہ اہل بصیرت کو ہو جائے گا۔ یہ بات یقین کے ساتھ کہوں گا کہ میرے سرکار کی ذات بابرکات پر یہ شعر صادق آتا ہے۔

فنا فی اللہ جب ہم ہو چکے تو پھر ہم ہی ہم تھے
کبھی بندے بنے اپنے کبھی اپنے خدا ٹھہرے

قربان اس رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والا صفات کے کہ اُن کی اُمت میں ایسی برگزیدہ ہستیاں بھی ہوئیں جنہوں نے سبحانی ما اعظمٰی شانی بھی کہا۔ان ہی میں سے صدیوں بعد میرے سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا ظہور ہوا۔

اس بوریا نشین کا دلا میں مُرید ہوں
جس کے ریاض و زُہد میں بوئے ریا نہیں

میرے اخی محترم حضرت شاہ فریدالدین عرف کریم بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مدت سے تالیف وتصنیف کا بارِگراں اپنے مضبوط کاندھوں پر لے رکھا ہے۔جس کے نتیجے میں ایک کتاب بنام ''تاجِ مراری'' طبع ہو چکی ہے۔اور بفضلہٖ دوسرے ایڈیشن کی تیاری ہو رہی ہے۔اس کے علاوہ مختصر کتابچے بھی لکھے ہیں۔اس لئے صاحب موصوف نے مجھے بھی حکم دیا کہ تم بھی اِس کارِخیر میں شریک ہو کر سعادتِ دارین حاصل کرو۔ میں اِس مبارک حکم کو بارگاہِ تاجیہ کا حکم سمجھ کر تعمیل کرنے پر آمادہ ہوا اور یہ بھی سمجھا کہ علاوہ اپنے فائدہ کے آج کی اور آئندہ دنیا بھی اس تحریری صورت سے مستفیض ہوتی رہے گی۔

چونکہ یہ سلسلہ متقدمین سے رائج ہے کہ ہر سلسلہ عالیہ کے پیشوا کی حیاتِ طیبہ حلقہ بگوشانِ سلسلہ میں سے کسی ایک نے بھی طبع کر کے آئندہ نسلوں کے لئے بطورِ یادگار چھوڑی ہے۔اس لئے ہم غلامانِ سلسلہ عالیہ تاجیہ کا بھی فرضِ منصبی ہے کہ اپنے پیشوائے برحق کے حالاتِ زندگی حتیٰ الامکان زیادہ سے زیادہ فراہم کریں۔جن کے جاننے کیلئے بلاتفریق مذہب وملّت پاکستان اور ہندوستان کے علاوہ افراد و دلِ مغرب تک مضطرب ہیں۔دنیا نے دیکھا ہے کہ اس محسن حقیقی نے تمازت آفتاب تاریکی شب ضعف پیری بھوک، پیاس خار دار صحرانوردی کی ضرورت نہ ہونے کے باوجود ''خاک ڈالو رُخ محبوب پر اکسیر ہے'' یہ سمجھ کر ہمارے لئے سب مصیبتیں وتکلیفیں گوارا کیں اور اپنی خدمت میں رکھ کر ہم کو تخلقو باخلاق اللہ کی عملاً تعلیم دی۔اس لئے بقول مولانا روم علیہ رحمہ ۔

ہفت صد ہفتاد و قالب دیدہ ام

اگر فہم اتنے قالب بھی بدلیں تو اِن کے احسانات سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔اس پر بھی ماہرفن تصنیف وتالیف وابستگان سلسلہء عالیہ تاجیہ نے جو اَب چراغِ سحری ہو رہے ہیں غفلت برتی تو ہماری جان نثاری کی حقیقت بالکل سراب سمجھی جائے گی۔اس لئے سرکارِ والا کے نادر حالات طیبات فراہم کرنے میں جہاں تک ممکن ہو عجلت کی جائے کیونکہ یہ معمولی بات نہیں ہے بلکہ اپنے ہم عصروں کی خدمت اور آئندہ نسلوں کیلئے خدا شناسی کا وسیلہ مہیا کرنا ہے، ورنہ آج ہم جس کو مشکل سمجھتے ہیں کل اس کا نام مجبوری ہوگا اور آج جو کام نہایت دشوار معلوم ہو رہا ہے،کل یہ بھی ناممکن ہو جائے گا۔بقول شخصے

خیمے مسافرانِ عدم نے لگائے ہیں

جس قافلہ میں ہم ہیں وہ سب جانے والے ہیں ممکن ہے میرے آقا اپنے باقی ماندہ صاحب علم و ماہرفن تصنیف وتالیف غلاموں سے باز پُرس فرمائیں کہ تم نے اپنے علم سے ہمارے مشن کی کیا تبلیغ کی؟

مندرجہ بالا فقرہ اس لیے لکھا ہے کہ ہمارے ایک بھائی افضل خان صاحب مرحوم سے ان کے انتقال سے کچھ روز پہلے تاج آباد شریف میں حضور باز پُرس کر چکے ہیں اور وہ بستر علالت پر کفِ افسوس مل کر بحالت گریہ وزاری راہی ملک بقا ہوئے۔اس لئے بھی اپنے سرکار کے مختصر حالاتِ طیبات بغرضِ تعلیم وتربیت ناظرین وحلقہ بگوشانِ سرکار رحمۃ اللہ علیہ جو میری ذاتی معلومات میں ہیں وہ اور جو میرے بھائیوں سے ملے ہیں، اِس استدعا کے ساتھ درج کروں گا کہ کوئی عبارتی یا واقعاتی غلطی ہو تو ناظرین اپنی صحیح نظر سے دیکھ کر مجھے مطلع فرمائیں اور دعا فرمائیں کہ مولا میری اصلاح فرماتے رہیں۔آمین

گر قبول اُفتد زَہے عزّو شرف

غلامِ غلامانِ تاج الاولیاء
قاضی سیّد امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ
۱۹۵۶ء

مقدمہ

ڈاکٹر عبدالرشید صاحب۔ پی۔ایچ۔ڈی (مرحوم ومغفور)

ڈاکٹر صاحب کراچی یونیورسٹی میں عربی کے پروفیسر تھے اور اپنے سلسلہ کے صاحبِ اجازت بُزرگ تھے۔ یونیورسٹی میں دینی تعلیم کے علاوہ مخلوق کو روحانی درس سے بھی مستفیض فرماتے رہے۔ ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں ''تاج مُراری'' اردو کا مسودہ برائے اصلاح پیش کیا تھا اور آپ کے پاس حضرت قبلہ قاضی بابا صاحب کا قلمی نسخہ اصلاح شدہ بھی موجود تھا۔ جو ڈاکٹر صاحب نے مجھے عطا کیا اور موجودہ مسودہ کو بھی اپنی گونا گوں مصروفیات کے باوجود کافی وقت دے کر اس کی تصحیح فرمائی۔

ہمارے ڈاکٹر صاحب الحمدللہ سرکار بابا صاحب کے اُن عقیدت مندوں میں تھے جو حقیقت آشنا و واقف اسرار تاج الاولیاء تھے۔ آپ نے اپنی عقیدت کا اظہار اس تصنیف کے مقدمہ کی شکل میں عطا کیا۔ اسی مقدمہ کو پانچویں مرتبہ شائع کر رہے ہیں۔

(قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ)

☆☆☆

حضرت بابا سیّد محمد تاج الدین حسنی والحسینی ناگپوری رحمۃ اللہ علیہ اواخر بارھویں صدی ہجری میں منصب شہود پر آئے۔ کس کی مجال ہے کہ ان کے درون مستغرق بہ یافت اور مشتاق بشہود رہتی ہو۔ کسی کا قلم کیونکر اُن کے اوصاف بیان کرسکتا ہے۔ سکر وصحو جذب وسلوک کی کیفیات آپ پر یکساں طاری رہتی تھیں۔ اس لئے جمع کردہ حالت میں بعض حضرات نے اپنے تجربات اس طرح بیاں کئے گویا آپ حالت سکر میں ہیں۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ سیّدنا عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح آپ بھی

متصرف فی الوجود ہیں۔ جیسے کہ جمع کردہ شواہد سے معلوم ہوتا ہے۔ جس پر حقیقت کھلی اس نے دور رہ کر بھی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فیض حاصل کیا۔ اور جو محجوب رہا وہ نزدیک رہ کر بھی محروم رہا۔ جیسے بہت سے حضرات آج بھی آپ کو مخذوب سمجھتے ہیں وہ محروم رہتے ہیں۔ حالانکہ آپ جس بے خودی کے مقام پر فائز تھے۔ اس بے خودی کا حال مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ اِس طرح بیان فرمایا ہے ۔

من شدم عریاں زتن اُواز خیال
می خرامم تا نہایات و صال

سلامٌ قولًا مِّن ربٍّ الرَّحِیمٍ کو سن کر وعلیکم السلام فرمانے والی ہستی کیسی ہوگی آپ خود سوچ لیں۔ اژدھا اپنا سر آپ کے قدم مبارک پر رکھ کر سکون پاتا ہو۔ قارئین خود فیصلہ کریں کہ وہ کیسی ہستی ہوگی۔ جن کا معدہ حلق اور لعاب دھن کنکریوں کو بھی شکر کی ڈلی بنا لیتے ہوں، بتاؤ وہ کیسی اعلیٰ شخصیت ہوگی۔ جو مقفل کمروں سے بہ سہولت نکل کر باہر ٹہلتے ہوں۔ ناگپور شریف میں ایک ہندو کوچوان کے ساتھ مہاراج باغ کی سیر تانگہ میں کرتے ہوئے صرف یہ حکم دے کر ''بڑھارے گاڑی کابل قندھار کو'' اپنے مُریدوں کی خبر گیری کیلئے کابل پہنچ جاتے ہوں اور جن کے صدہا واقعات یہ بھی ہوں کہ ٹھوکروں سے مُردے جِلائے ہوں۔ جن کی خدمت میں پیدائشی ولی اللہ (مادر زَاد وَلی) ہوں۔ جو ناگپور شریف میں رہ کر جنگ بلقان کی کمان کرتے ہوں وہ کیسے بُلند واز بابا ہوں گے۔ اس آسمان نے ایسے صاحبِ کمال کو بھی دیکھا ہے جو حج کے دوران ایک حاجی صاحب کے ہمراہ اِکیس روز مکہ شریف رہے اور انہیں دنوں ناگپور کے پاگل خانہ میں صدہا حضرات کو فیض پہنچا رہے ہوں۔

وصلی علی نور کزو شد نورھا پیداست

حضرت کے سوانحی حالات لکھنے سے نہ یہ غرض ہے کہ کسی کو منکر بنوائیں، نہ یہ غرض ہے کہ اشتہار بازی کریں بلکہ صرف یہ جتانا مقصود ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کیلئے پامال ہوجاتا ہے مخلوقات اُس کی ٹھوکروں میں ہوتی ہے۔

مختصر تعارف

احمد غزالی صاحب (لاہور)

جناب احمد غزالی صاحب جنہیں میں غزالیء دوراں کہتا ہوں۔ اس دور کے غزالیء دوراں ہی ہیں۔ آپ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ کی دو کتابوں پر گورنمنٹ آف پاکستان سے ایوارڈ بھی ملا ہے۔ آپ کی تصانیف میں آپ کی تبحر علمی، ژرف نگاہی، دیدہ ریزی اور اس دور کے تمام مروّجہ علوم پر آپ کی دسترس اور سب سے مقدم آپ کا عشق حقیقی ہے۔ آپ L.D.A کے فنانس ڈائریکٹر بھی ہیں۔ آپ کراچی کے ایک کامل بُزرگ پیر شہید اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہیں۔ پچھلے دو تین سال سے حضرت بابا سیّد تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ سے بے حد عقیدت ہوگئی ہے۔ اس عقیدت میں اُن پر کرم کی بارش ہورہی ہے۔ بے حد نوازے جارہے ہیں۔ اِس عاجز تاجی کی دعا ہے کہ میرے سرکار خوب نوازیں بلکہ فیض کا دریا جاری ہوجائے۔ آمین۔

آپ نے اپنی عقیدت کا بھرپور مظاہرہ تقریظ اذ کارتاج الاولیاء کے لئے پیش کیا۔ وہ شائع کررہا ہوں۔

دعا گو

قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی عفی عنہ

تقریظ

نورِ حق ظاہر لود اندونی نیک بیں ہاشمی اگر اہل ولی

(ولی میں اللہ ظاہر ہوتا ہے۔ اگر تو صاحبِ دل ہے تو اچھی طرح دیکھ لے)

سلسلہء تاجیہ پر پروردگار عالم کا کرم خاص ہے کہ اس نے محترم المقام مقاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی کی صورت میں حضرت بابا سیّد محمد تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و سیرت کا ایک شارح اتم سلسلہ کے ہزاروں بہن بھائیوں کی رہبری کے لئے عطا کیا ہے۔ ان کا وجودِ بابرکات حضرت بابا سیّد محمد تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی زندہ اور چلتی پھرتی کرامت ہے۔ ان کی تحریروں میں، اُن کے سخن میں، اُن کی جلّی و خفی تصرفات میں حضرت بابا سیّد محمد تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے فیضانِ نظر کی فیاضیاں اور کیمیا اثر توجہ کی کرشمہ سازیاں دکھائی دیتی ہیں۔ جتنا وقت جناب میر محمد علی تاجی کے قُرب میں گزرے یوں محسوس ہوتا ہے کہ حضرت بابا ناگپوری رحمۃ اللہ علیہ کے جسم کی ایک سرمدی خوشبو اُن کے سراپے سے نمودار ہوکر مشام جان کو عنبر فشاں کررہی ہے۔ یہی وجہ ہے اتنی ضخیم "اذ کارتاج الالیاء" کے چار ایڈیشن (میں پانچ ہزار کتابیں مخلوق تک پہنچ چکی ہیں) اس کا ہر قاری یہ کہتا ہے یہ پیاری کتاب عام فہم زبان میں ہے۔ مصنف کا اندازِ بیاں اتنا شیریں اور پُراَثر ہے کہ جو بات لکھتے ہیں وہ نظروں کے رَستے دل میں اُتر جاتی ہے۔ اس کی وجہ ظاہر ہے۔ یہ عرفان اور آگہی میں ڈوبے ہوئے مضامین بقولِ مصنف خود نہیں لکھتے، لکھوائے جاتے ہیں۔ خصوصی بات یہ دیکھی گئی ہے کہ ان کے مُرشد کے تصرفات شہود الہامی بن کر جب کبھی برجستہ اُن کے ادا کردہ جملوں سے ہویدا ہوتے ہیں تو محفل میں موجود طالبانِ حق کے دلوں کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ "اذ کارتاج الاولیاء" کا ایک ایک لفظ حضرت بابا سیّد محمد تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض کی سبیل کے بہتے دَھارے ہیں۔ جن سے علم وعرفان کے طلب گاروں کی تشنگی دور ہوگی۔ یہ چھٹا ایڈیشن چند

نئے مضامین کے ساتھ شائع ہو کر جلد مخلوق تک پہنچ جائیگا اور مخلوق کے اصرار پر آئندہ نئے ایڈیشن شائع ہوتے رہیں گے۔ بزرگوں کی سوانح کے متعلق امام یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا جب بظاہر اولیاء اللہ دنیا میں باقی نہ رہیں تو ہم کیا کریں۔ جس کی وجہ سے دنیا کی مکروہات سے الگ رہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ ایک جُز روزانہ ان کے حالات کا پڑھا کرو۔ واضح ہوا کہ ان کی سوانح پڑھنے سے سعادتِ اَبدی حاصل ہوتی ہے۔ میں نے اذکار کا مطالعہ شروع کیا اور کرم ہونا شروع ہو گیا۔ اور کرم بلائے کرم سے نوازا جا رہا ہوں۔ اسی کرم نے مجھ سے اپنے قلبی تاثرات تقریظ کی صورت میں لکھوائے جو پیش کر رہا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

☆☆☆

شاہ دلق پوش

قدرت نے حضرت بابا سیّد محمد تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کو صالحین اور گروہ صوفیا کی ایسی جماعت کا سرخیل بنا کر سرزمین پاک و ہند میں ظاہر کیا۔ جن کے سلسلہ کو جملہ سلاسلِ تصوف میں ایک نمایاں مقام حاصل ہونا تھا اور جن کی روحانیت کی ضیاء پاشیوں میں روز افزوں اضافہ ہونا تھا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس طرح تالاب کی سطح آب پر رات کو منعکس ہونے والے ستارے صبح کو دُھندلا جاتے ہیں، بالکل اُسی طرح سلاسلِ تصوف اور زمانوں کی نسبتیں قائم ہیں۔ ایک زمانے میں ایک سلسلہ مقبول ہوتا ہے تو دوسرے زمانے میں دوسرا۔ اور یہ دستور ایک تسلسل کے ساتھ جاری ہے۔ سلسلہ تصوف کی مقبولیت کا تعین بھی غیبی قوتیں کرتی ہیں۔ حضرت بابا سیّد محمد تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ فیض جس تیزی سے وسعت اختیار کر رہا ہے وہ قوی دلیل ہے کہ ربِ قدیر نے اِس سلسلہ کو عصر رواں کے مقبول ترین سلسلوں میں ایک امتیاز عطا فرمایا ہے اور کیا عجب ہے کہ اِس صدی کے اختتام تک اِس کا پھیلاؤ برصغیر کی حدود سے نکل کر باہر کی دنیا میں فیضانِ عام کرنے لگے۔

حضرت بابا سیّد محمد بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے علم لدُنی (جسے اہلِ ہنود "انبھوشکتی" کی اصطلاح

سے پکارتے ہیں) پر جو ذخائر عرفان متلاشیانِ حق کو منتقل کئے ہیں، اُس سے تشنگانِ فیض کے قلوب سیراب ہو رہے ہیں۔ اُن کے روحانی معرکے اور مکاشفات مسلمانوں کے ایمانوں کو تقویت دینے کے باعث تو تھے ہی مگر جو رنگِ تصوف نکھر کر سامنے آیا اُس نے اہلِ ہنود کی نظروں کو بھی خیرہ کر دیا اور وہ قبولِ اسلام کے بعد اُن کے پیرو بن کر آشنائے رَمزِ حقیقی ہو گئے۔ اسلام کے دائرے میں داخل ہو کر اُن پر یہ راز کھلا کہ جس "انبھوشکتی" کی درات کو وہ ویرانوں اور رہبانیت میں تلاش کرتے رہے ہیں اور وہ دستیاب نہ ہوتی تھی، وہ مقام بے بہا، اقلیم روحانیت کے ایک شاہ دلق پوش حضرت بابا سیّد محمد تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں بیٹھ کر اعمالِ صالح اور خدمت انسانیت کا شعار اختیار کرنے سے، اَب اُن کی دسترس میں دکھائی دینے لگی ہے۔

ہر کرا در جاں خدا بنہد محک   مر یقین را باز ز داند اُو زشک

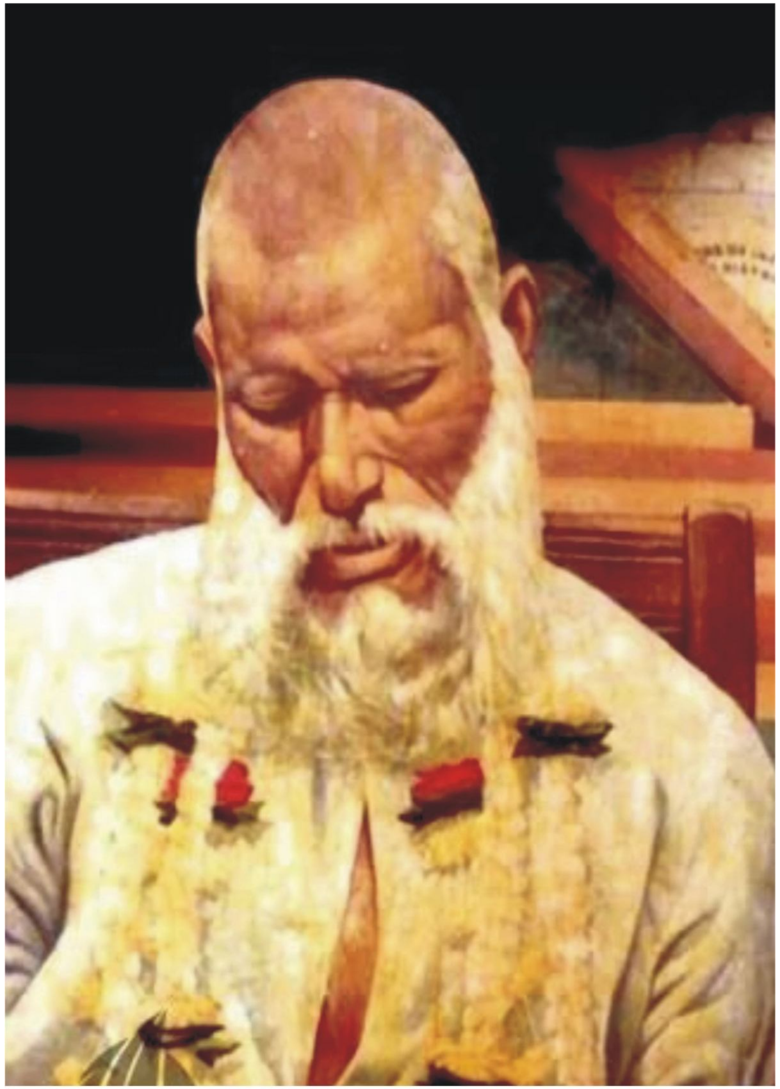
(خدا جس کے دل میں کسوٹی رکھ دیتا ہے۔ بلاشبہ وہ یقین کو شک سے جدا کر لیتا ہے)

کلامِ معرفت، مجازیب اور صوفیا کی زبان سے ادا ہوتا ہے تو اِس میں قلّت الفاظ اور کثرتِ معنیٰ ہوتے ہیں۔ اگر اُس کی شرح نہ کی جائے تو ہر شخص بقدر اپنی استعداد اور قابلیت کے اُن کلمات کے معنیٰ نکالتا ہے جس سے ابہام بڑھتا ہے۔ یہ مشکل اس لئے پیش آتی ہے کہ مکاشفات کی حقیقت دنیوی زباں اور اس کے محدود المعنیٰ الفاظ میں بیان نہیں کی جا سکتی۔ تصوف کو اسی لئے (INCOMMUNICATIVE) سمجھا جاتا ہے۔ مجازیب اور صوفیاء کا کلام اور ان کے فرمودات دنیاداروں کی قوتِ ادراک سے برتر اور اَرفع ہوتے ہیں۔ اس کا واحد حل یہ ہے کہ صوفیاء کے شارحین وہ لوگ ہوں جو صوفیاء کے ارشادات کی حقیقت کو اپنے قلب میں مشاہدہ کر سکیں کیونکہ شارح کا یہی درجہ اُسے اِس مقام پر فائز کرتا ہے کہ وہ استعاروں اور رَمز و کنایہ میں کہے گئے اَسرار کی عقدہ کشائی کرے اور استقلالِ شہادت اور ظہورِ حقیقت کی آسانیاں پیدا کرے۔

شکر کن مرشا کراں راں بندہ باش   پیش ایں شاں مرد بشو مابندہ باش

(شکر کر اور شکر گزاروں کا غلام بن۔ ان کے سامنے مُردہ بن اور عمر دوام حاصل کر)

احمد غزالی شہیدی۔ لاہور



حضرت بابا سیّد محمدّ تاج الدین ناگپوریؒ

حضرت سرکارتاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا ظہور

از: احمد علی سیّد تاجی

آپ کا تعلق سادات رام پور سے ہے۔آپ نے مدرسہ عالیہ رام پور سے درسِ نظامی کی تکمیل کی۔لکھنؤ یونیورسٹی سے ادبیات عربی میں فاضل ادب کیا۔جامعہ کراچی سے ایم اے (اردو) اور ایم اے (معارف اسلامیہ) کی اَسناد حاصل کیں۔ادب اور مابعد الطبیعات کے مطالعہ سے آپ کو خاص شغف تھا۔اردو کے متعلق آپ نے مضامین لکھے ہیں۔کچھ درسی کتابیں بھی لکھی ہیں۔دورِ جدید کی مادّیت کے سخت مخالف تھے۔اولیاء اللہ سے بڑی عقیدت رکھتے تھے اور روحانی اقدار کے فروغ کیلئے کوشاں تھے۔زیرِ نظر مضمون حضرت تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا ظہور آپ کی عقیدت اور روحانی اقدار سے آپ کی وابستگی کا مظہر ہے۔آپ کی اس عقیدت کا یہ نتیجہ نکلا کہ سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی ایما سے اُن کا نام پلٹن کے رجسٹر میں بحیثیت تاجی لکھ کر مجھ عاجز نے انہیں سلسلہ تاجیہ کی اجازت وخلافت بھی عطا کردی تھی۔سیّد صاحب کا وصال ہو چکا ہے۔میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صدقے میں ان کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عنایت فرمائے۔لیکن انہوں نے گھر کے تمام افراد کو سرکار بابا صاحب کا بے حد عقیدت مند بنا دیا ہے۔

(راقم: قاضی سیّد میر محمد علی تاجی رحمۃ اللہ علیہ)

☆☆☆

اُنیسویں صدی کے نصف آخر کا زمانہ برصغیر میں اہم تبدیلوں کا زمانہ تھا ہماری تاریخ میں اِس کو مغرب کے ماڈی نظریات کے نفوذ کا زمانہ قرار دیا جاتا ہے لیکن یہی زمانہ روحانیت کے قطب مدارِ عالم حضرت بابا تاج الدین چشتی وقادری رحمۃ اللہ علیہ کے ظہور کا زمانہ بھی

ہے۔ اِس دنیا میں آپ کا وَرودِ مسعود ۱۸۶۱ء میں ہوا تھا۔ اس دور میں مغرب کی مادّیت کو بالا دستی حاصل ہوگئی تھی اور ہماری روایتی روحانیت جس کا اثر پہلے خانقاہ سے خانوادہ شاہی تک ہوا کرتا تھا اَب صرف مہمان سرائے فقراء بن کر رہ گئی تھی۔ مادیت کی بالا دستی کے سبب مادی افکار کی یلغار مغرب کی جانب سے ہورہی تھی اور لوگوں میں پیروی مغرب کا رجحان بڑھتا جا رہا تھا۔

اس نازک صورتحال میں حضرت تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے ظہور کی حقیقت معنویت کیا ہے؟

کیا تاریخ کے اس اہم موڑ پر آپ کا ظہور محض ایک امر اتفاقی تھا یا اِس ظہور کے پس پردہ کوئی الوہی حکمت کارفرما تھی؟

باالفاظ دیگر مادیت کی یلغار کے دور میں روحانیت کے اس چراغِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ظہور کیوں ہوا؟

یہ اہم سوال ہیں ان سوالات کے صحیح جواب معلوم کر کے ہی ہم تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے ظہور کی حقیقی معنویت کا سُراغ لگا سکتے ہیں۔ لیکن ایک مؤرخ کی عقل ان سوالات کا کوئی اطمینان بخش جواب نہیں دے سکتی۔ مؤرخ کی عقل تو محض خارجی واقعات کی کڑیوں کو جوڑتی ہے اور اِن کڑیوں کو جوڑنے میں مادی نقطہ نظر سے کام لیتی ہے۔ وہ حکمتِ الٰہیہ کے اِن اِسرار تک رسائی حاصل نہیں کرسکتی جو تمام خارجی واقعات کا سامنا کرتی ہے تو سراپا حیرت بن جاتی ہے۔ البتہ ایمانی بصیرت اِس راز سے واقف ہے۔ فطرتِ الٰہیہ نارِ نمرود کے مقابل گلزارِ ابراہیم کو سرسبز و شاداب کرتی ہے۔ فرعون کی تمکنت کے مقابل ضربِ کلیمی کی سطوت لاتی ہے اور شرارِ بولہبی کے مقابل شمعِ رسالت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو روشن کرتی ہے۔ فطرتِ الٰہیہ ہمیشہ باطل کے مقابلے پر حق کو لاتی ہے اور حق کا بول بالا کرتی ہے۔ ایمانی بصیرت اِس راز سے بھی واقف ہے کہ نمرود، فرعون اور ابولہب جیسے باطل پرست لوگوں کے پاس وسائل کی فراوانی ہوتی ہے اور وہ ظاہری قوت و شوکت بھی رکھتے ہیں لیکن اُن کے مقابل جو حق نما اور حق افروز ہستیاں ہوتی ہیں، اُن کے پاس نہ مادی وسائل کی فراوانی ہوتی

ہے اور نہ ظاہری قوت و شوکت، البتہ اُن کے پاس ایک ایسی مخفی اور پُر اِسرار قوت ضرور ہوتی ہے جس کے سبب اِن کو باطل قوتوں کے مقابلے میں کامیابی نصیب ہوتی ہے۔

آیئے ! اس ایمانی بصیرت کے وسیلے سے ہم تاریخ کے ایک نازک مرحلے پر حضرت تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے ظہور کی معنویت دریافت کریں۔ ہم اس وسیلے سے آپ کے ظہور کی معنویت دریافت کرنے میں اس لئے حق بجانب ہیں کہ ہماری تاریخ میں زوالِ بغداد کے بعد بھی ایک نازک مرحلہ آیا تھا اور اِس نازک مرحلے پر بھی بڑے بڑے صوفیاء نے ظہور کیا تھا اور گرداب میں پھنسی ہوئی اُمت کی کشتی کو سہارا دیا تھا۔ اس لئے آیئے دیکھتے ہیں کہ ۱۸۵۷ء کی رَستاخیزی کے بعد برصغیر میں حضرت تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے ظہور کی کیا معنویت ہے۔

برصغیر کی تاریخ کا فہم رکھنے والے جانتے ہیں کہ ۱۸۵۷ء میں مغرب نے ہمارے اوپر صرف سیاسی غلبہ حاصل نہیں کیا تھا بلکہ یہ ایک ہمہ گیر غلبہ تھا جس کی گرفت میں ہماری تہذیب، علوم و فنون، ادب اور افکار و عقائد سب آ گئے تھے۔ ہماری روایتی اقدارِ حیات پامال ہورہی تھیں۔ ان اقدار پر سے لوگوں کا اعتماد اُٹھتا جا رہا تھا اور مادّی افادیت پرستی کا رجحان معاشرے میں عام ہوتا جا رہا تھا۔ مغرب زدہ لوگ خدا پرستی کے بجائے فطرت پرستی کی طرف مائل ہو گئے تھے۔ ہمارے روایتی علوم و فنون کی اہمیت و وقعت ختم کی جارہی تھی۔ تعلیم کے میدان میں لارڈ میکالے کی حکمت عملی گُل کھلا رہی تھی۔ اور ادب میں کرنل ہالرائیڈ حالؔی کو نیچرل شاعری اور افادی ادب کا درس دے رہے تھے۔ حالؔی نے تو صاف کہہ دیا تھا کہ ’’حالؔی اب آؤ پیروی مغرب کریں‘‘ مگر بعض مقتدر حضرات خفیہ طور پر مغرب کے گرویدہ ہو گئے تھے اور اعلانیہ طور پر یہ کہتے تھے کہ وہ اہل مشرق کی فلاح کیلئے کام کر رہے ہیں۔ حد یہ کہ مذہب میں عقلیت پرستی کا رویہ رونما ہو گیا تھا اور خدا کے عطا کردہ مذہب کی ایسی تشریح کی جارہی تھی جو اُس وقت کے مغربی انسان کے سائنسی نظریات کے عین مطابق ہو۔ مختصر یہ کہ مغرب کی پیروی کرنے والوں نے صرف مغرب کو ہدایت کا سرچشمہ تصور کرلیا تھا۔ اِس بناء پر ہمارا اپنا جو کچھ تھا اس کو یا تو مغرب کے مادی نظریات کے

مطابقت میں لایا جارہا تھا یا فضول سمجھ کر رَد کیا جارہا تھا۔ صرف یہی نہیں بلکہ روحانیت کے حقیقی سرچشمہ سے ہمارا تعلق منقطع کر کے مغربی مادیت سے رشتہ استوار کرنے کی کارروائی بھی کی جارہی تھی۔ چنانچہ مغرب نے اپنی برتری کے زُعم میں ہم کو یہ سبق پڑھایا تھا کہ حقیقت صرف ہمارے حواس کی مادی اور مرئی دنیا تک محدود ہے۔ اِس مرئی و مادی دنیا سے اوپر کوئی حقیقت نہیں۔ بالفرض کوئی غیر مادی اور غیر مرئی حقیقت کہیں اوپر ہو بھی تو اِس کی تصدیق کے سائنسی ذرائع ہمارے پاس نہیں۔ اس لئے اس اوپر والی حقیقت کو نظرانداز کرنا ہی بہتر ہے۔ اِس سبق کو مغرب کی پیروی کرنے والوں نے ذہن نشین بلکہ دل نشین کرلیا تھا۔ اس طرح حقیقت لامنتہا سے ہمارا ناطہ توڑنے کا کام شروع ہو چکا تھا کہ حضرت تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا ظہور ہوا اور آپ کے روحانی کمالات کا شہرہ تھوڑے ہی عرصے میں برصغیر کے گوشے گوشے میں ہوگیا۔ ایمانی بصیرت کے نقطہ نظر سے اِس مرحلے پر آپ کا ظہور ہرگز ایک اتفاقی اَمر نہیں تھا بلکہ ایمانی بصیرت یہ گواہی دیتی ہے کہ آپ مادیت کے فروغ کے اس دور میں روحانیت کی بالادستی بحال کرنے کیلئے تشریف لائے۔ مؤرخ کی عقل بھی خارجی واقعات کی شہادت کی بناء پر حتمی طور پر یہ نتیجہ اخذ کرسکتی ہے کہ آپ کا ظہور مادیت کے طوفان کو روکنے کے لئے تھا۔ مستند اور معتبر شواہد اس بات کے موجود ہیں کہ آپ کی قدسی الاصل ذات سے وہ روحانی کمالات ظاہر ہوئے جو بے بصیرت مادیت کے خواب و خیال میں بھی نہیں آسکتے تھے۔ مادیت اپنی ڈاکٹری اور سرجری پر نازاں تھی اور آپ چشم زدن میں مُردے کو زندہ کردیتے تھے۔ آپ کی کرامات کی مستند اور چشم دید واقعات ''اذکار تاج الاولیاء'' میں قدرے تفصیل سے درج کئے گئے ہیں۔ اِن واقعات کی روشنی میں مؤرخ آپ کے ظہور کی معنویت کو اپنی بساط کے مطابق دریافت کرسکتا ہے۔

حضرت تاج لاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے مادیت کے خلاف علمی موشگافیاں نہیں فرمائیں اور نہ مناظرہ بازی سے کام لیا کیونکہ علمی موشگافیوں اور مناظرانہ حجتوں میں مزید گفتگو کی گنجائش باقی رہتی ہے بلکہ آپ نے روحانی حقیقت کو برسرِ عام آشکار کردیا کہ ''آفتاب آمد دلیل آفتاب''، آپ کی خوارقِ عادت کرامات کی بناء پر پیروی مغربی والوں کو خیال آیا کہ روحانی

حقیقت بھی کوئی شے ہے۔ کوئی بڑی شے اور عوام میں مغربی پیروی کا جو طوفان اُٹھا تھا وہ دَب کر رہ گیا۔ حد یہ کہ مادیت پرست انگریز افسران بھی آپ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوئے اور آپ کے روحانی تصرفات سے فائدہ اُٹھایا۔ اسی طرح مادیت کی سرفرازی کے مقابل آپ نے روحانیت کی بالادستی کو بحال فرمادیا اور یہی وہ اَلوہی مشن تھا جس کی تکمیل کیلئے آپ تشریف لائے تھے۔ بعض لوگوں نے روحانیت دشمنی میں اور بعض نے اپنی کوتاہ فہمی کے باعث آپ کے بارے میں یہ بات مشہور کردی کہ آپ محض ایک مجذوب تھے۔ اِس بات کو مشہور کرنے سے روحانیت کے دشمنوں کا یہ مقصد تھا کہ آپ کی روحانیت کا سلسلہ آگے نہ چلے، کیونکہ مجذوب کے پیچھے کوئی سالک نہیں چلتا لیکن کوتاہ فہمی کی بناء جن حضرات نے آپ کو مجذوب سمجھا وہ ایک طرح دور کے تماشائی تھے۔ انہوں نے محض حالتِ جذب میں آپ کو دیکھ کر یا محض سُنی سُنائی باتوں پر یقین کر کے یہ قیاس کرلیا کہ آپ مجذوب ہی ہوں گے۔ حالانکہ یہ ایک قطعاً نامناسب رویہ ہے۔ اگر وہ اس بات کی طرف ذرا بھی توجہ دیتے کہ آپ کے روحانی فیض سے کتنے ہی ناقص، ولیء کامل بن گئے تو اُن کی غلط فہمی دور ہوجاتی۔ بہرحال روحانیت کے دشمنوں کی ریشہ دوانیوں اور کوتاہ فہموں کی کوتاہ فہمی کے باوجود روحانیت کا وہ چراغِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑی آب و تاب کے ساتھ روشن ہوا اور اُس چراغ سے سینکڑوں چراغ روشن ہوئے۔ جن کی بدولت سلسلہ تاجیہ کا نورِ ہدایت دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچ رہا ہے۔ خدائے برتر معمور چھائی ہوئی مادیت کی آندھی میں روحانیت کے ان چراغوں کو سدا روشن رکھے۔ آمین

(احمد علی سیّد تاجی)

☆☆☆



حضرت بابا سیّد محمدّ تاج الدین ناگپوریؒ

ایمانی وروحانی مرقع

حضرت قبلہ شاہ انصار الہ آبادی سجادہ شیخ العالم حضرت سیّدنا شاہ میر سکندر علی رحمانی قدس سرہ العزیز ہیں۔ شاہ صاحب کا مزار مبارک الہ آباد (ہندوستان) میں مرجع خلائق ہے۔ حضرت قبلہ شاہ انصار صاحب میرے بے حد کرم فرما بُزرگ ہیں۔ میں جب بھی ان کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں مجھے پدری شفقت کا لُطف ملتا ہے۔ میں آپ کو آج کے دور کا ولی کامل سمجھتا ہوں۔ آپ نے ''اذکار تاج الاولیاءؒ'' کے لئے اپنے تاثرات عطا کر کے میری بے حد ہمت افزائی کی۔ تیسری بار اذکار کے شائع ہونے پر آپ کو بے حد مسرت ہوئی۔ آپ ہی نے اپنے دعائیہ کلمات کے ساتھ اِس کی رونمائی فرمائی۔ اب چھٹا ایڈیشن شائع ہو رہا ہے۔ افسوس کے قارئین کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں کہ شاہ صاحب قبلہ کا وصال ہوگیا ہے۔ اور خانقاہ سعدیہ پاپوش نگر میں مزار مبارک ہے۔

(راقم: قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی)

☆☆☆

حضرات قارئین کرام! فی الوقت جو ایمانی و روحانی مرقع آئینہ پیش نظر ہے اس کی آغوشِ رحمت و معرفت میں برکو چک کے عظیم درویش و وَلی اللہ حضرت مولانا بابا سیّد محمد تاج الدین ناگپوری قدسرہ العزیز کے خرقہ عادات وکمالات کا اقتباس، معنوی صورت وحیثیت سے درج وضبط ہے۔ جسے مکرم ومحترم بابا قاضی محمد علی تاجی امجدی مدظلہ، العالی نے بہ کمال احتیاط، تالیف قلوب کیلئے تالیف فرمایا۔ جناب محمد علی زید لطفکم بوقت وصال بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ صرف ۱۳ ماہ کے تھے۔ ایسی صورت میں کیسے زیارت سے شرف یاب ہوتے یعنی انہوں نے زندگی میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو نہیں دیکھا۔ البتہ بعد وصال انہوں

نے اپنے والد بزرگوار کی چشم مبارک سے دیکھا اور ایسا دیکھا کہ تمام زندگی دیکھتے ہی رہیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس دعوے کی دلیل یہ ہے کہ جناب موصوف نے اپنی زندگی کا ایک ایک دقیقہ، عملی طور پر ''بیادِ بابا'' وقف و مختص فرما دیا ہے اور آج ان کے ہر نفس کی، آواز آمد و شد بھی ''بابا۔ بابا'' رَچا اور بسا ہوا ہے۔

انہی فیوض و برکات کا مبارک نتیجہ آج آپ کے دست مبارک میں، بہارستان رَنگ و بُو دِکھا رہا ہے تاکہ آپ کا دل بھی آئینہ ءِقدرت وفطرت اور مخزنِ عقیدت بن جائے۔ لاریب جو بصدقِ دل خدا اور خدا والوں کا ہو جاتا ہے تو وہ صرف ریب ہی سے پاک نہیں ہوتا بلکہ خدا اور خدا والے بھی اُس کے ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ یہ بات مشہورِ عوام و خاص ہے کہ بندہ ایک بار اُن کا ہو تو وہ سو بار اُس کے ہو جاتے ہیں۔ وہ کسی کا احسان پسند نہیں فرماتے وہ تو احسانات فرمانے کے بہانے تلاش فرماتے ہیں اور یہاں تک کہ زندگی کو بندگی کے سانچے میں ڈھال کر ماسوا اللہ سے بے نیاز فرما دیتے ہیں۔ بے شک جناب قاضی صاحب اس انعام و اکرام کے مستحق وسزاوار آئینہ دار ہیں۔ یہاں یہ حقیقتِ حال خالی از لطف کیا باعث صد لطف ہوگی کہ قاضی صاحب کے پدر بزرگوار حضرت قاضی بابا سیّد امجد علی شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بے نیاز ہو کر اپنی زندگی کی ہر سانس کو نیاز مند حضرت بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ بنا دیا تھا جب ہی تو وہ کلید بردار تاج الاولیاء کے اعزاز و افتخار سے مستفیض و مستنیر ہوئے اور عقیدت و محبت نے جنابِ والا کو ایسا سجا دیا کہ انہیں دیکھنے والا بھی عقیدت و محبت میں کھو جاتا تھا۔

بقول اربابِ کرم و اہل اللہ جب روحانی شمعیں روشن ہو جاتی ہیں تو گردو پیش کے تمام ماحول سے تاریکیاں ازخود چھٹ جاتی ہیں تا آنکہ نسلاً بعد نسلاً اس کی شعائیں چھن چھن کر فیوض و برکات لُٹاتی رہتی ہیں۔ لہٰذا قاضی محمد علی تاجی کو جو سعادت نصیب ہوئی وہ ان کے خاندانی وراثت کی رہینِ منت ہے۔ نیز اُن کے حضرت والد صاحب قبلہ مرحوم و مغفور کی زیرِ دعا بھی اپنی جگہ ہے وہ فرماتے ہیں۔

الٰہی امجد ناچیز کے نخل تمنا کو
برائے شاہِ تاج الدینؒ با برگ و ثمر کر دے

چنانچہ اس دعائے قلبی نے قبولیت کا شرف حاصل کیا اور فرزندار جمند با برگ و ثمر ہو گئے پھر کیسے حضرت بابا سیّد محمد تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی تاجیت کا تاج محمد علی کے فرقِ مبارک پر زیب نہ دے جبکہ اُن کے نام نامی میں محمد بھی ہے اور علی بھی۔ انہی فیوض و برکات کی زرّیں زنجیر کی روشن ترین کڑی ''اذکارِ تاج الاولیاء'' ہے۔ جس کا ہر فقرہ کیا، ہر سکون و حرکت اہل معرفت کے لئے مشیت تعمیری فضائل کا حکم رکھتا ہے۔ ملفوظ شریف کا پہلا ایڈیشن تبرک بن گیا۔ ہر طرف تشنگانِ عقیدت تڑپ اُٹھے۔ تا آنکہ بہ مقتضا احباب انصار مکرر طباعت و اشاعت کا ممنون و منت پذیر ہونا پڑا۔

حضرات! غیر منقسم ہندوستان کا کون سا ایسا اہل دل و اہل نظر ہے جو حضرت بابا سیّد محمد تاج الدین ناگپوری رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی سے معہ کمالات واقف نہیں۔ اِس مردِ کامل نے صرف سی پی ہی کو اپنے گوہر یکدانہ سے تابانی و آب و تاب نہیں بخشی بلکہ سی پی کے اِس موتی نے ہر خطہ کو اپنے خطوطِ روحانی سے مرکز نور و معرفت بنا دیا۔ یہ ولی برحق محض مسلمانوں ہی کا رہنما و پیش رو نہ تھا تمام ادیان و مذاہب کے صاحبانِ طلب و فکر، حاضر دربار ہو کر بقدرِ ظرف و استعداد استفادہ کرتے تھے اور یہ سلسلہ فیض ہنوز کیا، تا قیامت قائم و دائم رہے گا۔ انشاء اللہ

قارئین! حضرات اولیاء کرام کی وفات حسرت آیات ماوشما سے قطعی مختلف ہوتی ہے۔ وہ حضرات زمان و مکان سے اپنی حقیقت اصلیہ و دامیہ کی جانب منتقل ہوتے ہیں۔ مشاہداتی زندگی میں وہ بصورتِ قطرہ ہوتے ہیں۔ لیکن وصل الی الحق کے بعد بحر ناپیدا کنار بن جاتے ہیں۔ افعال اجسام منقطع ہو جاتے، اُمورِ روحانیات کی داد و دہش باقی رہتی ہے۔ جسمانی حرکات وسکنات میں فروگزاشت کا امکان تصور بعید از قیاس نہیں ہے۔ روحانی آداب، کوتاہیوں، انسانی غلطیوں سے بالکل مبرا و منزہ ہوتے ہیں۔ پس نتیجہ یہ نکلا کہ حضرات اولیاء کرام قیدِ حیات سے چھوٹ کر نہایت آزادانہ جلوہ حق بکھیرنے پر قادر ہوتے

ہیں تا آ نکہ فیوض و برکات کے وہ دروازے جو قیدِ زندگی میں بند ہوتے ہیں وہ بھی محل زندگی کے بعد کھل جاتے ہیں۔یعنی وہ زندہ بھی رہتے ہیں تو دوسروں کی زندگی زندہ بنانے کیلئے اور جب **کل من علیہا فان** کے قانونِ مطلق پر عمل پیرا ہوتے ہیں تو بھی بندگانِ خدا کو، خدا سے ملانے کیلئے۔ وہ اس لئے کہ شہنشاہِ انبیاء حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ،شہنشاہِ اولیاء حضور مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا وہ مشن معنوی حیثیت سے تشنہ تکمیل نہ رہے۔جس کیلئے ذاتِ اَحدیت نے اٹھارہ ہزار عالمین کو معرضِ وجود میں لانے کا شرف بخشا۔بقول عزیز لطفی ؎

تاج دین تاج بھی ہیں، تاج کے سرتاج بھی ہیں
جس طرح زندہ تھے کل، ویسے ہی آج بھی ہیں

تمام آلِ کبار واصحاب ذی وقار اولیائے کرام، شمع توحید و معرفت کی وہ کرنیں ہیں۔ جب یہ کرنیں آفتابِ نبوت و ماہتابِ ولایت میں مدغم ہوجاتی ہیں تو کرنیں نہیں رہتیں، کچھ اور ہوجاتی ہیں۔جس طرح قطرہ دریائے وحدت میں گم ہونے کے بعد دریا ہی تصور کیا جاتا ہے فی الواقع حضرات خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد اولیاء کرام ہی نے تبلیغ و ترویج اسلام و صاحبِ اسلام کا حق ادا فرمایا۔ چنانچہ انہی اہل کمال حضرات میں حضرت بابا سیّد محمد تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ بھی شمار ہوتے ہیں۔کوئی بُزرگ کسی علاقے کیلئے کوئی کسی خطے کیلئے، مگر اِس زرّیں تاج والے نے سی پی میں رہ کر دنیا کے ہر خطے کو اپنے درِ ناسفتہ سے جِلا بخشی۔تاج الاولیاء حضرت بابا سیّد محمد تاج الدین ناگپوری رحمۃ اللہ علیہ دنیا میں رہ کر اہل دنیا کو نواز کر بھی تارِکُ الدنیا رہے۔یعنی وہ بُلندی، ذاتِ اَحدیت کیلئے خود کو ہیچ سمجھنے میں فخر و مباہات محسوس کرتے تھے تاکہ وہی باقی رہے جسے باقی رہنے کا حق ہے۔ہم تو اپنا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔یہی جاذبیت وفنائیت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی جاوید کی ضامن و مامن ہے۔

وہ صرف ولی کامل نہ تھے بلکہ ولی ساز بھی تھے۔جس پر نگاہ پڑ گئی دیوانہ کردیا۔آپ کا فرمان ہے کہ:''آج بھی چلتے پھرتوں کو ولی بناتا ہوں۔''

پیش نظر سوانح حیات ''اذ کارِتاج الاولیاء'' جو معارفِ حقائق و شمع ہدایت کی روشنی میں

رقم فرمائی گئی، اِس سے کوئی بھی بالغ نظر بغیر استفادہ کئے نہیں رہ سکتا۔ جہاں جسے غلو محسوس ہو وہ بصدقِ دل منزلت فنا فی لرسول و فنا فی اللہ کے تقاضوں کا جائزہ لے۔از خود مبالغے کی نفی ہوجائے گی۔

ان مختصر صفحات میں ایک بات کو بار بار دھرانا، مذاق و علمی سلیقہ قلمی کے خلاف ہے۔البتہ صرف ایک گوشہ جو سوانح میں تشنہ ہے نہایت اختصار سے قارئین کی نذر ہے۔

۱۹۲۵ء میں میرے والد و پیر و مُرشد حضرت سیّدنا شاہ میر مشرف حسین علیہ الرحمہ خلف و سجادہ شیخ العالم حضرت سیّدنا شاہ میر سکندر علی الرحمانی المعروف سیّد صاحب درگاہ سیّد صاحب الہ آبادی معتقدین و متوسلین کے مجمع میں ارشاد فرماتے تھے کہ بوقت وصال حضرت بابا سیّد محمد تاج الدین ناگپوری رحمۃ اللہ علیہ موسم نہایت شدید و تپش آلود تھا، لوگوں کو فکر ہوئی کیسے تجہیز و تکفین ہوگی۔بس کچھ وقفہ کے بعد بادل گھر آئے اندھیرا چھا گیا۔موسلا دھار بارش ہونے لگی۔اب مزید فکر دامن گیر ہوئی۔لیکن جنازہ پاک اُٹھتے وقت بارش کا نام بھی نہ تھا مگر اُس کا نشان ضرور تھا وہ بھی جنّتی ہواؤں کی صورت میں۔ چنانچہ عظیم الشان مجمع نے نہایت سکون و فرحت کے ساتھ تدفین میں شرکت کی۔ جسے حضور پیر و مُرشد نے حضرت بابا رحمۃ اللہ علیہ صاحب کی کرامت سے تعبیر فرمایا۔لیکن یہ بات اُن کی سنی ہوئی تھی۔اب دیکھے ہوئے کی سُنیئے۔حضرت عبدالجبار صاحب اشرفی مدظلہٗ مقیم حال شمالی ناظم آباد نے جو شریک مِیّت تھے، ۱۹۸۳ء میں عینی شاندار تصدیق فرمائی۔چنانچہ اِس نتیجے پر پہنچنا مشکل نہیں کہ خدا بھی خدا والوں کی ناز برداری فرماتا ہے۔

علاوہ ازیں حقیر اِس ملفوظ شریف کے لئے اور کچھ عرض نہیں کرسکتا۔اس ملفوظ کا مطالعہ ہی دل کی آنکھیں کھول کر روح کو بیدار کرنے کیلئے کافی سے زیادہ کافی ہے۔

آخر میں بزبانِ دل و قلم دعا گو ہوں کہ پروردگارِ عالم عزاسمہ، بصدقہ حضور علیہ الصلوٰۃ و تسلیم جناب قاضی محمد علی دامت برکاتہٗ کی مساعی جمیلہ وجلیلہ کو اجر عظیم کے ساتھ شرف قبولیت اور مزید حوصلہ دے۔آمین۔

طالب دعا: شاہ انصار الہ آبادی

فقرِ تاج دینی

ولی الدین صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ کے حضرات میں ولی بھائی کے نام سے مشہور تھے۔ مجھ عاجز سے ایک عرصہ سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری تھا۔ پشاور کے دورہ میں ملاقات ہوئی۔ میں نے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اِس بچے میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک نرالی شان پائی۔ چونکہ سب ہی ان کو ولی بھائی کہتے تھے۔ میں بھی خط و کتابت میں ولی بھائی لکھتا رہا۔ ۱۹۹۱ء میں ان کے ایک خط کا جواب بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مخصوص کمرے میں بیٹھ کر لکھ رہا تھا تو ولی بھائی کی بجائے ولی تاج الاولیاء لکھا گیا۔ دوبارہ خط پڑھا ایک عجیب سی کیفیت ہوئی۔ اس میں سرکار کا قول یاد آیا ''سوالاکھ ولی بناؤں گا'' اور دل نے بھی یہ گواہی دی کہ تو نے جو جھلک دیکھی تھی۔ یہ اس کی تصدیق ہے۔

میرے خط کے جواب میں جس میں، میں نے ان کو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر کچھ لکھنے کیلئے کہا تھا۔ مندرجہ ذیل مضمون معہ خط جوانہوں نے روانہ کیا وہ شائع کیا جارہا ہے۔ ولی تاج الاولیاء کا وصال ہوگیا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ○

اِس زَمیں پر وہ یقیناً آسماں بن کر رہا
جس کو حاصل ہوگیا عرفانِ تاج الاولیاءؒ

☆☆☆

بسم اللہ۔ سیّد محترم قاضی محمد علی صاحب تاجی

السلام علیکم!

میں حقیقت میں اِس ستائش کے لائق نہیں جو آپ نے فرمائی ہے۔ البتہ آپ کی محبت اور خلوص نے کچھ کوشش کرواہی ڈالی۔ وگرنہ لکھنا لکھانا اَب کم ہی ہوتا ہے۔

''اذکار تاج الاولیاء'' کو آپ کی یہ مزید تحریریں اور وسعتیں بخشیں گی۔ البتہ خلقت کیلئے تمام حیاتِ مبارکہ کے انوار جذب کرنا، آپ کی شدتِ شوق کے سہارے بابا رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کرم پاجانے کی بات ہوگی۔ اس نظر کرم پاجانے کی اُمید میں چند صفحات پیش خدمت ہیں۔

محرک آپ ہیں، اس لئے کسی لائق ہوتو آپ کے نام ہی چھپ جائے۔ اصلاح کرنا ذریعہ سعادت ہوگا۔ خادم ولی الدین

☆☆☆

اسلامی فخر کی دستان طولانی ہے۔ فرد وملت کے عروج وزوال کے پس پشت، باطنی صلاحیتوں کی استواری کے بغیر کام نہیں بنا کرتا۔ شرعی تقاضوں کے تحت تزکیہ باطن کے بعد ظاہر کا حسن وسنوار زیب دیتا ہے۔ ظاہر و باطن کی میزان قائم رکھنا فقراء صاحبانِ اَمر کا کام رہا ہے۔ شریعت کا تعلق تزکیہ نفس، رُشد وہدایت، پابندی احکام کے ذریعے پہلے باطن کی اصلاح ہے پھر ظاہر کی طرف رجوع ہونا ہے اور طریقت کے چاروں مستند طریقے اور ان سے منسلک سلسلے تو ہیں ہی مقامِ قلب وروح کی باتیں، مقامِ عشق واَمر سے کارفرمائی۔ اس لئے صاحبانِ طریقت نے اوّل افراد وملت کے باطن کی اصلاح کی جانب توجہ دی۔ یہ کام صرف صاحبانِ امر کے ہاتھوں تکمیل پاتا ہے کیونکہ قلب اور روح کی دنیا ہے ہی اَمر کی دنیا ہے۔ جب یہ برکت بسم اللہ قلب وروح کی دنیا میں قم باذنی کردیا جائے تو ہر طالب حق رجوع الیٰ اللہ ہوجائے اور اپنی منزل راجعون پر گامزن ہوجائے کیونکہ

قم باذن اللہ ہر دم می شود قم باذنی رامقام دیگر است

ملت کی زندگی میں یہ قم باذنی اکثر ہوا ہے۔ اس برصغیر میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے باطن کی جانب رجوع ہونے کی راہ کشادہ کی۔ نخل اسلام کا باطن میں بیج بونے کی ضرورت یوں پیش آئی کہ ماوراء الہند عالم اسلام کی ملی زندگی کا تہذیب وترقی، علم دانش وفلسفہ کتابی، دفتروں کے دفتر موجود ہوتے ہوئے ظاہر کا خول ہی رہ گیا تھا۔ دین اپنے باطنی انوار اپنے عشق و محبت کی خوشبو سے معرا ہو چکا تھا۔ اس تازہ سرزمین میں گنجائش تھی کہ پھر سے نخل اُمت کی آبیاری ہو سکے تب ہی اَگلے زمانے کے فقراء نے باطن وظاہر کو توازن میں لاکر کئی صدیوں

تک اَمر الٰہی کا اجراء اِس سرزمین میں فرمایا اور ہر اسلامی حکومت کی راہ باطن سے پشت پناہی کی۔ بُزرگانِ دین کی وہ تمام داستانیں جن کا ظہورِ سرزمین ہند پر ہوا آج بھی زبانِ زد خاص وعام ہیں۔

بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے تک پھر افتادِ زمانہ سے ملّت کی باطنی راہ دُھندلی ہوتی چلی گئی اور کسی نہ کسی طرح اِس شکستہ بوسیّدہ عمارت کو سنبھالے رکھنے کے لئے عدیم المثال ظاہری کوششیں ہوتی رہیں اور مشاہر وصاحبان خدمت کرنے میں لگے رہے۔ قلب کی دنیا عشق ومحبت کو جنون گردانا جانے لگا۔ اس سے اوپر روح امر ربی کی سطح سے عمل پیرائی کی جانب خواص تک کی بھی نظر نہ گئی۔ نورِ باطن سے مبرا ملت من حیث القوم المعد ودے چند علماء وخواص ارکان کو ہی بنیاد دین و مذہب، خداشناسی، عرفانِ قُربِ حق کا ذریعہ سمجھتی رہی اور بات بس پند ونصیحت، وعظ و ہدایت، ظاہری علم وتدریس اور کتب بینی تک ہی محدود ہو کر رہ گئی۔ گویا اُمتِ مرحومہ جیسے علم و دانش کی وہ ساری خوابیدہ باطنی صلاحیتیں جن کو فقرائے باطن، اپنے اپنے زمانوں میں بیدار کرکے اونچی سطح تک لاتے رہے۔ وہ ظاہری رسم رواج سے دَب دَب کر بے معنی سی ہوکر رہ گئیں۔ جب باطنی صلاحیتوں کے اس دفینہ کو برآمد کئے بغیر قوم کو راہ فروغ پر ڈالنے کے کوئی صورت نہ رہی تو حریص علیکم بالمو منین رؤف الرحیم رحمت اللعالمین کی شدت کے تحت بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کا ظہور رہوا۔

اب انقلابی طریقہ سے ہی آتش فشانی قوت کی طرح اُمت کے باطنی حب وعشق کے خزانوں کو باہرلا یا گیا۔ باطن انسانیت جو خود حق ہے، مومنین کے شانہ بشانہ کھڑی کردی گئی۔ مسلمان، ہندو، سکھ، عیسائی کہہ اُٹھے العشق جزبته من جذبات الحق۔ حق کے اولین جذبے حُب کی جس سے خلقت پیدا کی، تصویر پیش نظر تھی۔ میں کی جھوٹی تجلّی عقل و دانش کے فریب سے نکل کر ''تُو ہی تُو اللہ ھو'' سے باطن بیدار رہوا۔ یہاں محبت کے خزانوں کے علاوہ اور کیا تھا۔ الخلق عیال اللہ کی معیت میں خلوص ووفا، محبت وخدمتِ خلق، قُربِ حق کا ذریعہ بن گیا۔

ناگپور کے باطنی ماحول کی جلالی شان کی داستانیں ہزاروں ہیں۔ یہ ظاہرداری سے بغاوت کو کلیتاً نظرانداز کردینا ایک قلندر باہوش ہی کا کام ہوسکتا تھا۔ باطن اور صرفِ باطن کی جانب رجوع کی راہ کشادہ کردینا، ایک ختم اولیاء ہی کرسکتا تھا۔ باطن میں سوائے عشق و محبت، حق کے کیا ہے اور رجوع الیٰ اللہ کیا ہے کہ انسان اپنے ہی خزانہ غیب کو پاکر فتح غیب کرے۔ یہ اپنے اندر ڈوب جانا حق میں محویت و استغراق ہے۔ سیر النفس ہے خود میں ڈوب جانے والا لاکھوں میں ایک ہوتا ہے اور وہ بھی اللہ کے فضل سے ایسے کو مجذوب کہہ کر ٹال دینا سراسر جہالت ونادانی ہے۔ بغیر بحرحق میں غوطہ لگائے کون ہے جو منازلِ اعلیٰ کی جانب رَسائی کرسکا ہے۔ جذب و انہماک تو انبیاء اوراولیاء کی سُنّت رہا ہے۔ چلہ کشی، اعتکاف، گوشہ نشینی، درجہ بدرجہ کوہِ طور، غارِحرا کی سنتیں اپنے اپنے مقام کی باتیں ہیں۔ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا استغراق یہ بھی خدانہیں وہ بھی خدانہیں میں چھپ جانے والوں کو خدا نہیں مانتا۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قلندرانہ ننگے سر پیر قریہ بہ قریہ گھومنا وہ میرا باپ آسمانوں میں وہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مدینہ کی گلیوں میں کملی میں پھرنا وہ قرآن کا نشان دہی کہنا کہ تمہارا صاحب مجنوں نہیں آخر کس کس مقام کی باتیں ہیں۔ بغیر جذب حق بغیر عشق کی منازل طے کئے روح اور مقامات امر کی باتیں کرنا، عرفانِ ذات اور قُربِ حق کی باتیں کرنا سوائے خود فریبی کے دعوؤں کے اور کیا ہے۔ یہ عشق واَمر الٰہی قلندروں کی میراث ہے۔ انبیاء کی طرح یہ بھی زمانہ کے لحاظ سے بھیجے جاتے ہیں۔ شکر کروکہ بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی ذات میں رحمتوں کے انوار زمانے میں بکھیر دیئے گئے ہیں۔ بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی چادر آسمانوں میں اور آسمان باطنی میں پھیلی ہے۔ اُمت کو اپنے سائے تلے کئے ہیں۔ آفات سے بچائے ہے۔ وہ وقت بھی آئے گا جب ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی چادر کی طرح بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی وہ چادر جو کسی صاحبِ دل، صاحبِ اَمر کے پاس اُس زمانہ میں ہوگی، اُمت کی کامیابی کا وسیلہ بن جائے گی۔

بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کو سمجھنے کیلئے ہمیں اپنی ناقص عقل و دانش کی سمجھ کو آگ لگا دینا ہوگی۔ ہم بابا کو کیا سمجھ سکتے ہیں آگ کو آگ سمجھ سکتی ہے۔ پانی کو پانی اور ذاتِ حق کو ذاتِ

حق۔ بابا حضور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا: ’’جس نے ہم کو جیسا سمجھا ہم اُس کیلئے ویسے ہی ہیں۔‘‘

’’اس کالے تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے نہیں پہچانا۔ حشر کے دن جب حساب لینے بیٹھوں گا تب پتہ چلے گا کہ تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کون تھا۔‘‘

سبحان اللہ! کالا رنگ ذات کا بھی اسودنی نور ہے۔ ذاتِ حق میں اس قدر کامل ضم ہوجانے کو اور اس سے زیادہ شدت سے کیا بیان کیا جاسکتا تھا۔

مرد حق از کس نگیرو رَنگ و بُو
مرد حق از حق بگیرو رَنگ و بُو

ہر زمان اندر منقش جانے دگر
ہر زمان اور اچو حق شانے دگر

معنی جبرئیلؑ و قرآن است او
فطرۃ اللہ را نگہبان است او

(مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ)

جو فقیر وحدت ذات میں ہو کر یومِ حساب کی بات کرے۔ اُسے کون ہوش گم مجذوب کہہ سکتا ہے۔ زمان ومکاں کے بند توڑ کر نمودِ ذات کی محویت میں غوطہ زن ہو کر دیکھیں یہ تو وہ شعور بیدار ہے۔ وہ جذبِ مسعود ہے، وہ مبارک نمودِ ذات ہے جو اَزل اور اَبد کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اس عالم میں، میں اور تُو کا فرق کیسا۔ ذاتِ حق ہی سے سب کا ظہور ہوا اور ذاتِ حق ہی میں سب الیہ راجعون، رجوعِ ذاتی ہے۔ لہٰذا وہ شعورِ بیدارِ اَزل کے معاملات ذاتی میں نہ بھولے۔ وہ اپنی شانِ یکتائی میں اَبد میں بھی توحیدِ ذاتی سے باہر کب ہوسکتا ہے۔ یہ بڑے مقام اور بڑے خاص وقتوں کی بات ہے۔ ایسا فقیر صرف کلمہ پڑھتا نہیں بلکہ کلمۃ الحق ہو جاتا ہے۔ اسی طرح صرف مالک یوم الدین پڑھتا نہیں بلکہ کلمۃ الحق کی زبان بن کر اُس مقام سے بولتا ہے۔ اپنی حقیقت کی رونمائی کرتا ہے۔ عقل کور بین کو سوائے

اس کے کیا کہا جائے۔

کم نظر بے تابی جانم نہ دید
آشکارم دید و پنہانم نہ دید

(علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

پیر کامل چونکہ توحید کا شہسوار ہوتا ہے۔ یعنی صورت، روح اور حقیقت کی اس میں توحید ہوتی ہے اس لئے اس کی صورت میں ہی حقیقت کی رونمائی ہوسکتی ہے۔ اس کے علاوہ دوسرا آسان ذریعہ بھی نہیں۔ وجہ ربّی کی جھلک اور لقائے حقیقت کا ظہور ایسے ہی آئینوں میں ہوتا ہے جیسے کہ حضور بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ۔ مگر وائے تقدیر کی کوتاہی کہ کچھ تو اپنی کثافتوں، اپنی عقل و دانش کی شیطانیت میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ظاہری شکل وصورت انداز تک ہی رہ گئے۔ انہیں مجذوب گردانتے رہے اور کچھ حق اور مظہرِ حق میں اپنے ہی وہم وگمان کی دوئی کی وجہ، اس دولتِ سرمدی، اِس نورِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تک رسائی سے محروم رہ گئے۔ جو اِس زمانہ میں آسمانِ ولایت کے باطن پر بدرِ کامل بن کر آیا تھا۔ مگر ظاہر بینوں کی نگاہ سے عمداً پردہ یوں رکھا کہ دائرۂ عمل کا تعلق باطن سے تھا۔ ایسے فقراء کا باطن نرالا، اُن کا کلام، اُن کا سراپا ایک آیت، ایک نشانی، علم وعقل کی فریب خوردہ انسانیت میں بیٹھ کر بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے جنونِ عقل کا وہ بہروپ لیا کہ اس نے عقل ظاہر بین کو حیران کردیا۔ یہ انقلابی طریقہ تھا۔ ظاہر میں عقل میں انقلاب ساتھ ہی پردہ داری بھی کہ معلم الملکوت کے حیلے دور رہیں۔ یہ جذب وجنون کا جان بوجھ کر پردہ اختیار کرنا کتنا شدید تھا کہ آج تک کم ہی لوگ اس پردہ کے پیچھے حُسن نورِ اَزلی کا دیدار کرسکے ہیں۔ بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی آتش فشاں نے باطن انسانیت میں، مٹی کے ڈھیر میں صدیوں کے دبے جذبات کو پھاڑ کر روحانی قوت بخشی۔ روح کو جِلا یا بھی اور جَلا یا بھی۔ آپ کی ہستی رُشد وہدایت کیلئے نہ تھی بلکہ روحانی ذوالفقار علی علیہ السلام ہاتھ میں لے کر ساری الحادی قوتوں، مادہ پرستی اور ظاہرداری سے ادا کردہ رسوم کے خلاف حق کی آواز تھی اور حق کی آواز ہے۔ تم مجھ میں سما جاؤ اور میرا بول بالا کرو۔ اسی لئے ہر جانب بابا، بابا کی صدائیں بُلند ہونے لگیں۔

اِدھر ذرّہ ذرّہ کے قلب میں بھی حق بے چین ہے کہ مَیں کا حجاب اُٹھے اور وہ آشکار ہو۔ مَیں کا حجاب اُٹھنے کا طریقہ نفس سے جہاد نہیں بلکہ فرد کو کسی طرح اپنی مَیں سے باہر نکالنا ہے۔ جب شمس حقیقت سامنے ہو، شمس تبریز سامنے ہو تو اور کوئی کیا نظر آئے۔ کیسی مَیں، کیسا نفس سے جہاد جب وہ حق سما گیا تو یہ وجود ہی کہاں رہا۔ اس کی تو "لا" ہو گئی۔ اِس طرح قلوب کو کھول دینا صاحبِ وقت کا کام ہے۔ جاننا ہے کہ یہ باطن کی تبدیلی ظاہری اعمال، وعظ و نصیحت، رُشد و ہدایت سے نہیں ہوا کرتی۔ اس کا تعلق عقل سے نہیں قلب و روح سے ہے۔ وہ پچھلا زمانہ تھا جب عقل کی طرف رجوع تھے جیسے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔ اس وقت باطن کی طرف لے جاتے تو مذہب ختم ہو جاتا مگر اب باطن کی قوت بھی بڑھتے بڑھتے برابر کی سطح پر آئی ہے۔ اس لئے باطن کا راستہ بتانے والے کی اِس انحطاط کے زمانے میں سخت ضرورت تھی۔ بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے یہی کیا کہ عشق کے ذریعہ باطن کو روشن کیا اور وصل کا راستہ کھول دیا۔ وصل کا راستہ یہی ہے کہ کسی کے عشق میں اپنے آپ کو فنا کر دو۔ اپنی بتی کسی دِیے میں ڈال دو۔ مَیں تُو، تُو مَیں پھر مَیں غائب، تُو ہی تُو بابا ہی بابا۔

یہ عشق محبوب کو سمو لینے والی بات ہے وصل کا مقام ہی ولایت کا مقام ہے۔ اس قُرب کے بعد کہیں محبوب کے کلام اور پیروی کی تبلیغ کا مقام آ سکتا ہے۔ اس تعلق کا ذاتی تعلق حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ اب واصل باللہ فنا فی الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فقیر بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مقام کا خود اندازہ لگالیں اور اس کو سمجھیں کہ ولایت و نبوت وصل کے بعد کی حیات کی تفسیر ہے۔ ورنہ اپنی، مَیں میں گرفتار رہ کر یوں کہنے سے کیا فائدہ کہ اتباعِ سنت کرو، اسلام کو سمجھو، یا فقیر کو سمجھو اور اُن کی تبلیغ کرو۔ سوچو کہ اِدھر سے تعلق پیدا ہو۔ وصل کا راستہ بنے تو نقشے ہی بدل جائیں۔ بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تو یہی کچھ کیا ہے کہ وصل کا راستہ کھولا ہے کہ بندہ کا ناطہ حق سے جوڑا ہے اور اس سبق کی شدت سے تجدید کی ہے کہ جب ہمارا ظاہر اس سرائے خانہ میں چار دن کا مہمان ہے تو اس کی خاطر کیوں اپنی توجہ صرف کریں۔ باطن جو اَبدی ہے، اس کے لئے کیوں نہ ہمہ تن وقف ہو جائیں۔ قلب کی دنیا اور روح کی سلطنت میں قدم رکھ کر کیوں نہ ذات تک رسائی حاصل کریں، کیونکہ جب ظاہر سے انسان بالکل

کٹ جاتا ہے تو پھر ہوتے ہوتے منبع ذات تک پہنچ جاتا ہے۔ پیران پیر غوثِ اعظم دستگیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمایا ہے کہ "مخلوقات سے فنا ہو جاؤ، خواہشات کو مُردہ کر لو، تمام ارادوں اور تمناؤں سے فنا ہو جاؤ تو اللہ کی رحمتیں نازل ہوں گی اور دائمی حیات میں آ جاؤ گے جس کے بعد موت کا وجود ختم ہو جائے گا۔"

گویا اب ایسے کے لئے قبر نہیں۔ اصحابِ کہف کی طرح وہ اپنے جسم کی قبر سے نکل کر گھومتا پھرتا ہے۔ آخر پیدا ہو کر دوبارہ ماں کے پیٹ میں کون جاتا ہے۔ تب ہی تو دیکھنے میں آتا تھا اور اَب بھی ہے کہ بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ زمان و مکان کی قید سے آزاد، خوش نصیبوں کے لئے یہاں بھی ہیں اور وہاں بھی۔

ہرگز نمیرد آنکہ و لشس زندہ شد العشق

اور طالبین کیلئے بھی بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کیا کہ قلوب پر اسرافیلی نسبت سے دَمِ عشق سے وہ صور پھونکا کہ اُن کی سوئی ہوئی روح اُٹھ کھڑی ہوئی۔ یہ صور پھونکنا یوں بھی کیا ہے یہ اَمر ربیّ ایک توجہ کی نظر حضور رحمۃ اللہ علیہ نے چلا دی۔ جیسے ایک چھلکتی تلوار اور کبھی یوں بھی کیا کہ کشتہ عشق کو دَم دِیا، کیمیا بن گیا۔ نیست سے ہست میں لائے اور طالب کی مُردہ روح، مردہ جسم کو اپنے الحیات کے خزانے سے کچھ عطا کر دیا۔

گو بظاہر بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے جذب میں پردہ کر رکھا تھا مگر بہ باطن اپنی ہی وجود کی مثال پیش کر کے بہت ٹھوس طریقے سے ثابت کیا کہ جب روح قدوسیت کے مقام تک پہنچ جاتی ہے۔ مٹی کا یہ جسم جو اِس کا قالب ہے، اِس روح کے ساتھ لطافت اختیار کر لیتا ہے۔ خود الحیات میں قائم و دائم رہ کر دوسروں کو بھی الحیات سے وابستہ کر دیتا ہے۔ گویا حضور کے سراپا میں لوگوں کو وحدت الوجود بالشہود کی تصویرِ جانِ من جانِ عالم کا سراپا دیکھنے میں آتا تھا وہ نشست جسم قدوسی سراپا رحل و قرآن وہ پیشانی کی چمک، نورٌ علیٰ نور، وہ جلال کا جمال بن کر آنکھوں میں سمانا، وہ قدوسیت کے انوار وہ فیضانِ رحمت کہ جدھر بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے نظر ڈالی اندھیرے اُجالے ہو گئے۔ جس خوش نصیب کو یہ نظر مل گئی آنِ واحد میں اُس کی "لا" ہو گئی۔ نظر کیا تھی ایک ننگی تلوار ایک برقِ رعداں، اُس نظر کا ذکر آج

تک کُلّی طور پر کوئی بیان نہ کر سکا۔ یہ نظر کیا تھی ایک شعاعِ نور مستور کہ جس پر یہ نگاہ پڑ گئی، ان کا اَلم نشرح ہوگیا۔ وہ یا تو تن من کا ہوش کھو کر جذبِ ذات ہو گئے۔ یا ہوش میں واپس آئے تو اسمِ ذات خود بہ خود اُن کے روئیں روئیں سے جاری ہوگیا۔ اُن کے لئے کیسے مجاہدے کیسی ریاضتیں۔ اِس طرح کی ذات کو سمو کر جب کوئی شہید اکبر ہو جائے تو وصال کے بعد بھی زندہ رہتا ہے۔ جس نے ذات کو اپنا لیا، ذات نے جسے اپنا لیا، اُس کا ذکر بھی نسلاً بعد نسلاً چلتا ہے۔ یہ ہے احسانِ بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت کا فقر تاج دینی کا آج بھی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ نظر بہ نور اللہ والی بات کا احسان ہے کہ خلقت کو مادیت اور بُت پرستی، انانیت وخود پرستی، بے کیفی وغفلت کی ظلمات سے نکال کر حق کے زندہ ساتھ، رجوع الیٰ الحق کرا کے فنا فی الذات کر دیا ہے۔

خداوند بحق آن محمد صاحبِ تاج
مکن جُز ذاتِ سوئے غیر محتاج

اِس طرح نوراتم نور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تجلّی میں مقامِ اَمر پر اُٹھالیا جانا دربارِ تاجی کا جاری فیضان ہے۔

عشق کا اجراء

زمانہ شاہد ہے کہ اِسی نوراتم میں بہت سے چراغ روشن ہوئے اور اَب اَگلے زمانوں میں اُن کے ذریعے دوسرے چراغ روشن ہوتے چلے جائیں گے۔ یوں بھی جب نورِ حق، نورِ حسی کی زینت بن جاتا ہے تو پھر کوئی غیریت، کوئی وہم وگمان، ادب، بے ادبی، سفلی و نوری کی حد بندی نہیں ہوا کرتی۔ ایسے میں بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا اَکل کامل وجود نوری ہو جانے کی شہادت خود اپنے اندر والا حق ہی دے رہا ہوتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ حق پردے میں ہے اور اس نے ہمیں آشکارا کیا ہے۔ اَب اِس احسان کا بدلہ یہ کہ ہم خود پردے میں رہ کر خود صفر ہو کر اِسے آشکارا کریں اور اِس اَنداز میں کہ حق (نورِ تاج دینی) ہمارے وجود سے خود بخود منتشر ہو رہا ہو۔ مثلاً متلاشیانِ حق خود بخود اِس جانب رجوع ہوں اور اِس مٹی کے

جسم سے ماوراء نورِ حق کی کارفرمائی کی تجلی دیکھیں۔

اگلے زمانوں میں بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کو پروان چڑھانے کی یہی صورت تو ہوگی کہ بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے زندہ ساتھ میں، خود صفر ہو کر اَمرِ الٰہی کو عملی صورت میں بروئے کار لائیں۔ وگرنہ اس باطنی علم کو صرف حیران نگاہوں یا نارسا عقلوں سے سمجھ کر ناکارہ بنا دینے سے کیا بنتا ہے۔ جاننا تو ہو جانا ہے بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے جو یہ اعجاز خلقت کے آگے پیش کئے، آخر اُن کے پیچھے حق کی کیا رضا تھی۔ لمحہ فکر یہ ہے کہ فقر تاج دینی میں کون سا مقصد فطرت پوشیدہ ہے۔ آخر بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ ظاہری کرامتوں کے پردوں میں چھپ کر ظاہرداری والی جذب کی زندگی کے احوال میں حجاب لے کر، کون سی ولایتوں کی حفاظت کرتے رہے تھے۔ آخر اِن ولایتوں کی عصمت آمرانِ حق تک کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھنے کی کیوں ضرورت تھی۔ آخر خدا کی ترجمانی میں خودی کی رازداری کس لئے ضروری تھی۔

قصہ مختصر مشیتِ ایزدی کے تحت فقیر کا ظہور یوں ہوتا ہے کہ خلقت کو حق کی جانب رجوع کرے اور ساتھ ہی خالق کو خلق میں پا جانے سے آشنا کر دے۔ اب ہمارے لئے بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کو پا جانے کیلئے ضروری ہے کہ پہلے خود ذاتِ مظہر حق (بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ) سے لگاؤ اور لگن کے جذبہ کو وہ شدت دی جائے کہ اپنی ''مَیں'' سے نجات ملے اپنی ''لا'' ہو جائے۔ مَیں کی جگہ تُو ہی تُو بس جائے کہ ''تُو ہی تُو اللہ ھُو'' کی راہ کشادہ نظر آنے لگے۔ پھر اِس فقر تاج دینی کی زکوٰۃ اس طرح ادا کرنی ہوگی کہ بے سہارا، بے آسرا، مسکینوں کو دنیاوی زندگی میں بھی اور راہِ حق میں بھی فیض پہنچایا جائے۔ ربوبیت کا یہی تقاضا ہے۔ لہٰذا ہر قسم کے صاحبِ اقتدار پر خلقت کی دیکھ بھال فرض ہوگی اور آمرین حق کو یہ خلوص، وفا، محبت، بے لوث خدمت وغیرہ کا اجراء آمر کی سطح سے کرنا ہوگا۔ چور دروازوں سے تنہائیوں اور استغراق دَر استغراق کے عالم میں ایک فکر ونظر کی توحید میں، کیونکہ یہ صاحبانِ اَمر ہی ہیں جن کو جمیع اُمت کیلئے جو کام کرنا ہوتا ہے وہ عالم مثال سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کیلئے فقراء میں بھی ایک توحید فکر کی ضرورت ہے اور یوں بھی ہے کہ باطن انسانیت

جو صدیوں کی زَنگ آلودگی کے سبب خراب ہو چکا ہوتا ہے۔ اُسے جس کوشش سے نورِ باطن کی برقِ تجلّی سے پھونک کر کندن بنایا جا سکتا ہے۔ یہ کام محویت دَر محویت کے عالم میں شدتِ ذکر یا شدتِ اَنوار کی لطافتوں میں ہی ممکن ہوا کرتا ہے، تا کہ اِس حالتِ یکتائی میں ایک ہی مرکزِ کائنات ہو کر وجودی زندگی کو حیاتِ نو بخشنے کی راہ کھل جائے۔ اب پیرویان سلسلہء تاجیہ کے آمرین کو قومی زندگی کے خصوصی موقعوں پر اس برقِ تجلّی سے تاریکیوں کے سینے چیرنے ہیں۔ تا کہ اَمرِ رَبّانی اور نورِ حق کے اِجراء کی ضمانت ہو جائے یعنی وہ اِک نظر کہ جدھر اُٹھ گئی برق بن کر گری اور خانہء دل میں رابطہ حسنِ ازلی کے چراغ روشن کر گئی یا پھر وہ بات جو شدتِ کیف میں خود صفر ہو کر نکلی تو ہو کر رہی۔

گذشتہ کئی صدیوں میں اسلام کی صحیح چاشنی کو کسی نے بیان نہیں کیا۔ تبلیغ کے پیچھے تو لگ گئے یا رسم ورواجِ خانقاہی کو زینت بخشتے رہے مگر وَصل کی بات نہ مُلّا نے چھوئی نہ صوفی نے، خود سوچیں کہ جب تعلق ہی نہ ہوا تو کیا بسم اللہ یا الحمد اللہ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جو مقرر کردہ نقشے تھے اُن کے صدیوں بہ صدیوں مجدّد دین آ کر ورق پلٹتے گئے۔ اَگلی تین چار صدیوں کے نقشے آمرینِ حق نے بتائے ہیں کہ پچھلا سب اُٹھ گیا، اب چشمہ ہی پھوٹنا ہے۔ فقر کے باطنی نظام کا جس کا تعلق عالمِ ولایت سے ہے جس کی باطنی بنیاد بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ نے رکھی تھی اور جس کی شاہراہ اِس صدی میں حضرت بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے کھول دی ہے۔ وہ پھل دے چکا ہے، اب وقت آ گیا ہے فتح مبین کا۔ عالمِ اَمر میں اَب اِنقلاب ہے۔ اَب نئی دنیا ہی بنی ہے، پرانی ضعیف ہو چکی ہے، علاج کی کوشش بے کار ہے، اس نئی دنیا کے بنانے میں البتہ روپیہ میں پورا روپیہ ادا کرنا ہوگا۔

کُل کا کُل

اب اَمر بسم اللہ سے رفتارِ زمانہ کو بدلنا ہے۔ فقیر کا اذن بڑی چیز ہے یہی تو اَمر ہے ''کن فیکون'' والی بات جب اجتماعیت میں بسم اللہ کی روح پھونک دی جائے، اَذن اپنا لیا جائے تو کیا کچھ نہیں ہو سکتا۔ یہی تو وہ حالت ہے کہ جس میں کن فیکون کارفرما ہو سکتا ہے اور زمانے

کو ایک نیا رُخ دیا جا سکتا ہے۔ بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کا احسان ہے کہ انہوں نے موجودہ اور اَگلے زمانے کے آمرین کے لئے یہ راہ کھول دی ہے کہ فرد، جمعیت، انسانیت، خدائی کو اپنے باطن وجود میں سمیٹنے کے بعد حیات کو ایک نیا رُخ دیا جائے۔ وقت کا دھارا اَحیائے زندگی میں ہے، شدتِ عمل میں ہے، یہ نفس قلبِ روح گویا ہر سطح پر عمل ہے۔ یہ اَمر باللہ کا عمل ہے۔ اِس امر سے بڑے بڑے کام فرد، اُمت، انسانیت کے لئے کئے جا سکتے ہیں۔ اور جب جمعیت میں یہ بات ہونے لگ جائے، آمرین میں توحید فکر قائم ہو جائے تو اِس کی حیاتِ طیبہ کے کیا کہنے، جس عرصہ میں رونمائی کا انتظار عرصے سے زمانہ کو ہے وہ بام پر آیا چاہتی ہے۔

جس کو چاہا جیسا چاہا جب بھی چاہا کر دیا
اے ولی کے دین و ایماں بابا تاج الاولیاء

(ولی الدین)

☆☆☆



راج محل شکردہ ناگپور میں بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ

ولی کامل

حضرت بابا سیّد محمد تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ ناگپوری

از: حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب۔(پی ایچ ڈی۔حیدرآباد، سندھ)

آپ سندھ یونیورسٹی حیدرآباد میں صدر شعبہء اردو کے عہدہ پر فائز رہے ہیں۔آپ کا تعلق بھی جبلپور (سی پی) ہی سے ہے۔حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کو بے حد عقیدت ہے۔آپ نقشبندی سلسلہ کے صاحبِ مجاز بُزرگ ہیں۔ سندھ یونیورسٹی میں ظاہری تعلیم کے علاوہ سلسلہ نقشبندیہ کے بے شمار حضرات کو روحانی تعلیم سے مستفیض فرمارہے ہیں۔سرکار تاج الاولیاء کے سالانہ عُرس ۱۹۶۵ء کے موقعہ پر بزمِ تاج الاولیاء کی جانب سے ہدیہء عقیدت شائع ہوا تھا۔ اُس میں حضرت ڈاکٹر صاحب نے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر ایک مضمون عنایت کیا،اُس مضمون کے اقتباسات پیش کررہا ہوں۔

ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں: حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہایت روشن ضمیر باکرامت بُزرگ تھے۔اِس مختصر مضمون میں چند کرامتیں ہی پیش کی جاسکتی ہیں۔بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فیض عام تھا اور حلقہ ارادت میں مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم بھی کثرت سے تھے۔سکر کی حالت سے سحو کی حالت میں آجاتے تو شریعت کی پابندی فرماتے۔اخلاق مثالی تھا۔

حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہاراجہ کے محل کے شیر اور خونخوار دَرِندوں کے پنجروں میں داخل ہوکر اُن کو کھلاتے اور اُن کے سروں پر ہاتھ پھیر کر واپس باہر تشریف لاتے۔

1۔ تحصیلدار عبدالغفار صاحب سے معلوم ہوا کہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک بدعقیدہ شخص آزمائش کے طور پر توجہ کا طلبگار رہوا۔بابا صاحب

نے اُسے منع فرمایا جب اُس نے بہت زیادہ اصرار کیا تو حضرت بابا صاحب نے فرمایا تاج الدین کی توجہ سے تو پہاڑ بھی پھٹ جاتا ہے۔ آپ کے یہ فرمانے کے ساتھ ہی اُس کا خون بہہ نکلا اور وہ ختم ہوگیا۔ بابا صاحب نے فرمایا ''مٹی تھا مٹی میں ملادو۔''

2۔ جناب قطب الدین صاحب قادری اور بدرالدین صاحب اپنے عہد شباب میں حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جوانی میں جس طرح عام آدمی کا حال ہوتا ہے وہی اِن حضرات کا حال تھا۔ ایک روز تہجد کے وقت حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بہت دور سے ایسی توجہ فرمائی کہ اُن ہر دو حضرات کی دنیا ہی بدل گئی۔ شریعت کے پابند ہوگئے۔ قطب الدین صاحب قادری سلسلہ میں بیعت ہوئے اور خلافت بھی پائی۔

3۔ ایک خستہ حال بیل گاڑی والا اپنی بیل گاڑی میں جارہا تھا اتفاقاً اُس کا گزر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے سے ہوا۔ دور سے ہی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر دِل میں خیال کررہا تھا کہ بابا جی توجہ فرمادیں تو میرے حالات بہتر ہوجائیں۔ جیسے ہی وہ قریب آیا سرکار نے ایک مُردہ کتّے کی طرف اشارہ کرکے اُٹھانے کیلئے حکم دیا۔ تعمیل حکم میں گاڑی میں کتے کو ڈال لیا تھوڑی ہی دور گیا ہوگا کہ اُسے خیال ہوا کتّے کو پھینک دوں جیسے ہی اُس نے کتّے کو ہاتھ لگایا تو کیا دیکھتا ہے کہ اُس کے ہاتھ میں بجائے مَرے ہوئے کتّے کے ایک رقم سے بھری ہوئی تھیلی ہے۔

حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کبھی کسی کو عرض معروض کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوتی تھی۔ اور نہ آپ کسی کو خصوصی طور پر مخاطب فرماتے۔ بلکہ حاضرین کے جوابات اجتماعی طور پر اپنی روشن ضمیری سے عنایت فرمایا کرتے۔ سائل اپنے اپنے جوابات پاکر مطمئن ہوتے۔

آپ سے بے شمار کرامات ظہور میں آئیں۔ ہزاروں غیر مسلم صاحبِ ایمان ہوئے۔

آپ کی خدمت میں دنیا کے گوشہ گوشہ سے حاجت مند حاضر ہوتے اور بامُراد لوٹتے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

بُزرگانِ دین اور اولیاء اللہ کی کرامات کو منطقی استدلال یا اشیاء کے خواص و افعال کے تحت پرکھنا اور سمجھنا محال ہے، یہ ایک مخصوص قوت ہے۔ جو بارگاہ الٰہی سے اُس کے مقبول اور پسندیدہ بندہ کو عطا کی جاتی ہے اور یہ بندے اس عطیہ الٰہی سے ایسے وقت کام لیتے ہیں جب اُس کے اظہار کے سوا چارہ کار باقی نہیں رہتا۔ اولیاء کرام سے ہمیشہ کرامات کا صدور اعلاء کلمۃ الحق، احکام الٰہی کی سَر بُلندی اور اشاعتِ اسلام ہی کے سلسلہ میں ہوا ہے۔ اپنی ذات کیلئے اپنی کرامات کے زور سے اعلیٰ ملبوسات، عالی شان محلات اور لذیذ مطبخ اِن بُزرگوں نے کبھی تیار نہیں کئے۔ وہ اِس عطیہ الٰہی کو حرص و ہوا کی تکمیل میں صَرف کرنا گناہِ عظیم سمجھتے تھے۔ اُنہوں نے لذیذ کھانوں کی بجائے جنگل کے پھلوں اور پتّوں پر گزارہ کیا۔ محلات و ایوان کے بجائے جھونپڑیوں اور پیڑوں کے سائے میں زندگی گزاری۔ خلعتِ شاہی کے بجائے مرقع اور گدڑی سے ستر پوشی کی۔ اِس لئے کہ ان کا نصب العین صرف یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ کی اِس ودیعت کو اُس کی راہ میں نمایاں کیا جائے اور اُس راہ میں اِس سے کام لیا جائے۔

☆☆☆

گُلہائے عقیدت

از: پروفیسر اَمان اللہ رِند تاجی

پروفیسر اَمان اللہ رِند تاجی گورنمنٹ سائنس کالج (کوئٹہ) کے پرنسپل ہیں۔ اُن کی اہلیہ سیّدہ پروین تاجی بھی وہیں کے کالج میں پرنسپل تھیں۔ امان اللہ رِند صاحب کو حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دینے کے بعد (ستمبر 1994ء) میں شوکت علی عظیمی انچارج مراقبہ ہال سانگھڑ سے ''اذکارتاج الاولیاء'' کا تیسرا ایڈیشن ملا۔ اِن پر سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا کرم ہونا شروع ہوگیا۔ رِند صاحب نے مجھ ناچیز کو خط کے ذریعے اپنے خواب مشاہدات لکھ کر روانہ کئے جو میں نے سرکار میں پیش کر دیئے۔ غالباً دوسرے خط کے بعد ہی جبکہ اُن پر کرم کی بارِش ہو رہی تھی۔ مجھے یہ اشارہ بلکہ حکم ملا کہ اُن کا اور سیّدہ پروین تاجی کا نام ہماری پلٹن کے بچوں کے رجسٹرڈ میں لکھ لو۔

ویسے تو سرکار اپنے کرم سے بے شُمار حضرات کو رجوع کر کے مجھ عاجز سے اپنا دامن تھماتے ہیں۔ لیکن اِس قسم کا تیسرا معاملہ میرے ساتھ ہوا۔ دور دراز کے حضرات و خواتین جن کو میں نے بظاہر دیکھا بھی نہیں، حکم ہوا کہ اُن کا نام رجسٹرڈ میں لکھ لو۔ اِس سے قبل لاہور کی بچی نشاط منصور تاجی کا، دوسرا ہندوستان کے اِک بچہ کا اور تیسرا امان اللہ رِند تاجی کا۔ اُن کو مبارکباد کا خط لکھا کہ سرکار کا بے حد کرم ہوگیا ہے، آپ دونوں کا نام رجسٹرڈ میں لکھوا یا گیا ہے۔ ساتھ ہی میں نے کتاب اور صاحبِ کتاب پر کچھ تبصرہ کرنے کیلئے بھی لکھا اور سلسلہ تاجیہ کا شجرہ اپنے ان تاثرات کے ساتھ کہ سرکار اپنے مشن کی تبلیغ بلوچستان میں آپ سے لینا چاہتے ہیں۔ چنانچہ رِند صاحب نے اپنے تاثرات جو لکھ کر بھیجے ہیں پیشِ قارئین ہیں۔ میری دعا کہ سرکار انہیں خوب خوب نوازیں اور بلوچستان میں اپنے مشن کی تبلیغ کا کام اُن

سے لیں۔ کسی نے رِند کے تعلق سے کیا خوب کہا ہے۔

دے دے ساقی مجھے پیمانہ اُٹھا کر دے دے
اپنی نظروں کا یہ نذرانہ اُٹھا کر دے دے
ایک دو بوند سے رِندوں کا بھلا کیا ہوگا
اِن کو دینا ہے تو میخانہ اُٹھا کر دے دے

(قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ)

☆☆☆

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کی آل اولاد پر درود و سلام۔ اِس بندہ ناچیز کا حضرت بابا سیّد محمد تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمتِ اَقدس میں اِن الفاظ کے ساتھ عقیدتاً عرض ہے۔

ترس رہی ہیں تیری دِید کو جو مُدت سے
وہ بے قرار نگاہیں سلام کہتی ہیں

قصہ کچھ یوں ہے کہ ماہِ ستمبر کے آخری عشرے میں ہم نے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ پر حاضری دی۔ وہاں سے فیضیاب ہونے کے بعد میں سانگھڑ (سندھ) گیا۔ وہاں میں نے صبح صادق کے وقت ایک خواب دیکھا کہ:

میں اور میری اہلیہ پروفیسر سیّدہ پروین ایک خیمہ میں کسی اہم شخصیت کے پاس بیٹھے ہیں اور وہ کچھ لکھ رہے ہیں۔ میری اہلیہ اِس بُزرگ ہستی سے عرض کر رہی ہے کہ نام حسن امام لکھ لینا۔ جب وہ لکھ چکے تو میری اہلیہ نے دریافت کیا کہ آپ نے کیا لکھا۔ اِس پر اُن بُزرگ نے فرمایا۔ ''امام حسین لکھا ہے'' جسے سُن کر میری اہلیہ نے عرض کیا میں نے تو حسن امام کہا تھا۔ اِس پر اُن بُزرگ کے کچھ کہنے سے قبل میں نے اپنی اہلیہ سے کہا ''امام حسین لکھا جا چکا ہے اسے نہیں بدلیں گے۔'' دوسرے دن پھر میں نے صبح صادق کے وقت خواب میں دیکھا کہ ''کوئی ہستی ہاتھ میں ایک رجسٹر نما لسٹ لئے ہوئے ہے اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرما رہے ہیں کہ ''آپ کا نام سُن کر ہم نے اِسے سلسلہ میں شامل کرلیا ہے۔ پہلے آپ کا نام اِس

میں شامل نہ تھا۔'' اُسی دن جناب محترم گرامی قدر شمس الدین عظیمی صاحب سانگھڑ کے مراقبہ ہال کے انچارج جناب شوکت علی عظیمی صاحب سے ملنے گیا تو تصوف پر گفتگو ہو رہی تھی۔ اِسی دوران سیّد محمد تاج الدین ناگپوری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکرِ خیر ہوا۔

شوکت علی عظیمی صاحب نے فرمایا کہ مجھے سائیں بابا رحمۃ اللہ علیہ کا دیدار نصیب ہو گیا ہے۔ یہ سُن کر میں نے دل میں کہا کہ کاش یہ سعادت مجھے بھی نصیب ہو جائے۔ اِس گفتگو کے دوران ہی انہوں نے مجھے ایک کتاب بعنوان ''اذکار تاج الاولیاء'' تحفہ دی، جسے پا کر میں بے حد خوش ہوا۔ سانگھڑ سے کوئٹہ آ کر میں نے پھر ایک خواب دیکھا کہ میں ایک کوسٹر میں بیٹھا ہوا کہیں جا رہا ہوں کوسٹر ڈرائیور چلا رہا ہے۔ اچانک کوسٹر ایک جوہڑ نما گہرے پانی میں چلی گئی پانی کوسٹر کے شیشوں تک آ جاتا ہے۔ میں دل ہی دل میں کہتا ہوں کہ اَب اِس دَلدل نما پانی سے نکلنا مُحال ہے۔ اگر کوسٹر سے اُترتے ہیں تو ہماری حالت مزید خراب ہو جائے گی یہ خیال آتے ہی کوسٹر خوبخود چلنا شروع ہو جاتی ہے اور اِس جوہڑ اور گندے پانی سے نکل کر کنارہ بُلندی پر چڑھ جاتی ہے اور سبزہ پر چلنا شروع کر دیتی ہے۔

ان خوابوں کے دیکھنے کے بعد میں نے ''اذکار تاج الاولیاء'' کو پڑھنا شرع کیا۔ دلچسپی اور محویت کا یہ عالم تھا کہ سوائے نماز اور معمول کے وظائف کے لئے جو اُٹھنا پڑتا تھا، باقی کوئی کام کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ باباجی میرے سامنے ہیں اور تمام واقعات اور کرامات میں اپنی آنکھوں سے ایک فلم کی طرح دیکھ رہا ہوں۔ اَبھی آدھی کتاب بھی نہیں پڑھی تھی کہ تن بدن میں ایک خاص کیفیت پیدا ہو گئی، جن کو الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔ اُسی کیفیت میں، میں نے جنابِ گرامی قدر قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی صاحب کو کراچی خط لکھا، بلکہ میں یوں کہوں گا کہ مجھ سے متواتر تین خطوط باباجی نے تاجی صاحب کو لکھوائے۔ پہلے خط میں، میں نے جناب محترم محمد علی تاجی صاحب سے حضرت بابا سیّد محمد تاج الدین ناگپوری رحمۃ اللہ علیہ کی شبیہ کیلئے درخواست کی۔ اُس کے بعد دوبارہ باقی ماندہ کتاب ''اذکار تاج الاولیاء'' پڑھنا شروع کی اور مکمل کتاب پڑھ لی۔ کتاب کے پڑھنے سے ایسا مزا، سُرور و چاشنی آئی جو ناقابل بیان ہے۔ چونکہ باباجی کے بارے میں اُسی کتاب

میں درج ہے کہ جب باباجی کسی کو اَپنا بچہ بناتے ہیں تو اُس کا نام رجسٹر میں درج کروا لیتے ہیں۔ اِس پر مجھے اپنے تینوں خواب یاد آئے اور میں نے پھر ایک خط جناب محمد علی تاجی کی خدمت میں تحریر کر کے روانہ کیا جس کے جواب میں گرامی قدر محمد علی تاجی صاحب نے مجھے تحریر فرمایا کہ یہ روحانی تعلق کا یہ واضح ثبوت ہے۔ اُس روز میں نے دیکھا کہ آپ کا نام معہ پروین بٹیا کے رجسٹر میں لکھوایا گیا ہے۔ آپ مزید فرماتے ہیں کہ میری زندگی کا یہ دوسرا اہم واقعہ ہے کہ آپ کا نام لکھوایا گیا ہے۔ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اور ''شاہ ہست حسین'' کا وِرد اکثر سرکار کرتے تھے اور یہ بھی فرماتے تھے۔ چھوٹے نانا (امام حسین علیہ السلام) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضری کیلئے سواری بھیجتے ہیں۔ اُسی سواری پر جاتا ہوں۔ ہمارے بچے کسی میدان میں نہیں ہارتے۔ غرض آپ کے تینوں خواب بہت واضح اور مبارک ہیں۔ میں آپ کو قلبی مبارکباد دے رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ بلوچستان میں اپنے مشن کی تبلیغ کا کام آپ سے لیں۔

محترم گرامی قدر جناب محمد علی تاجی صاحب کا خط پا کر مجھے دِلی خوشی حاصل ہوئی۔ ربّ العزت کا شکر ادا کیا کہ مجھ جیسی ناچیز ہستی (خاک ہم، سگ ہم، خسر ہم) کو اتنے اہم کام کیلئے سرکار بابا رحمۃ اللہ علیہ نے چُن لیا ہے۔

تو یہ میرے لئے بہت بڑی سعادت اور خوش نصیبی ہے کہ بابا سائیں شہنشاہِ ہفت اقلیم رحمۃ اللہ علیہ کے سائے میں خدمت خلق کر سکوں۔ بابا سائیں رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی مجھ ناچیز کو اپنا لیا ہے اور جناب محمد علی تاجی صاحب کو بھی ہدایت دی کہ وہ میرے نام کا اندارج رجسٹر میں کر دیں۔ اِس بارے میں صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ ۔

ایں سعادت بزور بازو نیست　　　تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

بابا سائیں کا میں تہہ دل سے مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھ جیسے حقیر پر اپنا نظر کرم کیا اور نوازا، تو اس سلسلہ میں، میں صاحبِ کتاب حضرت بابا سیّد تاج الدین ناگپوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار اِس شعر سے کرتا ہوں ۔

یہ جو تیرے فقیر ہوتے ہیں، آدمی بے نظیر ہوتے ہیں
تیری محفل میں بیٹھنے والے، بڑے روشن ضمیر ہوتے ہیں

اِس واقعہ سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ زَمان ومکاں کی قید اِن جیسی عظیم ہستیوں کیلئے نہیں ہے۔ جسے چاہیں جب چاہیں نواز دیں۔

''اذکارتاج الاولیاء'' پڑھنے سے طلب کچھ اِس قدر زیادہ بڑھی کہ میں نے ''اذکارتاج الاولیاء'' دوبارہ پڑھنی شروع کی اور ختم بھی کرلی۔ پھر بھی تشنگی اور طلب باقی رہی۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ اِسے بار بار پڑھا جائے اور ہر بار پڑھنے سے مزید حقیقتیں کھلتی چلی جارہی ہیں اور قُربِ الٰہی کا شوق اور لگن بڑھتا چلا جارہا ہے۔ اِس کتاب کا ہر گھر میں موجود ہونا باعث خیروبرکت ہے۔ اپنی طلب کی مزید تسکین کیلئے میں نے جناب شمس الدین عظیمی صاحب کی کتاب ''تذکرہ تاج الدین بابا رحمۃ اللہ علیہ'' پڑھی اور اَب پھر ارادہ ہے کہ ''اذکارتاج الاولیاء'' تیسری بار پڑھوں اور پڑھتا چلا جاؤں، کیونکہ اُس سے جی نہیں بھرتا۔ انشاء اللہ تاحیات اُسے بار بار پڑھوں گا، کیونکہ اُس میں ہمارے مُرشد باباجی کا ذکر ہے۔ اِس کے پڑھنے سے دِلی سکون حاصل ہوجاتا ہے۔ مذکورہ کتاب پڑھنے سے تن بدن میں ایسی آگ لگی ہوئی ہے کہ الفاظ اُن کا احاطہ نہیں کرسکتے۔ شروع دن سے ہی والہانہ طور پر اذکار کے اندر اور باہر جو شبیہ مبارک شائع ہوئی ہے، اُس شبیہ مبارک کے قدم چوم لیتا ہوں اور سینہ سے لگاتا ہوں، جس سے دن بدن تڑپ اور تشنگی میں مزید اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے اور یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ۔

نہ تخت و تاج میں ہے، نہ لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے

میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ ''اذکارتاج الاولیاء'' اور صاحبِ کتاب کا کوئی مثل نہیں۔ یہ کتاب ایک ایسا شاہکار ہے جس سے تڑپ رکھنے والوں کو راستہ ملتا ہے اور صاحبِ کتاب براہِ راست نوازتے ہیں۔ جب سے یہ عظیم رابطہ قائم ہوگیا ہے مجھے ربّ العزت کے فضل وکرم سے ذہنی سکون مکمل طور پر حاصل ہوگیا ہے اور ہر دنیاوی ودینوی کام غیب

سے ہوتے چلے جارہے ہیں اور مجھے یقین محکم ہے کہ انشاء اللہ العزیز بابا سائیں کے طفیل مجھے دین ودنیا میں کامیابی حاصل ہوگی۔

میرا عقیدہ ہے کہ ہم تو محض لوہے کے بے جان ٹکڑے ہیں۔ یہ عظیم اولیاء اللہ جو ہفت اقلیم کے شہنشاہ ہیں۔ یہ اِن کی مقناطیسی قوت ہے جو ہم جیسے بے جان افراد کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں اور ہم جیسے گنہگاروں کو نوازتے ہیں۔ اب آخر میں اپنے عقیدہ کا اظہار بابا سائیں کے حضور اِن الفاظ میں کرتا ہوں۔

اِس شرط پہ کھیلوں گی پیا پیار کی بازی
جیتوں تو تجھے پاؤں، ہاروں تو پیا تیری

☆☆☆



چادر شریف حضرت بابا صاحبؒ کے چِلّہ مبارک راجہ صاحب کے محل شکر درہ ناگپور میں پیش کی جارہی ہے درمیان شبیہ مبارک بابا صاحبؒ داہنی طرف حضرت کریم بابا۔ بائیں طرف حضرت قاضی باباؒ۔ خان محمد خانؒ اور محمد امینؒ

منقبت

از: سرورشاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ

ہست دیدار خدا دیدارِ تاج الاولیاء — ہست دربارِ خدا دربار تاج الاولیاء
صاحبِ لطف وکرم سرکار تاج الاولیاء — درس گاہِ اولیاء سرکار تاج الاولیاء
جانشین احمد مختار تاج الاولیاء — ہم شبیہہ حیدرِ کرارؓ تاج الاولیاء
گوہر درج حسنؓ شمع شبستانِ حسینؓ — نورِ چشم فاطمہؓ سرکار تاج الاولیاء
جوخرابات جہاں تھے آپ کی سرکار میں — بن کے وہ نکلے دُرِشہسوار تاج الاولیاء
مشعل راہِ حقیقت آفتابِ معرفت — راز دارِ پردہ اسرار تاج الاولیاء
ہر بلائے ناگہانی سر سے سرورؔ ٹل گئی — جب کہا میں نے یا سرکار تاج الاولیاء

مُرشد کامل

(قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ کی بیاض سے)

اُس کے فرقِ پاک پہ رَکھا ہے تاجِ معرفت
بن گیا ہے جو سگِ دربارِ تاج الاولیاء

قاضی بابا صاحب قاضی سیّد امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ فرماتے ہیں: حضور کے غلاموں میں، میں سب سے زیادہ اَڑیل تھا، غلطیاں بہت کرتا تھا۔ ایک مرتبہ سرکار نے مجھ غلام کے سر پر پانچ عدد نعلین مبارک رسید کی ہیں۔ اُس پر مجھے ناز ہے کہ میں اپنے آقا کا جوتے خور بھی ہوں اور کفش (جوتیاں) بردار بھی۔ سرکار نے واکی شریف میں اپنی نعلین مبارک عطا فرمائی تھیں وہ مجھ سے بچھڑ گئی تھیں۔ جس کا مجھے بے حد صدمہ تھا۔ میرے رحم دل آقا نے ۳/مارچ ۱۹۵۷ء کو بتوسطِ کریم بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ، قاضی امین الدین صاحب کے انتقال کے بعد اُن کے پاس سرکار کی جو نعلین مبارک تھیں۔ وہ مجھے عنایت فرما دیں۔

تمہیں دیتے نہیں دیکھا — مگر جھولی بھری دیکھی

آپ فرماتے ہیں: میرے حضور تربیت میں مروّت نہیں برتتے تھے۔ شیخ جی بھائی خادم دربار آگرہ والوں کو ۱۹ روز صرف پانی پلا کر رکھا اور تلاوت قرآن پاک کراتے رہے۔ ننگے بابا عبدالرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو عیسائیوں کے قبرستان میں بٹھا کر تعلیم دی۔ وہاں شروع میں تو انگریز پادریوں نے مخالفت کی لیکن بعد میں کے اُن کے مطیع ہو گئے۔ بابا محمد حسین صاحب دربار میں آ کر اپنے گھر میں گڑھا کھود کر نمازِ معکوس ادا کیا کرتے تھے۔ ایک روز سرکار اُس گڑھے پر پہنچے اور فرمایا ''محمد حسین کیا کر رہا ہے، رے نکل ہم نے سب کچھ کر لیا ہے۔ اُس کے برعکس مولانا عبدالکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے نماز معکوس کا چِلّا پورا

کرایا۔ اِسی طرح پٹیل بابا صاحب کے ساتھ بھی ہوا۔ کریم بابا صاحب کو اپنے مادر زاد وَلی بچوں کی خدمت میں رکھ کر اور دورے کروا کر تعلیم دی۔ مجھے قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی خدمت میں رکھ کر ۹۰ دن صرف کالی چائے پلا کر مجاہدہ کرایا۔ (صبح۔ دوپہر۔ رات ایک ایک کپ)۔

قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضور کا عام تعلیمی فرمان تھا ''مٹی کھاتے، مٹی میں رہتے، اچھے رہتے''۔ چونکہ حضور کے جدِامجد مولائے کُل کا خطاب ابوتراب (مٹی کا باپ) بھی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی علیہ السلام کو یہ خطاب عطا فرمایا تھا اور مولائے کُل کو یہ خطاب بہت پسند تھا۔ اس لئے میرے خیال سے حضور بشانِ بندگی اپنے ہر غلام کو اپنے مولا کی طرف رجوع فرماتے تھے۔ یا یہ بھی ہوسکتا ہے۔ **کل شیءٍ یرجع الی اصلہ** (ہر چیز مٹی سے بنی ہے) اِس لئے ہر شخص کو اپنی حقیقت کی طرف رجوع کرتے ہوں لیکن عام طور سے یہ سمجھا گیا کہ حضور صبر وشکر کی تعلیم کیلئے یہ الفاظ استعمال کرتے تھے۔

محمد حسین بابا رحمۃ اللہ علیہ سے بھی فرمایا تھا ''مٹی کھانا، مٹی میں رہنا چپ گزران رہے'' اور ''دال کھانا کھاتے، اللہ اللہ کرتے، اچھے رہتے''۔ یہ تینوں جملے قریب قریب ایک ہی معنی رکھتے ہیں۔ اِن جملوں کے عامل ضروریاتِ زندگی کو بالکل محدود رکھتے تھے۔ صرف زندہ رہنے کیلئے تن پروری کرتے تھے۔ اس لئے وہ کہیں سوالی نہیں ہوتے تھے۔ اُن کی نظر اور یقین صرف اپنے مالک کی طرف رہتی۔ جب وہ یہاں جم جاتے تو مخلوق اُن کی خادم ہوجاتی۔ اِس مقام پر جمانے کے لئے حضور خود اُن کے پاس تشریف لے جاتے یا کسی کو بھیج کر اُن کی ضرورت پوری فرمادیتے تھے۔ اگر اُس کے خلاف کسی زیرِ تعلیم غلام نے دربار میں حرکت کی تو فرماتے ''کمر کی ہڈی توڑ دوں گا'' ایسے غلام کی ڈوری ٹائٹ کردی جاتی تھی۔ مثال کے طور پر ایک تحصیلدار صاحب کی جن کی تعلیم ہورہی تھی، کچھ گڑبڑ کردی تو اُن کے تمام منی آرڈر، خطوط جو اُن کے گھر سے آتے تھے، چھ ماہ کیلئے روک دیئے گئے۔ جب وہ بہت پریشان ہوئے تو سرکار سے گڑگڑا کر معافی چاہی۔ اُس وقت سرکار ایک نیم کے درخت سے ٹیک لگا کر بیٹھے تھے۔ حضور کو رحم آ گیا اوپر جو نظر کی تو تمام خطوط، منی آرڈر کی رقم ایک

ایک کر کے نیچے گری۔ تحصیلدار صاحب نے اُٹھالی۔ اِس پر سرکار نے فرمایا ''ڈاک کا نظام ہم ہی کرتے ہیں۔''

اِسی طرح مجھ غلام (قاضی سیّد امجد علی تاجی) کے ساتھ بھی ہوا۔ چھ ماہ تک تنخواہ تخفیف سے ملتی رہی۔ معافی تلافی کے بعد ایک روز سرکار بڑے اسٹیشن سے تانگہ میں شکردرہ تشریف لے جارہے تھے، میرے ایک ساتھی شیخ محبوب صاحب میرے ہمراہ تھے۔ میں تانگہ پکڑ کر دوڑنے لگا تو حضور نے پانچ ڈبل روٹیاں عنایت کر کے فرمایا ''اتنا دیئے تو بس ہے''۔ اُس کے ایک ہفتہ بعد تمام بقایا جات اور پوری تنخواہ بھی مل گئی۔ مجھے اَڑیل ہونے کے باوجود سرکار نے بہت نوازا اور اِن حضرات نے بھی جو پیدائشی ولی سرکار کی خدمت میں تھے خصوصی نظر رکھی۔ میں کملی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی اکثر حاضر ہوتا رہا ہوں۔ ایک روز حضرت کملی شاہ صاحب نے فرمایا دربار میں صبح شام حاضری دیا کرو۔ اس کو میں نے اپنے آقا کا حکم سمجھتے ہوئے مندرجہ قطعہ کہا۔

ہو کر درِ جاناں پر ہم دَست نگر آئے
اب بھیک ملے ایسی کہ ہم کو صبر آئے

گو حال میرا اُن پر روشن ہے مگر پھر بھی
یوں پوچھتے ہیں مجھ سے کیوں آپ کِدھر آئے

واللیل و مزمّل اور والشمس مدّثر کے
جلوے ہیں عیاں رُخ پر یہ سُن کر اِدھر آئے

دیدار کے ہوتے ہیں اوصافِ حمیدہ سب
کانوں سے سُنے تھے جو آنکھوں سے نظر آئے

امجدؔ تیری عرضی پر یہ حکم ہوا صادِر
دربار میں دیوانہ ہر شام و سحر آئے

کملی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وصال کے بعد مجھ غلام کو ایک گلاس شربت پلایا۔

یہ عرض کیا جا چکا ہے کہ سرکار نے فرمایا کہ ''وہ مُرشد، مُرشد کامِل نہیں ہوسکتا جو اپنے مُرید کی خواہش کے مطابق اُسے تعلیم نہ دے اور مُرید کی جس دن بیعت ہو اُس کے تین دن کے اندر بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نہ پہنچے تو سمجھنا کہ مُرید نہیں۔'' سرکار بابا صاحب نے ہر بچے کی بقدرِ ظرف اخلاقی وروحانی تعلیم وتربیت فرمائی۔

زمانہء حال کے مجدّد حضور سیّدنا بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے روحانیت کی منزلوں پر عبور حاصل کرکے منزلِ جاناں تک پہنچنے کا آسان اور عام فہم راستہ بتایا ہے۔ آپ جب تک حیاتِ ظاہری میں رہے، روحانیت کی تبلیغ کرتے رہے، وہ تبلیغ اب بھی جاری ہے۔ جس نے اپنے آپ کو جانا، اُس نے اپنے رب کو پہچانا، یعنی اللہ کی ذات وصفات اور تجلّیات کی تلاش مقصود ہے تو انسان کی صورت دیکھ۔ سچ ہے حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ دنیا میں ایسے عجیب انداز سے تشریف لائے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ہر چہار جانب سے بے پردہ نظر آرہا ہے۔ حضرت بابا صاحب نے ہر ایک کو مردجانباز بننے کی تعلیم دی اور جس کو جو تعلیم دی، اُس پر اُس سے عمل بھی کرایا۔

قسم سے مست ہوجاتا ہے ہر تارِ نفس اپنا
کبھی گر یاد آجاتی ہے مستی تاج والے کی
ہزاروں کشتیاں سرورِ رواں تھیں بحرِ وحدت میں
مگر اِک شان دِکھلاتی تھی کشتی تاج والے کی

سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فاتحہ کا حکم طریقہء شاذلی کے مطابق دیا اور آپ کا یہ فرمان ہے کہ میں طالب کو اُس کی طلب کے مطابق تعلیم دیتا ہوں۔ یہ طریقہ کار بھی حضرت شیخ سیّد

ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ جو سلسلہ شاذلیہ کے امام ہیں، اُن کا رہا ہے۔ آپ فرماتے ہیں: طالب یا مُرید کی ہدایت وتربیت اُس کی طبیعت کے مطابق اُس کی آسانی اور راحت کا خیال رکھ کر کریں۔

مشائخ شاذلیہ فرماتے ہیں: جس کا سلوک الیٰ اللہ اُس کی طبیعت وشاکلہ کے موافق ہوتا ہے، اُس کیلئے وصول الیٰ اللہ بھی سہل ہوتا ہے اور جو شخص حرکت طبعی کے خلاف چلتا ہے تو حیز طبعی سے اُس کا بعد جتنا زیادہ ہوگا اس کی سیر الیٰ اللہ اتنی ہی سُست ہوگی اور وصول میں اتنی ہی دیر ہوگی اور یہ پیروی ہے اِس ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ ان الدین یسر ا اور اس حدیث کی یسرو اولا تعسروا نرمی اختیار کرو سختی نہ برتو۔ سچ تو یہی ہے کہ پیر یا مُرشد وہی شخص ہوسکتا ہے جس کے ہاتھ میں وہ اعجاز ہو کہ دنیا والوں کے نفوس کو جو حقیقت کو لہولعب سمجھتے اور ہزل اور بیہودگی کو جد وسعی سے ملا دیتے ہیں، اپنی قوتِ تصرف سے توڑ کر رکھ دے۔ یہی میرے آقا نے کر کے دکھایا۔

☆☆☆

حضرت بابا سیّد محمد تاج الدین ناگپوری رحمۃ اللہ علیہ سے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت

حضرت بابا سیّد محمد تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ سے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کو کس قدر عقیدت تھی، اُس کا اندازہ اُن کے خطوط سے ہوتا ہے جو ''شادؔ، اِقبال'' کے نام سے ڈاکٹر محی الدین زور مرحوم نے مرتب کیے تھے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور مہاراجہ سرکشن پرشاد شادؔ (وزیر اعظم حیدرآباد دکن) میں بے حد محبت تھی۔ یہ محبت ہر غرض سے بالاتر تھی، جیسا کہ خطوط سے ظاہر ہوتا ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کو سلسلہ قادریہ عالیہ سے نسبت حاصل تھی۔ آپ جب بھی کسی اہل دل کا ذکر سنتے اُن سے شرفِ نیاز حاصل کرنے کیلئے بے چین ہوتے۔ آپ نے سرکار تاج الاولیاء ناگپوری رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان فیوض و برکات کا تذکرہ سن کر ۱۱/اَکتوبر ۱۹۲۱ء کو مہاراجہ شادؔ کو اپنے بے پایاں اشتیاق ملاقات کا ذکر اپنے خط میں کچھ اِس طرح کیا:

ناگپور میں ایک بُزرگ مولانا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ ہیں، کیا سرکار نے کبھی اُن کا نام سنا یا زیارت کی؟ حکیم اجمل خان صاحب دہلوی سے اُن کی تعریف سُنی ہے اور لاہور کے ایک دوست بھی اُن کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ اُن کی خدمت میں حاضر ہونے کا قصد ہے۔ دیکھئے کب لاہور کی زنجیروں سے خلاصی ملتی ہے۔ چشتی سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں، چوبیس گھنٹے میں بیشتر حصہ مجذوبانہ حالت میں رہتے ہیں۔ مگر سُنا ہے کہ رات کے دو بجے کے بعد صبح تک اُن کے فیضان کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ حیدرآباد میں کوئی محمد اسمٰعیل صاحب اُن کے پیر بھائی ہیں۔ شاید سرکار کو معلوم ہو، غرض جن ذرائع سے معلوم ہوا۔ آدمی قابل زیارت ہیں۔

۲۷/اکتوبر ۱۹۱۲ء کو ایک اور خط میں جو جناب شادؔ ہی کو لکھا ہے اپنی بھرپور عقیدت کا اظہار کیا ہے۔

سرکار والا تبار تسلیم!

''نوازش نامہ معہ سفرنامہ ناگپور ملا جس کیلئے سراپا سپاس ہوں، میں نے اِس چھوٹی سی کتاب کو بڑی مسرّت سے پڑھا اور سرکار کی عقیدت سے دل کو ایک قسم کی روحانی بالیدگی ہوئی۔ میرا قصد بھی اُن کی خدمت میں حاضر ہونے کا ہے۔ بعض وجوہ کی بناء پر تجدید بیعت کی ضرورت پیش آئی ہے۔ سُنتا ہوں کہ وہ مجذوب ہیں مگر آج کل زمانہ بھی مجاذیب کا ہے، بہر حال اگر مقدر میں ہے تو انشاءاللہ اُن سے مشکل کا حل ہوگا۔''

علامہ اقبالؔ کی نظر میں سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا کیا مقام تھا۔ مندرجہ بالا خطوط اور ذیل کے خطوط سے اندازہ ہوتا ہے۔ علامہ اقبال لکھتے ہیں: ''آپ کی طرف سے درخواست حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں گزاری، اُس کا جواب آپ کو براہِ راست ملے گا۔''

مہاراجہ نے جو جواب لکھا اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے عہدہ پر کامرانی سے بحال ہونا چاہتے ہیں اور دشمنوں کے شَر سے بھی محفوظ رہنا چاہتے ہیں۔

یہ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی خیر خواہی تھی کہ مہاراجہ کو سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کرایا۔ اِس سے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی منزلت اور عقیدت کا پتہ چلتا ہے۔ چنانچہ مہاراجہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع ہوئے اور اپنے عہدہ پر بحال ہو گئے اور سرکار کے بے حد عقیدت مند ہو گئے۔

اَب اِن مکتوبات کی تلخیص ملاحظہ کیجئے۔

اپنے پہلے مکتوب مؤرخہ ۱۱/اکتوبر ۱۹۲۲ء میں مہاراجہ کشن پرشاد کو لکھتے ہیں کہ خاکسار نے جو پیغام مولانا شاہ تاج الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا تھا، اُس کا جواب سرکارِ والا کی خدمت میں پہلے پہنچے گا۔ (مخلص محمد اقبال، ڈاکٹر سیّد محی الدین قادری زور۔ حوالہ کتاب: شاد و اقبال۔ صفحہ نمبر ۱۱۷)

جس کے جواب میں مہاراجہ سرکشن پرشاد نے اپنے مکتوب مؤرخہ ۱۸/اکتوبر ۱۹۲۲ء کو

تحریر فرمایا:

''آپ لکھتے ہیں کہ جو پیغام حضرت شاہ تاج الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا تھا اُس کا جواب فقیر شادؔ کو پہنچے گا مگر کب تک پہنچتا ہے، اِس کا انتظار ہے۔'' اِسی خط میں آگے لکھتے ہیں کہ:

''تاج الدین بابا رحمۃ اللہ علیہ کا حکم اور پیشن گوئی کیا ایسی بھی ہوسکتی ہے کہ جس کا ظہور نہ ہو۔'' صفحہ نمبر ۲۰۔۱۹۔ فقیر شاد)

علامہ اقبال صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے دوسرے مکتوب ۲۶/اکتوبر ۱۹۲۲ء میں حضرت شاد کو تحریر فرماتے ہیں:

''رات پھر ایک پیغام حضرت تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں بھیجا گیا ہے۔''

اس کے جواب میں مہاراجہ شاد اپنے مکتوب یکم نومبر ۱۹۲۲ء میں رقم طراز ہیں کہ:

''آج ایک خط بابا جمال الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا (یہ صاحب بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مُرید خاص سُنے جاتے ہیں) دربار تاج الاولیاء سے فقیر کو وصول ہوا۔ جس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔ یہ ارشاد فرمایا کہ: ''اِس کو بلاؤ لہٰذا تم بدیدن خط ہذا حاضر دربار ہونے کی تیاری کرو۔'' (صفحہ نمبر ۱۲۲)

علامہ اقبال کا تیسرا مکتوب مؤرخہ ۱۱/نومبر ۱۹۲۲ء سرکشن پرشاد کو لکھتے ہیں: ''بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پیغام سے میری مراد معشوق کا مرانی کا خیال ہے جب سرکار کو یہ پیغام موصول ہو تو دربارِ تاج میں تشریف لے جایئے۔ فی الحال سرکارِ والا کا تامل بالکل بجا ہے۔ اور جو کچھ سرکار نے جمال صاحب کو لکھا ہے مناسب ہے۔ میں نے جو عرض کیا تھا کہ بابا تاج رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام مجھ سے پہلے سرکار کی خدمت میں پہنچے گا۔ اِس سے مراد ہے۔''

(مخلص: محمد اقبال۔ صفحہ نمبر ۱۲۳)

حضرت شاد ۱۹/نومبر ۱۹۲۲ء کو علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کو لکھتے ہیں کہ جس روز تاج الملت و الدین کے حکم کے مطابق آپ کو خط لکھا۔ اُس روز یا شاید اُس کے دوسرے روز بابا جمال الدین صاحب ناگپور سے یہاں آئے۔ انہوں نے بھی وہی کہا جو آپ کو خط میں لکھا ہے اور

وہی جواب دیا گیا ہے۔ اگر حضرت کو فقیر شاد کیلئے حکم حضوری ہے تو باطنی کشش کی ضرورت ہے۔ ورنہ ظاہری احکام پر پیش گاہ خسروی میں رخصت کی درخواست پیش کرنا اور وہاں سے رخصت کی منظوری ہونا نہ ہونا اور پھر اُس رخصت طلبی پر خیالات کا طوفان اُٹھنا۔ یہ ایک محال اور خلافِ مصلحت ہے۔ دو تین روز بابا جمال الدین صاحب یہاں مہمان رہ کر واپس گئے اور یہ کہہ کر گئے ہیں وہاں پہنچتے ہی احکام حاضری بابا کے حکم سے جاری کر دوں گا۔

یہ تبسم کرتا کردگار جہاں دریں آشکار راجہ و ارد نہاں

پیارے اقبال حضرت تاج الملت والدین تو جب باطنی جذبات سے کام لیں گے۔ اُسی وقت اُن کی قدم بوسی حاصل ہوسکتی ہے مگر میں تو یہ دیکھتا ہوں کہ آپ کی ملاقات تو ظاہری کشش پر منحصر ہے جب آپ اپنے جذبات ظاہر سے کام نہیں لیتے، یعنی نہ یہاں آتے ہو نہ مجھے بلاتے ہو تو حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ بے نیاز حاکم باطن ہیں۔ پہلے آپ تو ظاہری کشش صادق سے کام لیں۔ (فقیر شاد۔ صفحہ نمبر ۱۲۳)

مہاراجہ اپنے ایک خط میں مؤرخہ ۱۳/مارچ ۱۹۲۳ء علامہ اقبال کو تحریر فرماتے ہیں۔

''آپ تو حضرت تاج الاولیاء بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ٹیلی فون بھیجتے ہی رہے۔ اس کے جواب باصواب کا آغاز کرتے ہی رہے۔ یہاں تک کہ اِس کے نتیجے کا بھی مجھے بے چینی کے ساتھ انتظار رہا اور ہے مگر نہ ہی میں نے غلطی کی۔ ٹیلی فون کا جواب ''خطاب سر'' دربار تاج الاولیاء سے ملا ہے تو تاج بھی ملے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ میرے منتظم پیشی سیّد صادق حسین غبار جو رخصت لے کر اُس طرف گئے تھے۔ چونکہ ناگپور راستے میں تھا وہاں بھی گئے۔ اور پندرہ سولہ روز تک وہاں رہے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار کے جو واقعات انہوں نے بیان کئے وہ حیرت افزاء ہیں۔ وہ بیان کرتے تھے کہ چوبیس گھنٹے میں ایک منٹ کے لئے بھی ایسا نہیں جس میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ تنہا ہوں۔ سواری کے وقت سینکڑوں مرد وعورتوں کا ہجوم رہتا ہے۔

غبار صاحب نے وہاں پہنچنے کا مجھے ایک تار دیا جس کا جواب اُن کو دیا گیا۔ اُس میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو آداب عرض کیا تھا۔ انہوں نے وہ تار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیا۔ جواب میں

فرمایا کہ بارہ بجے ایک صحرا میں وہی تارا ایک آم کے ہرے بھرے درخت پر تین بار لگا کر ایک تنکے سے اُس پر کچھ لکھا اور تین مرتبہ اللہ اکبر کہا۔ اس کے بعد لال ٹوپی پہن کر ”آ وَ کئی روز تک“ کہا۔ بہر حال مثل اس کے اور بھی واقعات ہیں جن کو وہی سمجھ سکتے ہیں جو انوار و اسرار بُزرگوں سے واقف ہیں۔ غبار صاحب کہتے تھے کہ پہلے دن پہلی دفعہ جب سامنا ہوا تو اول تو دور ہی سے ڈانٹ بتائی۔ یہ وہاں سے ہٹ کر دوسری طرف آئے۔ تو دیکھتے ہی ان کی طرف دیکھ کر کہا۔ پہلے تو گدی پر بٹھا دیا۔ اب چیختا ہے چلّاتا ہے بکتا ہے۔ (مخلص شاد۔ صفحہ نمبر ۱۳۷)

شاد صاحب اپنے محبت نامہ ۲۴/ مارچ ۱۹۲۳ء میں علامہ اقبال کو لکھتے ہیں پچھلے خط میں میں غبار صاحب منتظم پیشی کے ناگپور جانے اور بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کی کیفیت درج کی تھی وہ خط آپ کو ملا ہوگا۔ فقیر شاد کیلئے باعث شاد کامی ہوگا اگر اِس کے رَموز و نکات و اسرار کا آپ انکشاف فرمائیں گے۔ رمضان کے بعد تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فقیر کو اپنی حضوری میں بلانے کا اشارہ کیا ہے۔ واللہ عالم کیا ظہور میں آنے والا ہے۔ بعد رمضان انشاء اللہ سفر وسیلہء ظفر کا مصمم ارادہ ہے۔ پروگرام میں پہلا مقام ناگپور اُس کے بعد کہیں اور کا ارادہ ہے۔ (صفحہ ۱۴۰)

اس بارے میں وہ علامہ اقبال صاحب کو مؤرخہ ۱۴/ مئی ۱۹۲۳ء کو لکھتے ہیں۔ میرے منتظم پیشی سیّد صادق حسین غبار ناگپور گئے تھے۔ حضرت تاج الاولیاء بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ سے خواہش دعا کی تو فرماتے ہیں آنکھ اچھی ہے، خواجہ پرشاد دھرم راجہ ہیں۔ میں اس کے ساتھ ہوں وہ میرے ساتھ ہیں۔ (صفحہ نمبر ۱۴۶)۔

مہاراجہ کرشن کے صاحبزادے خواجہ پرشاد کی آنکھ میں چوٹ آ گئی تھی یعنی بصارت آپ کی کام نہیں کرتی تھی اور نہ ہی کوئی چیز نظر آتی تھی۔ علاج معالجہ میں ہر ممکن کوشش کی گئی مگر آنکھ کی وہی کیفیت تھی۔ بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ ناگپور کی طرف رجوع ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل فرمایا۔

☆☆☆

مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر (وزیر اعظم حیدر آباد دکن) کی سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ میں حاضری

مہاراجہ کشن پرشاد شاؔد بہادر صاحب علم و فن کی حیثیت سے ایک نمایاں شخصیت کے حامل تھے نظم و نثر کی تمام اصناف پر قادر تھے۔ ایک عرصہ تک حیدر آباد دکن کے وزیر اعظم رہے۔ علم و فن کے ساتھ ساتھ بُزرگوں سے بھی بے حد عقیدت رہی۔ جناب شاد حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے پر بھی بے حد عقیدت سے حاضری دیتے رہے۔ حاضری دے کر واپس آتے پھر شوق ہوتا جلدی جلدی حاضری دوں۔ عقیدت کو غرض مندی سے پاک ہونا چاہیے مگر اِس کے باوجود انسان جس سے محبت کرتا ہے اُس سے اَپنا حال بھی کہتا ہے، مصیبت بھی بیان کرتا ہے، مدد طلب کرتا ہے۔ یہی حال حضرت شاد کا بھی تھا۔ خواجہ کی چوکھٹ پر جبیں سائی، گریہ و زاری اور مُدعا طلبی جاری رہتی۔ فرماتے ہیں:

خواجہ معین الدین میں تورے واری
کوئی کسی کا ہے کوئی کسی کا
میں تو کہاتی ہوں خواجہ تہاری
شاؔد کو تم ہی جتاؤ تو جیتے
جتن کرکے سب میں ہاری

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت شاؔد سے بے حد محبت تھی۔ وہ اپنے دوست مہاراجہ کی کیفیت سے واقف تھے۔ اِن کو مایوسی سے بچانا چاہتے تھے۔ خیر خواہی اور ہمدردی کا تقاضا تھا کہ حضرت شاد ناکامی کی منزل سے نکلیں اور کامرانی سے

ہمکنار ہوں۔ اس لئے علامہ اقبال نے حضرت شاد کو سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کرایا۔ جو خط و کتابت ہوئی وہ حضرت علامہ اقبال کے واقعات میں شامل ہے۔

حضرت شاد نے سفر نامے بھی لکھے ہیں۔ جو اردو سفر ناموں میں معیاری درجہ رکھتے ہیں۔ ان میں ایک مختصر سا سفر نامہ ''سیر ناگپور'' ہے۔ اِس سفر کی غرض و غایت خود مہاراجہ کی تمہیدی عبارت میں موجود ہے۔

☆☆

تین مہینے ہوئے میرے عزیز باتمیز سیّد معین الدین خان نبیرہ سردار عبدالحق دبیر الملک مرحوم نے مجھ سے برسبیل تذکرہ کہا تھا کہ ناگپور کے پرے وا کی اسٹیشن کے قریب ایک بُزرگ تاج الدین شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہیں۔ نہایت کامل اور مستجاب الدعوات ہیں۔ اُن کی رطب اللسانی کا تخم میرے دل میں بویا گیا اور شوق و ذوق دیدِ دَرشن کی آبیاری سے اُس کی پرورش شروع ہوئی۔ کم سنی سے مجھے بُزرگوں کے ساتھ بلا قیدِ ملّت و مذہب ایک خاص قسم کی عقیدت ہے۔ یہ سمجھنا چاہیے کی میری گھٹی میں عقیدت کا پٹ پڑا ہے، مگر اُن ہی دنوں میں طائرِ ارادہ کو تحریک ہوئی کہ چل کر دَرشن کر لوں۔ لیکن کل ملحون باوقا تھا کے سبب پَر پرواز شکستہ تھے۔ اِس لئے یہ بات اور ارادہ رفت و گذشت ہو گیا دنیا عالِم اسباب ہے کسی سبب کا پیدا ہونا ضروری تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میرا تیسرا لڑکا عثمان پرشاد کے عدم بزورِ دندان کے باعث علیل ہو گئے۔ اس میں طوالت پیدا ہوئی اور بخار لازمی ہو گیا۔ ایک سو ایک سے ایک سو دو کے درمیان اُس کا اُتار چڑھاؤ ہوتا تھا۔ ڈاکٹر اور یونانی اَطباء نے عدم بزورِ دندان اِس بخار کا باعث بتلایا اور وِید نے صفرا اور بلغم کا اجتماع اِس کا سبب ٹھہرایا۔ الغرض ایک مہینہ تک ڈاکٹر ارسطو یار جنگ عبدالتحسین جو افضل گنج ہسپتال کے سرجن اور نہایت مشہور اور ذی لیاقت ڈاکٹر ہیں، بشرکت ڈاکٹر محمد حسین معالج رہے۔ اگرچہ اِس حال میں افاقہ ہوا لیکن بخار نے بدستور اپنی علمداری کو قائم رکھا۔ مجبوراً حکیم میر احمد علی صاحب کا علاج شروع کرایا۔ اِسی اثناء میں میرے دوست حاذق الملک بہادر حکیم اجمل خان صاحب دہلوی، راجہ رائے رایاں متوفی جو اُس وقت عارضہءِ دَق کے فزیشن تھے۔ اُن کے

معالجے کیلئے آئے تھے۔ میں نے بھی اپنے لڑکے کو دکھایا بشرکت حکیم میر احمد علی صاحب نسخہ تجویز کیا اور روزانہ ایک وقت آ کر دیکھتے رہے۔ یہ سلسلہ تقریباً ہفتہ عشرہ رہا۔ جب کہ یہ مرحلہ بھی طے ہو گیا تو بالا اتفاق سب کی رائے ہوئی کہ تبدیل مقام کیا جائے۔ میں نے بھی اِس کو ضروری خیال کیا۔ مگر مشکل یہ تھی کہ میری تیسری دُختر کی شادی مہاراجہ کشمیر کے معتمد لالہ مہر چند کے فرزند سے قرار پائی تھی۔ اور مہینہ جمادی الاخر (مطابق مئی) مقرر ہو گیا تھا۔ اس لئے زیادہ تشویش ہوئی کہ اِس کو کس طرح پورا کروں۔ بالآخر بعد میں مشورہ قرار پایا کہ فی الحال وقار آباد جہاں کی آب و ہوا اچھی سمجھی جاتی ہے اور حیدر آباد سے ریل میں صرف دو گھنٹے کا راستہ ہے، وہاں چلا جاؤں۔ چنانچہ میں فوراً حضور سے دو ہفتہ کی رخصت حاصل کر کے صرف بچہ اور اُس کی ہمشیرہ جو دو سال کی ہے اور اُس کی والدہ کو لے کر وقار آباد آ گیا۔

آگے چل کر لکھتے ہیں: وقار آباد میں دو روز تک بچے کا مزاج کسی قدر دُرست رہا۔ اور بخار میں کمی، لیکن اتفاق سے ایک شب سرد ہوا چلی اور بارش بھی ہوئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دوسرے دن بچے کو نزلہ کا انصباب ہوا اور کھانسی شروع ہو گئی۔ اور بخار بھی بڑھ گیا۔ چارو ناچار حیدر آباد واپس ہو کر کرمن گھٹ کے قریب اپنے باغ ''عثمان منزل'' میں فروکش ہوئے۔ لیکن عثمان پرشاد روبصحت نہ ہوئے۔ اِس عرصہ میں لاہور سے دولہا کی بارات آ گئی۔ لہٰذا مہاراجہ کو عثمان منزل سے اپنے گھر آنا پڑا۔ یہاں آنے کے بعد بچے کے مرض میں شدت ہوئی۔ اس پریشانی کے عالم میں سات تاریخ کو منگنی کی رسم ادا کر کے نہایت اضطراب اور بے چینی میں حضرت شاد نے یہ مناجات کہی۔

مبتلائے رَنج غم یا خدا فریاد رَس
عبد ناشاد تو اُم رحمے نما فریاد رَس
آبِ غم از سرگذشت و تاب صبر اصلا نماند
اَز برائے مصطفےٰ و مرتضیٰ فریاد رَس
نورِ چشم را حفظ خود بدار اَز چشم زخم
ہست و رتپ مبتلا اے کبریا فریاد رَس

نعمت صحت عطا فرماش یا عمر طویل
ایہا الشافی بدہ اور اشفا فریاد رَس
اَز طفیل چاردہ معصوم و اِسم اَعظمت
شادؔ را دل شاد کُن اے کبریا فریاد رَس

لیکن اِسی شب دو بجے بچے کا مزاج اعتدال سے تجاوز کر گیا۔ دوسرے دن صبح کو اور بھی حالت بگڑ گئی۔ جس کے باعث مہاراجہ بہت پریشان ہو گئے۔ وہ لکھتے ہیں:

طبیعت نے گوارانہ کیا کہ اپنے پیارے کی حالت یہاں رہ کر دیکھوں۔ فوراً ریل کے سلیون کا انتظام کر کے میں نے اپنے والد ماجد کو لکھ دیا کہ فی الحال شادی ملتوی کر دی جائے۔ ہفتہ عشرہ کے لئے میں بغرضِ تبدیل آب و ہوا جاتا ہوں۔ ورنہ میری صحت پر بُرا اَثر پڑنے کا اندیشہ ہے۔ چنانچہ ۸؍ تاریخ بروز پنج شنبہ وقت مغرب سب کو خدا حافظ کہہ کر گھر سے بحالتِ اضطراب روانہ ہوا اور برخوردار کی والدہ سے کہہ دیا کہ خدا پر نظر رَکھ کر دعا کرتی رہیں، انشاء اللہ بخار میں کمی شروع ہوگی اس وقت واپس ہوں گا۔ اپنے ساتھ دو مصاحب ایک منصب دار مرزا احمد بیگ، دوسرے رام چندر پرشاد اور چند خدمت گاروں کو لے کر ریل میں سوار ہوا۔ چلتے وقت بعض احباب کا مشورہ ہوا جب سفر پر روانہ ہو ہی رہے ہیں تو بہتر کہ بیک کرشمہ دو کار ناگپور کی طرف جا کر حضرت تاج الدین بابا رحمۃ اللہ علیہ کے بھی دَرشن کر لیں۔ یہ بات مہاراجہ کے دل کو لگی اور وہ ناگپور کی سَمت روانہ ہوئے اور تمام رات بیداری اور اختر شماری میں گزاری۔

اِس موقعہ پر حضرت شاد ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ: جس وقت وہ وقار آباد سے واپس ہوئے تھے، انہوں نے مرزا احمد بیگ منصب دار کو اِس وقت کی ایک مشہور مجذوبہ زہرہ بی بی صاحبہ کے پاس بھیجا تھا اور تاکید کی کہ جا کر وہ صرف سلام پہنچا دیں اور نذر پیش کریں اور جو جواب دیں، اُس سے آگاہ کریں۔ چنانچہ مرزا احمد بیگ گئے، نذر پیش کر کے مہاراجہ کا سلام پہنچایا، جس کا جواب مجذوبہ نے یہ دیا کہ ''وہاں جا کر آؤ سب کچھ ہوگا۔'' اُس وقت اِس فقرے کی تاویل وتعبیر کسی کے ذہن میں نہ آئی اور یہ بات رَفت وگذشت ہوگئی۔ جب

ریل میں برسبیل تذکرہ اِس جملہ کی طرف مرزا احمد بیگ نے توجہ دلائی تو یہ عقدہ کھلا کہ زہرہ بی بی صاحبہ نے دراصل حضرت تاج الدین بابا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا اشارہ کیا تھا۔ اِس خصوص میں کشن پرشاد اپنے خاص صوفیانہ انداز میں تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی یکتائی اور اُس کی وحدت کا ثبوت ہم کو ہر وقت اور ہر آن ملتا ہے مگر غفلت کا پردہ عقل پر ایسا پڑا ہوا ہے کہ ہم محسوس نہیں کرتے۔ دنیوی تعلقات اور اُس کی نیرنگیوں کے تماشوں کو ماسوا اللہ کی شان میں دیکھ دیکھ کر اپنی اوقات کو خراب کرتے ہیں۔ ورنہ اگر بغور تمام اور بنظر تعمق دیکھا جائے تو اِس کی وحدت ہی کا یہ سارا تماشہ ہے کہ اِدھر زہرہ بی بی نے جانے کی خبر دی اور اُس کے اَسباب بظاہر ایسے جمع ہوئے کہ ناگزیر سیر وتفریح کا قصد مصمم ہوا اور یار واحباب کے مشورے سے تاج الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کا عزم بالجزم ہو گیا۔ کیا خوب بابا نانک شاہ صاحب توحید کے ثبوت میں فرماتے ہیں:

آپے کیا کرایا آپے کرنے جوگ
نانک ایکورم رہیا دوجا ہوا نہ ہوگا

اور یہی ایمان کا چراغ ہے جس کو روشن ضمیر گور میں بھی چراغ تہہ داماں کی طرح محفوظ کر کے لے جاتے ہیں اور نجاتِ اَبدی اور سُرور دائمی حاصل کرتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ شاد کو بھی بامراد کرے۔ آمین اور اِن برگزیدگانِ ربّ العزت کے طفیل سے دربارِ حقیقی کے درباریوں کا کفش بردار بنادے کہ اِسی حیلے سے دربار گُہر بارِ وحدت تک رَسائی ہو جائے۔

تمام شب کچھ باتوں میں اور کچھ نیند میں گزری۔ اِدھر شمع کو کوچ کا پروانہ ملا۔ اُدھر خورشید خاور نے تمام عالم پر نور کا کافود بکھیر دیا اور ساری دنیا اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہوئی۔ میں نے اپنے افکار وتہمات اور تخیلات کو اِس سفر کا زادِ راہ بنایا تھا۔ بستر سے اُٹھتے ہی دریافت کیا کوئی تار گھر سے آیا کہ نہیں۔ جواب نفی میں ملا، طبیعت اور زیادہ بے چین ہوئی۔ الغرض قریب بارہ بجے منماڑ اسٹیشن پہنچا جس وقت نظام اسٹیٹ ریلوے کی گاڑی منماڑ پہنچی مہاراجہ شاد نے اپنے ساتھیوں سے کہہ دیا کہ ہمارا سلیون بھساول جانے والی ریل کے ساتھ لگا دیا جائے۔

غرض پون گھنٹہ گزارنے کے بعد گاڑی جھساول کی طرف روانہ ہوئی۔ دوسرے دن دس تاریخ روز شنبہ پانچ بجے شام ناگپور پہنچنے سے قبل گاڑی میں مہاراجہ کے مصاحب رام چندر پرشاد نے حقائق و معرفت کے متعلق بابا نانک صاحب اور کبیر داس جی کے کچھ اشلوک پڑھے اور مہاراجہ سے اِشارہ چاہا۔ اور یہ سوال بھی کیا کہ توحید کے معنی تو ایک ہی ہیں مگر بعض نے پوشیدہ رکھا ہے اور بعض محققین نے بصراحت بیان کیا ہے اور اکثر کنایۃً بمصداق گفتہ آید دَرحدیث دیگراں کے پابند رہے۔ اِس کی کیا وجہ ہے۔ اِس وقت مہاراجہ شاد کو مولانا غوث علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مقولہ یاد آیا۔ مقولے کو نقل کرنے کے بعد حضرت شاد فرماتے ہیں:

ہر کس و ناکس معرفت و توحید کے مسائل میں گفتگو نہیں کرسکتا اور نہ ہر شخص اُس کے سننے کے قابل ہوسکتا ہے۔ اِس لئے **تکمو الناس علی قدر عتولھم** کو کام میں لانا مناسب ہے۔

ناگپور پہنچنے پر معلوم ہوا کہ حضرت تاج الدین بابا رحمۃ اللہ علیہ راجہ رگھو جی راؤ بھونسلے کے مکان میں دو مہینے سے فروکش ہیں اور راجہ صاحب نے نہایت عقیدت سے اُن کو اپنے گھر کی دولت بنا رکھا ہے۔ مغرب کا وقت قریب تھا اور راجہ صاحب کے مکان پر بے تعارف جانا مناسب بھی نہیں تھا۔ اِس لئے مہاراجہ کشن پرشاد نے مرزا احمد بیگ کو شاہ صاحب کی خدمت میں روانہ کیا اور کہا کہ اُن کی خدمت میں میرا اسلام پہنچا دینا اور حالات سے واقفیت حاصل کرکے آنا۔ چنانچہ مرزا احمد بیگ گئے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اِس وقت لیٹے ہوئے تھے۔ موقع دیکھ کر مرزا صاحب نے مہاراجہ کا سلام پہنچایا جس کا تاج الدین بابا رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: ''چراغ رکھ کر چراغ کی فکر کرتا ہے، کہہ دے گھر چلا جائے۔''

مہاراجہ بہادر نے یہ روداد سُن کر اپنے حق میں نیک تفادل سمجھا پھر اِس بات سے انہیں کچھ فکر بھی ہوئی کہ شاہ صاحب مجذوب اور طبیعت کے تیز ہیں۔ نہیں معلوم اُن کے اِس جملے کا کیا مطلب ہے۔ مہاراجہ نے حضور نظام کو اِس مضمون کا تار دیا کہ حضرت تاج الدین بابا رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو ناگپور آیا ہوں۔ وہ چند ماہ سے راجہ رگھو جی راؤ بھونسلے کے مہمان

ہیں، چونکہ مجھے اُن سے ملاقات کرنی ضروری ہے۔ اور آپ کی ایما کے بغیر راجہ کے مکان کو نہیں جاسکتا۔ اس لئے اطلاعاً عرض ہے کہ ایک بار مجھے راجہ کے مکان پر جانا پڑے گا۔

اِس دوران رام چندر پرشاد نے اطلاع دی کہ ناگپور کے باشندے ڈاکٹر گورے کی خواہش ہے کہ جب تک آپ کا قیام ناگپور میں ہے، اُن کی میزبانی قبول کریں۔

مہاراجہ نے اُن کا شکریہ ادا کرکے معذرت چاہی۔ اس لئے کہ انہیں ناگپور میں صرف ایک دن قیام کرنا تھا۔ اس کے علاوہ وہ یکا یک حیدرآباد سے چل پڑے تھے۔ حضور نظام کو بھی اطلاع نہ دے سکے تھے۔ اور ان کی اجازت کے بغیر بیرونِ ملک کے کسی بھی شخص کی میزبانی قبول نہیں کرسکتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اسٹیشن پر اپنے سلیون ہی میں رات گزاری۔ دوسرے دن صبح گھر سے تار آیا کہ شب کو بچے کی حالت زیادہ خراب تھی۔ اِسی دوران میں ایک شخص عبدالعزیز نامی مہاراجہ سے ملنے آیا۔ انہوں نے کہا راجہ بھونسلے کو آپ سے ملنے کا اشتیاق ہے۔ اور یہ بھی چاہتے ہیں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لئے اُن کے توسط سے کام لیا جائے۔ اِس پر مہاراجہ شاد نے غور کیا تو خیال ہوا کہ ایسی بے تکی بات شاید راجہ نے نہ کہی ہوگی۔ اس لیے کہ یہ نوجوان اور تعلیم یافتہ ہے۔ اگر راجہ نے یہ بات فی الواقع کہی ہوگی تو اس کے متعلق لکھتے ہیں۔

میں تو فقیر کی ملاقات کے لیے ناگپور آیا نہ کہ راجہ صاحب کی ملاقات کے لئے، اگر اتفاق سے فقیر راجہ کے مکان میں ہے بھی تو وہ مکان اس درویش یا مہاتما کے رہنے تک دربارِ عام سمجھا جائے گا۔ درویش کے لیے خاص مکین کے ذریعہ یا استصواب شاید کہیں کا دستور ہو۔ مگر ہمارے دَکن کی ریاست کا دستور نہیں۔ چنانچہ اکثر میرے گھر میں ایسا اتفاق ہوا ہے کہ بعض درویش اور مہاتماؤں نے دِنوں تک آسن جمایا۔ صدہا چھوٹے بڑے، جاگیردار اور اُمراء آتے تھے، مگر کبھی میں نے اِس اَمر کی خواہش نہیں کی کہ شاہ صاحب میرے مہمان ہیں۔ اِس لیے درشنی اور طالب دیدار آئیں تو پہلے میرے پاس درشنی ہنڈی چکا کر پھر شاہ صاحب کے دَرشن سے آنکھوں کو نور اور دِل کو سُرور بخشیں۔ اگر راجہ کا یہ خیال ہو کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حیلے سے میں اِس کا مہمان ہوں تو تہذیب اور اخلاق کا قانون

مجبور کرتا ہے کہ پہلے مہمان کی دِید کریں۔ بعد مہمان اُن کی باز دِید اَدا کرے۔

اِس کے بعد لکھتے ہیں کہ: میں نے اِن کو صرف یہ جواب دیا کہ میں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لیے آیا ہوں۔ چونکہ راجہ صاحب سے تعارف نہیں۔ اِس لیے میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ میں سواری اور گاڑی کے لیے اُنہیں تکلیف دوں۔ جس وقت مجھے فرصت ہوگی میں عام زائرین کے ساتھ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دِید سے مستفیض ہوں گا۔

اس کے بعد تار برقی کے جواب لکھے اور مطالعہ میں مشغول ہوگئے۔ رام چندر پرشاد کو حکم دیا کہ وہ میر صاحب کے ساتھ جا کر راجہ سے مل لیں۔ تھوڑی دیر بعد رام چندر پرشاد واپس آئے اور کہا کہ راجہ صاحب پوجا پاٹ میں مصروف تھے۔ اِس لیے اُن سے ملاقات نہ ہوسکی۔ البتہ انہوں نے کہلوایا ہے کہ چھ بجے کے قریب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کا وقت مُناسب ہے۔

دوپہر کے کھانے کے بعد پلیٹ فارم کے روبرو کا خوشنما منظر واٹر کلر میں پینٹ کرنے بیٹھے تھے کہ ایک نوجوان کا سیلون کے سامنے گذر ہوا۔ وہ مہاراجہ کو مصوری میں مشغول دیکھ کر سیلون کے قریب آنے لگا۔ جس پر گارڈ نے روکا لیکن مہاراجہ نے اُس کو قریب بلایا۔ اُس کا نام پوچھ کر دریافت کیا کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے۔ اس نے کہا کہ حضور نظام مرحوم کے آپ مدار المہام چندو لال کے نواسے ہیں۔ یہ سُن کر دَرشن کے لیے آیا ہوں۔ مہاراجہ نے اِس نوجوان کا شکریہ ادا کیا۔ پھر اُس نے درخواست کی کہ میں پینٹنگ جانتا ہوں، اگر کوئی جگہ ہو تو مجھے ملازم رکھ لیا جائے۔ مہاراجہ نے جواب دیا، اِس وقت کوئی جگہ خالی نہیں ہے اور آئندہ کے لیے بھی وعدہ نہیں کر سکتا۔ یہ جواب پا کر نوجوان رُخصت ہوگیا۔ اُس کے بعد دو افغانی آئے۔ انہوں نے سلام کے بعد ملازمت کی درخواست کی۔ اُن کے جانے کے بعد مہاراجہ نے رام چندر پرشاد سے کہا کہ آج کسی طرح تاج الدین بابا رحمۃ اللہ علیہ کے دَرشن سے فیض حاصل کرنا چاہئے، لہٰذا کوئی موٹر خواہ کرایہ کی ہو، تلاش کرو۔

تھوڑی کوشش کے بعد موٹر مل گئی۔ چار بجے لباس تبدیل کرکے اپنے دو مصاحبوں کو ساتھ لے کر ہوا خوری کے لئے نکلے۔ مہاراجہ لکھتے ہیں کہ جہاں تک گیا اور دیکھا ناگپور کی

بستی کو خوشنما پایا۔ سڑکیں سینہ بے کینہ کی طرح صاف، اُس کے دورویہ گھنے دَرخت، مسافر اور راہ گزر پر سایہ ڈالتے ہیں، مکانات کی سجل با قاعدہ قطار، راستے وسیع۔ چلتے چلتے راجہ کے اُس باغ تک پہنچے جہاں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مقیم تھے۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ موجود ہیں۔ مہاراجہ شاد فوراً موٹر سے اُتر کر اندر داخل ہوئے۔ مہاراجہ لکھتے ہیں:

دیکھتا کیا ہوں کہ زائرین کا تانتا بندھا ہوا ہے اور منتظر فضل باری ہیں اور بابا کے مظہر کو اپنا قاضی الحاجات سمجھ کر اُمید کا دامن پھیلائے ہوئے ہیں اور مظہر ذاتِ لامتناہی عبودیت کے خلعت سے مزّین ہو کر مجذوب کی تصویر بن کر ہر ایک کے درد کی دوا کرنے میں اپنی مسیحائی دکھا رہا ہے جلّ جلالہٗ جلّ شانہٗ۔ اِس وقت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دوسری طرف متوجہ تھے۔ میرے پس پشت جا کر کھڑے ہوتے ہی چونک کر فوراً میری طرف دیکھ کر نظر ملائی۔

بقول شخصے ؎

نین چھپائے نہ چھپیں، پٹ گھونگھٹ کے اوٹ
چتر نار اور سورما کریں لاکھ میں چوٹ

نظر کا ملنا تھا کہ میرے قلب پر ایک ایسی کیفیت طاری ہوئی، جس کا اظہار قلم سے ممکن نہیں۔ دَرحقیقت اُن کی نسبت نہایت قوی اور نظر میں برقی قوت تھی۔ میں نے بھی اُن کی دید سے آنکھ نہیں چُرائی۔ دس منٹ یا اس سے زائد عرصہ گزرا ہوگا۔ بقول شخصے ؎

دید تو مغز اَست باقی پوست اَست
دید آن باشد کہ دید دوست اَست

اِس دید بازی کے مزے خوب ملے۔ اِس کے بعد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ''شرارتیں نہیں کرتے۔ جاؤ سیدھے گھر جاؤ۔''

میں سلام کر کے واپس ہوا۔ اگرچہ بعض کا خیال ہوا کہ میں اُن سے کچھ کہوں۔ مگر آپ کی زبردست نسبت نے مجھے ہر طرح مطمئن کر دیا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ ؎

آئینہ کی مثال میرا سارا حال ہے
پنہاں ہے بات کون سی روشن ضمیر سے

جب تھوڑی دور تک میں چلا تو میرے پیچھے ہی آئے اور ایک مائی صاحبہ بیٹھی تھیں۔ اُن سے چوڑی لی اور مجھے دے کر کہا: ''لو۔ بس اب جاؤ گے۔''

میں نے چوڑی لی اور اس کا دل میں بھی نیک خیال میں آیا۔ میں سلام کر کے واپس ہوا۔ میرے ساتھ آئے، میں کھڑا ہو گیا۔ وہاں کبوتر اُڑ رہے تھے۔ اُن کی طرف مخاطب ہو کر درختوں کے گملوں میں سے کچھ مٹی اُٹھائی اور کبوتروں کی طرف ڈال کر اور خدا جانے کیا فرماتے رہے۔ میں تو اُن کی دِید میں محو تھا۔

گرم رَکھتے ہیں ملاقات بدو نیک سے ہم
تیرے ملنے کے لیے ملتے ہیں ہر ایک سے ہم

اللہ اللہ اِس کی یک رنگی کے کیا کیا تماشے ہیں۔ انسان جو اپنی طرف ہر ایک چیز کو منسوب کر کے ماوشما کے پھیر میں پڑا ہوا ہے۔ واللہ غلط ثم باللہ غلط ہے۔ سچ تو یہ ہے۔

نکس کہ خاک مارا گل کر دو خانہ ساخت
خود درمیاں درآمد و مارا بہانہ ساخت

اِسی اِثنا میں ایک معتقد سگریٹ روشن کر کے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہوا۔ آپ نے فوراً میری طرف دِکھا کر اُس سے کہا کہ: ''یہ تو اُن کو دو یہ پیئیں گے۔ ان کے واسطے۔''

اور وہ سگریٹ مجھ کو عنایت فرمادی۔ میں نے اس کو بھی لے لیا۔ جب میں جانے لگا تو جیسے فوجی سلام کرتے ہیں۔ اُس طرح سلام کر کے یہ الفاظ کہے ALL RIGHT AND GOOD MORNING یعنی سب کچھ بہتر ہے صبحک اللہ۔

اِس سے بہتر اور تفاول نیک اور جامع کیا ہو سکتا تھا۔ میں پھر سلام کر کے رخصت ہوا۔ پھر میرے ساتھ ساتھ وہاں تک آئے جہاں میں موٹر سے اُترا تھا۔ وہاں سے وہ دوسری طرف چلے گئے اور میں خدا حافظ کہہ کر اپنے فرودگاہ کی طرف روانہ ہوا۔

آخر میں مہاراجہ شاد نے اپنا سفر نامہ ناگپور اِس بیان پر ختم کر دیا۔

اِدھر زُلف یار نے کمر تک رسائی کی اور اُدھر نصف شب نے سیاہ چادر کمر تک تان لی۔ جعلنا اللیل معاشا کے حکم کے مطابق بستر پر دراز ہوا۔ دوسرے روز منماڑ پہنچا۔ وہاں بذریعہ تار اطلاع ہوئی کہ برخوردار کا مزاج رو بہ اصلاح ہے۔ ڈاکٹر ہسٹ نے کہہ دیا ہے ٹمپریچر ایک سوا ایک سے زیادہ نہیں ہے۔ الحمد اللہ المعنہ ۔ اس نوید مسرت آمیز کے سننے سے دل شاد باغ باغ ہوا۔ وہاں سے سیلون بدل دیا گیا۔ میٹر گیج لین کا ایک سیلون لے کر اورنگ آباد کے راستہ سے چہارشنبہ کے روز چار بجے کی ٹرین میں الوال میں داخل ہوا اور وہاں سے بذریعہ موٹر مکان میں آیا اور سب کو خیر و عافیت کے ساتھ پایا۔ سجدہ شکر بجالایا اور شادی کے آغاز کے لیے حکم دے دیا۔ خدائے تعالیٰ ہمیشہ ہر بات کا انجام بخیر کرے۔

اِس سفر نامہ میں جو تاریخ ملتی ہے اُس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سفر ایک ہفتہ کا تھا۔ یعنی ۸/ جمادی الاخری ۱۳۳۱ھ مطابق ۱۵/ مئی ۱۹۱۳ء روز پنجشنبہ کو آغاز سفر کیا اور ساتویں روز ۱۴/ جمادی الاخری ۱۳۳۱ھ مطابق ۲۱/ مئی ۱۹۱۳ء کو حیدرآباد واپس آئے۔

☆☆☆

نوائے وقت ۔ ۱۸؍مارچ ۱۹۹۴ء

''اذکارتاج الاولیاءؒ''

سوانح: حضرت بابا سیّد محمد تاج الدین ناگپوری رحمۃ اللہ علیہ
مؤلف: فریدالدین شاہ تاجی
ناشر: قاضی محمد علی تاجی
ہدیہ: ۵۰ روپیہ
ملنے کا پتہ: حکیم نسیم اصلاحی تاجی۔ مسجد نیاز، کمال گنج، لاہور۔

آقا ومولا خاتم النبیین، ختم الرسل آنحضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلسلہ نبوت تمام کر دینے کے بعد خدائے بُزرگ وبرتر نے اصلاحِ احوال اور رُشد وہدایت کی ذمہ داری اپنے نیک اور متقی بندوں کو تفویض کر دی۔ قرن ہا قرن سے نیکی کی بدی اور اسلام کی کفر کے ساتھ جنگ جاری ہے۔ اللہ کے پسندیدہ اور برگزیدہ بندے زندگیاں اسلام کی سر بُلندی، قرآن و حدیث کی ترویج اور احکامات الٰہی کی تشہیر کے لیے وقف کر کے تا اَبد اَمر ہو گئے، سانسیں ختم ہو گئیں، لیکن فیض جاری وساری رہا۔

حضرت بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح میں اُن کی ولادت سے رحلت تک کے واقعات معجزات اور کرامات کا بیان اِس قدر دلکش، دِلربا اور مؤثر طور پر کیا گیا ہے کہ ایمان تازہ، روح سرشار، آنکھیں منور، دل روشن ہو کر اللہ، اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُس کی تعلیمات پر اعتقاد راسخ ہو جاتا ہے۔ کتاب کے مؤلف فریدالدین شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ نے باباجی سے اپنی عقیدت اور تحریر کا حق ادا کر دیا۔ 512 صفحات کی اِس ضخیم کتاب کا 50 روپے ہدیہ نہ ہونے کے برابر ہے۔

تبصرہ: روزنامہ جنگ کراچی

اذکارتاج الاولیاء

تالیف: فریدالدین شاہ تاجی وقاضی بابا سیّد امجد علی شاہ تاجی
ملنے کا پتہ: میاں قاضی محمد علی تاجی، دربارتاج الاولیاء قصبہ کالونی کراچی،
موجودہ پتہ: ایس۔ٹی 10، مکان نمبر R-88، سیکٹر 5A4، نارتھ کراچی۔
موبائل: 2378486-0300
صفحات: 512
قیمت: پانچ سو روپیہ (ساتواں ایڈیشن 500/=Rs)

اس بات سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ بُزرگانِ دین اور اولیائے کرام نے اپنی زندگیاں دین کی خدمت اور تبلیغ اسلام کے لیے وقف کی ہیں۔ خاص طور پر اگر جنوبی ایشیا اور اِس خطے کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے جہاں اَب پاکستان قائم ہے تو پتہ چلے گا کہ یہاں اسلام لانے اور اُسے پھیلانے میں اولیائے کرام نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جو قلوب بادشاہوں کی تلواروں سے فتح نہ ہو سکے، وہ اِن بُزرگانِ دین کی تبلیغ سے مسخر ہو گئے اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ آج کے جدید دور میں بعض ایسی ہستیاں موجود ہیں جو اِس مادی عہد میں بھی اللہ کا پیغام عام کرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں اور اپنے اپنے حلقے میں رہتے ہوئے عام لوگوں کو سچ اور حق کی طرف رجوع کرنے کی تلقین کر رہی ہیں۔

حضرت بابا سیّد محمد تاج الدین حسنیؒ وحسینیؒ ناگپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک خدا رسیدہ بُزرگ تھے۔ جنھوں نے زندگی بھر عام لوگوں کی رُشد وہدایات کا فریضہ انجام دیا اور اَن گنت دلوں کو حقانیت کی روشنی سے منور کیا۔ زیرِ نظر کتاب ''اذکارتاج الاولیاء'' آپ ہی کی سوانح

حیات ہے۔ اِس میں حضرت بابا سیّد محمد تاج الدین ناگپوری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے حالات و واقعات، آپ کے مجاہدات، آپ کے افکار و اذکار، آپ کی رُشد و ہدایت، آپ کی تعلیمات اور معمولات، غرض پیدائش سے لے کر وِصال تک کے حالات تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ آپ کے عقیدت منداَن گنت ہیں، جو پاکستان اور ہندوستان کے علاوہ بعض دیگر ممالک میں بھی پھیلے ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن طبع ہوا ہے۔ ضخامت کو دیکھتے ہوئے قیمت بہت کم ہے۔ لیکن کیا ہی اچھا ہوتا جو یہ کتاب مجلد شائع کی جاتی۔ بہرصورت مؤلف کی کاوش قابلِ تعریف ہے کہ انہوں نے باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و واقعات جمع کرنے میں بڑی محنت کی ہے اور اِس طرح ایک صاحبِ عرفان بُزرگ کی تفصیلی سوانح حیات مُرتب کردی گئی ہے۔

☆☆☆

تبصرہ روحانی ڈائجسٹ

شمارہ دسمبر ۱۹۸۴ء

''اذکارتاج الاولیاء'' کے پہلے ایڈیشن پر کراچی کے تمام اخبارات اور رسالوں نے تبصرے لکھے۔ موجودہ کتاب میں روحانی ڈائجسٹ کا خصوصی تبصرہ شائع کیا جارہا ہے۔

اولیاءکرام اور بُزرگانِ دین وہ نفوسِ قدسیہ ہیں جو اپنے نفس کو عقل میں تحویل کرکے اس کے کمال کے طالب ہوجاتے ہیں اور جذبہ وخیال سے اِس طلب کی آبیاری کرکے فکر ونظر، ذوق وشوق اور رجحان وعمل کی اِس طرح تربیت کرتے ہیں کہ زَمان و مکان کی، تعینات، نفوس کی کثرت وتفریق اور دیگر امتیازات سے اُن کی نظر مرتفع ہوجاتی ہے اور وہ حقیقت تک پہنچ جاتے ہیں۔ اولیاءکرام کے فیضِ روحانی اور خوارق عادات، اُسی حصول و وَصول کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ ایسے ہی بُزرگوں کے احوال ہمیشہ موجب ہدایت وایقان ہوتے ہیں۔

''اذکارتاج الاولیاء'' سے پہلے بھی حُسن وعقیدت کے ساتھ حضرت بابا تاج الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے متعدد تذکرے لکھے جاچکے ہیں اور یہ تمام تذکرے حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق اپنی اپنی جگہ دستاویز ہیں۔ اِس کے باوجود حضرت بابا تاج الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے وابستگی اور دلبستگی رکھنے والوں اور بُزرگانِ دین سے عقیدت اور محبت رکھنے والوں اور حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ لوگوں سے متعارف ہونے کے لیے تاج الدین بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات اور مستند حالات پر مبنی ایک جامع تذکرہ کی ضرورت تھی۔ اِس کمی کو قاضی میر محمد علی تاجی نے ''اذکارتاج الاولیاء'' کی صورت میں بخوبی پورا کردیا ہے اور جس تحقیق اور ذوق وعرفان کے ساتھ یہ تذکرہ لکھا گیا ہے، اُس کے لیے قاضی صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں۔ حالات وواقعات، کشف وکرامات اور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فیض یافتہ حضرات کا تذکرہ نہایت خوبصورت پیرائے میں کیا گیا ہے۔ جس کی بنا پر یہ کتاب ریفرنس بک REFERENCE BOOK بن گئی ہے۔

حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اوپر اب تک جتنی کتابیں شائع ہوچکی ہیں، ''اذکارتاج الاولیاء'' اُن سب کا خلاصہ ہے۔ حضرت بابا تاج الدین ناگپوری رحمۃ اللہ علیہ کے علومِ رقبت کا صحیح علم تو اللہ تعالیٰ کو ہے لیکن آپ کی کیمیا اَثر نگاہ، روحانی فیوض اور کشف وکرامات کی روایتیں اتنی عام اور اس قدر محیر العقول ہیں کہ اُن کے سننے کے بعد دانا آدمی یہ کہنے پر مجبور ہوجاتا ہے کہ اِس مادہ پرست اور دہریت کے دور میں آپ ایک اعجازِ خداوندی ہیں۔ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھنے والے خوش نصیب لوگ اَب بھی خاصی تعداد میں موجود ہیں۔ اِس لیے اِس تذکرے میں پیش کردہ اکثر روایتیں چشم دِید اور آپ بیتی پر مبنی ہیں اور باقی روایتیں بھی معتبر راویوں سے پہنچی ہیں۔ الغرض ''اذکارتاج الاولیاء'' ایسے بُزرگوں کے رشحاتِ قلم کا نتیجہ ہے جنہوں نے حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات وواقعات کو بہت ہی بہتر اور موزوں طریقے سے پیش کیا ہے۔

حضرت تاج الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے جذب وسلوک کا آج تک کوئی اندازہ نہیں لگا سکا۔ اس لیے کہ آپ ہر آن، ایک نئی شان میں ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اہل ظاہر آپ کو

سمجھنے سے قاصر رہے اور آئندہ بھی قاصر رہیں گے۔ یہ کتاب بلاشبہ اُن لوگوں کے لیے بھی مشعلِ راہ ہے جو حضرت بابا تاج الدین ناگپوری رحمۃ اللہ علیہ کو مجذوب سمجھتے ہیں۔

قاضی محمد علی تاجی صاحب کی یہ خوش نصیبی ہے کہ سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے اُن سے یہ مستند اور جامع کتاب مُرتب کرالی ہے۔ مجھے قوی اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے اور طفیل قاضی محمد علی تاجی کی اِس مخلصانہ کوشش کو قبول فرمائے۔ اِس تالیف کے ناشر اور طابع اور اُس خدمت میں حصہ لینے والے دیگر حضرات کو اَجر و انعامات عطا ہوں۔ اِس تذکرے کے مطالعہ سے انشاء اللہ سالکانِ طریقت کے لیے بصیرتِ دل کا سامان فراہم ہوگا۔

☆☆☆

نذرانۂ عقیدت

تاج آباد شریف ناگپور میں ایک نوجوان عاشق بابا رحمۃ اللہ علیہ علامہ غلام دستگیر تاجی کا قیام ہے۔ آپ کا غائبانہ تعارف حاجی محمد عثمان صاحب کے ذریعہ یوں ہوا کہ حاجی صاحب ناگپور شریف حاضری کے لیے جارہے تھے تو میں نے چند کتابیں (اذکار تارج الاولیاء) دربار میں پیش کرنے کے لیے دیں تھیں۔ اُن میں سے ایک کتاب حاجی صاحب نے غلام دستگیر صاحب کو اُن کا شوق دیکھ کر عطا کی۔ واپس کراچی آئے تو علامہ کی بے حد تعریف کی اور ان کا ایک خط مجھ عاجز کے نام لاکر دیا۔ خط کیا تھا سرکار کی مجھ جیسے ادنیٰ غلام سے بھرپور محبت کا پروانہ تھا۔ چنانچہ میں نے غلام دستگیر صاحب کو خطوط لکھے کہ وہ ناگپور شریف کے حضرات پر جو فیض عام ہو رہا ہے، اُس فیض کے تازہ واقعات لکھ کر روانہ کریں تو میں چوتھے ایڈیشن میں شامل کرلوں گا۔ میرے اِن خطوط کے جواب میں علامہ نے یکم اکتوبر ۱۹۹۴ء کو اپنے خط میں اذکار کے لیے اپنے جذبات اور نئے واقعات لکھ کر روانہ کرنے کا وعدہ فرمایا۔ اِس خط سے علامہ کی بھرپور عقیدت کا اظہار ہوتا ہے۔ خصوصی طور پر اُن کا خط پیش کررہا ہوں۔ واقعات جیسے ہی ملیں گے انشاء اللہ تعالیٰ شامل کرلوں گا۔

نوٹ: مجھے بے حد افسوس ہے کہ عزیزم محمد غلام دستگیر تاجی سے بار بار تقاضوں کے باوجود تازہ واقعات آج تک روانہ نہیں کئے۔

(قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی)

☆☆☆

محترم قابل صد احترام حضور مخدوم قبلہ وکعبہ اعلیٰ حضرت (شیدائے تاج الاولیاء)

السلام علیکم!

قدم بوسی عرض۔ اُمید کہ بفضلہ تعالیٰ و رسولِ پاک ﷺ کے صدقہ میں بابا حضور تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے طفیل میں معہ اہل وعیال خیریت و عافیت سے ہوں گے۔ دیگر احوال عرض کرنے سے قبل معذرت کا خواہاں و معافی کا خواستگار ہوں۔ میں اپنے غیر معمولی اور ہنگامی حالات کی وجہ سے بیرونِ ناگپور و دیگر مقامات پر گیا ہوا تھا۔ آپ کے مرسلہ دو خطوط پا کر بے حد مسرت ہوئی۔ بروقت جواب نہ دے سکا۔ جس کا مجھے شدید احساس ہے اور شرمندہ ہوں۔ اُمید ہے کہ از راہِ نوازش دَرگزر فرمائیں گے۔

حضرت پُرنور شہنشاہ ہفت اقلیم کا کتنا بڑا کرم ہے کہ تاج الاولیاء نے اپنی معرفت تبلیغ کے لیے آپ کا انتخاب فرمایا۔ آپ کا وہ عظیم شاہکار جو کہ بنام ''اذ کار تاج الاولیاء'' شائع کیا گیا۔ آپ کا ایک خاص حصہ ہے جس میں عقیدت مندوں کے جذبات ایک سمندر کی طرح موجزن ہیں۔ تحریر کی ہر ہر سطر پر آپ کو سرکار کی بھرپور تائید حاصل ہے اور اِس کارنامہ سے حضور تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ آپ سے بے حد راضی ہیں۔ ''اذ کار تاج الاولیاء'' ایک فیضان عام کے انداز سے ہند و پاک میں نور کی کرنیں بکھیر رہا ہے، جو آپ کے حق میں پروانہ نجات کا باعث ہے۔ آپ کے حکم کے مطابق حضور باوا جان کے مختلف واقعات قلم بند کرنے کی سعی جاری ہے اور عنقریب ہی روانہ خدمت کر دیئے جائیں گے۔ تاکہ اپنے جدید ایڈیشن میں شائع ہو سکے۔ اِس سلسلہ میں دور دراز کے مقامات پہنچ کر بہت ہی محتاط انداز میں حضور کے حالات قلم بند کر رہا ہوں تاکہ کسی قسم کا مبالغہ نہ ہو سکے۔ ویسے تو فضیلت کے اعتبار سے سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ اس عالم کائنات میں ایک روشن آفتاب کے مثل ہیں۔ دوسرے یہ کہ حضور کے واقعات احاطہ تحریر سے ماورئی ہیں۔

محمد غلام دستگیر تاجی (درگاہ بابا سرور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تاجی۔ تاج آباد شریف، ناگپور)

''اذ کارتاج الاولیاءؒ'' کے مطالعہ کی اہمیت و افادیت

عزیزم ڈاکٹر علامہ محمد خالد صدیقی القادری (ایم اے (اسلامیات)، فاضل علومِ شرقیہ، ڈی ایچ ایم ایس)، ''اذ کار تاج الاولیاء'' کے تیسرے ایڈیشن کے مطالعے کے بعد دربار تاج الاولیاء تشریف لائے۔ علامہ خالد صاحب اُن لوگوں میں سے ہیں جو اپنی پہلی ہی ملاقات میں اپنے انمٹ تاثرات چھوڑ جاتے ہیں۔ چنانچہ اِس عاجز نے بھی اُن پر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت غالب دیکھی۔ جس کی وجہ سے اُن سے خاص لگاؤ پیدا ہو گیا ہے اور یہی خواہش رہتی ہے کہ وہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہر محفل میں معہ احباب شرکت فرماتے رہیں۔ خالد صاحب کا ایک خاص حلقہ ہے۔ خالد صاحب ہومیو ڈاکٹر کی حیثیت سے مخلوقِ خدا کی خدمت کر رہے ہیں۔ دینی مبلغ ہونے کے ساتھ ساتھ آپ روحانی اسکالر کی حیثیت سے بھی تعلیم دے رہے ہیں۔

میں نے علامہ صاحب سے اُن کی عقیدت محبت دیکھ کر ''اذ کار تاج الاولیاء'' کے لیے اُن کے تاثرات لکھنے کی درخواست کی۔ آپ نے مندرجہ بالا کا ثبوت دیتے ہوئے باوجود اپنی گوناگوں مصروفیات کے قارئین کے لیے ''اذ کار تاج الاولیاء کے مطالعہ کی اہمیت و افادیت'' پر ایک جامع مضمون لکھ کر دیا۔ جسے پانچویں ایڈیشن شائع کیا جا رہا ہے۔ میری دعا ہے کہ سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ عزیزم علامہ ڈاکٹر محمد خالد صدیقی صاحب کو خوب خوب نوازیں، آمین۔

مضمون شائع ہونے کے بعد سرکار کے ایما پر اُن کو دربار تاج الاولیاء بُلا کر اجازت خلافت سلسلہ عالیہ تاجیہ عطا کی۔

(قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

اللہ ربّ العزت قرآن مجید فرقان حمید میں فرماتا ہے:

یَآاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اتَّقُوۡا اللّٰہَ وَ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ o

ترجمہ: اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو (تقویٰ) اختیار کرو اور صادقوں کی صحبت اختیار کرو۔

یہاں صادق سے مراد وہ سچے ہیں، جن کے قول و فعل میں مماثلت ہے۔ جو یقین کے آخری درجے ''حق الیقین'' تک پہنچے ہوئے ہیں جو حدیث مبارکہ:

یَسۡمَعُ بِہٖ وَ بَصَرَہٗ الَّذِیۡ یُبۡصِرُ بِہٖ

کے مطابق اللہ کے کانوں سے سُنتے اور اللہ کی آنکھوں سے دیکھتے ہوں اور یہ کون لوگ ہیں، یقیناً یہ اولیاء اللہ ہیں۔ جن کی صحبت اختیار کرنے کا حکم اللہ ایمان والوں کو فرمارہا ہے۔ اِس کے علاوہ بھی اہل عقل و بصیرت اور باشعور حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ افضل ترین عبادت اہل کمال حضرات کی رَفاقت اور مقربان دربارِ الٰہی کی صحبت ہے، کیونکہ اہل اللہ اور عرفاء جو وجود کی لذت اور کمال مخصوص رکھتے ہیں، اپنی صحبت میں آنے والے نااہلوں کو بھی نعمت خداوندی سے نوازتے رہتے ہیں۔ لیکن جب انسان اہل اللہ کی صحبت اور عارفوں کے دیدارِ جمال سے دور ہو اور اُسے اُن کی صحبت میسر نہ ہو تو اُس وقت اُسے اِن بُزرگوں کے حالات سے باخبر رہنا بھی اُس کے دل کی تاریکیوں کو دور کرنے اور اُس کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کرنے کا باعث بنتا ہے۔ اُن کے حالات سے واقفیت ہونے میں بھی وہی اَثر ہوتا ہے جو اُن کی صحبت سے، کیونکہ دَرحقیقت یہ بھی اُن کی صحبت میں رہنے کے مترادف ہے۔ اگر حُسنِ عقیدت ہو تو ہر چیز مشاہدہ بن جاتی ہے۔ اِس وجہ سے ہر زمانے میں بُزرگوں کے حالات وواقعات کو ضبطِ تحریر میں لاکر محفوظ کرلیا جاتا ہے۔ تاکہ عام لوگ بھی اس سے فائدہ

اُٹھائیں۔ اولیاء اللہ کا وجود ایک ہمہ گیر رحمت اور بیش بہا نعمت ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ اَمَّا بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ (سورۃ الضحیٰ۔ آیت 11)

ترجمہ: اپنے رب کی نعمتوں کا خوب خوب چرچا کرو۔

تو یوں بھی اِن بُزرگوں کے حالات بیان کرنا ضروری ہیں اور پھر یہ بھی کہ اللہ کے اِن نیک بندوں کا ذکر باعثِ رحمت و قُربت ہے۔ اِس لیے کہ عاشق کو اپنے محبوب کا تذکرہ اچھا لگتا ہے اور محبوب بھی عاشق کا ذکر پسند ہوتا ہے۔ غرض یہ کہ اِن بُزرگوں کا تذکرہ ایسی عبادت ہے، جسے ہر آدمی محنت و مشقت کے بغیر ہر حال میں ادا کرسکتا ہے اور اِس طرح اِسے اللہ کا قُرب حاصل ہوسکتا ہے۔

حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب ''تذکرۃ الاولیاء'' کے دیباچے میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

اِس تذکرے کو میں نے کئی وجوہ سے تصنیف کیا ہے۔ ایک یہ کہ میری یادگار رہے۔ لوگ اِس سے فائدہ اُٹھا کر مجھے دعائے خیر میں یاد رکھیں۔ یہ اللہ کے وہ دوست جن کا میں نے اپنی کتاب میں تذکرہ کیا ہے، میری اِس کوشش سے خوش ہوں تو اُن کی یہ خوشی مجھے آخرت میں فائدہ پہنچائے گی۔ جس طرح کہ یحییٰ عمار رحمۃ اللہ علیہ کو جو امام ہروی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ کے اُستاد تھے، بعد وفات لوگوں نے اُن کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ آپ پر کیا گزری تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی جناب سے ارشاد ہوا کہ اے یحییٰ میں تجھ سے سخت باز پُرس کرتا لیکن چونکہ تو ایک مجلس میں میرا ذکر کررہا تھا اور میرا ایک دوست اُسے سن کر خوش ہوا تھا اِس لیے میں نے تجھے بخش دیا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ لوگوں نے حضرت شیخ بوعلی وفاق رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص اولیاء اللہ کے حالات سُنے اور اُن پر عمل نہ کرسکے تو حالات سننے والے کو کچھ فائدہ ہوتا ہے یا نہیں، تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دو فائدے ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ سننے والا اگر طالب ہوگا تو اُس کی طلب بڑھ جائے گی اور ہمت قوی ہوگی۔ دوسرے یہ کہ وہ اگر متکبر ہوگا تو اُس کا تکبر کم ہوجائے گا۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ لوگوں نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ مُریدوں کو پیروں کے ذکر سے کیا فائدہ پہنچتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مردانِ خدا کا ذکر اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے کہ مُرید اِس لشکر سے شیطان پر قابو پاتا ہے اور اس مُرید کا ٹوٹا ہوا دل مضبوط ہو جاتا ہے اور دلیل اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ "وَ کُلًّا نقص علیك من انبآء الرسل ما نثبت به فوادك" ترجمہ: اے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم اگلے پیغمبروں کا قصہ آپ سے اِس لیے بیان کرتے ہیں کہ آپ اِس سے آرام پکڑیں اور آپ کا دل قوی ہو جائے۔

چوتھی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: "عند ذکر الذکرین تنز الرحمة"۔ یعنی ذاکر پر (اللہ والوں کا) ذکر کرتے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

پانچویں وجہ یہ ہے کہ اِن بُزرگوں کی ارواح سے اِس پریشان حال زمانے کو فیض پہنچے اور اُس فیض کی برکت سے لوگوں کو قبل اَز مرگ دولت سعادت نصیب ہو۔

چھٹی وجہ یہ ہے کہ میں (عطار رحمۃ اللہ علیہ) نے اولیاء اللہ کے کام کو قرآن و حدیث کے مطابق پایا۔ اس لئے میں نے یہ کام شروع کیا۔ گو میں اُن کی خاکِ پا کے برابر بھی نہیں، مگر کیا خبر کہ اللہ اُن کے ذکر کی بدولت مجھے بھی کسی قابل کر دے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ: "من تشبه بقوم فهو منهم" یعنی جس نے جس قوم کی مشابہت اختیار کی وہ اُن ہی میں سے ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دعویٰ کرنے والوں (اہل اللہ) کو اچھا سمجھو کیوں کہ وہ محقق ہوتے ہیں اور اُن کے قدم چومو، کیوں کہ وہ اگر بُلند ہمت نہ ہوتے تو یہ دعویٰ نہ کرتے۔

ساتویں وجہ یہ ہے کہ قرآن وحدیث کو سمجھنے کے لیے عربی کی استعداد ضروری ہے۔ میں (عطار رحمۃ اللہ علیہ) نے اولیاء اللہ کے حالات فارسی میں لکھے ہیں، جو عوام کی زبان ہے۔ (اس زمانہ میں تھی)۔

آٹھویں وجہ یہ ہے کہ قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ناگوار خاطر بات کہے تو انسان

اُس کے قتل تک کے درپے ہو جاتا ہے جب مخالفت کی بات اِتنا اَثر کرتی ہے تو موافقت کی بات کیا ذرا بھی اَثر نہ کرے گی؟ حضرت شیخ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا کہ قرآن وحدیث کا پڑھنے والا اگر مطالب و معانی نہ سمجھے تو بھی فائدہ اُٹھائے گا یا نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ضرور فائدہ اُٹھائے گا جس طرح کہ دوا پینے والا دوا پینے سے فائدہ اُٹھاتا ہے اگرچہ وہ اُس کے اجزاء سے واقف نہیں۔

نویں وجہ یہ ہے کہ میں (عطار رحمۃ اللہ علیہ) چاہتا تھا کہ جہاں تک ممکن ہو سوائے اولیاء اللہ کے میں کسی کا ذکر نہ کروں، نہ سُنوں، اِس لیے میں نے یہ کتاب تصنیف کی۔

دسویں وجہ یہ ہے کہ لوگوں نے حضرت امام یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ جب اولیاء اللہ دنیا میں باقی نہ رہیں تو ہم کیا کریں کہ جس کی وجہ سے دنیا کی مکروہات سے الگ رہیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک جُز روزانہ اُن کے حالات کا پڑھا کرو۔

گیارہویں وجہ یہ ہے کہ زمانے میں بدکاریاں اور بُرائیاں پھیلی ہوئی ہیں اور نیک لوگوں کو دنیا نے بھلا دیا ہے۔ میں نے چاہا کہ اس کتاب سے نیک لوگوں کی یاد تازہ رہے اور لوگوں کو اُن سے محبت پیدا ہو۔ لوگ اُنہیں تلاش کریں اور اُن سے فائدہ اُٹھائیں اور سعادتِ اَبدی حاصل کریں۔ اِسی طرح سولہ فوائد بیان فرمائے۔

صاحبِ "مراۃ الاسرار" حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ۱۰۳۰ھ کے وسط میں اولیاء اللہ کے احوال میں سے ایک حالت دریافت کرنے کی غرض سے میں نے کئی چلّے کیے۔ لیکن مطلوبہ حالت پیدا نہ ہوئی۔ ایک روز کتاب "تذکرۃ الاولیاء" کا ابتداء سے ترتیب و شرائط کے ساتھ مطالعہ شروع کر دیا اور اختتام تک کی نیت کر لی، جس وقت سلطان العارفین حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے معراج کے ذکر پر پہنچا وہ حالات جس کی کہ عرصے سے تمنا تھی، بے تکلف منکشف ہو گئی۔ یقین ہو گیا کہ احوال اولیاء اللہ مفید نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ ہرگز انبیاء کے واقعات قرآن کے ذریعے ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک نہ پہنچاتا۔ یہ تو تھیں اذکار اور ملفوظاتِ اولیاء اللہ کی اہمیت اور افادیت سے متعلق باتیں۔

بُزرگانِ دین نے اولیاء اللہ کے حالات کا مطالعہ کرنے کے بھی آداب بیان فرمائے ہیں وہ آداب کیا ہیں:

اول: یہ کہ اذکار اولیاء اللہ پڑھتے وقت باوضو ہو اور مؤدب ہو کر بیٹھے۔

دوئم: یہ کہ توجہ صاحبِ تذکرہ کی روح کی جانب ہو۔ اُس سے وہ بھی متوجہ ہو جاتے ہیں اور پڑھنے والوں کا تزکیہ نفس کرتے ہیں، کیونکہ روح مکان و زمان اور موت و حیات کی قیود سے آزاد ہے۔

سوئم: صاحبِ تذکرہ کی کسی بات پر اعتراض نہ کرے۔ اگر کوئی بات سمجھ ہی میں نہ آئے تو کسی صاحبِ حال سے دریافت کرلے۔ ظاہر بین لوگوں سے دریافت کرکے پریشان نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بھی صاحبِ حال سے دریافت کرنے کی تاکید فرمائی۔ "**فاسئلو اھل الذکر**" اہل ذکر سے دریافت کرو۔

آخر میں، مکرم و محترم قبلہ بابا قاضی محمد علی تاجی امجدی مدظلہٗ العالی کا نہایت شکرگزار ہوں کہ انہوں نے عشاق کی تشنگی اور عوام کے دل کی تیرگی دور کرنے اور راہ سے بھٹکے ہوؤں کی رہنمائی کرنے کے لیے جامِ معرفت، روشن چراغ اور خضرِ راہ کا انتظام و انصرام بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح کی شکل میں کیا اور پھر اِس فقیر خاک پائے اولیاء العبد محمد خالد صدیقی القادری کو "اذکار تاج الاولیاء" میں اذکار کی اہمیت اور افادیت پر لکھنے کا حکم صادر فرما کر دہ عزّت عطا فرمائی جس کا یہ گناہ گار کسی طرح بھی قابل نہ تھا۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اولیاء کرام کے دامن سے وابستہ رکھے اور آخرت میں اس وابستگی کو ہماری مغفرت کا سبب بنادے۔

آمین بجاہِ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

دستخط ڈاکٹر علامہ محمد خالد صدیقی القادری

زیارتِ روحانی میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عطا

راوی: فاروق حسین کاشمیری تاجی

عالم فاضل، وکیل ہائی کورٹ، پروفیسر لاء کالج مظفر آباد، بہترین مقرر، مہمان نواز، سب خوبیوں کے ساتھ پنجتن پاک و بُزرگانِ دین بالخصوص حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عشق و مستی سے سرشار نوجوان فاروق حسین کاشمیری تاجی کے متعلق کہ وہ میرے معشوق ہیں، یہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہلوا دیا ہے۔ ورنہ بندہ ناچیز تو فقر کے جہاں میں گمنام اور عشق کے ملک میں بے زبان ہی رہنا چاہتا ہے۔ سرکار نے اُن کا نام رجسٹر میں مجھ عاجز سے لکھوایا ہے۔ پھر اجازت و خلافت اِس سے قبل ماہانہ نذرو نیاز کی اِجازت دلوائی۔ سرکار کے کرم سے ہر ماہ چاند کی چھبیس ویں کو نذرو نیاز اور لنگر جاری ہے۔

(قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی)

☆☆☆

اپنے اعمال پر ایک تجزیاتی نظر انسان کو دُرست سَمت میں محوِ سفر ہونے میں معاون ہوتی ہے جب کہ حصولِ منزل مُقدر کی بات ہے۔ میں اپنی داستانِ ضبطِ تحریر میں نہ لاتا مگر قبلہ تاجی صاحب کے ساتھ تعلق ہی کچھ اِس طرح اُستوار ہوا ہے کہ اُن کے اوّلین حکم کی تعمیل کیے بناء چارہ نہ ہے۔

کیپٹن عبدالمنان صاحب نقشبندی قادری سلسلہ کے وہ پہلے مرد ہیں، جن کے ساتھ ہم نفسی نے مجھے جادۂ حقیقت کی راہوں سے آشنا کیا اور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بحالت بیداری زیارت نصیب ہوئی۔ راقم نے بوقت انتخاب یہ شرط منوائی کہ تمام تر مراحل اپنے شعور کے ساتھ طے کروں گا۔ اس شرط نے میرے سفر کو جس قدر دشوار گزار بنایا، اُسے میں

ہی جانتا ہوں۔مگر الحمدللہ تا حال میری مرضی کے مطابق سفر کروایا جارہا ہے۔

تشتیک کی وادی سے گزرنے کے بعداً بھی کوئی قدم نہ اُٹھایا تھا کہ قدرت نے میرے پاس قبلہ محمد علی تاجی صاحب کے بچوں کو بصورتِ مہمان بھیج دیا اور میں نے اپنی طرف سے سُنّتِ ابراہیمی پوری کرنے کی سعی کی۔ یوں بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے عُرس میں شرکت کی دعوت ملی۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ عُرس میں میری اوّلین شرکت کے اسباب کیوں کر ترتیب پائے۔ تاہم یہ ۱۹۸۷ء کا سال تھا کہ میں نے بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے عُرس میں شرکت کی۔ سال ۱۹۸۸ء میں منعقد ہونے والے عُرس کی شرکت سے راقم نے تحریری انکار کر دیا، حالانکہ اُس ایک سال کے عرصہ میں راقم نے اپنی مرضی کے ساتھ اور بحالت شعور متعدد مراحل طے کیے۔

جب میں نے قبلہ تاجی صاحب کو عُرس میں شریک نہ ہونے کی نسبت لکھ بھیجا تو ایک رات میں نے ایک ایسا خواب دیکھا جس میں میری ضد کو ایک نرالی سَمت دے دی۔خواب اور اُس کے بعد کی کیفیات میں سے چند باتیں اپنی ذات تک محدود رکھنے کے علاوہ میں صرف اپنے خواب کو بیان کرنے پر اکتفاء کروں گا۔

میں نے دیکھا کہ سیّد امجد علی تاجی کے مزار پر بابا تاج الدین سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے عُرس کی تقریبات شروع ہیں اور میں حاضرین کو لنگر تقسیم کرنے کا فرض انجام دے رہا ہوں، جبکہ قبلہ محمد علی تاجی بھی تشریف فرما ہیں۔ ہر سُو ہلکے زَرد رَنگ کی روشنی پھیلی ہوئی ہے۔ اِتنے میں ایک تخت ہوا میں اُڑتا ہوا نمودار ہوا جس کی شکل بابا تاج الدین سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مقدس جیسی ہے اور اُس تخت پر بابا تاج الدین سرکار رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں۔ یہ تخت لنگر خانے میں اُترا اور قبلہ تاجی صاحب اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے اور انہوں نے بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ کو سلام کیا اور بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے قبلہ تاجی صاحب سے معانقہ کے بعد اپنے ساتھ تخت پر بٹھالیا۔ بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے میری طرف اشارہ کیا تو قبلہ تاجی صاحب نے مجھے بُلایا۔ میں نے بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اَقدس میں حاضر ہو کر سلام پیش کیا پھر بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے قبلہ تاجی صاحب سے پوچھا کہ جو یہ مانگتا ہے اُسے دے دو۔ اِس پر قبلہ تاجی صاحب نے فرمایا کہ

سرکار بچہ ہے آپ کا۔ اِس پر بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ ۷۰ مرتبہ کہے بابا جی دے دو تو پھر ہم دیں گے۔

متذکرہ بالا خواب کے بعد میں نے عُرس مبارک میں شرکت کا فیصلہ کیا اور اُس سال بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے کمالِ شفقت و مہربانی سے مجھے اپنا سقّہ مقرر کیا اور مجھے آج بھی اِس پر ناز ہے۔لوگ عام طور پر کسی سے اپنا تعلق جوڑتے وقت یا لاشعوری طور پر بدلے میں کچھ ملنے کے خواہاں ہوتے ہیں جب کہ میں نے اَستواری تعلق پر راضی کیا کہ مجھے بدلے میں کچھ نہیں چاہئے۔ اس لیے کہ بدلے کی خواہش میرے نزدیک بنیا پن ہے اور ایک لحاظ سے کاروبار ہے۔ کاروبار میں نفع ونقصان دونوں کا اِمکان رہتا ہے۔ میں نے بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ سے یہ عرض کر دی تھی کہ سرکار مجھے کسی لائق کروائیں یا نہ کروائیں اور مجھے کوئی معاوضہ دیں یا نہ دیں تو اُن سے اِس بات کا کبھی طلب گار نہیں رہوں گا کہ وہ میری طرف سے قائم کیے جانے والے تعلق کو شرفِ قبولیت بخشنے کا موقع دیں۔مگر اُس کے بعد سال ۱۹۹۳ء میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس پر میں آج بھی نازاں ہوں۔ ہوا یوں کہ ہمارے دوست راجہ حنیف خان ایڈووکیٹ نے ایک دن دوستوں کی محفل میں غلط فہمی کی بناء پر مجھے نا قابل بیان حد تک سخت سُست کہا اور انتہائی نازیبا الفاظ اور لہجے میں گفتگو کی۔ میں نے حوصلہ سے کام لیتے ہوئے جواب میں ایک لفظ تک نہ کہا اور نہ ہی اپنی صفائی پیش کی۔ دوسرے دن ہم چند دوست ہائی کورٹ کی بلڈنگ کے احاطہ میں دھوپ میں کھڑے تھے کہ راجہ حنیف صاحب تشریف لائے اور دور سے ہی ہاتھ باندھ کر معافی مانگنا شروع کر دی۔ مجھے اور وہاں پر موجود باقی دوستوں کو بھی اِس پر بڑی حیرانی ہوئی کہ وہ بادیدہ نَم تھے اور اُن کے چہرے سے بھی تاسف و پشیمانی عیاں تھی۔ راقم نے اُنہیں گلے لگایا اور معافی تلافی کے بعد دیگر دوستوں کے دریافت احوال پر اُنہوں نے کہا کہ گذشتہ شب معمولات سے فراغت کے بعد جب وہ سوئے تو ایک بُزرگ نے اُن کی چارپائی یہ کہتے ہوئے اُلٹ دی کہ تو اپنے آپ کو کیا سمجھتا ہے تو نے فاروق کاشمیری کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ تجھے علم نہیں وہ ہمارا بچہ ہے۔اُن کا کہنا ہے کہ ساری رات جب بھی انہوں نے سونے کی کوشش کی اُن کی چارپائی اُلٹ دی

گئی۔

متذکرہ بالا واقعے کا علم ہونے پر مجھے جہاں اِس بات کی خوشی ہوئی کہ مجھ سے سیاہ کار پر بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کرم ہے۔ وہاں اِس بات کا افسوس بھی ہوا کہ میرا راز عیاں ہو گیا۔ بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ پر اپنے کرم کا سلسلہ کچھ عجیب طرح سے جاری رکھا ہوا ہے کہ میری شعور والی ضد کو باکمال شفقت و مہربانی پذیرائی بخش رہے ہیں۔ ہوتا یوں ہے کہ میرے ذہن میں ایک سوال لاتے ہیں اور پھر مطالیاتی خاک چھنوانے کے بعد کسی نہ کسی طریقے سے مجھے اُس کا جامع اور تسلی بخش جواب بھی عنایت فرما دیتے ہیں۔ یوں مرحلے طے ہو رہے ہیں۔ نفی ذات کا مسئلہ ہو یا مکاشفہ کی تفہیم، ادراکِ ذات کا مسئلہ ہو یا زَمان و مکان کا فلسفہ، انسانی عملی دونوں کا معاملہ ہو یا کوئی بھی نفسیاتی نقطہ کوئی بھی تو ایسی منزل نہیں جہاں سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا کرم مجھ پر نہ ہو۔ حتیٰ کہ میری ذاتی زندگی کے تمام تر معاملات بھی اُنہوں نے اپنے دستِ کرم میں لئے ہوئے ہیں اور اپنے ساتھ تعلق قائم کروانے سے لے کر اِس وقت تک سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے کبھی بھی کسی معمولی معاملہ میں بھی پریشان نہ ہونے دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لطف و کرم کو الفاظ میں بیان کرنا میرے لئے ناممکن ہے اور ویسے بھی میرے نزدیک تعلقات بیان کرنے کی نہیں بلکہ برتاوے کی چیز ہے۔ سب سے بڑا کرم مجھ سیاہ کار کو قبلہ محمد علی تاجی صاحب کا معشوق گردانا جاتا ہے جس کی تفصیل قبلہ محمد علی تاجی صاحب اگر خود کسی وقت ضبطِ تحریر میں لائیں تو لائیں، میں اِس سلسلہ میں خاموش رہوں گا۔

(فاروق حسین کاشمیری تاجی ایڈووکیٹ)

''اذ کارتاج الاولیاء'' کے مطالعہ کے بعد زیارت روحانی

''اذ کارتاج الاولیاء'' کے تیسرے ایڈیشن کا مطالعہ کیا لیکن تشنگی باقی ہے۔ دل ہل من مزید کی طلب کرتا ہے۔ جی چاہتا ہے کہ بابا جان کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جان سکوں۔ اُن کی ایک ایک بات، ایک ایک فقرہ اُن کی اپنی مخصوص بولی جو نہ کبھی اُس سے پیشتر سُنی اور نہ پڑھی، سُنتا جاؤں اور جھومتا جاؤں کہ یہ الفاظ ولہجہ کتنا پیارا دل کو لبھانے والا ہے۔ اُن کی زبان مبارک سے ادا کیے ہوئے یہی جملہ زیادہ سے زیادہ آئندہ اشاعت میں دیئے جائیں اور بابا جان کی مختلف شبیہہ مبارک بھی شامل کی جائیں۔ میری دلی دعا ہے کہ کتاب مقبولِ خاص و عام ہو اور ہر قاری کو بابا جان مجھ عاجز کی طرح اپنے دیدار سے بھی نوازیں۔ میں تو بابا جان کی ذاتِ گرامی سے متعارف ہی ''اذ کارتاج الاولیاء'' کے ذریعے ہوا، لیکن بابا جان کا یہ بے حد کرم ہے کہ انہوں نے دو بار اپنی زیارت سے نوازا۔

ایک شب دیکھا کہ میں ایک تاریک کنوئیں میں گرتا چلا جا رہا ہوں جس کی گہرائی کا کوئی اندازہ نہیں۔ خوف و دہشت سے دِل گھٹتا جا رہا ہے۔ اِسی اِثناء میں بابا حضور رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بازو سے پکڑا اور کنوئیں سے باہر کھینچ لیا۔ نیند ٹوٹ گئی۔ چند دن گزرے تھے حالات کی شدت میں واضح کمی محسوس کی۔ جیسے زندگی قدرے سہل ہو گئی ہو۔ اپنی ذات پر اعتماد بحال ہوا اور بابا حضور رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت اور بڑھ گئی۔

دوسری بار زیارت شب براءت کی رات عجیب انداز سے ہوئی۔ جنوری ۱۹۹۵ء کو گھر کے سبھی افراد نے ساری رات جاگ کر عبادت میں گزاری۔ میں بے عمل و سیاہ کار بستر پر پڑا رہا۔ رات کے کسی حصے میں آنکھ لگی دیکھا کہ روضہء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سبز گنبد پر رنگ برنگے بلبلوں کی لڑیاں (مرچیں) ٹانک رہا ہوں۔ پورا ماحول نورانی ہے، نورانی روشنی

سے جگ مگا رہا ہے اور میں پھر بھی لڑیاں ٹانک رہا ہوں اور خود سے کہتا جا رہا ہوں کہ یہاں تو پہلے ہی سے اِتنا نور اور روشنی ہے پھر تیری اِن لڑیوں کی بھلا کیا حیثیت؟ اِسی خود کلامی میں اچانک ایک خیال ذہن میں آیا کہ میں جو اتنی اونچی جگہ موجود ہوں تو آخر کھڑا کس چیز پر ہوں اِس خیال سے نیچے نظر کی تو دیکھا کہ بابا حضور رحمۃ اللہ علیہ اِس فقیر حقیر کو اپنے کندھوں پر اُٹھائے ہوئے ہیں۔ اللہ اللہ حیرت اور استعجاب کی شدید جھٹکے کے ساتھ بیدار ہو گیا۔ عجیب کیفیت تھی کہ بابا کے صدقے اپنے نانا جان کے روضہ پر روشنی کرنے والے اس حقیر کو اپنے کندھوں پر اُٹھا رکھا ہے۔ یہ دونوں خواب میری متاع ہیں۔ بابا حضور رحمۃ اللہ علیہ سے صرف اور صرف یہی التجا ہے:

یک نگا ہے گاہے گاہے اَز طفیل پنجتن
سگ بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ

غلام رسول چوہان۔ بلاک ۷ ۴ معرفت فرید کتاب گھر، ڈیرہ غازی خان، پنجاب

☆☆☆

منقبت

از: اقبال نشتر وارثی

یہاں پہ دورِ مسلسل شرابِ تاجؒ کا ہے
یہ مے کدہ ہے یا دریا جنابِ تاجؒ کا ہے

کہوں میں کیسے نگاہوں کو کیا نظر آیا؟
ہٹا جو گوشہ یکایک نقاب تاجؒ کا ہے

تجلیات ہیں ہر سُو میری تلاوت سے
صحیفہ خواں جو مرا دل کتاب تاجؒ کا ہے

گلِ مُراد سے خالی نہیں کوئی دامن!
کَرم یہاں پہ ہمیشہ جناب تاجؒ کا ہے

ہم آنکھ کھول کے تعبیر خواب دیکھیں گے
اَبھی اَثر تو نگاہوں پہ خواب تاجؒ کا ہے

سوال کرکے سب اُمیدوار بیٹھے ہیں
کہ انتظار مجھے بھی جواب تاجؒ کا ہے

یہ بزمِ تاجؒ ہے نشترؔ یہاں محمد علی
بہت عزیز پیامی جناب تاجؒ کا ہے

تاج لاولیاء

منقبت غوثِ زماں، قطب مدار، تاج الاولیاء حضور بابا صاحب تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ

قلبی تاثرات: ثاقب تاجی (راولپنڈی)

فیض بابا تاج الدینؒ ایسا فضل عالی ہے
قلب کی ہر اِک دھڑکن خود بخود سوالی ہے
دل ہر ایک تاجی کا کیوں نہ جگمگا اُٹھے
بابا کی نگاہوں میں عظمت جمالی ہے
بابا فضل مولا سے اِس زمیں پہ وہ گُل ہیں
جس کی ایک پتّی جنتوں کی ڈالی ہے
غور سے اگر دیکھیں، اور دل کی آنکھوں سے
آستاں بُزرگوں کا شاہ دین کی جالی ہے
قادری، سہروردی، نقشبندی و چشتی
کس اَدب سے اِس دَر پر اِک جہاں سوالی ہے
جب پُکارا مشکل میں، میرے بابا تاج الدین
بابا نے ہر اِک مشکل ایک پل میں ٹالی ہے
تاجیوں پہ کیا موقوف آپ کی اَدائے کرم
مستقیم ایماں ہے، ہر دُکھی کی والی ہے

آدابِ طریقت میں ادب کو خاص مقام حاصل ہے

از: قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی

طریقت کی منازل پر پہنچنے کے لیے ادب کا ایک خاص مقام ہے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اَدب کی خصوصی تعلیم دی۔ اَدب سے ہی تمام مراحل کی تکمیل ہوتی ہے۔ اَدب سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں پیر کا تصورعرفان کی ابتداء ہے۔ جب تک پیر کا تصور مکمل نہیں ہوتا اور ہر جہت میں پیر ہی پیر نظر نہیں آتا، فنافی الشیخ کا مرتبہ نصیب نہیں ہوتا اور جب تک مُرید فنافی الشیخ نہیں ہوتا، فنافی الرسول کا مرتبہ حاصل نہیں ہوتا۔ جب تک فنافی الرسول نہیں ہوتا فنافی اللہ کے مرتبہ سے سرفراز نہیں ہوتا۔

شروع میں مُرید پیر کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر خداوند تعالیٰ کی دستگیری کا حامل ہوتا ہے۔ جو تجلیاتِ جمالِ پیر کے قلب میں بیعت کے وقت ہجوم کرتی ہیں۔ وہ دَست بدست مُرید کے قلب و قالب کو بھی مَنوّر کر دیتی ہیں۔ یہیں سے اَدب رونما ہوتا ہے۔ اگر مُرید مؤدب نہ ہو تو تصور میں فتور پیدا ہوتا ہے اور نفس و جہل کا غلبہ ہونے لگتا ہے۔ اِس کے برعکس اَدب کی وجہ سے تصور مکمل ہو جاتا ہے اور نفس سَرکشی سے باز رہتا ہے۔ مُرید مؤدب ہونے کے بعد منکسر المز اج ہو جاتا ہے۔ اپنے آپ کو بے حقیقت اور کم مایہ تصور کرتا ہے۔ پیر کو اپنا ملجا و ماویٰ سمجھتا ہے۔ یہی ترقی کا زینہ ہے۔ جب تک اعضاء مؤدب نہ ہوں، نگاہیں مؤدب نہ ہوں، زبان مؤدب نہ ہو باطنی اَدب میسر نہیں آسکتا۔ ادب کی ابتداء پیر سے ہوتی ہے اور انتہاء اللہ سبحانہ تعالیٰ کے حضور ہوتی ہے۔

ادب دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک ادب قولی دوسرا ادب فعلی۔ کلام میں ادب قلب کے ساتھ ہو تو اِسی سے فعل میں ادب نمایاں ہو جاتا ہے۔

ایک سائل نے حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا؟ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ افضل تھے یا بایزید رحمۃ اللہ علیہ؟ آپ نے جواب میں فرمایا ''میرا پیر ایک ہے، میرا رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک ہے، میرا اللہ ایک ہے۔ میں اپنے پیر میں سب کچھ پالیتا ہوں پھر مجھے دوسرے سے کیا سروکار۔''

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ: ''جو مُرید جادۂ اَدب سے باہر ہوجاتا ہے وہ جہاں تک ترقی کر چکا ہوتا ہے وہاں سے لوٹا دیا جاتا ہے۔''

حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''جو اپنے وقت میں مؤدب نہیں ہوتا اُس کی عمر ضائع ہوجاتی ہے۔'' جب اپنے وقت میں مؤدب نہ ہونے والے کی عمر برباد ہوجاتی ہے تو طریقت کا بےادب کب فلاح کو پہنچ سکتا ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ایک روز دَرس دیتے ہوئے دَس بار کھڑے ہوئے۔ تلامذہ نے دریافت کیا حضرت کیا معاملہ تھا۔ آپ خلافِ عادت دس بار کھڑے ہوئے۔ آپ نے فرمایا ایک سیّد زادہ باہر کھیل رہا تھا۔ جب وہ کھیلتے کھیلتے میرے سامنے آتا تھا تو تعظیم کے لیے کھڑا ہوجاتا تھا۔ یہ بات اَدب و تعظیم کے خلاف تھی کہ فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے سامنے آئے اور میں اُن کی تعظیم کے لیے نہ اُٹھوں۔

حضرت ابونصر رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ''اہل خصوصیت جو اہل دین سے ہیں، اُن میں ادب طہارتِ قلب سے ہوتا ہے۔ اُن کے اَدب میں اِسرار کی رعایتیں ہوتی ہیں۔ اُن کے ادب میں عہد کی پابندی ہوتی ہے۔ جو وساوس اُن کے دل میں آتے ہیں، اُنہیں ادب سے دور کر دیتے ہیں۔ جب عالم راز میں رہتے ہیں تو ادب کو ملحوظ رکھتے ہیں اور جب اعلانیہ مجلس میں بیٹھتے ہیں تب بھی ادب سے بیٹھتے ہیں۔ اُن کے حسن واَدب کو دیکھ کر اللہ جل شانہٗ اُنہیں مقاماتِ عالیہ سے سرفراز فرماتا ہے۔ اُن کی طلب صادق بھی کام آتی ہے۔ اُن کے حضوری کے اوقات بھی مقرر ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے تمام آدابِ طریقت حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وساطت سے سرفراز فرماتے ہیں۔ تاکہ اللہ جل شانہٗ کے پرستار اپنے مولا کے قدم بقدم چل کر مقامِ

قُرب پر فائز ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام آدابِ ظاہری و باطنی کے مجموعہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہر فعل سے ادب کی انتہا معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے معراج میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فرمایا:

مَا ذَاغَ الْبَصَرَ وَمَا تَغٰی ۝

یعنی میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آنکھیں نہ جھپکیں نہ کسی اور طرف متوجہ ہوئیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جلوۂ ذات کو دیکھا تو صفات کی رنگارنگی، افعال کے طلسم جو قلب حضور کو اپنی طرف متوجہ نہ کر سکے۔ مرکز نگاہِ ذات تھی، اُس کے سوا کچھ نہیں۔ یہ تمام آداب میں انتہائی ادب ہے اور گہرا ادب ہے۔

☆☆☆

ولی اللہ کے مدارج و کرامات

اِس مضمون کو حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے تصوف کی تشریح سے شروع کرتا ہوں۔ حضرت فرماتے ہیں۔ ''تصوف دراصل خبر کو معلوم کرنے کو ترک کرنے کا نام ہے۔'' کیا عمدہ تشریح ہے۔ خبر کی جستجو ہی جب ختم ہوجائے گی تو پھر وہ توکل کی منزل حاصل کرلے گا۔ اور یہ منزل اسے قُربِ خداوند قدوس کی منزل تک پہنچادے گی۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جملہ میں تصوف کی جامع تشریح فرمادی۔

ولایت کی تشریح، لفظ ولی کی لغوی تحقیق

اس کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی یہ کہ علیم اور قدیر کی طرح فعیل کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اس صورت میں اس کے معنی ہوں گے ''ایسی ذات جس کی طاعات مسلسل رہیں اور

معصیت و گناہ اِن طاعات میں خلل نہ ڈالیں''۔ دوسری صورت یہ ہے کہ قتیل اور جریح کی طرح فعیل کے وزن پر ہو مگر معنی مفعول کے دے۔ جس طرح کے قتیل و جریح بمعنی مقتول و مجروح ہیں۔ اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ جس کی ذات کی حفاظت و نگرانی ہر قسم کے معاصی سے مسلسل اللہ تعالی فرمائے اور اسے ہمیشہ طاعات کی توفیق سے نوازے۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ قرآن پاک سے لفظ ولی کے ماخذ کو نقل فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ یہ لفظ ان ارشادات قرآنی سے ماخوذ ہے۔

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا O

ترجمہ: اللہ ایمانداروں کا ولی ہے۔

وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ

وہ نیک لوگوں کا دوست اور والی ہے۔

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ

تمہارا ولی اللہ اور اس کا رسول ہے۔

حضرت امام یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ولی لغت میں قریب کو کہتے ہیں۔ جب بندہ کثرت طاعات اور زیادتی اخلاص کی وجہ سے خداوند قدوس کے قریب ہوتا ہے اور اللہ کریم اپنی رحمت، فضل اور احسان سے اپنے بندے کے قریب آجاتا ہے تو یہ دونوں قُرب مل کر ولایت کا خمیر اُٹھاتے ہیں۔

حضرت علّامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب شرح العقائد میں تحریر فرمایا ہے کہ ولی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے ذات و صفات کا عارف ہو، وہ تا حدِ امکان طاعات پر مواظبت کرتا ہو اور معاصی سے بچتا ہو۔ وہ لذات و شہوات سے بھی روگردانی کرتا ہو۔ اَب اِس تعریف کی قیود ملاحظہ فرمائیں۔

لذات و شہوات انہماک کے بغیر ہوں تو وہ اِس تعریف سے خارج ہوں گی یعنی اگر وہ بلا تکلف میسر ہوئی ہیں۔ اس نے اپنی جان کو اِن سے روکا نہیں تو اُس کے لیے اِس حد تک جب تک انہماک نہ ہو تو حلال ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے ایسے ہی اطاعت

گزار بندوں کے لیے فرماتا ہے:

وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ، وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهٗ، فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ، وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ، وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا۔

ترجمہ: میرا بندہ جن چیزوں سے میرا قُرب حاصل کرتا ہے ان میں فرائض سے زیادہ مجھے کوئی شے پسند نہیں اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ سے میرے قریب ہوتا رہتا ہے حتّٰی کہ میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں پھر جب اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔

(بخاری، ج4، ص248، حدیث: 6502)

حدیث کا مفہوم یہ ہوا کہ اُن کے کانوں، آنکھوں اور تمام اعضاء میں غیر اللہ کا حصہ نہیں رہا۔ جب یہ ثابت ہو گیا تو ہمیں یہ کہنے دیجیے کہ یہ مقامِ عظیم ہے۔ اِس کا مقابلہ درندوں کی تسخیر، مُردوں کو جلانا غرض جمادات و نباتات کا تابع ہونا کیا حیثیت رکھتا ہے۔ پھر انہی کے لیے حکم ہوتا ہے کہ:

اَخْرَجَ بِصِفَاتِیْ اِلٰی خَلْقِیْ مَنْ رَاٰكَ فَقَدْ رَاٰنِیْ وَمَنْ قَصَدَكَ قَصَدَنِیْ وَمَنْ حَبَّكَ اَحَبَّنِیْ۔ (حدیث قدسی)

''میری ہی صفات سے مخلوق پر ظاہر ہو اور اُن کو میری طرف بلا جو تجھے دیکھے گا وہ مجھے دیکھے گا، جو تیرا قصد کرے گا وہ میرا قصد کرے گا، جو تجھ سے محبت کرے گا وہ مجھ سے محبت کرے گا۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہوا ہے:

میں ایسے بندوں کو تین چیزیں عطا کرتا ہوں۔ (مکاشفۃ القلوب)

(۱) اُن کے دلوں میں اپنا نور ڈال دیتا ہوں، وہ مجھ سے (علوم وفنون) بتاتے ہیں جو میں اُن کے بارے میں بتاتا ہوں۔

(۲) اُن کے میزان میں زمین وآسمان اور اُن کی ہر چیز ہو تو بھی میں اُن کی خاطر کم سمجھتا ہوں (یعنی زیادہ عطا کرنا چاہتا ہوں)

(۳) میں اُن کی طرف اپنا رُخ کرتا ہوں (ظاہر ہے اللہ تعالیٰ جن کی طرف اپنا رُخ کر دے۔ پھر اِس بشر کو اپنے جیسا سمجھنا کسی طرح بھی مناسب نہیں)

اِن ہی اولیاء اللہ کے لیے قرآن میں ارشاد فرمایا:

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ ○ لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِیْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ○

ترجمہ: ’’سُن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم ہے۔ وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں۔ انہیں خوشخبری ہے، دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں، اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں، یہی بڑی کامیابی ہے۔‘‘

(سورۃ یونس۔ آیت نمبر 64-62)

ایک اور جگہ ارشاد ہوا:

مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ۔

ترجمہ: ’’جس نے میری وجہ سے کسی ولی کو ایذا پہنچائی تو اس نے میدان جنگ میں مجھے دعوتِ مبازرت دی ہے (یعنی مجھ سے جنگ شروع کر دی)۔‘‘

(بخاری، ج4، ص248، حدیث:6502)

انہی اولیاء اللہ کے لیے ایک حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اَشْعَثَ ذِیْ طِمْرَیْنِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ۔

ترجمہ: پراگندہ بالوں والا اور بوسیّدہ پرانے کپڑوں والا، (لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں اِتنی

وقعت والا ہے کہ) اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم اُٹھا دے تو وہ بھی اُس کی قسم پوری کر دیتا ہے۔ (مسند احمد۔ حدیث نمبر 9320)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کی قسم کو کسی خاص چیز سے وابستہ نہیں کیا جس سے پتہ چلتا ہے کہ جو بھی قسم کھائیں اللہ تعالیٰ اُسے پورا فرما دیتے ہیں۔

جیسا کہ اِس سے پیشتر بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس بندہ کے کان، آنکھ، زبان، دل، ہاتھ اور پاؤں بن جاتا ہوں۔

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ’’مواقع النجوم‘‘ میں اِن آٹھ اعضاء سے صادر ہونے والی کرامات کا بھی ذکر کیا ہے۔ کیونکہ اِن ہی اعضاء سے وہ طاعات صادر ہوتی ہیں۔ جن کے نتیجے میں کرامات کا ظہور ہوتا ہے۔ اِن اعضاء میں سے ہر ایک عضو کے ساتھ کچھ احکامِ شرع کی تکلیف وابستہ ہے۔ جب احکام شرع کا مکلف انسان ان تکالیف شرعیہ کا پیرو ہو کر ان اعضاء سے وہ کام کراتا ہے تو پھر اِن اعضاء سے کرامات کا صدور ہوتا ہے۔ اعضاء کی تشریح ملاحظہ فرمائیں۔

آنکھ:

آنکھ اگر طاعات میں مشغول رہے اور اس کے لیے جو شرعاً نامناسب مواقع ہیں، ان سے بچے تو اُسے یہ کرامات ملتی ہیں کہ وہ آنے والے کو آنے سے پہلے دور سے ملاحظہ کر لیتی ہیں اور اِسی طرح کثیف حجابات کے پیچھے بھی دیکھ لیتی ہیں اور نماز کے وقت کعبہ کو اپنے سامنے پاتی ہے تا کہ اُسی طرف منہ ہو سکے وغیرہ۔ پھر آنکھ کو یہ کرامات بھی ملتی ہے کہ وہ ملائکہ، ملاءِ اعلیٰ اور جنات کے عالم ملکوتی اور عالم روحانی دیکھنے لگتی ہے۔ اِسے خضر علیہ السلام اور اَبدال بھی نظر آتے ہیں یہ سب حضور علیہ السلام کی نگاہِ ناز آفرینوں کے صدقے میں بطورِ اقتداء و اِتباع کے ملتی ہے۔

کان:

اگر کان طاعت گزار ہو اور نامناسب باتوں سے بچے تو اُسے بشارت کی سماعت سے

نوازا جاتا ہے کہ وہ عند اللہ عقل کا موصوف ہے۔ یہ سماع بہت بڑی کرامت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَبَشِّرْ عِبَادِ ۝ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ

''تو خوشی سناؤ میرے ان بندوں کو جو کان لگا کر بات سنیں پھر اس کے بہتر پر چلیں۔''

(سورہ الزمر۔ آیت 18-17)

کان کو یہ کرامت بھی عطا ہوتی ہے کہ وہ جمادات کے بول سننے لگتا ہے۔ جب یہ سماعی حالتِ دوام پاتی ہے تو وجود کی ہر چیز بولنے والی زبان سے یوں تسبیح پڑھتے سنائی دیتی ہے جس طرح زید و عمر باہم باتیں کررہے ہوتے ہیں۔

زبان:

اگر یہ احکامِ خداوندی ہوکر اطاعت شعاری کا ثبوت دے تو یہ عالم اعلیٰ سے ہم کلام ہوتی ہے اور اُن سے باتیں کرتی ہے۔ جب آدمی مقامِ سماع کے درجہ میں مستحقق ہوجائے تو اس سے خطاب بھی ہوتا ہے اور ہاتف بھی اُسے آواز دیتا ہے، جب وہ بولتا ہے تو اُس کی بات رد نہیں کی جاتی۔ جب ولی اور عالم بالا میں مکالمہ چل پڑتا ہے اور باہم گفتگو کا آغاز ہوتا ہے تو اس کا یہ انداز ہوتا ہے، جو یہ کہتا ہے زبان سے کہتا ہے اور وہ جو کہتے ہیں وہ اُس تک کانوں کے مقامِ تحقق پر پہنچنے کی وجہ سے آتا ہے اور اگر یہ ان کا مشاہدہ کرتا ہے تو یہ آنکھوں کے مقامِ تحقق کی وجہ سے ہوتا ہے۔ زبان سے یہ کرامات بھی صادر ہوتی ہیں کہ وہ کسی چیز کے ہونے سے پہلے اپنے نطق سے منکشف کردیتی ہے۔

ہاتھ:

اگر تابع فرمان خدا ہوکر نامناسب معاملات سے بچ کر رہے تو اُسے یہ کرامت عطا ہوتی ہے کہ وہ اپنے دامن سے نکلے تو چمکتا دمکتا نکلتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ مرتبہ عطا ہوا تھا۔ پھر اُسی ہاتھ کی اُنگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹ نکلتے ہیں حضور علیہ السلام کے دستِ حق کو ملاحظہ کرلیں۔ جب یہ ہاتھ دشمنوں کی طرف کنکریاں پھینکتا ہے تو وہ شکست سے دوچار

ہوتے ہیں۔ ولی حق ہوا میں کچھ پکڑتا دکھائی دیتا ہے جب وہ اپنی مٹھی کھولتا ہے تو سائل کے لئے اس میں سونا اور چاندی نکلتے ہیں۔

پیٹ:

اِسی طرح پیٹ بھی نامناسب معاملات سے بچے اور اطاعت شعار بن جائے۔ تو اس کی ایسی کرامات میں سے جن میں مکر واستدراج کا دخل نہیں۔ یہ کرامات بھی ہے کہ اُس کے طعام ولباس کا تحفظ ہوتا ہے۔ پھر اس کے سامنے تھوڑا سا کھانا لایا جائے تو بہت سے لوگوں کے لئے کافی ہوتا ہے یہ میراثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

اس مقام کی تحقیق یہ ہے کہ یہ شخص غذائے حلال کے اس مقام پر تحقق ہوجاتا ہے۔ خواہ وہ کسباً حلال کھائے۔ یہ توحید کے ورع و زُہد سے اُسے یہ مقام حاصل ہوجائے جس کے متعلق اولیاء اللہ کا ارشاد ہے کہ عارف وہ ہے جس کا نورِ معرفت اُس کے نور ورع کو نہ بجھا سکے۔

فرج:

جب یہ موصوف طاعات ہوکر نا ملائم خواہشات سے پاک ہوجاتا ہے تو اللہ کریم اسے مُردوں کو زندہ کرنے، کوڑھی اور برص زدہ کو شفاء دینے اور اللہ تعالیٰ سے روگردانی کرنے والی ہر چیز کو چھوڑ دینے کی کرامت سے نوازتا ہے۔

قدم:

جب نامناسب مقامات کو چھوڑ کر طاعات کا راستہ قدم چلنے لگتا ہے تو مولا کریم اسے پانی پر چلنے، زمین کے لپٹ جانے اور فضا میں اُڑنے کی کرامات سے نوازتا ہے۔

دل:

جب یہ طاعت شعار ہوکر اور ہوس کو چھوڑ کر چلتا ہے تو اُسے کون سی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی توفیق سے آپ کو رفیق بنائے اور

آپ کے دل کو منور فرمائے۔ آپ کے سینے کو کھول دے، آپ کے کپڑوں کو پاک رکھے اور آپ کے بھید کو پاکیزگی عطا کرے۔ آمین

اعضاء کے متعلق جو بیان کیا گیا ہے یہ سب دل کی طرف راجع ہیں اگر دل نہ ہو تو اِن اعضاء سے کچھ بھی کرامات صدور پذیر نہ ہوں۔ اس میں خلوص کی چاشنی نہ ہو جو دل کا عمل ہے تو اعضاء کا عمل اُڑتے ہوئے غبار سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ اور وہ نتیجہ سے بے بہرہ رہتا ہے پھر اس کے حصہ میں سعادت نہیں آتی۔

معجزہ اور کرامات:

مندرجہ مضمون سے قارئین پر واضح کیا گیا کہ جب انسان کے تمام اعضاء اللہ تعالیٰ کے فرمان کے تابع ہو جاتے ہیں تو پھر اُن کے ہر عضو سے کرامات کا صدور ہوتا ہے۔ اولیاء اللہ کی کرامات برحق ہیں۔ ایک بات اور سمجھ لیں جس قسم کا معجزہ نبی کی رحمت و رافت کا معجزہ ہوتا ہے یہ اُس کی صداقت اور مذہب کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔

قارئین کے علم میں اولیاء اللہ کی کرامات میں زمین کا لپٹ جانا، پانی پر چلنا، ہوا میں اُڑنا وغیرہ یقیناً ہوگا۔ اِن کرامات کی مختصر تشریح بھی کرتا چلوں۔

اولیاء اللہ کی کرامات میں یہ بات ثابت ہے کہ وہ ابھی کراچی میں ہیں اور اِسی وقت کعبہ شریف میں بھی۔ ولی اللہ اپنے مجاہدات اور مختلف عبادات کے ذریعے اپنے جسم کی زمین کو لپیٹ لیتے ہیں۔ کئی کئی دنوں اور کئی کئی راتوں طویٰ (بھوک) روکتے ہیں۔ تو انہیں طبعی (زمین کا لپٹ کا مختصر ہونا) پر تسلط حاصل ہو جاتا ہے۔ اِسی طرح پانی پر چلنے کے لئے آدمی جب کسی کو کھانا کھلاتا ہے یا ننگوں کو کپڑے پہناتا ہے، کسی جاہل کو علم اور کسی طالب کو راہِ راست دکھاتا ہے اور یہ سب صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ہو تو اُسے پانی پر چلنا آسان ہو جاتا ہے۔ یہ دونوں صفات حسی و علمی زندگی کا راز ہیں۔ اسی طرح ہوا میں اُڑنا۔ ہوا میں وہی اُڑتا ہے جس نے اپنی ہوا (خواہش) کو چھوڑ دیا ہو۔ ایسی صورت میں وہ مُراد ہوتا ہے مُرید نہیں۔

ایک اُڑنے والے شخص سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ کو یہ کرامت کیسے ملی؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اپنی ہوا (خواہش) کو چھوڑ دیا اللہ کی مرضی کے لئے، تو اُس نے اپنی ہوا میرے لئے مسخر فرمادی۔

ولی کیا ہوتا ہے یا ولی کامل کسے کہتے ہیں۔ ان کے جسمانی اعضاء کی تشریح کرامات کی مختصر تشریح قرآنی آیات احادیث نبوی ﷺ اور کامل بُزرگان دین کے اقوال سے کی گئی ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ کامل ولی کو اللہ تعالیٰ سے کتنا قُرب حاصل ہوتا ہے۔ ایسے حضرات پھر وہی سنتے ہیں جو وہ بولتا ہے، وہی بولتے ہیں جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اُسی کو دیکھتے ہیں اور مخلوق کو اُسی (اللہ) کی طرف رجوع کرواتے ہیں۔ تصوف میں اُسی منزل کو فنا فی اللہ کی منزل کہتے ہیں۔

ان کی نظر میں حق کے سوا ہر چیز فانی ہے۔ انہی فنا فی اللہ حضرات میں حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اشارہ ملاحظہ ہو۔

حضرت منصور بن حلاج رحمۃ اللہ علیہ نے جب یہ سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز فانی ہے تو اِسم حق کے مستحق ہونے کے باعث اپنا نام فراموش کر دیا۔ اُن سے جب دریافت کیا جاتا کہ تو کون ہے؟ تو فرماتے میں حق ہوں۔ (معنی خود فنا ہو گئے تو باقی حق ہی حق رہا)۔

سچی محبت کا مقام:

ایک خاص بات اور عرض کر دوں کہ یہ سارے معاملات سچی محبت سے ہی پیدا ہوتے ہیں اور سچی محبت کی تین علامتیں ہیں۔

(1) دوسروں کی بجائے محبوب کی زبان اختیار کرے۔

(2) دوسروں کی ہم نشینی کی بجائے محبوب کی ہم نشینی اختیار کرے۔

(3) دوسروں کی رضامندی کی بجائے محبوب کی رضامندی حاصل کرے۔

اَب آپ اِن اولیاء اللہ کے مَراتب اور قسموں کا مختصر تذکرہ بھی ملاحظہ فرمالیں۔

اولیاء اللہ کے مَراتب

(۱) اقطاب:

یہ حضرات اَصالتاً یا نیابتاً سب احوال و مقامات کے جامع ہوتے ہیں۔ بعض صوفیائے کرام نے اِس میں وسعت پیدا کردی ہے۔ اور ایسے شخص کو بھی قطب کہہ دیتے ہیں جس پر مقامات میں سے کوئی مقام ظاہر ہوگیا ہو۔ یا وہ اپنے دور میں اپنے ہم جنسوں میں انفرادی مقام پیدا کرچکا ہو۔ اسی بناء پر اُسے شہر کا قطب کہہ دیا یا کسی جماعت کے شیخ کو اس جماعت کا قطب کہہ دیتے ہیں لیکن یہ سب مجازی معنی ہیں۔ مشائخ کی اصطلاح میں جب یہ لفظ بغیر اضافت کے استعمال ہوتو ایسے عظیم انسان پر اِس کا اطلاق ہوتا ہے جو زمانہ بھر میں صرف ایک ہوتا ہے اُس کو غوث بھی کہتے ہیں۔ یہ مقربین خدا ہوتے ہیں اور اپنے زمانہ میں گروہ اولیاء کے آقا ہوتے ہیں۔

قطب آں باشد کہ گرو خوانند
گردش اَفلاک گرد او رود

(مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ)

قطب وہ ہوتا ہے جو اپنے اندر کیل کی طرح تنا ہوتا ہے اور اَفلاک کی گردش اُس کے گرد حُکماً ہورہی ہوتی ہے۔

(۲) آئمہ:

یہ ہر دور میں دو ہوتے ہیں۔ اُن کے صفاتی نام بھی ہوتے ہیں۔ (قطب عبداللہ) آئمہ عبدالرب اور عبدالمالک ذاتی نام جو بھی ہوں۔

(۳) اوتاد:

یہ چار ہوتے ہیں۔ اُن میں سے ایک مشرق میں، ایک مغرب میں، ایک شمال میں اور

ایک جنوب میں ہوتا ہے۔ اُن کے معاملات کی تقسیم کعبہ سے شروع ہوتی ہے۔ اِن چاروں کے القاب اور صفاتی نام یہ ہیں۔ عبدالحیٔ۔ عبدالعلیم۔ عبدالقادر اور عبدالمُرید

(۴) اَبدال:

یہ سات ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کے ذریعہ اقلیم سبعہ کی حفاظت فرماتے ہیں۔ ہر بدل کی ایک اقلیم ہوتی ہے۔ جہاں اُن کی ولایت کا سِکّہ چلتا ہے۔ پہلا نقش پائے خلیل علیہ السلام پر چلتا ہے اور اقلیم اوّل اس کی تولیت ہوتی ہے۔ دوسرا قدم موسیٰ علیہ السلام پر، تیسرا قدم ہارون علیہ السلام پر، چوتھا قدم ادریس علیہ السلام پر، پانچواں قدم یوسف علیہ السلام پر، چھٹا قدم عیسیٰ علیہ السلام پر اور ساتواں قدم آدم علیہ السلام پر چلتا ہے۔ حضرت یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اُن کے ایک دوست نے کسی ابدال سے دریافت کیا یہ مرتبہ کس عمل کے ذریعے حاصل ہوتا ہے؟

ان ابدال نے جواب دیا: ”چار مجاہدات کے ذریعے

(1) بھوک (2) بیداری (3) خاموشی (4) تنہائی

(۵) نقباء:

ہر دور میں بارہ نقیب ہوتے ہیں۔ آسمانوں کے بارہ بُرج ہیں اور ہر نقیب ایک ایک بُرج کی خاصیتوں کا عالم ہوتا ہے۔ اللہ کریم نے اِن نقباء کرام کے ہاتھوں میں شریعتوں کے نازل کئے ہوئے علوم دے دیئے ہیں۔ نفوس میں چھپی ہوئی اشیاء اور آفاتِ نفوس کا انہیں علم ہوتا ہے۔ نفوس کے مکروہ کداع کے استخراج پر یہ قادر ہوتے ہیں۔ ابلیس ان کے سامنے یوں منکشف ہوتا ہے کہ اُس کی اِن مخفی قوتوں کو بھی یہ جانتے ہیں، جنہیں وہ خود نہیں جانتا۔ اِن کے علم کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ اَگر کسی کا نقش پا زمین پر لگا دیکھ لیں تو انہیں اس کے شقی و سعید ہونے کا پتہ چل جاتا ہے۔

(۶) نجبا:

ہر دور میں آٹھ نجیب ہوتے ہیں۔ ان حضرات کے احوال سے ہی قبولیت کی علامات ظاہر ہوتی ہیں۔ حالانکہ اِن علامات پر ضروری نہیں کہ انہیں اختیار بھی ہو۔ بس حال کا اُن پر

غلبہ ہوتا ہے۔ اِس حال کے غلبہ کو صرف وہ حضرات پہچان سکتے ہیں جو رُتبہ میں اُن سے اوپر ہوتے ہیں۔

(۷) حواری حضرات:

ہر دور میں صرف ایک ہوتا ہے۔ یہ سیف و حجت دونوں ذریعوں سے دین کی خدمت کرتا ہے۔ اُسے علم، عبادت اور دلیل عطا ہوتی ہے۔

(۸) رجبی حضرات:

یہ ہر دور میں چالیس ہوتے ہیں۔ یہ ایسے لوگ ہیں جن پر عظمتِ الٰہی کی عظمت کا حال طاری رہتا ہے۔

(۹) ختم:

ساری دنیا میں صرف ایک ہوتے ہیں۔ اولیاءِ محمدی میں اُن سے بڑی کوئی ہستی نہیں ہوتی۔ ایسی ہی ایک ہستی پر اللہ تعالیٰ ولایت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتمہ فرمائے گا۔ یہ ختم آخر ہوں گے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر ختم آخر کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ہوگا۔ یہ خاتم اولیاء بھی ہوں گے (جامعہ کرامات اولیاء امام یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ۔ فتوحات مکیہ)۔

حضرت امام یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی عربی کتاب کا اردو ترجمہ جامعہ کرامات اولیاء میں پہلی قسم کے اولیاء اللہ کو 37 درجات میں بتایا گیا ہے۔ دوسری قسم کے اولیاء جن کی تعداد متعین نہیں 15 قسم کے بتائے ہیں اور تیسری قسم کے اولیاء اللہ کو 38 درجات میں بتایا ہے۔ حضرت امام نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اِن ہی اولیاء اللہ کے ذریعے تمام کائنات چلاتا ہے۔ اور اِن ہی اولیاء اللہ جن کو اللہ تعالیٰ اپنی جود کی ولایت عطا فرماتا ہے، وہ دوسروں کے لئے سراپا جود بن جاتے ہیں اور جن معاملات میں خلق محتاجِ خدا ہے، اُن معاملات میں وہ نمائندگانِ خدا بن کر اُن کی دستگیری کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ غناء خداوندی کے موصوف ہیں۔ لہٰذا خلق خدا اللہ کریم کے حکم سے اُن کی طرف رجوع ہوتی ہے۔

ایسے بُزرگ صفت علم سے متصف ہوتے ہیں۔ اُس میں بہت سے اسرار ہوتے ہیں

جن کو وہ ظاہر کرتے ہیں جسے عام لوگ سمجھ نہیں پاتے۔ اور اُن کے مخالف ہو جاتے ہیں، اگر یہ بُزرگ اپنے علم کو ظاہر نہ کریں تو سد باب علم ہوتا ہے۔ مرتبہ خلافت حضرت آدم علیہ السلام سے آج تک علم ان ہی پر منحصر ہے۔ علم الاسماء یہی امانت ہے جو سینہ بہ سینہ چلی آ رہی ہے۔ مدینۃ العلم باب العلم سے جن کو نسبت نہیں اُن کی عقل پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔ اس لئے کاملین کی باتیں اُن کی سمجھ میں نہیں آتیں۔ وہ اِن لوگوں کو بھی اپنی ذات پر قیاس کرتے ہیں۔ اِس سلسلہ میں حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے ۔

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ باشد نوشتن شیر و شِیر

پاک لوگوں کو اپنے آپ پر قیاس نہ کرو۔ گرچہ شَیر و شِیر ایک ہی طرح لکھے جاتے ہیں (اور دیکھنے میں بھی یکساں ہیں)۔ مگر شیر انسان کو کھا جاتا ہے اور شِیر یعنی دودھ انسان کھاتے ہیں۔ ایک اور جگہ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

آں یکے شیر اَست مردوم راخورد
واں وگر شِیر اَست مردم می خورد

ایک شیر ہے جو آدمی کو کھاتا ہے دوسرا شِیر (دودھ) ہے جسے آدمی کھاتا ہے۔

جملہ عالم زیں سبب گمراہ شدند
انبیاء راہمچو خود پندا اشتد

(بہت لوگ محض اِس لئے گمراہ ہو گئے کہ انہوں نے انبیاء کو اپنے جیسا سمجھ لیا)۔

گفت اینک مابشر اینہا بشر
زانکہ میراث لعین است آن نظر

(یہ کہنا کہ یہ بھی انسان ہیں، ہم بھی انسان، یہ شیطانی خیال ہے)

عالم میں گمراہی صرف اسی وجہ سے پھیلی ہوئی ہے کہ بدنصیب لوگ اپنی کم نگاہی سے انبیاء اور اولیاء کو اپنے جیسا بشر سمجھتے ہیں۔ اِن کو یہ نظر شیطان سے ورثہ میں ملی ہے۔ شیطان نے بھی اپنے علم پر تکبر کیا اور علم حق سے محجوب و محروم رہا۔ اِس لئے خلافتِ آدم علیہ السلام کی

مصلحت اُس پر نہ کھل سکی۔ اگر علم نہ ہو تو اِس مقام پر ادب سے کام لینا چاہئے۔ جہاں علم اور ادب دونوں ہی نہ ہوں تو گمراہی اور شیطانیت ہی رہ جاتی ہے۔ اِنہی لوگوں سے خاصانِ خدا کا اِنکار ظہور میں آتا ہے۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اِسی علم کے بارے میں فرماتے ہیں: علم لدُنی سے مراد حکم ہے اور یہ اسرار ایسے ہیں کہ اِن کو اہلِ دنیا نہیں جانتے۔ منکرین کو چاہئے کہ وہ قرآن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے قصوں کو غور سے پڑھیں اور اُس سے سبق لیں۔

یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ حضرت بابا سیّد محمد تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ حسنیؓ و حسینیؓ کی تعلیم، کرامات، خدمت خلق اور تبلیغ دین کے سلسلہ میں جو اختصار سے لکھا گیا ہے اور مراتب اولیاء کرامات اولیاء پر جو کچھ لکھا گیا ہے، اُس سے قارئین پر یہ واضح ہو جائے گا کہ اِس دور کے اقطاب (قطب مدارِ عالم) حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی ہیں اور یہ بھی واضح کرتا چلوں کہ اس شان کا دوسرا ولی کامل نہ آئے تو آپ ہی خاتم ہوں گے۔ اَب اِن خاتم کے بعد جن کو آنا ہے وہ حضرت عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو خاتم اولیاء ہوں گے؟ یہ ارشاد خاصانِ خدا نے فرمایا ہے۔

اولیاء اللہ کے سلسلہ میں چند احادیث بھی پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا چلوں۔

(1) اولیاء اُمتی کا انبیاء فی بنی اسرائیل۔ (میری اُمت کے اولیاء مثل نبی بنی اسرائیل کے ہیں)

(2) اولیائی تحت قبائی (اولیاء میری قُبا کے نیچے ہیں)

(3) یدہ کیدی قولہ کقول (یعنی اُس کا ہاتھ مثل میرے ہاتھ کے ہے اور اُس کا قول مثل میرے قول کے ہے)۔

اِن سب دلیلوں قرآن و احادیث اور بُزرگوں کے قول سے یہ ثابت ہو گیا کہ بندہ اطاعت کی اِس حد کو پالیتا ہے تو پھر جو بھی اَمر خداوندی ہوتا ہے وہ کرتا ہے اور جو رضائے الٰہی ہوتی ہے۔ اِس پر عمل پیرا ہوتا ہے۔ تو پھر ایسا کیوں نہ ہو کہ اللہ کریم بھی بندے کی بات مان کر وہی کرے جو اُس کا بندہ چاہتا ہے۔ اس طرح ہونا تو اولیٰ ہے کیونکہ بندہ تو مسکین و

عاجز ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ قادر و مختار ہے وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔

''تم میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا''

اِس سے یہ واضح ہو گیا کہ جب بندہ ثابت قدم ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بندہ کی ہر خواہش پوری کرتا ہے یہی بندہ کی کرامت ہے۔ اَب ایک عقلی دلیل سے بھی سمجھ لیں۔ دنیا کے کسی ملک کا بادشاہ یا صدر جسے اپنی خدمت خاصہ کے لئے متعین کرتا ہے، اُسے اپنی ہر محفل میں آنے کی اجازت بھی دیتا ہے اور ایسے اختیارات بھی دیتا ہے جو دوسروں کو نہیں ملتے۔ عقل سلیم کا فتویٰ تو یہ ہوا جب اِس شخص کو قُرب کی دولت مل گئی تو سب کچھ مل گیا۔ عہدہ بھی اُس کے تابع ہو گیا، اَب ذرا غور فرمائیں اللہ بڑا بادشاہ ہے کہ نہیں؟

تو جسے اللہ بادشاہ اپنی خدمت کی دہلیز پر بُلند درجات عطا کر کے متعین کرتا ہے اسرار و معرفت عطا کرتا ہے۔ دوری و فراق کے پردے ہٹا کر اُسے اپنا قُرب بھی عطا کرتا ہے تو کیا پھر اُسے کرامات کے اظہار سے روک بھی دیتا ہے؟ یہ مثال کرامات کے منکر حضرات کے لئے کافی ہے۔

اُنہیں معلوم ہونا چاہئے کہ یہ سارا جہاں روحانی سعادتوں اور خداوندی معرفتوں کے مقابلے میں عدم محض اور فنائے صرف ہے۔ اُس نے جب سب کچھ عطا فرمادیا تو یہ حقیر چیز کیسے عطا نہ ہوگی؟ ایسا بندہ طاعات کے راستہ پر چل کر اُس مقامِ رفیع تک پہنچتا ہے تو اللہ کریم اُس کے لئے فرمادیتے ہیں۔

''یعنی میں اُس کے کان اور آنکھ بن جاتا ہوں۔''

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کی تصدیق میں ''احیائے علوم'' میں حضرت زین العابدین علیہ السلام کے دو شعر نقل کئے ہیں۔

یارب جوھر العلم الوح بہ
لاتسعل رجا المسلمین دمی
اے خدا اگر میں جوہر علم کو ظاہر کردوں
تو مسلماں میرے خون کو حلال قرار دیں

تقبل لی انت منن یعدُالوثنا
وترونا اقبح ما یاتودابہ حسنا
مجھے بُت پرستوں میں شمار کریں
اور اپنے بُرے سلوک کو میرے حق میں اچھا سمجھیں

معجزات کرامات اور استدراج کو بھی سمجھ لیں۔

معجزہ:

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی ایسا فعل سرزَد ہو جو عام اَسباب سے اَلگ ہو اور عادات کے خلاف ہو تو اُسے معجزہ کہتے ہیں۔

کرامت:

ایسی ہی بات کسی ولی سے سرزَد ہو تو وہ کرامت کہلاتی ہے۔

استدراج:

کافر، فاسق وفاجر (سنت نبوی کا منکر) آدمی کے ہاتھ سے عجیب سی بات صادر ہو تو وہ استدراج یعنی شعبدہ بازی ہوتی ہے۔ اُن لوگوں کو شیطان کا تعاون حاصل ہوتا ہے اور یہ شعبدہ بازی پر قادر ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ خود کو بڑا آدمی سمجھنے لگتے ہیں اور اِس تکبر میں رہ کر جہنم کا ایندھن بنتے ہیں۔ اُن کو توبہ کی توفیق بھی نصیب نہیں ہوتی۔

اِس پوری تشریح سے قارئین پر یہ واضح ہو جائے گا کہ ہر زمانہ میں مختلف مدارج میں اولیاءاللہ ہوتے ہیں۔ اُن سب کا ایک سردار ہوتا ہے جسے اقطاب، غوث، قطب مدارِ عالم کہا جاتا ہے۔ اولیاءاللہ کی کرامات برحق ہیں وغیرہ۔

اَب اِس روشنی میں غور فرمائیں کہ اِس بیسویں صدی میں حضرت بابا سیّد محمد تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ حسنیؓ وحسینیؓ جامع کرامات وفیض عام لے کر دنیا میں تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا جود عطا فرما کر سراپا جُود بنا دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ ظاہری سے لے کر آج تک وہی فیض جاری ہے اور بلا تفریق مذہب وملّت اِس فیض کے سمندر سے ہر دریا، ہر

پیاسا سیراب ہو رہا ہے۔ ولیوں کی تعداد اور مدارج کو مدنظر رکھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اِس فرمان پر بھی غور فرمائیں۔ **''میں سوا لاکھ ولی بناؤں گا''** اِس فرمان کے مطابق دنیا نے دیکھا کہ آپ کی خدمت میں مادرزاد ولی موجود تھے اور دنیا کے گوشہ گوشہ میں مختلف مدارج کے بزرگ آپ کے مشن کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ اُن کے علاوہ ہر سلسلہ کے مشائخ عظام، علماء کرام، دنیاوی حکمران، ہر قوم کے دینوی رہبر سب ہی حاضر دربار ہوئے اور فیض حاصل کیا۔ لاکھوں غیر مسلموں نے آپ کے دستِ حق پرست پر اِسلام قبول کیا۔ آپ کی نظر فیض اَثر نے لاکھوں انسانوں کی دنیا بدل دی۔ آپ کی ایک نظر نے چور کو بھی ولی بنا دیا۔ بے شمار لاعلاج مریض حاضر ہو کر شفایاب وصحت یاب ہوئے۔ ایک کثیر تعداد حضرات وخواتین کی ایسی بھی ہے جن کو آپ کی دعا سے دوبارہ زندگی نصیب ہوئی۔ لاتعداد کُند ذہن طالب علم حاضر ہو کر روشن دماغ ہو گئے۔ بے شمار علماء کو آپ نے علم باطن سے نوازا۔ لاکھوں پریشان حال آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اللہ کے فضل سے بامُراد لوٹے۔ اِسی طرح راہ سے بھٹکے ہوئے راہِ مستقیم پر آ گئے۔ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ مخلوقِ خدا کی خدمت کے لئے وقف تھا۔ آپ کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ تبلیغ دین کے لئے ہوتا۔ ہر لمحہ آپ سے کرامات کا ظہور بھی ہوتا رہا۔ آج بھی وہ سلسلے ویسے ہی جاری ہیں۔ آپ کے گرد ہر وقت ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی پارسی غرض ہر قوم کے انسانوں کا ایک کثیر مجمع جمع رہتا تھا۔ یہی کیفیت آج بھی دربار میں دیکھی جا سکتی ہے۔ بظاہر ناگپور کامٹی واکی شریف میں رہتے ہوئے دیگر ممالک میں اسلام و کُفر کی جنگ میں آپ نے کمان بھی کی اور اسلام کی فتح ہوئی۔ آپ کی بے شمار کرامات میں ایک خصوصی کرامت دنیا والوں نے یہ بھی دیکھی کہ ایک روز چاند کی چودھویں شب میں ایک جنگل میں آپ سینکڑوں مُرادمندوں کے درمیان موجود تھے۔ یکا یک آپ نے آسمان کی طرف دیکھا اور اُنگلی کا اشارہ چاند کی طرف کر کے فرمایا۔ کیا جی حضرت ہمارے نانا جان (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے چاند کے اِسی طرح دو ٹکڑے کئے تھے۔ اُنگلی کے اِشارے کے ساتھ ہی چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ ایک مجمع کثیر جو آپ کے ساتھ تھا سب نے دیکھا پھر برابر ہوتے ہوئے بھی دیکھا۔

''طالب کو اُس کی طلب کے مطابق عطا کرتا ہوں۔'' آپ کے بے شمار فرمان میں ایک فرمان یہ بھی تھا۔ ہم طالب کو اُس کی طلب کے مطابق عطا کرتے ہیں۔ چنانچہ دنیا نے دیکھا کہ دنیا حاصل کرنے کی غرض سے جو حاضر ہوئے دولت دنیا لے کر لوٹے۔ دین کے لئے جو حاضر ہوئے آپ کی ایک نظر نے اُن کی کایا پلٹ دی۔ اُن کو آپ نے ولی کامل بنا دیا۔ فاروق حسین کاشمیری تاجی ایڈوکیٹ کا مضمون صفحہ ۹۴ پر ہے۔ اُن کو اُن کی طلب کے مطابق عطا ہو رہا ہے۔

تعلیمات:

آپ خصوصی طور پر مخلوق کی خدمت پر زور دیتے۔ سب سے محبت کرنے اور کسی کی دل آزاری نہ کرنے کا حکم دیتے۔ ہر بشر کو قرآن وسنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنے کا خصوصی حکم بھی دیتے۔ سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ساری ظاہری زندگی میں اِنہیں تعلیمات پر عمل کر کے دِکھایا، جن حضرات نے آپ کو تکلیف پہنچائی، بُرا ابھلا کہا، اُن کے لئے بھی آپ نے دعا کی۔ خصوصی بات یہ ہے کہ جب آپ کے خُدام نے تکلیف پہنچانے والوں کے لئے بددعا کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا:

''نکو (نہیں) ہمارا دربار دُعا کا ہے بددعا کا نہیں۔''

آپ کی حیاتِ ظاہری میں عقیدت مندوں کی اکثریت ''اللہ بابا'' کہہ کر سرکار کو مخاطب کیا کرتی تھی اور آج بھی ناگپور شریف میں حاضرین ''اللہ بابا'' ہی کہتے ہیں۔ میرے پیارے بھائی ولی الدین صاحب جو پشاور میں مقیم تھے پھر پنڈی میں قیام فرما رہے اور سرکار کے فدائی تھے۔ آپ نے کئی منقبتیں سرکار کی شان میں کہی ہیں اور اس تذکرہ میں ''فقر تاج دینی'' بھی لکھ کر روانہ کیا ہے جو شائع ہو گیا ہے۔ آپ نے اِس مضمون کے لئے ''اللہ بابا'' کی جو تشریح کی، پڑھ کر بے اختیار دِل سے نکلا کہ سرکار نے ولی بھائی کی بجائے مجھ عاجز سے ''ولی تاج الاولیاء'' صحیح لکھوایا۔ مضمون پیش قارئین ہے۔ ولی بھائی اِس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن O

''جاننا ہے کہ بابا تاج الدین کو شکر درہ ناگپور میں اَدب کے عام تقاضوں کے تحت لوگ نہ بابا صاحب کہتے تھے نہ بابا جان، نہ تاج بابا بلکہ سب ہی بے تکلف ''اللہ بابا'' کہتے تھے۔ اِس خطاب کی ابتدا کیسے اور کب ہوئی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ البتہ فکر یہ ہے کہ لفظ ''اللہ بابا'' کو لوگوں نے اِس دربار میں حضور کی ذاتِ مبارک سے کچھ فطری ہم آہنگ اور موزوں پایا تھا کہ اِس لقب میں وہ نہ کوئی مبالغہ محسوس کرتے تھے نہ بناوٹ نہ اَجنبیت۔ بات یہ بھی ہے کہ بابا صاحب جیسی شمس حقیقت کی کھلی تجلّی لئے زمانہ میں کم ہی شخصیتیں جلوہ گر ہوئی ہیں۔ اس لئے کوئی تعجب بھی نہیں کہ وہ لوگ بابا صاحب کی اِس چکا چوند تجلّی کے روبرو آئے وہ ایک توحید ذاتی میں ایسی دولت ایمان سے مشرف ہوئے جو سکونِ قلب و روح میں حضوری حق سے دو چار کر گئی۔

اِس نکتہ کی وضاحت میں چند سطریں پیش ہیں، ممکن ہے کہ اِن کے ذریعے ''اللہ بابا'' کی ایسی جھلکیاں مل جائیں جو زندگی کا سرمایہ بن جائیں۔ یوں سمجھ لیں کہ اپنے اَندر سمٹنے کے بعد اَزلی تنہائیوں میں پھر سے بس جانے کے بعد قلندر کی زندگی میں ایک وہ وقت بھی آتا ہے جیسے کھینچی کمان کا تیر، اب ہر بند قبا کو چاک کر کے بارہ لگام توڑ کر اپنی وسعتوں میں پھیلتا ہے۔ یہ اَنائے مطلق کا ظہور ہے۔ اَجنبیت عن اعراف کی شدت ہے۔ اِس جذبہ شوق میں ساری کائنات کو اپنے محیط میں سمیٹ لینے کے لئے بیتابی ہوتی ہے۔ ایک رحمت کا سیل بے کراں اِس بند کو توڑتا ہوا اُمڈ پڑتا ہے اور اپنے ساتھ ہر خس و خاشاک کو بہا لے جاتا ہے۔ باطن انسانیت میں نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پوشیدہ انوار پھیلنے کے ساتھ ساتھ ظاہر میں عشق، کرم کی ہر سُو بارِش ہونے لگتی ہے۔ محبتوں کے نئے شگوفے ہر جگہ کِھلنے لگتے ہیں، عرفانِ حق کی کتابوں کے وَرق جگہ جگہ کھُلنے شروع ہو جاتے ہیں۔

اِک نئی زندگی برق تجلی، اِک سُوز، نمود کن اپنی شمشیر نظر سے ہر خاشاک وہم باطل کو بھسم کرتی ہوئی حق کے کھلے بندوں کی رونمائی کرتی چلی جاتی ہے۔ پرانی زندگی نئی زندگی کو جنم دیتی ہے۔ رف رف شوق بے منزل تعین کے روح بے قرار کو لئے پھرتا ہے، پھر جدھر حق گیا، باطل دفع ہوا۔ اللہ کو اللہ سے دیکھا اللہ کا ذکر بُلند ہوا۔

وحدتِ نورِحق کا اِک طلسمی سحر ماحول پر طاری ہوا۔ اِک مستی کے عالم میں فقیر مجردات سے لطف اَندوز ہوتا چلا جاتا اور اِک باراتِ عاشقاں اُس کی ہم رُکابی کا شرف حاصل کرتی ہے۔ محبوبِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گرد راہ اور نشان پاء دیکھ کر ایک جماعت کی جماعت باطنی رجوعِ حق، میں شرعِ حق میں، شرعِ سُنّت کی منزلیں طے کرتی چلی جاتی ہے۔ اِس طرح حق کے اوّلین شوق، جذبہ، اجنبیت کی اُدھر سے تصدیق دیکھ کر اُس ماحول میں جن وانس و ملک اپنے عشق کی تجدید کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہی عشق مجرد کی بیداری کی بنیاد ہے۔ نورِ باطن کے اُجاگر ہوجانے کی، سوئی ہوئی باطنی صلاحیتوں کے جاگ جانے کی۔ اُس کے بعد ہی کہیں ظاہری اعمال میں بھی صداقت آنے لگتی ہے۔ اَب کہیں حیات کو ایک جھوٹی عارضی چمک کی جگہ حقیقی جِلا اور قیام ملتا ہے۔ غرض ''اللہ بابا'' کی اپنے آئینہ باطن میں ایک جھلک دیکھ کر ہی لوگ صحیح معنوں میں رجوع الی اللہ ہوا کرتے ہیں۔ اِس حسن مجرد کی تجلّی ہی میں جو بابا صاحب کے فیضان سے لوگوں کو میسر آتا تھا۔ اِس مادی جسم کے آئینہ میں حق کی رونمائی ہوتی تھی۔ یہ تجلّی حق **کل یوم ھو فی شان** کی تجلّی تھی۔ شانِ برق کن فکانی کا گویا ایک محرک طلسم تھا۔ جو بابا صاحب کے سراپا سے اِردگرد کے ماحول کو روشن کررہا تھا۔ اِس آنِ حق کی نئی شان کا اَپنے وجود سے اظہار کرنے والے کی جانب کس کی مجال تھی جو نظر بھر کے دیکھنے کی جسارت کرتا۔ اہل نظر شاہد ہیں کہ خشیت حسن جلالت، نورِحق کی تجلّی جن آنکھوں نے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سراپا میں دیکھ لی تھی، وہ خود **کل یوم ھو فی شان** کی تجلّی بعد کے زمانے کو دِکھا کر رَب کی نعمتوں کی تصدیق کے ضامن بن گئے تھے۔

حق نمائی کے لئے خلقت پر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک بڑا احسان تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے **من رانی فقد راء الحق** (جس نے مجھے دیکھا اُس نے حق کو دیکھا) فرمایا اور قلندری یہی ہے کہ جو کہے بغیر دیکھ کر کہے اور نہ صرف کہے بلکہ کرکے دکھائے بھی کہ ''اللہ بابا'' کیا ہوتا ہے لفظ اللہ مشتق ہے ولہٰ سے یعنی وہ غم، محبت اور عجلتِ خاطر جو ماں کو اولاد سے ہو۔ گویا مطلق عشق ومحبت، محبوب اور پیار، اَمن موہن دلوں کا محبوب تب ہی تو ایسے کا گفت اللہ کا گفت ہوتا ہے۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

چنانچہ میرے آقا و مولا نے کبھی کسی کی دل آزاری نہیں کی۔ آپ کے دربار سے ہر شخص بامُراد ہی لوٹا۔ آپ کی زبانِ مبارک سے جو بھی نکلا پورا ہو کر رہا۔ مندرجہ شعر سے بھی واضح ہو گیا کہ اللہ کا ولی جو بولتا ہے اللہ اُسے پورا کرتا ہے۔ آپ کے بے شمار فرمان ہیں جن میں ایک فرمان یہ بھی ہے کہ سوا لاکھ ولی بناؤں گا۔ آپ نے بے شمار حضرات کو ولی کامل بنا کر دنیا کے گوشہ گوشہ میں خدمت خلق اور تبلیغ دین کے لئے روانہ کیا۔ یہاں تک کہ خود بیرون ممالک پہنچ کر جن کو نوازنا تھا نوازا۔ یہ معاملات اِس طرح ہوئے کہ آپ ناگپور شریف میں عقیدت مندوں کے درمیان بھی ہوتے تھے اور غیر ممالک میں بھی۔ بابا صاحب کے فیض یافتہ اور اِن حضرات کے فیض یافتہ حضرات آج بھی دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اور دین اسلام کی خدمت کررہے ہیں۔ اِن سے بھی بے شمار حضرات فیض پارہے ہیں۔ یہ بھی سرکار بابا صاحب ہی کی کرامت ہے۔

بابا صاحب عجیب نرالی شان سے دنیا میں تشریف لائے۔ آپ نے سلسلہ بیعت میں بھی نرالا طریقہ اپنایا۔ یعنی پیر اور مُرید کی اصطلاح کو بدل کر ''بابا'' اور ''بچہ'' کردیا۔ آج بھی سلسلہ کے تمام حضرات بابا کے بچے ہی کہلاتے ہیں۔ اس تبدیلی کی وجہ، اُن کے کرم سے میں جو سمجھ سکا ہوں وہ قارئین پر واضح کردوں۔

تمام سلسلوں میں پیر اور مُرید کی قدیم اصطلاح ہے۔ اِس کے معنی روحانی باپ اور روحانی اولاد ہی کے لئے جاتے تھے۔ لیکن اِس دور میں آقا و غلام سمجھا جانے لگا۔ جس کی وجہ سے روحانی علم کا فقدان پیدا ہو گیا۔ بابا صاحب نے بابا اور بچہ کہہ کر وہ محبت لوٹا دی یعنی بابا صاحب نے جب مُرید کو بچہ سمجھ لیا وہ لفظ اللہ ولہٰ (یعنی عشق ومحبت والی بات آگئی)۔ ہر دو طرف سے ایک محبت کا سیلاب اُمڈ آیا اور اُسی محبت نے بچے کو ''بابا...... بابا'' کہتے کہتے ایک روز ''بابا ثانی'' بنادیا۔ غور فرمائیں دنیا کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھی کوئی بچہ جب اپنے اُستادِ محترم سے تعلیم حاصل کرکے اپنی کاروباری دنیا میں لگ جاتا ہے۔ جب کبھی اُستاد

سے ملاقات ہوتی ہے اور اُستاد اپنے اُس شاگرد کو کسی سے متعارف کرواتا ہے تو یہی کہتا ہے کہ یہ میرے شاگرد ہیں یا شاگرد رہ چکے ہیں۔ اِس سے ظاہر ہوا کہ تعلیم حاصل کرنے والا خواہ وہ بوڑھا ہی ہو گیا ہو اُستاد کی نظر میں بچہ ہی ہوتا ہے، یہی کیفیت روحانی تعلیم حاصل کرنے والوں کی اپنے پیر و مُرشد کے سامنے ہوتی ہے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق ''سوالاکھ ولی بناؤں گا'' یقیناً بنائے ہیں بلکہ آج بھی بنا رہے ہیں اور یہ حضرات دنیا کے گوشہ گوشہ میں سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کی تبلیغ اور خدمتِ خلق میں مصروف ہیں۔

چونکہ بابا صاحب ایک صاحبِ کشف بُزرگ ہیں۔ اِس لئے کشف کی حقیقت سمجھ لیں۔

ویسے تو میرے سرکار کے بارے میں کچھ لکھنا ایسا ہی ہے جیسے سمندر کو کوزہ میں بند کرنا۔

کشف کی حقیقت:

حواسِ خمسہ ظاہری کی حدود متعین ہیں۔ کان ایک حد تک سنتے ہیں۔ اُن کا دائرۂ عمل بڑھانے کے لئے آج کے سائنسی دور میں ٹیلی فون، موبائل وائرلیس وغیرہ استعمال ہو رہا ہے، جو دور دراز کی آواز ہمارے کانوں تک پہنچاتا ہے۔ مادی ذرائع کے بغیر زَماں و مکاں کے فاصلہ ہماری سماعت کی راہ میں حائل نہ ہوں یہی کشفِ سماعت ہے۔ یہی باطنی اَسباب ہے۔ اِسے سائنس دان مافوق الاسباب کہتے ہیں۔ مثلاً کنکریوں کا کلمہ پڑھنا، عوام کے نزدیک غیر عادی فعل ہے مگر خواص جانتے ہیں کہ کائنات کی ہر شئے تسبیح و تحمید کر رہی ہے۔ اس لئے کنکریوں کا کلمہ پڑھنا کوئی غیر عادی فعل نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ہے کہ اُنہوں نے سننے والوں کے کان کھول دیئے۔ اُن کی سماعت پر جو پردہ تھا، اُٹھا دیا۔ یہی کشف سماعت حضور سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت کا اعجاز ہے۔ یہی باطنی ذرائع سماعت معاون ہوں تو کشف سماعت کا حاصل ہوتا ہے۔ بی یسمع بندہ خدا کے کان سے سننے لگے۔ یہ کشف سماعت کا کمال ہے۔ قرآن کریم میں سورۃ الاعراف میں آیا ہے۔

وَ تَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَ هُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ

(سورۃ الاعراف۔ آیت 198)

''تم اِن کو اپنی طرف نظر کرتے ہوئے دیکھتے ہو حالانکہ وہ نہیں دیکھ رہے ہیں۔''

یہاں ایک جملہ میں دیکھنے کی تین قسمیں بیان کرنا بلاغت قرآنی کا اعجاز ہے۔ **تراھم** (رویت)، **ینظرون** (نظر)، **یبصرون** (بصیرت) یہ تینوں اِقسام اَپنے مراتب میں مختلف ہیں۔ جن کا بیان تفصیل طلب ہے۔ یہاں تو صرف انتباہِ الٰہی پر توجہ دلانا مقصود ہے جو بصارت و بصیرت کے فرق پر مبنی ہے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو محض ظاہری آنکھوں سے دیکھنا اللہ کے نزدیک نہ دیکھنے کے حکم میں ہے۔ دِل کی آنکھوں یعنی چشم باطن سے دیکھنا ہی صحیح معنوں میں دیکھنا ہے۔ یہی کشفِ بصارت ہے۔ جو مطلوبِ الٰہی ہے۔ قرآنی آیات میں کافروں کے دِلوں، آنکھوں، کانوں پر خدا کی مُہر کا ذکر ہے۔ یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ اُن کے پاس آنکھیں ہیں مگر دیکھتے نہیں، کان ہیں مگر سنتے نہیں، دل ہیں مگر اُس پر زنگ ہے، (رین) زنگ کا پردہ ہے۔ غشاوۃ زندہ ہیں مگر مُردوں کے حکم میں ہیں۔ یہاں آنکھیں رکھنے والوں کو اَندھا، کان رکھنے والوں کو بہرہ، زُبان رکھنے والوں کو گونگا، دِل رکھنے والوں کے دل کو پتھر اور زندہ کو مُردہ کہا جا رہا ہے۔ یہاں قرآن کا بیان بالکل واضح ہے۔ وہ محسوسات میں پا بہ زنجیر حواس و حیات کی کوئی حقیقت تسلیم نہیں کرتا، بلکہ اُس کے برعکس اُن کی سلبی حیثیت کو اُجاگر کرتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں مومن و کافر ''حواس و حیات'' کے مراتب میں ایک دوسرے سے ممتاز ہوتے ہیں۔

مومن کے ''حواس و حیات'' محسوسات کے زندانی نہیں ہوتے۔ یہاں غشاوۃ ہے نہ غطاء ہے۔ حجاب ہے نہ رین۔ وہ اللہ کی طرف سے صاحبِ نور ہوتا ہے۔ اُس روشنی میں وہ منزلِ مقصود کی طرف گامزن ہوتا ہے۔ اِسی نورِ الٰہی کو اِصلاح میں نورِ کشف کہتے ہیں۔ علم باللہ کے حصول کے دو طریقے ہیں۔

پہلا طریقہ کشف ہے۔ بروقت کشف وہ علم ہے جو ضروری ہے۔ انسان اپنے نفس میں حاضر پاتا ہے۔ یہ علم کسی شبہ کو قبول نہیں کرتا۔ یہ انسان کی قدرت سے باہر ہے کہ وہ اِس علم سے علیحدہ ہو سکے۔ یا اُس کو علیحدہ کر سکے۔ اِس علم کے لئے اُس کے پاس کوئی دلیل بھی نہیں ہوتی، بجز اُس کے کہ وہ اِس کا اِدراک اپنے نفس میں کرتا ہے۔

دوسرا طریقہ فکر و استدلال اور دلائل عقلی پر مبنی ہے۔ یہ پہلے طریقہ سے کم تر ہے۔ کیونکہ دلیل میں شبہ داخل ہوسکتا ہے۔ پہلے طریقہ میں شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ وہ تو واضح طور پر مشاہدہ کرتا ہے۔ کشف پر ایک مستند واقعہ بھی پیش کر رہا ہوں۔

راہ نجات کے لئے آٹھ فوائد:

حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ کے اُستاد اور پیر و مُرشد حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا۔

اے عاصم رحمۃ اللہ علیہ! تمہیں میری صحبت میں رہتے ہوئے کتنا عرصہ ہوا۔ عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا حضور ۳۳ برس۔

فرمایا: اِتنے برسوں میں تم نے کس قدر تحصیل علم کیا۔ اور اُس سے کیا کیا فائدے اُٹھائے۔

عرض کیا: آٹھ فائدے۔ اس کے علاوہ میں نے کسی بھی علم سے اور کچھ بھی فائدہ حاصل نہیں کیا۔

شیخ نے فرمایا: اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ میں نے تم پر تمام عمر صرف کی اور تم کو میری صحبت اور میرے علم سے بجز اِن فوائد کے اور کچھ حاصل نہ ہوا۔

عرض کیا: اے شیخ! اگر سچ پوچھئے تو واقعہ یہی ہے۔ اِس واسطے کہ مجھے یقین ہے کہ اِن آٹھ فوائد سے میری دونوں جہاں میں نجات ہے۔ اِن سے زیادہ میرے کچھ کام نہ آئے گا۔

شیخ نے فرمایا: فوائد بیان کرو۔

عرض کیا:

اوّل: یہ کہ میں نے تمام مخلوقاتِ عالم کے ظاہر و باطن کو ٹٹولا، معلوم ہوا کہ ہر ایک کو کسی نہ کسی تعلق سے دلی اور محبت ضرور ہے۔ لیکن یہ محب یا محبوب سب گور تک ایک دوسرے کا ساتھ دیتے ہیں۔ قبر (گور) میں کوئی کسی کا نہ مونس و دَم ساز ہوتا ہے

نہ مُعین و مددگار۔ یہ حالت دیکھ کر میں سوچ میں پڑ گیا۔ بالآخر میں نے طے کیا کہ میں ایسا محبوب و معشوق کیوں نہ پیدا کروں جو قبر میں بھی میرا ساتھ دے۔ بہت سوچ بچار کے بعد میں اِس نتیجے پر پہنچا کہ ایسا محبوب تو صرف عمل صالح ہوسکتا ہے۔ لہٰذا میں نے اس کو اپنا محبوب بنالیا۔ تاکہ (زندگی اور بعد انتقال) قبر میں بھی میرا ساتھ نہ چھوڑے۔

شیخ نے فرمایا: تم نے خوب کیا۔

دوم: جب میں نے اہل عالم کے کردار پر نظر ڈالی تو مجھے پتہ چلا یہ لوگ اپنے اغراض کے بندے اور خواہشاتِ نفس کے غلام ہیں۔ پس میری نظر فرمانِ خداوندی یعنی اس آیہءِ کریمہ پر گئی۔

"وَ اَمَّا مَنۡ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَ نَہَی النَّفۡسَ عَنِ الۡہَوٰی ۙ o
فَاِنَّ الۡجَنَّۃَ ہِیَ الۡمَاۡوٰی o (سورہ نازعات: ۴۰، ۴۱)

(یعنی جس نے اپنے پرودگار کے مقامِ عظمت سے خوف کیا اور جو خواہش نفس سے باز رہا بس جنت صرف اُسی کا ٹھکانا ہے۔)

چناچہ مجھے اہل عالم کی اِس زندگی سے نفرت ہوگئی اور یقین ہوگیا کہ قرآن سچّا ہے۔ لہٰذا میں نے نفس کی مخالفت شروع کردی اور ریاضت اور مجاہدہ کے لئے تیار ہوگیا اور نفس کو مجاہدہ کی قید سخت میں بند کردیا۔ اِس کی کوئی بات نہیں مانی۔ یہاں تک کہ وہ مغلوب و مطیع و منقاد ہوگیا۔

شیخ نے فرمایا: بَارَکَ اللّٰہُ عَلَیۡکَ (اللہ تجھے برکت دے)۔

سوئم: یہ کہ میں نے اہل عالم کو بغور دیکھا تو ہر ایک کو متاعِ دنیا کے حصول میں کوشاں اور سرگرداں پایا اور اپنی کوشش کی ادنیٰ کامیابی پر خوش ہوتے اور بغلیں بجاتے پایا۔ پس میں نے ذیل کے کلام خداوندی پر غور کیا۔

مَا عِنۡدَکُمۡ یَنۡفَدُ وَ مَا عِنۡدَ اللّٰہِ بَاقٍ (سورۃ النحل۔ آیت 96)

(اور جو تمہارے پاس ہے وہ فنا ہونے والا ہے اور جو اللہ کے پاس ہے، وہ باقی رہنے والا ہے)

پس جو کچھ سرمایہ کہ میں نے برسوں میں جمع کیا تھا۔ وہ خدا کی راہ میں تصدق کردیا۔ اُسے بھی توشہءآخرت سمجھا۔

شیخ نے فرمایا: سبحان اللہ تم نے خوب کیا۔

چہارم: یہ کہ جب میں نے خلق اللہ پر نظر کی تو ایک گروہ کو دیکھا۔ جس کا گمان ہے کہ زیارت، افراد، خاندان، انسان کے شرف ومرتبت کا موجب ہے۔ دوسرے گروہ کو دیکھا اُس کا گمان تھا کہ کثرتِ مال ومنال اور کثرتِ اولاد موجب افتخار بنی آدم علیہ السلام ہے۔ تیسرے گروہ کو دیکھا کہ وہ مارنے مرنے، قتل وغارت گری، ظلم وجور میں عزتِ انسان تصور کرتا ہے۔ اور اُن سب کو تصور میں رکھتے ہوئے۔ قرآن کی مندرجہ آیت کریمہ پر نظر پڑی:

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (سورۃ الحجرات۔ آیت 13)

(یعنی تم میں عزّت والا وہ ہے جو تم میں اللہ کے نزدیک زیادہ متقی و پرہیزگار ہے)

میں نے اس آیت کو گرہ میں باندھ لیا اور قرآن کی صداقت پر ایمان لے آیا۔ اُس کی روشنی میں مذکورہ بالا لوگوں کے گمانوں کا فساد مجھے صاف نظر آ گیا۔ اور میں نے تقویٰ و پرہیزگاری کو اختیار کرلیا۔ تاکہ خدا کے نزدیک میں معزّز اور شریف شمار کیا جاؤں۔

پنجم: یہ کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ ایک دوسرے کی بُرائی میں مصروف ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ نتیجہ حسد کا ہے۔ یہ ایک دوسرے کی عزّت وترقی پر حسد کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں میری نظر قرآن کریم کی اس آیہءکریمہ پر گئی۔

نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَھُمْ مَّعِیْشَتَھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا

(سورۃ الزخرف۔ آیت 32)

(ہم نے (چندروزہ) دنیا میں معاش اہل عالم کو (یعنی روزی کو) ان پر تقسیم ومقدر کردیا ہے)

میں نے یقین کیا کہ روزِ اَزل سے ہر شخص کی روزی (عزّت، ذِلّت، جاہ وحشمت وغیرہ من جانب اللہ) تقسیم ہو چکی ہے، کسی کو کسی شے پر ذاتی طور پر دخل واختیار

نہیں ہے۔ لہٰذا میں نے حسد کی کوئی وجہ جواز تسلیم نہیں کی اور تقسیم الٰہی پر راضی اور قانع ہو گیا۔ اور خلق خدا سے (جنگ وحسد کی بجائے) میں نے صلح کرلی۔

شیخ نے فرمایا: عاصم تم نے خوب کیا۔

ششم: میں نے اہل علم کو بھی ایک دوسرے کا دشمن پایا۔ کوئی کسی سے کسی بات پر جلتا ہے کوئی کسی بات پر۔ میں نے قرآن کریم کی آیت جس کا مطلب یہ ہے پر نظر کی۔ ''شیطان ہی تمہارا دشمن ظاہر ہے۔ تم اُسی کو دشمن جانو'' میں نے جان لیا (تعلیم) قرآن حق ہے۔ سوائے شیطان اور شیطان کے تابعداروں کے، کسی کو دشمن نہ سمجھنا چاہئے۔ پس میں شیطان کا دشمن ہو گیا۔ میں نے اس کی کوئی بات نہ مانی۔ اور خدا کی عبادت اور فرمانبرداری مین لگ گیا۔ اُسی کو معبود و بُزرگ جانا۔ اور اُسی کو راہِ حق یقین کیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْكُمْ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ○ وَّ اَنِ اعْبُدُوْنِیْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ○

(سورۃ یٰسین۔ آیت 60-61)

(اے بنی آدم کیا میں نے (روزِ ازل میں) تم سے یہ عہد نہیں لیا تھا
کہ تم شیطان کی فرمانبرداری نہ کرنا۔ کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔
اور یہ عہد کہ تم میری عبادت کرنا۔ سیدھا راستہ یہی ہے۔)

شیخ نے فرمایا: اے عاصم تم نے خوب کیا۔

ہفتم: یہ کہ میں نے دنیا والوں کو طلبِ معاش کے لئے انتھک کوشش میں مصروف پایا۔ اور دیکھا کہ ہر ایک مشتبہ (روزی) میں پڑا ہوا ہے۔ اور اپنے آپ کو ذلیل وخوار کر رہا ہے۔ پس میری نظر اس آیت پر پڑی:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (سورۃ ہود۔ آیت 6)

(روئے زمین پر ایک بھی چوپایہ خواہ وہ انسان ہو یا حیوان نہیں ہے
جس کے رزق کا ذمّہ دار اللہ تعالیٰ نہ ہو)

پس میں نے اپنے آپ کو ایک چوپایہ سمجھ لیا اور عبادتِ خدا میں (سب سے بے نیاز ہوکر) مشغول ہوگیا اور اس یقین کے ساتھ وہ خدائے قدوس اپنی ذمہ داری کو ضرور پورا کرے گا۔اور مجھے روزی ضرور دے گا۔

شیخ نے فرمایا: عاصم تم نے خوب کیا۔

ہشتم: یہ کہ میں نے اہل عالم کا مطالعہ ایک اور نظریہ سے کیا۔تو دیکھا کہ کسی کو اپنی حکومت اور مالک پر بھروسہ ہے۔کسی کو اپنے مال اور دولت پر۔کسی کو اپنی دستکاری و ہنرمندی پر اور کسی کو اپنے کسی حمایتی پر۔مخلوق پر پس میری نظر اس آیہءکریمہ پر گئی۔

وَمَنۡ يَّتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسۡبُهٗ

(جو خدا پر بھروسہ رکھتا ہے تو وہ اسکو کفایت کرتا ہے)

لہٰذا میں نے اپنے خُدا پر بھروسہ کیا اور یقیں کیا کہ **وَهُوَ حَسۡبِیۡ وَ نِعۡمَ الۡوَكِيۡل** وہی مجھ کو مدد دینے کے لئے کافی ہے اور اچھا (لائق اعتماد ضامن ہے)۔

شیخ نے فرمایا: عاصم، اللہ تم کو یوں ہی توفیق دیتا رہے۔

میں نے توریت، انجیل، زبور اور قرآن پر نظر کی ہے۔یہ چاروں اللہ تعالیٰ کی کتابیں ہیں۔اِن ہی آٹھ فوائد سے بھری ہوئی ہیں۔جو کوئی اِن آٹھوں پر عمل کریگا تو گویا اُس نے اللہ کے چاروں کلاموں پر عمل کیا۔

نمازِ غوثیہ:

۲ ررکعت نفل نمازِ غوثیہ ہر رکعت میں ۱۱ ر بار سورۂ اخلاص پڑھنا ہے۔سلام پھیر کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ۱۱ ر بار صلوٰۃ سلام پیش کرنا ہے۔

سلام عَلَيۡكَ یَا رسول الله

سلام عَلَيۡكَ یَا حبیب اللهِ

سلام عَلَيۡكَ یا شفیع الۡمُذۡنبین

سلام علیك یا رحمة الِلّعَالَمِیۡن

اس تصور کے ساتھ کہ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس میں بیٹھا ہوں۔

اِس کے بعد بغداد کی جانب منہ کر کے (شمال کی جانب) گیارہ قدم چلیں۔ہر قدم پر یَاشیخ عبدالقادر جیلانی المدد۔سرکار دو عالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے میں۔حاجت بیان کر کے عرض کرنا ہے کہ یہ سرکار کے صدقے میں کرادیجئے۔اِس کے بعد یہ دو شعر پڑھنا ہے۔

اَيُدۡ رِكُنِی ضَيۡمٌ وَاَنۡتَ ذَخِيۡرَتِيۡ

وَاَظۡلَمُ فِيۡ الدُّنۡيَا وَ اَنۡت نَصِيۡرِی

وعَارٌ عَلٰی حَامِیۡ الۡحَمٰی وَهُوَ مُنۡجَدِیۡ

اِذَا ضَاعَ فِيۡ الۡبَيۡدَاءِ عِقَالِ بَعِيۡرِیۡ

حضرت علی کرم اللہ وجہ کا خواب:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نمازِ فجر پڑھانے کے بعد تشریف فرما ہیں۔آپ کی خدمت میں کسی نے کھجوروں سے بھرا تھال پیش کیا۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُسے حاضرین میں تقسیم فرمادیا۔دو کھجوریں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی مرحمت فرمائیں۔خواب سے بیدار ہونے کے بعد مسجد تشریف لے گئے۔نمازِ فجر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ادا کی۔کسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کھجوروں سے بھرا طشت پیش کیا۔آپ نے حاضرین میں اُسے تقسیم کردیا۔دو کھجوریں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی مرحمت فرمائیں۔آپ اپنے خواب کو بیداری کے مطابق دیکھتے رہے لیکن یہ معلوم کرنے کے لئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے خواب سے مطلع ہیں یا نہیں؟ فرمایا ''کھجوریں اچھی ہیں کچھ اور عنایت فرمائیں''۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کو دو سے زیادہ دیتے تو عمر رضی اللہ عنہ بھی آپ کو اُتنی ہی دیتا۔''

اِس سے یہ واضح ہوگیا کہ اولیاءاللہ کا کشف عام مثال عالم برزخ اَرواح بھی جاری ہوتا ہے۔ یہ سرکار بابا رحمۃ اللہ علیہ کے کرم کی بات ہے کہ کشف سے متعلق بھی واضح ہوگیا۔اَب یہ بھی بتاتا چلوں کہ جن فیض یافتہ حضرات کے نام اور حالات ہمیں مل سکے۔اُسے ہم نے ''اذکار تاج الاولیاء'' میں شائع کردیا اور قارئین سے درخواست بھی کی ہے کہ اُن کے علم میں سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ حضرات کے حالات اگر ہوں تو وہ دربار تاج الاولیاء ایس۔ ٹی 10، مکان نمبر R-88، سیکٹر 5A4، نارتھ کراچی۔فون نمبر: 2020602، موبائل: 0300-2378486 کراچی کو تحریری طور پر لکھ کر روانہ کریں۔

پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا عبدالکریم شاہ صاحب المعروف بابا یوسف شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ کو کراچی روانہ کیا۔لیکن کراچی آنے کے چند روز بعد ہی اُن کا وصال ہوگیا۔اُن کے وصال کے بعد سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قاضی بابا سیّد امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ کو کراچی بھیجا۔آپ کلیتاً نورِ ذات بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں فنا ہوکر مندرجہ شعر کی زندہ وجاوید تصویر ہیں۔

من تو شدم تو من شدی
من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نہ گوید بعد ازیں
من دیگرم تو دیگری

جس طرح بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے بابا یوسف شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ کو بے حد نوازا، اُسی طرح قاضی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو روحانی علوم سے نواز کر بے شمار تبرکات اور ایک چابی یہ فرما کر عطا فرمائی ''لو جی حضرت یہ ہمارے خزانہ کی چابی۔''

حضرت قاضی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بمبئی میں ۱۹۲۴ء میں دربار تاج الاولیاء قائم کیا۔ اور ۱۹۴۷ء اکتوبر تک وہاں رہ کر سرکار کے مشن کی تبلیغ کی اور خدمت میں لگے رہے۔

نومبر ۱۹۴۷ء میں کراچی آئے اور یہاں دربار تاج الاولیاء قائم کر کے خدمت خلق میں لگے رہے۔فرماتے تھے:

''میرا مشن یہ ہے کہ پاکستان کے بچہ بچہ کی زبان پر ''بابا--بابا'' ہوجائے۔''

آج دنیا دیکھ رہی ہے کہ قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ کا مشن کامیاب ہورہا ہے۔آپ کا وصال ۱۵/ ربیع الثانی مطابق ۲۸/اکتوبر ۱۹۵۸ء کو ہوا۔بابا صاحب کے عطا کردہ تبرکات کی سال میں دومرتبہ دربار تاج الاولیاء میں زیارت کرائی جاتی ہے۔

یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ ہندوستان، پاکستان اور دنیا کے ہر گوشہ گوشہ میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بے شمار فیض یافتہ حضرات آج بھی موجود ہیں۔سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فیض پہنچانے کا ایک نرالہ طریقہ رہا ہے۔اِس طرح اُن کے ہر فیض یافتہ بچہ کا طریقہ بھی نرالا ہے۔سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مقام کا تعین تو کوئی کیا کرسکتا ہے، اِس سے قبل ''اذکار تاج الاولیاء'' کے چاروں ایڈیشنوں میں اِن کوربین حضرات کے لئے جو سرکار کو مجذوب دوسرے معنی میں سمجھتے تھے۔بابا صاحب کی توفیق سے کچھ اختصار کے ساتھ یہ واضح کیا گیا کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک صاحبِ سلسلہ بُزرگ، امامِ وقت، اور قطب مدارِ عالم ہیں۔

اَب اِس اِمام وقت کی مختصر سوانح پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں، جن کا وصال ۱۹۲۵ء میں ہوا لیکن دنیا بھر کی مخلوق آج بھی وہی فیض حاصل کررہی ہے جو آپ کی حیاتِ ظاہری میں حاصل کرتی رہی۔ یہ بھی میرے آقا کے قطب مدارِ عالم ہونے کا ثبوت ہے۔

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم
چوں غلام آفتابم ہمہ آفتاب گویم

نوٹ: یہی فیض یافتہ حضرات بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کہلاتے ہیں۔

(قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ)

تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت کی بشارت

تاج الاولیاء حضرت بابا سیّد محمد تاج الدین ناگپوری رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ نے حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے قبل ایک خواب دیکھا، جس میں آپ کی ولادت کی بشارت دی گئی تھی۔ انہوں نے دیکھا کہ تاحد نظر ایک وسیع و بسیط میدان ہے۔ اِس میدان میں ہزاروں شہر آباد ہیں اور مخلوقِ خدا بے حد و بے حساب ہے۔ جس میں ہر مذہب و ملّت کے لوگ آباد ہیں۔ سردی کا موسم ہے، چاند کی چودھویں تاریخ ہے اور چاند خوب چمک رہا ہے۔ ہر شخص چاندنی کے حُسن سے سرشار اور پُر کیف ہے۔ حضرت تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ نے دیکھا کہ چاند آسمان سے ٹوٹا اور اُن کی گود میں اُتر آیا۔ اُسی سال آپ کی ولادت باسعادت عمل میں آئی۔

ولادت سرکار تاج الاولیاء

یہ وہ نور تھا جو کامٹی (ناگپور) آیا
ضیائے بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ کو آخرش سی۔پی سے چمکایا

مقدر میں تھا یہ سی۔پی کا موتی روزِ اوّل سے
منور ہو گئی سی۔پی بھی اِک نورِ مکمل سے

غرض ۱۸۶۱ء میں پیدا ہوئے بابا
منور نور سے عالم کو کرنے آ گئے بابا

(حضرت یوسف شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ)

سیّد محمد حسبی نسبی عشرتِ زہرا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ
حسنی حسینی سہرا نکھرا دولہا آیا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ

تاجِ ولایت سَر پہ اُس کے انّا فتحنا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ
روپ اَنوکھا، جسم اَچھوتا، بانکا چھیلا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ

جگمگ جگمگ جگ اُجیالا نور کا ٹکڑا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ
اَندھیرے ہوگئے، روشن ولی کاملین تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ

بانہہ گہے کالاج رَکھیا دِل کا بسیا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ
تیرا ولی بل بل جائے تو ہے بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ

(از: حضرت ولی الدین تاجی رحمۃ اللہ علیہ)

☆☆☆

حضرت بابا سیّد محمد تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ بمقام کامٹی کمسری بازار اپنے مکان میں ۲۷/ جنوری ۱۸۶۱ء مطابق ۱۵/ رجب المرجب ۱۲۷۷ھ بروز دوشنبہ بہ سعادتِ سعید تولد ہوئے۔ آپ نے پیدائش کے وقت ہی اپنی کرامت سب پر ظاہر کی، یعنی عام بچوں کی طرح پیدا ہوتے ہی نہیں روئے۔ بلکہ آنکھ بھی بند رکھی جس کی وجہ سے آپ کے عزیزوں کو خیال ہوا کہ شاید بچہ بے جان پیدا ہوا ہے لیکن تجربہ کار عورتوں نے نبض دیکھی تو وہ جاری تھی۔ اِس لئے اُس وقت کے رواج کے مطابق تانبے کے پیسے کو گرم کر کے آپ کے جسم پر داغا گیا۔ وہ داغ آپ کے جسم پر موجود تھے۔ تب آپ نے آنکھیں کھولیں اور بجائے رونے کے سب کی جانب مسکرا کر دیکھا۔ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نانا حضور فرماتے تھے کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ جب پیدا ہوئیں تھیں اُن کی بھی یہی کیفیت تھی۔ اُن کو ٹوٹکے کے طور پر گھورے پر ڈالا گیا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے سانس لی اور آنکھیں کھولیں تھیں۔ اس لئے ان کا نام مریم بی بی عرف گھورن بی بی رکھا گیا تھا۔

اس سے پیشتر سرکار تاج اولالیاء رحمۃ اللہ علیہ کی جو سوانح شائع ہو چکی ہیں۔ اُس میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سن ولادت جو لکھی گئی ہے۔ اُس میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ حضور کے نانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو سن ولادت بتائی تھی (وہی تاج قطبی میں شائع ہوئی تھی)۔ وہ سرکار کی خدمت میں پیش کی گئی تھی۔ اُس میں سوائے نسب کے سرکار نے کسی اور میں ترمیم کا حکم نہیں فرمایا۔

میرا ایمان ہے کہ تاریخ ولادت میں اگر غلطی ہوتی تو سرکار ضرور تصحیح فرمادیتے۔ میرے برادر بزرگ حضرت مولانا عبدالکریم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ المعروف یوسف شاہ صاحب تاجی نے حکیم بدرالدین صاحب گجراتی اور ماسٹر عبدالمجید صاحب ہیڈ ماسٹر وردھا اسکول کے حوالہ سے اور اُس کے علاوہ سرکار نے یہ فرمایا تھا۔ ''ہم کو چراغ دین کہتے ہیں'' اس پر مادہ تاریخ نکالی اس حساب سے ۱۲۶۸ھ لکھا ہے اور اس کی تشریح میں آپ نے فرمایا ہے۔ چراغ دین میں سراجاً منیرا کا مفہوم بھی شامل ہے۔ اس سے حضور کی نسبت متعدی ہونا بھی ظاہر ہے۔ اور یہ بھی روشن ہے کہ تا قیام قیامت اس چراغ سے چراغ روشن ہوتے جائیں گے۔ سرکار کے اس فرمان کا صحیح مفہوم حضرت مولانا نے خود ہی تحریر فرمادیا ہے کہ چراغ دین کا مطلب چراغ سے چراغ روشن ہونا ہے۔

یوں تو میرے آقا نے ''میں چراغ دین ہوں'' کے علاوہ یہ بھی فرمایا ہے کہ میں ''تاج محی الدین ہوں ...... تاج معین الدین ہوں ...... شہنشاہ ہفت اقلیم ہوں''۔ اِس طرح ان سب کا مادہ تاریخ نکالنے سے تو کام نہیں بنتا میرے آقا و مولا نے مجھے جو فہم عطا کی ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے خاندان کے بزرگ حضرات نے جو تاریخ ولادت بیان کی وہ ۱۹۱۱ء میں تاج قطبی میں شائع ہوئی اور سرکار میں پیش ہوئی سرکار نے اُسے قبول فرمایا۔ اس لئے یہی تاریخ ولادت ہے۔

اگر گیتی سراسر باد گیرو
چراغ عاشقاں ہر گز نمیرو

نسب نامہ سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ:

سرکار تاج الولیاء نے تاج قطبی دیکھ کر فرمایا تھا کہ ہم حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ حضور کی زبان مبارک سے حضرت امام علیہ السلام کا نام نامی سن کر مُریدین کو سرکار کے مکمل نسب نامہ کی تلاش ہوئی۔ حضرت مولانا عبدالکریم شاہ صاحب تاجی المعروف بابا یوسف شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی اسرار تاج میں اِشارۃً یہ ثابت کرنے کی سعی کی ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے پوتے سیّد عبداللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ عرب سے مدراس تشریف لائے تھے لیکن یہ بات قاری کو مطمئن نہیں کرپاتی تھی چنانچہ تلاش جاری رہی۔ حسام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ''تذکرہ تاج الاولیاء'' شائع کیا۔ اس میں سرکار کا نسب نامہ نظر سے گزرا۔ اُس کے بعد بھی میں نے کوشش جاری رکھی۔ چنانچہ اس کوشش کے نتیجے میں سرکار والا نے کرم فرمایا اور میں نے درِمحبوب الٰہی کی طرف رجوع ہوکر خواجہ حسن نظامی ثانی کی خدمت میں ایک عریضہ پیش کیا۔ اُس کا جواب مجھے ۲۷/اکتوبر ۱۹۶۶ء کو ملا۔ اُس کی روشنی میں سلسلہ نسب ''اذکار تاج الاولیاء'' میں شائع کیا اور جناب حسام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شائع شدہ نسب نامہ بھی شائع کردیا۔ اِس سلسلے میں آج بھی کوشش جاری ہے اور قارئین سے بھی درخواست ہے کہ وہ نسب نامہ کا بغور مطالعہ کریں اگر انہیں اِس میں کسی قسم کی کمی نظر آئے یا اُن کے پاس کوئی مستند معلومات ہو تو حوالہ کے ساتھ اطلاع دیں، نوازش ہوگی۔ اس کتاب میں بارگاہِ نظامی سے تصدیق شدہ نسب نامہ شائع کیا جارہا ہے اور تصدیق شدہ شجرہ مبارکہ بھی۔

۱۔ حضرت خواجہ سیّد محمد بابا تاج الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ
۲۔ حضرت خواجہ سیّد بدرالدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
۳۔ حضرت خواجہ سیّد حیدر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
۴۔ حضرت خواجہ سیّد علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
۵۔ حضرت خواجہ عبدالقادر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
۶۔ حضرت خواجہ محی الدین سیاہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
۷۔ حضرت خواجہ سیّد جمال احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ حضرت خواجہ سیّد نصیر الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۹۔ حضرت خواجہ سیّد کمال الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔ حضرت خواجہ سیّد عماد الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔ حضرت خواجہ سیّد علاؤالدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔ حضرت خواجہ سیّد بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔ حضرت خواجہ سیّد عبداللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔ حضرت خواجہ سیّد جلال الدین بخاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۔ حضرت خواجہ سیّد کمال الدین بخاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۔ حضرت خواجہ سیّد حسین لقب بہ محبوب رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۔ حضرت خواجہ سیّد حسین اکبر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۔ حضرت خواجہ سیّد عبداللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۔ حضرت خواجہ سیّد فخر الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۔ حضرت خواجہ سیّد محمود رومی بن بلاق رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۔ حضرت خواجہ سیّد حسین محمد تقی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۔ حضرت خواجہ سیّد عبداللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۔ حضرت خواجہ محمد جامع شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۔ حضرت خواجہ سیّد علی اکبر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۔ حضرت خواجہ امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ

۲۶۔ حضرت خواجہ امام علی نقی رضی اللہ عنہ

۲۷۔ حضرت خواجہ امام محمد تقی رضی اللہ عنہ

۲۸۔ حضرت خواجہ امام علی رضا رضی اللہ عنہ

۲۹۔ حضرت خواجہ امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ

۳۰۔ حضرت خواجہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

۳۱۔ حضرت خواجہ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ

۳۲۔ حضرت خواجہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

۳۳۔ حضرت خواجہ امام حسین رضی اللہ عنہ

۳۴۔ حضرت خواجہ امام علی مرتضیٰ مشکل کشا کرم اللہ وجہہ عنہ

۳۵۔ سرکار دو عالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(مرسلہ: حضرت خواجہ حسن نظامی ثانی)

حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد عرب سے تشریف لاکر کولار مدراس میں آباد ہوگئے تھے۔ یہاں آپ کے اَجداد میں کئی صاحبِ کرامات بُزرگ گزرے۔ اس لئے آپ کا خاندان ''پیرزادگانِ کولار'' کے نام سے مشہور ہوا۔ اُس زمانے کے صاحبِ اقتدار بادشاہ نے آپ کے بُزرگوں کی درگاہوں کے لئے جاگیریں بھی نذر کیں۔ یہاں پر ایک درگاہ سیّدانی بی اماں صاحبہ رحمۃ اللہ علیہ کی بہت مشہور ہے۔ آپ کی سونے کی تُربت ہے اور پانی کا چراغ جلتا ہے۔ حضور کے پردادا کے والد حضرت خواجہ سیّد عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کا نسب نامہ میں پانچواں نمبر ہے، اپنی جاگیر سے دست بردار ہوکر فوج میں ملازم ہوکر صوبیدار میجر ہوکر ریٹائرڈ ہوئے۔ آپ پدک صوبیدار کے نام سے مشہور تھے۔ آپ کے صاحبزادے خواجہ سیّد علی صاحب نے بھی فوج میں ملازمت کی اور صوبیدار رہے۔ آپ کے صاحبزادے سیّد حیدر شاہ صاحب تھے۔ اور ایک صاحبزادی سیّدانی اماں صاحبہ رحمۃ اللہ علیہ تھیں۔ سیّدانی اماں صاحبہ رحمۃ اللہ علیہ کی بُزرگی کا مختصر واقعہ بھی پیش کرنا بے جا نہ ہوگا۔

آپ کے والد بُزرگوار کسی سرکاری کام سے دورہ پر گئے ہوئے تھے۔ اِسی دوران سیّدانی اماں صاحبہ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوگیا۔ چونکہ محترمہ اپنے والد صاحب کی بے حد پیاری صاحبزادی تھیں۔ والد صاحب کے فوری پہنچنے کا اِمکان نہ تھا۔ اِس لئے آپ کی تدفین کردی گئی۔ لیکن اِس خیال سے کہ والد صاحب نے آخری بار چہرہ مبارک نہیں دیکھا تین روز کے لئے میت زمین کے سپرد کی گئی۔ تدفین کے بعد جب لوگ واپس ہونے لگے تو اُن میں سے بعض حضرات نے قبر کی جانب پلٹ کر دیکھا تو قبر پر پھولوں کی تعداد بڑھتی ہوئی نظر آئی اور جب چالیس قدم جاکر سب فاتحہ کے لئے رُکے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قبر پر پھولوں کا چبوترہ

سا بن گیا ہے۔ تدفین کے دوسرے روز اُن کے والد صاحب دورہ سے تشریف لائے اور اُن کے اصرار پر تیسرے روز دیدار کے لئے قبر کھولی گئی تو قبر کے اَندر بھی پھول موجود تھے، انہیں ہٹا کر چہرہ مبارک دِکھایا گیا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے آپ آرام فرما رہی ہیں۔ آپ کی پیشانی مبارک پر پسینہ کے قطرے بھی موجود تھے اور قبر مبارک خوشبو سے معطر تھی۔ آپ کا مزار مبارک بلادی میں مرجع خلائق ہے۔

حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دادا بُزرگوار حضرت خواجہ سیّد حیدر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بسلسلہ ملازمت کامٹی (ناگپور) جو سابق صوبہ سی پی (سینٹرل پروونس یعنی مرکزی صوبہ) میں واقع ہے، تشریف لائے اَب یہ علاقہ مہاراشٹرا بن گیا ہے اور یہیں سکونت اختیار کرلی۔ آپ نے اپنے صاحبزادہ سیّد بدرالدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شادی حضرت سیّد میراں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ صوبیدار میجر پلٹن نمبر ۳۲ کی صاحبزادی مریم بی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہ سے کی۔ ننھیالی عزیزوں میں آپ کی خالہ اَمیر بی بی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہ کے صرف ایک صاحبزادہ عبدالجبار صاحب تھے، جو سرکار کے وصال کے بعد درگاہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین مقرر کئے گئے۔ یہ حضرت تاحیات دربار کے پائیں میں بیٹھتے تھے۔

تعلیم وتربیت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کوئی حقیقی بھائی تھے نہ بہن۔ آپ اپنے والدین کے اکلوتے فرزند تھے۔ جب آپ کی عمر ایک سال کی ہوئی تو والد بُزرگوار جورَنگون کے سفر پر تھے انتقال ہوگیا۔ چنانچہ آپ کی والدہ محترمہ عدت گزارنے کے بعد اپنے والد بُزرگوار سیّد میراں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گھر چلی گئیں۔ نانا حضور کے گھر حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پرورش ہوتی رہی۔ جب آپ کی عمر ۹ سال کی ہوئی تو والدہ محترمہ بھی عالم جاودانی کو سدھار گئیں۔ مابعد حضرت کی نانی صاحبہ نے آپ کی پرورش و پرداخت فرمائی۔ آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کو اپنے ابا حضور کے ذریعے چھ (٦) سال کی عمر میں مدرسہ میں داخل کرایا۔ جہاں آپ نے حضرت مولوی اکرام الحسن صاحب اور حضرت مولوی اکرام الحق صاحب سے تعلیم حاصل کی اور عربی کے علاوہ

فارسی، اردو، انگریزی کی تعلیم بھی حاصل کی۔ تعلیم حاصل کرنے کے دوران ہی کامٹی کے ایک کامل بُزرگ حضرت عبداللہ شاہ قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ ایک روز آپ کے مدرسہ میں پہنچے اور معلم صاحب سے مخاطب ہوکر فرمایا:

''تُو اِنہیں کیا پڑھاتا ہے یہ تو علم لدُنی کا مالک ہے۔''

پھر حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف دیکھ کر محبت سے فرمایا:

''کم کھاؤ، کم بولو، کم سوؤ اور قرآن شریف کی تلاوت کرو۔ بلکہ تلاوت کے وقت یہ سمجھو کہ تم پر قرآن کا نزول ہورہا ہے۔''

اُس کے بعد جھولی سے ایک چھوہارا نکالا اور اُس کو چبا کر آدھا حصہ آپ کو عطا کیا۔ اُس کے نوش فرماتے ہی حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حالت بدل گئی۔ ایک خاص کیفیت میں آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ تین دن تک یہی عالم رہا۔

حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں عام بچوں کی طرح شوخی وشرارت کا شائبہ بھی نظر نہیں آتا تھا۔ آپ بالکل خاموش طبع واقع ہوئے تھے۔ آپ کی کسی ہم جماعت سے دوستی تھی اور نہ کھیل کود میں دلچسپی۔ آپ کے نانا حضور نے آپ کا یہ حال دیکھ کر دِل بہلانے کے لئے آپ کو چند کبوتر خرید کردیئے۔ جن کی دیکھ بھال میں آپ دِل بہلاتے تھے۔ جب آپ ذرا بڑے ہوئے تو نانا حضور نے آپ کی سواری کے لئے ایک گھوڑا خرید کردیا۔ اس کے علاوہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک وِیالین (باجا) تھا جو آپ کو ورثہ میں ملا تھا۔ جسے آپ کبھی کبھی بجایا کرتے۔ زیادہ وقت آپ اپنی تعلیم اور مذہبی کتب کے پڑھنے میں گزارتے تھے۔

آپ بے حد کم گو، سلیم الطبع اور بے حد رحم دل تھے۔ اکثر تنہائی میں آپ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے اَشعار گنگنایا کرتے تھے۔ خصوصی طور پر حافظ شیرازی کا مندرجہ ذیل شعر وِرد زبان رہتا تھا۔

مے خور، مصحف بسوز و آتش اندر کعبہ زَن
ساکن بُت خانہ باش و مردم آزاری مکن

یعنی: شراب پی، کِتاب کو جَلا دے، کعبہ کو ڈَھا دے۔ بُت خانہ میں بیٹھ، لیکن مخلوقِ خدا کو تکلیف نہ دے۔ (اُن پر ظلم و ستم نہ کر، اُن کی دل آزاری نہ کر)۔

مخلوقِ خدا کی دل آزاری کا گناہ اِن سب گناہوں سے زیادہ ہے۔ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عملی زندگی بالکل اِس شعر کی شرح تھی۔ آپ کا اُصول زندگی یہی رہا۔ ساری زندگی آپ نے مخلوقِ خدا کی خدمت کی۔ کوئی ایسی مثال نہیں ملتی کہ آپ نے کسی کا دِل دُکھایا ہو۔ جس بچے کا بچپن میں یہ عمل رہا ہو، اُس کا عالم شباب میں کیا حال ہوگا۔

حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں داخل ہونے کے بعد ہی کامٹی کے بُزرگ نے پیشنگوئی کردی تھی کہ یہ بچہ علم لدُنی کا مالک ہے۔ ظاہر ہے کہ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲، ۱۳ سال کی عمر میں ظاہری تعلیم حاصل کی ہوگی۔ باطنی تعلیم ہی تھی کہ آپ دینی و دنیاوی مسائل میں ہر سائل کو مطمئن کر دیتے تھے۔ اس کے بعد دنیا نے یہ بھی دیکھا کہ آپ کی خدمت میں مادَرزَاد وَلی رہے۔ ایامِ طفولیت ہی میں آپ بالکل تنہائی پسند رہے۔

آپ کی اِس گوشہ نشینی میں اَنوار و تجلیاتِ غیبی کا ظہور، رجال الغیب سے ملاقاتیں اور بات چیت، لہو و لعب سے بے اعتنائی، اور ذکر و فکر کی محویت۔ یہ ساری باتیں عالم شباب کی غیر مرئی حقیقتوں کی طرف رہنمائی کرتی تھیں۔

بالائے سرش زَ ہوش مندی
می تافت ستارہ بُلندی

علم باطن:

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ظاہری تعلیم حاصل نہیں کی تھی۔ ایک روز آپ حضرت شیخ خواجگی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے عرض کیا۔ ''میں نے علم حاصل نہیں کیا۔ خصوصاً علم فقہ میں مجھے بالکل ادراک نہیں ہے۔ اِس لئے مجھے کیا کرنا چاہئے؟

حضرت خواجگی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''تم علم باطن کے حاصل کرنے میں مشغول رہو کہ اِس راہ میں تمام اُصول فروع ہیں اور فروع اُصول ہیں، یہ حاصل ہوجائے تو تمہارے لئے آئندہ کوئی مشکل باقی نہ رہے گی۔ اللہ تعالیٰ کے کرم سے آپ رحمۃ اللہ علیہ اِس مرتبہ پر پہنچ گئے اور دنیا نے

دیکھا کہ دنیاوی تمام علوم کے ماہر آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر مستفیض ہوتے تھے۔

ریاضت:

۱۳ سال کی عمر ہی میں آپ عربی، اردو، فارسی اور انگریزی علوم سے فارغ ہوکر سیّد میراں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مکان سے لاپتہ ہوگئے۔ آپ کے نانا حضور نے آپ کی بہت تلاش کی۔ اخبارات میں اشتہار دیئے انعام مقرر کیا لیکن حضور کا کہیں بھی پتہ نہ چلا۔

آخر تھک کر اللہ کے سپرد کر کے خاموش بیٹھ گئے۔ آپ کو حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اِس قدر محبت تھی کہ اُن کی جدائی برداشت نہ ہوئی اور چند سال بعد آپ کا بھی انتقال ہوگیا۔

حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے گھر سے نکلنے کے بعد یہ زمانہ بَستَر کے جنگلوں میں خصوصی ریاضت میں گزارا۔ یہ مقام گونڈوانہ کہلاتا ہے۔ یہاں کے باشندوں میں جادوگروں کی کثرت تھی۔ بلکہ وہ خطہ ہی جادوگروں کا خطہ کہلاتا تھا۔ آپ کے وہاں قیام سے اِن باشندوں کے جادو کے اَثرات ختم ہوگئے۔ یہی اُن کا ذریعہ معاش تھا جس کی وجہ سے وہ بہت پریشان ہوگئے اور اپنے گُرو سے آکر اپنے کاروبار کے نہ چلنے کی شکایت کی۔ گُرو نے اُن کے حالات سُن کر اُنہیں بتایا کہ ہمارے علاقہ میں ایک بُزرگ آیا ہے اور وہ اُلٹا لٹک کر ریاضت کر رہا ہے، جب تک اُس کا قیام ہمارے علاقہ میں رہے گا، ہمارے جادو بے اَثر رہیں گے۔ یہ سُن کر اُن لوگوں نے حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر ہی جادو کرنا شروع کیا تاکہ وہ یہاں سے چلے جائیں جب فرداً فرداً جادو کا حضرت پر کوئی اثر نہ ہوا تو انہوں نے ایک پنچایت مقرر کی اور ایک دن مقرر کر کے اجتماعی حیثیت سے جادو شروع کیا۔ اللہ کے کرم سے اِس کا بھی کوئی اَثر نہ ہوا۔ بلکہ اجتماعی جادو کا اُلٹا اثر اُنہیں لوگوں پر ہوا۔ کوئی ہاتھ سے، کوئی پیر سے، کوئی بینائی سے، کوئی زبان سے بے کار ہوگیا۔ تب تو وہ سب بے حد پریشان ہوئے۔ تب اُن سب کو اللہ تعالیٰ نے یہ سمجھ عطا کی کہ یہ تو بہت بڑے ولی اللہ معلوم ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ ہمارے اجتماعی جادو کا اُن پر کوئی اَثر نہیں ہوا بلکہ اُلٹا ہم لوگوں کو نقصان پہنچا۔ چنانچہ یہ سب لوگ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اُس درخت کے پاس پہنچے۔ جہاں سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ اُلٹے لٹک کر ریاضت کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی

شان دیکھئے کہ جیسے ہی یہ تمام لوگ جن میں وہ معذور جنہیں جادو کرنے کی سزا ملی تھی شامل تھے، درخت کے پاس پہنچے تو تمام اپنی اَصلی حالت میں آ گئے۔ (یعنی سب تندرست ہو گئے) اور سب قدم بوس ہو گئے چونکہ سرکار اِس وقت بھی ریاضت الٰہی میں مصروف تھے۔ اس لئے یہ لوگ واپس چلے گئے لیکن اپنے دو آدمیوں کی ڈیوٹی لگا دی کہ روزانہ یہ لوگ حضرت کی خدمت میں حاضر رہیں گے جیسے ہی سرکار درخت سے نیچے آئیں گے اُس کی اطلاع پورے قبیلہ کو دیں گے تاکہ سب لوگ حاضر ہو کر سرکار سے اپنے کئے کی معافی طلب کریں اور سرکار کی امکانی خدمت کریں۔

سرکار مستقل دو سال تک اسی طرح ریاضت الٰہی میں مشغول رہے۔ دو سال بعد جب آپ درخت سے نیچے تشریف لائے تو ان دو حضرات نے جن کی باری باری ڈیوٹی ہوتی تھی فوراً جا کر اپنے قبیلہ کے لوگوں کو اطلاع دی۔ قبیلہ کے تمام لوگ جن میں عورتیں بچے بوڑھے جوان سب شامل تھے جن کی تعداد تقریباً ڈیڑھ لاکھ تھی۔ وقفہ وقفہ سے حاضر خدمت ہوئے اور سرکار سے معافی کے خواستگار ہوئے۔ حضور نے ان سب کو دعاؤں کے ساتھ معاف کیا۔ یہ تمام لوگ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہوئے اور بیعت حاصل کی۔ اور چند دنوں سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی بے حد خدمت کی۔ یہ لوگ سی پی کے علاقہ میں گونڈ کہلاتے ہیں۔ ثعلب مصری اور جنگل کی جڑی بوٹیاں بھی فروخت کرتے ہیں۔ اس زمانہ میں ان لوگوں سے جب دریافت کیا جاتا تھا کہ تمہارے مُرشد کون ہیں تو وہ سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی بتاتے تھے۔

اس کے بعد بھی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اور دو سال ریاضت ہی میں گزارے۔ جب آپ کامٹی تشریف لائے تو آپ کی عمر شریف ۱۷ سال ہو چکی تھی۔ نانا حضور تو آپ کے غم میں انتقال فرما چکے تھے۔ آپ کے ماموں سیّد عبدالرحمٰن صاحب آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ آپ کا حال تو کچھ ایسا ہو گیا تھا (یادِ الٰہی میں) کہ آپ بالکل تنہائی پسند ہو گئے تھے۔ اکثر بے معنی الفاظ استعمال کرتے تھے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی غیر موجودگی میں کنہاں ندی میں طغیانی آئی تھی۔ یہ طغیانی سیّد عبدالرحمٰن صاحب کا تمام اَثاثہ بھی بہا لے گئی۔ جس کی

وجہ سے عبدالرحمٰن صاحب بے حد پریشان تھے۔ سرکار نے انہیں تسلی دی اور مشورہ دیا کہ ہم دونوں ملازمت کر لیتے ہیں۔ انشاء اللہ سب بہتر ہو جائے گا۔ آپ نے اُن کے لئے دعا کی، انہیں محکمہ جنگلات میں داروغہ کے عہدہ پر ملازمت مل گئی اور سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بہ عُمر ۱۸ سال اپنا آبائی پیشہ اختیار کر کے فوج میں ملازمت کر لی۔

مُلازمت:

حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۸۱ء میں ناگپور کی رجمنٹ نمبر ۸ میں نائیک مقرر ہوئے جو مدراسی پلٹن کہلاتی تھی۔ دورانِ ملازمت بھی آپ کے شُغل و اشغال (ریاضت الٰہی) میں فرق نہیں آیا۔ ڈیوٹی کے اوقات کے بعد آپ کو عبادتِ الٰہی ہی میں مصروف دیکھا گیا۔ اور رات میں بُلند آواز سے حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار بھی پڑھتے سُنا گیا۔ آپ کے افسران آپ کی سادہ زندگی اور راست گوئی کی وجہ سے بے حد مہربان تھے۔ اِسی طرح تین سال آپ نے کامٹی میں گزار دیئے۔ تین سال بعد آپ کی رجمنٹ کے دو حصہ کر دیئے گئے۔ ایک حصہ کامٹی میں رہا اور دوسرا حصہ ساگر چھاؤنی روانہ کر دیا گیا۔ ساگر والے حصہ میں آپ بھی شامل کر لئے گئے۔ یہ ۱۸۸۴ء میں ہوا۔ آپ نے اپنی نانی صاحبہ اور دیگر عزیزوں کی رہائش کا انتظام کیا اور ساگر (سی۔ پی) روانہ ہو گئے۔ یہاں بھی آپ کی عبادت، ریاضت، شُغل و اشغال اِسی طرح جاری رہے۔ مُلازمت سے چھٹی لے کر ایک مرتبہ نانی صاحبہ کی خدمت میں بھی تشریف لائے تھے۔ چند روز قیام فرما کر واپس تشریف لے گئے۔ اَب حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت و ریاضت اپنے عروج پر پہنچ چکی تھی۔ رات میں آپ اکثر کیمپ میں نہیں ہوتے تھے۔ دن کو بھی ڈیوٹی سے فارغ ہونے کے بعد ساگر کے ویران جنگل میں دیکھے گئے۔ جس کا ذکر حضرت داؤد چشتی ساگری رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ میں آئے گا۔ اِس طرح سرکار کے کیمپ سے غائب ہونے کی خبر کامٹی آپ کی نانی صاحبہ تک پہنچ گئی۔ وہ پریشان ہو کر سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ساگر پہنچ گئیں۔ انہیں یہ خیال ہوا تھا کہ بچہ کیمپ سے راتوں کو غائب رہتا ہے کہیں خراب صحبت میں تو گرفتار نہیں ہو گیا۔ چنانچہ ساگر میں آپ کی نگرانی کرنے لگیں۔ حضور

حسبِ معمول ڈیوٹی سے گھر آئے اور پھر روانہ ہو گئے۔ رات گزار کر پھر صبح تشریف لائے، تو نانی صاحبہ نے ناشتہ تیار کر رکھا تھا۔ ناشتہ کے لئے حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا تو پہلے روز سرکار نے یہ فرما کر کہ بھوک نہیں ہے ناشتہ نہیں کیا۔ چنانچہ اُن کو اور تشویش ہوئی۔ دوسرے روز معمول کے مطابق بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور رات میں پھر روانہ ہوئے۔ نانی صاحبہ بھی آپ کے پیچھے چھپ کر روانہ ہوئیں۔ اُن دنوں آپ حضرت داؤد چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے حضرت داؤد ساگری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر مجاہدات کر رہے تھے۔ چنانچہ حسبِ معمول اسی مزار پر آ کر مجاہدات شروع کئے۔ نانی صاحبہ یہ منظر دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور دعائیں دیتی ہوئی گھر لوٹ آئیں۔ صبح جب بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو نانی صاحبہ نے ناشتہ پیش کیا۔ سرکار کے ہاتھ میں چھوٹے چھوٹے پتھر تھے۔ اُن کو آپ نے منہ میں ڈال کر چبانا شروع کر دیا اور نانی صاحبہ سے فرمایا ''ہم یہ لڈو پیڑے کھاتے ہیں۔'' نانی صاحبہ وہاں رہ کر یہی حالت دیکھتی رہیں۔

مجاہدات:

نانی صاحبہ جو خدشات لے کر آئی تھیں۔ اس کے برعکس پایا۔ حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نانی صاحبہ کو اطمینان دلایا۔ چنانچہ وہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ کے سپرد کر کے کامٹی روانہ ہو گئیں۔ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ملازمت کے اوقات کے بعد جب بھی موقع ملتا اپنے شیخ کی خدمت اور رات کو حضرت داؤد مکّی ساگری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر گزارتے رہے۔ ایک عرصہ کے بعد ایک مبارک رات آپ کے پاس مقبولیت کا پیغام لے کر آئی۔ اُس وقت آپ ذکر سے گذر کر مذکور سے مشرف ہوئے۔

اللہ اللہ بانگ ہست و یا صد!
بے مسمّٰی اسم کے باشد رو!
اسم میجوئی مسی راجو بے مسمّٰی
اسم کے باشد نکو

(مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ)

اور غیب سے آواز آئی، مانگ کیا مانگتا ہے۔ یہ آوازیں کئی بار سنیں۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا: ''اے خدا، اے میرے اللہ، تجھ سے تجھی کو مانگتا ہوں۔''

تیر نشانہ پر لگا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی تجلی ذاتی سے آپ کو نوازا۔ اس تجلی میں آپ گُم ہو گئے اور خدا آشکارا ہو گیا۔ (اذو اوھم ذکر اللہ) اب خود کو دیکھ کر خدا یاد آنے لگا اور اپنی محدود ہستی اور اُس کے تمام تقاضے ختم ہو گئے۔ جب آپ واپس تشریف لائے تو اِس سے پہلے ملاءِ اعلیٰ میں آسمانِ دنیوی پر آپ کی مقبولیت اور محبوبیت کی منادی بارگاہِ الٰہی سے ہو چکی تھی۔ جیسا کہ وارد ہوا ہے:

عن ابی هوريرة، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ تعالىٰ العَبْدَ، نَادَىٰ جِبْرِيلَ: إِنَّ اللّٰهَ تعالىٰ يُحِبُّ فلاناً، فَأَحْبِبْهُ، فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ، فَيُنَادِي فِي أَهْلِ السَّمَاءِ: إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فلاناً، فَأَحِبُّوهُ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ، ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ القَبُولُ فِي الأَرْضِ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو (حضرت) جبرئیل علیہ السلام کو نِدا کرتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں۔ تم بھی اُس سے محبت کرو۔ پس (حضرت) جبرئیل علیہ السلام اُس سے محبت کرتے ہیں۔ اُس کے بعد آسمان میں پُکار کر کہتے ہیں کہ فلاں شخص اللہ سے محبت کرتا ہے۔ تم بھی اُس سے محبت کرو۔ (اِس پر) تمام آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں، اِس کے بعد زمین میں اُس کی مقبولیت عام ہو جاتی ہے۔

(صحیح۔ متفق علیہ)

ایک اور حکایت فوائد الفوائد میں حضرت نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ شیخ احمد معشوق طوسی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ جاڑے (سردیوں) کے چلّہ میں اپنے مکان سے باہر نکلے۔ دریا کو گئے اور وسط دریا میں کھڑے ہو کر مُناجات کی کہ جب تک مجھے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ میں کون ہوں۔ میں پانی سے باہر نہیں نکلوں گا۔ اِسی وقت یہ آواز آئی کہ تم عالی درجہ شخص ہو کہ تمہاری شفاعت سے بروزِ محشر میں ہزار ہا اشخاص

خطا کار بخش دوں گا۔ اور وہ بہشت میں جائیں گے۔ آپ نے عرض کیا: مجھے اِس سے صبر نہیں آیا۔ دوبارہ آواز آئی کہ تم وہ شخص ہو کہ تمہاری خاطر و شفاعت سے ہزار ہا اشخاص کو دوزخ سے خلاصی دوں گا۔ آپ نے عرض کیا: مجھے اِس اَمر سے کچھ غرض نہیں۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ تو مجھے بتلا دے کہ میں کون ہوں۔ اُسی وقت آواز آئی کہ دنیا میں جس قدر درویش و عارف ہیں وہ میرے عاشق ہیں اور تو میرا معشوق ہے۔ یہ سُن کر آپ دریا سے باہر آ گئے۔ اُس کے بعد جو بھی آپ سے ملا احمد معشوق رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے ہی مخاطب کرتا تھا۔ اِس لئے کہ آپ کی محبوبیت کی مُنادی ہو چکی تھی۔

سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی بھی مُنادی ہو چکی تھی۔ ساگر کی فوجی ملازمت کو تین سال ہو چکے تھے۔ اب آپ اللہ کے محبوب و مقبول ہو چکے تھے۔ چنانچہ آپ اپنے فوجی افسر کے پاس گئے اور اُس سے کہا کہ اب ہم ملازمت نہیں کریں گے۔ فوجی افسر نے آپ کو سمجھایا کہ آپ کی ترقی کا نمبر آ گیا ہے۔ ایسے وقت میں ملازمت سے علیحدہ ہونا مناسب نہیں۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا ”مجھے جو ترقی ملنی تھی مل گئی۔“ یہ فرما کر تمام سرکاری چیزیں وردی وغیرہ اُس افسر کے حوالے کر کے فوجی احاطہ سے باہر آ گئے۔ اور ساگر کی گلیوں میں دیوانہ وار گھومنے لگے۔ اس فوجی افسر نے یہ اطلاع آپ کے گھر کامٹی کر دی۔ وہ انگریز افسر کیا سمجھتا۔ سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ تو اسلام، بانی اسلام اور پیغمبر اسلام کی صداقت کے علمبردار بن کر ظاہر ہو گئے تھے۔ اور دنیا نے دیکھا کہ لاکھوں غیر مسلم، ہندو، عیسائی، سکھ، پارسی آپ کی بدولت دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ مادی ترقی کے اِس دور میں جب روحانیت سے اِنکار کیا جا رہا تھا اور آپ کی کرامت کو اَساطیر اوّلین سمجھا جانے لگا۔ اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونے والوں نے کن **فیکون** کی تجلّیوں کا تماشہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

خدا کُن اِن لبوں سے کہہ رہا ہے
یہاں دریائے وحدت بہہ رہا ہے

اللہ تعالیٰ حدیث قدسی میں فرماتا ہے:

عَبْدِیْ أَطِعْنِیْ تَکُنْ رَبَّانِیًّا، تَقُوْلُ لِلشَّیْءِ کُنْ فَیَکُوْنُ ○

ترجمہ: اے میرے بندے میری اطاعت کر میں تجھ کو اللہ والا بنا دوں گا۔ پھر تو جس چیز سے کہے گا ہو جا ہو جائے گی۔

ان بُزرگانِ دین اور اولیاء کرام کے مُراتب اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ عام انسان کیا سمجھے۔

آں عقل کجا کہ درکمال تُو رَسد
وآں دیدہ کُجا کہ در جمال تُو رَسد

گرم کہ تو پردہ بر گرفتی زَ جمال
آں روح کجا کہ در جلال تُو رَسد

جس وقت فوجی افسر کی طرف سے اِطلاع آپ کے گھر پہنچی۔ آپ کی نانی صاحبہ پریشان ہو کر ساگر پہنچیں۔

عالم جذب:

یہاں آ کر آپ نے دیکھا کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ دیوانہ وار ساگر کی گلی کوچوں میں گھوم رہے ہیں۔ یہ حالت دیکھ کر آپ تڑپ گئیں۔ کسی طرح بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ہمراہ کامٹی لے آئیں۔ یہاں پہنچنے پر آپ کی نانی رحمۃ اللہ علیہا اور ماموں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہر قسم کا علاج کروایا۔ یہ لوگ سمجھ رہے تھے کہ زیادہ عبادت و ریاضت سے دماغ میں گرمی پیدا ہو گئی ہے یا پھر کسی چلّہ وغیرہ میں کوئی غلطی ہو گئی ہے۔ جس کی وجہ سے دماغ میں خلل پیدا ہو گیا ہے۔ چنانچہ کئی عاملوں کی خدمات حاصل کی گئیں۔ مقامی اعلیٰ سے اعلیٰ ڈاکٹر، حکیم رجوع کئے گئے لیکن عزیزوں کے حسب منشا فائدہ نہ ہوا۔ سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا مسئلہ تو کچھ اور تھا۔ بقول ؎

از سر بالین من برخیز اے ناداں طبیب
درد مند عشق را دارد بجز دیدار نیست

نانی صاحبہ پر اِس کیفیت کا کچھ ایسا اَثر ہوا کہ وہ اِس دارِفانی سے کوچ کر گئیں۔ نانی صاحبہ کے انتقال کے بعد یہ ذمہ داری ماموں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سنبھالی۔ لیکن حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تو وہی حال تھا۔ کبھی تھوڑی دیر کے لئے گھر آ جاتے۔ اکثر جنگلوں میں

مجاہدات کرتے۔ بستی میں تشریف لاتے تو گلیوں میں گشت کرتے آپ کے دیوانہ وار گشت کے دوران بستی کے بچے آپ پر سنگ باری کرتے۔ راہ گیر جب بچوں کو اِس فعل سے روکتے تو سرکار رحمۃ اللہ علیہ رُک کر اِن حضرات سے مخاطب ہو کر فرماتے: ''ان بچوں کو آپ کیوں روکتے ہیں۔ یہ پیارے پیارے معصوم بچے تو مجھ پر پھول برساتے ہیں، جن سے بڑی خوشبو آتی ہے۔''

آپ بستی کے ٹیمپل گارڈن میں بھی دو دو دِن قیام فرماتے۔ گارڈن میں قیام کے دوران آپ کے دست مبارک میں اکثر مٹی کا کونڈا (مٹی کا برتن) بھی دیکھا گیا ہے۔ اِسی زمانہ میں آپ مسٹر ترونگر کمپونڈر کنٹونمنٹ اسپتال کے مکان پر بھی تشریف لے جاتے تھے۔ ان کی بیوی کو آپ مامی کہہ کر مخاطب فرماتے تھے۔ اس دور میں آپ کو جنگل میں شیر کی سواری پر بھی لوگوں نے دیکھا۔ چنانچہ آپ کی شہرت شیر تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے ہوئی۔ پُرانے بُزرگوں میں نارنول ریاست پٹیالہ میں میراں تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ شیر سوار جن کے دست مبارک میں سانپ کا کوڑا ہوتا تھا۔ شیر سوار ہی کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کا ذکر ''تذکرۃ الاولیاء'' میں موجود ہے۔ آپ کے خاندان کے افراد میں سیّد مختار احمد جعفری، سیّد وقار احمد جعفری اور سیّد محمد احمد جعفری اور اِس خاندان کے دیگر افراد کراچی میں موجود ہیں۔ یہ حضرات میراں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عُرس بہت احترام سے مناتے ہیں۔

ان حضرات سے ناشر نے عرض کر دیا ہے کہ آپ کی ابتداء تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ اور انتہا بھی تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ سے اُن سب کو بے حد عقیدت ہے۔

جس دور میں حضرت بابا شیر سوار یا شیر تاج الدین کے نام سے مشہور ہوئے۔ کامٹی کے نئے بازار کے ایک کمرہ میں بھی کبھی کبھی تشریف لا کر مجاہدہ فرماتے تھے۔ یہاں آپ نوکدار پتھروں کو جمع کر کے اُس پر آرام فرماتے۔ اِس طرح تزکیہ نفس کرتے۔ مجاہدات کا یہ سلسلہ عرصہ ڈیڑھ سال تک رہا۔ اِس دوران میں زیادہ وقت آپ نے جنگلوں ہی میں گزارا۔ اس کے بعد چند ماہ پھر کامٹی میں رہے مگر یہاں بھی کسی ایک مقام پر قیام نہیں فرمایا۔ البتہ ایک مدراسی صاحب کے مکان پر شام میں روزانہ تشریف لاتے۔ یہ صاحب لاوَلد تھے۔ جب

سرکار رحمۃ اللہ علیہ اُن کے گھر آتے تو وہ بہت عاجزی سے سرکار کو کھانا پیش کرتے تھے۔ سرکار کو آنے میں اگر دیر ہوتی تو باہر بیٹھ کر سرکار کا انتظار کرتے۔

ایک روز سرکار حسب معمول تشریف لائے۔ مدراسی صاحب نے کھانا پیش کیا۔ سرکار نے ارشاد فرمایا ''گِرتا ہے تو گِر تاج الدین تو ہے''۔ حضور کے اِس جملہ کو مدراسی صاحب نے سُنا لیکن کچھ خیال نہیں کیا۔ اصل میں وہ بھی حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہی سمجھتے تھے کہ اِن کے دماغ میں کچھ خلل ہے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے روانہ ہونے کے کچھ دیر بعد ہی مدراسی صاحب کا مکان گِر گیا۔ لیکن مدراسی صاحب اور اُن کی بیوی کو ذرا سی بھی چوٹ نہیں لگی۔ تب اُن صاحب کو حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وہ جملے یاد آئے۔ ''گِرتا ہے تو گِر تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ تو ہے۔'' (یعنی مکینوں کی حفاظت میں کروں گا)۔

اُس روز کے بعد مدراسی صاحب نے سمجھ لیا کہ یہ اللہ کے ولی ہیں۔ وہ سرکار کی بے حد عزت کرنے لگے۔ ایک روز سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خوش دیکھ کر آپ نے عرض کیا: میں لاوَلد ہوں۔ آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ مدراسی صاحب نے مُکرر، سکرر عرض کیا۔ تب حضور نے فرمایا: ''تجھ کو تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے تین اولاد دیں۔ اِس میں ایک پنڈت ہوگا۔'' چنانچہ مدراسی صاحب کے ہاں یکے بعد دیگرے تین لڑکے پیدا ہوئے۔ اُن میں سے ایک پنڈت بھی ہوئے۔

اِس طرح حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کرامات کا ظہور ہونے لگا۔ جس سے آپ کے معمولات میں فرق آنے لگا۔ اس لئے آپ نے ریاضت کے لئے ایک انگریز کا باغ منتخب کیا۔ تاکہ اُس انگریز کی وجہ سے لوگ باغ میں نہ آسکیں۔ انگریزوں کی حکومت تھی۔ عام لوگ انگریزوں سے بہت ڈَرتے تھے۔ لیکن یہاں بھی لوگ اُس انگریز کے پاس پہنچے اور اُس سے درخواست کی کہ ہمیں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کی اجازت دی جائے۔ اس لئے کہ یہ اللہ کے ولی ہیں۔ ہم لوگ اپنی مُرادوں کے لئے اُن سے عرض کرتے ہیں اور وہ اللہ سے عرض کر دیتے ہیں۔ ہماری مُرادیں پوری ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ انگریز نے اجازت دے دی۔ پھر سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہجوم رہنے لگا۔ چنانچہ آپ نے ایسی ترکیب نکالی کہ اُس انگریز نے

خود ہی آپ کو تانگہ میں بٹھا کرنا گپور روانہ کر دیا۔ یہاں بھی جب لوگ بہت زیادہ تنگ کرنے لگے تو آپ ایک روز انگریز عورتوں کے کلب میں برہنہ داخل ہو گئے۔ وہاں پر جو عورتیں موجود تھیں وہ پریشان ہو گئیں۔ پولیس کو اطلاع دی گئی۔ پولیس آ گئی۔ اور آپ کو کنٹونمنٹ مجسٹریٹ اور ضلع مجسٹریٹ کے حکم سے ۲۶/اگست ۱۸۹۲ء کو پاگل خانہ میں داخل کر دیا گیا۔

یہاں آپ نے پھر ریاضت الٰہی شروع کی، لیکن جب آپ کی طبیعت چاہتی کامٹی پہنچ جاتے۔ اور پاگل خانہ میں بھی موجود ہوتے۔ پاگل خانہ کے ایک کمرہ میں آپ کو بند کر دیا گیا تھا لیکن اکثر آپ کمرے سے باہر نظر آنے لگے۔ اُس زمانہ میں پاگل خانہ کے مہتمم ڈاکٹر عبدالمجید صاحب تھے۔ پاگل خانہ میں جن دنوں آپ کا قیام تھا اسی دوران ایک پاگل فرار ہو گیا۔ شام کو جب حاضری لی گئی تو وہ پاگل موجود نہ تھا۔ جب اُس کی اطلاع ڈاکٹر عبدالمجید صاحب کو ہوئی تو وہ بے حد پریشان ہوئے۔ اِس لئے کہ وہ پاگل کسی بڑے آفیسر کے ذریعے داخل کرایا گیا تھا۔ اُس کی تلاش کے سلسلے میں ٹہلتے ہوئے سوچ رہے تھے کہ کیا تدبیر کی جائے۔ اِتنے میں حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ڈاکٹر صاحب کے پاس خود تشریف لائے اور فرمایا ''کیوں گھبراتا ہے صبح آ جائے گا۔''

ڈاکٹر صاحب عقیدت مند تو تھے ہی بے فکر ہو گئے۔ دوسرے دن صبح فرار شدہ پاگل، پاگل خانہ کے دروازے کے سامنے آ کھڑا ہو گیا۔ جسے پاگل خانہ کے ملازمین دیکھ کر اندر لے آئے اور ڈاکٹر صاحب کو اطلاع دی۔ وہ فوراً آ گئے اور پاگل سے دریافت کیا کہ تو کس طرح بھاگا اور واپس کس طرح آ گیا۔ پاگل نے بالکل باہوش لوگوں کی طرح جواب دیا۔ میں اپنے گھر جا رہا تھا لیکن بھائی تاج الدین مجھے راستے میں مل گئے۔ انہوں نے مار مار کر مجھے پاگل خانہ کے دروازے پر لا کھڑا کیا۔ اور خود اندر چلے گئے۔ میں اُن کا انتظار کر رہا تھا کہ آپ کے یہ سپاہی پکڑ کر اندر لے آئے۔ ڈاکٹر صاحب اور تمام عملے کے لوگ آپ کی اِس کرامت سے بے حد متاثر ہوئے۔ جب آپ نے اپنے مجاہدات مکمل کر لئے تو پھر مخلوقِ خدا پاگل خانہ میں پہنچنے لگی۔ جو حاضر ہوتا اپنی مُراد لے کر واپس لوٹتا۔ اِس شہرت کی وجہ سے گورنمنٹ نے آپ کے دیدار کو آنے والے حضرات کے لئے فیس مقرر کر دی۔ شروع

میں فیس دو آنہ مقرر کی لیکن لوگوں کا اژدھام کم نہ ہوا، چنانچہ فیس بڑھاتے بڑھاتے ایک روپیہ کر دی گئی لیکن پبلک اُس کے باوجود ٹوٹی پڑ رہی تھی۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات کا چرچا ہندوستان کے مختلف مقامات تک پہنچ چکا تھا۔ اور دور دور سے لوگ آ کر سرکار رحمۃ اللہ علیہ سے فیض پانے لگے۔ اُس میں ہندو، مسلم، سکھ، پارسی، غرض کہ ہر قوم کے لوگ شامل ہوتے۔ یہاں تک کہ انگریز عہدیدار بھی حضور کی خدمت میں حاضری دینے لگے۔ اُن میں سر انتھونی میکڈونلڈ (چیف کمشنر)، کرنل روسول (سرجن) اور کئی انگریزی افسران، شہر کے معززین، دیگر قوم کے افسران اور مسلم افسران جن میں موتی صاحب (سپرنٹنڈنٹ پولیس) خان بہادر حافظ ولایت اللہ خان صاحب (اسسٹنٹ کمشنر) اور اُن کے علاوہ مہاراجہ بہادر رگھوجی راؤ بھونسلے بھی حضور کے دیدار کے لئے حاضر ہونے لگے اور ایسے شیدائی ہوئے کہ بقول شاعر

خدارا نگاہ کرم تاج باباؒ
کہ رہ جائے میرا بھرم تاج باباؒ

مہاراجہ رگھوجی راؤ بھونسلے:

مہاراجہ کی مختصر خاندانی تفصیل بھی بیان کرتا چلوں۔ اِس لئے کہ مہاراجہ بہادر پر سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے بے حد کرم فرمایا اور مہاراجہ نے سرکار کی بے حد خدمت کی۔ یہ اُسی کا نتیجہ ہے کہ آج بھی مہاراجہ کے محل میں سرکار کا چلّہ شریف ہے اور سرکار کا پلنگ مبارک اور دیگر تبرکات موجود ہیں۔ جو اِتنے سلیقہ سے رکھے ہوئے ہیں جن کو دیکھ کر یہ محسوس ہوتا ہے کہ سرکار ابھی اُٹھ کر کہیں تشریف لے گئے ہیں اور لاکھوں بندگانِ خدا کو یہاں سے بھی وہی فیض پہنچ رہا ہے۔ کیوں نہ ہو سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے خود فرمایا تھا:

''میرا بستر تیرے گھر میں قیامت تک رہے گا۔''

جن پر سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا خصوصی کرم ہوتا ہے اُن کو سرکار کی زیارت بھی ہو جاتی ہے۔ مہاراجہ جانوجی راؤ بہادر مشرقی مما لک متوسط کے خود مختار راجہ تھے۔ جن کا راج شرقاً غرباً وَردھا ندی سے مہاندی بنگال تک اور جنوباً شمالاً گوداوری ندی کے قُرب و جوار سے نربدا ندی تک پھیلا ہوا تھا۔ اُن کا شمار بڑی طاقت کے راجاؤں میں ہوتا تھا۔ گورنمنٹ برطانیہ



راجہ رگھوجی راؤ بھونسلے (ناگپور)

سے اٹھارہ ہزار پولیٹیکل پنشن ملتی تھی۔ راجہ رگھوجی راؤ بھونسلے چونکہ اُن کے ولی عہد تھے، اِس لئے جانوجی راؤ کے انتقال کے بعد پولیٹیکل پنشن کے قاعدے کے مطابق راجہ رگھوجی راؤ پانچ ہزار روپے اور اُن کے بھائی راجہ لچھمن راؤ صاحب کو ایک ہزار پنشن ملنے لگی۔ اِس کے علاوہ خالصہ اور مکاسہ گاؤں بھی تھے جن کی سالانہ آمدنی اڑھائی تین لاکھ روپیہ تھی لیکن بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچنے کے بعد سرکار کے سب سے چہیتے غلاموں میں آپ کا شمار ہونے لگا۔ بقول حضرت مولانا عبدالکریم شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ ؎

رہ عشق میں تیرا ہندو ہے مومن
ہیں مومن تیرے اولیاء میرے بابا

حضور کے فیض سے وہ تمام حضرات تو مستفیض ہو ہی رہے تھے جو فیس ادا کر کے سرکار کی خدمت میں پہنچ جاتے تھے۔ لیکن ایسے بھی ہزاروں افراد تھے جو فیس ادا نہیں کر سکتے تھے، وہ محروم تھے۔ چنانچہ عوام کی طرف سے ایک درخواست پیش کی گئی کہ سرکار بابا پاگل نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ ولی اللہ ہیں۔ جن کے فیض سے بے شمار مخلوق فیس ادا نہ کرنے کی وجہ سے محروم ہے۔ اِس درخواست پر کمشنر نے حکم دیا کہ قانونی طور پر کوئی شخص ضمانت داخل کر کے سرکار کو لے جائے۔ چنانچہ راجہ رگھوجی راؤ صاحب کو جیسے ہی علم ہوا آپ نے دو ہزار روپیہ کی نقد ضمانت پیش کی اور سرکار کو سولہ سال بعد ستمبر ۱۹۰۸ء کو پاگل خانہ سے اپنے محل شکردرہ لے آئے۔ اِس کی تصدیق پمپل کر صاحب نائب مہتمم پاگل خانہ ناگپور نے کی۔ جس وقت آپ پاگل خانہ سے باہر نکلنے لگے تو فرمایا یہ جگہ خالی نہیں رہے گی۔ چنانچہ اُس وقت سے آج تک اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں میں سے ایک نہ ایک عارضی طور پر پاگل خانے میں موجود ہوتے ہیں۔

باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تعلیمی، تبلیغی اور رفاہی مراکز:

گفتہ او گفتہ اللہ بُود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بُود

لوح محفوظ اَست پیش اولیاء
اَز چہ محفوظ اَست خطا

قیام واکی شریف:

مہاراجہ کے محل میں چند دن سرکار نے قیام فرمایا۔ پھر یکا یک آپ واکی شریف روانہ ہو گئے۔ اُس کی تصدیق مسٹر وی ایس سوم سُندرم مدلیار پنشنر ناگپور نے کی۔ یہاں بھی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قیام کا شرف ایک ہندو کاشی ناتھ راؤ پٹیل کو عطا کیا۔ پٹیل صاحب نے بھی آپ کی اور زائرین کی بے حد خدمت کی۔ سرکار نے واکی شریف میں پٹیل صاحب کی زمین پر مندرجہ ذیل مراکز قائم کئے، جن سے مخلوق آج بھی فیض حاصل کر رہی ہے۔

شفاء خانہ:

پٹیل صاحب نے جس جگہ آپ کی قیام گاہ بنائی تھی (آج وہاں آپ کا چلّہ مبارک ہے) اُس سے دو فرلانگ آگے جا کر ایک آم کے درخت کے قریب کھڑے ہو کر آپ نے فرمایا: ''یہ ہمارا شفاء خانہ ہے۔'' آپ لاعلاج مریضوں کو حکم دیتے۔ ''ہمارے شفاء خانہ میں داخل ہوتے۔ اچھے ہو جاتے۔''

بعض مریض اس خطہ زمین پر چند گھنٹے قیام کے بعد ہی ٹھیک ہو جاتے۔ بعض دو چار روز قیام کر کے تندرست ہو کر روانہ ہو جاتے۔ یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ لاعلاج مریض وہاں جا کر رہتے ہیں اور صحت مند ہو کر گھر لوٹ جاتے ہیں۔

مدرسہ:

شفاء خانہ سے کچھ دور مغرب کی جانب کھڑے ہو کر فرمایا: ''یہ ہمارا مدرسہ ہے۔'' اس مدرسہ والی جگہ پر آپ کُند ذہن طلباء کو بیٹھ کر پڑھنے کے لئے حکم فرماتے۔ بچے وہاں بیٹھ کر دو چار ہی روز میں ذہین طالب علم ہو کر نکلتے۔ یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

عدالت:

مدرسہ سے دو فرلانگ آگے ایک جگہ کھڑے ہو کر سرکار نے فرمایا۔ ''یہ ہماری عدالت

ہے۔'' مقدمات سے پریشان حال حضرات کو آپ اِس جگہ ٹھہرنے کا حکم فرماتے۔ دو چار ہی روز قیام کے بعد اُن کے مقدمات کا فیصلہ اُن کے حق میں ہو جاتا اور وہ اللہ کے فضل سے بامُراد لوٹ جاتے۔

مسجد:

آپ نے اپنی قیام گاہ سے بالکل قریب کھڑے ہو کر اِس جگہ کے لئے فرمایا ''یہ ہماری مسجد ہے۔'' ایسے حضرات جو راہ سے بھٹکے ہوئے ہوتے، اُن کو حکم فرماتے ''ہماری مسجد میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرتے'' چند ہی روز میں یہ حضرات نمازی ہو کر سرخرو اپنے گھر لوٹتے۔

پریڈ گراؤنڈ:

اِسی طرح اِسی علاقہ کی زمین کے ایک خطہ پر کھڑے ہو کر اُسے پریڈ گراؤنڈ قرار دیا۔ اس پریڈ گراؤنڈ پر بیرون ملک جنگوں کی آپ نے پریڈ فرما کر کمان کی۔ اِن جنگوں کے واقعات کتاب میں موجود ہیں۔

واکی شریف کے شفاء خانہ، مدرسہ، عدالت، مسجد، پریڈ گراؤنڈ پر غور کیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ زمین کے اِن ویران ٹکڑوں پر جہاں سرکار رحمۃ اللہ علیہ بیٹھنے، پڑھنے، اللہ سے انصاف طلب کرنے اور اللہ کی عبادت کرنے کا حکم فرماتے تھے، مُرادمندوں کو وہاں تنہائی نصیب ہوتی تھی۔ وہ پورے طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہو جاتے تھے۔ اِدھر سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا تصرف شامل رہتا اور وہ کامیاب ہو جاتے۔ بُزرگوں کے رَموز و اِسرار یہی ہوتے ہیں۔

واکی شریف میں کاشی ناتھ راؤ پٹیل صاحب نے بھی تن، من، دھن سے حضور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کی۔ راجہ رگھوجی راؤ بھونسلے اور پٹیل صاحب کے عشق کا حال یہ تھا کہ جب سرکار رحمۃ اللہ علیہ واکی شریف میں ہوتے تو راجہ صاحب سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں یہاں دِکھائی دیتے اور جب بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ شکر درہ شریف ناگپور میں ہوتے تو پٹیل صاحب اکثر بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں یہاں ہوتے۔

راجہ رگھوجی راؤ بھونسلے اور پٹیل صاحب دونوں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کے ساتھ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عزیزوں اور زائرین کی خدمت کو اپنا فرض سمجھ کر کرتے۔ سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں ہزاروں افراد کو مختلف خطابات سے نوازا وہاں راجہ صاحب کو بڑے بھائی کا خطاب عطا فرمایا۔

اِسی عشق کے بارے میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا۔

عشق کی گرمی سے ہے معرکہء کائنات
علم مقام صفات، عشق تماشائے ذات

علم ہے پیدا سوال، عشق ہے پنہاں جواب
عشق سکون ثبات، عشق حیات و ممات

عشق پہ بجلی حرام، عشق پہ حاصل حرام
علم ہے اِبن الکتاب، عشق ہے اُم الکتاب

عشق فرمودہ قاصد سے سُبک گام عمل
عقل سمجھی ہی نہیں معنی پیغام اَبھی

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام اَبھی

راجہ رگھوجی راؤ بھونسلے اور کاشی ناتھ راؤ پٹیل کا نام خصوصی طور پر اِس لئے لکھا ہے کہ یہ دونوں شہر کے معزز ترین لوگوں میں سے تھے اور اِن دونوں نے سرکار کی بے حد خدمت کی۔ ویسے تو سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہر وقت ہزاروں اَفراد رہتے تھے۔ اُن حضرات سے جب کوئی دریافت کرتا کہ آپ حضرات سرکار کی خدمت میں شب و روز کیوں گزارتے ہیں تو سب کا یہی جواب ہوتا کہ ہمارے دن عید اور رات شب براءت کی طرح سرکار کی خدمت میں گزرتے ہیں۔

☆☆☆

نذرِ عقیدت بہ تقریب جشنِ یومِ ولادت (۱۳۶واں)

حضرت بابا سیّد محمد تاج الدین نوری (ناگپوری)

۱۵ رجب سن ۱۴۳۱ھ

منجانب: ولی الدین (عرض ہے کہ قوالوں سے پڑھائی جائے)

بزمِ اِمکان میں وہ تاج وریٰ آئے ہیں
آج اِس اَرض پہ وہ نامِ خدا آئے ہیں

اصلها ثابت فی الارض کا نقشہ بن کر
پیکر ذات بہ صد شان حیا آئے ہیں

آج اُس جسم مبارک کی ہوئی ہے تکمیل
جس میں انوارِ سماوات سما آئے ہیں

دیکھو انداز کہ اِسرار الٰہی لے کر
عبدہٗ روپ میں فخر الفقراء آئے ہیں

جس نے دیکھا ہے اُس نے خدا دیکھا ہے
حق الحق شان میں وہ بدر الدجیٰ آئے ہیں

ورد میں اِسم مبارک کے ہیں اِسرارِ حیات
منبع کلمہ حق، گنج خفا آئے ہیں

پاک ہیں شرک سے وہ کہہ جو دیا انفسکم
اور شہہ رَگ میں مری خود ہی سما آئے ہیں

اے ولیؔ نامِ خدا نورِ ہدیٰ آئے ہیں
کملی فقر میں خود شیرِ خدا آئے ہیں



کاشی ناتھ راؤ پٹیل (واکی شریف ناگپور)

واکی میں آپ کی زمینوں پر آج بھی اللہ بابا کی آوازیں گونجتی ہیں — سید سرفراز عالم تاجی

کاشی ناتھ راؤ پٹیل

(از: حاجی محمد صادق فاروقی تاجی)

واکی کا مال گذار یہ پٹیل مقروض ہو گیا تھا اور قرض خواہ نے مقدمہ جیت لیا تھا اور اُس کے خلاف قرقی کا وارنٹ جاری ہو گیا تھا۔ جس روز قرقی آنی تھی اُس سے ایک روز پہلے وہ ولی خانہ آیا، جہاں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ رہتے تھے۔ وہ چھکڑے پر سوار تھا اور ساتھ میں اُس کے ایک چھوٹا بچہ تھا۔ مرہٹے نہایت متعصب ہوتے ہیں، مگر بحالت مجبوری جب اُن کے سارے دیو فیل ہو گئے تو اُس نے ولی خانے کا رُخ کیا۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ باہر آ کر اُس کے چھکڑے کے پاس آئے اور کہا ''تُو چل میں آتا ہوں'' وہ چھکڑا اَپنے گاؤں واکی کی طرف لے گیا۔ جب واکی پہنچا جو ناگپور سے تقریباً ۱۶۔۱۷ میل دور ہے تو دیکھتا ہے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اُس کے مکان میں بیٹھے ہیں۔ پھر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے رات بھر میں اُس کے گھر کا سارا فرنیچر اکٹھا کر کے جلا دیا مگر وہ ایسا عقیدے میں پکّا تھا کہ جیسا بابا حکم دیتے وہ کرتا۔ دوسرے روز صبح بیلف کے ساتھ کورٹ کا عملہ آیا تو اُس کی عورتیں اور بہوئیں اوپر والی منزل کی طرف بھاگیں۔ قرقی میں عورتوں کے زیورات بھی اُتار لیئے جاتے ہیں۔ قیمتی سامان تو پہلے ہی جل چکا تھا۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کاشی ناتھ راؤ پٹیل کو مخاطب کر کے کہا ''یہ عورتیں کیوں بھاگتی ہیں۔ ڈھولی میں روپیہ رَکھا ہے کیوں نہیں دیتیں۔''

سب کو معلوم تھا ڈھولی جو اَناج ذخیرہ کرنے کے لیئے سیڑھیوں کے نیچے بنائی جاتی ہیں خالی پڑی تھی۔ مگر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کہنے پر ڈھولی کی کھڑکی کھولی گئی تو رانی وکٹوریہ کے سکوں سے ڈھولی بھری ہوئی تھی۔ تمام روپیہ قرقی والوں کو دے دیا گیا پھر بھی ڈھولی روپوں سے بھری ہوئی تھی۔ اِس وجہ سے کاشی ناتھ راؤ پٹیل کی چادر آج تک تاج آباد آتی ہے۔

میں نے اپنی آنکھوں سے ۱۹۴۲ء میں دیکھا۔ کاشی ناتھ، راؤ متھراداس اور نائیڈو۔ یہ تینوں نام کی تختیاں مراٹھی میں ٹائل پر لگی ہوئی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دروازوں سے باہر فرش پر لگی ہوئی تھی۔ جس پر لوگ قدم رکھ کر اندر جاتے تھے۔ وہ اَب اُٹھا دی گئی ہیں۔

پٹیل کی اراضی پر سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیمی، تبلیغی اور رفاہی مراکز قائم کئے ہیں اور یہاں آپ کا چلّہ مبارک بھی ہے۔ ہزاروں عقیدتمند حضرات حاضری دے کر فیض حاصل کرتے ہیں۔

☆☆☆

فیضانِ نسبت......قادری نسبت

حضرت کریم بابا صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ وجانشین تاج الاولیاء فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ بغرضِ عُرس اماں صاحبہ رحمۃ اللہ علیہ کامٹی گیا۔ اماں صاحبہ کا صندل ہمیشہ تاج آباد شریف سے روانہ ہوکر پہلے حضرت عبداللہ شاہ صاحب قادری نوشاہی قدس سرہٗ العزیز کے مزار پر جاتا ہے۔ یہاں حضرت کے مزار مبارک پر چادر مبارک، پھول، صندل پیش کیا جاتا ہے۔ حضرت کے گدی نشین مسکین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا۔ حضرت عبداللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے چند دن قبل میں حضرت کے لیئے ٹھنڈائی (بادام وغیرہ) پیس کر شربت بنا رہا تھا۔ اُسی دوران سائیں تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ چند احباب کے ہمراہ تشریف لائے۔ اُس وقت سائیں تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کا شباب کا زمانہ تھا۔ شربت بنا کر میں نے حضرت عبداللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پیش کیا۔ آپ نے تھوڑا سا پی کر باقی سائیں تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کو عطا کیا۔ جسے سائیں رحمۃ اللہ علیہ نے پی لیا۔ یہ وہی بزرگ ہیں جنہوں نے سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں پہنچ کر مُدرّس سے سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرمایا تھا۔ ''اِس بچے کو کیا پڑھاتے ہو یہ تو اَزلی تعلیم یافتہ ہے''۔

مستند شجرہ مبارک کی تو مجھے تلاش تھی، جستجو اور بڑھی۔ حضرت عبداللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی حیات کے زمانے میں ایک اور بُزرگ سیّد اسمٰعیل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار کاچی گوڑہ چیل بازار دکن میں ہے۔ ۱۹۴۲ء میں دَکن گیا۔ میرا قیام جناب وی سی مدنّا صاحب (مددگار ناظم تعمیرات) کے پاس ہتھکنڈہ ضلع ورنگل میں تھا۔ ایک روز ناظم صاحب مجھے حضرت افضل شاہ بیابانی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ قاضی پیٹھ بغرضِ زیارت ساتھ لے گئے۔ یہاں میری ملاقات لالہ میاں صاحب عرف نافرمان صاحب سے ہوئی۔ لالہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجھے دیکھتے ہی اُٹھ کھڑے ہوئے اور بہت احترام سے مجھے بٹھایا۔ سب سے پہلے مجھ سے دریافت کیا۔ کیا آپ اپنے چچا پیر حضرت اسمٰعیل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دے آئے؟ میں نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا تب انہوں نے بتایا کہ حضور بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے دو پیر بھائی یہاں حیدر آباد میں آرام فرما ہیں۔ اِن حضرات نے حضرت عبداللہ شاہ صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ مجھے میرے پیر و مُرشد حضرت اسمٰعیل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے معلوم ہوا کہ ہم لوگ جب عبداللہ شاہ صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کامٹی میں ہوتے اُس وقت حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود ہوتے۔ ہم لوگوں نے انہی سے فیض حاصل کیا اور یکے بعد دیگرے فوج میں شریک ہوتے رہے۔ ساتھ میں یہ بھی فرمایا کہ میرے پیر کا عُرس مبارک ۱۳ محرم الحرام کو ہوتا ہے۔ یہ سب واقعات سن کر میں نے اپنی جدوجہد تیز کردی۔ میرے آقا و مولا حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کرم فرمایا اور مجھے ظہور بی اماں صاحبہ رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے شجرہ قادریہ نوشاہیہ حاصل ہوا۔ ظہور بی اماں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اِسی سلسلہ سے بیعت تھیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمْ

ھٰذِہٖ شَجَرَۃٌ قَادِرَۃٌ اَصْلُھَا ثابت فِی الْاَرْضِ وَفَرِعَھَا فِی السَّمَاءِ ہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ کُلُّھُمْ اَجْمَعِیْنَ۔

شجرہ قادریہ، نوشاہیہ مبارکہ:

۱۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سرور کائنات خلاصہ موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۲۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت اسداللہ الغالب مطلوب کل علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ

۳۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سیّدالشہداء امام حسین علیہ السلام

۴۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سیّدالساجدین امام زین العابدین علیہ السلام

۵۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سیّد امام محمد باقر علیہ السلام

۶۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سیّد امام جعفر صادق علیہ السلام

۷۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سیّد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

۸۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سیّد امام علی رضا علیہ السلام

۹۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ نورالدین معروف کرخی رضی اللہ عنہ

۱۰۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ صفی الدین رضی اللہ عنہ

۱۱۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت ابوالحسن سری سقطی رضی اللہ عنہ

۱۲۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ سیّدالطائفہ شیخ ابوالقاسم جنید بغدادی رضی اللہ عنہ

۱۳۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ ابوبکر شبلی رضی اللہ عنہ

۱۴۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ

۱۵۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ ابوالفرح یوسف طرطوسی رضی اللہ عنہ

۱۶۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ ابوالحسن علی ہنکاری رضی اللہ عنہ

۱۷۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ ابوسعید مبارک بن علی بن حسین مخزومی رضی اللہ عنہ

۱۸۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت شیخ قطب ربانی محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

۱۹۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سیّد عبدالعزیز رضی اللہ عنہ

۲۰۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سیّد محمد الہتاک رضی اللہ عنہ

۲۱۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سیّد شمس الدین رضی اللہ عنہ

۲۲۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سیّد شرف الدین رضی اللہ عنہ

۲۳۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سیّد زین الدین رضی اللہ عنہ

۲۴۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سیّد ولی الدین رضی اللہ عنہ

۲۵۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سیّد نورالدین رضی اللہ عنہ

۲۶۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سیّد حسام الدین رضی اللہ عنہ

۲۷۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سیّد نورالدین ثانی رضی اللہ عنہ

۲۸۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سیّد محمود درویش رضی اللہ عنہ

۲۹۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سیّد محمد قادری رضی اللہ عنہ

۳۰۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سیّد عبدالجلیل رضی اللہ عنہ

۳۱۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت سیّد عبداللہ شاہ قادری نوشاہی رضی اللہ عنہ

۳۲۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت تاج الاولیاء تاج الملت والدین شہنشاہ ہفت اقلیم سیّد محمد بابا تاج الدین قادری، چشتی، نظامی صابری رضی اللہ عنہ

۳۳ (الف)۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت قاضی بابا امجد علی شاہ تاجی رضی اللہ عنہ و حضرت کریم بابا تاجی رضی اللہ عنہ۔

۳۴ (ب)۔ الٰہی بحرمت راز و نیاز حضرت قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی عفی عنہ

اس کے ۳۴ نمبر پر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے جن حضرات کو اجازت خلافت دی ہے وہ اپنا نام لکھ کر مُریدوں کو دے سکتے ہیں اور یہ سلسلہ در سلسلہ اسی طرح چلتا رہے گا۔

(دربار تاج الاولیاء۔ R-34، عبداللہ بنگلوز، عبداللہ آباد، سرجانی ٹاؤن، کراچی)

ہر طرف ہے بارِش فیضانِ تاج الاولیاء
کون ہے جس پر نہیں احسانِ تاج الاولیاء

دین و دُنیا کی فلاح و کامیابی کے لیے
رِفعتوں پر نقش ہے فرمانِ تاج الاولیاء

اِس زمین پر وہ یقیناً آسماں بن کر رہا
جس کو حاصل ہوگیا عرفانِ تاج الاولیاء

چشتی نظامی نسبت

تصدیق شدہ بارگاہِ نظامی

اِس سے قبل آپ کی قادری نسبت کا ذکر آچکا ہے۔ سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے جب فوجی ملازمت اختیار کی اور آپ کا تبادلہ ساگر (سی۔پی) ہوا وہاں ساگر کے ویرانے میں حضرت داؤد چشتی حسینی رحمۃ اللہ علیہ کا قیام تھا جو چشتی نظامی سلسلہ کے بُزرگ تھے۔ جن کا ذکر ''تاج قطبی'' میں جو ۱۹۱۱۔۱۹۱۰ء میں شائع ہوئی، کچھ اِس طرح ہے:

حضرت داؤد رحمۃ اللہ علیہ ساگر کے ایک ویرانے میں تھے جن کی خدمت میں حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ جایا کرتے تھے۔ اِس کتاب کے مصنف قطب الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو مریم بی اماں صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کے بھائی تھے۔ یہ کتاب بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش ہوئی۔ کتاب لکھنے سے پیشتر قطب الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اَماں صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کے ذریعہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کے مُرشد (شیخ) کا نام دریافت کرنے کی کوشش کی۔ بار بار سرکار سے عرض کرنے پر ایک روز سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''جس طرح ہم تمہارے لئے ہیں۔ اِسی طرح ہمارے لئے حضرت داؤد رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔'' یہ فرما کر پھر خصوصی طور پر یہ بھی فرمایا ''ہم چشتی ہیں۔'' کتاب کے پیش ہونے پر انہوں نے یہ بھی واضح کر دیا تھا کہ ہم حضرت امام حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد ہیں۔

۱۹۴۹ء میں اِس احقر (مؤلف) نے ''تاج مُراری'' شائع کی۔ اُس وقت آپ کا شجرہ بیعت، مجھ سے پہلے شائع شدہ کتب میں جو سرکار کے وصال کے بعد شائع ہوئیں تھی، وہی میں نے بھی شائع کر دیا۔

بعد میں ''تاج قطبی'' کے مطالعے نے مجھ میں ایک جستجو پیدا کی۔ اور مزید معلومات

حاصل کرنے کے لئے سرگرداں رہا۔ جو شجرہ ''تاج مُراری'' میں شائع کیا گیا تھا۔ اُس میں حضرت داؤ مکی ساگری رحمۃ اللہ علیہ کو سلسلہ صابری کا بُزرگ بنا کر سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی صابری نسبت بتائی گئی تھی۔ چنانچہ صابری سلسلہ کے شجرہ حاصل کئے گئے۔ اِس سے پتہ چلا کہ حضرت علاؤالدین علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کے صرف ایک خلیفہ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اور اُن کے جتنے بھی خلفاء ہوئے، اُن میں حضرت داؤد مکی رحمۃ اللہ علیہ کا اِسم گرامی نہیں ملتا۔ حضرت داؤد مکی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں صرف اِتنا معلوم ہوسکا کہ یہ چار سو سالہ پرانے بُزرگ ہیں۔ یہ بھی تصدیق ہوئی ہے کہ سرکار نے اُن کے مزار شریف پر مجاہدات کئے۔ لیکن حضرت داؤد مکی رحمۃ اللہ علیہ کی صابری سلسلہ سے کوئی کڑی نہیں ملتی۔ ایک اور بات سامنے آئی وہ یہ تھی کہ ہیرالال کوچوان صاحب نے حضور کے کابل قندھار پہنچنے کا جو واقعہ سُنایا تھا اور وہاں سرکار رحمۃ اللہ علیہ سے تین حضرات ملے تھے، اُن میں ایک صاحب جو سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ فوج میں ملازم تھے اور سرکار نے ملازمت کے دوران ہی بیعت کر کے اُن کو تبلیغ کے لئے روانہ کر دیا تھا۔ بعد میں وہ سرکار کی خدمت میں پاگل خانے (ولی خانہ) حاضر ہوئے تھے۔ اُن حضرت کا اسم گرامی بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ حضور نے انہیں سند خلافت عطا کر کے جلال الدین کا خطاب دیا اور کابل قندھار جانے کا حکم دے کر فرمایا:

''اَب تم نہ آنا، ہم خود تمہارے پاس آئیں گے۔''

اِس واقعہ سے بھی یہ خیال ہوا کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت نامہ کے ساتھ شجرہ بھی عطا کیا ہوگا۔ اُسے تلاش کرنا چاہیے، لیکن میرے آقا کے قربان، سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ اِس طرح سے کرم فرمایا کہ ۱۹۵۳ء کے عُرس مبارک میں ایک بُزرگ حضرت حکیم عین اللہ شاہ صاحب ۵ ستمبر کو شرکت کی غرض سے تشریف لائے۔ اُن دنوں بارِش بھی ہو رہی تھی۔ میں جھونپڑے سے روانہ ہو کر دربار کی طرف جا رہا تھا کہ حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے آواز دی۔ میرے لئے یہ اجنبی بُزرگ تھے۔ اِس سے پیشتر اُن سے کبھی میری ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ میں اُن کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ اُن کے ہاتھ میں ''تاج مُراری'' ہے۔ مجھ سے مل کر انہوں نے فرمایا کہ یہ کتاب آپ نے لکھی ہے۔ میں نے عرض کیا جی۔ اِس پر حکیم صاحب

قبلہ نے فرمایا اور تو سب ٹھیک ہے لیکن اِس میں شجرہ غلط ہے۔ یہ سُن کر میں اُن کی طرف زیادہ رجوع ہوگیا۔ مزید کچھ دریافت کرنا چاہتا تھا کہ انہوں نے فرمایا۔ میں مسافر ہوں بارش ہو رہی ہے، مجھے کوئی جگہ دو تا کہ میں اپنا سامان محفوظ کرلوں۔ چنانچہ میں انہیں اپنے جھونپڑے میں لے آیا۔ یہاں پہنچنے کے بعد انہوں نے فرمایا: آپ بھی آرام کیجئے دوپہر کے بعد آپ سے بات ہوگی۔ میں اپنے کمرہ میں آ گیا۔ لیکن بے حد بے قرار رہا۔ جیسے تیسے وقت گزار کر اُن کے کمرہ میں پہنچا تو انہوں نے مجھے سلسلہ چشتیہ نظامیہ کا لکھا ہوا شجرہ عطا کیا اور فرمایا کہ اِس شجرہ میں جن بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ صاحب کا نام ہے، وہ حضور کی خدمت میں ۱۸۹۲ء میں تشریف لائے تھے اور حضور نے اُنہیں خلافت نامہ عطا کر کے حکم دیا تھا کہ ''تم کابل قندھار جاؤ اور اَب یہاں نہ آنا۔ ہم خود تمہارے پاس آیا کریں گے۔'' میں یہ سُن کر چونک گیا۔ میں نے اُنہیں ہیرالال کوچوان کا واقعہ سُنایا۔ واقعہ سُن کر شاہ صاحب نے بے تابی سے دریافت فرمایا: ''کیا وہ کوچوان زندہ ہے، اگر وہ موجود ہے تو مجھے ضرور پہچان لے گا۔''

میں نے کہا: ''وہ زندہ ہیں ہم چلتے ہیں، آپ سے ملاقات ہو جائے گی۔''

چنانچہ میں ان کو لے کر شکر درہ آیا۔ عُرس کی وجہ سے ہزاروں افراد کا اجتماع تھا۔ ہیرا لال صاحب کوچوان کافی ضعیف ہو گئے تھے۔ شکر درہ دربار میں موجود تھے۔

یہ عرض کرتا چلوں کہ ہیرالال صاحب نے کابل قندھار کا جو واقعہ سُنایا تھا اُس میں یہ بتایا تھا کہ وہاں ایک کمرہ کے سامنے سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے تانگہ رُکوایا۔ اُس کمرہ سے تین آدمی نکلے اور سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی کی۔ میں نے حضرت حکیم صاحب کو ہیرالال کے سامنے کیا اور اُن سے دریافت کیا: ''ہیرالال بھائی کیا آپ انہیں جانتے ہیں۔''

ہیرالال کی آنکھیں کمزور ہو چکی تھیں۔ اِس لئے انہوں نے شاہ صاحب کو کافی غور سے دیکھنے کے بعد کہا: ''ہاں پہنچانتا ہوں۔ مہاراج باغ سے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ کابل گیا تھا۔ وہاں ایک مکان سے جو تین آدمی نکلے تھے، اُن میں سے یہ ایک ہیں۔''

یہ واقعہ ہزاروں لوگوں کی موجودگی میں ہیرالال صاحب نے سُنایا۔ اِس طرح شجرہ چشتیہ نظامیہ حاصل تو ہو گیا مگر میں تصدیق چاہتا تھا۔ اِس لیے میرے مولا نے ایک اور کرم

فرمایا۔ ایک روز عبدالمجید صاحب صدر مُدرّس ورورا ضلع چاندہ تشریف لائے۔ اُس وقت میرے پاس مندرجہ ذیل تاجی برادران بھی موجود تھے۔ غلام نبی صاحب پہلوان، راجہ بہادر، خادم درگاہ عرف پہلوان بابا اور حضرت قاضی بابا امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ جو پاکستان سے چادر مبارک لے کر آئے تھے۔ حضرت قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ نے کراچی پاکستان میں سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کو گھر گھر پہنچایا ہے۔ اُن کے علاوہ اور بھی بابا صاحب کے شیدائی موجود تھے۔ اُن کی موجودگی میں عبدالمجید صاحب نے اپنا خواب سُنایا جو میں اُنہی کے الفاظ میں پیش کر رہا ہوں۔

ایک شب میں نے دیکھا ایک عالی شان نورانی محل ہے۔ اُس محل کی نورانیت کا یہ عالم تھا کہ وہاں کا ذرّہ ذرّہ مَنّور تھا۔ محل میں ایک نقیب زَرین پوشاک زیب تن کئے ہوئے داخل ہوئے۔ اُنہوں نے آتے ہی اعلان فرمایا: '' حضور پُرنور سیّدنا حضرت بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی کرسی لاؤ۔ یہ اعلان ہوتے ہی ایک کرسی آ گئی۔ اُس پر حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے۔ دوسرا اعلان حضرت داؤد چشتی حسینی رحمۃ اللہ علیہ کا ہوا وہ بھی معہ کرسی تشریف لائے ہر بار ایک بُزرگ کا اعلان ہوتا اور وہ معہ کرسی جلوہ اَفروز ہوتے۔ تمام بُزرگوں کے نام تو میں یاد نہ کر سکا لیکن ۲۹ ویں بار اعلان کے ساتھ ہی حضور خواجہ خواجگان حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی کرسی آئی جس پر حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ رونق افروز تھے۔ یہ منظر دیکھ کر مجھے بڑی مسرت ہوئی اور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ حضرت صاحب نے جو شجرہ مبارک عطا کیا ہے، اُس میں بھی سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے ۲۹ نمبر پر ہی حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی ہے۔

اِس طرح میرے آقا رحمۃ اللہ علیہ نے اِس عاجز کی رہنمائی فرمائی۔ یہ شجرہ مبارکہ میں نے ناگپور شریف میں ''ذکر تاج'' میں شائع کیا۔ کراچی پہنچ کر ''گلدستہ تاج'' میں شائع کرایا۔

شجرہ چشتیہ نظامیہ تاجیہ:

سرورِ کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

۱۔ حضرت مولیٰ علی ابی طالب شیر خدا رضی اللہ عنہ
۲۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ
۳۔ حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہ
۴۔ حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض رضی اللہ عنہ
۵۔ حضرت خواجہ ابراہیم ادھم بلخی رضی اللہ عنہ
۶۔ حضرت خواجہ سدید الدین حذیفہ مرعشی رضی اللہ عنہ
۷۔ حضرت خواجہ امین الدین ابو ہبیرہ البصری رضی اللہ عنہ
۸۔ حضرت علو شمشاد دنیوری رضی اللہ عنہ
۹۔ حضرت خواجہ ابواسحاق شامی رضی اللہ عنہ
۱۰۔ حضرت خواجہ ابواحمد ابدال چشتی رضی اللہ عنہ
۱۱۔ حضرت خواجہ ابو محمد چشتی رضی اللہ عنہ
۱۲۔ حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی رضی اللہ عنہ
۱۳۔ حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رضی اللہ عنہ
۱۴۔ حضرت خواجہ حاجی شریف زندانی رضی اللہ عنہ
۱۵۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ
۱۶۔ حضرت خواجہ خواجگان معین الدین چشتی اجمیری سنجری رضی اللہ عنہ
۱۷۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ
۱۸۔ حضرت خواجہ فرید الدین مسعود اجودھنی رضی اللہ عنہ
۱۹۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء زری زر بخت محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ
۲۰۔ حضرت خواجہ نصیر الدین روشن چراغ دہلوی رضی اللہ عنہ
۲۱۔ حضرت شیخ صدر الدین ناگوری رضی اللہ عنہ
۲۲۔ حضرت خواجہ سراج الدین عثمان اودھی رضی اللہ عنہ
۲۳۔ حضرت شیخ فتح اللہ چشتی رضی اللہ عنہ

۲۴۔ حضرت علاؤ الدین لاہوری رضی اللہ عنہ
۲۵۔ حضرت شیخ محمد عیسیٰ جونپوری رضی اللہ عنہ
۲۶۔ حضرت خواجہ نور قطب عالم رضی اللہ عنہ
۲۷۔ حضرت خواجہ امیدان زاہد ولی رضی اللہ عنہ
۲۸۔ حضرت حسام الدین مانک پوری رضی اللہ عنہ
۲۹۔ حضرت خواجہ معین الاسلام رضی اللہ عنہ
۳۰۔ حضرت خواجہ ابن غیاث رضی اللہ عنہ
۳۱۔ حضرت شیخ علاؤ الدین رضی اللہ عنہ
۳۲۔ حضرت خواجہ ہدایت اللہ صوفی رضی اللہ عنہ
۳۳۔ حضرت شیخ ظہور محمد حاجی رضی اللہ عنہ
۳۴۔ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری رضی اللہ عنہ
۳۵۔ حضرت شاہ وحید الدین احمد رضی اللہ عنہ
۳۶۔ حضرت خواجہ سیّد ثابت اللہ حسینی رضی اللہ عنہ
۳۷۔ حضرت سیّد عبدالعظیم حسینی رضی اللہ عنہ
۳۸۔ حضرت سیّد محمد مدرس رضی اللہ عنہ
۳۹۔ حضرت سیّد شاہ کریم محمد رضی اللہ عنہ
۴۰۔ حضرت سیّد شاہ ظاہر شاہ حسینی رضی اللہ عنہ
۴۱۔ حضرت سیّد من اللہ رضی اللہ عنہ
۴۲۔ حضرت سیّد محمد چشتی رضی اللہ عنہ
۴۳۔ حضرت سیّد داؤد حسینی ساگری رضی اللہ عنہ
۴۴۔ حضرت سیّدنا تاج الاولیاء تاج الملت والدین شہنشاہ ہفت اقلیم حصرت بابا سیّد محمد تاج الدین رضی اللہ عنہ

۴۵ (الف)۔حضرت قاضی باباسیّدامجد علی شاہ تاجی وحضرت کریم باباصاحب تاجی رضی اللہ عنہم

۴۵ (ب)۔حضرتقاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی عفی عنہ

گلدستہ تاج ہرسہ شجرہ مبارکہ معہ طریقہ ایصال ثواب وغیرہ سلسلہ کے حضرات وخواتین کے لیے علیحدہ شائع ہوتا ہے۔اِس میں عاجز ناشر نے جن حضرات کوسلسلہ تاجیہ کی اجازت خلافت عطا کی ہے وہ ۴۵ب کے بعد اپنا نام لکھ کر مُریدین کوعطا کریں۔

☆☆☆

شجرہ چشتیہ،صابریہ،تاجیہ،اویسیہ مبارکہ

یا الٰہی ذاتِ تاج الکبریاء کے واسطے
صاحبِ معراج الانبیاءؐ کے واسطے
یا علیؓ الکرم بہر فاطمہؓ حسنینؓ کر
یا زدہ اصحابِ تاج الاولیاء کے واسطے
حسنؓ سے خواجہ حسن بصریؒ کا صدقہ ہو عطا
عبد واحد زیدؒ تاج تاج الاصفیاء کے واسطے
فضل ہو بہر فضیل ابن عیاضؒ رہنما
تقویٰ ابراھیمؒ تاج الاتقیاء کے واسطے
نشہ ہو خواجہ سدیدالدین حذیفہؒ کے طفیل
شہ ہبیرہ بصریؒ تاج الاذکیا کے واسطے
دے علو تمکین علو ممشاد دینوریؒ مجھے
شہ ابوالاسحاقؒ تاج الاغنیاء کے واسطے

حضرت احمد ابو ابدالؒ ہو لطف و کرم
بو محمد چشتیؒ تاج الوریٰ کے واسطے
فتح باب اے ناصر الدین یوسفؒ مودودِؒ حق
زندانی حاجی شریف الاولیاءؒ کے واسطے
دولت دارین حضرت خواجہ عثمانؒ دین
شہ معین الدینؒ معین الاولیاء کے واسطے
استقامت خواجہ قطب الدین کاکیؒ کے طفیل
شہ فرید الدینؒ زُہد الانبیاء کے واسطے
رتبہ اعلیٰ علاؤالدین صابرؒ کے طفیل
نورِ شمس الدینؒ شمس الاولیاء کے واسطے
موم دل ہو سیّد داوٗد مکیؒ کے طفیل
بابا تاج الدینؒ شہ تاج الٰہی کے واسطے
ہفت کشور کے شہنشاہ سیّد عالم پناہ
رحم فرما میرمحمدؒ دلربا کے واسطے

☆☆☆

اویسی نسبت

کیا بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی سلسلہ ہے؟ اِس مضمون میں جو اذکار میں موجود ہے۔ سرکار نے خود فرمایا: ''بانی جملہ سلاسل سے پوچھتے ہو۔ آپ کا کون سا سلسلہ ہے۔''

اِس سے واضح ہوگیا کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مقام اور سلسلہ کو مقیّد نہیں کیا جا سکتا۔ ویسے طریقت کے اعتبار سے سرکار تاج الاولیاء قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی یعنی چاروں سلسلہ کے بانی ہیں۔ مصنف نے قادری چشتی نظامی سلسلہ تصدیق شدہ شائع کیا ہے۔ چونکہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اویسی نسبت آپ پر غالب ہے۔ اِس لئے سرکار کے اقوال معہ مختصر وضاحت پیش قارئین ہے۔

مندرجہ بالا قول کے علاوہ زائرین وعقیدتمندوں کے بار بار اصرار پر سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے کئی بار یہ بھی فرمایا۔ ''حضرت اعلان کردو ہمارے مُرشد پاک ہمارے نانا جان حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔

سرکار نے یہ بھی فرمایا: ''حضرت علی کرم اللہ وجہ نے ہم کو دو آلو کھلا دیئے، جب سے ہم ایسے ہو گئے۔''

''جناب سیّدہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا نے ہم کو پیامبر بنا کر بھیجا ہے۔'' آلوسکہ وارثت نبوت ہے۔ جن کے ذریعہ سے حقیقی تبلیغ دین متین کی اور آج بھی معہ فیضان ولایت جاری ہے۔

ہر ولی قوسِ ولایت میں اُس وَقت داخل ہوتا ہے، جب جنابِ سیّدہ رضی اللہ عنہا اُس کی تربیت فرماتی ہیں۔ جنابِ سیّدہ رضی اللہ عنہا کی توجہ اور تربیت سے ہی طالب مرتبہ ولایت پر فائز ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُس میں عصمت آ جاتی ہے، یہی قاعدہ ولایت ہے۔

☆☆☆

سرکار کی خصوصی نسبت پیامبر زہرہؓ

اِس کا مطلب یہ ہوا کہ قوسِ ولایت میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت جناب سیّدہ رضی اللہ عنہا نے فرمائی اور اِتنی ترقی دی کہ آپ کو اپنا پیامبر بنا کر عالم خلق میں مامور فرمایا۔ سند عصمت و ولایت عطا فرمانے کے بعد آپ کو یہ منصب عطا فرمایا گیا۔ بحکم النائب کہ آپ جس کو چاہیں مرتبہ ولایت پر فائز فرما دیں۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کی نسبت متعدی تھی کہ دور و نزدیک کے لاکھوں بندگانِ خدا کو مرتبہ ولایت وعصمت پر فائز کر دیا۔ ایسا تو دنیا نے کہیں دیکھا، نہ سُنا۔ یہ اویسی نسبت ہوئی۔ سرکار غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ملفوظات میں فرمایا ''اویسی نسبت کے بُزرگ خال خال ہی پیدا ہوں گے۔ یہ ولایت میں اتنا بُلند مرتبہ ہے کہ اِس نسبت کے بُزرگ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح گو بظاہر آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دور اور فاصلے پر نظر آئیں گے، لیکن جو قُرب بے نظیر و بے مثال سرکار دو عالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سیّدنا اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کو نصیب تھا۔ اویسی نسبت کے بُزرگ بھی اُسی قُرب اور وَصل کی منزل پر ہوتے ہیں۔ اُنہی کے لئے حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ملفوظات میں فرمایا ہے: ''چودھویں صدی میں ایک ایسی ہی ہستی کو اللہ تعالیٰ پیدا کرے گا۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کی طرح مُردے جِلائے گا۔ لیکن وہ نہ عیسیٰ علیہ السّلام ہوں گے نہ مہدی علیہ السّلام بلکہ ولیء آخر ہوں گے۔''

عمدۃ السلوک

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''قول الجمیل'' میں اویسی نسبت کو صحیح اور قوی کہا ہے۔ سلسلہ اویسہ اور اُس کی صحت کو حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ نے ''رسالہ قدسیہ'' میں اور دوسرے مشائخ نے بھی اپنی تصانیف میں صحیح تسلیم کیا ہے۔ اِس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اِن حضرات کی صحبتِ جسمانی کا سلسلہ منقطع ہے۔ چنانچہ تمام بُزرگوں نے لکھا ہے کہ ''عشق صادق میں دوری فرض میں حائل نہیں ہوتی۔''

سند کے طور پر حضرت شیخ ابوعلی فامدی رحمۃ اللہ علیہ کو باوجود مشائخ کے صحبت میں رہنے کے (مثل ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ و ابوالقاسم گورگانی رحمۃ اللہ علیہ) حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے روحانی فیض حاصل ہے اور اُن کو حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت سے، حالانکہ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے ایک مُدت بعد ہوئی۔ اِسی طرح حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی روحانیت سے تربیت سلوک و فیض حاصل ہوا ہے۔ یہ بات صحیح نقل سے ثابت ہے کہ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت امام جعفر صادق علیہ السلام کے وصال کے بعد ہوئی ہے۔ اویسی نسبت کی وضاحت اِس لئے کی ہے کہ سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا وہی فیض و تربیت جو آپ کی حیاتِ ظاہری میں تھا، آج بھی اُسی طرح جاری و ساری ہے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بچوں پر بھی اویسی نسبت غالب ہے اور مخلوقِ خدا کو فیض پہنچا رہے ہیں۔ لیکن قانونِ طریقت یہ ہے کہ کسی صاحبِ سلسلہ سے اجازت و خلافت حاصل کر کے ہی آگے سلسلہ چلتا ہے۔ اِس لئے سرکار نے بھی ظاہری بیعت اور اجازت و خلافت حاصل کی۔

☆☆☆

سدا زندہ

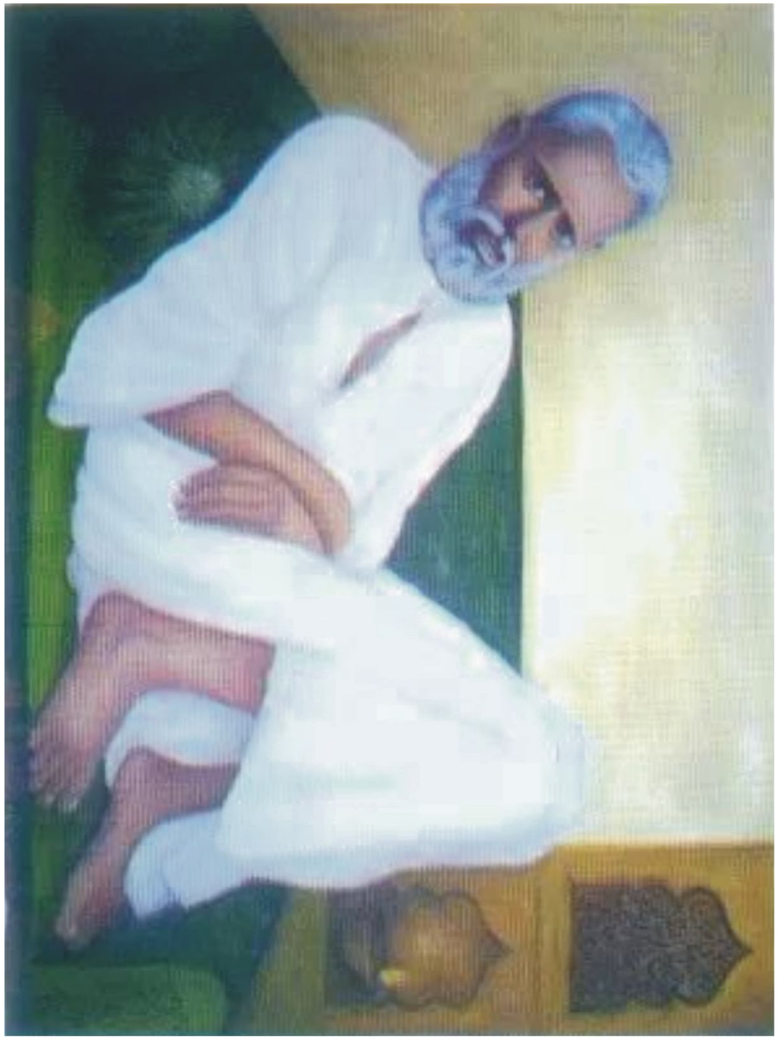
''ھوالکل'' سے سدا زندہ ہے ہر جلوے کی تابانی
''ھو الکل'' میں فنا باباؒ یہ ہے معراجِ انسانی

اِس نکتہ پر ہر ایک دائرہ چکر لگاتا ہے
اِس مرکز پر آ کر ختم ہوئی خدا دانی

''ھو الباطن'' جو پوشیدہ اُسی پردہ میں پوشیدہ
''ھو الظاہر'' اُسی آئینے سے ہے حُسن یزدانی

میرے باباؒ ہیں نورِ پنجتن، انوارِ زہراؓ ہیں
فقیرو آؤ ملتی ہے یہیں سے تاجِ سلطانی

(الحاج سیّد فیاض ہاشمی اویسی)



شبیہ مبارک حضرت بابا صاحبؒ نشست محمدی

سراپاء تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ

حُلیہ مبارک:

آپ کا رَنگ گندمی، قدرے سیاہی مائل تھا۔ قد مبارک درمیانہ، نقشہ رُخ باندا کھڑا، گردن صراحی دار، پیشانی فراخ، حالت جلال و جمال میں یکساں، خوش مزاج، بات چیت نہایت سادگی کے ساتھ دل خوش کرنے والے الفاظ میں کرتے، آپ کی آنکھوں میں ایسا نور تھا کہ آپ کے چہرہ مبارک کو کوئی غور سے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ آپ کے دست مبارک کافی دراز تھے۔

تو شبانہ می غائی میر کہ بودی امشب
کہ ہنوز چشم مست اثر خمار دارد

رَفتار:

آپ سُبک خرام تیز رو تھے۔ آنکھیں بند کئے، مراقبے اور استغراق کی کیفیت میں چلتے۔ راستہ کتنا ہی خطرناک ہو، کبھی آپ کو کسی پتھر سے ٹھوکر لگی اور نہ کوئی کانٹا چبھا۔ بلکہ کانٹے پاؤں تلے بچھ جاتے تھے۔ جنگلوں کے دَرِندے قدم بوس ہوتے۔ آپ کے ساتھ جو لوگ ہوتے اُنہیں بھی کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچتی۔ آپ کی رَفتار سے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آپ کے پیر زمین پر نہیں بلکہ آپ معلق چل رہے ہیں۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ بُزرگ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ عرف نانا میاں کا بیان ہے کہ ایک روز حضور رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جنگل میں چل رہا تھا، کافی مجمع بھی ساتھ تھا۔ خُدام چھتری کا آپ پر سایہ کئے چل رہے تھے۔ یعقوب نامی خادم نے مجھے بھی اِس خدمت کا موقع دیا۔ میں نے چلتے ہوئے حضور رحمۃ اللہ علیہ کو غور سے دیکھا تو آپ بالکل مستغرق تھے۔ معلوم نہیں کون چل رہا تھا؟ راستہ کی





قرآنی آیات کا عکس

مولف تاج مراری نے ناگپور شریف سے ہندی کی سوانح بابا صاحبؒ شائع کی۔ اس میں کنہاں ندی میں جن چٹانوں پر سرکار بابا صاحبؒ بیٹھ کر تلاوت کلام پاک کیا کرتے تھے، اللہ کی قدرت کہ ان آیتوں کا عکس ان چٹانوں پر آ گیا ہے۔ اس کتاب سے حاجی محمد عمر فاروق تاجی (حاجی پرنٹنگ پریس) نے فلم بنا کر اذکار کے لئے پیش کی جو شائع کی جا رہی ہے۔

محمد علی تاجی

طرف حضور رحمۃ اللہ علیہ بالکل نہیں دیکھ رہے تھے۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ حضور رحمۃ اللہ علیہ زمین پر نہیں بلکہ معلق چل رہے ہیں۔ چلتے چلتے حضور رحمۃ اللہ علیہ ایک بڑے پتھّر کے قریب رُکے، جو زمین میں گڑا ہوا تھا۔ اور فرمایا۔ ''ایسے رہتے ہیں اور آگے بڑھتے ہیں۔''

آپ تیز رَفتار تھے۔ آپ ہزاروں کے اجتماع میں قدآور حضرات کے درمیان بھی دور سے نظر آ جاتے تھے۔ (یعنی اُن سب سے بُلند و بالا نظر آتے)۔ یہ آپ کی سرداری کی علامت تھی۔ آپ کی نشست اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طغرا تھی۔ محمدی مشربِ فقراء نشست و برخاست میں اِس اَمر کا خاص اہتمام رکھتے ہیں۔ ہر لحظہ آپ کے قدم اعلیٰ سے اعلیٰ کی جانب سرگرم سفر تھے۔

زبانِ مبارک سے نکلی ہوئی آیتیں چٹانوں پر کُندہ ہوگئیں:

آستانہ شریف سے چار کلومیٹر کے فاصلہ پر کنہاں ندی ہے، جو کافی چوڑی ہے۔ کہیں کہیں ندی کے درمیان میں اُبھری ہوئی چٹانیں ہیں۔ یہ چٹانیں ندی کے بہاؤ کو دو حصوں میں تقسیم کر دیتی ہیں۔ چٹانیں بہت خوبصورت ہیں۔ اُن کے گلابی، نیلے اور آسمانی رَنگ بہت ہی بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ واکی شریف کے قیام کے دوران اِن چٹانوں پر کئی کئی روز جا کر بیٹھ جاتے۔ یہاں آپ کھانے پینے سے بالکل بے نیاز ہو کر بیٹھتے۔ آپ کے جلال کی وجہ سے کوئی قریب بھی نہ جاتا۔ یہاں بیٹھ کر آپ قرآنی آیات کا وِرد فرماتے۔ سرکار والا رحمۃ اللہ علیہ نے وہاں بیٹھ کر جن آیات کی تلاوت فرمائی ہے۔ اس کے کچھ حصے ان چٹانوں پر کندہ ہو گئے ہیں۔ جو دکھائی دیتے ہیں۔ ''ہندی تاج مُراری'' میں وہاں کے فوٹو دیئے گئے ہیں۔ وہ فوٹو صاف نہیں ہیں، لیکن تبرکاً اِس کا عکس معہ شبیہ مبارک نشست محمدی والی کے شائع کر رہا ہوں۔ ہندی کی کتاب میرے پاس موجود ہے۔ اُس کی زیارت کی جا سکتی ہے۔

قارئین کے علم میں یہ بات ہوگی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نشانیاں آج بھی کوہِ طور پر موجود ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے تو اُن کے قدم مبارک کا نشان کولمبو (سیلون/سری لنکا) میں زیارت گاہ عام ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم کا نشان حرم مکّہ میں موجود ہے۔ اُن کے علاوہ اور بھی مثالیں ملتی ہیں۔

مثالی جسم اَطہر:

جسم خاکی کے تلے جسم مثالی بھی رَکھتے ہیں
ایک قبا اور بھی ہم زیر قبا رکھتے ہیں

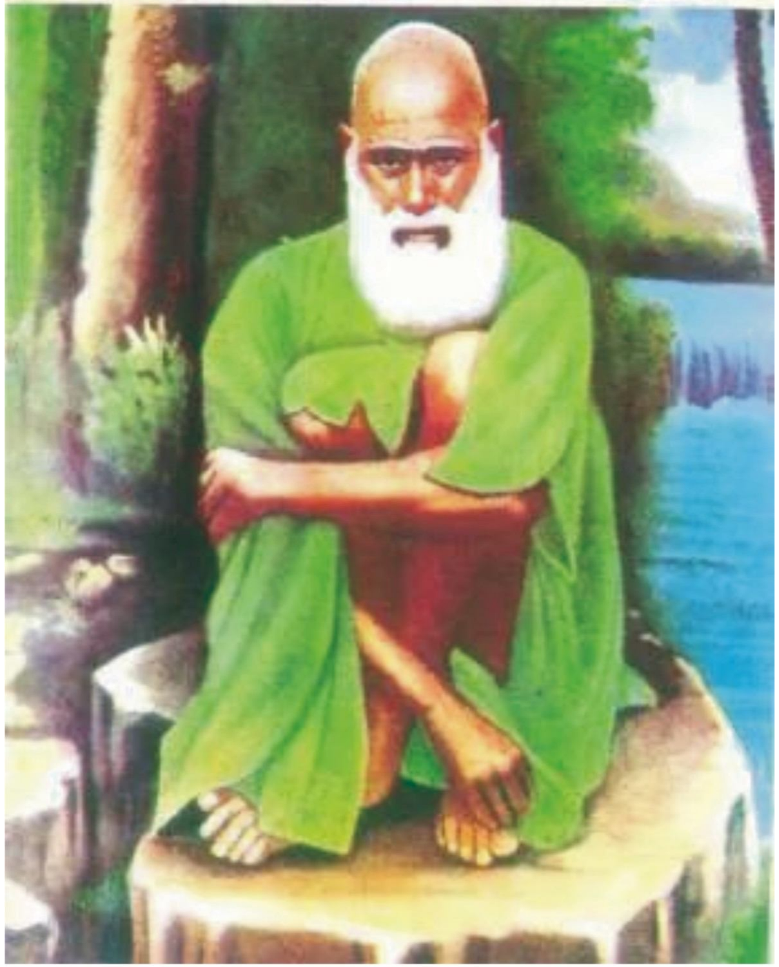
ایک روز مغرب کے وقت میں (مؤلف) حضور کی خدمت سے واپس آ رہا تھا۔ پھاٹک (گیٹ) سے کافی دور ایک صاحب ملے اور دریافت کیا۔ ''آپ کہاں سے آ رہے ہیں؟'' میں نے جواب دیا: ''حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سے آ رہا ہوں۔'' میری عمر اُس وقت بہت کم تھی۔ انہوں نے دوسرا سوال کیا۔ ''آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ آپ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے آ رہے ہیں۔'' میں جواب نہ دے سکا۔ تب اُنہوں نے خود ہی کہا۔ ''وہاں کیا کر رہے تھے؟'' میں نے جواب دیا: ''سرکار کے پیر دَبا رہا تھا۔'' تب انہوں نے کہا۔ ''اپنے دونوں ہاتھ سونگھو۔'' جیسے ہی میں نے اپنے ہاتھ سونگھے تو اُن میں سے مشک وعنبر کی خوشبو آ رہی تھی۔ اُن صاحب نے فوراً ہی میرے دونوں ہاتھ پکڑ کر اپنے پورے جسم پر مل لئے۔ جس وقت وہ اپنے کپڑوں پر میرے ہاتھ مل رہے تھے، خوشبو دور دور تک پھیل رہی تھی۔ میں نے بھی اپنے کپڑوں کو دونوں ہاتھوں سے مسل کر صندوق میں محفوظ کر لیا۔ برسوں اُن کپڑوں میں خوشبو رہی لیکن وہ حضرت پھر دوبارہ مجھ سے نہیں ملے۔

پسینہ کی خوشبو:

میرے پاس (قاضی سید میر محمد علی) دربار تاج الاولیاء میں جو تبرکات محفوظ ہیں، اُن میں ایک رومال ہے جس سے حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا پسینہ مبارک آخری ایام میں خشک کیا گیا تھا۔ اُس میں مشک وعنبر کی خوشبو آج بھی موجود ہے۔ اُن سب تبرکات کی پہلے، سال میں ایک مرتبہ اور اَب عقیدت مندوں کے اِصرار کی وجہ سے دو مرتبہ زیارت کرائی جاتی ہے۔ ایک مرتبہ زیارت کے موقع پر ایک محترمہ تشریف لائی تھیں جو کافی عمر کی تھیں۔ اِس ضعیفی میں بھی وہ حسین تھیں۔ انور عادل صاحب، اختر عادل صاحب کے بنگلہ پر اُن کا قیام تھا۔ یہ حضرات کراچی میں کلکٹر کی پوسٹ پر تھے۔ اُن بزرگہ نے جب رومال کی

زیارت کی تو زار و قطار رونے لگیں۔ زیارت سے فارغ ہونے کے بعد اُن سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا۔ میرا قیام بمبئی میں تھا۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات کی شہرت سنتی تھی۔ مجھے سانس کی شکایت ہوگئی تو میں نے اپنے گھر میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی آپ کی کرامات کا بہت شہرہ ہے، میری یہ بیماری جاتی رہے تو میں آپ کی خدمت میں حاضری دوں گی، چونکہ میں پردہ کی سخت پابند تھی۔ اِس لئے فوراً خیال آیا کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تو بے شمار لوگ ہوتے ہیں، میں اُن کے درمیان کیسے جاسکوں گی۔ اِس لئے حاضری کی شرط بھی لگا دی کہ حاضری ضرور دوں گی۔ لیکن قدم بوسی کا شرف اُس وقت حاصل کروں گی جب آپ تنہا ہوں گے۔ یہ ناممکن تھا۔ اُن کے بقول دوسرے ہی روز اُن کے کرم سے شفا ہوگئی۔ چند روز بعد حسب وعدہ میں ناگپور روانہ ہوئی۔ اُن دنوں سرکار کا قیام شکردرہ میں تھا۔ پتہ معلوم کر کے پہنچی جب اَندر گئی تو سرکار تنہا تھے۔ قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔ سرکار نے ایک پیر آگے کر کے حکم دیا اِسے دباؤ۔ پیر دباتی رہی۔ اِس دوران ایک صاحب آ کر کھڑے ہوئے۔ سرکار نے اُنہیں اشارہ کیا جسے میں نہ سمجھ سکی۔ لیکن انہوں نے سرکار کو بیڑی پیش کی۔ آپ نے ایک دو کش لے کر وہ بیڑی مجھے عطا کی، میں نے اُسے بجھا کر اپنے دوپٹہ میں باندھ لیا۔ اِسی دوران دوسرا پیر دبانے کا اشارہ فرمایا۔ میں بہت ہی نفاست پسند تھی، جب میں پیر دبا رہی تھی تو میرے ہاتھ بدن سے چپک رہے تھے۔ میں نے محسوس کیا کہ شاید کسی نے بدن میں تیل لگایا ہو۔ یہ سوچا کہ بعد میں صابن سے ہاتھ دھو لوں گی، کافی دیر کے بعد اجازت مل گئی۔ باہر آ کر ہاتھ دھونے کا پروگرام تھا صابن کی تلاش میں دکان کی طرف جا رہی تھی کہ برقعہ صحیح کرنے میں ہاتھ جو ناک کے قریب گیا تو اُس میں مشک وعنبر کی خوشبو تھی۔ اَب جو میں نے دونوں ہاتھ سونگھے تو خوشبو سے معطر تھے۔ کئی روز تک خوشبو باقی رہی۔ اِس رومال میں وہی خوشبو ہے۔ وہیں میں نے یہ محسوس کر لیا تھا کہ بدن پر تیل نہیں ہے بلکہ پسینہ ہے اور یہ خوشبو پسینہ کی ہے۔ یہ رومال پلاسٹک کی ڈبیہ میں دیکھ کر وہ ایک چاندی کی کٹوری بنا کر لائیں اور اِس میں وہ ڈبیہ رکھوائی۔

رونے کی وجہ یہ بتائی کہ وہ بیڑی مجھ سے کہیں گُم ہوگئی۔ کاش میں اُسے کھا لیتی۔ اِس



حضرت بابا سیّد محمّد تاج الدین ناگپوریؒ

کے بعد اکثر ۲۶ رویں شریف میں اور سالانہ عُرس اور سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے یومِ ولادت میں برابر شریک ہوتی رہی۔ (راوی: قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی)

جسمِ اَطہر کی خوشبو:

دو مرتبہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے کرم سے مجھے بھی یہ خوشبو میسر ہوئی۔ ایک مرتبہ ۱۹۴۴ء میں اور ایک مرتبہ ۱۹۵۳ء میں اور اُس کا اَثر کئی روز تک اِس غلام پر بھی رہا۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گل اَست و علیؑ بُوئے گل
بُودِ فاطمہؑ اندران برگِ گل
جو عطرش برآمد حسینؑ و حسنؑ
معطر شد اَز دے زَمین و زَمن

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جسم اطہر میں یہ خوشبو کیوں نہ ہو۔ آپ حسنیؒ و حسینیؒ سادات ہیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لاڈلے اور پیامبرِ زہرہؑ ہیں۔ آپ کے اوصاف کا بیان کرنا ایسا ہی ہے جیسے سورج کو چراغ دکھانا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ابی عبداللہ عطار رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے:

بَطِيْبِ رَسُوْلِ اللهِ طاب شَيْمُها
فماالمسك والكافور والصندل الرَّطب

ترجمہ: بوجہ خوشبو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خوشبودار ہوگئی ہوا اُس کی پس نہیں ہے۔ ایسی خوشبو مشک اور کافور اور صندل رطب میں۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ ایک صاف باطن اور اہل دل علماء میں سے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ مدینہ پاک کی مٹی میں ایک خاص خوشبو ہے، جو مشک و عنبر میں بھی نہیں پائی جاتی اور کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ اِس لئے کہ جہاں پر حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سانسوں کی ہوا پہنچی ہو وہاں مشک و عنبر کی کیا حقیقت ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ سے بہت محبت تھی۔ یہ آپ کی رشتہ کی

خالہ ہوتی تھیں۔ یعنی محرّمات میں تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کبھی دوپہر میں اُن کے گھر تشریف لے جاتے تو وہیں آرام فرماتے تھے۔ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا کا یہ معمول تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسدِ اطہر سے پسینہ پونچھ پونچھ کر ایک شیشی میں جمع کرلیتی تھیں۔ ایک روز سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھ لیا اور دریافت فرمایا: تم اِس کا کیا کرو گی۔ انہوں نے عرض کیا۔ ”سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِس کو ہم بطورِ خوشبو استعمال کرتے ہیں۔“ (مسلم۔ جلد دوم)

حضرت بابا سیّد محمد تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ حسنیؑ و حسینیؑ سادات ہیں۔ اِس کا ذکر آ چکا ہے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لاڈلے اور پیامبر زہرہؑ ہیں۔ مشک سے ہاتھ مس ہوجائے تو ہاتھ میں خوشبو ہوجاتی ہے۔ یہ تو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کا مسئلہ ہے۔ وہی خوشبو اُن کی آل میں پیدا ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ (راوی: قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی)

زیارتِ روحانی کی خوشبو:

ہم لوگ ۱۹۶۷ء میں ناظم آباد نمبر ۳ میں رہتے تھے۔ نو دس مکانات فروخت کرکے اب ہم قصبہ کالونی میں ہیں۔ اِس پر میرے شوہر اکثر یہ شعر پڑھتے ہیں۔

اِک اپنے اَدنیٰ کرشمہ کے لئے
دَر دَر گھمایا یار نے

ہر جگہ، ہر گھر میں، ہم لوگ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تبرکات، شبیہ مبارک وغیرہ کے لئے ایک کمرہ مخصوص کر دیتے ہیں۔ لیکن اس ناظم آباد والے مکان میں کمرہ مخصوص نہ کرسکے بلکہ اسٹور میں تمام چیزیں رَکھ دیں۔ ہم لوگوں کا سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے کرم سے آج تک یہ معمول ہے کہ تبرکات کے کمرہ میں روزانہ صبح وشام اگربتی وموم بتی روشن کرتے ہیں۔ یہ سب تبرکات اسٹور میں رَکھ کر جب بھی میں اگربتی اور موم بتی روشن کرنے جاتی تو مجھے بے حد تکلیف ہوتی۔ سرکار سے عرض کرتی کہ بڑا گھر دِلا دیں۔ اِسی مکان میں ایک رات میں نے دیکھا کہ خانقاہ امجدیہ تاجیہ سی ون ایریا لیاقت آباد میں سرکار کا عُرس مبارک ہورہا ہے، ہم سب وہاں موجود ہیں۔ ہمارے ایک عزیز محمد عبداللہ صدیقی صاحب (بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شیدائی)، میرے شوہر اور میرے داماد سیّد منیر الدین سب میرے قریب ہیں۔ مخلوق بے



۱۹۵۷ء آخری چادر مبارک: عربی عبارت میں سنہری کام۔ شبیہ مبارک حضرت بابا صاحبؒ داہنی طرف سے بائیں جانب شفیق حسین قاتلی۔ عبداللہ میاں۔ دولہا خان جن کے سامنے تھیلا ہے۔ نظیر حیدری۔ عبدالرشید قوال۔ حضرت شاہ احمد صاحب نیازی۔ صوفی رفیع الدین۔ حیدری صاحب مائی کی آڑ میں (میر محمّد تاجی کے بچّے بچیاں)۔

شمار ہے۔ منظر جو بدلا تو دیکھا کہ قاضی بابا صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے بجائے سمندر کی چمکدار ریت کا چبوترہ بنا ہوا ہے اور میں وہاں چیخ چیخ کر رو رہی ہوں۔ یکایک اِس چبوترے پر قاضی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھوڑا آگے اور قاضی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اُن کے پیچھے تشریف فرما ہیں۔ میرے چیخنے اور چلّانے سے قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتھ کے اِشارے سے بتایا کہ صبر کرو، لیکن اُن کے اشارے کے بعد میں اور بے قرار ہوکر چیخنے لگی اور ساتھ ہی عرض کرنے لگی کہ اب میں صبر نہیں کروں گی۔ فوراً ہی سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے بھی صبر کا اشارہ ایک ہاتھ سے کیا، چونکہ میں بے قابو تھی۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ میرے لئے نہیں تو اپنے لئے ہی کچھ کریں (یعنی خانقاہ تاجیہ امجدیہ کی شاندار تعمیر کروادیں)۔ اِس پر سرکار نے پھر دونوں ہاتھوں سے صبر کا اشارہ کرکے اپنے قریب اِس کنیز کو بُلایا اور اس گنہگار کے چہرے کے کئی بوسے لئے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے بوسہ لینے کی وجہ سے مجھے بے حد مسرت ہوئی اور پھر میں اِس طرف پلٹی اور دوڑتی ہوئی محفل میں گئی، جہاں بے شمار مخلوق تھی اور اُن کے سامنے چیخ چیخ کر بتانے لگی کہ میرے سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے میرے چہرے کے بوسے لئے ہیں۔ سب لوگ میرے قریب آکر میرے منہ کو سونگھتے تھے۔ سرکار کے بوسہ لینے کی وجہ سے میرا چہرہ خوشبو سے معطر تھا چونکہ میں خود اِس وقت بھی چیخ رہی تھی، ہوش بالکل نہیں تھا۔ مجھے اُٹھایا تو میں اُٹھ نہ سکی۔ وہ کمرہ بھی خوشبو سے مہک رہا تھا۔ مجھے آدھے گھنٹے کے بعد میرے شوہر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کمرہ میں پکڑ کر لے گئے۔ یہ کیفیت تین دن تک رہی۔ تین دن بعد مجھے ہوش آیا اور تینوں دن میرا چہرہ اور میرا کمرہ معطر رہا۔ یہ میرے سرکار کا اپنی کنیز پر بے حد کرم تھا۔

(راوی: اہلیہ قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی)

ذوقِ سماع:

حضور سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ سماع کا ذوق رکھتے تھے۔ خوش الحانی آپ کو مطبوع تھی۔ بزم میلاد حکماً منعقد ہوا کرتی تھی۔ قوالوں اور گانے والوں کو سرکار رحمۃ اللہ علیہ حاضری کا موقع دیتے۔ اِس طرح اُن کی دل دہی اور پرورش ہوتی۔ آپ جب شہر سے باہر جنگلوں میں نکل

جاتے تو مجمع کے ساتھ قوال بھی پیچھے اپنا کلام سُناتے چلتے۔ آپ کے ساتھ بچے، بوڑھے، جوان اور عورتیں بھی ہوتیں۔ قارئین کے لئے ایک خصوصی واقعہ پیش کر رہا ہوں۔

ایک روز بارش ہو رہی تھی۔ مجمع ساتھ تھا۔ آپ ایک جنگل میں چل رہے تھے اور سب سے آگے تھے۔ قوال کچھ دور تھے۔ یہ کلام پڑھ رہے تھے۔

آدمی پہلے محبت میں بگڑے تو بنے
جب ملے خاک میں دانہ تو شگوفہ نکلے

حضور رحمۃ اللہ علیہ یہ شعر سن کر پلٹے اور رُک کر فرمایا: ''ہو۔ حضرت، جیسے ہم بگڑے۔''

ایک مرتبہ اِسی طرح قوال مندرجہ ذیل شعر پڑھ رہا تھا:

عشق کیا شے ہے کسی کامل سے پوچھا چاہیے
کس طرح جاتا ہے دل بے دل سے پوچھا چاہیے

چونکہ کبھی کبھی آپ مزاح بھی فرماتے تھے۔ اِس لئے مندرجہ بالا شعر کے جواب میں آپ نے فرمایا یوں پڑھو:

کس طرح جاتا ہے دِل مرچوں سے پوچھا چاہیے

کبھی کبھی آپ خود یہ بول پڑھتے۔ ''بڑھیا ہوگئی لڑکپن چھوڑ دے''۔

ایک مرتبہ قوالی ہو رہی تھی۔ ایک شخص کیفیت کی حالت بنا کر ہوحق کرتا ہوا مجمع سے نکلا اور حضور کے قدموں میں آگرا۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ''حضرت بخار چڑھانا اچھا نہیں ہوتا۔''

اِس نے اَدب سے عرض کیا۔ ''حضور رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی اسی بہانے سے کرنی تھی۔''

ایک موقع پر ایک صاحب نے عرض کیا: ''بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ حال کس طرح آتا ہے۔''

وہ صاحب ٹوپی پہنے ہوئے تھے، آپ نے اُن کی ترکی ٹوپی اُتار کر زمین پر اُلٹ کر رکھ دی۔ جیسے ہی ٹوپی رکھی وہ بھی اُلٹ گئے۔ خوب اُچھلے کودے لوٹ پوٹ ہوتے رہے۔ جب سرکار نے ٹوپی سیدھی کی وہ فوراً سیدھے ہوکر بیٹھ گئے۔ سرکار نے فرمایا: ''سمجھ گئے حال کیسے آتا ہے۔''

قاضی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قلمی نسخہ سے یہ واقعات لئے گئے ہیں:

سیّد ضیاء الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قاضی سیّد امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ واقعہ سنایا کہ جب وہ سی پی میں پولیس کے محکمہ میں سب انسپکٹر تھے۔ایک رات سرکار کے ہمراہ جنگل میں تھے۔ اُس وقت سرکار ایک بہت بڑے سایہ دار درخت کے نیچے تشریف فرما تھے۔ درخت کی جڑیں زمین پر آ کر خم دار ہوگئی تھیں۔ اِن جڑوں پر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہاتھ سے تھاپ دے دے کر مندرجہ ذیل شعر پڑھنے لگے:

جگ دو دِن کی باجریا رَے سوچ سمجھ کر سودا کرلے
جگ دو دن کی باجریا رے!

یعنی ''دو دن کی دنیا کا یہ چھوٹا سا بازار ہے، اس میں سوچ سمجھ کر سودا کرلے۔''

رات کا وقت تھا، ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ بابا صاحب کی آواز میں ناقابل بیان سُوز و گداز تھا۔آواز میں گریہ کی سی بھی کیفیت تھی۔حضور رحمۃ اللہ علیہ کافی دیر تک اِن جملوں کو دہراتے رہے۔ جو لوگ آپ کی خدمت میں حاضر تھے، اُن پر بھی گریہ طاری تھا۔

حضرت قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غلام نبی پہلوان کی روایت کے مطابق مندرجہ ذیل اشعار بھی سرکار نے پڑھے۔

جدائی تری کس کو منظور ہے
زمین سخت ہے آسماں دور ہے

اگر دانستم اَز روز اَزل داغ جدائی رَا
نمی کردم بہ دل روشن چراغ آشنائی

سائیں مارے سوٹا فرنگی مارے بان
گولہ سنسنا تا رائے پور کے میدان

مندرجہ بالا اشعار سرکار نے حکماً گرجی بائی سے بھی سُنے۔

شکر درہ گھوڑ پا گاہ کے سامنے حضور رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے۔ کچھ لوگ رقص کر کے

سرکار رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کلام سُنا رہے تھے۔

کیا بانکا وسیلہ مرا محبوبِ خدا ہے
جس کی اَدا دیکھ کر خالق بھی فدا ہے

آپ نے اُن سے گھونگرو لے کر خود باندھے اور کیفیت میں رقص فرمایا۔اور یہ اشعار پڑھے۔

اللہ کی زبان جو تھی محمدؐ کی زبان تھی
جو قول محمدؐ تھا وہی قول خدا تھا

مرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہادیئے ہیں در بے بہا دیئے ہیں

اُن کے نثار کوئی کیسے ہی رَنج میں ہو
جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں

سرائے دنیا ہے کوچ کی جا، ہر ایک کو خوف دَم بدم ہے
نسیم جا گو کمر کو باندھو اُٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے

☆☆☆

محفلِ سماع، بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عطا:

حضرت فرید خان صاحب فضاؔ فرماتے ہیں: حضور رحمۃ اللہ علیہ جن دنوں واکی شریف کے جنگل کے ایک بنگلہ میں تشریف فرما تھے۔ میں دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ دو قوال اپنا کلام سُنا رہے تھے اور سرکار سکون سے سُن رہے تھے۔اِس مصرعہ کی تکرار جا رہی تھی

بھر بھر جام پلادے ساقی

قوال معمولی سا تھا مگر قوالی کی کیفیات غیر معمولی تھیں۔ مجھ پر خاص اَثر تھا، میں نے

اپنے دل میں کہا۔

''بابا رحمۃ اللہ علیہ کا میخانہ تمام دنیا پر کھلا ہوا ہے۔ساری دنیا فیضیاب ہو رہی ہے کاش مجھے بھی کوئی جام عطا ہوتا۔''

یہ خیال میرے دل میں آنا تھا کہ معاً سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے خادم کو حکم فرمایا۔''ایک گلاس پانی دو۔''

خادم نے پانی کا گلاس حاضر کیا آپ نے ایک دو گھونٹ پی کر گلاس میری طرف بڑھایا۔ میں گلاس لینے کو بڑھا مگر دل میں کہا:''جذب نہیں سلوک چاہتا ہوں۔آپ نے ہاتھ واپس کھینچ لیا اور خود پینے لگے۔ میں نے شرمندہ ہو کر پھر دل میں جام طلب کیا۔آپ نے گلاس پھر میری طرف بڑھا دیا لیکن میں نے وہی دل میں کہا۔''جذب نہیں سلوک''۔ پھر آپ نے ہاتھ کھینچ لیا۔ اِسی طرح تیسری مرتبہ گلاس میری طرف بڑھایا مگر بدقسمتی نے میرا ساتھ نہ چھوڑا۔ وہ خیال سوار رَہا۔ یہ خیال آتے ہی حضور نے گلاس کو زَمین پر زور سے دے مارا۔قوالوں کو ڈانٹا۔ ڈھولک کو ٹھوکر ماری اور جذبی کیفیت میں جنگل کی طرف نکل گئے۔اور مجھ پر وہ مثل صادق آئی۔

تہی دَستان قسمت را چہ سود اَز رہبر کامل
کہ خضر اَز آبِ حیواں تشنہ می آرد سکندر

حضرت نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ ''فوائد الفوائد'' کے صفحہ نمبر ۱۲۷ میں فرماتے ہیں:

''سماع مرد کے واسطے کسوٹی ہے۔''

ایک جگہ مصنف حضرت امیر علاء سنجری نے لکھا ہے کہ''ایک حاضری میں، میں نے حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا۔ یہ دل شکستہ خود اپنے کام میں حیران ہے کہ طاعت اور درد جیسے کہ چاہیں، مجھ سے نہیں ہو سکتے۔ اوراد مشغولی درویشاں کا کیا ذکر ہے۔لیکن جب راگ سنتا ہوں، رِقت و راحت تمام حاصل ہوتی ہے اور مخدوم کے سَر کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اُس وقت دل ہوائے نفس دنیا و اہل دنیا سے فارغ و خالی ہو جاتا ہے اور کچھ خبر نہیں رہتی۔'''

سرکار محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے دوبارہ دریافت فرمایا:''کیا دل علائق دنیوی سے خالی ہو جاتا ہے۔'' میں نے عرض کیا:''ہاں۔'' آپ نے یہ سُن کر ارشاد فرمایا:''سماع دو قسم پر منقسم ہے۔ہاجم اور غیر ہاجم۔ہاجم اس کو کہتے ہیں کہ اول سماع میں ہجوم ہو، مثلاً آواز خوش یا کوئی بیت دلکش سے جنبش آوے۔اس حال کو ہاجم کہتے ہیں اور اس کی شرح نہیں ہو سکتی۔

غیر ہاجم یہ ہے کہ جب سماع اثر کرے اور وجد آئے۔اس شعر وغیرہ کو جس سے وجد ہو کسی جگہ پر تحمیل کرے۔حضرت حق کے اوصاف پر یا اپنے پیر کے اخلاق حمیدہ پر۔

سرکار محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے دو لفظوں میں سماع کی تعریف فرمادی ہے کہ سماع مرد کی کسوٹی ہے۔

(راوی: صوفی رفیع الدین صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ)

☆☆☆

حضور لال محل میں تشریف فرما تھے۔شہزادی بائی باہر کھڑے ہو کر ساز پر یہ کلام پڑھ رہی تھی۔

مدینہ میں مورا پیا بالا ہے رے
بالا ہے رہے، متوالا ہے رے

حضور محل سے باہر تشریف لے آئے اور شہزادی بائی کو حکم دیا اِسی کو پڑھو۔اِس کی تکرار پر آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہوئی۔آپ نے اِس کیفیت میں جبہ مبارک کی دھجیاں کر دیں اور حاضرین سے فرمایا: کھڑے ہو جاؤ۔شہزادی بائی سے فرمایا: یہی پڑھتی رہو۔

تمام حضرات جو موجود تھے سرکار کو روپیہ نذر کر رہے تھے۔ایک عورت نے اپنے کان کی ایک بالی پیش کی۔ جسے سرکار نے قبول نہ کرتے ہوئے اِس پر ہاتھ مار کر گرادیا اور فرمایا سب کی جیب خالی ہوگئی، اَب بڑے صاحب کے بینک سے اِسے عطا کریں گے۔ چنانچہ آپ نے ہر بار دس روپے نذر کئے اور ہر نوٹ پر فرماتے: یہی پڑھو۔اِس کی تکرار ایک گھنٹہ رہی آپ کے حکم سے جب کلام بند ہوا تو شہزادی بائی کے پاس حضور کے عطا کردہ پانچ سو روپے ہو گئے تھے۔

اس کے علاوہ سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ مندرجہ ذیل نعت شریف کے اشعار اور مناجات بھی پڑھتے ۔

مرحبا سیّدی مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

لیکن اِس شعر کے آخری مصروع کو یوں پڑھتے ۔ ’’چہ عجب بے عجبی‘‘۔
شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی نعت کا یہ شعر اکثر پڑھتے تھے ۔

چہ غم دیوارِ اُمت را کہ باشد چوں تو پشتی باں
چہ باک اَز موج بحر آں را کہ باشد نوحؑ کشتی باں

مناجات میں مندرجہ ذیل اشعار تعلیماً وِردِ زبان ہوتے ۔ جو آج بھی تاجی برادران کے وِرد میں ہیں ۔

کریما بہ بخشائے بر حال ما
کہ ہستم اسیر کمندِ ہوا
نداریم غیر اَز تو فریاد رَس
توئی عاصیاں را خطا بخش و بس

عالم وجد کی کیفیت میں شیخ سعدی علیہ رحمۃ کے یہ اشعار پڑھتے ۔

بلغ العلیٰ بکمالہٖ
کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ
صلّو علیہ و آلہٖ

☆☆☆

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

ایک روز حضور رحمۃ اللہ علیہ خلافِ معمول لال محل میں داخل ہوئے اور تین دن تک باہر

تشریف نہیں لائے اور اَندر بھی کسی کو داخل ہونے کی اجازت نہ تھی۔ تین دن میں تو ہزاروں حاجت مندوں کا محل کے باہر ہجوم ہوگیا۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ میں جو حاضر ہوتے تھے۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت سے ہی واپس جاتے تھے۔ اکثر حضور رحمۃ اللہ علیہ اجتماعی طور پر فرما دیتے ’’جا کو آ وَ سب کی مرادیں پوری ہوتیں۔‘‘ اِس طرح لوگ چلے جاتے۔ جہاں ہر وقت پروانے گھیرے رہتے ہوں۔ وہاں تین دن تک سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا دیدار نہ ہو، حاجت مندوں کا اور پروانوں کا کیا حال ہوگیا ہوگا۔ ان حاجے مندوں میں ایک چھمی بائی طوائف بھی آئی ہوئی تھی۔ اُسے مدراس والوں نے ایک پروگرام کے لئے بلایا تھا۔ جس میں اُسے کافی رقم ملنے کا اِمکان تھا۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ میں حاضر ہوئی تھی کہ باعزت طریقہ پر پروگرام ہوجائے، پروگرام کی تاریخ مقرر تھی۔ یہاں آئے ہوئے تین روز گزر چکے تھے اور تین روز کے اندر اُسے مدراس پہنچنا تھا۔ حضور کے باہر تشریف لانے کے بظاہر آثار نظر نہیں آرہے تھے۔ چھمی بائی بے حد پریشان تھی، بغیر اجازت جانا بھی نہیں چاہتی تھی۔ چنانچہ وہ حضرت حکیم نعیم الدین صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچی۔ اُن سے اَپنی پریشانی کی تفصیل سنائی۔ حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مشورہ دیا کہ تم محل کے نیچے بیٹھ کر نعت شریف پڑھو۔ یہ بات اُس کی سمجھ میں آ گئی۔ دیدار کے لئے بے قرار تو تھی ہی۔ اپنے سازندوں کے ساتھ ایک خاص انداز میں نعت شریف شروع کی۔ جس کے دو بول پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں ۔

کوئی ناہی دیکھت چلے آ وَ پیارے
اَندھے مورکھ تو کا کا دیکھی ہیں
دیکھت ہیں تو کا دیکھن ہارے
چلے آ وَ پیارے چلے آ وَ پیارے
اَحد سے احمد بھیو معراج ما میم کی
گھونگھٹ سوں جھرمٹ مارے
دیکھن ہیں تو کا دیکھن ہارے
چلے آ وَ پیارے چلے آ وَ پیارے

میم کی گھونگھٹ والا مصرعہ پورا بھی نہ ہونے پایا تھا کہ حضور رحمۃ اللہ علیہ لال محل کی اَٹاری میں تشریف لے آئے۔ حاضرین یہ محسوس کرنے لگے کہ اَبھی اَبھی چودھویں کا چاند بادلوں سے نکل آیا ہے۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے ہی مجمع میں ایک خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ چھمی بائی نے اُسی مصرعہ کی تکرار جاری رکھی۔ حضور اِس تکرار پر نیچے اُتر آئے اور رقص کرنے لگے۔ میرے آقا کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ معاملہ تھا۔ اِسی کیفیت وسُرور میں تمام حاجت مندوں کی مُرادیں پوری ہوئیں اور چھمی بائی بھی اپنے پروگرام کے لئے مدراس روانہ ہوگئی۔ قارئین سمجھ گئے ہوں گے کہ حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نیچے بیٹھ کر نعت شریف پڑھنے کا حکم اِس لئے دیا تھا کہ سرکار اَدب میں نیچے آجائیں گے۔ اِس سلسلے میں کسی بُزرگ نے کیا خوب کہا ہے ۔

تجھی کو دیکھنا، تیری ہی سننا تجھ میں گم ہونا
حقیقت، معرفت، اہل طریقت اِس کو کہتے ہیں

اس نعت شریف پر سرکار رحمۃ اللہ علیہ کو جو کیف ہوا تھا، اُس کے اثرات تمام قلوب پر پڑ رہے تھے۔ جس کا جتنا قلب طیب تھا، اُتنا ہی اُس نے فیض پایا۔ محفل سماع بُزرگانِ چشت نے رائج کی اور یہ بھی ہدایت فرمائی کہ اُسے صرف اہل حضرات سنیں۔ اِس سلسلہ میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا واقعہ پیش ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور یہ خوشخبری سنائی کہ آپ کی اُمت کے اولیاء فقراء سب سے پہلے جنّت میں داخل ہوں گے۔ (سنن ترمذی)۔ اِس بات پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو صحابہ موجود تھے اُن سے فرمایا۔ ''کیا تم میں کوئی شعر پڑھ کر سُنا سکتا ہے۔'' ایک بدوی صحابیؓ نے عرض کیا ''جی ہاں۔'' اور شعر پڑھ کر سنائے۔ ترجمہ:

تیری اُلفت میں تڑپنے سے رواں ہیں اَشک ہر صبح
ڈَس لیا ہے محبت کے سانپ نے جگر کو
نہ اُس کا کوئی علاج ہے نہ ہے طبیب کوئی
دیدار ہی میرے حبیب کا بس اُتارے زہر کو

یہ سُن کر حضورِ انور آقائے نامدار احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایک خاص کیفیت طاری ہوئی، جس کی وجہ سے آپ کے کندھے سے چادر مبارک نیچے آگئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بھی اُس کا خاص اَثر ہوا، لیکن حضرت معاویہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی نہیں کی بلکہ یہ عرض کیا کہ: کیا یہ اچھا تھا؟ جس پر میرے آقا و مولا دوجہاں کے سردار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: معاویہ چپ رہو جو اپنے حبیب کے ذکر میں نہ جھومے وہ سخی نہیں ہے۔ اُس چادر مبارک کے چارسو ٹکڑے کر کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں تقسیم کئے گئے۔

(یہ واقعہ ہندی ''تاج مُراری'' سے لیا گیا ہے)۔

اخلاقِ حمیدہ:

حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ انتہائی درجہ رحم دل اور غریب پرور تھے۔ ہر ایک کے ساتھ ہمدردی اور حاجت روائی آپ کا شعار تھا۔ جو تعلیم آپ عام لوگوں کو دیتے، اُس پر آپ خود بھی عمل فرماتے۔ مثلاً آپ کی تعلیم میں خصوصی طور پر کم کھانے کی تلقین ہوتی۔ آپ نے بھی کبھی شکم سیر ہو کر نہیں کھایا۔ کم سونے کے لئے لوگوں سے فرماتے۔ اِس کے بھی آپ عامل تھے۔ دن رات میں چند ساعتوں سے زیادہ آپ نے کبھی آرام نہیں کیا۔ کوئی سائل آپ کے دَر سے کبھی خالی نہ لوٹا۔ ہر سائل سے آپ میٹھی زبان میں گفتگو فرما کر اُس کی تسلی فرماتے۔ ہر قوم کے فرد سے آپ شفقت سے ملتے۔ دور دور سے لوگوں کو بُلا کر ہر قسم کی نعمتوں سے نوازتے۔ جذب وجلال میں بھی محبت وعنایت کا ظہور ہوتا۔ گنہگاروں، یتیموں، محتاجوں، عاجزوں پر آپ بہت زیادہ شفقت فرماتے۔ ایک مرتبہ چھمی جان اپنا کلام سُنا رہی تھی۔ جب وہ یہ شعر پڑھنے لگیں ۔

اچھے رہیں نزدیک بُرے جائیں کِدھر کو
اے رحمتِ خدا تجھے ایسا نہ چاہئے؟

اِس پر حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''نہیں، یوں پڑھ۔''

''اچھے اُدھر کو جائیں بُرے آئیں اِدھر کو۔''

قارئین اِس مصرعہ کا مطلب سمجھ گئے ہوں گے۔ خصوصی طور پر گنہگاروں کی طرف آپ زیادہ توجہ فرماتے۔ آپ کی توجہ سے ہزاروں لوگ تائب ہوئے اور راہ مستقیم پائی۔ گھنٹوں آپ پر جلالی کیفیت رہتی مگر اِس دوران میں بھی کبھی کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ سرکار کے سالک درویش ہونے کا اِس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے۔ یہ بات عام لوگ جانتے ہیں کہ مجذوب سے اکثر نقصان ہی ہوتا ہے۔ کوئی شخص جب اَپنا دُکھ، دَرد لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو اُس کا دُکھ دَرد سرکار رحمۃ اللہ علیہ خود پر طاری کر کے اُس کے دُکھ دَرد کو دور فرما دیتے۔ آپ نے خلق خدا کی خاطر بڑی بڑی تکالیف برداشت کیں۔ ایسا بھی ہوا کہ آپ کو اگر کسی نے بُرا بھلا کہا تو خدام نے اُس کا بُرا منا کر آپ سے عرض کیا۔ حضور اِس شخص کے لئے بددعا کر دیجئے۔ اس کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا: ''نکو حضرت ہمارا دربار دعا کا ہے بددعا کا نہیں۔''

ایسے لوگوں نے بھی آپ سے فیض پایا۔ آپ نے کبھی کسی کی دل آزاری نہیں کی۔ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ اس لئے آپ کا دربار تمام عالم کے لئے باعث رحمت تھا۔ آج بھی وہی شان ہے۔ آپ کی حیاتِ ظاہری میں کروڑوں افراد نے فیض پایا اور وہی سلسلہ آج بھی ہے۔ بلاامتیاز مذہب وملّت لوگ حاضر ہوتے اور فیض پاتے ہیں۔ دیرینہ حاضر باش اور نیا حاضر ہونے والا یہی سمجھتا ہے کہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے زیادہ کسی سے محبت نہیں کرتے۔

آپ کا فیض ہر آن جاری تھا اور ہر شخص بقدرِ استعداد سیراب ہوتا رہا۔ کوئی بھی آپ کے دربار سے محروم نہیں گیا۔ آج بھی آپ کے دربار میں ہزاروں افراد حاضر ہوتے ہیں۔ فیض کا دریا جاری ہے۔

آپ کے فیض یافتہ حضرات دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اُن کو بھی دیکھ کر آپ کی محبت، شفقت اور اخلاق کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

آپ کی حیاتِ ظاہری میں اور آج بھی حاضرین دربار نے یہی دیکھا کہ:

''مقامِ عشق میں شاہ وگدا کا ایک رُتبہ ہے۔''

☆☆☆

حضرت قاضی بابا سیّد امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے قلمی نسخے:

گیا دین بھائی کا شمار سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے بہت ہی چہیتے بچّوں میں ہوتا ہے۔ گیا دین بھائی نے اپنے پورے کنبے کو (سرکار کی خدمت میں آنے کے بعد) ایسا تج دیا تھا کہ اُن کے بھائی اُن سے ملنے تاج آباد شریف تشریف لائے۔ گیا دین بھائی سامنے بیٹھے ہوئے تھے لیکن وہ انہیں نہیں دیکھ سکے۔ تلاش کرتے کرتے تھک کر واپس ہو گئے۔ ایک روز گیا دین بھائی سرکار کے ہمراہ دھوپ میں چل چل کر تھک گئے اور گرمی کی تپش سے ایک جگہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے جیسے ہی دیکھا چھتری اپنے ہاتھ میں لی اور اُن پر چھتری کا سایہ کر کے اُس وقت تک بیٹھے رہے جب تک انہیں ہوش نہیں آیا۔ جب انہیں ہوش آیا تو سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی اِس قدر شفقت دیکھ کر قدموں میں گر گئے اور رو رو کر عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ نے اس غلام کے لئے اس قدر کیوں تکلیف فرمائی۔ چھتری سرکار سے لی اور پھر سرکار کے ہمراہ رہے۔

حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کروڑوں انسانوں کی حاجت روائی کے ساتھ عام انسانی اخلاق کے معیاری نمونے بھی ہم لوگوں کی تعلیم کے لئے قائم کئے۔

ایک چیچک رو، ایک چشم، نہایت ہی بدصورت آدمی جس کی شکل سے لوگ نفرت کرتے تھے سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کو اپنا ''قوال'' بنالیا۔ وہ گانا بجانا بالکل نہیں جانتا تھا۔ صرف آپ کی توجہ سے گانے لگا۔ جب آپ فرماتے وہ گاتا۔ اُسے اتنے پیسے ملنے لگے کہ اُس کی عسرت دور ہوگئی۔

ایک لڑکا بالکل معذور تھا۔ ہاتھ پیر ہی سے نہیں بلکہ زبان سے بھی بول نہیں سکتا تھا۔ والدین نے اس کا بہت علاج کرایا مگر وہ ٹھیک نہ ہوا۔ مجبوراً اُس کو شکر درہ چھوڑ کر چلے گئے۔ کچھ دیر بعد حضور محل سے برآمد ہوئے اور اُس معذور کے پاس پہنچ کر کھانا طلب فرمایا خادموں نے کھانا پیش کیا۔ کھانا پیش کرنے والوں میں حضرت مولانا عبدالکریم شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ سرکار نے اپنے دست مبارک سے ایک ایک لقمہ کر کے آدھے گھنٹہ تک کھلایا اور پانی بھی پلایا اور ایک شخص کو اُس کی خدمت کے لئے حکم فرمایا۔ اِس برتاؤ کا

نتیجہ یہ نکلا کہ دربار میں حاضر ہونے والا ہر شخص اُس کی خدمت کرتا اور اُس کی خدمت کے لئے جن صاحب کو مقرر کیا تھا، اُن کی بھی خدمت کرتا۔ جب تک وہ لڑکا زندہ رہا اس کی خدمت جاری رہی، کبھی وہ بھوکا پیاسا نہ رہا۔

ایک صاحب مفلسی کی وجہ سے حاضر دربار ہوئے اور ایک درخت کے نیچے قیام کیا۔ رات کو جب حضور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا تو فرمایا ''پہلے ہمارے مہمان کو کھلاؤ جو فلاں درخت کے نیچے بیٹھا ہے۔'' خدام کھانا لے کر اُس کے پاس پہنچے تو معلوم ہوا کہ وہ دو روز سے بھوکے ہیں، دور دراز مقام سے آئے ہیں۔ اَفلاس و ناداری کا شکار ہیں۔ چنانچہ انہوں نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ میں حاضر ہو کر قدم بوس ہوئے اور سرکار کے کرم سے اُن کا اَفلاس بھی دور ہو گیا۔

ایک مرتبہ حضور رحمۃ اللہ علیہ پاٹن ساؤنگی قصبہ کی گلیوں سے گزر رہے تھے۔ صدہا حضرات آپ کے ساتھ تھے۔ آپ ایک ٹوٹے ہوئے مکان میں داخل ہو گئے۔ اِس مکان میں ایک بوڑھا اور ایک بڑھیا جوار پیس رہے تھے، مگر ضعف و ناتوانی کی وجہ سے چکّی چلانا دشوار ہو رہا تھا۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ نے اِن دونوں کو ہٹایا اور خود پوری جوار پیس کر آٹا جمع کر کے اُن کے حوالے کیا اور باہر آئے۔ ایک مولوی صاحب نے مجمع سے مخاطب ہو کر کہا: ''اندر عورت ہے، بابا صاحب نامحرم ہیں۔ اندر نہ جاتے۔'' سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے باہر نکل کر مولوی صاحب کے لئے کہا: ''اِسے نکال دو اَب بھی اس میں عورت مرد کی تمیز باقی ہے۔'' چناچہ مولوی صاحب نے آگے بڑھ کر معافی چاہی۔ سرکار نے معاف کر کے ان کو نواز دیا۔

مفلسوں، ناداروں، غریبوں، مریضوں، اَپاہجوں کی خدمت میں تو آپ ہمہ وقت مشغول رہتے تھے مگر اِس مصروفیت کے عالم میں آپ کی توجہ اور کس کس عالم میں کام کرتی رہتی تھی۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے۔

ایک روز آپ ڈگوری پہنچے۔ یہاں آپ کا ایک خادم عبداللہ دکنی تھا۔ اُن کا یہ معمول تھا کہ حضور کو اور حضور کے ساتھ آنے والوں کو وہ پانی پلاتے تھے۔ جیسے ہی حضور پہنچے انہوں نے ایک مٹکا پانی حضور کے سامنے پیش کیا۔ حضور نے فرمایا ''ہم پانی نہیں پیتے، پہلے

گھوڑے کو پانی پلا کر آ، پھر پیوں گا۔'' یہ حکم ملتے ہی وہ گھوڑے کی تلاش میں نکلے ایک فرلانگ دور گھوڑا نظر آیا۔ انہوں نے گھوڑے کو پانی پلایا۔ نہ جانے وہ کب سے پیاسا تھا۔ پانچ مٹکے پانی پی گیا۔

حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جن دنوں کامٹی میں قیام تھا۔ عبدالحفیظ نامی ایک صاحب اور اُن کے دوست ایک تانگہ میں ناگپور سے روانہ ہو کر کامٹی آ رہے تھے۔ راستہ میں دو فاختائیں شکار کیں۔ جب سرکار رحمۃ اللہ علیہ میں حاضر ہوئے تو سرکار اُن پر خفا ہوتے ہوئے تانگہ کے قریب آئے۔ اُس کی گدی اُلٹ کر دونوں فاختاؤں کو نکال کر اُڑا دیا۔ زخمی فاختائیں ہوا میں اُڑ گئیں۔ جانوروں کی تکلیف بھی حضور سے دیکھی نہیں جاتی تھی۔

حضور رات دن جنگلوں میں گھومتے۔ اس علاقہ کے جنگلات میں سانپ، بچھو، گزندوں کی بہتات ہوتی ہے۔ آپ انہیں مارنے سے منع کرتے اور فرماتے۔ ''یہ جنگل کے پنچھی ہیں۔ تم لوگوں کو کچھ نہیں کہیں گے۔'' چنانچہ کسی بھی گزندے نے آپ کے کسی بچے کو کبھی تکلیف نہیں پہنچائی۔ موذی موذی ہی نہ رہا تو اُس کے قتل کی علّت بھی باقی نہ رہی۔

کشف والے بُزرگوں سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رہتی۔ مگر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کشف کو عیب جوئی اور نکتہ چینی میں کبھی استعمال نہیں فرمایا۔ بلکہ ہمیشہ عیب پوشی آپ کا طریقہ رہا۔ عالم ظہور میں بھی آپ خطا کاروں سے دَرگزر فرماتے۔

دربار میں ایک حلوائی کی دُکان تھی۔ اس کی دکان میں چوری ہو گئی۔ چور نے چوری تو کر لی مگر بعد میں اُسے خیال آیا یہ کام میں نے غلط کیا۔ نادم ہو کر حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اِسے دیکھتے ہی فرمایا: ''بھاگ جا'' وہ چلا گیا۔ اُس کے جانے کے تھوڑی ہی دیر بعد حلوائی نے حاضر ہو کر فریاد کی۔ ''حضور میں لُٹ گیا۔'' ارشاد ہوا۔ ''ارے جا، دو تھال میں سارا ہے۔ دکان کھول۔'' اُس نے دکان کھول کر (دوبارہ) دیکھی تو دو تھال چرونجی دانے کے بھرے ہوئے موجود ہیں۔ انہی کو فروخت کر کے وہ مالدار ہو گیا۔

ایک مہترانی (خاکروبہ) کو خواہش ہوئی کہ میں بھی حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ہاتھ

سے کھانا پکا کر پیش کروں۔لیکن یہ خوف بھی تھا کہ راجہ کے محل میں میرا کھانا لے جانا اپنی موت کو دعوت دینا ہے۔لیکن خواہش اور محبت خوف پر غالب آ گئی۔اُس غریب نے گھر کو بالکل دُھو دُھلا کر خود نہانے کے بعد پاک صاف کپڑے پہن کر کھانا تیار کیا اور محل کے قریب پہنچ کر کھانے کا ڈبہ (نیا توشہ دان) ایک اَمرود کے پیڑ کی ڈال سے باندھ کر اُس پیڑ سے بہت دور ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گئی۔حسب معمول حضور رحمۃ اللہ علیہ نے کھانا طلب کیا (حضور تو برائے نام ایک دو لقمہ نوش فرماتے تھےلیکن یہ حکم احکام سب حاضرین کے لئے ہوتے جو کھانا بھی ساتھ لے کر چلتے، مگر سرکار کے حکم کے منتظر ہوتے)۔سب نے اپنے اپنے توشے پیش کئےلیکن حضور نے فرمایا۔''یہ نہیں کھاتے جو جھاڑ سے بندھا ہے وہ کھانا لاؤ۔'' خادموں نے اِدھر اُدھر دیکھا لیکن قریب کسی پیڑ پر کوئی توشہ دان نظر نہیں آیا۔پھر حاضر ہو کر کھانے کے لئے عرض کیا۔لیکن سرکاری نے کسی بھی توشہ دان کو ہاتھ نہیں لگایا۔ بلکہ پھر یہی فرمایا۔''وہ کھانا لاؤ۔'' لیکن پھر بھی کوئی خادم اُس پیڑ تک نہ پہنچ سکا۔تب حضور خود اپنی جگہ سے اُٹھے اور اُس پیڑ کے پاس پہنچ کر توشہ دان کھولا اور دو چار لقمہ نوش فرمائے۔تمام حاضرین نے بھی کھانا تناول فرمایا۔سرکار جب وہاں سے اُٹھ کر تیزی سے روانہ ہو گئے۔تو وہ مہترانی آئی اور اپنا توشہ دان اُٹھایا۔خادم حضرات نے جب دریافت کیا تو اُس نے سارا قصہ جھوم جھوم کر سُنایا۔

قارئین! صرف حضور رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق، ہمدردی اور محبت کا حال ہی لکھتا چلا جاؤں تو اُس کے لئے کئی کتابوں کی ضرورت ہوگی۔حضور سے جب ماموں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ اگر حکم ہو تو ایک کاتب کو بٹھا دوں تا کہ وہ روزانہ کے واقعات لکھتا رہے۔ اُس پر میرے سرکار نے فرمایا تھا کہ'' کاغذ، قلم کہاں سے لائے گا۔درختوں کی قلمیں اور سمندر کا پانی بھی کافی نہیں ہوگا۔'' اِس سے اَندازہ کر لیجئے سرکار کے صرف اخلاق پر کئی کتابیں لکھی جا سکتی ہیں۔اِس لئے اِس مختصر تحریر پر ہی اِکتفا کرتا ہوں تا کہ اور واقعات بھی مختصراً لکھ سکوں۔

حضور کے معمولات و مرغوب غذا:

سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ جس زمانہ میں راجہ کے محل شکردرہ میں مقیم تھے۔خدام اور مُریدین نے بھی محل کے قریب اپنی جھونپڑیاں بنا رکھی تھیں۔مہاراجہ کا محل ناگپور اسٹیشن سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔امریٹھ روڈ سے ایک چھوٹی سڑک مہاراجہ کے محل کو جاتی ہے۔خدام اور مُریدین کی جھونپڑیاں راجہ کی اجازت سے سڑک کی دونوں جانب بنی ہوئی تھیں۔دور دراز سے آنے والے زائرین کا قیام بھی اِن ہی جھونپڑیوں میں رہتا تھا۔ شکردرہ چوراہے پر دکانوں سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اچھا خاصا بازار ہے۔یہ مقام ایسا ہو گیا تھا کہ ایک شہر معلوم ہوتا تھا۔حضور جب بازار سے نکلتے تو صدائیں بُلند ہوتیں کہ حضور آ رہے ہیں۔اِس اعلان کے ساتھ ہی مٹھائی والے، پھول، پکوڑے، بھجئے والے، بچوں کے کھلونے، چائے والے، پان والے اور غرض کہ ہر قسم کی چیزیں فروخت کرنے والے آپ کے ساتھ چلتے تو ایسا محسوس ہوتا کہ چلتا پھرتا بازار آپ کے ساتھ ہے۔قوال حضرات بھی اپنا کلام سُناتے چلتے۔کبھی حضور جنگل کا راستہ اختیار کرتے۔کبھی شہر کا۔آنے والے زائرین تانگے سے اُتر اُتر کے پھول اور مٹھائی خریدتے۔کوئی چلتے ہوئے حضور کے گلے میں گجرے پہناتا۔مٹھائی پیش کرتا۔کبھی آپ مٹھائی تھوڑی سی اُٹھا کر باقی تقسیم کر دیتے۔ جس مقام پر آپ بیٹھ جاتے، وہیں بازار لگ جاتا۔ناگپور شہر میں بھی سینکڑوں زائرین اپنے عزیز و اقارب، دوست احباب کے گھر قیام فرماتے تھے۔سرکار جب شہر کا رُخ کرتے تو وہ سب زائرین گھروں سے نکل کر آتے، قدم بوس ہوتے اور سرکار کے ساتھ ساتھ چلتے۔کبھی آپ سواری سے شہر کی طرف نکلتے۔کبھی پا پیادہ جنگل کا رُخ کرتے۔جہاں آپ بیٹھ جاتے وہیں، دوپہر کا کھانا تناول کیا جاتا، کبھی آپ خود طلب فرماتے۔کبھی خدام پیش کرتے۔ سینکڑوں حضرات کے ساتھ کھانا ہوتا۔اِس کے علاوہ بھی چلتا بازار ساتھ ہوتا۔اُن میں کھانے پینے کی چیزوں کے ٹھیلے بھی ہوتے۔لوگ وہاں سے خرید کر پیش کرتے۔قسم قسم کے کھانے ہوتے اکثر سرکار تمام کھانوں کو یکجا کر دیتے، کبھی کسی میں سے ایک دو لقمہ نوش فرما لیتے، باقی تمام کھانا زائرین میں تبرکاً تقسیم ہو جاتا۔

دال چاول، مچھلی آپ کی مرغوب غذا تھی۔اس سلسلہ میں آپ کبھی کبھی یہ شعر پڑھتے ؎

دال چاول پیڑ کا پھول
یہ نہ کھایا تو مٹی دھول

شروع میں آپ مدارسی ناس استعمال فرماتے تھے، بعد میں اِس عادت کو ترک کر دیا۔ بیڑی آپ شوق سے پیتے تھے۔

جب آپ پیدل نکلتے تب بھی سواری پیچھے پیچھے ہوتی۔ خدام کی خواہش ہوتی کہ سرکار گاڑی میں سوار ہو جائیں۔ کبھی آپ سوار بھی ہو جاتے اور کبھی پیدل ہی جنگل کی طرف نکل جاتے۔ زائرین کا تانتا بندھا رہتا۔ جنگل میں کبھی دو دو تین تین روز آپ قیام فرماتے۔ زائرین ساتھ ہوتے۔ یہاں کا معمول تھا کہ کوئی بغیر اجازت نہیں جاتا تھا۔ بعض زائرین سرکار کی خدمت میں ایک ایک مہینہ پڑے رہتے، بعض کو اُسی روز اِجازت مل جاتی۔

سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی طرزِ تعلیم:

حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں بظاہر اذکار و اشغال اور وظائف معمول بہ نہیں تھے مگر ہر شخص کی تربیت باطنی اور تزکیہ نفس کا بڑا اہتمام تھا۔ کسی کو حکم ہوتا کہ وہ کھانا چھوڑ دے۔ کسی کو ترکِ خواب کا حکم فرماتے۔ کسی کو ترکِ کلام کا، تو کسی کو گوشہ نشینی کا حکم فرماتے۔ غرض کہ ہر شخص کو اُس کے مناسبِ حال حکم ملتا اور وہ اُس پر عمل کر کے فائز المرام ہوتا۔ یہ سب اُمور اہل ظاہر کی نظر میں خلافِ شرع معلوم ہوتے تھے۔ اس لئے وہ اعتراض کرتے تھے کہ یہ تمام عمل شرعاً جائز نہیں۔ شریعت کے خلاف ہیں۔ مگر وہ حضرات یہ نہیں سمجھتے تھے کہ طبیب اپنے مریض کو جائز چیزوں کا بھی پرہیز بتاتا ہے۔ اِسی طرح طبیب روحانی بھی سالک کے امراضِ باطنی کا علاج جائز اُمور کی ممانعت سے کر سکتا ہے۔

حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مخلوقِ خدا کی مُرادیں نہ صرف کرامتوں کی شکل میں پوری کیں بلکہ ایک دانا بینا اُستاد کی طرح ہر شخص کی بقدرِ ظرف اخلاقی و روحانی تربیت بھی کی۔ آپ نے روحانیت کی منزلوں پر عبور حاصل کر کے منزلِ جاناں تک پہنچنے کا آسان اور عام

فہم راستہ بتایا۔ جس نے اپنے آپ کو جانا اُس نے اپنے رب کو جانا یعنی اگر خدا کی صفات اور ذات کی تلاش مقصود ہے تو انسان کی صورت دیکھ۔ سچ ہے حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ دنیا میں کچھ اس انداز سے آئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ہر چہار جانب سے بے پردہ نظر آ رہا ہے۔ حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہر ایک کو مردِ جانباز بننے کی تعلیم دی۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم نے میزان و اعتدال سکھایا۔ آپ کی تعلیم کے مختصر واقعات اِس تذکرہ میں شامل کر رہا ہوں۔

طمانچہ اور تعلیم:

تعلیم کے سلسلے میں، میں (مؤلف) اپنے ذاتی واقعہ سے شروع کرتا ہوں۔ جھانسی سے ایک شیخ حضور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں شکردرہ تشریف لائے اور میرے پاس ٹھہرے۔ ہم دونوں ہر وقت تصوف کا ذکر کرتے تھے۔ ایک روز میں نے جھانسی والے شاہ صاحب سے دریافت کیا کہ کوئی آسان طریقہ اِس گھاٹی کو عبور کرنے کا بتلائیں۔ انہوں نے ایک عمل بتایا اور فرمایا کہ اِسے قبرستان میں کرنا پڑتا ہے۔ مجھے بے حد شوق تھا۔ اُن کا بتایا ہوا عمل کرنے کے لئے قبرستان جانے لگا۔ تیسرے روز عمل کے دوران حضور بابا رحمۃ اللہ علیہ کی آواز میرے کان میں آنے لگی۔ آواز میں خفگی تھی، میں نے مراقبہ سے فوراً آنکھ کھولی لیکن کچھ دِکھائی نہ دیا۔ پھر میں مشغول ہو گیا۔ آنکھ بند کرتے ہی پھر سرکار کی خفگی کی آواز آنے لگی۔ میں قبرستان سے اُٹھ گیا اور حضور رحمۃ اللہ علیہ کی آواز کی جانب تالاب کے کنارے چلنے لگا جب میں اپنے پرانے جھونپڑے کے قریب پہنچا تو حضور آم کے درخت کے نیچے تشریف فرما تھے۔ اُس وقت رات کے تین بجے تھے، جیسے ہی میں قریب پہنچا۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''کیوں رے کون بولا بڑے بڑے پہاڑاں کھودنے کو یہ ماچس لے۔'' میں نے اَدب سے ماچس لی۔ پھر فرمایا: ''کاہے کو رے اِدھر اُدھر ڈھونڈتا ہے۔'' اس کے علاوہ اور بھی کچھ فرمایا جو میں سمجھ نہ سکا۔ میں نے دل ہی دل میں عرض کی۔ ''حضور میں سمجھ نہ سکا کہ آپ کیا فرما رہے ہیں۔'' یہ مرے دل میں آنا ہی تھا کہ حضور نے مجھے زور سے طمانچہ رسید کیا اور غصہ میں فرمایا۔ ''ذہن چراتا ہے۔'' اور ایک صاحب کے کندھے سے شال لے کر اُس کا ایک سرا میرے ہاتھ میں عنایت کیا اور دوسرا سرا اپنے ہاتھ میں پکڑ کر فرمایا: بچھا یہ ہے دوکان۔

حضور نے ماچس عنایت فرما کر بڑے لطیف انداز سے تعلیم دی۔ یعنی جس طرح ماچس میں روشنی موجود ہے اُسی طرح تیرے اندر اللہ کا نور موجود ہے۔ اللہ کو پاس رکھ کر اِدھر اُدھر کیا ڈھونڈتا ہے۔ اِس کو اپنے ہی اندر تلاش کر۔ بُزرگوں کے سمجھانے کے طریقے عجیب ہوتے ہیں۔ ایک بُزرگ فرماتے ہیں: خودی کو جب تک نہ مٹائے خدا نہیں ملتا۔ خودی میں (ی) اور خدا میں (الف) ی کو اور الف کو نکال دو پھر خود ہی خود رہ جاتا ہے۔

چونکہ میں (مؤلف: کریم بابا تاجی) گیارہ سال کی عمر سے سرکار کی خدمت میں رہا۔ اِس زمانہ میں حضرت مولانا نجم الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن پر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خاص کرم تھا۔ (بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ حضرات کے ساتھ اُن کا تذکرہ اگلے صفحات میں ہوگا)۔ آپ عالم باعمل تھے۔ میں نے اُن سے تعلیم حاصل کرنا شروع کی۔ انہوں نے عربی کا قاعدہ پڑھایا تھا۔ ایک روز میں سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی کے لئے حسب معمول حاضر ہوا۔ اس وقت سرکار نے ایک افغانی صاحب کو حکم فرمایا۔ ''کتاب لاؤ۔'' وہ دوڑ کر قرآن شریف لے آئے جیسے ہی میں قدم بوس ہوا۔ سرکار نے فرمایا: ''کیا وقت ہے'' میں نے عرض کیا۔ مغرب کا وقت ہے۔ تب حضور نے میرا دامن اپنے ہاتھ سے پھیلایا اور قرآن شریف کھول کر میرے دامن میں رکھا۔ کھلے ہوئے کلام پاک میں کچھ پیسے، کچھ چھوارے اور کنگھی رکھ کر فرمایا۔ ''اس کو لے جاؤ کسی کو نہ دینا۔''

خادم حکم پاتے ہی اپنی قیام گاہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ اپنے جھونپڑے میں پہنچ کر پیسے، چھوارے اور کنگھی نکال کر ایک صندق میں محفوظ کر ہی رہا تھا کہ برابر کے جھونپڑے سے مجھے بُلایا گیا۔ اِس جھونپڑے میں ماٹی ملے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قیام تھا۔ یہ بھی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ حضرات میں شمار کئے جاتے تھے۔ اُن کے ہمراہ ایک بُزرگ اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آواز دی تھی اور کہا تھا کہ سرکار نے جو قرآن عطا کیا ہے، اِس کو لے کر آؤ۔ میں ان چیزوں کو صندوق میں رکھ کر قرآن شریف لے کر اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا۔ انہوں نے میرا قرآن شریف کھول کر مجھے دیا اور اپنا کلام پاک کھول کر مندرجہ ذیل دعا پڑھنی شروع کی۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ

اِس دعا کو پڑھ کر مجھے حکم دیا۔ ''پڑھو''۔ میں قرآن پاک ایسا پڑھنے لگا جیسے پورا قرآن میں نے باقاعدہ پڑھا ہو۔ لیکن جب تک پڑھتا رہا، رقت طاری رہی اور قاری صاحب بھی روتے رہے۔ سرکار کا کلام پاک عطا کرنے کا راز اَب سمجھ میں آ گیا۔

حضرت قاضی سیّد امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت:

حضرت قاضی بابا فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ حسب معمول سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جیسے ہی قدم بوسی کی۔ سرکار نے فرمایا۔ ''بہت کھانے لگا رے۔ آج سے تیرا کھانا بند، چائے پیتے اچھے رہتے۔'' اجازت کے بعد جب اپنی جھونپڑی میں پہنچا تو اہلیہ سے کہا کہ ایک کیتلی چائے بنالو۔ چنانچہ اہلیہ نے اُسی وقت چائے بنادی جسے میں صبح سے شام تک بار بار پیتا رہا۔ شام میں خوف کی وجہ سے حاضری نہیں دی۔ صبح حسب معمول حاضر ہوا۔ جیسے ہی قدموں میں سر رَکھا سرکار نے فرمایا: ''ہم نہ کہتے تھے بہت کھانے لگا ہے۔ صبح سے شام تک چائے پینے کے لئے کب کہا تھا۔ صرف تین پیالی تین وقت کالی چائے پیتے اچھے رہتے۔ اس کے علاوہ کچھ کھاتے اور نہ پیتے۔'' اس پر سرکار نے (90) دن عمل کرایا۔ اِس مجاہدے کے دوران میرے آقا نے بے حد نوازا۔

اِس طرح ایک رات تقریباً ۳ بجے میرے آقا نے حکم فرمایا: ''حضرت ندی پار جا کو آؤ۔'' ندی کا پاٹ بہت وسیع تھا۔ ندی، نالوں سے میں ہمیشہ دور ہی رہا۔ اس لئے مجھے تیرنا نہیں آتا تھا۔ حکم کی تعمیل میں اِس اَندھیری رات میں ندی میں اُتر گیا اور دھیرے دھیرے چل کر ندی پار کر لی۔ اماں صاحبہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دے کر جب لوٹ کر آیا تو سرکار کو کنارے پر پایا۔ آپ نے فرمایا۔ ''حضرت جہاں ہوا خارج ہورہی تھی ہم موجود تھے۔''

مجھے یاد آ گیا ندی کے درمیان ریاح خارج ہوئی تھی۔ فوراً قدم بوس ہوا۔

ایک مرتبہ دل میں یہ خیال آیا کہ بیوی بچوں کو ساتھ رَکھ کر حکم احکام کی تعمیل میں رکاوٹ

ہوتی ہے۔ اِس لئے ان کو ناندورہ اپنی پھوپھی کے گھر چھوڑ آیا۔ چند ہی روز بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حکم فرمایا۔ ''جورو کو نہیں ستاتے رے، ساتھ رکھتے۔ اُس کو بھی کھلاتے ہم کو بھی کھلاتے۔'' چنانچہ حکم کی تعمیل میں پہلی ٹرین سے گھر گیا اور معہ پھوپھی اور پھوپھی زاد بہن کے سب کو لے کر آیا اور سرکار رحمۃ اللہ علیہ میں حاضر ہوا۔

سرکار کی خدمت میں رہتے ہوئے مجھے زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ ایک شیخ تشریف لائے۔ سرکار کی حاضری میں اُن کا سرکار سے کیا معاملہ ہوا اِس کا تو مجھے علم نہیں لیکن وہ میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے فرمانے لگے۔ ''تم بہت نیک معلوم ہوتے ہو۔ اس لئے تمہیں بتا رہا ہوں کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجذوب ہیں۔ تمہیں کسی سالک بُزرگ سے بیعت ہونا چاہئے۔ تمہیں میں تو مُرید نہیں بنا سکتا لیکن تم کو میں اپنے پیر کے پاس دہلی لے جا کر اُن سے بیعت کرادوں گا۔ اُس کے علاوہ اور بُزرگوں کی زیارت کا لالچ بھی دیا اور زبردستی مجھے اپنے ہمراہ دہلی لے گئے۔ اپنے پیر کی خدمت میں پیش کیا لیکن جو سرکار بابا رحمۃ اللہ علیہ کا ہوگیا ہو اُس پر تو کوئی ہاتھ رَکھ ہی نہیں سکتا، یہ میرا ایمان ہے۔ چنانچہ اُن بُزرگ نے بھی معذرت کی۔ جو حضرت ساتھ لے گئے تھے مایوس ہوئے اور اپنی بات نبھانے کے لئے مجھے اجمیر شریف، کلیر شریف وغیرہ زیارتیں کرا کے روانہ کردیا۔ جیسے ہی میں ناگپور آیا۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دی۔ جونہی قدم بوس ہوا۔ آپ نے فرمایا: ''ہو جی حضرت آلو پیاز کا بھاؤ معلوم کر کے آگئے۔'' میرے سرکار غلاموں کو کہیں بھی بھٹکنے نہیں دیتے تھے۔

میرے آقا خود قائم اللیل (شب بیدار) تھے، غلاموں کی تعلیم خصوصی طور پر فرماتے۔ ''کم سوؤ''۔ آپ پچھلی رات میں کلام پاک کی تلاوت ایسی فرماتے کہ سننے والے حضرات بے ہوش ہوجاتے۔ سورہ قل اعوذ برب الناس، قل اعوذ برب الفلق، تبت یدا، الم نشرح، سورہ والضحیٰ، سورہ والشمس، سورہ فتح، سورہ یوسف، یٰسین شریف، مزمل شریف، سورہ رحمٰن خود بھی تلاوت فرماتے اور حلقہ بگوشوں کو بھی حکم دیتے۔ ہر ایک کو حسب استعداد جو پڑھنے کی ضرورت ہوتی عنایت فرماتے۔

وظائف کی تعلیم:

محمد فرید خان صاحب فضاؔ رحمۃ اللہ علیہ (ہیڈ ماسٹر انجمن ہائی اسکول ناگپور) مجھ (قاضی سید امجد علی شاہ تاجی) سے بے حد محبت کرتے تھے۔ ایک روز فرمایا کہ میں سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ میں ۱۹۰۱ء سے حاضر ہوتا رہا ہوں۔ حضور اکثر مجھے فرماتے۔ ''کتاب پڑھو'' تو میں سورہ مزمل شریف کی تلاوت کرتا۔ جب میں ربّ المشرق والمغرب لا الہ الا ھو فاتخذہٗ وکیلاً پڑھنے لگتا تو حضور بھی میرے ساتھ پڑھتے۔ اِس کے بعد اللہ اکبر اللہ اکبر لا اِلٰہ الا اللہ و اللہ اکبر واللہ الحمد کئی بار تکرار فرما کر سورت پوری کرواتے اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرماتے: ''حضرت تم بھی پڑھا کرو۔ ہم بھی پڑھتے ہیں بڑی کتاب پڑھتے، اللہ اللہ کرتے اچھے رہتے۔''

سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ کراچی میں ایک صاحب کو سرکار نے ''رب المشرق و المغرب لا الہ الا ھو'' کے وِرد کا حکم دیا۔ وہ اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے۔ اِن پر ایک روز ورد کے دوران غنودگی طاری ہوگئی۔ اُسی وقت سرکار نے ان کا سر پکڑ کر ہلایا اور فرمایا ''کیسا پڑھ رہا ہے کیا گھانس کاٹ رہا ہے۔ سمجھ کر پڑھ۔''

کراچی میں ایک اور قدیم خادم کو سرکار نے الم نشرح پڑھنے کا حکم دیا۔ قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ غلام کو درود شریف میں محمدؐ کی پہلی میم پر دونوں لب محبت سے کھولنے اور بند کر کے پھر کھولنے کی تعلیم دی۔ اسم ذات کے وِرد کی ہر ایک کو تاکید فرمائی۔ ''اللہ اللہ کرتے اچھے رہتے۔'' مجھ غلام کو اِس کی بار بار تاکید فرمائی۔ ایک روز یہ بھی فرمایا کہ ''جمعہ کی نماز میں سب کچھ ہے۔''

(راوی: قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی) قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ کے بے شمار عقیدت مندوں نے مجھ کو بتایا کہ قاضی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قلب جاری تھا۔ بار بار اُن کے لب ایک دوسرے سے ملتے دیکھا۔ وقت وصال بھی ان کی یہی کیفیت تھی یعنی (قلب جاری تھا) یہ سب سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا کرم تھا۔

سلامٌ قولاً مِن رَّبِّ الرَّحیم کا جواب:

خان عبدالرحمٰن خان تاجی رحمۃ اللہ علیہ ریٹائر پوسٹ ماسٹر بھوپال حضور کو اکثر نعتیں سناتے۔ ایک روز حضور کے ساتھ تھے۔ صبح کی اذان ہوئی تو اُن کو خیال ہوا کہ میں سرکار کی خدمت میں ہوں۔ اگر نماز کو گیا تو پتہ نہیں سرکار یہاں سے کہاں چلے جائیں۔ وہ اِس خیال سے نماز ترک کرنا چاہتے تھے۔ دین کے تاج نے فوراً ڈانٹ کر حکم دیا: ''جا نماز پڑھ''۔ ایک جمعہ کو انہی حضرت نے جمعہ کی نماز مسجد میں نہیں پڑھی۔ حاضر ہوئے تو سرکار نے فرمایا۔ ''کیوں رے؟ جمعہ کی نماز مسجد میں پڑھتے ہیں یا گھر میں؟''

ایک مرتبہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سورۃ یاسین شریف کی تلاوت فرما رہے تھے۔ سرکار توجہ سے سماعت فرما رہے تھے۔ جب یہ سَلَامٌ قَوْلاً مِنْ رَّبِّ الرَّحِیم پر پہنچے تو حضور نے وعلیکم السلام فرمایا۔ تلاوت کلام پاک و نماز کا سختی سے حکم دیتے، جب آپ حکم دیتے تو اِس پر عمل بھی کراتے۔ اِس کے علاوہ آپ فیض یافتہ حضرات پر بھی کڑی نظر رکھتے۔ معمولی سی لغزش پر آپ سخت گرفت فرماتے۔

یادِ خدا سے غفلت:

ایک بزرگ حضرت خواجہ میر گرامی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک درویش کو زیارت کی آرزو ہوئی۔ اُس درویش میں یہ صفت تھی کہ وہ جو خواب دیکھتے اُس کی تعبیر من وعن وہی ہوتی۔ خواجہ میر گرامی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا شوق جب اُن پر غالب آیا تو وہ اُس گاؤں کی طرف چل پڑے جہاں خواجہ کا قیام تھا۔ راستے میں یہ درویش ایک منزل پر سو گئے۔ خواب میں دیکھا کہ خواجہ میر گرامی رحمۃ اللہ علیہ وفات پا گئے۔ چنانچہ بیدار ہونے کے بعد درویش کو بہت افسوس ہوا کہ جن کی زیارت کی آرزو تھی وہ پوری نہ ہوسکی۔ اَب اُن کی قبر ہی کی زیارت کرلوں۔ چنانچہ درویش اُس جگہ پہنچے اور لوگوں سے دریافت کیا کہ خواجہ میر گرامی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کہاں ہے۔ اُن لوگوں نے جواب دیا: ''وہ تو زندہ ہیں اور فلاں مقام پر ہیں۔'' درویش کو تعجب ہوا کہ میرا خواب کیونکر جھوٹا ہو گیا؟ غرض وہ میر گرامی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے۔ اور سلام کیا

میر گرامی رحمۃ اللہ علیہ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا: ''اے خواجہ تمہارا خواب سچا ہے۔ اِس رات میں یادِ خدا سے غافل رہا۔ اِس لئے یہ صدا دی گئی کہ میر گرامی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا۔

(حکایت: حضرت محبوبِ الٰہی کے ملفوظات سے)

تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ سمندر ہے:

بھیکی پور جائس سے ایک بزرگ عبدالصمد نامی دربار میں حاضر ہوئے۔ اُن کی دلی خواہش تھی کہ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجھے کشف عطا فرمادیں۔ جس وقت اُن کو باریابی کا موقعہ ملا تو زبانِ دل سے سوال کیا: حضور میرے دل کی آنکھیں کھل جائیں۔ حضور کے ہاتھ میں بیڑی سلگی ہوئی تھی۔ اُن کو مرحمت فرماتے ہوئے بولے۔ ''یہ لو کشف''۔ انہوں نے کش لیا تو فائدہ مطلوبہ کا ''ف'' کشف بن کر ظاہر ہوا۔ سرکار نے اُنہیں تصرف کی قوت بھی عطا فرمادی اور بہت سے شہروں کے نام لے کر فرمایا جاؤ اُن تمام مقامات پر تمہارے پانی سے ہر مرض کو فائدہ ہوگا۔ بلکہ مکمل شفایابی ہوگی۔

یہ حضرت صاحبِ کرامت ہو کر واپس لوٹے۔ دنیا خود بخود اُن کی طرف متوجہ ہوئی۔ لوگ اِتنی کثرت سے اُن کے پاس آنے لگے کہ جس مقام پر وہ قیام فرما تھے، وہاں گورنمنٹ کو ریلوے اسٹیشن اور پولیس اسٹیشن بنوانا پڑا۔ دور دور تک آپ کی شہرت ہو گئی۔ جہاں پانی پہنچتا۔ بحکم الٰہی مریض کو شفاء ہوتی۔

پانی کے بے شمار برتن قطار دَر قطار آپ کی خدمت میں پیش ہوتے۔ آپ اِن برتنوں میں ہاتھ ڈالتے جاتے وہ پانی اَکسیر کا کام دیتا۔

اس زمانہ کے ایک انگریزی اخبار ٹائمز میں ایک انگریز نے اپنا مشاہدہ اور تجربہ شائع کیا تھا وہ یہ ہے۔

''انسان کے ہاتھ میں برقی لہریں ہوتی ہیں، اُن سے پانی میں اَثر پیدا ہوسکتا ہے اس پانی سے مرض بھی دور ہوسکتے ہیں۔ مگر مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ عبدالصمد بابا ہزاروں برتنوں میں ہاتھ ڈالتے ہیں اور ہر برتن کا پانی یکساں طور پر مفید ثابت ہوتا ہے۔ حالانکہ

اِتنے کثیر برتنوں میں ہاتھ ڈبونے کے بعد برقی قوت ختم ہو جانی چاہئے۔''

بابا عبدالصمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت ہندوستان کے حدود سے گزر کر بیرونِ ممالک تک پہنچ گئی تھی۔ مسیحی دنیا میں بھی آپ کے چھوئے پانی کا اعجازِ مسیحائی تسلیم کیا جا چکا تھا۔

بابا عبدالصمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ سلسلہ ایک عرصہ تک جاری رہا۔ ایک روز ایک عورت ایسے وقت جبکہ عورتیں بے نمازی ہوتی ہیں حاضر ہوئی۔ آپ نے اَزراہِ کشف اپنے عقیدت مندوں کو حکم دیا۔ ''یہ عورت ناپاک ہے اِسے نکال دو۔''

اُس عورت کے بچے کی طبیعت بے حد خراب تھی۔ جب اُسے وہاں سے بھگایا تو وہ اِسی پریشانی میں شکستہ دل ناگپور پہنچی۔ شکردرہ سے سے باہر ایک مولسری کے درخت کے نیچے جا کر بیٹھ گئی۔ ایک بُزرگ کے دَر سے وہ ناپاکی کی وجہ سے نکالی جا چکی تھی لیکن اُس کے بیٹے کی زندگی اور موت کا سوال تھا۔ اِس لئے اُس نے دل سے سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں عرض کرنا شروع کیا۔

اِدھر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خادم کو حکم دیا کہ مولسری کے درخت کے نیچے جو عورت بیٹھی ہے اُس کو بلا لاؤ۔ خادم گیا اور اُس عورت کو بلا لایا۔ وہ کانپتی ہوئی کافی فاصلہ پر اَدب سے کھڑی ہوگئی۔ حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

''قریب آ وَ اماں! صمد ایک لٹیا پانی تھا گندا ہو گیا، تاج الدین سمندر ہے۔ یہاں آ وَ اماں۔'' عورت قدم بوس ہو کر رونے لگی۔ سرکار بابا صاحب نے اُسے تسلی دی اور فرمایا۔

''گھر جاتے امّاں، بچہ کھیلتا ملتا ہے۔ اچھا رہتا ہے۔''

اِدھر عورت بامُراد روانہ ہوئی۔ اُدھر سرکار نے جائس کی طرف منہ کر کے فرمایا:

ABDUS SAMAD SUSPENDED

جیسے ہی حضور کی زبان سے یہ الفاظ نکلے۔ عبدالصمد صاحب کو جو کچھ عطا ہوا تھا، سلب ہو گیا۔ پریشان ہو کر حاضر دربار ہوئے۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ''پھر ملے گا اللہ اللہ کرو۔''

ظاہر ہے عبدالصمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو غلطی کی تھی اس کی اصلاح کرنی تھی۔ جب اُن کی اصلاح ہو گئی تو پھر اپنی عطا سے نواز دیا۔

سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تعلیمی واقعات میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ آپ شریعت کی پابندی کی سختی سے تاکید فرماتے تھے۔

حقیقت بھی یہی ہے کہ طالبِ شریعت حفظ مراتب پورے طور پر ادا کرے تو اُن حقوق کے ادا کرنے سے طریقت کی خواہش خود بخود پیدا ہوتی ہے۔ اور جب سالک طریقت کے حقوق اچھی طرح ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بشریت کا حجاب اُس کے دل کی آنکھوں سے دور کر دیتا ہے اور حقیقت کا مفہوم اُس پر منکشف ہو جاتا ہے، جو روح سے متعلق ہے اور طریقت باطن کی طہارت اور مرتبہ حقیقت کا اِدراک ہے اور حقیقت مفہوم وجود کو فانی بنانا اور دل کو ماسویٰ اللہ سے خالی کرنا ہے۔

جو درجہ قُرب تک واصل ہوتا ہے چونکہ انسان نفس، دل اور روح کا مجموعہ ہے۔ اُن میں سے ہر ایک کی اصلاح مقصود ہے۔ نفس کی اصلاح شریعت ہے۔ دل کی طریقت اور روح کی حقیقت۔

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بچوں کو مندرجہ بالا طریقہ پر عمل کرا کے اعلیٰ سے اعلیٰ مقامات پر فائز فرما دیا۔

پردہ پوشی:

آپ کی خدمت میں ہزاروں افراد حاضر ہوتے۔ ان میں ایسے حضرات بھی ہوتے جو نشے کے عادی ہوتے۔ اُن کے لئے آپ اجتماعی شکل میں فرماتے۔

''بابا کے بچے نشہ نہیں کرتے۔''

اجتماعی شکل میں حکم دینے سے اُن نشہ کرنے والوں کی پردہ پوشی بھی ہوتی اور ان حضرات پر ایسا اثر ہوتا کہ وہ اِس عادت کو ترک کر دیتے۔

یہ پہلے عرض کر چکا ہوں کہ آپ کی خدمت میں ہر قسم کے لوگ حاضر ہوتے تھے اور آپ کی تعلیم سے فیض یاب ہو کر لوٹتے تھے۔

کثرت سے طوائفیں بھی حاضر دربار ہوتیں۔ ظاہر بین حضرات پر یہ اَمر گراں گزرتا تھا۔ جو لوگ حالات سے باخبر تھے، اُنہیں معلوم تھا کہ شاید ہی کوئی طوائف ایسی ہو جو حاضر

ہوئی ہو اور اُس کی زندگی نہ بدل گئی ہو۔اُن کی تعلیم کا طریقہ بھی نرالا تھا۔

کبھی آپ فرماتے: ''اماں سواری کے لئے ایک گھوڑا پسند کرو'' کبھی فرماتے ''زیادہ کیلے نہیں کھاتے۔''

جو اپنے پیشے سے بہت زیادہ دلچسپی رکھتی تھیں، اُن کو سخت آزمائش میں ڈال کر راہِ راست پر لاتے۔اُس سلسلہ میں ایک واقعہ پیشِ قارئین ہے۔

ایک دن طوائفوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ''حضرت یہ لوگ بڑے نجاس ہیں۔''

ایک طوائف قدم بوسی کرنا چاہتی تھی۔آپ نے ایک درخت کے پتے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔''اس کو سجدہ کرو۔یہ تمہارا معبود ہے۔''

جب اُس طوائف نے پتہ پر سجدہ کرنا چاہا تو پتہ بچھو بن گیا اور ڈنگ مارنے لگا۔طوائف نے مارے خوف کے سر اُٹھالیا۔جیسے ہی سر اُٹھایا، دیکھا تو وہ پتہ ہے بچھو نہیں۔

پھر آپ نے حکم دیا: ''اپنے معبود کو سجدہ کرو۔'' پھر سجدہ کیا تو پتہ پھر بچھو بن گیا۔کافی دیر تک یہی کیفیت رہی۔آخر وہ سمجھ گئی اور اپنے گناہوں سے توبہ کر کے نکاح کر لیا۔

دربار سے نکل جاؤ:

حضرت مولانا عبدالکریم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خلیفہ اقبال صاحب کا تاج آباد شریف میں کچھ دن قیام رہا۔سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں کچھ نواز بھی دیا تھا۔دربار میں کچھ ناجائز حرکت دیکھ کر اُن کو صدمہ ہوا۔ناجائز حرکت کرنے والوں کی اُنہوں نے پٹائی کر دی۔

اُس کے بعد سرکار کو خواب میں دیکھا جن لوگوں کی اقبال صاحب نے پٹائی کی تھی اُن کے کپڑے سرکار ایک تالاب پر دھو رہے ہیں۔یہ بڑے سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے قریب پہنچے اور سرکار سے عرض کی۔یہ خدمت مجھے سپرد کر دیجئے۔اس پر شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لاڈلے نے فرمایا:

''ہمارے بچوں کے گندے کپڑے ہم ہی دھوتے ہیں۔''

حضرت مولانا عبدالکریم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اقبال صاحب نے پورا واقعہ لکھ کر روانہ

کیا۔حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً جواب دیا: ''ہم نے تجھے دربار میں لوگوں کے عیب دیکھنے کے لئے نہیں رکھا۔فوراً دربار سے نکل جاؤ۔'' لہٰذا وہ غریب کچھ دن اِس عتاب میں دربار سے الگ رہا۔اُس کے بعد بڑی منّت سماجت سے معافی ملی۔

ہندو گیادین کو کمال دین بنا دیا:

گیادین بھائی جن کا نام حضور نے کمال الدین رکھا تھا۔(آپ کا ایک سلسلہ میں ذکر آچکا ہے) پاٹن ساؤنگی جو واکی شریف جانے کے لئے اسٹیشن ہے، وہاں کے مالدار گوسائیں خاندان سے تھے۔کاشی جی، رامیشورم وغیرہ کی تیرتھیں کر کے آگئے تھے۔اُس کے بعد حضور کی زیارت کا شوق ہوا۔اُن دنوں سرکار رحمۃ اللہ علیہ پاگل خانہ میں تھے۔یہ وہاں پہنچے حضور کا دیدار ہوتے ہی اُن کو بابا رحمۃ اللہ علیہ کرشن بھگوان کے روپ میں نظر آئے۔ان پر سکتہ طاری ہو گیا تھوڑی دیر بعد سرکار نے فرمایا:

''ہو حضرت اپنے گھر جاؤ۔جس میں اِملی کا درخت ہے چھ ماہ بعد ہم تمہارے گھر آکر تم کو ساتھ لے آئیں گے۔پھر تم ہمارے ساتھ رہنا۔''

وہ اپنے گھر واپس لوٹ گئے۔ٹھیک چھ ماہ بعد حضور رحمۃ اللہ علیہ اُن کے گھر تشریف لے گئے اور اُن کو ساتھ لے آئے۔اب آپ سچے پکے مؤمن تھے۔حضور کی ہی خدمت میں رہتے۔ایک روز سرکار ایک جنگل میں تشریف فرما تھے قریب ہی ایک باؤلی (کنواں) تھی۔اس کے ساتھ پانی کی ایک حوضی بنی ہوئی تھی وہ خالی تھی۔جنگلی جانور حوضی کے پاس آکر پیاس سے تڑپ رہے تھے۔سرکار کی نظر جو پڑی تو بھائی کمال الدین صاحب کو حکم دیا۔''یہ جانور بہت پیاسے ہیں اِن کو پانی پلا۔'' آپ فوراً باؤلی پر گئے اور پانی نکال کر حوضی بھر دی جب جانور سیراب ہو گئے۔اُس وقت حضور رحمۃ اللہ علیہ نے اُن سے فرمایا: ''ہم نے تجھ کو ایک حج کا ثواب دیا۔'' اِس پر مجھے (قاضی امجد علی رحمۃ اللہ علیہ) کا ایک شعر یاد آیا۔

سخاوت کا تمہاری کچھ عجب انداز ہے باباؒ
تمہیں دیتے نہیں دیکھا مگر جھولی بھری دیکھی

رزق کے اَدب کی تعلیم:

ایک روز سرکار رحمۃ اللہ علیہ لنگر خانہ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ راستہ میں چاول کے چند دانے زمین پر پڑے ہوئے دیکھے۔ آپ وہاں رُک گئے اور تمام چاول چن کی اپنی ہتھیلی پر رکھ کر دوسرے ہاتھ سے صاف کر کے نوش فرمانے کے بعد پیشانی کا پسینہ ہاتھ سے صاف کر کے فرمایا۔ ''یہ تاج الدینؒ کے پسینہ کی کمائی کا پیسہ ہے۔''

ایثار کی تعلیم:

ایک روز حضرت مولانا عبدالکریم شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ اور چند تاجی بھائی ایک جامن کے درخت کے سائے میں بیٹھے مصروفِ گفتگو تھے۔ اِسی راستہ سے ایک شخص کچھ مٹھائی لے کر حضور رحمۃ اللہ علیہ میں پیش کرنے جا رہا تھا۔ اُن لوگوں نے اُسے روکا اور مٹھائی اُس سے لے کر سب نے کھائی۔ سب کا خیال یہ تھا کہ حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو کھاتے پیتے نہیں۔ وہاں پر بھی ہم جیسے لوگ ہی کھائیں گے، جب وہ لوگ مٹھائی کھا چکے تو فوراً ہی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا اِس طرف سے گزر ہوا۔ وہاں رُک کر سرکار نے فرمایا:

يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ

ترجمہ: وہ لوگ اپنے نفسوں پر ایثار کرتے ہیں۔ گرچہ خود ضرورت مند کیوں نہ ہوں۔

یہ سب بھائی بے حد شرمندہ نادم ہوئے۔ قربان، مبلغ دین متین رحمۃ اللہ علیہ کی اِس تعلیم کے جن کے ہمراہ ایک پلٹن ہوتی تھی، اُن لوگوں کو سبق بھی دیا اور پردہ پوشی بھی فرمائی۔

قرآنی آیت سے تعلیم:

سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہر قسم کے لوگ جن میں علماء، فضلاء، اُمراء، فقراء سب ہی ہوتے تھے۔ ایسے لوگ بھی تھے جو اپنے کاروبار اور جائیدادیں چھوڑ کر صرف سرکار کی خدمت کو سرمایہ دارین سمجھتے تھے۔ منزل تسلیم و رضا کی دشوار ترین گھاٹیوں سے گزرتے ہوئے کبھی کبھی ''یادِ ماضی'' آ کر عیش رفتہ کی یاد دہانی کرا دیتی ہے۔ ایک روز چند اِسی قسم کے حضرات ایک جگہ بیٹھ کر آپس میں گفتگو کر رہے تھے ہر ایک اپنے ترک کی بات

کر رہا تھا کوئی کہتا ''میں ساری جائیداد چھوڑ کر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہوں۔ اس لئے میرا درجہ بڑا ہے۔'' کوئی کہتا: ''میں اپنا چلتا ہوا کاروبار چھوڑ کر آیا ہوں۔ اس لئے میرا مقام بڑا ہوگا۔'' غرض ہر ایک اپنی فوقیت ظاہر کر کے بالواسطہ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر احسانِ خدمت کا اظہار کر رہا تھا۔

حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ محل سے باہر تشریف لائے اور جہاں یہ لوگ آپس میں گفتگو کر رہے تھے اُن کے قریب آ کر یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔

يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

(سورۃ الحجرات۔ آیت ۱۷)

''لوگ اسلام لانے کا احسان آپ پر دھرتے ہیں، کہہ دو اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! تم اپنے اسلام لانے کا احسان مجھ پر نہ رکھو بلکہ یہ تو اللہ کا تم پر احسان ہے کہ تمہاری ایمان کی طرف رہنمائی فرمائی۔''

سامعین کو بہت تنبیہ ہوئی۔

نماز کا حکم:

ایک مرتبہ شکردرہ باؤلی کے قریب حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے۔ مغرب کی اذان ہوئی۔ حضور نے حکم دیا: ''اذان ہوگئی جاؤ۔'' دوبارہ پھر فرمایا۔ ''جاؤ اللہ اللہ کرو۔'' چنانچہ تمام حاضرین نے تعمیل حکم کی۔ دوسرے روز ایک انجمن قائم ہوئی جو دربار کے تمام حاضرین کو نماز کی دعوت دیتی تھی۔ چند حضرات نے دعوت کے جواب میں کہا کہ ہم کو حضور کا سہارا کافی ہے۔ دوسرے روز جب یہ حضرات (جنھوں نے نماز کی دعوت کو رد کیا تھا) سرکار کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوئے تو حضور رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کو مخاطب کر کے فرمایا:

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ○ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ○

ترجمہ: ''تو جو ایک ذرّہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرّہ بھر برائی کرے

اسے دیکھے گا۔'' (سورۃ الزلزال۔آیت ۸-۷)

ناخواندہ نانامیاں،سرکار کے حکم سے کلام پاک بغیر استاد کے پڑھتے اور پڑھاتے تھے:

حضرت عبدالعزیز صاحب تاجی عرف نانامیاں رحمۃ اللہ علیہ سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سرکار نے حکم فرمایا: ''حضرت لال کتاب (قرآن کریم) پڑھتے اچھے رہتے۔''

یہ پڑھے لکھے تو نہ تھے۔ایک عربی کے اُستاد کے پاس گئے اور قرآن کریم کھول کر خود اُستاد کو سنانے لگے۔اِس حکم کی یہ تاثیر تھی کہ آپ کند ذہن بچوں کو بھی ایک ماہ میں مکمل کلام پاک پڑھادیتے تھے۔سینکڑوں حضرات نے آپ سے قرآن کریم پڑھا۔پاکستان میں بھی بہت سے حضرات آپ کے شاگرد تھے۔

شیخ طریقت کو نفس کشی کی تعلیم:

ایک سلسلہ کے شیخ طریقت حاضر دربار ہوئے اور سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی:
''میرے لئے دعا فرمائیں تاکہ میری روحانیت میں ترقی ہو۔''

حضور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''کتے کو مارلاؤ،ہم دونوں کھائیں گے۔''

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو ارشاد فرمایا، اِس کو آقائے نامدار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِرشاد مبارک کی روشنی میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: الدنیا جیفة وطلابها کلاب

ترجمہ: دنیا مُردار ہے اور اُس کے طالب کتے ہیں۔

ایک حدیث قدسی ملاحظہ فرمائیں:

طَالِبُ الدُّنْیَا مُخَنَّثٌ وَطَالِبُ الْعُقْبٰی مُؤَنَّثٌ وَطَالِبُ الْمَوْلٰی مُذَکَّرٌ۔

ترجمہ: دنیا کا طالب (مخنث) ہیجڑہ ہے، عقبٰی کا طالب مؤنث (عورت) ہے اور طالب مولیٰ مذکر (مرد) ہے۔

اب سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کا مطلب مندرجہ بالا احادیث کی روشنی میں یہ ہے کہ روحانی ترقی کی خواہش بھی خدا کی راہ میں اُسی طرح حجاب بن جاتی ہے، جس طرح

دنیاوی خواہشیں حجاب ہوجاتی ہیں۔دونوں جہانوں کی خواہشوں کو فنا کردینا دونوں کو کھا جانا ہی مردانِ خدا کی غذا مشاہدہ اور جمالِ حق ہے۔خواہش تو بقائے نفس کی دلیل ہے۔نفس کی مثال بالکل کتے کی سی ہے۔نفس کو مارنے کا مطلب یہ ہے کہ خسیس صفات کو ترک کیا جائے۔

ایک اور سلسلہ کے بُزرگ حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔حضور مجھے آپ اپنا جیسا بنادیجئے۔حضور نے فرمایا:

''طلب کی کتاب لے کر، آؤ بنادیں گے۔''

میرے آقا کا جواب بالکل حق ہے۔طلب ہوتو سب کچھ مل جاتا ہے۔میرے بابا حضور نے سوا لاکھ ولی بنائے ہیں۔آپ طالبوں کے صدقِ حال پر بھی ہر وقت نظر رکھتے تھے۔ آپ کا طرزِ عمل ایک طرف یہ بھی تھا کہ دریائے فیض ہر وقت جاری تھا اور لاکھوں بندگانِ خدا اِس دریائے فیض سے سیراب ہورہے تھے۔

کم نخواہد گشت دریا زیں کرم
از کرم دریا نہ گردو بیش و کم

(مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ)

(دریا کا اِس کرم سے کوئی نقصان نہیں ہوتا۔بخشش سے دریا میں کوئی کمی نہیں ہوتی)

دوسری طرف سرکار کی دیکھ بھال کا یہ حال تھا۔بقول مولانا روم ؎

دائما دارم کرم برجائے او
جامہء ہر کس برم بالائے او

(مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ)

(میں بخشش حسب موقع کیا کرتا ہوں۔ہر شخص کا کپڑا اس کے قد کے موافق بیوتا ہوں)

علماء سو بھی بظاہر شریعت کی پابندی کرانے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور مغز شریعت حاصل کر کے لوٹتے۔چند ایک کی حاضری کی تفصیل پیش قارئین ہے۔

ایک مولانا دربار میں حاضر ہوئے۔سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بہت

حضرات جمع تھے۔ اُن میں سے دو حضرات آپ کے پیر دَبا رہے تھے۔ جس کی وجہ سے جبہ مبارک ہٹ جاتا تھا۔ مولانا نے دو بار کھینچ کر صحیح کیا۔ تیسری مرتبہ جب مولانا نے جبہ مبارک صحیح کرنا چاہا تو سرکار اُٹھ کر بیٹھ گئے اور مولانا سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''کیا رے مولوی۔ ساری زندگی کھینچا تانی ہی میں گزاری۔''

مولوی صاحب نس قرآنی شاید بھولے ہوئے تھے کہ مومن کا اصل لباس اُس کا تقویٰ ہے۔ آپ کے اِس جملہ نے مولوی صاحب کی اصلاح کر دی۔

ہر لمحہ نور کی تجلی:

ایک مولانا صاحب کے خیالات سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اچھے نہیں تھے۔ اپنے ایک دوست کے ہمراہ اُس کے اصرار پر شکر درہ آئے۔ مولانا کا یہ دوست سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا بے حد عقیدت مند تھا۔ دوست تو سرکار کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوس ہوا۔ مولانا دور ایک درخت کے سائے میں کھڑے ہو گئے۔ وہاں دل میں خیال آیا کہ اگر یہ ولی ہیں تو نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ اِس خیال کے آتے ہی سرکار رحمۃ اللہ علیہ مولوی صاحب کے قریب آئے اور فرمایا۔ ''ہو جی حضرت ہم تو ننگے ہیں۔'' اور اپنا جبہ مبارک اُتار کر مولوی صاحب کے سر پر ڈال دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہٹا لیا جیسے ہی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے جبہ ہٹایا مولوی صاحب سرکار کے قدموں میں گر گئے اور معافی چاہی۔ سرکار نے مولوی صاحب کے سر پر ہاتھ رکھا۔ اَب اُن کی کایا ہی پلٹ گئی۔ انتہائی رِقت کے ساتھ مولوی صاحب نے بتایا کہ جس وقت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جبہ مبارک میرے سر پر رَکھا جس سے میرا چہرہ بھی ڈھک گیا۔ میں نے جگتی آنکھوں سے دیکھا حضور رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسے مقام پر ہیں جہاں نہ آسمان ہے اور نہ زمین صرف نور ہی نور ہے اور اُس نور میں حضور رحمۃ اللہ علیہ نماز ادا کر رہے ہیں۔

(راوی: محمد جلال الدین مرحوم ناگپوری)

شیخ طریقت کو مغز شریعت سمجھا دی:

ایک مولانا صاحب خود کو بہت زبردست مبلغ سمجھتے تھے۔ اُن کا تبلیغی رُخ سرکار بابا

صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ہوا اور وہ واکی شریف پہنچے۔ مولانا کو مسجد میں ٹھہرایا گیا۔ یہاں مولانا نے اپنی طرزِ بیان سے چند مسجد والوں کو اپنا ہمنوا بنالیا۔ مسجد میں آرام کرنے کے بعد حضور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے اور سلام کیا۔ حضور نے بظاہر اُس کا جواب نہیں دیا۔ دوبارہ السلام علیکم فرمایا۔ اس کا بھی جواب نہ ملا۔ تیسری مرتبہ انہوں نے شرعی جوش میں آ کر زور سے السلام علیکم کہا۔ ''رَموز سلطنت خویش خسرواں دانند'' حضور تنہا نہیں تھے۔ اطراف میں بہت غلام بیٹھے ہوئے تھے۔ ممکن ہے اُن میں سے کسی نے مولوی صاحب کے سلام کا جواب دیا ہو۔ لیکن مولوی صاحب تو بجائے تمام مسلمانوں کے ایک ہی کو سلام کر رہے تھے اور اِن سے ہی جواب چاہتے تھے۔ بھلا اِس محافظِ شرع کے متین کی طرف سے شریعت کو خود نہ سمجھنے والے مبلغ کو کیا جواب ملتا۔ سوائے اس کے ''جواب جاہلاں باشد خموشی'' تیسرے سلام کا جواب نہ ملنے پر ایک عدد حکم شرعی حضور کو سنا ہی دیا کہ آپ فرضِ کفایہ ترک کر رہے ہیں۔ اِس پر بھی سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خموشی اختیار کی۔ مولوی صاحب بہت جھنجھلا کر واپس لوٹے۔ چند ہی قدم چلے تھے کہ بالکل صاف راستہ ہونے کے باوجود ایک پٹخنی کھائی۔ مولوی صاحب نے اِدھر اُدھر دیکھا لیکن ایسی کوئی چیز دکھائی نہیں دی جس سے ٹکرا کر مولانا گرے ہوں۔ اپنا عبا و چغہ جھاڑ کر مولانا چلنے لگے، پھر چند قدم ہی چلے ہوں گے کہ دوسری اور پھر اُٹھ کر چلنے کے بعد تیسری پٹخنی کھائی۔ مولوی جی کو جب ہوش آیا تو دل میں سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ تین سلام کا جواب ملا ہے۔ آپ مسجد پہنچے۔ کچھ دیر آرام کیا، پھر دماغ پر جنون طاری ہوا اور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

خالی قال اللہ و قال رسول اللہ کا زور وہاں کیا کام کرتا۔ جہاں قال اللہ و قال رسول اللہ کے جمال کا مشاہدہ کرا دیا جا سکتا ہو۔ لیکن مولوی صاحب پر ''استخوان پیش گاں انداختیم'' کا غلبہ تھا۔ سمجھی بوجھی شرع شریف کے عامل نہیں تھے۔ حضور کو چوتھا سلام کیا۔ اس کا جواب نہ ملنے پر مولانا نے غصہ میں کہا:

''کیا آپ نے شرع شریف کے پرخچے بکھیرنے کا تہیہ کر رکھا ہے۔''

اُس وقت حضور رحمۃ اللہ علیہ نے مولوی صاحب سے کہا: ''ہم نے تجھے ستر دستوں کی سزا

دی۔''

مولوی صاحب پھر بھی نہ سمجھے اور غصہ میں واپس لوٹے۔ رمضان شریف کے دن تھے افطار کے وقت مسجد پہنچ گئے۔ افطار میں مولوی صاحب کے لئے علاوہ اور چیزوں کے حلوہ بھی آیا۔ مولوی صاحب نے کچھ حلوہ افطار میں کھایا اور کچھ سحری کے لئے رکھ لیا۔ سحری کھانے کے بعد مولوی صاحب نے وہ حلوہ کھایا۔ حلوہ کھانے کے تھوڑی دیر بعد ہی مولوی صاحب کو دست شروع ہوگئے اور یکے بعد دیگرے ستر دست ہوئے۔ اِس وقت مولوی صاحب کی سمجھ میں آیا کہ یہ سزا اُن کو حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ملی۔ ستر دستوں کے بعد مولوی صاحب کی حالت بہت خراب ہوگئی تھی۔ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فرمان کے مطابق کہ'' کالے تاج الدین کے پاس صابن بہت ہے۔'' مولوی صاحب کا باطن جو ظاہری علم کے غرور سے مکدر ہوگیا تھا، اُس کو دھو کر مولوی صاحب کو سمجھا دیا کہ ؎

عاشقاں راشد مدرس روئے دوست
علم و دیں ہر دو حجاب روئے اوست
عشق آمد عقل او آوارہ شد
صبح آمد شمع او بیچارہ شد

چنانچہ مولوی صاحب اِس طرح اپنے غلط تبلیغی خیال سے باز آئے اور پھر ؎

بگرد کعبہ می گردم کہ روئے یار من کعبہ
شوم طواف میخانہ ببویم پائے مستانہ

میرے ہادی برحق کے پاس مغزِ قرآن تھا۔ اِس سے میرے سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اولیاء اللہ کے منکرین کو قائل کیا اور اُس کا مشاہدہ بھی کرا دیا۔ اور کئی سالک بزرگوں کو خطرات بھی دور فرمانے کے طریقہ کار بتلائے۔ (راوی سیّد ضیاء الحق یوسفی تاجی رحمۃ اللہ علیہ)

مولانا کو اصل حقیقت کا مشاہدہ کرا دیا، رب العالمین تاج الدین:

مولانا قاضی نور احمد صاحب ضلع چاندہ سے حاضر دربار ہوئے۔ یہ اہلحدیث غیر مقلد تھے۔ حاضر ہونے کا مقصد تصدیق واقعات تھا۔ بابا صاحب کے تصرفات کی ہر طرف بلکہ

تمام عالم میں دھوم تھی۔ یہ انبیاء علیہم السلام کو مجبورِ محض سمجھنے والے بھلا کسی ولی کے تصرفات کا اعتراف کس طرح کر لیتے۔ اِدھر جن احباب سے واقعات سُنے اُن کو جھوٹا نہیں جانتے تھے۔ مجبوراً خود شکردرہ حاضر ہوئے۔ چند روز کے قیام میں حاضرین دربار کا حال دیکھا تو بدعقیدتی اور بھی بڑھی کہ نہ یہاں خدا کا ذکر ہے نہ رسول ﷺ کا نام ہے۔ جدھر دیکھئے بابا ہی بابا وِردِ زبان ہے۔ لوگ ہیں کہ بابا کے نام کا وظیفہ پڑھ رہے ہیں۔ اُنہیں حاجت روا اور مشکل کشا اور نہ جانے کیا کیا سمجھ رہے ہیں؟ اُن کی پاؤں کی خاک کو سرمہ بناتے ہیں۔ سلام علیکم کے بجائے قدم بوسی اور سجدہ ریزی، یہ تمام مناظر دور ہی دور سے دیکھتے رہے اور سب کو کافر، مشرک اور بدعتی قرار دیتے رہے۔ اتفاقاً ایک دن سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ راجہ کے محل سے باہر برآمد ہو رہے تھے۔ دروازہ سے لے کر سڑک تک دورویہ قطار میں ہزاروں زائرین مؤدب دست بستہ کھڑے تھے۔ اُن میں کہیں قاضی نور احمد صاحب بھی تھے۔ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ دونوں صفوں کے درمیان سے سر جھکائے گزر رہے تھے کہ وہاں گزر ہوا جہاں قاضی صاحب کھڑے تھے۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ نے چلتے چلتے قاضی صاحب کی طرف منہ کیا اور ایک نظر ڈال کے آگے بڑھ گئے۔ نظر پڑتے ہی قاضی صاحب کھو گئے۔ سارا عالم غائب، حواس گُم، عقل رخصت، عشق بیدار ہوا۔ باطن میں ایک شدید تغیر نے انگڑائی لی۔ جذب طاری ہوگیا۔ حضرت بابا یوسف شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا مشاہدہ بیان فرمایا۔ ان کی نظر میں سوائے بابا رحمۃ اللہ علیہ کے اور کوئی چیز باقی نہیں تھی یا کوئی چیز نہ تھی جو ان کی نظر میں بابا نہ ہو۔ نماز کو جذب میں بھی ترک نہ کیا۔ مگر کچھ اِس طرح پڑھنے لگے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O	بابا تاج الدین
الحمد للہ رب العالمین O	بابا تاج الدین
الرحمٰن الرحیم O	بابا تاج الدین
مالک یوم الدین O	بابا تاج الدین
ایاک نعبد و ایاک نستعین O	بابا تاج الدین

اھدنا الصراط المستقیم O بابا تاج الدین

غیر المغضوب علیھم و لاالضالین O بابا تاج الدین

آمین O بابا تاج الدین

رفع دین:

نماز میں رفع دین جاری تھا۔ایک روز خیال ہوا کہ بابا رحمۃ اللہ علیہ کا دربار حنفی ہے۔رفع دین ترک کردینا چاہیے۔ چنانچہ حضرت بابا یوسف شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ سے مشورہ کیا۔آپ نے فرمایا۔''آپ کے رفع دین پر دربار کے بہت سے لوگوں کو اعتراض ہے۔ چنانچہ رفع یدین ترک کردیں۔'' اِسی دن بابا یوسف شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جیسے ہی یہ دونوں حضور کے سامنے پہنچے۔حضور بابا نے یوسف شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔''فضل رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض نہیں کرتے حضرت'' پھر قاضی صاحب کو حکم دیا۔''ہمیشہ کی طرح نماز پڑھتے گڑبڑ نہیں کرتے،گڑبڑ کی تو ہڈی توڑ دیتا ہوں۔'' اِس حکم کے بعد قاضی صاحب نماز حسب معمول پڑھنے لگے۔ چندروز اپنی تربیت میں رکھنے کے بعد بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کو گھر جانے کی اجازت دے دی۔

پرچم:

گھر پہنچ کر غلبہ حال میں انہوں نے ایک پرچم مندرجہ ذیل لکھوا کر نصب کیا۔

لا الہ الا اللہ

محمد رسول اللہ

تاج الدین نور اللہ

اِس کے علاوہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک چھوٹا فوٹو، چاندی کے تعویذ میں منڈھوا کر بازو پر باندھ لیا اور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گیت ہر وقت گانے لگے۔

ایک روز خواب میں دیکھا بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ طلب فرما رہے ہیں۔ دوسرے روز حاضر دربار ہوئے۔سرکار کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوس ہوئے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے

فرمایا۔

جھنڈا اُتار دو۔بازو بند کھول دو۔

حکم کی تعمیل کی۔اُس کے بعد محبت میں غلو تو ضرور باقی رہا مگر اُس کا اظہار ممنوع ہونے کی وجہ سے اِسرار بن گیا۔

رزق حلال کی تلقین:

سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بچوں کو (مُریدین، خلفاء، فیض یافتہ حضرات) اور عام حضرات کو بھی رزقِ حلال کی خصوصی طور پر تاکید فرمائی۔حقیقت یہی ہے کہ حلال روزی ہی سے دل میں پاکی پیدا ہوتی ہے۔(كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ)۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے ایک سائل نے دریافت کیا۔اسمِ اعظم کیا ہے؟ آپ نے فرمایا'' حلال رزق کھاؤ۔پھر جو کچھ پڑھو گے وہی اسمِ اعظم ہوگا۔''

قول سہیل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ:

آپ فرماتے ہیں کہ حرام خور کے تمام اعضاء گناہ میں مشغول رہتے ہیں،خواہ چاہے اور خواہ نہ چاہے اور جو شخص رزقِ حلال کھاتا ہے۔اُس کے تمام اعضاء محوِ عبادت رہتے ہیں اور توفیق خیر ہمیشہ اس کے شامل حال رہتی ہے۔

دست سوال دراز کرنے کی سختی سے ممانعت:

دست سوال دراز کرنے کو بھی آپ نے سختی سے منع فرمایا۔ ہزاروں مفلس نادار حاضر ہوتے مگر آپ اُن کے سوال کرنے سے پہلے ایسے انتظامات فرما دیتے کہ وہ مالا مال ہو جاتے اور اپنے اپنے مقامات کو لوٹ جاتے۔

ایک صاحب سائل بن کر معہ بیوی بچوں کے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔اُن کے دل میں یہ خیال تھا کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہزاروں افراد کا اجتماع ہوتا ہے ایک ایک پیسہ بھی خیرات دیں گے تو اچھا گزارہ ہو جائے گا،لیکن حضور کو یہ کب گوارا تھا آپ نے ان کو ''تخم پنواڑ'' عطا کی اور فرمایا اس کی چائے فروخت کیا کرو۔ چند ہی روز میں

اللہ کا فضل ہو گیا اور اُن کی مفلسی دور ہوگئی۔

جھولی بندے کی بندہ پرور بھر دے
کشکول میں مقصودِ گوہر بھر دے

حضرت قاضی بابا امجد علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بمبئی سے طلبی ہوئی تو وہ اپنے کسی دوست کے سفید کپڑے پہن کر سرکار کی خدمت میں پہنچے۔ جب قدم بوس ہوئے تو سرکار نے فرمایا۔ ''حضرت مانگ کر نہیں پہنتے۔'' اندازہ کیجئے اِس شہنشاہ کی تعلیم کا جو اپنے بچوں کی قدم قدم پر رہبری فرمائے۔

گداگری کی سختی سے ممانعت (ایک خصوصی واقعہ):

اِندور میں چاند خان نامی ایک صاحب کا قیام تھا۔ یہ حضرت معاشی طور پر پریشان تھے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات کی شہرت سُن کر یہ بابا صاحب کی خدمت میں واکی شریف حاضر ہوئے۔ پریشان حال تو تھے ہی، سرکار کی خدمت میں زائرین کا اجتماع دیکھ کر سوچا کہ یہاں لوگوں کے سامنے طبلہ بجا کر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں کچھ پڑھتا رہوں گا تو یہ سب حضرات کچھ نہ کچھ دے ہی دیں گے۔ چنانچہ طبلہ کمر سے باندھ کر گانا سُنانے لگے۔ سرکار اُن کے قریب تشریف لائے اور اُن کی کمر سے طبلہ کھول کر فرمایا۔ ''بابو تمہاری نیت بھیک مانگنے کی ہے۔ طبلہ کو لوبان لگا کر رکھ دو یہ تمہارا کام نہیں۔ اگر تم نے یہ کام کیا تو بڑے صاحب (اللہ میاں) کا حکم ہے کہ تمہارے ہاتھ پیر کاٹ دیئے جائیں گے۔''

چنانچہ چاند خان صاحب نے اُسی وقت طبلہ توڑ دیا اور سرکار کی خدمت میں رہنے لگے۔ ایک روز سرکار نے انہیں ایک جھاڑو عطا کی اور فرمایا ''حضرت جاروب کشی کیا کرو۔ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔'' چنانچہ چاند خان صاحب تاحیات جاروب کشی کرتے رہے۔ میرے آقا نے اِس طرح اُنہیں نوازا۔

وسوسہ دور کرنے کی تعلیم:

بابا صاحب کی خدمت میں ایک سالک نے اپنے خطرات کو جو عبادت الٰہی میں پیش

آتے تھے عرض کئے۔ ارشاد ہوا۔ ''ارے یہ سب تیرے دَم کا ظہور ہے''۔ آپ کے اس جملے نے اتنے وسیع مضمون کو سمیٹ کر سمندر کو کوزے میں بند کر دیا۔ یعنی نفس کلیہ کی طرف متوجہ کرنے کا کتنا حسین انداز اختیار فرمایا گیا۔ ایک اور سالک حاضر خدمت ہوئے۔ ان کے قلب میں بھی خطرات کا ہجوم تھا۔ اُن کے لئے ارشاد فرمایا۔ ''ارے پنجرہ سے کبوتروں کو اُڑا دے'' انسان کے قلب کو پنجرہ سے اور خطرات کو کبوتروں سے جو مثال دی گئی ہے یہ کشف کی مثالی صورتوں پر مبنی ہے، پھر اِس ارشاد کے ساتھ سالِک کو وہ ہمت بھی عطا کی جاتی ہے کہ عمل پیرا ہو کر فائز المرام ہو۔ اس کا خلاصہ ہے کہ ذکرِ الٰہی سے خطرات دور ہو جاتے ہیں۔ خدا کے نام کی دَستک سے خطرات کے کبوتر اُڑ جاتے ہیں۔

کیمیا گر کی اصلاح:

کانپور سے ایک کیمیا گر سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کیمیا بنانے کا نسخہ حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوا۔ کئی دنوں تک سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اپنا مُدعا عرض کرتا رہا۔ یہاں تک کہ چار ماہ گزر گئے۔ تنگ آ کر ایک روز مُدعا زبان پر لے آیا اور ساتھ ہی سرکار سے یہ بھی عرض کیا کہ دال چاول کھاتے، کھاتے تھک گیا ہوں۔ سرکار نے فرمایا ''جس لنگر خانے کی تو بات کرتا ہے، اس لنگر خانے سے ہم بھی کھاتے ہیں'' چنانچہ وہ خاموش ہو گیا۔ اِس طرح اُس کی اصلاح فرماتے رہے۔ پھر چند دنوں کے بعد ایک روز بابا صاحب محمد بیگ صاحب بٹن والے کے مکان پر تشریف فرما تھے۔ کیمیا گر یہاں پہنچ گیا اور موقع پا کر حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا؛ سرکار میرے لئے اَب کیا حکم ہے۔ جواب میں آپ نے فرمایا ''بابو بہت میلا کھایا تھا، اُس کی صفائی ہو گئی۔ اب صرف دال روٹی ملے گی۔ جاکو آوَ''۔ مطلب یہ کہ تم نے غلط کام کر کے جو رزق حاصل کیا وہ حرام تھا۔ یہاں اُس کی صفائی ہو گئی۔ اب رِزق حلال ملے گا۔ اِس طرح سرکار نے اپنی خدمت میں رَکھ کر اُس کیمیا گر کی اِصلاح کی۔

نسخہ کیمیا:

میرے ماموں صاحب نے کیمیا گری کے شوق میں کافی روپیہ برباد کیا تھا۔ ایک دن

کسی فقیر سے ملاقات ہوئی۔ فقیر نے کہا دوسو برس کے پرانے مکان کی دیوار پر ایک خودرو بُوٹی ہوتی ہے۔ فقیر نے اُس کی شناخت بتاتے ہوئے کہا کہ اُس بوٹی سے شنجرف (سُرخ رنگ کی ایک معدنیات، جو گندھک اور پارے کی آمیزش سے بنتی ہے) کا کشتہ باوَزن ہوجاتا ہے، جو کہ تانبے کو رَنگتا ہے۔ یہ اپنے گاؤں سے ناگپور آئے اور پرانے مکان پر شناخت شدہ فقیر کی بتائی ہوئی بُوٹی حاصل کی اور ارادہ کیا حضرت بابا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے بعد بھٹی لگائیں، تاکہ اُن کی دُعا کی برکت سے ہم کامیاب ہوجائیں۔ چنانچہ شکردرہ حضور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُس وقت حضور تانگہ میں سوار ہوکر باہر تشریف لے جارہے تھے۔ گلے میں پھولوں کا گجرہ تھا جس میں تُلسی کے پتے لگے ہوئے تھے۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ نے اُس میں سے ایک پتّہ نکال کر میرے ماموں کو دے دیا۔ اُس پتے کو لے کر واپس ہوئے اور حاصل کردہ بوٹی کے مگدے میں حضور رحمۃ اللہ علیہ کے دیئے ہوئے تلسی کے پتے کو بھی شریک کردیا اور مگدے کے درمیان ایک ماشہ شنجرف کی ڈَلی رکھ کر دو اُپلوں کی آگ دے دی۔ آگ سرد ہونے کے بعد بھٹی کھولی تو پڑتال کا کشتہ باوَزن تیار تھا۔ یہ بہت خوش ہوئے اور اُسے فوراً باریک پیس کر ایک پڑیا باندھی اور تانبہ گلا کر اُس میں پڑیا جھونک دیا۔ جب موس کھولی تو سونا تیار تھا۔ بازار لے جاکر فروخت کیا۔ اُس کے بعد ہرچند کوشش کی لیکن اس بوٹی سے شنجرف کا کشتہ تیار نہ ہوسکا اور نہ پھر کبھی ایسا اتفاق ہوا کہ حضور تلسی کا پتہ دیتے۔

سیٹھ رزاق صاحب بابا صاحب کے بے حد عقیدت مند تھے۔ آپ نے دربار کی تعمیری کام میں بھی حصہ لیا۔ یہ واقعہ ۲۶/اپریل ۱۹۴۹ء کو لکھوایا۔

(راوی: سیٹھ عبدالرزاق فروٹ مرچنٹ)

اَمانت کی تعلیم:

حضرت مولانا عبدالکریم شاہ صاحب تاجی المعروف محمد یوسف شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بمبئی سے ایک شخص آیا۔ وہ بمبئی سے اچھے قسم کے کچھ آم ساتھ لائے تھے جو

سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کرنے تھے۔ حضرت مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُس سے دریافت کیا ''بمبئی سے کیا لائے ہو۔ اس نے وہ آم لاکر پیش کئے اور بتایا کہ یہ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں پیش کرنے کے لئے لایا ہوں۔ آپ نے یہ سمجھتے ہوئے کہ سرکار تو کھاتے نہیں ہم ہی لوگوں کو عطا کردیں گے۔ اُس میں سے دو آم نکال کر خود کھائے اور جو لوگ موجود تھے، اُن کو کاٹ کر کھلائے۔ صبح اُس شخص کو ساتھ لے کر سرکار میں حاضری کے لئے گئے تو آم گھر بھول آئے۔ سرکار کی قدم بوسی کی۔ جب اُس شخص نے قدم بوسی کرنا چاہی تو آپ نے اُس کو حکم دیا: ''پہلے مولانا کو ۱۱ جوتے مار اور ۹ گن۔'' قربان بابا رحمۃ اللہ علیہ کے اُس غلام پر جس نے حکم کی تعمیل میں گردن جھکادی اور گیارہ جُوتے کھائے۔

جُوتے کھانے کا واقعہ حضرت قاضی بابا سیّد امجد علی تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھی ہوا۔ آپ کو پانچ جُوتے لگے تھے۔ جس پر حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت فخر کرتے تھے کہ میں بھی سرکار کا جُوتے خور ہوں۔

حقوق العباد ادا کرنے کا حکم:

ایک نواب صاحب کی اُٹھارہ لاکھ کی جائیداد کا مقدمہ کورٹ میں چل رہا تھا۔ یہ کورٹ کے چکروں سے تنگ آکر سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قدم بوس ہوکر سرکار سے عرض کیا کہ کیس کا فیصلہ میرے حق میں ہوجائے اور پوری جائیداد مجھے مل جائے۔ سرکار نے کوئی جواب نہیں دیا۔ کئی روز بعد سرکار رحمۃ اللہ علیہ تانگہ میں تشریف لے جارہے تھے۔ نواب صاحب بھی تانگہ کے پیچھے دوڑ رہے تھے۔ راستے میں ایک ہریجن کپڑے میں بندھی ہوئی روٹیاں سر پر رَکھ کر جارہا تھا۔ اُس کی نظر جیسے ہی سرکار پر پڑی دوڑ کر سرکار کے قدموں میں سر جھکایا۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے روٹی کی پوٹلی اُس کے سر سے اُٹھالی اور تانگے سے نیچے اُتر گئے۔ قریب ہی ایک اِملی کا پیڑ تھا۔ آپ اُس کے سائے میں بیٹھ گئے، پوٹلی کو کھولا، اُس میں سے ایک روٹی نکال کر آدھی نوش فرمائی اور آدھی نواب صاحب کو عطا کرکے فرمایا ''پوری کھانے سے ہگنا لگ جاتا ہے، لاؤ جی بیڑی پلاؤ۔''

نواب صاحب نے فوراً بیڑی پیش کی اور مقدمہ کے کاغذات بھی حضور کے سامنے پیش کئے۔ حضور نے اپنی بیڑی کاغذات کے درمیان رَگڑ کر ارشاد فرمایا: ''حقدار کا حق دیتے اچھے رہتے۔ ہم نے اپنی مُہر لگادی۔'' نواب صاحب سمجھ گئے۔ سرکار کا حکم پاتے ہی روانہ ہوگئے۔ یہ تو سمجھ ہی گئے تھے کہ سرکار کا یہی حکم ہے کہ حقدار کا حق دو۔ چنانچہ یہ پیشی پر حاضر ہوئے کیس کا فیصلہ سُنا تو وہ بابا صاحب کے حکم کے مطابق ہی تھا۔ یعنی جائیداد کی آدھی آدھی تقسیم کا حکم ہوا۔ سرکار میں حاضری کا مقصد نواب صاحب یہ لے کر آئے تھے کہ پوری جائیداد مجھے مل جائے گی۔ لیکن سرکار پر تو یہ روشن تھا کہ اِس طرح دوسرے فریق کا حق مارنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ سرکار اُن کو بھی راہِ راست پر لے آئے اور تقسیم صحیح ہوگئی۔

حقوق العباد اَدا نہ کرنے والوں کو اِس دنیا میں بھی سزا ملتی ہے۔ آخرت میں تو یہ لوگ سخت سزا میں مبتلا ہوں گے۔

ناجائز رقم کی نذر قبول نہیں کی:

ناگپور کوتوالی کے منشی عبدالرحمٰن صاحب کو ایک روز رِشوت میں کافی رَقم ملی۔ اُس خوشی میں وہ کچھ مٹھائی لے کر سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوکر وہ مٹھائی سرکار کے سامنے رکھی۔ لیکن سرکار نے اُسے ہاتھ نہیں لگایا۔ منشی جی اَدب سے کھڑے رہے اور دل میں کہتے رہے کہ سرکار قبول کرلیں لیکن سرکار نے اُن کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کیا۔

اِسی دوران ایک شخص نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جوار کی روٹی پیش کی جو وہ خصوصی طور پر اپنے گھر سے سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے لئے پکوا کر لایا تھا۔ حضور نے اُسے اپنے قریب بلا کر فرمایا: ''یہ رِزقِ حلال ہے اِسے ہم کھائیں گے۔'' حضور نے ایک ٹکڑا توڑ کر نوش فرمایا اور منشی جی کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا ''رِشوت کی کمائی سے دین و دنیا دونوں خراب ہوتے ہیں جی۔'' اِس طرح سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے منشی جی کی اصلاح فرمائی۔

شاہ حیات رحمۃ اللہ علیہ رودولی شریف کے سجادہ نشین کی اِصلاح:

سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے خدمت میں چند پٹھان حاضر ہوئے۔ اُن کے کسی عزیز کو

پھانسی کا حکم ہو چکا تھا۔ اپیل کرنا چاہتے تھے۔ سرکار سے دعا کے لئے عرض کئے۔ سرکار نے فرمایا ''رودولی میں ہمارے سجادہ سے دعا کراؤ۔'' یہ لوگ رودولی شریف حضرت شاہ حیات صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے۔ شاہ صاحب رودولی شریف کی گدی کے سجادہ نشین، گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے خان بہادر اور آنریری مجسٹریٹ ہونے کے علاوہ بہت بڑے جاگیردار بھی تھے۔ یہ لوگ جس وقت شاہ صاحب کی خدمت میں پہنچے۔ شاہ صاحب تاش کھیلنے میں ایسے مصروف تھے کہ ان حضرات کی جانب کوئی توجہ نہ دی۔ یہ لوگ تھوڑی دیر انتظار کے بعد بدگمان ہوکر پھر ناگپور سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے جلال میں فرمایا:

''ہمارا سجادہ چاہے تاش کھیلے، کچھ بھی کرے، تم کون ہوتے ہو؟ اگر پھانسی سے بچانا ہے تو اُسی سے دُعا کراؤ۔''

یہ لوگ تو بے حد پریشان تھے۔ دوبارہ رودولی شریف شاہ حیات صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے۔ اِس مرتبہ شاہ صاحب نے اِن لوگوں سے دریافت کیا: ''تم لوگ پہلے بھی آئے تھے۔ اور بغیر کچھ بات بتائے چلے گئے۔ کیا معاملہ ہے، بتاؤ۔''

اُن لوگوں نے اپنے مقدمہ کی تفصیل معہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کے بیان کی اور یہ عرض کیا کہ اَب صرف آپ کی دعا کی ضرورت ہے۔ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جملہ سُن کر شاہ صاحب پر ایک خاص کیفیت طاری ہوئی آپ نے دو رکعت نمازِ شکرانہ ادا کر کے بہت دیر تک روتے ہوئے سجدہ میں سر رَکھ کر دعا کی۔ سجدہ سے سر اُٹھا کر اُن لوگوں سے فرمایا ''جاؤ تمہارا ابھی کام ہوگیا اور میرا بھی کام ہوگیا۔''

(مقبول احمد تاجی اُن کے صاحبزادے سے ملے تھے، انہوں نے بتایا کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حکم سُن کر رَقص کرنے لگے۔ بار بار حکم سنتے اور رقص کرتے۔ اُسی میں اُن کو دعا دی اور اُن کا کام ہوگیا)

حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے خط کا اِقتباس:

حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ایسے حضرات جنہوں نے سرکار کی زیارت

بھی کی اور ایسے حضرات جو زیارت نہ کر سکے لیکن کورچشم حضرات کی سُنی سُنائی باتوں پر سرکار رحمۃ اللہ علیہ کو مجذوب سمجھ بیٹھے ہیں۔ اِس سوانح میں واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ قطب مدارِعالم ہیں۔ لاکھوں حضرات آج بھی فیض حاصل کررہے ہیں۔ یہاں سرکار غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خط بنام حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ کا اقتباس پیش کررہا ہوں۔ اُس کی روشنی میں سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پر قلب کی گہرائیوں سے نظر ڈالیں تو سرکار رحمۃ اللہ علیہ کو سمجھنے میں آسانی ہوجائیگی۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: میرے شیخ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت شیخ سعدی گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا۔ اہل معرفت کو کیونکر پہچان سکتے ہیں، تو حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اہل معرفت کی علامت ترک ہے جس میں ترک ہوگی۔ یقین جانو کہ وہ اہل معرفت ہے اور جس میں ترک نہیں اُس میں معرفت حق کی بُو بھی نہیں۔ یہ اچھی طرح یقین کرلو کہ کلمہ شہادت اور نفی واثبات حق تعالیٰ کی معرفت ہے۔ مال ومرتبہ بڑے بھاری بُت ہیں۔ اُسی نے بہت لوگوں کو سیدھی راہ سے گمراہ کیا۔ یہ گمراہ معبودِ خلائق بن رہے ہیں اور جاہ ومال کی پرستش کررہے ہیں۔ پس جس نے جاہ ومال کو دِل سے نکال دیا۔ اُس نے گویا پوری نفی کردی اور جسے حق تعالےٰ کی معرفت حاصل ہوگئی اُس نے پورا پورا اثبات حاصل کرلیا اور یہ بات لا الٰہ الا اللہ کہنے اور اُس پر عمل کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔''

میرے آقا ومولا رحمۃ اللہ علیہ نے خود کو دُنیا کی ہر چیز سے ترک کرلیا تھا۔ مُریدین اور عقیدت مند آپ کی آسائش کے لئے ہر قسم کا سامان حاضر رکھتے تھے۔ لیکن آپ نے زمین ہی کو اپنا بستر بنایا۔

چچا سعدی رحمۃ اللہ علیہ اچھے آدمی ہیں:

حضرت فرید خان صاحب فضاؔ بیان فرماتے ہیں۔ ایک مدراسی میجر سیّد امین الدین

صاحب نے اپنے چھوٹے بھائی کو پڑھانے کیلئے فضاؔ صاحب کے والد بزرگوار سے عرض کیا۔ انہوں نے کہا اچھا میاں گلستان لے آؤ۔ چنانچہ وہ صاحبزادے گلستان لے کر شام کو روزانہ پڑھنے آتے تھے۔ ایک دن شام کو نہ آئے تو والد صاحب نے نہ آنے کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے بتایا ہم لوگ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے پاگل خانہ چلے گئے تھے، وہاں جیسے ہی میرے دل میں خیال آیا آج گلستان کا ناغہ ہوگیا، ماسٹر صاحب ناراض ہوں گے۔ فوراً بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا چچا سعدی رحمۃ اللہ علیہ اچھے بڑے آدمی ہیں۔ اور گلستان اچھی کتاب ہے اور وہ مولانا صاحب بھی اچھا پڑھاتے ہیں۔

قارئین کرام! شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام بَلَغ العلےٰ بکمالہٖ کو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا ہے۔ اِس کی بُزرگوں نے تائید کی ہے۔ اِسی وجہ سے سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے احتراماً شیخ صاحب کو چچا کہہ کر مخاطب کیا ہے۔

احساسِ برتری کی ممانعت:

ایک صاحب محکمہ جنگلات میں ملازم تھے۔ اُنہیں یہ زُعم تھا کہ میں بابا کا بچہ ہوں۔ اِس لئے اپنے افسران کو بھی وہ خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ جس کی وجہ سے اُن کے افسران اُن سے ناخوش تھے۔ اور اُن کو علیحدہ کرنے کی فکر میں لگے ہوئے تھے۔ جب اِن حضرت کو خبر ہوئی تو سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے۔ جیسے ہی قدم بوس ہوئے سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''ہم کسی کو کم نہیں سمجھتے۔''

یہ صاحب متنبہ ہوئے اور اپنا انداز بالکل تبدیل کردیا۔ افسروں کو آپ کے بدلے ہوئے انداز پر تعجب ہوا تو اُن حضرت سے دریافت کیا۔ انہوں نے پوری تفصیل بتائی۔ تفصیل سُن کر سب افسروں کو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت ہوگئی۔ حاضر دربار ہوئے اور اُن صاحب کی طرف افسروں کی خصوصی توجہ بھی ہوگئی۔

نہ کوئی مرد دیکھنا نہ عورت دیکھنا:

ایک حافظ صاحب پابند شریعت حضور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک مقدمہ کی فتح یابی کے

سلسلے میں حاضر ہوئے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کی طرف دیکھا۔ اُس کے بعد زمین پر کچھ لکھا اور فرمایا ”تمہارا کام ہوگیا، تم جاؤ۔“

یہ حضرت اور رُک کر فیض حاصل کرنا چاہتے تھے۔ چند دن کے لئے رُک گئے۔ ایک روز جنگل میں چل رہے تھے، یہ بھی ہمراہ تھے۔ بابا صاحب جنگل کی ایک کٹیا میں اندر چلے گئے۔ اس میں ایک مائی تھیں۔ اِن حضرت کے دل میں خیال ہوا۔ کٹیا میں تنہا عورت ہے، بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو تنہائی میں نہیں جانا چاہیے۔ حضور واپس لوٹے اور حافظ صاحب کی طرف اشارہ کرکے فرمایا:

”اِس کو نکالو یہ فسادی آدمی ہے۔ اس کو بھگاؤ۔“ یہ فرما کر پھر جنگل کی طرف چل دیئے۔ حافظ صاحب بہت پشیمان ہوئے اور معافی چاہنے کے لئے ہجوم سے دور دور چلتے رہے۔ ایک جگہ حضور رحمۃ اللہ علیہ خود اُن کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

”بابا اللہ اللہ کرنا، نہ کوئی مرد دیکھنا، نہ عورت دیکھنا۔“

حافظ صاحب نے قدم بوسی کی اور سمجھ لیا کہ معافی ہوگئی اور واپس گھر آگئے۔

ایفائے عہد کی تلقین:

ایفائے عہد (یعنی عہد کو پورا کرنے) کی قرآن و حدیث میں خصوصیت سے اس کی ہدایت اور تاکید فرمائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ○ (سورۂ بنی اسرائیل۔ آیت 34)

ترجمہ: اور اپنا عہد پورا کرو، یقیناً تم سے قیامت میں ہر عہد کی بابت پوچھا جائے گا۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے۔

وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ (سورۂ البقرہ۔ آیت 177)

ترجمہ: اور اللہ کے نزدیک نیک لوگ بھی ہیں جو اپنے عہد کو پورا کریں جب عہد کریں۔

حدیث شریف:

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خطبوں میں اکثر فرمایا کرتے تھے: ”جو اپنے عہد کا پابند نہیں

اُس کا دین میں حصہ نہیں۔“

ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”عہد کا پورا نہ کرنا منافقوں کی خاص نشانیوں میں سے ہے۔“ گویا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کے مطابق عہد شکنی اور وعدہ خلافی ایمان کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتے۔

چنانچہ قرآن و حدیث کے احکام کے مطابق سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ ایفائے عہد کی خصوصی طور پر تلقین فرماتے آپ کے مُریدین خلفاء عقیدت مندان میں اگر کوئی غلطی کرجائے اور معافی کا طالب ہوجائے تو سرکار اسے معاف فرمادیتے تھے۔ لیکن ایفائے عہد میں اگر ذراسی بھی لغزش پاتے تو تنبیہہ کے ساتھ سزا بھی دیتے۔

وعدے کی یاد دہانی:

ایک طوائف اپنی لڑکی کے ہمراہ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سرکار سے عرض کی: ”بابا یہ میری لڑکی ہے، اُسے میں گانے بجانے کے پیشے سے بچانا چاہتی ہوں۔ مگر معاشی تنگی کی وجہ سے مجبور ہوں۔ آپ سے درخواست ہے کہ اِس کے لئے دعا فرمائیں، اِس کا کسی اچھی جگہ نکاح ہوجائے تو یہ دربار میں حاضر ہوکر نذر پیش کر کے غرباء کو کھلائے گی۔“

سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: ”ہو جی بڑے آدمی سے نکاح ہوجاتا۔ بہت خوش رہتی، لڑکا پیدا ہوتا۔“

حضور کا ارشاد حرف بہ حرف پورا ہوا۔ بڑے آدمی سے نکاح ہوگیا اور شاندار زندگی بسر ہونے لگی۔ ایک سال بعد لڑکا بھی تولد ہوگیا۔ لڑکے کا عقیقہ بہت دُھوم دَھام سے ہوا۔ غریبوں کو بھی کھلایا خود کھایا۔ اُسی وقت سے پیٹ میں درد شروع ہوگیا۔ بڑے آدمی کے گھر تو تھی، بہتر سے بہتر ڈاکٹروں سے علاج کرایا گیا لیکن افاقہ کی بجائے تکلیف زیادہ ہی ہوتی گئی۔ رات دن تڑپتی سوکھ کر کانٹا ہوگئی۔ ڈاکٹر، حکیم بے حد پریشان تھے۔ ایک سال بعد زندگی سے مایوس ہوگئی۔

ایک رات غفلت طاری ہوئی کیا دیکھتی کہ بابا صاحب تشریف لائے اور فرمایا: ''فقیر سے دھوکہ اور بے وفائی کی، خود آئی نہ بچے کو حاضر کرایا۔ اور نہ ہی دربار میں نذر پیش کر کے غرباء کو کھلایا۔'' جیسے ہی آنکھ کھلی، والدہ کا وعدہ یاد آیا۔ اور اپنی غلطی اور وعدہ خلافی پر بے حد پشیماں ہوئی۔ خیال ہوا میں نے بچے کی کم عمری کی وجہ سے دربار میں نیاز نہیں پیش کی، گھر پر غرباء کو کھلایا لیکن جہاں کا وعدہ کیا تھا۔ وہ پورا کرنا چاہیے۔ اَب تو وہ سفر کے لائق بھی نہیں تھی۔ اِسی حالت میں ارادہ کرلیا۔ جیسے ہی تیاری شروع کی درد میں کمی ہوئی۔ ناگپور پہنچی تو صحت بحال ہو چکی تھی۔ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ رو رو کر معافی طلب کی۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں فرمایا تھا وہی الفاظ اُس کے سامنے دہرائے۔ اُس نے دربار میں بہت دھوم دھام سے نذر پیش کی اور سرکار کے قدموں میں سر رَکھ کر خوب روئی۔ میرے آقا نے دعا دے کر قصور معاف فرما دیا۔

ان اللہ ھو التواب الرحیم:

حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ جہاں بھی تشریف فرما ہوتے، وہاں ایک بازار لگ جاتا۔ تمام کھانے پینے کی چیزیں مل جاتیں۔ بڑے، بھجئے فروخت کرنے والے بہت ہوتے (بڑے مونگ کی دال یا ماش کی دال کے بنتے ہیں)۔ سرکار کے اشارے پر زائرین میں بڑے بھجئے تقسیم ہوجاتے۔ زائرین ہی میں سے اُس کی قیمت کوئی بھی ادا کر دیتا۔ ایک بیمار بڑھیا نے سرکار سے عرض کیا (منّت مانی) کہ میں صحت یاب ہوجاؤں گی تو حاضر ہو کر بڑے تقسیم کروں گی۔ گاؤں پہنچی اور صحت یاب ہوگئی۔ سرکار میں حاضر ہوئی اور دُھوم دَھام سے نیاز کر کے زائرین کو اعلیٰ قسم کا کھانا کھلایا اور اپنے گاؤں واپس پہنچ گئی۔ دوسرے ہی روز پھر بیمار ہوگئی۔ افاقہ نہ ہونے پر پھر حضور میں حاضری دی اور رونے لگی۔ سرکار نے ارشاد فرمایا ''اماں بڑے بانٹتے، اَچھے ہوجاتے۔'' تب اُسے یاد آیا کہ میں نے منّت اُسی کی مانی تھی۔ چنانچہ بڑے تقسیم کروائے اور صحت یاب ہو کر واپس لوٹی۔ آج بھی سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا ایفائے عہد کے سلسلہ میں اِتنا ہی سخت معاملہ ہے۔

وعدہ خلافی کی سزا:

ایک صاحب سالانہ عُرس میں شریک ہوئے اور مجھ (قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی) سے فرمایا کل بھی لنگر ہوگا۔ میں نے اُن سے کہا کل یعنی 26 محرم کو بڑا لنگر ہوتا ہے۔ اُس پر انہوں نے کہا کہ کل کے لنگر کے چوتھائی اخراجات میں صبح پیش کروں گا۔ میں نے پورا تخمینہ اُنہیں بتا دیا تھا۔ یہ منّت انہوں نے پہلے مان رکھی تھی، وہ کام ہو گیا تھا۔ صبح وہ تشریف نہیں لائے اور نہ رات میں۔ لنگر حسب معمول ہو گیا۔ اُن سے ملاقات نہ ہوئی۔ بعد میں پتہ چلا کہ جس کام کی منّت مانی تھی، وہ ہو گیا تھا لیکن انہوں نے وعدہ پورا نہیں کیا جس کی وجہ سے بنا بنایا کام پھر بگڑ گیا۔ اور انہیں بہت سخت سزا ملی۔ (راوی: قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ)

وعدہ کر کے بھول جاتے:

خواجہ منصور صاحب کی اہلیہ کے تعلق سے مرض کے سلب کرنے کا واقعہ اَگلے صفحات میں آئے گا۔ خواجہ صاحب کے والد بزرگوار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عاشق تھے۔ وہ خواجہ صاحب کی شادی اپنے ایک عزیز کی لڑکی سے کرانا چاہتے تھے۔ بات کے سلسلہ میں خواجہ صاحب کے والد کئی بار اُن کے گھر گئے۔ وہ لوگ ایک دیہات میں رہتے تھے۔ لیکن اُن کو کوئی خاطر خواہ جواب نہیں مل رہا تھا۔ یہ حضرت سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ میں منصور کی شادی فلاں جگہ فلاں لڑکی سے کرنا چاہتا ہوں۔ اُن کے گھر کے چکر کاٹتے کاٹتے تھک گیا ہوں۔ اَب اُن کے گھر نہیں جاؤں گا۔ شادی وہیں کرنی ہے، اَب وہ خود آ کر کسی طرح بتا دیں، تب جا کر تاریخ عقد وغیرہ طے کرنے جاؤں گا۔ اُس زمانہ میں یہ بالکل ناممکن تھا کہ لڑکی والے لڑکے کے گھر جا کر جواب دے۔ اِس شرط کے ساتھ یہ بھی عرض کیا کہ شادی کر کے دولہا دلہن کو پہلے آپ کی قدم بوسی کے لئے لاؤں گا پھر گھر لے جاؤں گا۔ لڑکی والوں کے عزیز کچھ باہر تھے۔ اُن کو خط لکھ کر مشورہ طلب کیا تھا۔ جن سے مشورہ طلب کیا تھا وہ حضرت لمبے دورہ پر کہیں دور گئے ہوئے تھے، اِس لئے مشورہ دیر میں ملا۔ اِدھر خواجہ صاحب کے والد نے اُدھر کا رُخ کرنا چھوڑ دیا۔ اب لڑکی والے پریشان

ہو گئے کہ اُن کو کس طرح کہا جائے کہ ہم تیار ہیں۔ چنانچہ لڑکی کے بھائی نے مشورہ دیا کہ میں اُن کے شہر جاتا ہوں اور اُن کے گھر حسب معمول ٹھہروں گا۔ وہ لوگ دریافت کریں گے کیسے آنا ہوا تو بتادوں گا کہ آپ کے یہاں سے جو بہن کا رشتہ آیا ہے۔ اُس سلسلے میں کپڑے وغیرہ خرید کر تیار کرانے ہیں۔ اِس لئے یہاں سے کپڑا لینے آیا ہوں چنانچہ یہ پہنچے اور دو روز رہ کر یہ بتا کر چلے گئے۔ بڑے میاں کو اِشارہ مل چکا تھا چنانچہ جا کر تاریخ لی اور آ گئے۔ تاریخ مقررہ پر بارات لے کر گئے، عقد ہو گیا اور دوسرے روز گھر آ گئے۔ چوتھے پانچویں دن نئی دلہن نے خواب دیکھا کہ ڈاکیا آیا اور ایک لفافہ دے گیا۔ اوپر دلہن کے سُسر کا اور ساس کا نام لکھا تھا۔ یہ پڑھی لکھی تھیں، لفافہ کو اِس خیال سے نہیں کھولا کہ دوسروں کے نام کا ہے لیکن جب لفافہ کے نیچے کے حصہ پر نظر پڑی تو اُن کا اور اُن کے میاں کا نام بھی تھا۔ چنانچہ لفافہ کھولا۔ اندر خط اُن کے سُسر صاحب کے نام تھا۔ اِس میں لکھا تھا تم نے جس طرح شادی چاہی ہو گئی، تم نے ہم سے بھی ایک وعدہ کیا تھا جسے بھول گئے۔ خیر بڑے صاحب خوش رکھیں اور نیچے بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ لکھا تھا۔

صبح یہ نئی دلہن خواب کی وجہ سے بے حد پریشان تھیں۔ دلہن کو پریشان دیکھ کر پورا گھر پریشان ہو گیا۔ بمشکل تمام دلہن نے اپنی چھوٹی نند کو پورا واقعہ سُنایا۔ اُس نے اپنی والدہ کو دلہن کی پریشانی کی وجہ بتائی۔ سسر صاحب جب گھر آئے تو اُن کو دلہن کا خواب سُنایا۔ یہ وعدہ کر کے بھول گئے تھے۔ وعدہ یاد آ گیا تو اپنا منہ پیٹ لیا۔ بیٹے سے کہا کہ نوکری رہے یا چلی جائے صبح ناگپور شریف سرکار کی خدمت میں جانا ہے۔ چنانچہ دوسرے روز گئے، دلہا دلہن کو خدمت میں پیش کیا۔ ایک روز رُک کر معافی تلافی کرالی اور واپس گھر آ گئے۔

اِس قسم کے بہت سے واقعات ہیں اور ہر واقعہ میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سختی ہی سے کام لیا اور اُس کی سزا بھی دی۔

کوئی آپ کے دَر سے کبھی خالی نہیں گیا۔ بغیر کسی منّت کے بھی سب کے کام ہوتے رہے اور آج بھی وہی سلسلہ جاری ہے اور تا قیامت انشاءاللہ تعالیٰ جاری رہے گا۔

میں (مؤلف قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی) نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ دربار تاج الاولیاء قصبہ کالونی میں سینکڑوں مُراد مند حاضر ہوتے ہیں اور بامُراد لوٹتے ہیں۔ دربار تاج الاولیاء قصبہ کالونی میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یوم ولادت 15 رجب کو منایا جاتا ہے۔ یہ تقریب ہندوستان، پاکستان میں واحد جگہ ہوتی ہے اور سرکار تاج الاولیاء کے حکم سے ہوتی ہے۔ اب یہ جشن ولادت R-43 عبداللہ بنگلوز دربار تاج الاولیاء عبداللہ آباد سرجانی ٹاؤن میں منایا جاتا ہے۔

ہر دَم اُس کی عنایت تازہ ہے
اُس کی رحمت بے اندازہ ہے
جتنا ممکن ہو کھٹکھٹائے جاؤ
یہ دست دُعا خدا کا دروازہ ہے

(قاضی سیّد امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ)

یک دَرگیر (تنبیہہ):

بابا یوسف شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک دفعہ ہم نے ارادہ کیا کہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے عُرس شریف میں حاضری دیں۔ حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اِجازت کی غرض سے حاضر ہوئے۔ ہمیں دیکھتے ہی سرکار نے ڈانٹ کر فرمایا: ''معین الدین تیرا باپ لگتا ہے۔'' ہم متنبہ ہوئے اور ارادہ منسوخ کر دیا۔

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سرکار اپنے بچوں کی تربیت خود ہی فرماتے تھے اور آج بھی فرما رہے ہیں۔

جملہ مشائخ طریقت اِس مسئلہ سے متفق ہیں کہ وہ مُرید جو اپنے پیر کے سوا کسی اور طرف متوجہ ہوتا ہے، وہ طلب میں صادق نہیں۔ ہمیشہ محروم اور ناکام رہتا ہے۔

حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا طریقۂ بیعت:

حضرت قاضی بابا سیّد امجد علی شاہ صاحب تاجی فرماتے ہیں کہ:

میری نظر سے ''منہاج العشقیہ فی ارشادالوارثیہ'' گزری۔حضور وارث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کے غلاموں کی درخواست پر اُن کی پیدا ہونے والی اولاد، گزرے ہوئے والدین، حاضر وغائب افراد کو مُرید فرمالیا۔ یہ فرمان اَٹل تھا کہ جس نے ہم سے محبت کی وہ ہمارا مُرید ہے۔میرے سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی عمل رہا۔

آپ کے بھی فرمان اِسی طرح کے رہے۔آپ ایک نرالی شان سے دنیا میں آئے آپ کا طریقہ بیعت بھی نرالا رہا۔

فرمان:

☆...... تجھے ہم نے پلٹن میں بھرتی کرلیا۔

☆...... تیرا نام رجسٹر میں لکھ لیا۔

☆...... جس نے ہمیں دیکھا وہ ہمارا ہو گیا۔

بعض لوگ جو ظاہری بیعت چاہتے تھے اُن کو باقاعدہ بیعت کیا۔ حضرت مولانا عبدالکریم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے جب اِس سلسلہ میں کسی نے دریافت کیا تو آپ نے جواب میں فرمایا: میرے سرکار ولی بنا دیتے ہیں۔ اِس شہنشاہ ہفت اقلیم رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کے تعلق سے کیا لکھا جاسکتا ہے جس کی شان یہ ہو۔

حضور رحمۃ اللہ علیہ کے ایک قدیم غلام احمد علی خان صاحب نے ایک شخص کو حضور رحمۃ اللہ علیہ میں پیش کیا اور عرض کی۔حضور رحمۃ اللہ علیہ یہ آپ کا غلام ہونے کے باوجود تنگدست ہے۔اِس پر توجہ فرمائیں۔حضور رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً فرمایا: ''ہم تو پَرلاد کا بھی خیال رکھتے ہیں۔''

احمد علی خاں صاحب اِس جواب کو نہیں سمجھے۔جس کے لئے آپ نے کہا تھا وہ سمجھ گیا۔ اس نے احمد علی خاں صاحب کو مایوس دیکھ کر کہا: باوا نے جو فرمایا ہے اُسے آپ سمجھے۔اُس پر انہوں نے نفی میں جواب دیا، تب اُس شخص نے اُن کو بتایا کہ میرے گھر پوتا ہوا ہے۔ اُس کا نام ہم لوگوں نے پَرلاد رکھا ہے۔اِس لئے باوا فرما رہے ہیں کہ ہم اُس کا ہی نہیں اُس کے پوتے کا بھی خیال رکھتے ہیں۔جواَ بھی پیدا ہوا ہے۔ایسے ان گنت واقعات رات دن

ہوتے رہتے تھے۔

ان حضرات کی تسلی کے لئے چند خصوصی واقعات تحریر کئے جاتے ہیں۔جو سرکار رحمۃ اللہ علیہ کو مجذوب اور صاحبِ سلسلہ بُزرگ نہیں سمجھتے۔ اس سے پیشتر ایک واقعہ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کا تحریر کردوں۔اِس سے اندازہ ہوجائے گا کہ بیعت کا تعلق دِل سے ہے۔

حضرت خواجہ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت:

حضرت خواجہ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کو اُن کے والد بُزرگوار مع خسرو رحمۃ اللہ علیہ و برادر بُزرگ کے حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے جارہے تھے۔اُن دِنوں حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کا قیام شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ کے مکان میں تھا۔راستہ میں حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے والد صاحب سے دریافت کیا۔ابا جان آپ ہم دونوں کو کہاں لئے جارہے ہیں۔تب والد صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا۔تم دونوں کو حضرت خواجہ نظام الدین بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کا مُرید بنانا چاہتا ہوں۔اُن کا قیام شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ کے گھر ہے۔وہاں لئے جارہا ہوں۔

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی، ابا جان مُرید ارادہ کرنے والے کو کہتے ہیں، جب تک میرا ارادہ بیعت کرنے کا نہ ہو میں کیونکر مُرید ہوسکتا ہوں۔حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اُن کی بات سُن کر تعجب ہوا۔تب اُنہوں نے اُن کے بڑے بھائی سے دریافت کیا ''تمہارا کیا خیال ہے۔''انہوں نے جواب دیا:''آپ میرے باپ ہیں اور ہر باپ اپنی اولاد کی بھلائی چاہتا ہے۔آپ نے مجھے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے مُرید کرانے کا ارادہ کیا ہے تو اِس میں یقیناً میری بھلائی ہوگی۔لہٰذا میں بیعت کرلینا چاہتا ہوں۔'' تب والد صاحب نے امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ سے مخاطب ہوکر فرمایا:''اگر تمہارا ارادہ نہیں ہے تو تم واپس جاؤ۔'' لیکن خسرو نے جواب دیا۔ابا جان آپ بھائی صاحب کو لے کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اندر چلے جائیں۔میں باہر بیٹھوں گا۔ یہ سُن کر والد صاحب مسکرائے۔ جب یہ لوگ محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ پہنچے تو حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ مکان کے باہر بیٹھ گئے۔اُن کے بڑے بھائی اور والد حضرت کی خدمت میں اَندر گئے اور آپ کے بڑے بھائی کو محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کا مُرید

کرادیا۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ باہر بیٹھے بیٹھے میں نے اپنے دل میں ایک قطعہ موزوں کیا۔ اس خیال سے کہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اگر کامل بُزرگ ہیں تو اپنے نورِ باطن سے اِس قطعہ کا حال معلوم کرلیں گے اور مجھے اُس کا جواب قطعہ کے ذریعے دیں گے۔ تب میں اَندر جا کر حضور رحمۃ اللہ علیہ کا مُرید ہو جاؤں گا، ورنہ والد صاحب اور بھائی صاحب جب واپس آئیں گے تو اُن کے ہمراہ گھر واپس چلا جاؤں گا۔

قطعہ یہ ہے۔

تو آں شا ہے کہ برایوں قصرت
کبوتر گر نشیند باز گردو
غریبے مستمندے برآمد
بیاید اندرون یا باز گر دو

یعنی تو ایسا بادشاہ ہے کہ اگر تیرے محل کے کنگرے پر کبوتر آن بیٹھے تو تیری برکت سے وہ باز بن جائے۔ یعنی ایک غریب حاجت مند تیرے دروازے پر آیا ہے وہ اندر آجائے یا اُلٹا چلا جائے۔

امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ یہ قطعہ موزوں کر کے چپ چاپ بیٹھ کر حضرت کے جواب کا انتظار کر رہے تھے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خادم باہر آیا اور امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کیا تم تُرک زادے ہو۔ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: میں لاچین نسل کا تُرک ہوں۔ اور میرے والد اور بھائی اَندر گئے ہیں، اُن کا انتظار کر رہا ہوں۔

اُن کا جواب سُن کر خادم نے کہا: حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ دروازے کے باہر ایک تُرک زادہ بیٹھا ہے، اُس کے سامنے جا کر یہ قطعہ پڑھ دو اور چلے آؤ۔

بیاید اندرونِ مردِ حق
کہ با ما یک نفس ہمراز گردو راہے
اگر آبلہء بُود آں مرد ناداں
ازاں راہ کہ آمد باز گردورا ہے

یعنی مردِ حق اندر آتا ہے تاکہ ہمارے ساتھ کچھ دیر ہمراز بن جائے، اگر آنے والا ناسمجھ اور نادان ہے تو جس راستے سے یہاں آیا ہے اُسی راستے سے واپس چلا جائے۔

جب خادم کی زبانی قطعہ کا جواب قطعہ میں پالیا تو خسرو رحمۃ اللہ علیہ دیوانوں کی طرح اُٹھ کر خادم کے ہمراہ اندر گئے۔ اندر اُن کے والد، بھائی، سیّد محمد کرمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ جیسے ہی خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اَمیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا مسکرائے۔ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً اُن کے قدموں میں سَر رَکھ دیا۔ جیسے ہی خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو یہ فرمایا:

بیا بیا! اے مردِ حق این جا بیا
یک نفس با ما ہم راز شو

یعنی: آجا، آجا اے مردِ حقیقت ایکدم کے لئے ہمارا ہمراز بن جا۔'' چنانچہ آپ مُرید بن گئے۔

قطعہ:

آنکھوں آنکھوں میں وہ جانے دل کو کیا سمجھا گئے
زندگی بیٹھے بٹھائے مفت برہم ہوگئی

الحذر رائے ضبط اُلفت اَلمدد جوشِ جنون
دور ہے منزل مگر رَفتار مدھم ہوگئی

حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں بھی جس نے قلب کی گہرائیوں سے مُرید ہونے کا خیال کیا اُس کو حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی غلامی میں داخل کرلیا۔ حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم آج بھی اسی طرح جاری ہے۔ تعلیم وتلقین اپنے غلاموں کو خواب میں بھی کی جارہی ہے۔

سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عمل سے بھی آپ کا طریقہ بیعت بالکل نرالا معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ آپ کے فیض یافتہ حضرات نے فرمایا ہے جو بالکل حقیقت ہے کہ سرکار نے جس

پر بھی خصوصی توجہ فرمائی وَلی بنا دیا۔ بیعت کے سلسلہ میں حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے جو فرمایا ہے پیش کر رہا ہوں۔

حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ:

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں پیری مُریدی کا سلسلہ نہ تھا بلکہ ہم نشینی وصحبت تھی۔جس کی پیروی ہم کرتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اِسی سُنّت پر عمل کرتے تھے۔ اِسی لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ ظاہری میں مُرید،خلیفہ یا سجادہ نشین کے الفاظ نہیں ملتے۔ بلکہ آپ کے فیض یافتہ حضرات اور دیگر عقید مند آپ کے بچے کہلائے۔جس کی وجہ سے ظاہر بین حضرات نے آپ کو مجذوب کہا۔

میں (مؤلف: کریم بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک مرتبہ ارادہ کیا کہ اَب حکمت کو چھوڑ کر توکّل پر رہوں اور دنیا سے کنارہ کر کے اللہ اللہ میں مشغول ہو جاؤں۔ اِس خیال میں چند دن گزرے تھے کہ ایک روز خواب میں دیکھتا ہوں۔حضور رحمۃ اللہ علیہ ایک پلنگ پر تشریف فرما ہیں۔اور میرے کئی پیر بھائی اُن کی خدمت میں موجود ہیں۔ میں قریب ہو کر قدم بوس ہوا تو حضور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا'' کیوں جی اَب بہت دیر دیر میں ملا کرتے ہو،آج کل کیا کام کرتے ہو۔'' میں نے جواب دیا:''جو حضور رحمۃ اللہ علیہ حکم فرمائیں۔'' حضور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''ابھی دَوا دَرمَن ہی کا کام کرتے نا یہی اچھا ہے،ترکِ دنیا کاروبار چھوڑ کر الگ ہونے کا نام نہیں،اپنے دل سے اُن خیالات کو ترک کرو جو اللہ تک پہنچنے میں حائل ہوتے ہیں،بس یہی ہے ترکِ دنیا۔''

ہم دُعا سنتے ہیں:

(قاضی امجد علی شاہ تاجی بابا رحمۃ اللہ علیہ کی بیاض سے)

اِس شہنشاہ کے سلسلہ بیعت کا کیا ذکر ہو سکتا ہے۔ جو یہ فرمائے گویّوں کے مشہور اُستاد عبدالکریم صاحب حضور رحمۃ اللہ علیہ کو کلام سُنا رہے تھے۔ جب وہ سُنا چکے تو حضور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔اچھا گاتا ہے رے۔ بھائی ضمیر احمد صاحب پیش امام مسجد تاج آباد شریف نے عرض

کیا۔حضور رحمۃ اللہ علیہ اُن کی آواز اور زیادہ کھل جائے۔ اِس کی دُعا فرمائیں۔ اُس کے جواب میں حضور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:''تُو دُعا کر ہم سنتے ہیں۔''

اِس طرح ایک مولوی صاحب نے حضور رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی۔ میرے لئے دعا فرمائیں اس کے جواب میں حضور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا'' دیکھو حضرت اپنی چادر ہم کو اوڑھاتا ہے'' غرض جس کو جس قابل دیکھتے ویسا عطا کرتے۔جیسا سوال ہوتا۔ ویسا جواب بھی دیتے۔

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مُرید بنانے کے چند واقعات:

حضرت بدرالدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بیعت کر کے خلافت نامہ عطا کیا۔

عین اللہ شاہ صاحب جن کا ذکر شجرہ کے سلسلہ میں آ چکا ہے۔اُن کا بیان ہے کہ حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بدرالدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو با قاعدہ بیعت فرمایا اور پاگل خانہ میں اُنہیں سندِ خلافت عطا کر کے کابل وقندھار روانہ کیا اور اُنہیں حکم دیا کہ وہاں جا کر سلسلہ کی تبلیغ کرو اور اَب تم نہ آنا ہم خود آیا کریں گے۔اِس شجرہ مبارکہ کے مطابق ہی عین اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ''تاج مُراری'' میں جو شجرہ شائع ہوا تھا،اُس کی تصحیح فرمائی۔

حضرت عبدالعزیز صاحب کی بیعت:

حضرت عبدالعزیز صاحب عرف نانا میاں رحمۃ اللہ علیہ جن کا ذکر آگے بھی آئے گا۔مُرید ہونے کے خیال سے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کا نام مع ولدیت اپنی ران پر تنکے سے تحریر فرمایا۔ وہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ میرا نام مع ولدیت حضرت کو کیسے معلوم ہو گیا۔اَب عقیدت اور زیادہ بڑھ گئی (یہ ایک فیشن ایبل نوجوان تھے)۔اب بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہونے کا جذبہ اور بڑھ گیا۔ اکثر آپ کی خدمت میں رہنے لگے۔ ایک روز حضور رحمۃ اللہ علیہ انتہائی جلال میں تھے۔ عین اُسی وقت حضرت عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوئے تو حضور رحمۃ اللہ علیہ نے اَپنا دَست مبارک اُن کی طرف بڑھایا۔انہوں نے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا۔اُس وقت حضور رحمۃ اللہ علیہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ۭ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ

''یقیناوہ لوگ جو آپ سے بیعت کرتے ہیں۔اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ہے۔''(سورۃ الفتح۔آیت 10)

یہ آیت پڑھ کر حضور رحمۃ اللہ علیہ نے نانا میاں رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ نانا میاں اِس طرح باقاعدہ مُرید ہو کر مطمئن ہو گئے۔

اماں صاحبہ کے سجادہ نشین کی بیعت:

حضرت فرید الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو اَماں صاحبہ کے سجادہ نشین رہے۔ اُن کی پیدائش 1911ء کی تھی۔حضور نے ان کو جبہ مبارک عطا کیا اور شربت پی کر پلایا۔

حسام الدین صاحب کی بیعت:

آپ رائے پور میں ایکسائز انسپکٹر تھے۔فرماتے ہیں کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت سن کر مجھے خیال آیا کہ میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مُرید ہو جاؤں۔اُسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک حوض پر وضو فرما رہے ہیں۔سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ جس عضو پر پانی ڈالتے ہیں وہ حصہ آئینہ کی طرح شفاف ہو جاتا ہے۔مکمل وضو کرنے کے بعد بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے حکم دیا ''تم بھی وضو کر لو'' میں نے بھی وضو کیا۔میرے بھی ہاتھ پیر اور چہرہ مثل آئینہ کے ہو گیا۔اُس کے بعد حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا دایاں ہاتھ میری طرف بڑھایا، میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے آپ کا دستِ مبارک تھام لیا۔اُسی وقت میں بیدار ہو گیا۔میں نے اِس کی یہ تعبیر لی کہ مجھے جو مُرید ہونے کا خیال آیا تھا اُس کی منظوری ہو گئی۔ چنانچہ دفتر جا کر چھٹی لی اور بیعت ہونے کے لئے ناگپور شریف روانہ ہو گیا۔سرکار کا قیام شکر درہ میں تھا۔جیسے ہی میں شکر درہ پہنچا دیکھا کہ سرکار تانگہ میں بیٹھ کر روانہ ہو رہے ہیں۔مخلوق کا ہجوم تانگے کے پیچھے دوڑنے لگا۔ چنانچہ میں نے بھی دوڑ لگائی اور سب سے آگے نکل کر تانگہ کے قریب پہنچ گیا۔بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے دیکھ کر فرمایا: ''کیوں دوڑتے ہو حضرت خواب میں ہاتھ ملا یا وہ بس ہے۔'' میرے دل میں خیال ہوا کہ

پِیروں کی طرح شربت بھی پلایا جائے۔حضور نے اُسی وقت پانی طلب فرمایا اور تھوڑا سا پی کر مجھے عطا فرما کر حکم دیا ''لے پی لے۔'' پانی پینے کے بعد پھر شجرہ مبارک کا سوچنے لگا کہ شجرہ مبارک بھی عنایت فرما دیں، تو بات مکمل ہو جائے گی۔اس خیال کے جواب میں آپ نے فرمایا ''جاؤ شجرہ حسن نظامی رحمۃ اللہ علیہ سے لے آؤ۔'' سرکار نے حکم تو دے دیا لیکن میرا دل اِس طرف رجوع نہیں ہوا لیکن سرکار کے حکم پر عمل کرنا ضروری تھا۔ اِس لئے میں نے حضرت حسن نظامی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک عریضہ تحریر کیا۔اُس میں اپنا تفصیلی معاملہ لکھا لیکن بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کا ذکر نہیں کیا اور نہ اپنا نام و پتہ لکھا۔اِس خیال سے کہ اگر وہ کامل بُزرگ ہوں گے تو اپنے کشف سے سب معلوم کر لیں گے کہ میں کون ہوں؟ کیا ہوں؟ اور مجھے جواب بھی عنایت فرمائیں گے۔اس طرح میری تسلی ہو جائے گی اور اُن کا حکم ملنے پر اُن کی خدمت میں پہنچ جاؤں گا۔اُن باطنی ڈاک والے بُزرگوں کا کیا کہنا۔ چند دن بعد ہی حضرت حسن نظامی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا گرامی نامہ ملا۔جس پر میرا پورا نام اور پتہ موجود تھا۔ اُس میں انہوں نے تحریر فرمایا تھا کہ ۱۷ ویں شریف کے موقع پر دہلی تشریف لے آئیں۔ خط پڑھ کر تمام بدگمانیاں دور ہو گئیں اور عقیدت و محبت کے ساتھ روانہ ہو کر دہلی پہنچا۔خواجہ صاحب کے مکان پر جس وقت پہنچا تو محفل سماع ہو رہی تھی۔حاضرین پر ایک خاص کیف تھا۔میں اَدباً ایک طرف کونے میں کھڑا ہو گیا۔تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ایک چوبدار نے آ کر مجھ سے کہا خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ یاد فرما رہے ہیں۔ جیسے ہی میں اُن کی خدمت میں پہنچا۔آپ نے فرمایا: حسام الدین تم آ گئے۔ یہ سنتے ہی مجھ پر ایک کیفیت طاری ہو گئی۔ سماع ختم ہونے پر خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خلوت گاہ میں بلایا اور فرمایا حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے تمہارا نام پتہ اور حلیہ بتا دیا تھا۔ بلکہ تمہیں میرے روبرو کر کے بتایا تھا کہ یہ شرارتاً اپنا نام اور پتہ ظاہر نہیں کر رہا ہے۔ہم نے اُسے حکم دیا ہے کہ تم سے شجرہ لے لے۔ یہ سب کچھ تمہیں اس لئے بتایا ہے کہ سب بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت ہے۔حکم کی تعمیل میں تمہیں شجرہ دیتا ہوں اور سلسلہ نظامیہ میں داخل کرتا ہوں، لیکن تم خود کو سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مُرید سمجھنا۔

قارئین! اس واقعہ سے دو باتیں واضح ہوتی ہیں نمبر ا۔ جناب حسام الدین صاحب کو سرکار نے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت کیا اس کے بعد شربت کا خیال پیدا ہوا۔ وہ بھی پورا کیا۔اس کے باوجود تسلی نہ ہوئی تو ظاہری اسباب پورے کرنے کے لئے حضرت حسن نظامی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں روانہ کر دیا حضرت حسن نظامی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حکم کی تعمیل کی اور چشتیہ نظامیہ شجرہ ان کو عطا کیا اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ سرکار کا تعلق نظامی سلسلہ سے ہی تھا۔

چلتے پھرتوں کو آج بھی وَلی بناتا ہوں:

حضرت قاضی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۵۶-۱۹۵۵ء میں حسبِ معمول چادر شریف لے کر دربار پہنچے تو مسجد تاج آباد شریف کے مؤذن محمد شفیع صاحب نے یہ واقعہ سُنایا۔

شفیع صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ میں حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت حاصل کروں۔ ساتھ ہی یہ خیال بھی آیا کہ بعد وصال بیعت ہوسکتی ہے یا نہیں۔ اُنہوں نے کسی مشائخ سے معلومات کی انہوں نے عام معلومات کے تحت کہہ دیا کہ بعد وصال یہ کام ممکن ہی نہیں۔ بیعت ہونا ہی چاہتے ہو تو کسی اور زندہ بُزرگ کا ہاتھ تھام لو۔

غریب مؤذن صاحب کو یہ بات سُن کر بے حد مایوسی ہوئی۔ اِسی صدمہ میں وہ رات کو سوئے تو میرے سرکار حیات الولی رحمۃ اللہ علیہ اُن کے خواب میں تشریف لائے اور سینہ ٹھونک کر فرمایا۔'' چلتے پھرتوں کو آج بھی ولی بناتا ہوں، کہیں بھٹکنے کی ضرورت نہیں۔'' مؤذن صاحب کی مُرجھائی ہوئی دِل کی کلی کِھل گئی۔ قاضی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو انہوں نے بتایا کہ اُس روز سے میری ظاہری و باطنی تعلیم میرے سرکار فرما رہے ہیں۔ حضرت قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیاض میں لکھا ہے کہ اُن پر نزولِ بارانِ رحمت بہت زور سے ہو رہا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ نظر سے جو چیز اوجھل ہوجائے، اُس کے اَثرات بھی ظاہر بین حضرات پر کم ہوجاتے ہیں۔ اُن کے لئے جو رشتہ ظاہری شکل وشباہت سے ہوتا ہے بعد میں قائم نہیں رہتا۔ وہ ڈر، خوف، محبت سب غائب ہوجاتے ہیں۔ اُس کے احکام کی پیروی یا پابندی نہیں

کرتے، لیکن جن پر اللہ کا خاص فضل ہوتا ہے وہ اللہ کو اُس کے پیغمبروں کو اور اُس کے اولیاء اللہ کو حاضر ناظر سمجھتے ہیں اور اولیاء اللہ کی دائمی حیات کا ثبوت دیتے ہیں۔

پھر میں یہ عرض کروں گا کہ اُس شہنشاہ ہفت اقلیم تاج والے رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ کا کیا کہنا جس نے ایک مرتبہ ایک شخص کے باوا کہہ کر سرکار کو مخاطب کرنے پر فرمایا۔

''میں تو تیری ماں رے'' قربان اس ماں کے یقیناً وہ شخص بہت دُکھی ہوگا۔ اس لئے میرے آقا نے جوش میں یہ فرمایا کہ تجھے مجھ سے ماں کا پیار ملے گا اور تیرے سب دکھ درد دور ہوجائیں گے۔

میر محمد تاجی (خلیفہ تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ):

سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بعض ظاہر بین حضرات نے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ بابا صاحب مجذوب تھے۔ اس لئے کسی کو بیعت کرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ قارئین کو اِس سوانح میں کئی واقعات ایسے ملیں گے۔ جس سے اُن کی تسلی ہوجائے گی۔ میں اپنا ذاتی واقعہ بھی اِسی غرض سے پیش کر رہا ہوں کہ میرے آقا و مولا رحمۃ اللہ علیہ کا حیاتِ ظاہری میں بھی نرالا ہی طریقہ بیعت رہا اور آج بھی وہی نرالا طریقہ جاری ہے۔ سچی طلب رکھنے والے مؤذن صاحب کا واقعہ موجود ہے۔ مجھ غلام کو تو شکم مادر میں ہی شربت کا گلاس والدہ محترمہ کو عطا کر کے اپنا بنا لیا تھا۔

پیدائشی غلام:

دنیا میں آنے کے چند منٹ بعد ہی خرقہ خلافت معہ پھولوں کے ہار کے حضرت خواجہ علی امیر الدین تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ عطا فرمایا۔ اُن کی دادی نے جُبّہ مبارک اور ہار لا کر دیا اور فرمایا سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ بابا صاحب کو جبّہ مبارک اور ہار دے کر فرمایا:

''تمہارا بھائی آگیا ہے، اُسے یہ خرقہ خلافت پہنا دو اور ہار بھی۔''

چنانچہ میری دادی فرماتی ہیں کہ چھوت چھات کی وجہ سے چلّہ کے بعد پہنایا۔ یہ خرقہ خلافت بھی دربار میں موجود ہے۔ اکثر سرکار رحمۃ اللہ علیہ ہمارے جھونپڑے میں تشریف لا کر مجھے

جھولے سے اُٹھا کر سینے سے لگا کر روانہ ہوجاتے۔ محترمہ والدہ صاحبہ رحمۃ اللہ علیہ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے پیچھے بھاگتی رہتیں۔ جب آپ چاہتے والدہ صاحبہ کے حوالے کردیتے۔ سرکار کے اِس خصوصی کرم کی وجہ سے ۹ سال کی عمر تک مخلوق مجھ عاجز کو گھیرے رہتی کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کر کے یہ کام کرادو۔ وہ کام کرادو۔ یہ غلام وہی سرکار سے عرض کرتا اور اُن کے کام ہوجاتے۔ اِس طرح سرکار اپنے کرم سے نوازتے رہے ہیں۔ اس کے بعد برابر کرم ہوتا رہا اور سرکار تربیت فرماتے رہے۔ جب میری عمر ۹ یا دس سال کی تھی ہم لوگوں کا قیام بمبئی میں تھا۔ والد صاحب قبلہ کی طبیعت ناساز تھی۔ ایک روز مجھے اپنے قریب بلا کر فرمایا: ''میں تمہیں ایک وصیت کرنا چاہتا ہوں سُن لو۔'' چونکہ یہ الفاظ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے دورانِ علالت نکلے تھے۔ اِس لئے مجھ پر رِقت طاری ہوگئی اُس پر والد صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''پریشان ہونے کی ضرورت نہیں میں اَبھی جا نہیں رہا تم اَب سمجھدار ہو رہے ہو، اِس لئے ایک ضروری بات تمہارے کان میں ڈال دینا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ تم بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہوچکے ہو۔ اِس لئے اَب زندگی میں تمہیں کسی کا مُرید ہونے کی ضرورت نہیں۔''

چونکہ سرکار نے میری پیدائش کے بعد نوازنا شروع کردیا تھا جو والد صاحب اور والدہ صاحبہ جانتے تھے۔ اِس لئے میرے علم میں والد صاحب لے آئے۔ حقیقت یہ ہے کہ میں اُس وقت پیری مُریدی کے اِسرار سے بالکل واقف نہ تھا۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نذر و نیاز و ذکر واَذکار ہمارے گھر باقاعدگی سے ہوتا رہا۔ اِس لئے میں خود کو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بچہ تو سمجھتا تھا۔ اَب یہ وصیت بھی سامنے آ گئی لیکن پھر بھی کوئی خاص توجہ کہ پیر کیا ہوتا ہے اور مُرید کسے کہتے ہیں نہ ہوئی۔ اُس کے ۱۴ سال بعد ہم لوگ کراچی آ گئے یہاں آ کر پیری مُریدی دیکھنے میں آئی اور مختلف پیروں کے طریقے بھی دیکھنے میں آئے۔ تو یہ خیال ہوا کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی حیات ظاہری میں تو میری عمر کل ۱۳ ماہ تھی سرکار نے مجھے غلامی میں کس طرح لیا ہوگا۔

یہ عرض کرچکا ہوں کہ یہاں کی پیری مُریدی دیکھ کر میں اِس شہنشاہ کے متعلق سوچ رہا تھا جن کا فرمان ہے کہ ''جو ہم سے زندگی میں حاصل نہ کرسکے ہم اُس کی قبر میں ٹھونس ٹھونس

کر بھر دیں گے اور جس نے ہم کو دیکھ لیا وہ ہمارا ہوگیا۔'' اِس کم عقلی کا کیا علاج۔ یہ خیالات جن دنوں دماغ پر چھائے ہوئے تھے اُنہی دنوں سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عُرس مبارک کی تقاریب ہو رہی تھیں۔ کئی روز سے انتظامات میں لگا ہوا تھا۔ اِس لئے کافی تھکن ہوگئی تھی۔ میں نے ۲۶ تاریخ کو تھکن کی وجہ سے والد صاحب قبلہ سے عرض کیا کہ میں گھر میں آج تھوڑی دیر کے لئے آرام کرنا چاہتا ہوں۔ صبح قل شریف میں شریک ہوجاؤں گا۔ اجازت لے کر گھر آ کر اپنے کمرہ میں سو گیا۔ تقریباً 4 بجے دیکھا کہ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک اور بُزرگ کے ہمراہ تشریف لائے۔ کمرہ نور سے مَنّور اور خوشبو سے معطر ہوگیا۔ میں تعظیماً اُٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ سرکار کے ہمراہ جو بُزرگ تھے، اُن کے ہاتھ میں ایک رجسٹر تھا۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کو مخاطب کر کے فرمایا: اِسے بھرتی کرلو اور رجسٹر میں نام لکھ دو۔ چنانچہ اُن بُزرگ نے رجسٹر کھول کر لکھا اور مجھے بہت ہی نفیس خرقہ شریف پہنایا اور سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے ایک پیالہ دودھ نما چیز خود ایک گھونٹ پی کر مجھ غلام کو عطا کی۔ جو بہت ہی لذیذ تھی۔ جسے پیتے وقت میرے بدن پر ایک پھوار ڈالی گئی، جس کی وجہ سے میری آنکھ کھل گئی۔ لیکن بے حد خوشی کی کیفیت تھی۔ اُس پیالہ کے تبرک کی لذّت بیان نہیں کی جاسکتی۔ لیکن آج بھی وہ منظر جب سامنے آتا ہے تو وہی لذت محسوس ہوتی ہے۔ بیدار ہونے کے بعد بھی مجھ پر ایک خاص کیفیت تھی، جس کی وجہ سے میں بستر سے نہ اُٹھ سکا۔ قل شریف بھی ختم ہوگیا۔ والد صاحب قبلہ قل شریف ختم ہونے کے بعد میرے کمرے میں تشریف لائے۔ اُس وقت بھی میں بے قابو تھا میری طرف دیکھ کر فرمایا اَب تو تسلی ہوگئی۔ مجھے ہوش آ گیا اور والد صاحب قبلہ کے قدموں میں سر رَکھ کر کافی دیر روتا رہا۔ اُس کے بعد قلب مطمئن ہوگیا۔ پھر میرے آقا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس غلام کو وہ فہم عطا کی کہ تجھے تو سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے پیدائش سے قبل ہی اپنا بنا لیا تھا اور میرے آقا کی غلامی بقول جامی ؎

تا داغ غلامئ تو داریم ہر جا کہ رویم بادشاہیم

میرے آقا نے اس پر بھی بس نہ کیا۔ بعد میں کرم بالائے کرم یہ فرمایا کہ حضرت قبلہ کریم بابا صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ اور میر حافظ علی صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ جو سرکار کے ۴۵ سالہ حاضر

باش تھے اور حضرت کریم بابا صاحب سے بیعت بھی تھے۔ اُن دونوں کو کراچی بھیجا کہ ہمارے بچے میر محمد (رحمۃ اللہ علیہ) کو ظاہری طور پر بھی ہمارا خرقہ خلافت عطا کردو اور بچوں کی تعداد بڑھانے کی اجازت تحریری ہماری طرف سے دے دو۔ اِس طرح سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ عاجز کی اِس خواہش کی بھی تکمیل کرادی۔

کوئی جانے تو کیا جانے، کوئی سمجھے تو کیا سمجھے
بس اہل دل سمجھتے ہیں حقیقت تاج باباؒ کی

اَب سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے کرم سے فیض کا سلسلہ اِس طرح جاری ہوگیا کہ پورے پاکستان بمعہ آزاد کشمیر، لندن، انڈیا، امریکہ، مدینہ شریف، مکہ شریف میں بے شمار بچے بچیاں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دامن سے وابستہ ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ اُن میں کافی حضرات اور ایک بچی کو اجازتِ خلافت دی ہے، وہ بھی سلسلہ بڑھا رہے ہیں۔ اُن میں کئی خلفاء نے اپنے آستانے میں نذر و نیاز اور لنگر کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ یہاں دربار تاج الاولیاء نارتھ کراچی میں نذر و نیاز جس میں لنگر بھی ہوتا ہے۔ اِس کے علاوہ 15 محرم کو ہر سال نیازِ حسین رضی اللہ عنہ میں حلیم کا لنگر عام ہوتا ہے۔ 25، 26، 27 محرم کو سالانہ عُرس میں روزانہ لنگر عام بھی ہوتا ہے۔ ربیع الثانی میں غوث پاک رضی اللہ عنہ کی نذر و نیاز اور حضرت قاضی بابا سیّد امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ کا عُرس، رَجب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا جشن ولادت، حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا عُرس اور حضرت بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے جشن ولادت میں لنگر عام ہوتا ہے۔ یہ سب سرکار تاج والے چلا رہے ہیں۔

عبدالمجید صاحب تاجی کی بیعت:

عبدالمجید صاحب کا تعلق کامٹی (سی پی) سے ہے۔ آپ کے خاندان کے تمام افراد بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بے حد عقیدت مند رہے ہیں۔ آپ کے بڑے بھائی محمد اسمٰعیل صاحب نئی کراچی میں سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سالانہ فاتحہ کی تقریب بہت اہتمام سے کراتے تھے۔ عبدالمجید صاحب فرماتے ہیں کہ کراچی آنے کے بعد یہاں کے چند پیروں کے چکر

میں اُلجھ کر سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھلا بیٹھا۔ جس کے نتیجہ میں میری اُلجھنیں بڑھتی گئیں۔ جب بہت زیادہ پریشان ہوگیا تو پھر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع ہوا تو میرے رحم دل آقا رحمۃ اللہ علیہ نے دومرتبہ تشریف لاکر اِس غلام کو نوازا، اور یہ بھی بتایا کہ ''تو ہمارا ہے ہمارا ہی رہے گا، کوئی دوسرا تجھ پر ہاتھ نہیں رکھ سکتا۔''

مجید صاحب کو بشارت کے ذریعہ شجرہ مبارک عطا کیا گیا۔ وہ خواب کی تفصیلات انہوں نے بتائیں۔ فرماتے ہیں کہ گیارہویں شریف کو رات میں سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نذر نیاز پیش کر کے سوگیا۔ رات میں نے دیکھا کہ مجھے ایک شجرہ مبارک جو بالکل نورانی تھا، عطا کیا گیا۔ جس کے بے شمار وَرق تھے۔ جیسے جیسے میں پلٹتا گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام تا سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسماء گرامی اور اُن کے بعد اولیاء کرام کے نام تا حضرت بابا سیّد محمد تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کے نام نے مجھے نور بخشا۔ اُس کے بعد میرے آقا حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ بنفس نفیس بالکل نور ہی کی شکل میں ظاہر ہوئے۔ اُس نور پر میرے گنہگار نظر کیا کام کرتیں، ہوش گم ہوگئے۔ بیدار ہونے کے بعد کئی روز تک ایک خاص سُرور قائم رہا۔ اِسی سرور میں سرکار رحمۃ اللہ علیہ سے بار بار عرض کرتا رہا کہ سرکار نوری شکل میں زیارتِ کی تاب نہیں۔ شکر درہ شریف اور واکی شریف کی بشری شکل میں کرم چاہتا ہوں۔ چنانچہ میرے مولا نے غلام کی اِلتجاءُن لی اور چند ہی روز بعد بشری شکل میں میرے مکان کے صحن میں ایک تخت پر آرام فرماتے ہوئے نظر آئے۔ خدمت میں حاضر رہا اور سرکار مجھے نظر شفقت سے دیکھتے رہے۔ اِس طرح میرے آقا نے مجھے نوازا۔

اِس قسم کے بے شمار واقعات ہیں۔ یہاں چند ہی پر اِکتفا کرتا ہوں۔ اِن واقعات سے قارئین سمجھ جائیں گے کہ بابا صاحب کس شان کے بزرگ ہیں اور آپ کا طریقہ کتنا نرالا ہے۔

مؤلف ''تاج مُراری'' کریم بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

اِن تمام واقعات ہی نے مجھ کو شجرہ مبارک کی تلاش میں دربار حضرت محبوبِ الٰہی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچایا۔ دل یہ گواہی دے رہا تھا کہ سرکار بابا رحمۃ اللہ علیہ ہی نے اُس دربار کی طرف رجوع کیا

ہے۔اس کا یہی ثبوت ہے کہ یہاں سے سرکار کا شجرہ مبارک حاصل ہوا، جو ''ذکر تاج ہندی تاج مُراری'' ہندوستان میں اور اَب ''اَذکارتاج الاولیاء'' میں شائع کیا جارہا ہے۔

مقبول احمد تاجی کو غلامی عطا کی:

مقبول احمد تاجی (تاج بابا مارکیٹ، پاپوش نگر کراچی) نے اپنے حالات حضرت قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ کو سُنائے تھے۔جس پر قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا: اَب تم کسی کے مُرید نہ ہونا اِس کے بعد سرکار نے مقبول احمد صاحب کی تسلی کے لئے تین مرتبہ مختلف طریقہ سے نوازا۔کبھی شربت، کبھی چائے اور کبھی مچھلی کے تلے ہوئے اَنڈے عطا کرکے۔آج وہ سرکار کی فاتحہ کی اگربتی کی خاک کو خاکِ شفاء کے طور پر استعمال کرتے ہیں اور فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔محمد عبداللہ صدیقی صاحب اکولوی قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ کے نادیدہ عاشق ہیں۔اِسی عشق نے انہیں سرکار کی غلامی میں لے لیا ہے۔اور کرم ہو رہا ہے۔قاضی بابا کی صاحبزادی تاج النساء بیگم اور اُن کے شوہر محمد حسن خان صاحب تاجی بھی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی سے مستفیض ہو رہے ہیں۔محمد حسن خان صاحب سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی شبیہ مبارک کے سامنے گڑگڑا کر عرض کرکے اپنا مقصد حاصل کرلیتے ہیں۔اُن کے علاوہ بھی کراچی میں ایسے ہزاروں افراد موجود ہیں جن کو سرکار رحمۃ اللہ علیہ نواز رہے ہیں۔

اہلیہ محمد علی تاجی کی بیعت:

سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے میرے چہرہ کے بوسے لینے کے بعد ایک شب میرے قریب آئے میں خوفزدہ ہو کر بھاگنے لگی تو مجھے پکڑ کر جلیبی کھلائی۔اِس کے بعد ایک شب میں نے دیکھا کہ میں ناگپور شریف میں ہوں۔ایک مقام پر سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچی ہوں۔وہاں سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے۔مزار شریف کے قریب ایک بُزرگ لیٹے ہوئے ہیں۔بے شمار عورتیں بھی ہیں تھوڑی دیر بعد دیکھا کہ عورتیں تو چلی گئیں اور سرکار تاج الاولیاء مزار مبارک سے باہر تشریف لائے اور میرے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا: ''کسی کو کچھ نہ بتانا'' فوراً ہی میری آنکھ کھل گئی یہ سب میرے مُرید بننے کی تڑپ کی وجہ سے ہو رہا تھا۔

چنانچہ ۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ کو میں سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے دامن سے وابستہ ہوگئی ہوں۔یہ بھی سرکار کا کرم ہے۔

شمیم منور جان کی بیعت:

میں ایک شکستہ دل عورت ہوں۔باپ کا سایہ دیکھا نہ کوئی بھائی ہے۔ایک بہن تھی اُس نے بھی جوانی میں ساتھ چھوڑ دیا۔لیکن اللہ کا کرم ہمیشہ شامل حال رہا۔بچپن ہی میں بابا عبیداللہ درانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنایا۔غالباً ۱۹۷۹ء میں میں نے دیکھا (خواب بشارت) بابا درّانی قادری تاجی رحمۃ اللہ علیہ اور بابا قادر الاولیاء تاجی وجیانگر رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہوں۔بابا درانی میرا ہاتھ پکڑے ہوئے ہیں۔اُسی وقت ایک دراز قد بُزرگ بے حد نورانی چہرہ والے تشریف لائے اور بابا درانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ سے میرا ہاتھ لے کر فرمایا ''یہ ہماری بیٹی ہے۔'' اور ایک پھولوں کا ہار بھی میرے گلے میں ڈالا۔(اس سے واضح ہوا کہ بابا درانی صاحب کو یہ بتایا کہ یہ ہماری بیٹی ہے)۔اُس کے بعد اکثر سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ خواب میں کرم فرماتے رہے۔

ایک بار مجھ ناچیز سے فرمایا ''تمہیں تو کلمہ پڑھنا بھی نہیں آتا، میں سکھاؤں گا۔ ایک بار سرکار جو چادر اوڑھے ہوئے تھے، اُس ادنیٰ خادمہ کو اوڑھایا۔جب بھی کرم فرمایا بے حد فرمایا بلکہ ایک بار تو واضح طور پر اپنا دست مبارک (میرے ہاتھ میں دے کر) یہ فرمایا کہ ''کرلو اِس ہاتھ پر بیعت''۔اِسی طرح بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ ادنیٰ خادمہ کو اپنی پلٹن میں شامل کرکے مجھے ہی نہیں میرے پورے خاندان پر احسان فرمایا۔اِسی کا نتیجہ تھا کہ بابا درانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے بے حد محبت کرتے تھے بلکہ اپنے وصال سے قبل مجھ سے فرمایا ''تمہیں دیکھ کر مجھے بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ یاد آتے ہیں۔'' اب وہ انتقال کرگئی ہیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ O

(راوی: شمیم منورجان)

پیروں کے لئے سبق:

میں اَمراوَتی میں تھا۔ وہاں ایک شب خواب دیکھا تاج بابا رحمۃ اللہ علیہ مجھے بُلا رہے ہیں۔ میری آرزو تھی کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ مجھے اپنی خدمت میں بلا کر مُرید بنالیں۔ میں خواب دیکھنے کے بعد دوسرے ہی روز ناگپور پہنچ گیا۔ اور سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ساتھ رہنے لگا اور دل ہی دل میں عرض کرتا رہا کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ مجھے مُرید بنا لیجئے۔ کئی ماہ کے بعد ایک روز حضور نے مجھے ایک آگ کے گڑھے کے قریب بٹھا کر حکم دیا ''یہیں بیٹھو اور جاگتے رہو''۔ چند اور حضرات بھی میرے ساتھ بیٹھ گئے۔ آگ کے گڑھے سے تھوڑی ہی دور واکی شریف میں سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا آستانہ تھا۔ آستانہ پر سرکار موجود تھے۔ تقریباً رات ایک بجے سرکار آستانہ سے باہر تشریف لائے اور ایک ہندو کو آواز دے کر فرمایا۔ ''قندیل جلا کر لاؤ اور گڑھے کے چاروں طرف چکر لگاتے ہوئے قندیل کو ہلاؤ۔ دو تین چکر بعد ہی سرکار نے اُس سے قندیل لے لی اور خود ہلانے لگے۔ چند لمحہ بعد ہی سامنے ایک چھوٹی سی ٹھیکری پر ایک سفید پوش بُزرگ نمودار ہوئے۔ حضور نے اِن سے کچھ بات کی۔ اُس کے بعد وہ بُزرگ روانہ ہو گئے۔ صبح حضور نے میرے سر کے بال جو زُلفوں کی شکل کے ہو گئے تھے، صاف کروا کر غلامی عطا کی۔ میری والدہ سے معلوم ہوا کہ اُن کے بچے ہو کر مَر جاتے تھے۔ اِس لئے انہوں نے ایک بُزرگ سے عرض کیا تھا کہ میرے بچے مَر جاتے ہیں آپ دعا فرمائیں، میرا بچہ زندہ رہے تو میں آپ کے دربار میں حاضری دے کر ہی اِس کے بال اُترواؤں گی اور بچہ آپ کا ہوگا۔ اُس دربار میں حاضری نہ ہوئی اور میرے بال بڑھتے رہے۔ دوسری بات یہ کہ والدہ نے یہ فرمایا تھا کہ بچہ آپ کا ہوگا۔ چنانچہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کی خدمت میں پیش کیا اور میری خواہش اُن سے ظاہر کر کے تب بال اُتروائے اور غلامی عطا کی۔

(راوی: سیّد قاسم علی شاہ اَکولوی)

پلٹن میں نام:

پشاور کے دورہ میں میری ملاقات بٹیا نعیمہ شہناز سے ہوئی۔ میں نے اُن کو اور اُن کی

بچیوں کو اور صاحبزادہ کو سرکار کا شیدائی پایا۔ گھنٹوں بیٹھ کر صرف سرکار کا تذکرہ بھرپور عقیدت و رِقت کے ساتھ سنتی تھیں۔ ایک روز بٹیا نعیمہ نے سُنایا کہ خورشید احمد داماد ولی بھائی رحمۃ اللہ علیہ نے سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خواب میں زیارت کی (خورشید احمد صاحب کا تعلق سلسلہ تاجیہ سے ہے) اُس وقت سرکار کے دست مبارک میں دودھ کا گلاس تھا۔ خورشید میاں سے مخاطب ہو کر سرکار نے فرمایا: ''یہ نعیمہ کو دے دو۔''

جہاں اِس زیارت میں نعیمہ بٹیا کو گلاس عطا کروا کر پلٹن میں نام لکھوایا۔ وہاں خورشید احمد تاجی بھی قابل مبارکباد ہیں کہ قبلہ درانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جس بچی کو شمع محفل کا خطاب عطا کیا یقیناً اس بچی کا نام سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے رجسٹر میں درج ہوگا۔ دودھ کا گلاس عطا کر کے سرکار نے واضح کر دیا کہ بچی ہماری ہے۔ میں نے چاہا تھا کہ خورشید احمد تاجی صاحب کا تفصیلی خواب مجھ تک پہنچ جاتا تو اچھا تھا لیکن اُن سے ملاقات نہ ہو سکی۔ بابا صاحب کا ایک قول یہ بھی تھا کہ وہ مُرشد، مُرشد کامل ہی نہیں جو طالب کو اُس کی طلب کے مطابق تعلیم نہ دے سکے۔

(راوی: قاضی محمد علی تاجی)

طے الارض:

زماں و مکاں کے فاصلوں کا سمٹ جانا دور دراز مقامات پر چشم زدن میں پہنچ جانا۔ دوسروں کو بھی پہنچا دینا۔ دور کی چیزوں کو اپنے پاس بلا لینا، کرامت ہے۔ جو طے الارض کہلاتا ہے۔

اولیاء اللہ کی یہ روایت ہمیشہ سے چلی آرہی ہے کہ وہ آنِ واحد میں جہاں چاہتے ہیں پہنچ جاتے ہیں۔ زمان و مکاں کے فاصلے چشم زَدن میں طے کر لیتے ہیں۔

یہ کرامت معراج کے واقعہ کی صداقت پر دلیل بن کر مادہ پرستوں کے سامنے آتی ہے تو یہ عہد گذشتہ کے معجزات کی تصدیق پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

میرے آقا حضرت بابا سیّد محمد تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے وہ تمام کرامتیں علی الاعلان ظہور میں آئیں، جو تمام اولیاء اللہ سے فرداً فرداً ظاہر ہوئی تھیں۔ اِن ہی کرامات سے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جامعیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ پلک جھپکتے آپ دور دراز

مقامات پر پہنچ جاتے اور اپنی جگہ پر بھی موجود ہوتے۔ دوسری جگہ پہنچ کر اُن کو باقاعدہ حکم احکام دیتے۔ اُن کی مشکل کشائی فرماتے۔ یہ آپ کی مشہورِ عالم خصوصیات تھیں۔ آپ کا ارشاد ہے: ''ہم اپنے نام کے ساتھ رہتے ہیں۔''

اللہ اللہ جس شخصیت کے لاکھوں نام لیوا ہوں جس کا فرمان ہو کہ سوا لاکھ ولی بناؤں گا۔ یہ سب آپ کو یاد کرتے ہوں گے اور میرے سرکار رحمۃ اللہ علیہ اپنے نام کے ساتھ اُن کی مشکل کشائی فرماتے ہوں گے۔

اِس سلسلہ کے چند واقعات پیش کئے جاتے ہیں۔

ہیرالال کوچوان:

سرکار مجھ غلام سے (مؤلف کریم بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ) یہ خدمت لے رہے ہیں کہ مختلف زبانوں میں سرکار کی سوانح شائع کر رہا ہوں۔ اِس سلسلہ میں، میں سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے پرانے خدام عقیدت مند حضرات سے برابر ملتا رہا اور اُن سے سرکار کے جو حالات ملتے رہے۔ اُن کو قلم بند کرتا رہا ہوں۔ اِسی سلسلہ میں مجھے خیال ہوا کہ میں ہیرالال بھائی کوچوان جو سرکار کے تانگہ پر راجہ صاحب کی طرف سے مقرر تھے۔ اُن سے بھی کچھ حالات معلوم کر کے قلمبند کروں۔ چنانچہ میں اُن سے مِلا۔ انہوں نے جو خصوصی واقعہ بیان کیا ہے وہ پیش کر رہا ہوں۔

ایک روز سرکار رحمۃ اللہ علیہ تانگہ میں تشریف فرما تھے۔ اور مہاراج باغ کی سیر ہو رہی تھی۔ اچانک سرکار نے بہت زور سے فرمایا ''بڑھارے گاڑی کابل قندھار کو۔'' حضور رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ سارا منظر بدل گیا۔ اَب ہمارا تانگہ مہاراج باغ میں نہیں تھا بلکہ کسی دوسرے شہر میں چل رہا تھا۔ ایک مقام پر پہنچ کر باباجی بھگوان نے گاڑی روکنے کا حکم فرمایا۔ جہاں گاڑی رُکی۔ اُس کے سامنے ایک کمرہ تھا۔ اُس کمرہ سے تین آدمی نکل کر آئے اور حضور رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی کی۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اُن سے کچھ باتیں بھی کیں۔ جسے میں نہ سمجھ سکا۔ اُس کے بعد فرمایا: بڑھارے گاڑی۔ اَگلے ہی لمحہ ہم مہاراج باغ میں تھے۔

اِس واقعہ کی تصدیق حضرت عین اللہ شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ (جن کا مزار اناؤ بھارت

میں ہے) نے کی اور ہیرالال بھائی نے بھی حضرت کو پہچان کر بتایا کہ جو تین آدمی مکان سے نکلے تھے، اُن میں سے ایک یہ ہیں۔ دیکھا آپ نے یہ شان مہاراج باغ میں عقیدت مندوں کے درمیان تانگہ چل رہا ہے اور اُسی وقت ہدایت دینے کابل بھی پہنچ گئے ہیں۔

باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ حج میں:

جن دنوں حضور شکردرہ سے واکی تشریف لے گئے تھے۔ ایک ضعیف اَڑیاں کے رہنے والے حج کر کے ناگپور تشریف لائے۔ کئی حضرات سے اور تانگہ والوں سے وہ دریافت کر رہے تھے۔ نارنگی کے ناگپور واگی کہاں ہے۔ سب یہی بتا رہے تھے کہ نارنگی کا ناگپور تو یہی ہے واگی کوئی جگہ نہیں۔ میں اُن کے قریب گیا اور دریافت کیا۔ آپ کو کس کی تلاش ہے۔ تب انہوں نے الگ لے جا کر مجھے بتایا میں حج کرنے گیا تھا وہاں سے واپس آیا ہوں۔ دورانِ حج جب ہم لوگ کنکریاں مارنے گئے تو میں نے دیکھا میرے قریب ایک بُزرگ سبز جبہ پہنے دونوں ہاتھ باندھے کھڑے ہیں۔ میرے دل نے گواہی دی کہ یہ کوئی درویش کامل ہیں۔ میں کنکریاں مار کر فارغ ہوا تو اُن کے پیچھے کھڑا ہو گیا، کچھ دیر بعد درویش چلنے لگے تو میں اَدب سے جھکا تو انہوں نے فرمایا ''یہاں نکورے نارنگی کے ناگپور کے قریب واگی ہے وہاں آ۔'' چنانچہ میں آ گیا ہوں واگی کا پتہ نہیں چلتا۔ میں فوراً سمجھ گیا کہ اِن حاجی صاحب کی مُراد حضور باباصاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ چنانچہ میں نے حاجی صاحب سے کہا جن کا آپ پتہ معلوم کر رہے ہیں وہ حضرت بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ ولی کامل ہیں۔ حال ہی میں واکی تشریف لے گئے ہیں، چونکہ آپ واگی فرما رہے تھے۔ اِس لئے لوگ سمجھ نہیں رہے تھے۔ حضرت باباصاحب کی یہی شان ہے وہ آپ سے حج میں بھی ملے اور یہاں بھی موجود تھے۔'' چنانچہ میں نے اُن کو اتوارہ اسٹیشن لے جا کر ریل میں واکی کے لئے سوار کرا دیا اور پوری تفصیل سمجھا دی۔ تیسرے روز میں بھی واکی شریف گیا تو حاجی صاحب کو سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں موجود پایا۔ ملاقات ہوئی تو حاجی صاحب نے بتایا جب میں اسٹیشن پر اُتر کر گاؤں کی طرف جا رہا تھا تو حاضرین سے باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''چلو ملاقات کو حاجی آ رہے ہیں۔'' میں سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی طرف جا رہا تھا، سرکار رحمۃ اللہ علیہ میری طرف

آ رہے تھے۔ میں نے جیسے ہی دیکھا دوڑ کر قدم بوس ہوا۔ وہاں بھی میں قدم بوسی ہی کے لئے جھکا تھا۔ وہاں تو آپ نے منع فرما دیا تھا یہاں قدم بوسی کے بعد فرمایا: حضرت یہیں رہئے۔ چنانچہ میں حکم کی تکمیل میں رُکا ہوا ہوں۔ آپ تاحکم ثانی دربار میں مقیم رہے۔

تا مہر نو ویدیم رات گذ اشتیم از
جملہ صفات از پئے آں ذات گذا شتیم

(راوی: احمد خان صاحب۔ نواب پورہ ناگپور)

باباصاحب مکّہ معظمہ میں (۲۱ روز):

۲ جون ۱۹۴۸ء کو سردار خان صاحب جن کی عمر اُس وقت اَسّی سال تھی۔ اور قلعہ ناگپور میں قیام فرما تھے۔ انہوں نے یہ واقعہ سُنایا۔ میرا ایک ہاتھ سوکھ رہا تھا، حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامتوں کا شہرہ ہر چہار جانب ہو رہا تھا۔ لوگ پاگل خانے میں دور دور سے آکر فیض حاصل کر رہے تھے۔ ایک روز میرے خسر مجھے بھی پاگل خانہ حضور کی خدمت میں لے گئے۔ ہم لوگ ایک نیم کے درخت کے نیچے بیٹھے تھے کہ ایک حاجی صاحب حضور کا نام دریافت کرتے ہوئے پاگل خانہ میں آئے اور ہمارے پاس رُکے۔ ہم لوگوں نے آنے کا سبب دریافت کیا تو فرمانے لگے میں مکہ شریف سے حج کر کے واپس آ رہا ہوں۔ وہاں بابا تاج الدین نامی بُزرگ اکیس روز تک میرے ساتھ مکہ شریف میں رہے۔ انہوں نے مجھے پتہ دیا تھا کہ میں ناگپور پاگل خانہ میں رہتا ہوں۔ حاجی صاحب سرکار کی خدمت میں پہنچے اور پہچان لیا، قدم بوس ہو کر دعائیں لیں اور واپس ہونے لگے تو وہاں کے ڈاکٹر کاشی ناتھ راؤ سے بھی ملاقات ہوئی۔ اُن کو بھی حاجی صاحب نے پورا واقعہ سُنایا۔ ڈاکٹر صاحب کو بے حد تعجب ہوا کہ بابا صاحب کو میں روزانہ کمرہ میں دیکھتا ہوں، وہ اِن ۲۱ دنوں میں کمرہ ہی میں تھے، کمرہ بھی بند رہتا ہے۔ صرف خاص خاص اوقات میں کھولا جاتا ہے اور حاجی صاحب کے بقول ۲۱ روز اُن کے ساتھ مکہ شریف میں رہے تو ڈاکٹر صاحب کے آنسو جاری ہو گئے اور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات سنانے لگے۔ اتنے میں حضور رحمۃ اللہ علیہ کمرے سے باہر تشریف لائے اور ڈاکٹر صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''لمبی نکو رے'' (یعنی اس بات کو

طول مت دو)۔ اِس کے بعد حضور میری طرف (سردار خان) مخاطب ہوئے اور خود اپنی اُنگلی پکڑ کر فرمانے لگے: ''بڑی جلن رے بڑا درد رے'' جیسے جیسے حضور یہ فرماتے میرے خشک ہاتھ کے درد اور جلن میں کمی ہوتی گئی۔ جیسے ہی حضور نے اپنے ہاتھ کی اُنگلیاں جھٹکے سے چھوڑیں ویسے ہی میرا درد کافور ہو گیا اور خشک ہاتھ کام کرنے لگا۔ اُس کے بعد حضور نے فرمایا ''حاجی سردار خاں جا کو آؤ''۔ اس وقت تک میں نے حج نہیں کیا تھا لیکن بابا صاحب کے حاجی کہنے کے بعد مجھے حج کی سعادت بھی نصیب ہوئی اور صحت بھی۔ حضور جن کو بھی حکم دیتے جا کو آؤ اُن کو دوبارہ حاضری کا شرف حاصل ہوتا۔ بقولِ ذہین شاہ بابا۔

زبان کس چہ کند شرح حسن تو اے دوست
کہ شمع حسن تو با شعلہ ہمزیاں بہتر

(راوی: سردار خان)

☆☆☆

حضرت فرید خان صاحب فضاؔ

آپ اَنجمن ہائی اسکول ناگپور میں ہیڈ ماسٹر تھے۔ آپ پر سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا خصوصی کرم تھا۔ وِصال سے تین روز قبل ناگپور سے باہر جانے کی اجازت حاصل کرنے کے لئے بابا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے یہ فرما کر روک دیا ''نکو حضرت تین دن بعد جاتے۔'' چنانچہ فضا صاحب رُک گئے اور تیسرے روز بابا صاحب نے وِصال فرمایا۔ اُس میں اُن کی شرکت ہوئی بلکہ وہ تجہیز و تکفین کے مصارف میں بھی شریک رہے۔ اِس سے بڑھ کر اور کیا آپ کا تعارف پیش کروں۔ ویسے حضرت فضاؔ صاحب دِل اور بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ (قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ)

☆☆☆

جنگِ بلقان کی کمان:

(حضرت قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ کی بیاض سے)

حضرت فرید خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ۱۹۰۹ء کے ابتدائی زمانہ میں حضرت بابا صاحب واکی شریف میں مقیم تھے۔ میں (فرید خان فضا) اور پروفیسر عبدالقوی صاحب لکھنوی حضور بابا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُس وقت حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ واکی مقام سے سات آٹھ میل دور ایک کاشت کی زمین پر (کھیت میں) تشریف فرما تھے۔ اُس کھیت کے چاروں طرف ببول کے درخت تھے۔ زائرین درختوں کے نیچے بیٹھے تھے۔ بابا کھیت میں پتھر چُن چُن کر ڈھیر کر رہے تھے۔ ہم دونوں بھی پتھر جمع کرنے لگے۔ پتھروں کا دو ڈھائی فٹ اونچا ڈھیر ہو گیا تو سرکار نے فرمایا اَب دوسرا ڈھیر بناؤ اور جلد بناؤ۔ دوسرا ڈھیر بھی تیار ہو گیا۔ اُس کے بعد حضور رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لکڑی ہاتھ میں لے کر فوجی احکام جاری فرمانا شروع کر دیئے۔ لکڑی سے اِشارہ کرتے تھے فلاں ڈویژن اُدھر جاؤ۔ اٹیک فائر شوٹ۔ اِس قسم کے احکام ایک خاص کیفیت میں جاری فرما رہے تھے۔ اُس کے بعد آپ نے فرمایا: وہ بھاگے یونانی، یونانی بھاگے پکڑو پکڑو اور پھر فرمایا یونانیوں کی ہم نے کمر توڑ دی۔ اَب مقابلہ میں کھڑے نہ ہوں گے۔ اِس کے بعد وہ لکڑی جو آپ کے دست مبارک میں تھی پتھر کی بڑی ڈھیری پر یہ فرما کر نصب کر دیا یہ ترکی کا جھنڈا ہے، ترکوں کی فتح ہو گئی۔ جس وقت حضور یہ مژدہ فتح سُنا رہے تھے، آپ کے چہرہ مبارک پر بڑی بشاشت تھی۔ کچھ دن بعد اخبارات میں خبر آ گئی کہ یونانیوں کو شکست فاش ہو گئی، ترکوں کے ہاتھ زبردست مالِ غنیمت آیا۔ جنگِ بلقان کی فتح ترکوں کو نصیب ہوئی۔

باباصاحب کے جنگ بلقان میں شرکت کی تصدیق:

محمد عثمان خان صاحب فضا، فرید خان صاحب فضا کے چھوٹے بھائی تھے۔ یہ بُزرگ بھی بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بے حد عقیدت مند تھے۔ اُس زمانہ میں ڈپٹی کمشنر کے سَرِ شتہ دار (پیش کار/منشی) تھے۔ آپ کا بیان ہے:

اُس جنگ کے فتح ہونے کے بعد ایک روز ڈی سی نے اُن کو طلب کیا اور ایک فائل دِکھا کر پوچھا یہ گھوڑے سوار کا فوٹو دیکھ کر بتاؤ یا معلومات کر کے رپورٹ دو یہ شخص ہندوستانی ہے اور ترکی کی فوج کی کمان کر رہا تھا۔ یہ فوٹو لندن سے وائسرائے ہند کے پاس آیا اور اُس نے ہندوستان کے تمام کمشنروں اور ڈپٹی کمشنروں کو بغرضِ شناخت روانہ کیا ہے۔

فضا صاحب نے فائل لے کر تصویر دیکھی اور حیران ہو کر کہنے لگے: یہ تو ہمارے پیرو مُرشد حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی فوٹو ہے۔ تمام ہندو مسلمان اِن کو پہچانتے ہیں۔ دفتر میں جس سے جی چاہے معلوم کر لیجئے۔ ڈپٹی کمشنر نے دفتر کے تمام عملہ سے معلومات کر کے تصدیق کر لی اور رپورٹ وائسرائے کو بھیج دی۔ وائسرائے نے لندن روانہ کر دی۔ اِس طرح سے یورپین مما لک سے بے شمار بڑے بڑے لوگ حاضر ہونے لگے۔

حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے واقعات میں بے شمار حضرات نے بابا صاحب کی مختلف مقامات پر زیارت کی۔ جہاں جس نے یاد کیا، سرکار اُس کی مشکل کشائی کے لئے وہیں پہنچ گئے۔

باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ رُہتک میں:

میرے ایک محب و مخلص بُزرگ میجر سیّد منظور حسین خادم جو حضرت بابا صاحب سَرِ شتہ دار کے بڑے سچّے پکّے پرستار تھے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نذر نیاز کی تھی، جس میں میں بھی مدعو تھا اور کئی بُزرگ تھے۔ اُن میں ایک بُزرگ رُہتک (ہندوستان) کے تھے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سرکار کا ذکر ہو رہا تھا اُن حضرت نے فرمایا: آپ کے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی میں نے رُہتک میں زیارت کی۔ ہمارے ایک دوست جو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مند تھے اُن کے مکان پر تشریف لائے تھے۔ انہوں نے میرے علاوہ کئی اور احباب کو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملایا۔ اِس طرح مجھے بھی قدم بوسی کا شرف حاصل ہے۔ قارئین یہ تو اس شہنشاہ کا تذکرہ ہے اُس کے غلاموں نے بھی یہ کر دِکھایا ہے۔ ایک مختصر ذکر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک ہندو غلام اور چند دیگر واقعات پیش کر کے اِس مضمون کو ختم کروں گا۔ اس لئے کہ میرے پاس (قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ)، حضرت قبلہ کریم بابا

صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت قاضی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مختلف عقیدت مندوں کے اس سلسلہ کے اتنے واقعات ہیں کہ اُس پر کئی کتابیں لکھی جاسکتی ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہندو غلام کا واقعہ:

ایک ہندو گارڈ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں موجود سرکار کے پیر دبا رہے تھے۔ اُسی دوران اسٹیشن ماسٹر اور ایک دو حضرات جو اُسی اسٹیشن سے منسلک تھے، حاضری کے لئے تشریف لائے جو گارڈ صاحب حضرت کے پیر دبا رہے تھے اُن کو پیر دباتے ہوئے دیکھ کر پریشان ہوئے۔ اِس لئے کہ اُن گارڈ صاحب کو ناگپور سے آدھے گھنٹہ بعد ایک گاڑی لے کر جانا تھا۔ یہاں گارڈ صاحب اطمینان سے سرکار کے پیر دبا رہے تھے۔ یہ حضرات قدم بوس ہوئے اور بغیر اجازت لئے واپس اسٹیشن روانہ ہوئے۔ اُن گارڈ صاحب سے کچھ نہیں کہا، اسٹیشن ماسٹر صاحب نے سوچا کہ جلد پہنچ کر کسی اور گارڈ کی ڈیوٹی لگا کر ٹرین روانہ کردوں گا، جب یہ اسٹیشن پہنچے تو ٹائم ہو گیا تھا اور گاڑی روانہ ہو رہی تھی یہ سمجھ کر آپ پلیٹ فارم پر ہی رُکے کہ دیکھیں ہمارے اسٹاف نے کس کی ڈیوٹی لگائی ہے۔ گارڈ کا ڈبہ جب سامنے سے گزرا تو وہی ہندو گارڈ صاحب جو سرکار کے پیر دَبا رہے تھے، جھنڈی ہلاتے اور اُن کو سَلام کرتے سامنے سے گزر گئے۔ اُن لوگوں کو تعجب ہوا کہ ہم اُن کو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیر دَباتے چھوڑ آئے تھے، پھر یہ ہم سے پہلے کیسے پہنچ گئے۔ چل کر دیکھنا چاہئے۔ چنانچہ پھر یہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گئے دیکھا تو وہی گارڈ صاحب سرکار کے پیر دبا رہے ہیں۔ اُن کو دیکھ کر سرکار رحمۃ اللہ علیہ اُٹھ بیٹھے اور فرمایا: ''تعجب کی بات نہیں ایسا بھی ہوتا ہے۔''

بیک وقت دو جگہ حاضر:

ایک مدراسی برہمن کسی آفس سے چار دن کی اِجازت لے کر حضور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب اُن کی رخصت ختم ہوگئی تو انہوں نے حضور سے اجازت چاہی لیکن حضور نے اجازت نہ دی۔ ایک ہفتہ کے بعد پھر اجازت چاہی، حضور نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اِسی طرح ایک ماہ کچھ دن گزر جانے کے بعد حضور نے اُنہیں اجازت دی۔ یہ پریشان حال

اپنے گھر پہنچ کر بیوی بچوں سے ملے اور اپنے دل میں خیال کرنے لگے کہ نہ بیوی دریافت کرتی ہے اور نہ کوئی بچہ کہ تم اِتنے دن کہاں رہے۔ آخر نہا دھو کر فارغ ہونے کے بعد اپنی بیوی سے دریافت کیا کہ میری تلاش میں دفتر سے کوئی آدمی تو نہیں آیا تھا۔ بیوی نے سُن کر تعجب سے پوچھا کہ آج آپ اِس قدر پریشان کیوں ہیں۔ جواب دیا: میں چار دن کی رخصت لے کر شکردرہ بابا جی کی سیوا میں گیا تھا اور اجازت نہ ملنے پر ایک مہینے سے زائد وہاں قیام کرنا پڑا اور آج یہاں آنے پر نہ تم پوچھتی ہو اور نہ کوئی بچہ۔ یہ سُن کر بیوی نے جواب دیا: آپ مجھ سے مذاق کررہے ہیں، دفتر کا وقت ہو گیا ہے۔ کھانا کھا کر دفتر جایئے۔

چنانچہ یہ مہاراج دفتر گئے تو اپنے ماتحت حضرات اِن سے حسبِ معمول ملے۔ یہ دیکھ کر حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع ہوئے اور اِلتجا کرنے لگے کہ آپ کی یہ کیا کرامت ہے کہ کوئی دفتر کا آدمی میری غیر حاضری کے متعلق شکایت نہیں کر رہا ہے۔ یہ سوچ ہی رہے تھے کہ اُن کے آفیسر کے پاس سے چپڑاسی آیا اور کہنے لگا صاحب نے مِثل منگوائی ہے، جو کل آپ کو دی تھی۔ ٹیبل پر مِثل بھی رَکھی تھی۔ مِثل لے کر یہ اپنی جگہ سے نہایت مسرور اُٹھے اور اپنے آفیسر بالا کے پاس مِثل پیش کی اور ان کو اوّل تا آخر سرگزشت سُنائی، جس کو سُن کر دفتر کے سب لوگ دَنگ رہ گئے۔ دونوں جگہ حاضری واقعی کرامت ہے۔ اِس واقعہ سے قارئین سمجھ گئے ہوں گے کہ ایک غیر مذہب کا آدمی صدقِ دل سے سرکار رحمۃ اللہ علیہ میں حاضر ہوا۔ سرکار نے اپنے حکم سے اُسے اپنی خدمت میں رکھ کر دوہری شخصیت کا مالک بنا دیا۔ اُدھر سرکار کی خدمت کر رہا ہے اِدھر دور دراز مقام پر بیوی بچوں کے ساتھ رہتے ہوئے اپنی ڈیوٹی بھی انجام دے رہا ہے۔ یہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے ادنیٰ نام لیوا نے کر دکھایا تو میرے آقا رحمۃ اللہ علیہ بیک وقت کتنے مقامات پر ہوتے ہوں گے۔ سبحان اللہ

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کراچی میں:

عبدالرحمٰن شنی صاحب جن کا ذکر ایک اور تذکرہ میں آچکا ہے۔ آپ نے ایک تازہ واقعہ قاضی محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ کو سُنایا۔ حضرت بابا یوسف شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر

عُرس مبارک سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ منعقد تھا۔ ایک صاحب نے اجازت لے کر کچھ بیان کرنا چاہا۔ چنانچہ اُن کو اجازت دے دی گئی۔ وہ کھڑے ہوئے اور بیان کرنا شروع کیا۔

میں ایک تعلیمی ادارے میں پروفیسر ہوں۔ چند سال قبل بے حد پریشان تھا کہیں ملازمت بھی نہیں ملتی تھی۔ پریشانی میں کراچی کے روڈ اور گلیوں کے چکر لگاتا پھرتا تھا۔ ایک روز لیاقت آباد کے روڈ سے بہت ہی زیادہ مغموم اور پریشان گزر رہا تھا کہ اچانک ایک فقیر صاحب میرے قریب تشریف لائے اور اپنی جیب سے ایک سو کا نوٹ عنایت فرمایا: میں اِن کو دیکھ کر پریشان ہو گیا اور نوٹ لینے سے اِنکار کرنے لگا۔ تب انہوں نے فرمایا لے لے برکت ہوگی۔ اُن کے یہ الفاظ ایسے تھے کہ میں نے وہ قبول کر لیا۔ دو چار قدم چل کر مجھے خیال ہوا کہ اپنے محسن کا نام تو دریافت کرلوں چنانچہ دوڑ کر اُن کے قریب گیا اور عرض کیا: بابا جی! آپ نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے کم از کم اپنا نام بتا دیجیے تاکہ میں اپنے محسن کے نام کو یاد رکھوں۔ اُس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ’’میرا نام تاج الدین ہے، ناگپور رہتا ہوں۔‘‘

آپ جو بھی زبان سے بات کرتے اِس کا میرے قلب پر بڑا گہرا اثر ہوتا تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بے حد کرم کیا۔ آج میں پروفیسر ہوں۔ لیکن فرصت کے لمحات میں ان گلیوں میں چکر لگاتا رہتا ہوں کہ شاید پھر ملاقات ہو جائے۔ اِس لئے کہ جس وقت انہوں نے میری مشکل کشائی فرمائی تھی اس وقت میں صرف ایک فقیر بُزرگ سمجھا تھا لیکن جب مجھے پتہ چلا کہ یہ بُزرگ ہندوستان میں ہو گزرے ہیں اور آپ کے لاکھوں مُرید اور عقیدت مند موجود ہیں تو میں بے چین ہوا کہ میں خاطر خواہ فیض حاصل نہ کرسکا۔ اُن کے عُرس مبارک کے پوسٹر نظر سے گزرے تو یہاں حاضر ہو کر اُن کے کرم کا حال بیان کیا۔ آپ سب سے بھی دعا کا طالب ہوں کہ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کرم ہمیشہ ہمیشہ میرے شامل حال رہے۔ آمین

ہمارے ثنی صاحب نے اُن پروفیسر صاحب کا نام اور پتہ کچھ بھی دریافت نہیں کیا، جس کا مجھ (میر محمد تاجی) کو افسوس ہے۔ کاش کہ اُن کا پتہ معلوم ہوتا تو ہم لوگ اُن کی زیارت کرتے، جنہوں نے کراچی میں سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی۔ (ماہِ جون ۱۹۹۴ء)

بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ داتا دربار لاہور میں:

میرا تعلق پشاور سے ہے۔ میری بڑی بہن نعیمہ شہناز جن کا قیام آج بھی پشاور میں ہے، اُن کی نسبت بابا درانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ بابا درانی رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق سلسلہ تاجیہ ہی سے ہے۔ ۱۹۶۰ء میں میری بہن بابا درانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب کی خدمت میں پہلی مرتبہ مجھے لے کر گئیں۔ اُن دنوں میں اسکول میں تعلیم حاصل کر رہی تھی۔ بعد میں درانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتی رہی اور اُن کی کتابیں خصوصی طور پر ’’حیاتِ قادر رحمۃ اللہ علیہ‘‘ کئی بار پڑھی۔ بچپن ہی سے خواب میں ایک ملنگ بُزرگ کو دیکھتی تھی۔ ان بُزرگ کا معاملہ یہ تھا کہ جب بھی میں پریشان رہتی وہ خواب میں کرم فرماتے اور میری پریشانی دور ہو جاتی۔ میں اپنے خواب بابا درانی رحمۃ اللہ علیہ کو سُناتی رہی۔ اُنہوں نے بتایا کہ جن ملنگ بُزرگ کو تم دیکھتی ہو وہ حضرت بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ بابا درانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں برابر حاضری دیتی رہی۔ شادی کے بعد خوابوں کا سلسلہ تو بند ہو گیا لیکن بُزرگوں سے عقیدت قائم رہی اور میں کپتان واحد بخش سیال ربانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت بھی ہوگئی۔ پچھلے دنوں میں پشاور گئی وہاں میں نے اپنی بہن سے ’’اذکار تاج الاولیاء‘‘ لے کر آئی (سوانح حضرت بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ)۔ اِس کتاب کا کئی بار مطالعہ کر چکی ہوں۔ ہر بار پڑھنے سے روح کو بے حد تسکین ہوتی ہے۔ کتاب مستقل میرے سرہانے رہتی ہے۔ روزانہ دو چار ورق پڑھ کر ہی سوتی ہوں۔ میں اکثر داتا دربار بھی حاضری دیتی ہوں۔ چند دن قبل دوران مطالعہ ’’اذکار تاج الاولیاء‘‘ داتا دربار حاضری کے لئے گئی وہاں دیوار کے ساتھ ایک ملنگ بُزرگ کو چادر اوڑھے بیٹھے دیکھا۔ اُن کا صرف چہرہ کھلا تھا۔ سفید ریش، نہایت نورانی چہرہ، آنکھیں بند کئے بیٹھے تھے۔ میں اُن کے پاس گئی۔ سلام عرض کیا تو بابا نے آنکھیں کھول دیں۔ آپ کی آنکھوں میں عجیب کشش تھی۔ میں اُس کشش کی تاب نہ لا سکی۔ بمشکل تمام اُن کے آگے سر جھکا کر عرض کیا۔ آپ مجھے دُعا دیں گے؟

بابا نے میرے سر پر ہاتھ رَکھا اور فرمایا: ’’ضرور دیں گے۔‘‘ اور آہستہ آہستہ کچھ دعا بھی

دی۔ میں اجازت لے کر واپس گھر کے لئے روانہ ہوئی۔ جیسے ہی داتا دربار سے باہر نکلی مجھے خیال آیا کہ میں نے اُن بُزرگ کو کہیں دیکھا ہے اور یہ خیال پورے راستے رہا۔ گھر آنے کے بعد جب میں اپنے بیڈروم میں گئی وہاں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ''اذ کارتاج الاولیاء'' رکھی ہوئی تھی جیسے ہی شبیہہ مبارک پر نظر پڑی میں تڑپ گئی کہ وہ بُزرگ تو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے۔ فوراً داتا دربار پہنچی لیکن وہ نہ ملے۔ اُس کے بعد روزانہ جانے لگی لیکن پھر زیارت نہیں ہوئی۔ لیکن اُن کے تصرف سے ہر بار کسی نہ کسی بُزرگ سے ضرور ملاقات ہوجاتی ہے۔ یہ بابا صاحب ہی کا کرم ہے۔　　(راوی: مسز نسیمہ ناصر۔ لاہور)

زمین کا مسخر ہونا:

''اذ کارتاج الاولیاء'' کے چوتھے ایڈیشن کے صفحہ ۲۴۲ پر مضمون طے الارض موجود ہے۔ اس سلسلہ کے واقعات جو میرے علم میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات کے ہیں، روانہ کر رہا ہوں، نئی اشاعت میں شامل فرمالیں۔

میری پیدائش قاضی محلہ ناگپور کی ہے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کرم سے میں پولیس میں ملازم رہا۔ سب انسپکٹر ہو کر ریٹائر ہوا۔ میرے ماموں اور ایک نوجوان برطانیہ کی فوج میں بھرتی ہو کر ہانگ کانگ وغیرہ چلے گئے تھے۔ ۱۹۱۴ء کی جنگ ختم ہونے کے بعد بہت سے فوجی واپس آ گئے لیکن میرے ماموں اور اُن کا نوجوان ساتھی نہیں آئے۔

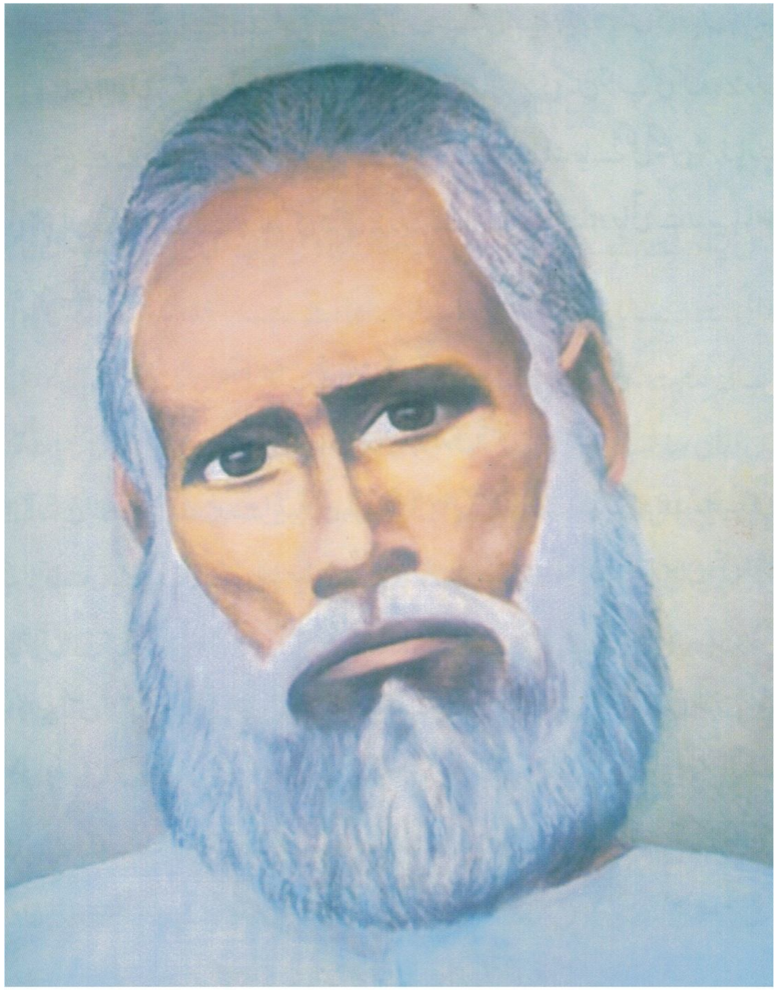
نوجوان کی والدہ بے حد پریشان تھی۔ چند حضرات نے اُس کو مشورہ دیا کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے جا کر عرض کرو۔ انشاءاللہ تمہارا لڑکا اُن کی دعا سے آجائے گا۔ چنانچہ یہ مائی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور قدم مبارک پکڑ کر گڑگڑا کر بے حد رِقت کے ساتھ عرض کرتی رہی کہ بابا میرے لڑکے کو بُلا دو۔ جب تک میرے لڑکے کے آنے کی خبر آپ نہ دیں گے میں قدم مبارک نہیں چھوڑوں گی۔ رحم دل بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تھوڑی ہی دیر بعد فرمایا ''نیم کے درخت کے پاس جا کر دیکھ کون سو رہا ہے۔'' یہ مائی نیم کے درخت کے پاس گئی جو قریب ہی تھا۔ دیکھا تو اُس کا لڑکا سو رہا تھا۔ مائی نے بیٹے کو اُٹھایا اور اُس سے چپک گئی۔ خوب رونے دھونے کے بعد اُس سے دریافت کیا تو اُس نے بتایا کہ میں

جنگ ختم ہونے کے بعد جاپان چلا گیا تھا۔ آج ہوٹل سے کھانا کھا کر باہر نکلا تو ایک بُزرگ نے میری پیٹھ پر ہاتھ مار کر کہا: تیری ماں پریشان ہے اور تو یہاں موج کر رہا ہے۔ دوسرے ہی لمحہ میں اِس درخت کے نیچے سو رہا تھا۔ ماں نے لڑکے کو سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے ہی وہ قدموں میں گر پڑا اور برجستہ کہا ''یہی بُزرگ تھے جنہوں نے میری پیٹھ پر ہاتھ مار کر یہاں پہنچا دیا۔''

جب یہ واقعہ مشہور ہوا تو میری نانی صاحبہ مجھے لے کر (تانگے میں) بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے لڑکے کے لئے عرض کرنے لگیں۔ عورتوں مردوں کا کافی رَش تھا۔ اُس وقت میری عمر سات سال کی تھی۔ عورتوں کے دَھکّوں سے میں سرکار کے قدموں میں جا گرا۔ اِس طرح مجھے قدم بوسی نصیب ہوئی۔ نانی کے گڑگڑانے پر سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''تمہارا لڑکا بڑے صاحب (اللہ میاں) کے پاس پہنچ گیا، سب کو جانا ہے۔ یہاں ہمیشہ رہنے کے لئے کوئی نہیں آیا۔ اَب صبر کرتے جی اماں۔'' بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ سے نانی اماں کو صبر آ گیا۔　　(راوی: حاجی محمد اصغر قادری چشتی تاجی)

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شبیہہ مبارک:

یہ آج کل اپنی لڑکی کے پاس امریکہ میں ہیں۔ مجھ (حاجی محمد اصغر) کو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شبیہہ مبارک کی بات کرتے ہوئے دیکھنے اور سننے کا واقعہ کچھ اس طرح سُنایا۔ ماسٹر اسحٰق صاحب اپنے گھر ہر ماہ ۲۶ ویں شریف کی فاتحہ (بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کیا کرتے تھے۔ ایک روز وہ اپنے گھر میں کچھ مرمت کا کام کرا رہے تھے۔ کچھ سامان خریدنے بازار گئے۔ مستری کام کر رہا تھا۔ جب یہ واپس آئے تو دیکھا کہ مستری گھر سے باہر کچھ گھبرایا سا کھڑا ہے۔ دریافت کرنے پر اُس نے بتایا کہ آپ کے گھر میں جو تصویر لگی ہوئی ہے وہ بات کر رہی تھی۔ میں یہ دیکھ اور سُن کر گھبرا کر باہر آ گیا کہ یہ کیا بات ہے کہ تصویر بات کر رہی ہے، کچھ گڑبڑ ہے۔ ماسٹر صاحب نے اُسے تسلی دی اور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تفصیل سے بتایا۔ تب اُس نے کام شروع کیا۔　　(راوی: ہیڈ ماسٹر محمد اسحٰق ناگپوری)



نایاب شبیہ مبارک بابا تاج الدینؒ

تقاریب عُرس میں بُزرگان دین موجود ہوتے ہیں:

ملیر میں خادم (محمد اصغر) ہر سال بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عُرس کرایا کرتا ہے۔ بنگالی بابا نے سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کا واقعہ مجھے سنایا۔

وہ فرماتے ہیں۔ رات کے دو بجے عُرس میں شرکت کے لئے آیا تو ایک جگہ ایک بُزرگ کو چند مُریدوں کے ہمراہ بیٹھا ہوا پایا۔ میں نے سلام کیا آپ نے جواب دیا اور مجھ سے مصافحہ بھی کیا۔ آپ نے جو حلیہ بتایا وہ میرے بابا صاحب کا تھا۔ اِس واقعہ سے واضح ہو گیا کہ میرے بابا رحمۃ اللہ علیہ عُرس مبارک میں تشریف لائے تھے اور ہم غلاموں کو نواز کر گئے۔

مقامِ عُرس کے قریب ہی مرزا صاحب کا قیام ہے۔ اُن کی بیوی کا بیان ہے کہ رات کے دو بجے عُرس مبارک میں قوالیاں ہو رہی تھی۔ میں جیسے ہی دروازے کے پاس آئی۔ سرکار بابا رحمۃ اللہ علیہ کو دروازہ کے قریب دیکھ کر میں بے قابو ہو کر دروازے سے باہر نکلی کہ بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی کروں گی لیکن وہ جھلک دِکھا کر چلے گئے۔ اِس واقعہ سے بھی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی کی تصدیق ہوئی۔ حاجی عبدالرشید صاحب سکنہ ملیر کا بیان ہے کہ دورانِ ملازمت سعودی عرب مجھ کو حج کی سعادت نصیب ہوئی۔ ایک روز طواف کعبہ کے بعد میں نے کعبہ شریف کے قریب بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی۔ اس طرح کہ بے شمار واقعات بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہوں گے۔ سرکار کے غلاموں کے بھی واقعات اِس کتاب میں موجود ہیں کہ وہ سرکار کی خدمت میں شکر درہ شریف میں ہیں اور اِسی وقت گارڈ کی حیثیت سے گاڑی دوسری جگہ بھی لے جا رہے ہیں۔ دوسرے گاؤں سے آ کر مہینوں سرکار کی خدمت میں ہیں اور اپنے گاؤں میں ڈیوٹی بھی انجام دے رہے ہیں۔ بال بچوں کی حسب معمول خدمت بھی کر رہے ہیں۔ جب غلاموں کو یہ درجہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ دلا سکتے ہیں تو سرکار کا کیا مقام ہوگا۔

(راوی: بنگالی بابا سیّد خادم حسین چشتی اویسی۔ سکنہ سعود آباد)

بُزرگوں کے اقوال:

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے دریافت کیا آپ نے طریقت میں کہاں تک ترقی کی ہے؟ آپ نے فرمایا ''یہاں تک کہ جب میں اپنی دو اُنگلیوں کے درمیان نگاہ کرتا ہوں تو اِس میں تمام دنیا و مافیہا دِکھائی دیتی ہے۔''

فوائد السالکین:

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مجلس میں فرمایا ''حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری قدس سرہ العزیز ہر سال حج کے لئے جایا کرتے تھے۔ جب آپ درجہ کمالیت کو پہنچ گئے تو ہر سال حاجی صاحبان حضرت خواجہ صاحب کی حج میں زیارت کرتے تھے، حالانکہ وہ اپنی قیام گاہ میں گوشہ نشین ہوا کرتے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ ہر رات خانہ کعبہ میں ہوتے اور فجر کی نماز باجماعت اپنے گھر میں پڑھتے۔''

صراطِ مستقیم:

جس کے پاس ایمان کی پونجی ہوتی ہے، اُن کا سیدھا راستہ صراطِ مستقیم ہے۔ جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ یہ راستہ ہم کو اِس دنیا سے کسی اور دنیا میں لے جاتا ہے۔ زمین سے آسمان تک پہنچاتا ہے اور کشاکش زندگی سے نکال کر فردوس کی لذتیں بخشتا ہے۔ اُن کا یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ فقراء کا یہ کہنا ہے کہ یہ راستہ کہیں اور نہیں لے جاتا، بلکہ اپنے آپ تک پہنچاتا ہے۔ سدرۃ المنتہیٰ مقامِ قلب کے سوا کچھ اور نہیں۔ یہ راستہ اعمال سے نہیں بلکہ ایمان سے تعلق رکھتا ہے۔ اس راستہ کو ہاتھ پاؤں اور دماغ کی حرکت طے نہیں کرتی بلکہ قلب کا ذکر طے کرتا ہے۔ یہ ایک نکتہ ہے قرآن کریم آئینہ کائنات ہے۔ سورۃ اخلاص اس آئینہ کا صیقل ہے، بسم اللہ اِس صیقل کی جلد ہے۔ ''ب'' کی کشتی اِس جلد کا جوہر ہے اور ''ب'' کا لفظ فقیر کے دل کا راز ہے۔ (از: حیاتِ قادر)

آنسو روح کا غسل ہے۔ اس کے بغیر روح کی کثافت نہیں مٹ سکتی۔ اولیاء اللہ کے آنسو دنیا والے کیا جانیں۔ بڑی گراں قدر چیز ہے۔ آخر کس چیز کی ضرورت ہے۔ لوگ پروانے سُوز

کو تو دیکھتے ہیں لیکن شمع کے آنسو نہیں دیکھتے۔ وہ خود تو نور ہے، پھر اُسے آنسو کی کیا ضرورت؟ حضرت صدیق اکبرؓ نے کہا ''مجھے موسلا دھار برسنے والی آنکھ دے۔'' (درعینی سے اقتباس)

اَنیک روپ میں ایک:

حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جس صورت میں چاہا خود کو متشکل کر دکھایا۔ کبھی کسی کو اُس کے محبوب کی شکل میں، کبھی کسی کو مطلوب کی شکل میں۔ کہیں آپ کرشن جی کے روپ میں تو کہیں جج کی کرسی پر خود نظر آئے۔ کبھی کسی کو اپنی خدمت میں روکا تو اُس کی شکل میں اُس کے گھر اور دفتر میں موجود رہے۔ اِس قسم کی کرامات کا کتاب وسُنّت کی روشنی میں کیا مقام ہے؟ دیکھیں:

(ا) قرآن کی سورہ مریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

حضرت جبریل علیہ السلام مریم علیہا السلام (وہ اُس کے سامنے تندرست آدمی کی روپ میں ظاہر ہوا) کے سامنے بشری شکل میں ظاہر ہوئے۔

حدیث احسان حضرت جبریل علیہ السلام کا صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں آ کر ایمان اسلام اور احسان کے مسائل پر گفتگو کرنا ثابت ہے۔ بشر کا صورت مُلکی میں اور مَلک کا صورت بشری میں تمثیل ثابت ہے۔ اِس میں خصوصی بات یہ ہے کہ کرامات کی یہ قسم کمالِ روحانیت پر دلالت کرتی ہے، جو روح الامین سے مجرّد روح ہونے کے باعث ظہور پذیر ہوئی۔ حضرت تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی اِس قسم کی کرامات کا ظہور اِس حقیقت پر گواہ ہے کہ آپ جسمانی وعنصری کثافتوں سے پاک وصاف ہو کر سراپا اَنوار اور مجسم روح بن چکے تھے۔

وہ کمال روحانی جو ہر مسلمان کو جنّت میں حاصل ہوگا، حیاتِ طیبہ کہلاتا ہے۔ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو یہ حیاتِ طیبہ دنیا میں حاصل تھی۔

عَنْ عَلِیٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:
إِنَّ فِی الْجَنَّۃِ لَسُوقًا، مَا فِیہَا شِرَاءٌ وَلَا بَیْعٌ إِلَّا الصُّوَرَ مِنَ الرِّجَالِ
وَالنِّسَاءِ، فَإِذَا اشْتَہَی الرَّجُلُ صُورَۃً دَخَلَ فِیہَا.



بحیثیت بیرسٹر حضرت بابا سیّد محمّد تاج الدینؒ ناگپوری

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت میں ایک ایسا بازار ہے جس میں خرید وفروخت نہیں ہوگی، البتہ اس میں مرد اور عورتوں کی صورتیں ہیں، جب آدمی کسی صورت کو پسند کرے گا تو وہ اس میں داخل ہوجائے گا۔''

(سنن ترمذی۔حدیث نمبر 2550)

یعنی ہر شکل ہر روپ میں انسان خود کو نمایاں کرسکتا ہے۔

دید کی اپنی جب ہوئی خواہش
آپ کو ہر طرح بنا دیکھا

باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ بیرسٹر کے روپ میں:

حضرت فرید خان صاحب فضا رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں:

ایک روز حضرت باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ واکی شریف سے سات آٹھ میل دور ایک کھیت میں آم کے درخت کے سائے میں تشریف فرما تھے۔ فضا صاحب بھی وہاں پہنچ گئے اور قدم بوسی کرنے کے بعد بیٹھ گئے۔ ایک کنبی (کاشتکار) آیا اور باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیر چھو کر بیٹھ گیا اور باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ سرکار جدھر جاتے اُن کے پیچھے پیچھے ہوتا۔ باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ اُسے فرماتے جا، جا اپنا کام کر، مگر وہ نہ جاتا۔ ایک روز باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ اُسی درخت کے نیچے پھر آئے وہ کنبی بھی ساتھ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس سے فرمایا: اِسی درخت کے نیچے بیٹھ جا، اُٹھنا نہیں ورنہ مار ڈالوں گا۔'' وہ بیٹھ گیا تین روز لگاتار باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ اُس درخت کے پاس آتے رہے اور ''بیٹھا رہ، یہاں سے ہلنا نہیں'' فرما کر چلے جاتے۔ چوتھے روز جبکہ سرکار اِسی درخت کے سایہ میں ایک چادر اوڑھ کر آرام فرمارہے تھے۔ اُس کا ایک بھائی اُس کو تلاش کرتے کرتے اُسی درخت کے قریب آیا۔ اور راموں راموں بھائی کہہ کر پکارنے لگا۔ آواز سن کر راموں اُٹھ کر کھڑا ہوا۔ سامنے اُس کا بھائی رامن آواز دے رہا تھا۔ دوڑ کر گیا اور بھائی سے لپٹ گیا۔ رامن نے کہا: بھائی تم کہاں تھے، ہفتہ بھر سے تلاش کر رہا ہوں، اَب یہاں کا پتہ ملا تو آیا ہوں۔ مقدمہ کا فیصلہ اپنے حق میں ہوگیا ہے۔ اپنی تمام زمین

جائیداد جو رہن تھی وہ سب ہمیں مل گئی۔

اُس نے خوشی میں دریافت کیا کیس جیت گئے؟ کوئی اُمید تو نہ تھی۔ ساہوکار بڑا آدمی ہے، ہم مجبور، کیس بھی صحیح طور سے لڑ نہیں رہے تھے۔ اِس لئے کہ ہمارے پاس تو وکیل کو دینے کے لئے پیسے بھی نہیں تھے۔ تب اُس نے کہا ایک بیرسٹر صاحب بہادر کوٹ پتلون پہنے ہمارے گھر آئے اور پوچھا بھائی تمہارا کوئی مقدمہ ہے؟ میں نے کہا ''ہاں'' تب انہوں نے مجھ سے کاغذات طلب کئے اُن کی بات کا مجھ پر ایسا اثر ہوا کہ میں نے کاغذات دے دیئے۔ کاغذات لے کر انہوں نے کہا ہم تمہارے مقدمہ کی پیروی بغیر فیس کے کریں گے۔ پرسوں صبح آٹھ بجے کورٹ میں ہمارا انتظار کرنا، یہ کہہ کر وہ چلے گئے۔ میں مقررہ تاریخ پر کورٹ پہنچا، کچھ دیر بعد وہی بیرسٹر صاحب تشریف لائے۔ ڈی سی بھی آ گئے تھے۔ چنانچہ ہمارا مقدمہ پیش ہوا سب سے پہلے مجھے آواز پڑی، میں اندر داخل ہوا تو بیرسٹر صاحب نے تقریر شروع کی اور آدھے گھنٹہ تک بولتے رہے۔ ڈی سی پر آپ کی تقریر کا ایسا اَثر ہوا کہ اُس نے مقدمہ کا فیصلہ ہمارے حق میں کر دیا۔ اِس طرح ساہوکار کا دعویٰ مسترد ہو گیا۔ نقل حکم لینے کے لئے دوسرے دن کی تاریخ ملی۔ نقل حکم لے کر اور اُس سے پیشتر بھی ہم تم کو تلاش کرتے رہے لیکن تم آج ملے ہو۔ بیرسٹر صاحب مقدمہ کی پیروی کے بعد کاغذات دے کر چلے گئے، اُن کو بہت تلاش کیا، وکیلوں سے دریافت کیا، مگر اُن کا پتہ نہیں چلا۔ بابا صاحب چادر اوڑھے یہ سب گفتگو سن رہے تھے۔ جب پورا واقعہ وہ کسان بیان کر چکا تو آپ نے فرمایا ''میں تو کہیں نہیں گیا یہیں ہوں۔'' رامن نے آپ کو پہچان کر کہا: ''یہی تو ہیں بیرسٹر صاحب۔''

جسم خاکی کے تلے جسم مثالی بھی رکھتے ہیں
ایک قبا اور بھی ہم زیر قبا رکھتے ہیں

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ محبوب کے روپ میں:

حضرت مولانا عبدالکریم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ اجمیر شریف کے عُرس میں رات

دو بجے اپنے چند مُریدوں کے ہمراہ نلے بازار کے ایک مکان میں تشریف لے گئے۔ اِس مکان میں ایک بُزرگ لیٹے ہوئے تھے جو کافی ضعیف اور بے حد کمزور تھے۔ کمزوری کی وجہ سے لیٹے ہی رہتے تھے۔ معلوم ہوا کہ کروٹ بدلنے میں بھی سہارے کی ضرورت ہوتی تھی۔ آپ کے متعلق سُنا ہے کہ چائے پلانے والے چائے کی طشتری آپ کے منہ سے لگائے رکھتے زیادہ حصہ زمین پر گر جاتا، آپ کے صرف لب تر ہوتے رہتے۔ سینکڑوں پیالیاں لوگ پلاتے اور وہ اِسی طرح بہتی رہتیں۔ عُرس کے زمانہ میں تو لوگ چاہتے کہ آپ کو چائے پلائی جاتی رہے جب تک آپ خود بس نہ کر دیں مگر ایسا نہ ہوا۔ جس وقت حضرت مولانا صاحب پہنچے، اُن کو سلام کیا۔ وہ اِتنے کمزور بُزرگ جن کو کروٹ کے لئے بھی سہارے کی ضرورت ہوتی تھی۔ حضرت مولانا صاحب کو دیکھتے ہی بغیر کسی سہارے کے اُٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت سے بغلگیر ہوئے۔ حضرت مولانا صاحب کو ان بُزرگ نے جو اپنے حالات بتائے وہ یہ ہیں۔ وہ بُزرگ فرماتے تھے میں نے لندن سے بیرسٹری پاس کی، اُس کے بعد بمبئی پریکٹس شروع کرنے آیا۔ یہاں پر ایک بنگلہ کرایہ پر لے کر رہنے لگا۔ ایک روز یہ اپنے بنگلہ کی کھڑکی کے پاس کھڑے ہوئے تھے، سامنے والے مکان پر نظر پڑی تو اُس کی کھڑکی میں ایک حسین وجمیل دوشیزہ کا چہرہ نظر آیا۔ آنکھیں چار ہوتے ہی محبت کا وار ہو گیا۔ لڑکی ہوش میں آئی تو کھڑکی بند کر لی۔ بیرسٹر صاحب اپنی آنکھوں کی دونوں کھڑکیاں بند کرنا کیا بھولے، سب کچھ بھول گئے۔ اَب اُسی کے تصور میں شب و روز کٹنے لگے۔ لگن کا یہ حال ہو گیا کہ کسی طرح اُس سے ملیں۔ اِس کھوج میں پتہ چلا کہ وہ بخار میں مبتلا ہو گئی ہے۔ یہ سُن کر بے قراری اور بڑھی، کسی طرح اُس تک پہنچنے کی تدابیر سوچنے لگے۔ رات کی نیند، دن کا چین سب ختم ہو گیا۔ یہ آنکھ ایسی ملی کہ ؎

العین یدخل الغنم فی القدر ویدخل
الرجل فی القبر العین حقٌ

یعنی: بکری کو آنکھ ہانڈی میں پہنچا دیتی ہے، آدمی کو آنکھ قبر میں پہنچا دیتی ہے، آنکھ حق ہے۔

نہ جانے اُن سے کس نے کہہ دیا؟
مالِ سوزِ غم ہائے نہانی دیکھتے جاؤ
بھڑک اُٹھی ہے شمع زِندگانی دیکھتے جاؤ
وہ اُٹھا شورِ ماتم، آخری دیدار میّت پر
اُٹھائی جا رہی ہے لاش فانی دیکھتے جاؤ

اَب تو یہ خود بھی زندہ بدست مُردہ ہو گئے۔لڑکی کا انتقال ہو گیا۔عمارت سے جنازہ نکلا۔ یہ جنازہ کے ساتھ چپ چاپ چلتے رہے۔قبرستان پہنچے۔لاش سپردِ خاک کی گئی۔سب لوگ واپس چلے گئے۔یہ کھڑے دیکھتے رہے، جب دیکھا کہ کوئی نہیں دیکھتا۔دوڑ کر قبر سے لپٹ گئے اور زار و قطار رونے لگے۔آہ و فریاد، نالہ و فغاں، سوز و درد بیتابی و ناشکیبائی۔

ایک دریا بیچ میں حائل ہے وہ دور گئے اُس پار گئے
اور ہم ساحل پر بیٹھے ہیں وہ جیت گئے ہم ہار گئے

ایسی حالت میں دن گزر گیا، روتے روتے نڈھال ہو کر غشی سی آ گئی۔دیکھتے کیا ہیں کہ ایک بُزرگ ہیں اور فرما رہے ہیں: ''ناگپور آتے، ہم سے ملتے، ہم تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔''

یہ تو اپنے دل میں فیصلہ کر گئے تھے کہ عمر بھر قبر پر بیٹھ کر گزار دوں گا لیکن اَب وہ فیصلہ بدل چکا تھا۔یہ اُسی حالت میں روانہ ہو کر ناگپور پہنچے۔حضور شکر درہ محل میں چبوترے پر رونق افروز تھے۔تمام حاضرین مؤدب کھڑے تھے۔حضور پر نظر پڑی تو پہچان گئے کہ یہی بزرگ ہیں، جن کو میں نے بشارت میں دیکھا ہے۔نظریں نیچی کئے آگے بڑھے، پھر جیسے ہی نظر اُٹھائی دیکھا کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہیں وہی لڑکی بصد ناز و اَدا نظر نواز ہے۔یکبارگی ایک چیخ اُن کے منہ سے نکلی اور دوڑ کر قدموں میں جا گرے۔جب ہوش آیا تو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں پایا۔سرکار نے حکم دیا: ''جاؤ اجمیر شریف کی خدمت تمہارے سپرد کی۔ہر جگہ ہمیں دیکھتے رہو اچھے رہو گے۔''

چنانچہ یہ روانہ ہو کر اجمیر شریف اپنی ڈیوٹی پر پہنچے اور لوگوں کو فیض پہنچاتے رہے۔ وہیں وصال ہوا۔

بابا صاحب بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے روپ میں:

کراچی میں ایک نو مسلم بُزرگہ مائی نور محمدی (مائی نوری) کا قیام تھا۔یہ مائی حضرت بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی حاضر باش رہیں اور قلندر صاحب سے اِس قدر عشق ہو گیا کہ گھر بار عزیز و اقارب سب کو خیر باد کر کے مذہب اسلام قبول کر لیا اور حضرت قلندر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے بھی مشرف ہونے لگیں۔جب لگن اور عشق اور بڑھا تو اُن کی خواہش ہوئی کہ سرکار قلندر صاحب رحمۃ اللہ علیہ خواب کی بجائے بیداری میں نظر آئیں اور میں اِس طرح سرکار کا دیدار کروں چونکہ عشق صادق تھا۔حضرت بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے مائی کو بشارت دی کہ تو بیداری میں مجھے دیکھنا چاہتی ہے تو ناگپور جا، تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی شکل میں میں وہاں موجود ہوں۔

چنانچہ مائی ناگپور پہنچی۔حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مائی کے دربار پہنچنے سے پیشتر حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''چلو رے ہماری جوگن آ رہی ہے۔'' چنانچہ سرکار جائے قیام سے اسٹیشن کی طرف روانہ ہوئے۔اسٹیشن سے تقریباً ایک فرلانگ قبل آپ رُک گئے مائی اسٹیشن سے روانہ ہوئی جیسے ہی سرکار پر نظر پڑی، وہیں سے قدم بوس ہوتی ہوئی خدمت میں پہنچی۔سرکار نے اپنی خدمت میں رکھ کر نوازا۔مائی دربار تاج الاولیاء کھارادَر میں سرکار کی ماہانہ نذر نیاز اور سالانہ عُرس میں شریک ہوتی تھیں اور حضرت قاضی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب چادر مبارک سرکار میں پیش کرنے کے لئے ناگپور شریف جاتے تو مائی یہاں سے روانگی کے وقت ساتھ ہوتیں، جہاز جب نظروں سے اوجھل ہو جاتا تب وہ واپس ہوتیں۔ مائی نوری بالکل نورانی ہو گئی تھیں۔ہندوستان میں نقشبندی سلسلہ میں بیعت ہو گئی تھیں اور اپنے شیخ کی نذر نیاز بہت اہتمام سے کرتی تھیں۔وصال کے بعد بھی مائی کو کراچی کے ایک بہت بڑے بُزرگ حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ کے قُرب میں جگہ ملی۔

(قاضی سیّد میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ)

نظر تاج الاولیاء......لاکھوں کوس دیکھتا ہوں:

سرکار تاج الاولیاء سے ایک مرتبہ ایک صاحب نے کہا حضور آپ کو سو پچاس میل دور

تک تو دِکھائی دیتا ہوگا۔سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''کیا بکتا ہے، جدھر بھی دیکھتا ہوں لاکھوں کوس دیکھتا ہوں۔'' (کوس ۳ میل کے فاصلہ کو کہا جاتا تھا)

پانچ پیسے:

ایک مرتبہ حضور نے فرمایا کہ ''کسی ولی سے آج تک پانچ پیسے نہیں بنے ہم پانچ پیسے بنا کر دکھائیں گے ہم تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔''

ایک روز آپ راجہ بہادر کے محل کی سیڑھیاں چڑھ رہے تھے۔ پیچھے سے ایک صاحب نے سوال کیا ''بابا فلاں بُزرگ نے گیارہ منزلیں طے کی تھیں، آپ نے کتنی منزلیں طے کیں۔'' آپ نے ایک گالی دے کر فرمایا: ''گن لے سیڑھیاں۔''

ہم اپنے وقت کے شہنشاہ ہیں:

فریدالدین عرف چھوٹے بابا صاحب جو مریم بی اماں صاحبہ کے برادرزادہ تھے۔اُن سے سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''سب ہوگئے اپنے اپنے وقت کے سلطان و بادشاہ ہم اپنے وقت کے شہنشاہ ہیں۔جس کو دیں اُس سے کوئی لے نہیں سکتا اور جس کو نہ دیں اُسے کوئی اور نہیں دے سکتا۔''

ہمارا دربار دعا کا ہے:

ایک شخص حاضر ہوا اور حضور کے قدم پکڑ لئے اور عرض کیا: ''بابا اَب آپ کو نہیں چھوڑوں گا آپ جب تک اپنی زبان مبارک سے یہ نہ فرمادیں کہ ''تیرا بیڑا غرق ہوجائے۔''

حضور نے فرمایا: ''یہاں بیڑا غرق نہیں کیا جاتا، تیرایا جاتا ہے۔''

چند حضرات نے حضور سے عرض کیا سرکار فلاں صاحب آپ کی شان میں کچھ غلط باتیں کر رہے تھے اُن کے لئے بد دعا کر دیں۔سرکار نے ارشاد فرمایا: ''نکو حضرت! ہمارا دربار دعا کا ہے بد دعا کا نہیں۔''

تارے گن لے:

ایک مرتبہ ایک صاحب نے دریافت کیا بابا آپ کے بچے (غلام) کتنے ہیں۔آپ نے آسمان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تارے گن لے۔آپ کا فرمان کہ لاکھوں کوس تک دیکھتا ہوں اس کا ثبوت یہ ہے کہ آپ کے بچے دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ان کی تربیت ہورہی ہے۔(سرکار) تربیت فرما رہے ہیں۔حکم احکام برابر مل رہے ہیں۔ ہر طرح آج بھی سرکاران کی نگرانی فرما رہے ہیں اس سلسلہ کے چند واقعات پیش کر رہا ہوں۔

شمس وقمر پیروں تلے:

۱۶ر دسمبر ۱۹۷۹ء مطابق ۲۵ر محرم الحرام کو ایک ستر سالہ ضعیف شخص جن کے ہمراہ ان کی بوڑھی بیوی، لڑکا اور بہو موجود تھے، شکردرہ شریف میں حضور کے چلّہ مبارک پر حضور کے پلنگ مبارک کے قریب بیٹھ کر زار و قطار رو رہے تھے۔عُرس کا اجتماع تھا، میری نظر اُن پر پڑی۔اُن کے اِس طرح رونے پر اُن کو توجہ سے دیکھا لیکن وجہ دریافت کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ ۱۸ر دسمبر مطابق ۲۷ر محرم الحرام کو ہم لوگ امّاں صاحبہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دینے گئے تو وہاں بھی میں نے اُن بُزرگ کو اپنے گھر کے افراد کے ہمراہ دیکھا۔ امّاں صاحبہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر بھی وہ بلک بلک کر رو رہے تھے۔ یہاں میں نے ہمت کی اور اُن کے قریب جا کر بیٹھ گیا اور اُن سے دریافت کیا ''باباجی آپ کو کیا تکلیف ہے، میری بات سُن کر بھی وہ چند لمحہ اور روتے رہے پھر انہوں نے گڑگڑاتے ہوئے جواب دیا: ''بابو تکلیف تو کچھ نہیں ہے، حضور بابا صاحب کا کرم ہی کرم ہے لیکن مجھ سے ایک مرتبہ بے ادبی ہوگئی تھی، جب اُس کا خیال آتا ہے تو آنسو جاری ہوجاتے ہیں۔'' پھر انہوں نے پوری تفصیل یوں بیان کی۔

میں کراچی (پاکستان) سے آیا ہوں، پینشن یافتہ کلکٹر ہوں۔ ۱۹۴۷ء سے قبل ناگپور ہی میں میرا قیام تھا۔سرکار کی حیاتِ ظاہری میں شکردرہ حاضر ہوا کرتا تھا۔اُس زمانہ میں، میں ایک معمولی ملازم تھا لیکن سرکار مجھے کلکٹر کہہ کر مخاطب کیا کرتے تھے۔ایک روز شکردرہ

حاضر ہوا تو دیکھا عقیدت مندوں کی قطار لگی ہوئی ہے۔ میں بھی قطار میں کھڑا ہو گیا۔ دل میں خیال ہوا کہ حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ پہنچے ہوئے بُزرگ تو ہیں لیکن اُن کا مرتبہ کیا ہوگا۔ اِس شش و پنج میں میری باری آئی اور محل کے احاطے میں داخل ہوا اُس وقت سرکار فرش پر پیروں کے بل تشریف فرما تھے۔ میں قدم بوسی کے لئے جیسے ہی گھٹنوں کے بل بیٹھا، سرکار نے اپنا دایاں پیر میرے آگے بڑھا دیا میں نے جو آپ کے تلوے پر نظر ڈالی تو اوپر کے حصہ میں سورج اور نیچے کے حصّہ میں چاند نظر آیا۔ یہ دوپہر کا وقت تھا، آپ کے تَلوے سے سورج کی روشنی نکل رہی تھی، جس سے میری آنکھیں چکا چوند ہو گئیں۔ حیرت سے آسمان کی طرف دیکھا تو اندھیرا نظر آیا۔ دوبارہ نیچے دیکھا تو حضور نے فرمایا ''جاؤ کلکٹر جہاں بھی رہتے، کلکٹری کرتے۔'' حضور کے یہ الفاظ سُن کر مجھے ہوش آیا مگر مجھ سے مرتبہ معلوم کرنے کی جو بے اَدبی ہوئی تھی اُس کی معافی نہ ہو سکی۔ کچھ دنوں بعد ہی حضور کا وصال ہو گیا اور معافی مانگنے کا خیال دِل کا دِل میں رہ گیا۔ تقسیم ہند کے بعد جب میں کراچی آیا تو سرکار کے حکم کے مطابق کلکٹر ہو گیا، وہاں کی مصروفیات کی وجہ سے پھر حاضری نہ ہو سکی۔ اَب پنشن حاصل کرنے کے بعد حاضر ہوا ہوں تو اپنے مہربان آقا سے معافی کا خواستگار ہوں۔ اَمّاں صاحبہ کے پاس حاضر ہوا ہوں کہ وہ سفارش کر کے میری اُس بے اَدبی کی معافی کرا دیں، آپ بھی میرے لئے دعا کریں کہ سرکار میری گستاخی معاف فرما دیں۔''

(راوی: رائے بابو۔ مالک اَنوپم ہوٹل)

تم کس کے حکم سے یہ کام کر رہے ہو:

حضرت فرید خان صاحب فضا کے بُزرگوں کا سابق وطن اجمیر شریف تھا۔ وہاں حضرت کلو پاشا رحمۃ اللہ علیہ قطب اجمیر تھے۔ فضا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بچپن میں مجھے انہوں نے گود میں کھلایا، وہ حضرت فضا صاحب سے بہت محبت کرتے تھے۔ کلو پاشاہ قلاقند شوق سے کھاتے تھے۔ حضرت فضا صاحب کے والد بُزرگوار بسلسلہ ملازمت ناگپور تشریف لائے تو یہیں مقیم ہو گئے۔ فضا صاحب کبھی کبھی اجمیر شریف جاتے تو حضرت کلو پاشا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت

میں ضرور حاضری دیتے تھے۔ ناگپور شریف میں فضا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بے پناہ عقیدت ہو گئی تھی بلکہ میرا ایمان ہے کہ اُن کا نام بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رجسٹر میں لکھ لیا تھا۔ مندرجہ ذیل واقعہ اس کا بین ثبوت ہے۔

حضرت فضا صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب بھی ناگپور سے باہر کہیں تشریف لے جاتے سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت حاصل کر کے جاتے۔ ایک مرتبہ حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں جبہ مبارک اور قلاقند لے کر حاضر ہوئے۔ سرکار نے اُسے قبول کیا۔ جبہ زیب تن فرمایا۔ قلاقند بھی چکھا۔ بعد میں فضا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اجمیر جانے کی اجازت چاہی جو مل گئی۔ یہ اجمیر شریف گئے۔ اس زمانہ میں کلو پاشا رحمۃ اللہ علیہ کی قطبیت کا ڈَنکا بج رہا تھا۔ یہ اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قلاقند پیش کیا۔ اُس پر اُنہوں نے فرمایا ''کیوں رے اپنے بابا کو جبہ بھی پہنایا، مجھے صرف قلاقند دیا۔'' تب فضا صاحب نے فرمایا میں جلدی میں حاضر ہوا ہوں جبہ بھی پیش کروں گا۔ چنانچہ دوسرے یا تیسرے روز جبہ مبارک اور ایک دونے میں قلاقند لے جا کر پیش کیا۔ اُنہوں نے جبہ پہن کر قلاقند کا دونہ دونوں ہاتھوں میں لیا اور منہ سے لگایا، جتنا منہ میں آ سکا کھا کر قلاقند کا دونہ فضا صاحب کی طرف بڑھایا۔ یہ لینے کے لئے آگے بڑھے تو ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا: ''نہیں، نہیں، نہیں، نہیں'' اس کے بعد پھر دونہ کو اپنے منہ سے لگایا اور بڑی محبت سے فرمایا: ''لے لے'' میں آگے بڑھا تو پھر ''نہیں نہیں'' کہہ کر ہاتھ کھینچ لیا۔ تیسری مرتبہ بھی یہی صورت پیش آئی، اَلبتہ اِس مرتبہ نہیں، نہیں کہتے ہوئے دونہ کو زمین پر پھینک دیا۔

فرید صاحب فرماتے ہیں کہ میں کچھ بھی نہ سمجھ سکا کہ خود ہی دونہ دینا چاہتے تھے، خود ہی نہیں نہیں کہہ کر ہاتھ کھینچ لیتے تھے؟ اُسی رات عالم خواب میں، میں نے دیکھا ایک لق و دق دشت میں ہوں۔ ہر طرف ریت ہی ریت ہے۔ نہ یہاں کوئی درخت دِکھائی دے رہا ہے، نہ آدمی کی صورت نظر آ رہی ہے۔ ننگے سر اور ننگے پیر چلا جا رہا ہوں۔ اچانک حضرت کلو پاشا رحمۃ اللہ علیہ نمودار ہوئے۔ میں نے اُن سے دریافت کیا کہ آپ یہاں کہاں؟ جواباً فرمایا ''چوک بنا رہا ہوں خانہ پُری کر رہا ہوں۔'' بادشاہ (حضرت کلو پاشاہ کو سب لوگ بادشاہ کہہ

کر مخاطب کرتے تھے) کہ ہاتھ میں ایک چھوٹی سی لکڑی تھی۔ اُس سے ریت پر انہوں نے مربع کی شکل میں چار لکیریں کھینچیں اور مجھ سے فرمایا ''لکیر کے اندر بیٹھ جاؤ'' میں نے حکم کی تعمیل کی۔ دفعتاً ایک کلاہ میرے سر پر خود بخود آ گیا اور کلو پاشا رحمۃ اللہ علیہ کی لکڑی اُسترے میں تبدیل ہوگئی۔ کلو پاشا رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ٹوپی اُتار دو تا کہ میں تمہارا سر مونڈھ دوں۔ میں نے ٹوپی سر سے اُتار دی اور کلو پاشا رحمۃ اللہ علیہ نے سر مونڈھنے کے لئے اُسترا میرے سر پر رکھا۔ اچانک ایک رُعب دار آواز سُنائی دی ''ٹھہرو ٹھہرو'' کیا دیکھتا ہوں کہ حضور تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ تشریف لا رہے ہیں۔ آتے ہی پہلے کلو پاشا رحمۃ اللہ علیہ کو ڈانٹا ''تم کس کے حکم سے یہ کام کر رہے ہو؟ کیا مجھ سے تم نے دریافت کرلیا تھا؟'' اُس کے بعد مجھ سے فرمایا: ''تم کس کی اجازت سے یہاں آئے، اِس خانے سے باہر آ جاؤ۔'' چنانچہ میں باہر آ گیا۔ صبح کلو پاشا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کلو پاشا رحمۃ اللہ علیہ نے دور ہی سے فرمایا: ''جاؤ، جاؤ بڑے کا ہاتھ سر پر ہے۔''

اِس واقعہ سے قارئین اندازہ کر سکتے ہیں کہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے بچوں کی نگہبانی ہزاروں میل دور بیٹھ کر بھی فرماتے تھے اور دوسری بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے احکام اَقطاب پر بھی جاری ہوتے تھے۔ یہ آپ کے قطب مدارِ عالم ہونے کا ثبوت ہے۔

دیوانہ نہیں ہوتے:

حضرت مولانا عبدالکریم شاہ صاحب المعروف بابا یوسف شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ابتدائی زمانہ میں ہم ناگپور شریف سے اجمیر شریف آئے اور کلو پاشا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ہمیں اپنا جبہ اُتار کر پہنا دیا۔ جبہ پہننے کے بعد ہماری آنکھیں کھل گئیں، کان کھل گئے۔ جانے کہاں کہاں کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور جانے کیسی کیسی صورتیں نظر آنے لگیں۔ زَماں و مکاں کے فاصلے سمٹ گئے۔ حاضر و غائب ایک ہوگیا۔ جذب و مستی کا غلبہ ہوگیا۔ تمام دن اِسی کیفیت میں گزرا۔ رات محبوب منزل میں مست و بے خود پڑے تھے کہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور مجھے اپنے ساتھ حوض پر لے گئے۔ وہاں حضور نے وضو فرمایا، تمام اعضاء وضو آئینہ کی طرح تابناک ہو گئے۔ مجھے

بھی وضو کا حکم دیا، میں نے بھی سرکار کے سامنے وضو کیا۔ وہی کیفیت میری بھی ہوگئی۔ اس کے بعد فرمایا ''دیوانہ نہیں ہوتے'' معاً ہمیں ہوش آ گیا اور وہ بات جاتی رہی۔

تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے معاملہ میں ہم دخل نہیں دے سکتے:

عبدالمجید صاحب فنانس منیجر بائر فارما لمیٹڈ سی پی کامٹی کے باشندے ہیں۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کے بُزرگوں کو بھی عقیدت رہی ہے۔ آپ خود بھی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شیدائی ہیں بلکہ میری نظر میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے رجسٹر میں داخل ہیں۔ اِس کے وہ بھی اِقبالی ہیں، لیکن بہت سیدھے سچے مسلمان ہونے کی وجہ سے ظاہر بین حضرات کے چکر میں بھی آ جاتے ہیں لیکن سرکار بابا صاحب تنبیہ کر کے بچاتے رہتے ہیں۔ اُن ہی ظاہر بین حضرات کے چکر میں آ کر سرکار کی خفگی میں مبتلا ہو گئے تھے۔ بال بچے والے آدمی ہیں۔ سرکار نے ڈوری کھینچ لی، ملازمت گئی، بیوی کا انتقال ہوگیا، بچوں کی پرورش کے لالے پڑ گئے، لیکن سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع ہو کر معافی کی بجائے اِدھر اُدھر ظاہری حضرات کو ٹٹولنے لگے۔ کچھ حاصل نہ ہوا تو بُزرگوں کے مزارات کا سہارا لیا۔ حضرت لال شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر ایک حاضری دی۔ عرض کیا، جواب نہ ملا۔ دوسری یا تیسری حاضری میں حضرت نے فرمایا ''تاج الدین (رحمۃ اللہ علیہ) کے معاملہ میں ہم دخل نہیں دے سکتے۔''

اَب آنکھیں کھلیں۔ روزانہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی نذر پیش کر کے عرض کرتے رہے۔ اُن کے بقول ایک روز تو ایسی سخت ڈانٹ پڑی کہ یہ محسوس ہوا کہ کان کے پردے پھٹ گئے لیکن سمجھ گئے تھے کہ غلام کی معافی اِسی دَر سے ہی ہوگی اور آقا بھی ایسا ہے کہ جس کے معاملہ میں قلندر نے بھی جواب دے دیا ہے۔ اَب اور تو کوئی صورت نہیں تھی، لگے رہے۔ ایک روز ستر ماؤں سے زیادہ چاہنے والے آقا کو رحم آ گیا فرمایا ''جا قاضی امجد کے پاس جا''۔ اُس روز حضرت قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ کا عُرس خانقاہ تاجیہ امجدیہ میں ہو رہا تھا، یہ حاضر ہوئے۔ اُن کے علم میں عُرس کی تاریخ نہ تھی، اَچانک پہنچے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے کرم فرمایا۔ اَب اللہ کے فضل سے سرکار کا کرم ہو رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مجید صاحب پر سرکار کی خصوصی نظر ہے اور بارانِ رحمت سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔

ایک جگہ میں عرض کر چکا ہوں کہ اِن اولیاء اللہ کے مراتب و معاملات کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ یا اللہ جسے وہ نظر عطا کر دے وہ سمجھتے ہیں۔ عبدالمجید صاحب تاجی کا انتقال ہو گیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے آمین۔ (قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ)

کہاں لیکر پھر رہا ہے رے، اپنے گھر آجا:

حضرت سیّد عبدالجبار صاحب سجادہ نشین حضور تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے کو سرکار نے نواز دیا تھا۔ وہ اپنی جذباتی کیفیت میں گھر سے نکل چکے تھے۔ دوسرے جوان صاحبزادہ کی حالت بگڑتی دیکھ کر جبار صاحب باوجود حضور کے حالات دیکھنے کے، سیّانوں اور عاملوں کے چکر میں پڑ گئے۔ اُن سے جب مسئلہ حل نہ ہوا تو لڑکے کو میراں داتار رحمۃ اللہ علیہ لے کر چلے گئے، لیکن آفتاب کے سامنے چراغ کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے۔ دنیاوی طور پر بھی ایک افسر کے حکم کو دوسرا افسر بلا وجہ ختم نہیں کرتا۔ میراں داتار رحمۃ اللہ علیہ میں کئی روز پڑے رہے لیکن کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ پریشان ہو گئے تو سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے عالم رویا میں ڈانٹ کر فرمایا ''کہاں لیکر پھر رہا ہے رے۔ اپنے گھر آجا''۔ تب یہ لوٹ کر واپس آ گئے اور خود کو اور اُس صاحبزادے کو مکمل طور پر سپرد کر دیا۔

یہ کوٹ اُتار دے اور کالے پانی جا:

پوتین بھائی جن کا نام اُن کے بقول حضور رحمۃ اللہ علیہ نے یوسف رکھا تھا۔ یہ حضرت مولانا عبدالکریم شاہ صاحب تاجی المعروف بابا یوسف تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے برادر نسبتی تھے۔ واکی شریف میں چھمی بائی کے پڑوس میں رہتے تھے۔ چھمی بائی بہت حسین اور جوان تھی اور پوتین بھائی بھی خوبصورت جوان تھے۔ ویسے چھمی بائی کچھ پاگل سی بھی تھی۔ ایک روز حضور رحمۃ اللہ علیہ نے پوتین بھائی سے فرمایا: ''ہم تجھے آزمائیں گے۔'' چند روز بعد آزمائش شروع ہوئی۔ چھمی بائی نے پوتین بھائی کو چھیڑنا شروع کیا۔ پریشان ہو کر انہوں نے اسمٰعیل خان صاحب پٹیل خانپور والوں سے مشورہ کیا۔ تو انہوں نے مشورہ دیا کہ کانچکوری لا کر اُس کے جسم پر

خفیہ طور پر ڈال دو۔ (اُس میں یہ خاصیت ہوتی ہے کہ اس کا رُواں جسم پر جہاں چھو جائے وہاں ناقابل برداشت کھجلی ہوتی ہے۔ اُس کا علاج گائے بھینس کا گوبر لگانا ہے)۔ چنانچہ پوتین بھائی نے اِس پر عمل کیا۔ چھمی بائی کا کھجلی سے اتنا بُرا حال ہوا کہ اُس نے اُن کے نام سے پولیس میں رپورٹ کروادی۔ داروغہ تفتیش کے لئے فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر آیا۔ دورانِ تفتیش پوتین بھائی کو خوب زور زور سے گالیاں دینا شروع کیں۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ نے بھی داروغہ پولیس کی اکڑ پھوں سنی اور سائیس سے فرمایا کہ گھوڑے کا تنگ کھول دے۔ سائیس نے حضور کے حکم پر عمل کیا۔ تو داروغہ جی اور غضبناک ہوئے اور تفتیش کا پرچہ خود ہی پھاڑ دیا اور غصہ میں حضور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو حکم دیا کہ یہ کوٹ اُتار دے اور کالے پانی جا۔ یہ وردی ہم ہی نے تو دی تھی۔ داروغہ جب تھانہ واپس پہنچا تو اس کی وردی چھن گئی، یعنی وہ ملازمت سے برخاست ہوا اور کسی مقدمہ میں ایسا ماخوذ ہوا کہ اِس کو کالے پانی کی سزا بھی ہوئی۔ اِس طرح سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے ایک تیر سے کئی نشانے کئے۔ یعنی چھمی بائی کی غلط رَوِش ٹھیک ہوگئی۔ پوتین بھائی کو اِس کے چکر میں پھنسنے نہیں دیا اور داروغہ کا تمام کھایا پیا نکال دیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر فیض اثر نے دنیا بدل ڈالی:

ویلور کے ایک چمڑے کے بیوپاری درِ مولا پر حاضر ہوئے۔ اُسی روز مجھ (مؤلف کریم بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ) سے ملاقات ہوئی، گھر پر تشریف لائے۔ میں اُس وقت کھانا کھا رہا تھا، آپ کو بھی دعوتِ طعام دی۔ انہوں نے مدراسی لہجہ میں کہا: ''میری خوراک ایک بکرا سالم روزانہ ہے اور چاول جس قدر بھی کھا سکوں۔ اِن چند روٹیوں کو ہم نا کیا بلاتے پاشا۔''

میں نے جواب دیا: ''بکرے کا تو میں اِس وقت انتظام نہیں کر سکتا۔ البتہ روٹی چاول آپ جتنے کھانا چاہیں انشاء اللہ پیش کروں گا۔'' چنانچہ وہ میرے ساتھ کھانے پر بیٹھ گئے۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد شام تک ساتھ رہے۔ میں نے اُن سے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آنے کا سبب دریافت کیا، تب آپ نے بتایا کہ میں دیلور کا

رہنے والا ہوں۔ وہاں میرا ایک بہت بڑا چمڑے کا کارخانہ ہے۔ میری ایک لڑکی تھی جس کا انتقال ہوگیا۔ اُس لڑکی سے مجھے بے حد محبت تھی۔ اُس کی جدائی کے صدمہ مجھے اِس دربار میں لایا ہے۔ اس کے غم میں میں مثنوئی مولانا روم پڑھتا تھا اور زار وقطار روتا تھا۔ ایک روز خواب میں دیکھا ایک بُزرگ تشریف لائے اور مجھے حکم دیا: ''تُو ناگپور حضرت بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جا، تیری مراد پوری ہوگی۔'' چنانچہ صبح ہی ریل پر سوار ہوگیا۔ یہاں پہنچنے کے بعد سب سے پہلے آپ سے ملاقات ہوئی۔ سُنا ہے کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کئی مُردے جلائے ہیں۔ اَب میں چاہتا ہوں کہ مجھ میں وہ طاقت پیدا ہوجائے تاکہ میں بھی مُردے جلا سکوں۔ تب میں گھر جا کر اپنی لڑکی کو زندہ کروں گا۔ اُس کے بعد انہوں نے مجھ سے درخواست کی کہ میں آپ کے وسیلہ سے سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ میں اُن کو ہمراہ لے کر راجہ محل پہنچا۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ سیڑھیوں پر تشریف فرما تھے۔ میں نے حضور میں اُن کو پیش کیا جیسے ہی حضور نے آنکھ اُٹھا کر اُن کو غور سے دیکھا اُن کی حالت بدل گئی اور ذکر جہر شروع کردیا (اللہ ہو کے نعرے لگانے لگے) اور سرکار کی خدمت میں رہنے لگے۔ آپ راتوں کو شہر سے باہر ڈ گوری سے آگے ایک پُل کے نیچے ذکر کیا کرتے تھے۔ یہ جگہ تاج آباد شریف سے 4 فرلانگ کے فاصلے پر ہے میں (مؤلف) بھی ایک دو بار اِن کے پاس گیا۔ آپ راتوں کو ہمیشہ جنگل میں رہتے تھے۔ دن کو حضرت غوث بابا صاحب کے لنگر خانہ میں چلے آتے اور لنگر خانہ کا کام کرتے، جو پکتا وہ کھاتے۔ ایک بکرا کھانے والا شخص صرف ایک پلیٹ دال چاول کھا کر شکم سیر ہوجاتا تھا۔ آپ ہر شخص کو پاشا صاحب کہہ کر مخاطب کرتے۔ اس لئے سب لوگ آپ کو بھی پاشا کے نام سے ہی پکارتے۔
پاشا صاحب حضور تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی حیات تک شکر درہ ہی میں رہے۔ بعد میں مومن پورہ ناگپور تشریف لے گئے اور وہیں قیام کیا۔ وہاں آپ کے فیض سے سینکڑوں مُردہ دِل حضرات مؤمن کامل بن گئے۔ مومن پورہ ہی میں آپ کا وصال ہوا اور وہیں قبرستان میں آرام فرمارہے ہیں۔

سرکار کی توجہ:

وی۔ ایس۔ سوم سُندرم فرماتے ہیں:

میرے داماد کا انفلوئنزا میں انتقال ہوگیا۔ میری لڑکی اپنے شوہر سے بے پناہ محبت کرتی تھی، شوہر کے انتقال کے صدمہ سے وہ نیم پاگل ہوگئی۔ یہاں تک کہ غذا بھی نہیں کھاتی تھی۔ میں اُسے لے کر سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکر درہ شریف کی ایک جھونپڑی میں رہنے لگا۔ دوسرے ہی روز سرکار نے ایسی توجہ فرمائی کہ وہ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ہاتھ سے چائے بنا کر پیش کرنے لگی۔ کبھی کبھی کھانا بھی سرکار میں پیش کرتی۔ جسے سرکار شوق سے ایک دو لقمہ نوش فرما کر بچی کو کھانے کا حکم فرماتے۔ وہ فوراً حکم کی تکمیل میں کھالیتی۔ اِس طرح تھوڑے ہی دنوں میں میری لڑکی کی حالت ٹھیک ہوگئی۔ یہ سرکار بابا صاحب کی توجہ کا اثر تھا ہم لوگ واپس گھر آگئے۔

ضدی بچہ:

جب ہم لوگ شکر درہ میں مقیم تھے تو میری لڑکی کا ایک لڑکا مدن گوپال جس کی عمر 5، 7 سال تھی، ہمراہ تھا۔ جب یہ لڑکی حاضر خدمت ہوئی تو اُس کا لڑکا ضد کرتا تھا۔ ایک روز حضور مدن گوپال یتیم کے جانب متوجہ ہوئے ارشاد ہوا ''کیوں رے ماں کوستا تا'' یہ کہہ کر ایک یا دو کتابیں عنایت فرمائیں اور حکم دیا کہ یہ پڑھو اور ماں سے فرمایا کہ ''یہ اچھا پڑھے گا۔''
اُسی حکم کی برکت سے یتیم مدن گوپال اَمراوَتی میں ڈاکٹر اے وی مدن گوپال ایم بی بی ایس، ڈی او آکسن، ڈی او ایم ایس انگلینڈ بنا اور آنکھوں کے دواخانہ میں کارگزار رہا۔

بابا صاحب کی عالمی حکومت، تقسیم ہند کی نشاندہی:

اَمراوَتی میں خواجہ محمد حسین صاحب پولیس انسپکٹر تھے۔ ایک روز بابا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی حضور میں پولیس میں سپرنٹنڈنٹ ہوجاؤں۔ اس کے لئے دعا فرمائیں۔ سرکار نے فرمایا ''ہوجائے گا۔'' سرکار کا جواب سن کر محمد حسین صاحب خوش ہوگئے اور ہمت کر کے عرض کی سرکار میرا تبادلہ بھی پنجاب ہوجائے۔ تب سرکار نے

فرمایا یہ خلافِ قانون ہے لیکن تو ایک چمٹا بنا کر لا، تب بولیں گے۔ خواجہ محمد حسین صاحب سرکار کی دعا سے کپتان ہو گئے اور اَمراؤتی سے ناگپور آ گئے۔ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حسب الحکم چمٹا لے کر آئے اور سرکار کو پیش کیا۔ سرکار نے اپنے ہاتھ میں لیا پھر کندھے پر رکھا اور گھومتے رہے، کبھی ہاتھ میں لیتے، کبھی کندھے پر رَکھتے۔ تھوڑی دیر اِسی طرح کرتے رہے، پھر اُن کو واپس دے کر فرمایا: ''ہو جائے گا مگر دیر لگے گی۔'' اُس زمانہ میں سنٹرل پروونس (سی۔ پی) کے افسروں کا تبادلہ پنجاب نہیں ہو سکتا تھا۔ 1947ء میں پاکستان بنا، خواجہ محمد حسین صاحب نے ہجرت لکھوا دیا اور پنجاب آ گئے۔

چمٹے کے دو حصے ہوتے ہیں، ہندوستان کے بھی دو حصے ہو گئے۔

پاکستان کی پیشن گوئی:

''تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ'' جو مولانا ذہین شاہ صاحب یوسفی تاجی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ اِس میں ایک خواب شائع کیا ہے۔ وہ یہ کہ مولانا نے دیکھا کہ کسی بڑے شہر کے باہر سڑک پر ہیں، یہ سڑک خطِ مستقیم کی صورت میں شہر کے دائرہ کو نصف نصف تقسیم کرتی ہے۔ اِس دو رَوی شکل کے گرد بھی۔ ایک دو روی شکل میں سڑک بنی ہوئی ہے۔ اس سڑک کے دائرہ کو بھی شہر کی طرح سیدھی سڑک نے دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں: میں شہر سے باہر جس سڑک پر ہوں، اس پر چھوٹے چھوٹے پتھر تھوڑے تھوڑے فاصلہ سے نصب ہیں۔ جیسا کہ عموماً سڑکوں پر علامتی پتھر نصب ہوتے ہیں، مگر میں دیکھتا ہوں کہ اُن پتھروں پر چونا اور سیندور، سیاہی وغیرہ لگا کر ہندوؤں نے اُن کو مورتیوں میں تبدیل کر رکھا ہے۔ سڑک کے کنارے پر دائیں جانب اِن مورتی نما پتھروں کی لائن سے ذرا ہٹ کر ایک مسجد ہے، جو نئی نئی بنی ہے، جہاں مسلمان جمع ہیں۔ اس مسجد میں آج ذکر میلاد شریف ہونے والا ہے، مگر بہت سے اہل ہنود ہیں وہ چاہتے ہیں کہ یہاں میلاد شریف کا جلسہ نہ ہو۔ میں نے اعتراض کا سبب پوچھا تو اپنی مورتیوں کو دلیل میں پیش کرتے ہوئے کہا کہ یہ مورتی اَستھان ہے، اِس میں مسجد زبردستی بنائی گئی ہے، اِس کو ہم آباد نہ ہونے دیں گے۔ میں نے اُن سے

کہا مسجد بن چکی، مسمار نہیں ہو سکتی ہے۔ غیر آباد نہیں رہ سکتی۔ فساد کی صورت کیوں پیدا کی جاتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم اتنی تعداد میں ہیں کہ ایک ایک کنکر بھی اُٹھائیں گے تو مسجد کا پتہ بھی نہیں چلے گا۔ میں نے کہا کہ وہ لاتعداد مسلمان شریک جلسہ ہونے کے لئے آ رہے ہیں۔ انہوں نے دیکھا کہ سڑک کی گولائی کا نصف دائرہ آنے والے مسلمانوں سے بھرا نظر آتا ہے۔ اِتنے میں کچھ فوجی اور پولیس افسر میرے پاس آئے اور کہا مسلمانوں کو ختم کر دینے کا یہاں مکمل انتظام موجود ہے۔ اُدھر دیکھو، اُنہوں نے سڑک کی بائیں طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ میں نے دیکھا مسجد کے مقابل ایک پٹرل پمپ جیسی کوئی چیز نصب ہے۔ انہوں نے کہا یہ پٹرول پمپ نہیں بلکہ زہریلی گیس کی ٹینکی ہے۔ یہ گیس مسلمانوں پر چھوڑ دی جائے گی تو سب مر جائیں گے۔ میں نے کہا خدا کے حکم کے بغیر نہ کوئی جی سکتا ہے، نہ مر سکتا ہے، یہ سب فضول باتیں ہیں۔ وہ ہنسے اور مجھے کہا چلئے! آزما لیجئے۔ اَب میں اس پمپ پر تھا، عبدالشکور بامن داس پٹواری جو سلسلہ میں داخل ہے، میرے ساتھ ہیں۔ ایک افسر نے ربڑ کی نلکی جو ٹینکی سے وابستہ تھی، اُٹھائی، پیچ گھمایا اور عبدالشکور پر گیس چھوڑی۔ اُس کا منہ نیلا ہو گیا وہ زمین پر بے ہوش ہو کر گر گیا، کہا گیا کہ وہ مر گیا۔ میں نے حضور تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو یاد کیا آپ معاً ظاہر ہوئے، میرے دونوں شانوں پر آپ کے دونوں ہاتھ تھے۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو پہچان لیا، حالانکہ اُس وقت آپ کے چہرے پر داڑھی بالکل نہ تھی، نہ داڑھی مونڈھنے کی علامت تھی، بلکہ آپ کا روئے مبارک ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی سبزہ آغاز نوجوان کا منہ ہو۔ آپ نے فرمایا: ''جو تم کرو گے وہ ہوگا، جو تم کہو گے وہ ہوگا۔''

میں نے فوراً ربڑ کی نلکی اُس افسر کے ہاتھ سے لی اور کہا، مسلمانوں کا ایمان یہ ہے کہ ممیت اللہ ہے، زہریلی گیس ممیت نہیں ہے، اِس لئے وہ زہریلی گیس سے نہیں مر سکتے۔ یہ کہہ کر میں نے ربڑ کی نلکی سے عبدالشکور پر گیس چھوڑ دی تو وہ اپنی اصلی صورت میں زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا۔ پھر میں نے اس افسر کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔

مگر چونکہ تمہارا یقین ہے کہ یہ گیس ممیت ہے، اس لئے تم اس سے ضرور مر جاؤ گے۔ یہ

کہہ کر میں نے وہی زہریلی گیس اس افسر کے چہرے پر چھوڑ دی تو وہ تیورا کر زمین پر گرا منہ نیلا ہو گیا اور مرگیا۔ اتنے میں مسلمان لشکر در لشکر آ پہنچے۔ اُن کے آتے ہی ہندوؤں نے اِس علاقہ سے بھاگنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر میں ہر طرف مسلمان ہی مسلمان تھے، مسجد میں صلوٰۃ وسلام ہو رہا تھا کہ آنکھیں کھل گئیں۔

(بابا ذہین شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ)

یہ واقعہ حضرت قبلہ وکعبہ بابا یوسف شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا تو ارشاد ہوا۔
تقسیم ملک اِس کی تعبیر ہے، پاکستان بنے گا، دُشمن کی چال ناکام ہوگی۔

کاغذ کے گھوڑے:

حضرت عبدالرحمٰن صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ کا قیام ڈرگ روڑ میں تھا۔ اُن کا شمار بھی سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بچوں میں تھا۔ ناگپور شریف میں درزی کا کام کیا کرتے تھے، ایک روز اُن کی پریشانی کو دیکھتے ہوئے سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہجرت کا حکم کچھ اِس طرح دیا۔ ''بابو جہاں کاغذ کے گھوڑے دوڑیں گے وہاں جاؤ'' چنانچہ یہ کراچی آئے اور ایک ایسی جگہ قیام کیا جہاں پاکستان بننے کے بعد پریس بنا اور پاکستان کی کرنسی چھپنے لگی۔ اس طرح تیس برس قبل حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پاکستان کی پیشنگوئی کی۔ حضرت عبدالرحمٰن صاحب کو بھی سرکار نے کئی تبرکات سے نوازا تھا۔ آپ سرکار کے عشق میں شبیہ مبارک کے سامنے رِقت کے ساتھ رقص فرماتے تھے۔

1914ء کی جنگ عظیم:

حضرت مولانا عبدالکریم شاہ صاحب تاجی المعروف بابا یوسف شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اِس جنگ میں حضور رحمۃ اللہ علیہ حالاتِ جنگ اِس طرح بیان فرماتے جیسے خود بہ نفس نفیس جنگ میں شریک ہوں۔ حاضرین اِن واقعات کو نوٹ کرتے تھے اور چند روز بعد اُس کی تصدیق اخبارات کے ذریعے ہوجاتی تھی۔ ایک دن حضور رحمۃ اللہ علیہ نے عالم جلال میں ایک کولھو پوش مکان پر ایک پتھر اُٹھا کر مارا اور فرمایا: ''بڑا اینٹورپ آیا، فتح نہیں ہوتا۔''

حاضرین نے یہ نوٹ کرلیا۔ اینٹورپ پر ٹھیک اُسی دن، اُسی ٹائم پر ایک بم گرتا ہے اور فتح ہوجاتی ہے۔ اِس زمانہ کے اخبارات کو دیکھا تو فتح کا وہی ٹائم تھا جو بابا رحمۃ اللہ علیہ صاحب نے فرمایا تھا۔ اخبارات نے جو فتح کے واقعات لکھے تو اُن حضرات نے جنھوں نے بابا صاحب کے فرمائے ہوئے الفاظ نوٹ کررکھے تھے۔

جنگ ترکی:

عبدالمجید صاحب فنانس منیجر بائر فارما کو لمیٹڈ نے بیان کیا ہے: یوسف علی صاحب رینجرز نے اپنے صاحبزادے کا گنج دور کرنے کے لئے سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اپنے ایک ساتھی کے ساتھ روانہ کیا۔ سرکار کی نظر سے اُسے شفاء ہوئی اور سپاہی کی بھی ترقی ہوگئی۔ اِس سے متاثر ہو کر خود یوسف علی صاحب دربار میں حاضر ہوئے۔ اُن پر بھی محکمانہ مقدمہ چل رہا تھا، حاضر دربار ہوتے ہی اُن کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اتنے بڑے ولی اللہ ہیں اور ہزاروں مسلمانوں کا ترکی میں خون ہو رہا ہے، خدا سے دعا کریں کہ ترکوں کو فتح حاصل ہو۔ یوسف علی صاحب بہت نیک عابد و زاہد آدمی تھے جیسے ہی حضور نے اُن کی طرف دیکھا یہ بے ہوش ہوگئے۔ اُدھر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی بےخود ہوگئے۔ یوسف علی صاحب جب ہوش میں آئے تو بابا صاحب مجمع کے ساتھ دور جا چکے تھے یہ گھر روانہ ہوگئے۔ چند روز بعد ایک صاحب اُن کے مکان پر تشریف لائے۔ اُن کو اندر سے بلا کر گلاب کا ایک پھول دیا اور کہا کہ حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بطورِ مبارکباد یہ پھول بھیجا ہے ترکی کو فتح ہوگئی ہے اور آپ کا وقت بھی ختم ہوگیا ہے۔ صرف اِس خوشخبری سنانے کے لئے آپ کو روک لیا گیا تھا۔ اَب سفر آخرت کے لئے تیار ہوجایئے۔ یہ فرما کر وہ حضرت غائب ہوگئے۔ یوسف علی صاحب کو اُسی دن دورے پر جانا تھا، روانہ ہو گئے۔ وہاں اُن کو دَست شروع ہوگئے، گھر لوٹ کر آئے، اُسی دن انتقال ہوگیا۔

تخت وتاج کی تبدیلی:

سیّد محمد عیسیٰ صاحب تحصیلدار نے خواب میں حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ آپ

ایک بُلند چبوترے پر کھڑے ہوئے ہیں۔آپ کے سر پر ایک تاج ہے۔آپ اُس تاج کو آسمان کی طرف پھینک دیتے ہیں۔دوسرا تاج آپ کے سر پر آجاتا ہے۔آپ اُس کو بھی آسمان کی طرف پھینک دیتے ہیں۔تیسرا تاج آتا ہے۔اُس کو بھی پھینک دیتے ہیں۔غرض یہ سلسلہ کافی دیر تک جاری رہا۔تحصیلدار صاحب پر حضور رحمۃ اللہ علیہ کی نظر پڑی تو انہوں نے حضور میں سلام پیش کیا۔حضور اُن کو دیکھ کر مسکرائے اور اُن کی آنکھ کھل گئی۔

یہ خواب تحصیلدار صاحب نے مصنف تاج الاولیاء سے بیان کیا۔اُنہوں نے حضرت مولانا بابا یوسف شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ سے تعبیر دریافت کی تو آپ نے لکھا تحصیلدار صاحب کے خواب کی تعبیر تبادلہ تخت وتاج ہے۔اُس کے چند ماہ بعد جرمنی کی جنگ شروع ہوئی اور ڈنمارک، ہالینڈ، ناروے، فن لینڈ، بلجیم وغیرہ کی سلطنتوں کے تخت وتاج تبدیل ہوئے۔اس طرح جگہ جگہ ملوکیت ختم ہورہی ہے۔

☆☆☆

تقسیم ہند کی ایک اور نشاندہی

راوی: بابو ہیمنت راؤ

آپ ناگپور سیکریٹریٹ آفس میں ملازم تھے۔مجھ (مؤلف کریم بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ) سے مارچ ۱۹۴۷ء میں ملاقات ہوئی۔''تاج مُراری'' کی اشاعت کی بات پر اُنہوں نے اپنا واقعہ سُنایا کہ شکردرہ میں حضور کے پاس کئی ہندو اور ہریجنوں کو مسلمان ہوتے دیکھ کر ایک روز میں نے بابا جی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا اگر حکم ہو تو میں مسلمان ہوجاؤں۔بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔''تیری کتاب لا''۔میرے پاس گیتا تھی، پیش کردی۔حضور نے گیتا ہاتھ میں لے کر فرمایا''اِس میں ہم ہی تو ہیں اِسے پڑھا کرو۔'' وہی بھگوت گیتا جو سرکار نے اپنے دست مبارک میں لے کر اُن کو عطا فرمائی تھی مجھ (مؤلف) کو دِکھائی۔میں نے دیکھا گیتا کے صفحہ اول پر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شبیہ مبارک لگی ہوئی ہے۔موصوف نے فرمایا پہلے میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا دَرشن کرتا ہوں پھر بھگوت گیتا کا پاٹ کرتا ہوں۔اس کے بعد آپ نے

ایک واقعہ بیان کیا۔

میں گیتا حاصل کرنے کے بعد اکثر بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے چرن چھونے حاضر ہوتا رہا۔ایک روز میرے سامنے ایک صاحب نے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا بابا جی رحمۃ اللہ علیہ دنیا میں بہت گڑبڑ پھیلی ہوئی ہے، ایک طرف کانگریس دوسری طرف خلافت کمیٹی کا زور ہے۔انگریزوں کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں اور اَب ہندوستان کا نظام کیا ہوگا؟

سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا''ہمارے دربار کا انتظام بلیرام ہاتھی پر آکر کرے گا۔اَب انگریزوں کو نہیں رکھیں گے۔آپ کے فرمان کے مطابق ہندوستان کی تقسیم ہوئی اور ہندوستان کی حکمرانی ہندوؤں کو ملی۔دربار کے انتظام میں خودغرض حضرات نے گڑبڑ پھیلائی، جس کے نتیجہ میں حکومت وقت نے اپنا ایک نمائندہ (ریسور) مقرر کردیا، جو برسوں رہا۔اب سرکار ہی کے کرم سے پبلک ٹرسٹ قائم ہوگیا ہے۔

یہ تو سرکار بابا رحمۃ اللہ علیہ کی ادنیٰ کرامت ہے کہ آپ کا دروازہ رحمت ہرکس وناکس کے لئے آج بھی کھلا ہے اور دنیا کے گوشہ گوشہ میں فیض یافتہ حضرات بھی مخلوق کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔آپ کے دربار ناگپور شریف میں روزانہ لنگر جاری ہے۔بیشمار مفلس نادار اور اپاہج حضرات کی پرورش ہورہی ہے۔ستّر کے قریب خدام اور اُن کے گھر کے افراد پل رہے ہیں۔اِسی طرح جہاں جہاں بھی آپ کے فیض یافتہ حضرات خدمت میں لگے ہوئے ہیں وہاں بھی لنگر جاری ہے۔خصوصی طور پر دربار تاج الاولیاء میں ہر مہینے لنگر عام ہوتا ہے۔یہ سب سرکار کا روحانی فیض ہے جو تاقیامت جاری رہے گا۔(انشاءاللہ تعالیٰ)

☆☆☆

شہنشاہ ہفت اقلیم کی خدمت میں ریاستی حکمران اور سیاستدان

بیگم صاحبہ جاورہ:

جس زمانہ میں سرکار کا قیام شکردرہ میں تھا، ایک دن بیگم صاحبہ اپنی صاحبزادی کے ہمراہ تشریف لائیں۔ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو اپنے ہمراہ اعلیٰ قسم کے کھانے، مٹھائیاں، خوشبو اور عمدہ لباس تھالوں میں سجا کر لائی تھیں۔ سرکار میں پیش کئے تو سرکار نے فرمایا ”سوکھا ناریل، تازہ چنے اور نئے گُڑ میں بڑا مزا آتا ہے۔“

بیگم صاحبہ سرکار کے الفاظ سُن کے بے حد پریشان ہوگئیں کہ شاید اِن چیزوں کی تیاری میں کوئی غلطی سرزد ہوگئی ہے یا مجھ سے کوئی بے اَدبی ہوئی ہے۔ اِسی پریشانی میں روانہ ہو رہی تھیں اور یہ سوچ رہی تھی کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قریبی تعلق والے سے دریافت کروں، شاید وہ کچھ تشریح کر دیں کہ حضرت قادرالاولیاء رحمۃ اللہ علیہ (وجیا نگر والے) سے ملاقات ہوگئی۔ اُن کو سارا ماجرہ سنایا تو بابا صاحب کے اِس شیر نے تشریح کی۔

سوکھے ناریل سے مطلب اللہ ہے۔ نئے گُڑ سے مطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، تازہ چنوں سے مراد خود حضرت بابا سیّد تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ۔ بیگم صاحبہ نے جب یہ تشریح سُنی تو زاروقطار رونے لگیں اور روتے روتے حضرت قادرالاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا کہ میں اِسی مسئلہ کو حل کرنے کے لئے حاضر ہوئی تھی۔ اب میں توحید کے اِس راز کو سمجھ چکی ہوں۔

سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کو سمجھنے کی فہم جس کو بھی اُنہوں نے عطا کی، وہی سمجھ

سکتا تھا چونکہ بیگم صاحبہ جاورہ ایک مسئلہ کو سمجھنے کے لیے حاضر ہوئی تھیں۔ اُن کو سرکار نے سمجھا دیا۔ ایک اور بیگم صاحبہ بھوپال بھی حاضر ہوئیں، اُن کے دل میں جو بات پیدا ہوگئی تھی اس کا سرکار نے کیا جواب دیا؟

بیگم صاحبہ بھوپال:

حضرت مولانا عبدالکریم شاہ صاحب تاجی المعرف بابا یوسف شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک روز بیگم بھوپال حاضر دربار ہوئیں۔ بڑے اہتمام سے اعلیٰ درجے کا کھانا پکوایا اور تھالوں میں خواصوں کے سر پر کھانا رَکھ کر لائیں۔ اِتفاقاً اُن کی زبان سے یہ جملے ادا ہوگئے کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ایسے کھانے کون کھلاتا ہوگا۔

جب کھانا حضور میں پیش کیا گیا تو حضور نے وہی بیگم صاحبہ کے جملہ دہرائے ”یہ کھانا ہمارے کام کا نہیں، ہمیں ایسا کھانا کون کھلاسکتا ہے؟“ بیگم صاحبہ بہت نادم ہوئیں۔

مہاراجہ اِندور کا نمائندہ:

مدار بخش صاحب قادری سلسلہ سے بیعت تھے اور مہاراجہ اِندور کے کارندے تھے۔ اُن کا بیان ہے کہ مہاراجہ اِندور کا کسی اور ریاست سے پریوی کونسل لندن میں کیس چل رہا تھا۔ کیس کی تاریخ قریب آ گئی تھی، مہاراجہ اِس کی پوری تیاری نہیں کر سکے۔ اُن کے کسی خاص مشیر نے رائے دی کہ تاریخ میں توسیع ہوجائے تو کام ہوجائے گا۔ چنانچہ طے پایا کہ حضرت بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی جائے تو اُن کی دعا سے تاریخ بڑھ سکتی ہے، چنانچہ اس کام کے لئے مدار بخش صاحب کو حضور کی خدمت میں مہاراجہ نے روانہ کیا۔ اُن دنوں سرکار کا قیام شکردرہ شریف میں تھا۔ مخلوق کے زیادہ ہجوم کو روکنے کے لئے راجہ صاحب بھونسلے نے کئی پہلوان مقرر کر رکھے تھے۔ مدار بخش صاحب بھی لحیم شحیم پہلوان تھے۔ یہ جب دروازہ پر پہنچے تو پہلوانوں نے روکا۔ یہ اپنی پہلوانی جتانا چاہتے تھے۔ اِس لئے اُن لوگوں نے دھکے مار کر باہر کردیا۔ یہ غصے میں نیچے آ کر سیڑھیوں کے پاس بیٹھ گئے اور دل میں کہا کہ میں بھی قادری سلسلہ کا غلام ہوں۔ اَب بابا صاحب خود

آئیں گے تو بات کروں گا۔ چنانچہ صبح سے شام ہوگئی، شام سے رات آدھی بیت چکی۔ اُس روز سرکار باہر ہی نہیں آئے۔ رات میں 3 بجے سرکار اُترے اور اُن کی طرف توجہ کئے بغیر آگے بڑھ کر ایک جگہ بیٹھ گئے۔ پہلے تو یہ سمجھے کہ میرے پاس آرہے ہیں بعد میں یہ خیال ہوا کہ استنجے کے لئے بیٹھے ہیں۔ جب آپ واپس ہوئے تو ایک منٹ کے لئے رُکے اور اُن سے مخاطب ہوکر فرمایا: ''بزرگوں سے ضد نہیں کرتے۔ میرے سیدھے ہاتھ کے پاس جا۔'' یہ فرما کر اوپر چلے گئے۔ مدار بخش صاحب شریعت کے پابند تھے۔ وہاں رہ کر بابا کے بچوں کو صرف ایک جبہ میں دیکھ کر خیال ہوا کہ یہاں تو سب ننگے ہیں، پتہ نہیں کس ننگے کے پاس بھیجا ہے۔ صبح لوگوں سے دریافت کیا تو اُن کو بتایا گیا کہ بابا صاحب کے سیدھے ہاتھ محمد حسین بابا رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور اُن کا پتہ بھی بتادیا گیا چنانچہ یہ اُن کی خدمت میں حاضری کے لئے روانہ ہوئے۔ محمد حسین بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ستر پوش بزرگ تھے، جیسے یہ رہائش کے قریب پہنچے انہوں نے کپڑے اُتارنا شروع کئے۔ یہاں تک کہ بالکل برہنہ ہوگئے، اُن کی خدمت میں ایک اماں تھی۔

وہ پریشان ہوگئیں بار بار کہا بابا آپ یہ کیا کر رہے ہیں۔ تب آپ نے بتایا ایک مولوی آیا ہے وہ کہتا ہے یہاں سب ننگے ہیں۔ سرکار نے اِس کو میرے پاس بھیجا ہے، اِس لئے اُس کو آنے سے پہلے میں بھی ننگا ہوگیا ہوں۔ جس وقت مدار بخش صاحب نے دروازہ پر دستک دی تو اماں نے دروازہ کھولا اور اُن سے کہا کیا تو نے ہی کہا ہے یہاں سب ننگے ہیں۔ بابا تیرے یہ کہنے پر سب کپڑے اُتار کر بالکل برہنہ ہوگئے ہیں۔ اَب اندر آکر اُن کو کپڑے پہنا۔ جب انہوں نے یہ بات سنی تو بے حد پریشان ہوگئے کہ میرے دل کی بات اُنہیں معلوم ہوگئی ہے۔ اَب میں اُن کے سامنے کیسے جاؤں، مجھ سے تو وہ بہت ناراض ہوں گے اور راجہ کا کام بھی مشکل ہوگیا۔ لیکن ہمت کر کے اندر داخل ہوگئے اور سیدھے اُن کے قدموں پر جاگرے اور سب سے پہلے بڑی منّت سماجت سے کپڑے پہنائے۔ تب بابا محمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کیا چاہتا ہے۔ مدار بخش صاحب نے بتایا میں راجہ اندور کی طرف سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اُنہوں نے اَدب سے سلام عرض کیا ہے اور

استدعا کی ہے کہ اُن کا کیس پریوی کونسل میں چل رہا ہے۔ اُس کی فلاں تاریخ ہے، راجہ صاحب نے کیس کی پوری تیاری نہیں کی ہے، اِس لئے وہ چاہتے ہیں کہ چھ ماہ کا ٹائم مل جائے تو کام ہوجائے گا۔ آپ سے صرف یہ درخواست ہے کہ پیشی کی تاریخ چھ ماہ بعد کی مل جائے۔ محمد حسین بابا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بتا کیا چاہتا ہے۔ انہوں نے عرض کیا چھ ماہ بعد کی تاریخ مل جائے۔

آپ کے سامنے ایک پلیٹ رکھی تھی اسے ہاتھ میں اُٹھایا اور مدار بخش صاحب سے فرمایا ''بتا کیا چاہتا ہے'' انہوں نے کہا ''چھ ماہ بعد کی تاریخ''۔ آپ نے پھر دریافت کیا ''اور تو کچھ نہیں چاہتا'' اُنہوں نے عرض کیا ''نہیں''۔

چنانچہ آپ نے وہ پلیٹ اُلٹی زمین پر رکھ دی اور فرمایا بدل گئی، بدل گئی جا۔ چنانچہ یہ روانہ ہوکر اندور پہنچے اور مہاراجہ کو خوشخبری سنادی۔ کیس کی تاریخ چھ ماہ بعد کی مل گئی۔

(راوی: مدار بخش صاحب۔ قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ کے قلمی نسخہ سے)

نظام دکن:

مہاراجہ سرکرشن پرشاد شادؔ وزیر اعظم دکن رہ چکے ہیں۔ اُن کا تفصیلی ذکر کتاب میں علیحدہ موجود ہے۔ آپ کو سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے بے پناہ عقیدت تھی۔ جب یہ دوسری مرتبہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ میں حاضر ہوئے تو نظام دکن سے زمین کا پروانہ لے کر حاضر ہوئے۔ سرکار میں پیش کیا تو سرکار نے اُسے چاک کر کے پھینک دیا اور فرمایا نظام کا دماغ خراب ہے، وہ زمین کے مالک کو زمین نذر کر رہا ہے، ہم ہی نے اُس کو زمین دی ہے۔

والئی بھوپال کے عزیز...... یک نظر دیوانہ کردی:

والئی ریاست بھوپال کے ایک عزیز ناگپور شریف سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اہل وعیال اور ایک باورچی بھی اُن کے ساتھ تھا۔ جس وقت وہ خوش نصیب باورچی حاضر ہوا قدم بوسی کی، سرکار نے ایک نظر ڈالی سرکار کی نظر پڑتے ہی اُس کی دنیا بدل گئی۔ نواب صاحب کے عزیز اسے واپس بھوپال لے کر چلے گئے۔

مہاراجہ قردلی کے گرو:

حضرت مولانا عبدالکریم شاہ صاحب تاجی المعروف بابا یوسف شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

گنگا پور اور ہنڈول کے وسط میں وزیر پور ایک قصبہ ہے، جسے ریاست جے پور کی طرف سے تحصیل کا درجہ دیا گیا ہے۔ میں جس زمانہ میں وہاں تھا پنڈت دُرگا پرشاد شرما وہاں تحصیلدار تھے جو بعد میں ڈپٹی کلکٹر ہوئے۔ وزیر پور میں بس اسٹینڈ کے قریب سڑک کے کنارے ایک مسجد ہے، میں نے وہاں دیکھا ایک سادھو بس سے اُترا۔ تحصیلدار اور بہت سے لوگوں نے جو وہاں موجود تھے، سادھو کا استقبال کیا۔ میں یہ منظر دور سے دیکھ رہا تھا۔ سادھو کا نورانی چہرہ، داڑھی اور سر کے سیاہ بالوں کی وجہ سے اور بھی حسین معلوم ہو رہا تھا۔ اگر ماتھے پر قشقہ نہ ہوتا تو ہندو مسلمان کی تمیز مشکل ہوتی۔ میرے ساتھ منشی انوارالحق تھے۔ وہ بول اُٹھے ''صورت نورانی ہے کاش مسلمان ہوتے۔'' یہ سادھو اور پنڈت دُرگا پرشاد میری طرف آنے لگے (میں ناگپور شریف سے دو روز پہلے یہاں آیا تھا) وہ ہم لوگوں کے پاس آ کر رُک گئے۔ سادھو نے پوچھا ناگپور سے اُن کا کیا تعلق ہے؟

تحصیلدار نے کہا مہاراج یہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام لیوا ہیں۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نام سنتے ہی سادھو جی مجھ سے بغل گیر ہوئے اور مجھ سے فرمایا دُرگا پرشاد میرا بچہ ہے اور مہاراجہ قردلی بھی میرا چیلا ہے مگر میں حضرت بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کا داس ہوں اور اصرار کے ساتھ مجھے اپنی جائے قیام پر لے گئے۔ وہاں انہوں نے دُرگا پرشاد تحصیلدار کے سامنے اپنی پوتھی کھولی۔ اُس میں بابا صاحب کی شبیہ مبارک تھی وہ مجھے دِکھائی اور تحصیلدار کے طرف اشارہ کر کے کہا۔ اُن لوگوں کے لئے پوتھی کھول کر بیٹھ جاتا ہوں اصل میں تو پوتھی کھول کر صرف بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا دَرشن کرتا ہوں۔ میں نے کہا بابا صاحب سے اُس کاغذ کو جس پر فوٹو ہے آپ سے زیادہ نسبت حاصل ہے۔ صاحب فہم تھے، سمجھ گئے۔ بات ٹال گئے۔ کہنے لگے ہم نہ بُت پرست ہیں اور نہ مشرک۔ بابا صاحب نے اللہ اللہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ ہم اُسی نام کا وظیفہ شب و روز کرتے ہیں، یہی ہمارا وِرد اور شغل ہے۔

اُس کے بعد انہوں نے بیان کیا: میں ذات کا برہمن ہوں۔ ایم اے، ایل ایل بی پاس کر کے ناگپور میں تحصیلدار مقرر ہوا۔ اپنی بیوی سے مجھے بے حد محبت تھی، وہ انتقال کر گئی۔ عزیزوں نے مجھے دوسری شادی کے لئے مجبور کیا چونکہ میں پہلی بیوی کے مرجانے سے بے حد متاثر تھا اور سوچتا تھا کہ جب تک مجھے یہ نہ معلوم ہو جائے کہ شادی کرنا مناسب ہے کہ نہیں شادی نہیں کروں گا۔ پنڈت خاندان سے ہونے کے باوجود پنڈتوں کی بات پر یقین نہیں آتا تھا۔ اس زمانہ میں سرکار بابا صاحب کا شہرہ عام تھا۔ ناگپور کا بچہ بچہ آپ سے بے حد عقیدت رکھتا تھا۔ مگر میرا حال یہ تھا کہ میں اِن ہندوؤں کو بھی بُرا سمجھتا تھا جو مسلمان بزرگوں کے پاس جاتے تھے۔ اِس کے باوجود بابا جی کے لئے دِل اَندر سے کہتا تھا کہ چلو دیکھ تو آئیں۔ زبان سے کچھ نہیں کہیں گے، اگر کامل ہیں تو خود جواب دیں گے ورنہ واپس آ جائیں گے۔ چنانچہ میں نے اپنے چپڑاسی کو ساتھ لیا۔ ایک ٹوکرا کیلا خریدا اور دربار میں حاضر ہو گیا۔ جیسے ہی میرا سامنا ہوا، بابا صاحب نے فرمایا:

''آیئے تحصیلدار صاحب! تاج الدین نے بیوی نہیں کی، آپ بیوی کر کے کیا کریں گے۔''

اس کے بعد فرمایا: ''لاؤ کیلا کھلاؤ'' میں نے کیلا اپنے ہاتھ سے چھیل کر پیش کیا۔ آدھا کیلا میرے ہاتھ سے کھانے کے بعد مجھے دیا اور حکم دیا ''کھا جاؤ''۔ میں برہمن زادہ، چھوت چھات کا سختی سے پابند، ایک مسلمان کا جھوٹا کیلا کس طرح کھا گیا؟ نہیں کہہ سکتا۔ کیلا کھاتے ہی اکیلا ہو گیا۔ جذب و مستی طاری ہوگئی۔ ہوش غائب، حواس رخصت ہوئے۔ گھر والوں کو خبر ہوئی تو پکڑ کر لے گئے۔ گرم لوہے سے میرے جسم کو داغا (نشانات دکھا کر کہا یہ اُس زمانہ کی یادگار ہے) مگر مجھے ہوش نہ آیا۔ آخر یہ طے ہوا کہ جہاں سے یہ بیماری لگی ہے، وہیں لے جاؤ۔ میری برادری کے لوگوں کو یہ بات پسند نہ تھی، مگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو سب مجبور ہو گئے اور مجھے دربار میں پہنچا دیا گیا۔ میری جنونی کیفیت کی وجہ سے مجھے زنجیروں سے جکڑ رکھا تھا۔ سرکار کے سامنے پیشی ہوئی تو آپ نے فرمایا: ''زنجیریں

کھول دی جائیں یہ اچھا ہے۔'' فوراً ہی زنجیریں کھل گئی اور میں ہوش میں آ گیا۔ پھر فرمایا ''اب تم تحصیلدار نہیں رہے''۔ لوگوں نے عرض کیا، حضور دیوانگی کی وجہ سے اُن کی نوکری ختم ہوگئی۔

حضور نے ایک سادہ کاغذ پر اپنا نام لکھ کر مرحمت فرمایا اور کہا ''لو یہ فرمان تحصیلدار تمہارے جُوتے اُٹھائیں گے، اللہ اللہ کرتے رہو' یہ واقعہ بیان کر کے تحصیلدار دُرگا پرشاد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: بابا صاحب کا فرمان اِس طرح اِس جگہ بھی پورا ہو رہا ہے۔ دُرگا پرشاد میری کفش (جُوتے/چپل) برداری کو عزت سمجھتا ہے۔ مہاراجہ قردلی اور بڑے بڑے لوگ میرے کفش بردار ہیں۔

تا داغ غلامی تو واریم
ہر جا کہ رویم بادشایم

''تاج مُراری'' (ہندی) کے مصنف فرماتے ہیں کہ اس بیسویں صدی میں ایسے بُزرگ دنیا کے پردے میں کہیں نہیں ہوئے۔ ہندو مسلم، پارسی، سکھ، انگریز (عیسائی) سب کا ایک ساتھ بابا صاحب کی خدمت میں رہنا آج کی دنیا کا سب سے بڑا اعجوبہ ہے۔

مہاراجہ جے پور کے لئے حکم:

سیّد محمد عیسیٰ صاحب نائب تحصیلدار نادوتی ریاست جے پور کے باشندے تھے۔ اُن کے چچا ڈاکٹر سیّد عبدالحلیم مہاراجہ جے پور کے معالج خاص تھے۔ ڈاکٹر صاحب بُزرگوں کے بے حد عقیدت مند، عبادت گزار اور پرہیزگار انسان تھے۔

مہاراجہ مہادیو سنگھ کو ایک خاص دورہ پڑتا تھا، ڈاکٹر صاحب نے خود اور دوسرے مشہور ڈاکٹروں سے علاج کرایا لیکن مہاراجہ کو کوئی فائدہ نہ ہوا۔ مہاراجہ لاوَلد بھی تھے۔ تخت کے وارث کے لئے مہاراجہ مان سنگھ ایلردہ والے کو گود لے رکھا تھا۔ مہاراجہ کی پڑوسی ریاست جھلا کے حکمران کو مان سنگھ کے گود لینے پر بہت دُکھ ہوا اور وہ مہاراجہ جے پور کے مخالف ہوگئے اور چاہتے تھے کہ مان سنگھ کو ہٹا کر مہاراجہ اُن کی اولاد میں سے کسی کو گود لے لیں

چونکہ مہاراجہ کو ڈاکٹروں اور حکیموں کے علاج سے کوئی فائدہ نہیں ہو رہا تھا اس لیے مہاراجہ کے مشیروں کو یہ خیال ہوا کہ ریاست جھلا کے حکمران نے دشمنی میں مہاراجہ پر جادو تو نہیں کردیا۔ اِس کا اظہار اُن لوگوں نے مہاراجہ سے بھی کردیا۔ مہاراجہ نے ڈاکٹر صاحب کو بُلا کر مشورہ کیا اور یہ طے پایا کہ کسی کامل بُزرگ کو رجوع کیا جائے۔ اگر واقعی جادو ہے تو اُن کی توجہ سے دور ہو جائے گا۔ چنانچہ مہاراجہ نے یہ کام ڈاکٹر صاحب کے سپرد کیا لیکن ساتھ ہی یہ بھی بتایا کہ اس کام کے لیے بھروسہ کا آدمی بھیجا جائے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے بھتیجے سیّد محمد عیسیٰ کا نام تجویز کیا۔ راجہ نے اس پر آمادگی ظاہر کی۔ اُسی وقت سیّد محمد عیسیٰ نائب تحصیلدار صاحب کو بلوایا گیا اور انہیں کافی رقم اخراجات کی دے کر حکم دیا گیا کہ رازداری کے ساتھ آپ کسی کامل بُزرگ کو تلاش کر کے اُن سے تفصیل سے عرض کر کے اِس کام کو انجام دیں۔ عیسیٰ صاحب مہاراجہ سے اجازت لے کر اجمیر شریف پہنچے۔ سرکار غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ میں حاضری دے کر اپنا مُدعا عرض کیا۔ وہاں سے روانہ ہو کر ریلوے اسٹیشن پہنچے اور سوچنے لگے کہ اَب کہاں جاؤں؟ اِسی اثناء میں ایک ٹکٹ کلکٹر اُن کے پاس آیا اور دریافت کیا آپ ناگپور جانا چاہتے ہیں؟ اگر ناگپور کا ٹکٹ چاہتے ہو تو مل جائے گا۔ عیسیٰ صاحب نے سوچا کہ یہ انتظامات منجانب اللہ معلوم ہوتے ہیں، چنانچہ اُنہوں نے ناگپور کا ٹکٹ لے لیا اور پہلی گاڑی سے ناگپور روانہ ہوگئے۔ ناگپور اسٹیشن پر پہنچ کر عیسیٰ صاحب نے ایک صاحب سے اپنا مُدعا بیان کیا۔ اُن صاحب نے تمام بات سن کر عیسیٰ صاحب کو بتایا کہ یہاں شکردرہ شریف میں حضرت بابا سیّد محمد تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کا قیام ہے۔ آپ ولی کامل ہیں، اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ اپنا مُدعا بیان کریں۔ انشاءاللہ تعالیٰ آپ کا کام ہو جائے گا۔ عیسیٰ صاحب اُن کے بتائے پتہ پر شکردرہ راجہ کے محل پہنچے۔ یہاں انہوں نے دیکھا کہ لوگ جھونپڑوں میں، شامیانوں اور مختلف جگہ سائے میں ہزاروں کی تعداد میں سرکار کے دیدار کے لیے قیام فرمایا ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر عیسیٰ صاحب پریشان ہوگئے کہ میری حاضری کا نمبر تو دیر میں آئے گا، مجھے تو جلد جا کر راجہ صاحب کو مطلع کرنا ہے۔ یہ خیال آتے

ہی محل سے ایک خادم باہر آیا اور صدر دروازہ کے سامنے کھڑے ہو کر آواز لگائی ''سیّد محمد عیسیٰ کو سرکار یاد فرما رہے ہیں۔'' اس خادم کی آواز سُن کر میں سوچنے لگا کہ ماجرا کیا ہے۔ دل میں خیال آتے ہی بُلایا جا رہا ہے۔ اِس دوران خادم نے دو مرتبہ اور آواز لگائی۔ میں دوڑ کر خادم کے پاس پہنچا اور عرض کیا سیّد محمد عیسیٰ میں ہوں۔ وہ مجھے لے کر محل میں داخل ہوا۔ حضرت بابا صاحب فرش پر تشریف فرما تھے۔ آپ کی آنکھیں بند تھیں، وہاں سرکار کی خدمت میں جو لوگ موجود تھے۔ اُن کا تعارف بعد میں ہوا۔ اُن میں ایک راجہ رگھوجی راؤ بھونسلے بھی تھے، جو اَدب سے ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔ اُن کے قریب ایک انگریز افسر با اَدب اور اِن دونوں کے ساتھ ہی بمبئی کا ایک بہت بڑا تاجر بھی ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔ جیسے ہی میری نظر بابا صاحب پر پڑی، میرا پورا جسم کانپنے لگا اور میں بابا صاحب کے قدموں پر جا گرا اور گڑگڑا کر دل میں عرض کرنے لگا جیسے ہی قدموں سے سر اُٹھایا سرکار نے آنکھیں بند کیے ہوئے ہی فرمایا: ''تمہارا راجہ ظل اللہ ہے۔ اِس پر جادو نہیں ہو سکتا۔ مرض الموت میں مبتلا ہے۔'' سرکار بابا صاحب کے یہ الفاظ سُن کر فوراً خیال آیا کہ مقصد حل ہو گیا۔ اَب کسی کے پاس جانے کی ضرورت نہیں۔ اَب یہاں سے روانہ ہو کر راجہ صاحب کو پوری تفصیل بتا دینا چاہیے۔ یہ خیال آتے ہی پھر سرکار نے فرمایا ''تم خوب گھومو، پھرو، تمہارے پاس کافی رقم ہے۔'' یہ فرما کر آنکھیں کھول دیں۔ بمبئی کے سیٹھ نے ایک چاندی کی طشتری میں کچھ مٹھائی پیش کی۔ حضرت بابا صاحب نے وہ طشتری مجھے عطا کی اور حکم دیا ''یہ سب عبدالحلیم کو دے دینا اور اُنہیں ایک خط لکھ دو کہ موت اچھی چیز ہے، اُس سے گھبرانا نہیں چاہیے۔ راجہ سے کہو وصیت نامہ تیار کر لے۔''

یہ سُن کر پھر میں پریشان ہو گیا کہ اب تو جلد پہنچنا چاہیے تاکہ چچا کو خود جا کر بتا دوں۔ اس پر حضور نے پھر فرمایا: ''ابھی دیر ہے، تم خوب گھومو، پھرو، میں اپنے ساتھ مٹھائی لے گیا تھا، اُسے پیش کیا۔ حکم ملا تقسیم کر دو۔ چنانچہ محل سے باہر آ کر مٹھائی تقسیم کی اور چچا کو تفصیل سے خط لکھ دیا لیکن اُس میں موت کا ذکر نہیں کیا اور مٹھائی وغیرہ بھی رجسٹرڈ پارسل کے ذریعہ

روانہ کر دیا۔ جس دن سرکار نے مجھے حکم احکام دیئے تھے اُسی رات کو سرکار نے چچا صاحب کو زیارت سے مشرف فرمایا اور کہا ''تمہارے بھتیجے نے ہمارا حکم تم تک نہیں پہنچایا، اِس لیے ہم خود آ گئے۔ موت بہت اچھی چیز ہے موت سے نہ گھبرائیں وصیت نامہ تیار کرا دیں۔''

چچا صاحب نے تاریخ اور سرکار کے الفاظ اپنی نوٹ بُک میں درج کیے۔ خط پہنچنے پر تاریخ ملائی تو وہی تھی۔

سرکار کی اجازت ملنے پر تحصیلدار صاحب یہاں سے کلکتہ پہنچے۔ یہاں اُن کو خیال ہوا کہ راجہ کی تسلی کے لیے کسی جادوگر کو ساتھ لے جانا چاہیے۔ چنانچہ یہ یہاں کالی کے مندر پہنچے۔ یہاں ایک اَگھوری سے ملے۔ اُس نے ایک بڑے جادوگر سے ملایا۔ جادوگر نے تحصیلدار صاحب سے کہا تمہارا راجہ بہت بے وقوف ہے جو ایک مسلمان کو جادوگر کے پاس بھیجا ہے۔ کیا کوئی ہندو اُس کے پاس نہیں تھا۔ خیر تمہارا کام ہم سے نہ ہوگا۔ دھرم تلہ مسجد کے سامنے ایک بُزرگ بیٹھے ہیں، اُن کے پاس جاؤ، وہ تمہارا کام کر دیں گے۔

یہ دھرم تلہ مسجد کے سامنے پہنچے دیکھا تو وہاں ایک سفید پوش بُزرگ نیچی نظر کیے بیٹھے ہیں۔ اُن کے سامنے نیلی پیلی مختلف رَنگ کی خالی شیشیاں رکھی ہیں۔

یہ ان بُزرگ کے سامنے جا کر اَدب سے کھڑے ہو گئے۔ ان بُزرگ نے نیچی نظر کیے ہوئے کہنا شروع کیا۔

''تم سے زیادہ بے وقوف کون ہوگا، قطب مدارِ عالم حضرت بابا صاحب کی خدمت میں حاضری دینے کے بعد جادوگروں کے چکر میں اِدھر اُدھر مارے مارے پھر رہے ہو۔ جاؤ، اپنے گھر جاؤ۔ جو روپیہ پیسہ تمہارے پاس ہے اس کا اپنے بچوں کے لیے سامان خرید لو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔''

چنانچہ سیّد محمد عیسیٰ صاحب نے سامان خریدا اور جے پور کے لیے روانہ ہو گئے۔ جے پور اسٹیشن پر قدم رکھا ہی تھا کہ توپیں سر ہونے لگیں۔ معلوم ہوا کہ مہاراجہ کا انتقال ہو گیا۔ یہ ماتمی توپیں داغی جا رہی ہیں۔ اُن کے چچا کو سرکار نے پہلے ہی خواب میں حکم دے دیا تھا۔

انہوں نے اس پر راجہ سے عمل کروالیا تھا۔

خودی کو کر بُلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

گاندھی جی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حضور:

ایک زمانہ میں گاندھی جی سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں بار بار حاضری دیتے تھے اور سرکار بابا صاحب اکثر اُن کو ڈانٹ دیتے تھے لیکن اُن کی حاضری میں فرق نہیں آیا۔ علی برادران (مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی) کا ایک بہت بڑا جلسہ ناگپور شریف میں ہو رہا تھا، گاندھی جی بھی موجود تھے۔ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی آمد کا شہرہ سُن کر گاندھی جلسہ گاہ سے اُٹھ کر لب راہ آئے، حضور نے فرمایا ''جاؤ آٹھ سو کوّے اُڑا دیئے۔''

گاندھی جی کچھ بھی نہ سمجھے۔ رات کو جلسہ ہوا۔ اِس جلسہ میں آٹھ سو ممبران دوسری پارٹی سے الگ ہو کر گاندھی جی کے ساتھ شامل ہو گئے۔

ایک بار سرکار بابا صاحب نے گاندھی جی سے فرمایا ''جھاڑو لے کر پہاڑ پر چڑھ جاؤ'' اس کا مطلب وہ نہ سمجھ سکے۔ واضح مطلب یہ تھا جھاڑو سے مراد اتحاد باہمی اور پہاڑ پر چڑھ جانے کا مطلب انگریز حکومت پر غالب آنا تھا۔

مولانا محمد علی جوہر و مولانا شوکت علی، تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے حضور:

خلافت کے زمانہ میں علی برادران ناگپور شریف آئے اور راجہ رگھو جی راؤ بھونسلے کو لکھا کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کا وقت مقرر کر دیں۔ اُنہیں کیا پتہ تھا کہ میرے بابا کا دربار عام تھا، خصوصی طور پر ملنے کا وقت کون لے سکتا تھا۔ راجہ بھی پریشان ہو گئے لیکن میرے مولا کے قربان راجہ کی پریشانی برداشت نہ ہوئی اور خود سرکار نے راجہ سے فرمایا اُن کو مطلع کردے کہ جمعہ کے روز ۴ بجے ہمارے ساتھ چائے پئیں۔ راجہ صاحب نے فوراً علی برادران کو اطلاع پہنچا دی۔ جمعہ کے روز بہت وسیع پیمانہ پر چائے کا انتظام کیا گیا۔ سرکار ٹھیک ۴ بجے برآمد ہوئے، چائے طلب کی اور حکم دیا کہ جملہ حاضرین کو چائے پلا دو۔ سب

نے چائے پی۔ علی برادران وقت پر نہ آسکے۔ حضور بابا صاحب نے ۵ بجے سواری طلب کی اور تانگہ میں تشریف فرما ہوئے۔ حاضرین نے آپ کے گلے میں بہت سے پھولوں کے ہار ڈالے، گاڑی شہر کی طرف جا رہی تھی۔ دوسرے رُخ سے علی برادران کی موٹر آ رہی تھی۔ ہیرالال کوچوان نے سرکار کا تانگہ روک دیا۔ علی برادران کار سے اُتر کر سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سلام عرض کیا، حضور نے فرمایا: ''بابا السلام علیکم'' علی برادران نے عرض کیا بابا دعا کرو کہ اسلام کی فتح ہو۔ حضور نے فرمایا: بابا دعا کرو اسلام کی فتح ہو۔

اس کے بعد سرکار نے ہیرالال کوچوان سے فرمایا: ''کیوں رے! ان کو ہار دیدوں'' اِس نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ ہاں! بابا دے دو۔ حضور نے فرمایا: میں کیا دوں گا تو ہی دے دے۔ یہ سُن کر ہیرالال نے کچھ ہار اُٹھا کر علی برادران کو دے دیے۔ اس کے بعد حضور رحمۃ اللہ علیہ نے علی برادران سے فرمایا: ''جاؤ پھاٹک دیکھو''۔ حضور کی سواری شہر کی طرف روانہ ہوگئی اور اس راستہ پر نکلی جہاں کانگریس کا جلسہ ہو رہا تھا۔ یہیں گاندھی جی سے ملاقات ہوئی تھی۔

علی برادران کو ہندو کوچوان کے ذریعہ ہار دلوانے کا مطلب ہی یہ تھا کہ تم ہندوؤں سے ہار جاؤ گے۔

علی برادران ناگپور کے جلسہ سے فارغ ہو کر بمبئی پہنچے۔ گورنمنٹ نے انہیں گرفتار کر لیا اور جیل بھیج دیا۔ تب اُن کی سمجھ میں آیا کہ پھاٹک کا مطلب یہ ہے۔ ایک مرتبہ علی برادران کی والدہ محترمہ بی اماں سرکار میں حاضر ہوئیں تو حضور نے فرمایا: محمد علی شوکت علی گھاس کو کھتے ہیں۔

ایک مرتبہ مولانا محمد علی سے فرمایا ''تمہاری مُراد لندن میں ہے۔'' چنانچہ وہ لندن گئے اور وہیں انتقال ہو گیا۔

ڈاکٹر سیّد محمود صاحب کی حاضری:

بابا صاحب سرکار رحمۃ اللہ علیہ ہر حاضر ہونے والے کی مشکل کُشائی کرتے تھے بلکہ دور دراز مقامات پر رہنے والے حضرات خلوصِ دل اور محبت سے یاد کر کے بھی فیض حاصل کرتے

تھے۔ یہ سلسلہ فیض آج بھی جاری ہے۔

ڈاکٹر سیّد محمود صاحب (پی ایچ ڈی) کانگریس کے ممتاز لیڈر جو وزیر بھی رہ چکے تھے، آپ کے مندرجہ ذیل واقعے سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ اُن لوگوں کی طرف خصوصی توجہ فرماتے تھے جو خلوص کے ساتھ عوام کی خدمت کرنا چاہتے تھے۔ڈاکٹر صاحب کا واقعہ اُن کی زبانی پیش قارئین ہے۔

۱۹۲۴ء میں ناگپور میں ہندو مسلم جھگڑے ہورہے تھے۔ بہت کشت وخون ہورہا تھا۔ یہ جھگڑا ایک مسجد کے سامنے گانا بجانے کی وجہ سے شروع ہوا تھا۔دونوں جانب کے بے شمار حضرات جیل جارہے تھے۔مولانا شوکت علی مرحوم اِس جھگڑے کو طے کرانے کے لیے ناگپور کا دورہ کرچکے تھے لیکن کوئی کامیابی نہ ہوئی۔گاندھی جی نے مجھ سے کہا کہ اَب تم جاؤ اور کوشش کرو۔ میں نے اس لیے انکار کیا کہ مولانا جیسے لیڈر اِس مسئلے کو حل نہ کراسکے تو میری بات کون مانے گا۔ میرے انکار پر حکیم اجمل خان صاحب نے مجھ سے فرمایا: ''تم کو بُزرگوں سے بے حد عقیدت ہے، تم وہاں جاؤ اور حضرت بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دے کر اُن سے عرض کرو۔اُن کی توجہ سے تمام جھگڑے ختم ہوجائیں گے۔ یہ بات میری سمجھ میں آ گئی اور میں ناگپور روانہ ہوگیا۔ اِن دنوں بابا صاحب کا قیام راجہ رگھوجی راؤ بھونسلے کے محل میں تھا میں محل میں پہنچا۔ وہاں معلوم ہوا کہ آج بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کمرے سے باہر نہیں نکلیں گے، مجھے بڑی مایوسی ہوئی۔ میں دروازے پر کھڑا تھا اور سوچ رہا تھا کہ یکا یک سامنے ایک دراز قد بُزرگ نظر آئے، جن کی آنکھیں سُرخ تھیں۔کمرے سے باہر آ کر پھر وہ اندر چلے گئے، لیکن خادم نے آواز لگائی کہ بابا صاحب اَب باہر تشریف لائیں گے۔ چنانچہ تھوڑی دیر بعد آپ باہر تشریف لائے اور تانگے میں سوار ہوکر روانہ ہوئے۔لوگوں کا ایک اژدھام تانگے کے پیچھے دوڑنے لگا اور بابا صاحب پر پھول نچھاور کرنے لگا۔ میں یہ دیکھ رہا تھا کہ بابا صاحب کچھ بولتے جارہے ہیں۔معلوم ہوا کہ بابا صاحب ساتھ دوڑنے والوں کی تمناؤں کا اُسی طرح جواب دیتے ہیں اور وہ بامُراد لوٹتے ہیں۔ مجھ سے بھی لوگوں نے ساتھ دوڑنے کو کہا۔ میں نے پھول تو پھینکے لیکن ساتھ

دوڑنے کے بجائے اپنی موٹر میں بیٹھ کر ساتھ ساتھ چلنے لگا۔دوتین میل کے بعد کچھ بھیڑ کم ہوئی تو میں موٹر سے اُترا اور تانگہ پکڑ کر چلنے لگا تانگہ اُس وقت آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔ بابا صاحب نے میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا ''مکہ مدینہ جائے گا؟'' میں نے عرض کیا بابا انگریزوں کی غلامی اَب برداشت نہیں ہوتی۔ یہ ہندو مسلمان کو برابر لڑاتے رہتے ہیں۔ انگریز ہندوستان سے کب جائیں گے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''ہاں ہاں ضرور جائیں گے۔'' پھر میں نے عرض کیا یہاں آپ کی موجودگی میں ہندو مسلم جھگڑا ہورہا ہے، ہندو تو آپ کی سیوا کرتے ہیں پھر مسلمانوں سے کیوں لڑتے ہیں۔آپ دعا فرمائیں کہ یہ جھگڑا ختم ہوجائے۔ بابا نے فرمایا ''ختم ہوجائے گا'' اس طرف سے کچھ سفید پوش مسلمان گزر رہے تھے میں نے ان کو بلا کر کہا۔دیکھو بابا صاحب کیا فرماتے ہیں۔بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''ہاں ہاں ہندو مسلم جھگڑا ضرور ختم ہوجانا چاہیے۔'' اس گفتگو کے بعد جب میں اپنی موٹر میں بیٹھنے لگا تو بابا صاحب نے فرمایا ''اور کیا چاہتا ہے؟'' میں نے عرض کیا آپ کی دعا چاہتا ہوں۔آپ نے اپنے سر سے ٹُسر کا ایک صافہ جو سرخ رَنگ کا تھا مجھے یہ کہہ کر عنایت فرمایا ''اِسے رکھ لے، میں نے ہندو مسلم جھگڑا طے کردیا۔''

دوبارہ پھر میں محل گیا۔راجہ کو میری حاضری کی تفصیل اُس کے ملازمین سے معلوم ہوچکی تھی۔اُس نے مجھے بُلوایا اور میرے پیروں پر پھول چڑھائے اور مٹھائی رکھ کر کہا آپ تو کوئی دیوتا ہیں۔ مجھے اپنے ملازمین کی زبانی معلوم ہوا کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے بہت صاف صاف گفتگو کی۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اتنی وضاحت سے کسی سے بھی بات نہیں کرتے۔ پھر اُس نے خاطر مدارات کے بعد مجھے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں روانہ کیا۔اس وقت بابا صاحب ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے اور ایک خادم پیر دَبا رہا تھا۔ میں نے بابا صاحب سے عرض کیا کہ بابا ہندو مسلم فساد تو ختم ہوگیا۔فرمایا ''اچھا ہوا'' پھر میں نے عرض کیا بابا انگریز اِس ملک سے کب جائیں گے۔ بابا نے قدرے غصے سے جواب دیا ''ارے میاں جب تم اِس قابل ہوجاؤ گے تو وہ خود چلے جائیں گے۔'' میں سہم گیا پھر بابا صاحب نے فرمایا: تم گھر جاؤ۔ میں کچھ دیر خدمت میں بیٹھنا چاہتا تھا۔اِس حکم کے بعد

جب میں نہ اُٹھا تو بابا صاحب نے ’’گھر جاؤ گھر جاؤ‘‘ کی رٹ لگائی، میں مجبوراً اُٹھ آیا۔

میرے ہمراہ اور دو حضرات تھے ان میں ایک وَہابی تھے؟ انہوں نے مجھ سے کہا دیکھئے میں آپ کو یہاں آنے سے منع کرتا رہا مگر آپ نہ مانے۔ یہ ایک مجنون آدمی ہے۔ اِن کو فقیر بنا رکھا ہے۔ آپ نے اُن کا اخلاق دیکھا، آپ کو بیٹھنے بھی نہ دیا وغیرہ۔ دوسرے صاحب جو بُزرگوں کے عقیدت مند تھے۔ فرمایا: بابا صاحب کا مطلب یہ ہے کہ تم لوگ مکہ مدینہ چلے جاؤ اور فاتح کی حیثیت سے ہندوستان آؤ۔ اِن کی اس بات پر مجھے ہنسی آ گئی۔

بہرحال اُسی دن شب میں میں الٰہ آباد کے لیے روانہ ہوگیا۔ دوسرے دن آنند بھون (پنڈت جواہر لال نہرو کا گھر) پہنچا۔ یہیں میں قیام کیا کرتا تھا۔ وہاں میرے لیے گھر سے ایک تار آیا ہوا رکھا تھا۔ اُس میں لکھا تھا کہ میرے ماموں زاد بھائی کا انتقال ہوگیا۔ انتقال کا وہی وقت لکھا تھا جس وقت بابا صاحب مجھے فرما رہے تھے: گھر جاؤ گھر جاؤ۔ اس تار سے واضح ہوا کہ بابا صاحب گھر جاؤ کیوں فرما رہے تھے۔ اسی طرح بابا صاحب کے حکم سے ہندو مسلم فساد ختم ہوا اور مجھے گھر جاؤ گھر جاؤ فرما کر جلدی روانہ کیا۔ یہاں الٰہ آباد سے روانہ ہوکر جلد گھر پہنچ گیا اور غمزدہ خاندان کی تقویت کا سبب بنا۔

☆☆☆

حیوانات پر تاج الاولیاء کی حکومت

جانور، چرند، پرند سب آپ کے تابع اور فرمانبردار تھے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے قطب مدارِ عالم ہونے کا یہ بھی واضح ثبوت ہے۔ چونکہ قطب مدارِ عالم کی اللہ کے حکم سے دنیا کے ذرّہ ذرّہ پر حکومت ہوتی ہے، اِس کے ثبوت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر ہندوستان کے اخبارات میں جو خبریں شائع ہوتی تھی، اُس میں یہ بھی واضح طور پر لکھا تھا کہ آپ کے وصال پر مُورتیوں کے آنسو نکلے، جو میں نے پہلے ایڈیشن میں ہی شائع کر دیا تھا۔ جانور انسانوں سے زیادہ سرکار سے عشق کرتے تھے۔ چند واقعات پیش کر رہا ہوں۔

(قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ)

ایک سانپ کو آپ کے دیدار کا انتظار:

بھونسلے راج محل کے صدر دروازے سے اندر داخل ہوتے ہی ایک بڑا حوض دِکھائی دیتا ہے۔ حوض کے کچھ فاصلہ پر دربار اور دائیں جانب راج محل ہے۔ اِس حوض میں راجہ بہادر نے ایک بہت بڑا مگر مچھ پال رکھا تھا جو 56-1955ء تک دیکھا گیا۔ 24-1923ء میں گرمی کا موسم تھا۔ بابا صاحب کی زیارت کے لیے ہزاروں عقیدت مند لال محل کے سامنے جمع تھے۔ عین اِسی وقت مگر مچھ والے حوض کے نیچے سے ایک بہت بڑا سانپ پھنکارتا ہوا باہر نکلا۔ اِس کو دیکھتے ہی لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ ہر شخص صدر دروازہ سے باہر کی جانب بھاگنے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے پورا علاقہ خالی ہوگیا۔ بہت سے لوگ اندرونِ صدر دروازہ سے دیکھ رہے تھے۔ سانپ آہستہ آہستہ بل کھاتا ہوا حضور کی جانب رواں دواں تھا۔ یہاں تک کہ حضور کے قریب پہنچ گیا۔ اُس وقت حضور فرش پر تشریف فرما تھے۔ آپ کے پاس آپ کے خادم عیسیٰ خان صاحب اور نامی گرامی پہلوان یاماجی کالو اور دوسرے پہلوان موجود تھے۔ حضور سانپ کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے جیسے ہی وہ آ کر سرکار کے قریب رُکا۔ سرکار نے اپنا سیدھا پیر اُس پر رَکھ دیا۔ سانپ نے اپنا سر حضور کے قدم مبارک پر رکھ دیا۔ پھر حضور نے اُس پر اپنا بایاں پیر رکھ دیا۔ اس طرح کبھی سیدھا پیر اوپر رکھتے کبھی بایاں پیر۔ وہ سرکار کے قدم مبارک پر اپنا سر رکھ رہا تھا۔ اِس طرح حضور کافی دیر تک کرتے رہے۔ آخرکار عیسیٰ خان صاحب نے سرکار سے عرض کیا۔ سرکار اب یہ کھیل ختم کیجیے۔ لوگ اس کے خوف سے قریب نہیں آ رہے ہیں۔ دیدار کے لیے بے چین ہیں۔ یہ سُن کر حضور نے عیسیٰ خان صاحب سے فرمایا ’’جانتے ہو یہ ہزاروں سال سے میرے دیدار کا منتظر تھا، اُسے کیسے بھگا دوں۔ آخرکار سرکار سانپ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا ’’اچھا اَب آپ جائیں۔‘‘ یہ حکم سنتے ہی سانپ دھیرے دھیرے وہاں سے نکل کر غائب ہوگیا۔‘‘

شیرو کُتّا:

چھنو بابا صاحب کی والدہ فرماتی ہیں جس زمانہ میں حضور کا قیام واکی شریف میں تھا۔ ایک کتّے کو آپ کی خدمت میں دیکھا گیا، سرکار نے اس کتّے کا نام شیرو رکھا تھا۔ یہ کُتّا

ریل گاڑی کی آمد کے موقع پر اسٹیشن پہنچ جاتا اور حضور میں آنے والے زائرین کو حضور کے ڈیرے تک لے آتا (یعنی خود آگے آگے چلتا لوگ اُس کے پیچھے پیدل یا تانگے میں ہوتے۔حضور اگر ڈیرے میں نہ ہوتے تو یہ کُتّا اُن زائرین کی رہبری کرکے سرکار کی خدمت میں پہنچا دیتا۔ اس کتّے کو سب لوگ پہچان گئے تھے کہ یہ زائرین کو سرکار میں پہنچانے کی ڈیوٹی انجام دیتا ہے۔ چنانچہ لوگ نئے آنے والوں کو بتا دیتے تھے کہ اِس کتّے کے پیچھے پیچھے چلے جانا۔ بابا صاحب تک پہنچا دے گا۔ ایک روز چند زائرین جو شیرو کے معمولات سے واقف تھے، ریلوے اسٹیشن سے باہر آئے اور شیرو کتّے کو نہ پاکر پریشان ہوئے۔ راستے میں یہی ذکر کرتے ہوئے حضور کے ڈیرے تک پہنچ گئے۔ حضور وہاں موجود نہیں تھے۔ چنانچہ یہ لوگ حضور کی تلاش میں جنگل کی طرف روانہ ہوئے۔ ایک جگہ اُن حضرات نے دیکھا کہ شیرو مرا پڑا ہے۔ دیکھ کر افسوس کیا اور آگے بڑھے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ سرکار بابا صاحب اِسی طرف تشریف لا رہے ہیں۔ چنانچہ یہ حضرات تیزی سے سرکار کی طرف بڑھے اور قدم بوس ہوئے اور سرکار سے عرض کی: سرکار شیرو مر گیا ہے۔ حضور نے سُن کر فرمایا: ''نہیں رے چل کر دیکھیں کہاں ہے۔'' چنانچہ شیرو جہاں تھا حضور کو اُس جگہ لے آئے۔ حضور نے حکم دیا ''اس کو ایک ٹوکری میں ڈال کر ہمارے ساتھ لے چلو۔''

جب شیرو کو ٹوکری میں ڈالا گیا تو حضور نے اپنا جبہ مبارک شیرو پر ڈال دیا، چونکہ سرکار نے اپنا جبہ مبارک اُس پر ڈال دیا تھا، اس لیے ایک صاحب نے اُس کو اپنے سر پر رکھ لیا تھوڑی ہی دور چلے ہوں گے کہ شیرو کُتّا زندہ ہوکر ٹوکری سے نیچے کود پڑا اور سرکار کے قدموں میں لوٹ کر آگے آگے چلنے لگا اور پھر بدستور وہ اپنی ڈیوٹی انجام دینے لگا۔ ایک عرصہ کے بعد جب وہ مرا تو سرکار نے اپنا جبہ مبارک خادم کو دے کر فرمایا: ''جبہ ڈال کر اُسے شفا خانہ کے پاس دفن کر دو۔'' چنانچہ حضور کے حکم کی تعمیل کی گئی۔ آج بھی اُس کی قبر واکی شریف کے شفا خانہ کے قریب موجود ہے۔ جن لوگوں کو کُتّا کاٹتا ہے، اِس کی قبر پر گُڑ لے کر آتے ہیں، انہیں شفاء ہوجاتی ہے۔

بہادر گھوڑا:

محمد اسمٰعیل خان صاحب عرف چھٹکا پٹیل (بالا گھاٹ والے) نے اِس گھوڑے کو سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی نشاندہی پر ایک دیہات کے مال گزار سے دوسو روپیہ میں خرید کر حضور کو پیش کیا۔ اس وقت یہ بچہ (یعنی کم عمر) تھا۔ لیکن جب اِس پر سرکار نے سواری کی تو اُس میں جوان گھوڑے کی طاقت پیدا ہوگئی اور وہ تانگے میں صحیح چلنے لگا۔ یہ گھوڑا حضور کے وصال تک حضور کی خدمت میں رہا۔ حضور اکثر اپنے گلے مبارک کے تمام ہار اُس کے گلے میں ڈال دیتے تھے۔ اُس کا نام آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بہادر رکھا تھا۔ سرکار کا جب وصال ہوا تو تجہیز و تکفین کا سامان لانے کے لیے تانگہ کی ضرورت ہوئی۔ سب کا خیال یہی تھا کہ سرکار کی آخری خدمت اِسی گھوڑے تانگہ سے لی جائے مگر ہیرا لال بھائی کو یہ گوارا نہ تھا کہ اَب گھوڑا تانگہ کسی اور کی سواری میں استعمال ہو۔ آخر خادموں کے اِصرار پر گھوڑے کو جُوتا گیا۔ سامان لے کر بدھوار محل سے واپسی پر دربار کے قریب آنے سے پہلے بہادر ایک جگہ رُک گیا اور ایک پیر اُٹھالیا۔ بھائی ہیرا لال نے تانگہ سے اُتر کر اِس کا پیر دیکھا تو پھرے سے لے کر سُم کے اوپر تک ہڈی کا پتہ نہیں تھا۔ صرف اوپر کی کھال لٹکتی ہوئی معلوم دیتی تھی۔ راستہ میں نہ کہیں ٹھوکر لگی اور نہ اس سے پیشتر کوئی تکلیف تھی۔ سامان دوسری سواری سے لایا گیا۔ خالی تانگہ شکر درہ لاکر گھوڑے کو تھان پر گھوڑ پاگاہ میں باندھ دیا گیا۔ ڈاکٹر نے دیکھ کر پٹی وغیرہ کی لیکن اِس وفادار جانور نے اُسی وقت سے دانہ پانی ترک کر دیا۔ تیسرے روز حضور کے قدموں میں تاج آباد شریف اِس کی نعش لائی گئی اور حضور کے حکم سے حضور کی پائیں کی جانب اِس کو دفن کر دیا گیا اور پختہ قبر بنا دی گئی۔ سرکار نے اِس کی قبر کو بیمار جانوروں کی شفا کا مرکز بنا دیا۔

اللہ اکبر انسان تو انسان جانوروں نے میرے سرکار پر جانیں قربان کر دیں۔ ایسی ہستی کے مرتبہ کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟

شیر کی بابا صاحب سے عقیدت:

سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک عجیب شان سے شکر درہ محل میں قیام فرما تھے۔ محل کے

دروازہ سے ملحق دائیں اور بائیں دو کمرے بنے ہوئے تھے جن میں سلاخیں لگی ہوئی تھیں ان میں راجہ بہادر نے دو شیر پال رکھے تھے۔ اکثر بابا صاحب اِن کمروں میں چلے جاتے۔شیر آ کر سرکار کے پیر چاٹنے لگتے کبھی اپنی تھوتھنی حضور کے قدموں سے رگڑتے جس طرح بلّی اپنے مالک کے ساتھ کھیلتی رہتی ہے، بالکل اِسی طرح کھیلتے رہتے اور یہ کھیل دو دو گھنٹہ تک چلتا رہتا۔

زہریلے جانور:

حضور جن جنگلوں میں رات دن گھومتے اُن جنگلوں میں بے شمار زہریلے جانور سانپ، بچھو قدم قدم پر ہوتے۔آپ کی ہدایت تھی کہ انہیں نہ مارا جائے یہ جنگل کے پنچھی ہیں۔ تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔"

شیر کی حجامت:

شیروں کے پنجرے کے سامنے دیکھنے والوں کا بھی ہجوم ہو جاتا تھا۔ایک روز ایک شخص نے پنجرہ میں ہاتھ ڈال دیا شیر نے اُس کا ہاتھ چبا ڈالا۔سرکار بابا اطلاع ملنے پر تشریف لائے اور حکم دیا کہ پنجرے کا دروازہ کھولا جائے۔حکم کی تعمیل میں فوراً کنجی منگوائی گئی۔تالا کھولا گیا، تالا کھولتے وقت مخلوق بے حد خوفزدہ تھی۔جیسے ہی دروازہ کھلا سرکار دروازے کے اندر تشریف لے گئے۔شیر آپ کے اندر داخل ہوتے ہی پیر چاٹنے لگا۔آپ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا اِس کے بال بہت بڑھ گئے ہیں۔کوئی حجامت نہیں کرتا، قینچی لاؤ چنانچہ فوراً قینچی پیش کی گئی۔آپ نے قینچی لے کر اُس کی گردن کے بال کاٹ دیئے اور باہر تشریف لے آئے۔پنجرہ بند کر دیا گیا۔اس کے بعد شیر نے کبھی کسی کو تکلیف نہیں پہنچائی۔لوگ قریب جا کر کھڑے ہو جاتے تھے ہاتھ اندر باہر کرتے تھے لیکن وہ بلّی کی طرح رہتا تھا۔جس شخص کا ہاتھ شیر نے چبایا تھا سرکار نے اُس پر اپنا دست مبارک پھیرا وہ بالکل ٹھیک ہو گیا۔

شیر کا دعا کرنا:

حضرت مولانا عبدالکریم شاہ صاحب المعروف بابا یوسف شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایک رات میں اور بابا عبدالرحمٰن صاحب ایک جنگل میں سرکار کے ہمراہ تھے۔حضور بابا صاحب گھنے درختوں کے جھنڈ میں گھس گئے۔اس جھنڈ سے گزرنے کے بعد ایک چھوٹا سا ریت کا ٹیلا نظر آیا۔ریت کے ٹیلے پر سرکار لیٹ گئے اور فرمایا، نیند آتی ہے اور خراٹے لینے شروع کر دیئے۔ جیسے گہری نیند سو رہے ہوں۔ دایاں پاؤں مبارک میں اور بایاں عبدالرحمٰن دَبا رہے تھے۔واکی شریف ویسے ہی شیروں کا مسکن ہے۔ہم لوگ تو کافی آگے نکل کر جنگل میں گھرے ہوئے تھے۔ وہاں ہمیں بار بار شیر کے دَھاڑنے کی آواز آ رہی تھی۔ پھر درختوں کے جھنڈ میں سے شیر کے آنے کی آہٹ معلوم ہوئی۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے شیر درختوں کے جھنڈ سے نکل کر ہماری طرف آتا دکھائی دیا۔ بابا صاحب تو خراٹے لے رہے تھے ہم پیر دَبا رہے تھے۔اور دَم بخود تھے چونکہ ہم شیر خدا کے لاڈلے کے پیر دَبا رہے تھے۔اس لیے دل سے خوف نکال دیا مگر جب شیر آ کر بابا صاحب کے قدموں کے پاس بیٹھ گیا اور زبان سے تلوے چاٹنے لگا تو عبدالرحمٰن نے بابا صاحب کا پاؤں چھوڑ دیا اور سرہانے جا کر کھڑا ہو گیا۔ میں بدستور پاؤں تھامے رہا، شیر کی سانس کی گرمی مجھے اپنے ہاتھوں تک محسوس ہو رہی تھی مگر کوئی خوف و ہراس دل میں نہیں تھا۔شیر پیر چاٹنے کے بعد اُلٹے پاؤں جنگل میں اندر کی طرف چلا گیا۔اُسی وقت سرکار بابا صاحب آنکھ ملتے ہوئے اُٹھ کر بیٹھ گئے۔عبدالرحمٰن نے عرض کی "بابا شیر آیا تھا آپ سو گئے تھے، ہم تو ڈر کے مارے اَبھی تک کانپ رہے ہیں" حضور نے فرمایا "ارے جنگل کا پنچھی بارہ (۱۲) برس سے دعائیں مانگ رہا تھا کہ اے اللہ اپنے ولی کی قدم بوسی کا موقع عنایت فرما۔آج اللہ نے اُس کی دعا قبول فرمائی، اِس طرح اُس کی مراد پوری ہوئی۔"

پہن کے جوڑا پنچ رَنگی بشکل پنجتن آیا
وہی نورِ مبین فیاض تاج الدینؒ بن آیا

تجلی ذاتِ اَقدس کی، اَدا زہراؑ کے لالوں کی
کمال آب و گُل آیا، جمالِ روح و تن آیا

زندگی عطا کرنے اور مرض سلب کرنے کی تشریح:

مُردوں کو زندہ کرنا خدا کی صفت ہے مگر اُس کی اِس صفت کا ظہور نبیوں اور ولیوں سے ہونا بھی عادات الٰہیہ کے موافق ہے۔ اِسی طرح شفاء بھی خدا کے اختیار میں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مافوق الفطرت طریق پر پیدا کیا (بجائے باپ کے)۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام صورتِ بشری میں متمثل ہوئے تھے۔ اِس لئے آپ پدری نسبت میں روح الامینی نسبت کے مالک ہیں۔ روح الامین کی خاک پا بھی مظہر حیات ہے۔ سامری نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی خاک پا سے ایک چٹکی لے کر مُردہ گوء سالہ میں ڈالی تو وہ زندہ ہو گیا۔ قرآن سے بھی ثابت ہے۔

چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات میں مُردہ جلانا، مریضوں کو بھلا چنگا کر دینا بھی شامل ہے۔

پس حیات اور اعادۂ حیات کی صفات کا ظہور انبیاء علیہم السلام اور اُن کے وارثین اولیاء اللہ سے ہونا، کتاب و سُنّت کی روشنی میں ظاہر ہے، بلکہ یہی خداداد قدرت ہے، جس سے منکرین مغلوب و عاجز ہو جاتے ہیں اور ایمان لانے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ میرے آقا حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے واقعات میں بے شمار مریضوں کو اچھا کرنا، مُردے جلانا، عُمریں بڑھانا موجود ہے۔

معجزے اور کرامت میں معناً کوئی فرق نہیں، دونوں کا مفہوم ایک ہے۔ فرق اصطلاحی ہے۔ جو خرقِ عادتِ نبی سے ظہور پذیر ہوتا ہے ''معجزہ'' کہلاتا ہے اور جو خرقِ عادتِ ولی سے ظاہر ہو وہ ''کرامت'' کہلاتی ہے۔

یہ تشریح صرف اس لئے کر دی کہ کسی کو شبہ نہ گزرے کہ معجزے انبیاء علیہم السلام سے ہوتے ہیں وہ اولیاء کی کرامت کس طرح ہو سکتی ہے۔

☆☆☆

اعادۂ حیات

(زندگی عطاء کرنا)

مُردہ کتّا زندہ:

شیرو کتّے کو زندہ کیا۔ یہ واقعہ تفصیلی جانوروں کی فرمانبرداری میں آچکا ہے۔

مُردہ کتیا زندہ:

ایک دن آپ واکی شریف کے جنگل میں تشریف فرما تھے۔ کتیا کے کچھ بچے آپ کی طرف آرہے تھے حاضرین اُن کو بھگانے کے لئے دوڑے آپ نے فرمایا۔

''نہ روکو آنے دو، مُرادیں مانگنے آرہے ہیں۔''

کتّے کے بچے آکر آپ کے قدموں میں لوٹنے لگے۔ آپ نے فرمایا ''اچھا تمہاری ماں مرگئی، چلو کہاں ہے؟'' بچے آگے چل رہے تھے اور آپ اُن کے پیچھے خراماں خراماں چل رہے تھے۔ ایک گڑھے کے قریب جا کر بچے کھڑے ہو گئے۔ گڑھے کے اندر مری ہوئی کُتیا کی سڑی ہوئی لاش پڑی تھی۔ اطراف میں چیل کوّے جمع تھے۔ حضور گڑھے میں اُترے۔ کتیا کو ایک لات مار کر فرمایا ''اُٹھ''۔ کتیا کو لات مارنا ہی تھا کہ ایک غبار سا بُلند ہوا۔ اُس میں سے کتیا زندہ ہو کر نکلی اور اپنے بچوں کے ساتھ چل دی۔

گُرجی کو نئی زندگی عطا کی:

۱۳ر جون ۱۹۴۹ء کو بابا عبدالجبار صاحب فرماتے ہیں کہ گُرجی نامی ایک طوائف کو حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ نے زندہ کیا۔ اِس طرح کہ گُرجی ایک عرصہ سے بیمار تھی۔ ایک دن صبح حسبِ دستور واکی کے پٹیل نے اپنے آدمی کو گُرجی کے پاس دیکھنے کے لئے بھیجا۔ آدمی نے گُرجی کو دیکھا تو وہ مرچکی تھی۔ اُس نے یہ خبر پٹیل کو جا سُنائی۔ پٹیل نے اپنے آدمی سے کہا کہ

تم جا کر حضور سے کہو کہ گُرجی مر چکی ہے۔ اِس کو دفن کیا جائے یا جلا دیا جائے۔ حضور نے اُس رات واکی کے جنگل میں قیام فرمایا تھا۔ صبح ایک آدمی کو چائے دے کر کہا ''جاؤ یہ چائے گُرجی کو پلا دو۔'' اُدھر سے پٹیل کا آدمی دریافت کرنے جا رہا ہے کہ گُرجی کو جلا یا جائے یا دفن کیا جائے۔ اور اس طرف سے حضور کا روانہ کردہ آدمی چائے لے کر آرہا ہے، راستے میں اُن دونوں کی ملاقات ہوئی۔ پٹیل کے آدمی نے دریافت کیا کہ اِس وقت حضور کہاں ہیں۔ اُس نے حضور کا پتہ بتلا کر پوچھا کہ تم کہاں جا رہے ہو جواب دیا کہ گُرجی کو چائے پلانے جا رہا ہوں، یہ چائے حضور نے گُرجی کے لئے دی ہے۔

تب پٹیل کے آدمی نے کہا گُرجی تو رات ہی کو مر چکی اور میں پٹیل کے حکم سے حضور سے دریافت کرنے جا رہا ہوں کہ گُرجی کو دفن کیا جائے یا جلایا جائے۔ تم بھی میرے ساتھ واپس چلو۔ حضور کے روانہ کردہ آدمی نے جواب دیا کہ میں حضور کے حکم کی تعمیل کے بغیر واپس نہ لوٹوں گا۔ یہ کہا اور چائے لے کر گُرجی کے جھونپڑے کی طرف روانہ ہوا۔ دیکھا تو گُرجی کے جھونپڑے کے پاس پٹیل کی مقرر کردہ دو تین عورتیں بیٹھی ہیں۔ یہ جھونپڑے کے اندر داخل ہوا آواز دی کہ تمہارے لئے حضور نے چائے بھیجی ہے۔ پھر آواز دی چائے بھیجی ہے۔ تیسری بار حضور کا نام لینا تھا کہ گُرجی نے منہ کھول دیا اور انہوں نے آہستہ آہستہ گُرجی کو تمام چائے پلا دی۔ چائے پیتے ہی گُرجی اُٹھی اور جھونپڑے سے باہر نکل کر حضور کو دریافت کیا۔ اتنے میں دیکھا کہ حضور بھی جنگل کی جانب سے تشریف لا رہے ہیں۔ گُرجی کے قریب آکر بابا صاحب قبلہ نے فرمایا ''کتاب سُناؤ'' یعنی (قوالی گاؤ)۔ گُرجی نے بُلند آواز میں منقبت سنائی۔ جیسا کہ تندرستی کی حالت میں سُنایا کرتی تھی۔ حضور کی یہ کرامت دیکھ کر لوگ دَنگ رہ گئے کہ ایک عرصے کی مریض عورت جس کی موت کو کئی گھنٹے ہو چکے تھے، وہ زندہ ہو کر حضور کو گلدستہ شریف کی یہ منقبت سُنا رہی تھی۔

تاج الدین نورِ مبین عظمت والے بابا
واکی والے میری دنیا سے نرالے بابا

بابا صاحب نے ''سمع قبول'' سے سُنا اور فرمایا:

ہم نے تجھے عمر کے اور دس سال دیئے۔

یہ واقعہ اِس منقبت کی مقبولیت پر دلیل ہے۔

(راوی: عبدالجبار صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ)

گلاب چائے والے کو نئی زندگی عطا کی:

تاج آباد شریف میں اُن کا ہوٹل تھا، حضور کے خدمت میں رہتے تھے اور حضور کی خدمت میں چائے بھی پیش کرتے تھے۔ پُرانے خدام میں آپ کا شمار ہوتا ہے، یہ بیمار ہوئے اور اُسی بیماری میں انتقال ہو گیا۔ حسب دستور تدفین کے لئے سرکار سے اجازت حاصل کرنے کے لئے خُدام حاضر ہوئے اور سرکار کو اُن کے انتقال کی خبر سُنائی اور تدفین کی اجازت چاہی۔ یہ لوگ غسل دے کر کفن پہنا کر سرکار میں حاضر ہوئے تھے۔ جب آپ نے یہ خبر سُنی کچھ دیر مراقب رہ کر فرمایا ''جاؤ وہ اچھا ہو گیا۔'' لوگ لوٹ کر اُس کی جھونپڑی پر آئے تو گلاب صاحب کفن پہنے ہوئے بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ گلاب صاحب کا بیان ہے:

''ایسا معلوم ہوا کہ مجھے کسی تاریک کنویں میں اُتار دیا گیا ہوں اور میں اُس کنویں کے اندر دھنستا ہی چلا گیا یہاں تک کہ میرے بیوی بچوں کے رونے پیٹنے کی آواز آنا بند ہو گئی۔ بڑی دیر بعد میرے پیر زمین پر لگے وہاں لق و دق صحرا تھا۔ وہاں عجیب الخلقت لوگ نظر آئے۔ اُنہوں نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا ''تم اُس طرف نہ جانا اور جدھر چاہو چلے جاؤ'' میں نے سوچا میں حضرت بابا صاحب کا غلام ہوں جس طرف چاہوں جا سکتا ہوں۔ یہ مجھے روکنے والے کون ہوتے ہیں۔ چنانچہ میں اُسی طرف گیا جس رُخ کے لئے انہوں نے منع کیا تھا۔ وہاں دیکھا کہ نہایت ہی ڈراؤنی شکل کی مخلوق ہے۔ وہ انسانوں کو پکڑ پکڑ کر آگ میں ڈال رہی ہے۔ میں نے اُن سے کہا تم لوگ بہت بے رحم اور سنگدل ہو، خدا کے خوف سے نہیں ڈرتے۔ اُن لوگوں کی چیخ و پُکار اور آہ و زاری پر بھی تمہیں رحم نہیں آتا۔ اُن لوگوں نے نہایت قہر آلود نگاہ سے مجھے دیکھا اور ڈانٹ کر کہا ''تم یہاں آئے کس طرح؟ جاؤ! فوراً چلے

جاؤ'' میں اُنہیں بُرا بھلا کہتا ہوا واپس ہوا۔ سامنے گھنے درخت نظر آرہے تھے۔ اُس طرف چلنے لگا کچھ ہی دور چلا تھا کہ ایک مجمع کثیر نظر آیا۔ جب بالکل قریب پہنچ گیا تو دیکھا حضور سرورِ کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک نورانی تخت پر رونق افروز ہیں اور بے شمار بُزرگانِ دین، اولیا اللہ آپ کی خدمت میں حاضر ہیں۔ اِسی اثناء میں میرے آقا حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوئے اور عرض کی ''حضور! میرا چاہنے والا یہاں آ گیا ہے اُس کو واپس جانے کی اجازت فرمائی جائے۔'' آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یہاں جو آجاتا ہے اس کو واپس جانے کی اجازت نہیں دی جاتی۔'' بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پھر عرض کی ''حضور! میرے چاہنے والے کو واپس جانے کی اجازت دی جائے۔'' سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا ''ایسا قاعدہ نہیں۔''

اس مرتبہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''اگر اجازت نہیں دی جاتی ہے تو حضور اپنا کُرتا بھی واپس لے لیں۔'' یہ کہہ کر کُرتا اُتارنا ہی چاہتے تھے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا ''کُرتا نا اُتارو'' اور مجھے حکم دیا ''گلاب واپس جاؤ۔''

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ الفاظ سنتے ہی میں اُٹھ کر بیٹھ گیا۔

چیف کمشنر صاحب ناگپور کا کُتّا:

۶ ردسمبر ۱۹۴۸ء کے اخبار ''الفاروق'' میں خبر شائع ہوئی تھی۔ پاگل خانہ کے سرجن راؤ صاحب نے مسٹر انتھونی میکڈانلڈ چیف کمشنر ناگپور سے بابا صاحب کی بُزرگی کا ذکر کیا۔ جسے سُن کر کمشنر صاحب سرجن صاحب کے ہمراہ شام میں حاضری دینے کا طے کیا۔ اتفاق سے اُسی روز ان کا پیارا کُتّا مر گیا۔ اس کے پھینکنے کے انتظامات کرنا چاہتے تھے کہ سرجن صاحب صاحب آ گئے۔ اُن کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ روانگی سے قبل ان کے دل میں خیال آیا تھا کہ بابا جی نے مُردوں کو زندہ کیا ہے۔ اُن کی خدمت میں جا کر اپنے کتّے کی دوبارہ زندگی کے لئے دعا کروں گا۔ واپسی پر اگر زندہ نہ ہوا تو آ کر پھنکوا دوں گا۔ راستے میں جو لوگ اُن کے ہمراہ تھے اُن سے کمشنر صاحب نے اپنے دل میں جو کچھ تھا کہہ دیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا ''بابا جی نے مُردوں کو زندہ کیا ہے، یہ سرجن صاحب نے بتایا ہے میرا کُتّا آج ہی مر گیا ہے کیا

اُسے زندہ کر دیں گے؟'' یہ گفتگو ختم ہی ہوئی تھی کہ یہ لوگ بابا صاحب کی خدمت میں پہنچ گئے۔ کمشنر صاحب کو دیکھتے ہی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''ارے کُتّے کو تو لاتے۔'' کمشنر صاحب حیرت سے دیکھنے لگے اور مُردہ کتّے کو فوراً لایا گیا اور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ڈالا گیا آپ نے اُسے یہ کہتے ہوئے ''اُٹھ کیوں پڑا ہے'' ایک لات رسید کی۔ کُتّا اُٹھ کر چیختا ہوا بھاگا اور تمام عہدیدار انگریز جو کمشنر صاحب کے ہمراہ آئے تھے یہ کرشمہ دیکھ کر مسرت سے قدم بوس ہوئے اور اجازت لے کر لوٹ گئے۔ اس کے بعد کمشنر صاحب بھی حاضر ہوتے رہے۔

مُردہ تتلی زندہ:

(قاضی بابا کے قلمی نسخہ سے)

مسٹر جمشید (جیمی) صاحب پارسی قوم کے فرد ہیں، کراچی میں بندر روڈ پر قیام ہے۔ اِس سے پہلے اُن کا ناگپور شریف میں قیام تھا۔ بابا کی ایک فیض یافتہ بچی شیرا امّاں سے عقیدت تھی۔ انہوں نے ہی جیمی صاحب کے دل میں بابا صاحب کی عقیدت کا بیج بویا تھا۔ جیمی نے اپنا واقعہ یوں بیان کیا کہ:

ایک دفعہ میرے گھر پر ایک بالٹی کے پانی میں ایک خوبصورت تتلی ڈوب کر مر گئی، جب میں بالٹی سے پانی لینے گیا تو میری نظر اُس پر پڑی۔ تتلی انتہائی خوبصورت تھی، چنانچہ اس کو پانی سے نکالا۔ شیرا امّاں نے بابا جی کے مُردہ زندہ کرنے کے بہت واقعات مجھے سُنائے تھے وہ فوراً ذہن میں آئے اور میں نے وہیں کھڑے کھڑے بابا جی سے عرض کیا۔ آپ نے تو بہت مُردہ انسان و جانور زندہ کئے ہیں۔ کیا یہ تتلی زندہ نہیں ہو سکتی۔ یہ کہہ کر میں اِس کمرہ میں گیا جہاں بابا جی کی فوٹو رکھی تھی۔ تتلی کو بابا جی کے فوٹو پر رکھ کر اپنے کمرے میں آ گیا۔ ناشتہ سے فارغ ہو کر ڈیوٹی پر چلا گیا شام میں گھر آیا کھانا وغیرہ کھانے کے بعد ہم لوگ اپنے کمرہ میں جا کر سو گئے۔ رات میں سرکار بابا صاحب خواب میں تشریف لائے اور فرمایا۔

'ہو جی! تو نے ایک جان نہیں بچائی سو جان بچائی۔''

اُس وقت صبح ہو رہی تھی۔فوراً آنکھ کھلی۔ میں فوراً فوٹو والے کمرہ کی طرف لپکا اور دیکھا کہ مُردہ تتلی زندہ ہے اور اس کے آس پاس بے شمار انڈے ہیں۔ جن میں سے چھوٹے دانے کے برابر بچے نکلے ہیں۔ اُس وقت مجھے بڑی حیرت ہوئی۔ میں نے اُن سب کو اُٹھا کر گلاب کے گملے میں پتوں پر رکھ دیا۔ اَب مجھے بابا صاحب سے بے حد عقیدت ہے اور ہر کام اُن سے عرض کر کے کرتا ہوں۔

بُھنی ہوئی مچھلیاں زندہ ہوگئیں:

ایک سلسلہ کے بُزرگ سرکار میں حاضر ہوئے۔ اُنہیں علم تھا کہ سرکار مچھلی شوق سے کھاتے ہیں چنانچہ عمدہ قسم کی مچھلیاں بھون کر سرکار کی خدمت میں ایک دیگچی میں لائے اور حضور کو پیش کرنا چاہتے تھے کہ بابا صاحب نے فرمایا ''ہم زندہ مچھلی نہیں کھاتے''۔ انہوں نے جیسے ہی دیگچی کھولی تمام مچھلیاں زندہ تھیں۔

عمر بڑھا دی اللہ کے حکم سے:

مورخہ ۱۹۴۹ء کو عبدالحسن صاحب فروٹ مرچنٹ نے یہ واقعہ بیان کیا۔

میرا شیر خوار بھائی عبدالغفار سخت بیمار ہو گیا ڈاکٹروں نے جواب دے دیا کہ صرف چند لمحوں کا مہمان ہے۔ اِسی حالت میں میری والدہ بچے کو لے کر حضور بابا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ نے بچے کو دیکھ کر فرمایا ''مائی جاتا ہے تو جانے دے'' حضور کے یہ الفاظ سُن کر میری والدہ زور سے چیخی اور حضور کے قدموں پر گر کر قدم پکڑ لئے اور رونے لگی۔ میری والدہ کا اِس طرح تڑپ کا رونا دیکھ کر سرکار کو رحم آیا فرمایا ''لاؤ لال کتاب'' اور پھر ایک ساعت کے بعد فرمایا ''اس کی عمر بیس سال لکھ دی لے جا اِس کو۔'' چنانچہ وہ پورے (۲۰) بیس سال زندہ رہ کر انتقال کر گیا۔

غلام عبدالستار کی پھانسی کے حکم کو رہائی میں تبدیل کر دیا:

شطرنجی پورہ، لکڑ گنج، ناگپور کی دو پارٹیوں میں کسی معاملہ میں تصادم ہوا۔ کچھ لوگ مارے گئے اور کچھ زخمی ہوئے۔ پولیس نے ان دونوں پارٹیوں کا چالان کیا جو ضمانت پر رہا ہوئے۔

آخر پیشی کے روز جس میں سزا سُنائی جانے والی تھی ایک پارٹی کے سرغنہ جناب غلام عبدالستار صاحب عدالت کو جا رہے تھے، راستے میں حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ کی سواری ملی یہ دوڑ کر حضور کے قدموں پر گر گئے اور عرض کی کہ حضور پر سب کچھ روشن ہے، آج آخری پیشی ہے، خوف ہے کہ عدالت مجھے پھانسی کا حکم دیدے۔ حضور نے جواب دیا ''تو عدالت کو جا، میں آتا ہوں'' یہ صاحب عدالت میں گئے پُکار کے بعد مجسٹریٹ نے ہر آدمی کو حسبِ حال سزا سنائی۔ کسی کو پھانسی اور کسی کو کالا پانی جب غلام عبدالستار صاحب کا نمبر آیا تو دیکھتے ہیں کہ عدالت کی کُرسی پر حضرت بابا صاحب قبلہ تشریف فرما ہیں۔ یہ دیکھ کر سمجھ گیا کہ حضور حسب وعدہ عدالت میں تشریف لائے ہیں۔ اُن کو ڈھارس بندھی اور دو منٹ کے بعد عدالت نے اُن کو بے داغ رہائی کا حکم دے دیا۔ یہ خوشی خوشی باہر نکلے اور حضور کا انتظار کرنے لگے۔

تھوڑی دیر بعد لوگوں نے اُن سے کہا کہ آپ کس کا انتظار کر رہے ہیں، چلئے گھر چلیں۔ جس پر انہوں نے حضور کا پورا قصہ کہہ سنایا اور کہا مجھے حضور کا انتظار ہے۔ وہ عدالت سے باہر تشریف لائیں تو میں قدم بوس ہو لوں۔ بہت دیر انتظار کے بعد مجسٹریٹ کے کمرے میں داخل ہوئے دیکھا تو وہاں حاکم عدالت اور چند لوگوں کے سِوا کوئی نہ تھا، تب عبدالستار کو خیال ہوا کہ یہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ کی روحانیت کا پَرتو تھا جو کام کر گیا۔

قاتل کی پھانسی سے رِہائی:

23 اپریل 1949 کو جناب عبدالحسن صاحب فروٹ مرچنٹ نے بیان کیا کہ ہم لوگ بغرضِ نیاز حضور کی خدمت میں واکی شریف گئے۔ لنگر پکانے کا انتظام ہو رہا تھا کہ اَبر آیا، ہم لوگوں نے جوں تُوں کر کے چاول دیگ میں ڈالے ہی تھے کہ موسلا دھار بارش شروع ہوئی۔ جس سے تمام آگ بجھ گئی اور لکڑیاں پانی میں بہہ گئیں۔ یہ دیکھ کر وہاں کے لوگوں نے ہمارا مذاق اُڑانا شروع کیا کہ اُن کی نیت خراب تھی وغیرہ۔ لوگوں کے طعن و تشنیع سے ہم لوگ بہت پشیمان ہوئے اور ارادہ تھا کہ بارش ختم ہوتے ہی دوسری دیگ چڑھائیں گے۔ اِتنے میں حضور کی خدمت میں ایک قیدی جس کے ہاتھوں میں ہتھکڑی اور پاؤں میں

بیڑیاں تھیں دو تین کانسٹیبلوں کے ساتھ آیا اور عرض کیا کہ مجھے پھانسی ہونے والی ہے۔ عدالت کے دریافت کرنے پر میں نے صرف یہی خواہش ظاہر کی ہے کہ مجھے پھانسی سے پہلے حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا دَرشن کرایا جائے، لہٰذا آپ میرے مُکتی کے لئے آشیرباد دیجئے۔ یہ سُن کر حضور نے جواب دیا ''جارے اُلٹے ہاتھ سے سلام کر کے آ، بری ہو جائے گا۔'' اُدھر میرے والد صاحب کو حکم دیا کہ اُن کو نیاز کا کھانا کھلا۔ ہم سب وہاں سے اُٹھے دیگ کے پاس آ کر جب دیگ کو کھولا تو کھانا تیار تھا اور بارش کی دھیمی دھیمی پھوار پڑ رہی تھی۔ اُس قیدی کو اور تمام حاضرین دربار کو کھانا کھلایا گیا۔ میرے والد نے قیدی سے دریافت کیا کہ تم کو پھانسی کی سزا کس بنا پر ہوئی ہے۔ اُس نے بیان کیا کہ میں نے اپنے ملازم کو لڑکی کے ساتھ ناجائز فعل کرتے ہوئے دیکھ کر تلوار نکالی کہ دونوں کو ختم کر دوں۔ لڑکی فرار ہو گئی اور ملازم میرے ہاتھ سے مارا گیا۔ اَب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ اپیل کرتے ہی میں رہا ہو جاؤں گا۔ چونکہ حضور کا ارشاد پھر مجھے عدالت میں جانے کا ہو رہا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مالگذار صاحب نے اپیل کی، چھوٹ گئے۔

بھینس کا بچہ زندہ ہو گیا:

رام غلام پانڈے پنجاب سے ایک بھینس لائے تھے جو کہ بہت خوبصورت تھی۔ اُس کا بچہ مر گیا۔ یہ اُس کے رنج میں تھے لوگ یکے بعد دیگر اُن کے پاس جمع ہوئے۔ اُن میں سے ایک کہنے لگا کہ حضور بابا صاحب نے تو بہت سے مُردوں کو زندہ کیا ہے، لہٰذا اُن کے پاس چلنا چاہئے۔ یہ ذکر ہو ہی رہا تھا کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سواری اُس راستے سے آئی اور آپ نے تانگہ سے اُتر کر بچہ کو ایک لات ماری اور وہ زندہ ہو گیا۔ رام غلام پانڈے آج بھی جیل خانہ روڈ ناگپور رہتے ہیں۔ یہ واقعہ اُن کے ایک رشتہ دار سب انسپکٹر راما دھار پانڈے نے بتاریخ 19 مئی 1949ء کو سُنایا جو اِس وقت سندھی ضلع وردھا میں مقیم ہے۔

پھانسی کا حکم رہائی میں تبدیل کر دیا:

ایک دُکھیاری بڑھیا حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی اور چیخ چیخ کر رونے لگی کہ میرے

لڑکے کو پھانسی کا حکم سُنایا جانے والا ہے۔ اُس کے خلاف لوگوں نے غلط شہادتیں دی دی ہیں۔ میرا بیٹا بےقصور ہے۔ حضور نے فرمایا ''نہیں جی ہم کسی کو پھانسی نہیں دیتے۔''

بڑی بی خوشی خوشی گھر لوٹ گئیں۔ دوسرے روز فیصلہ ہونا تھا۔ عدالت میں حاضر ہوئی تو جج نے پھانسی کا حکم سُنایا۔ چنانچہ بڑھیا پھر روتی پیٹتی سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئی اور پیر پکڑ کر بیٹھ گئی اور عرض کیا کہ میں اَب اُس وقت تک نہیں جاؤں گی جب تک میرا لڑکا آپ مجھے واپس نہ دے دیں۔ حضور نے تبسم فرمایا اور جواب دیا ''ایسا ہو گا۔''

چنانچہ لوگوں نے اُس کو وہاں سے ہٹایا اور سمجھایا کہ پریشان نہ ہو جو کچھ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرما دیا ہے، ہو کر رہے گا۔ بڑھیا پریشان اس لئے تھی کہ اَب اپیل کی بھی گنجائش نہیں تھی۔

پھانسی کا مقررہ دن آ گیا، بڑھیا کا حال خراب تھا۔ اُس کے لڑکے کو پھانسی کے تختے کے قریب لا کر پھانسی کا حکم نامہ کھولا گیا تو اُس میں بجائے پھانسی کے، رہائی کا حکم تھا۔

اَبھی نہیں مرتے:

ماسٹر محمد حنیف صاحب نے جو کہ کامٹی (ناگپور) کے باشندہ ہیں۔ بیان فرمایا میری اہلیہ بچپن میں ایسی بیمار ہوئیں کہ زیست کی اُمید ختم ہو گئی۔ نیم مُردہ حالت میں اُن کی دادی صاحبہ نے اُن کو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر کر کے قدموں میں ڈال دیا۔ سرکار تاج الاولیاء نے اُن کے سر پر دستِ شفقت پھیرا اور ارشاد فرمایا۔

''ابھی نہیں مرتے، دال کھانا کھاتے اور ٹھنڈا پانی پی کر زندہ رہتے۔''

مندرجہ بالا ارشاد کو کئی بار دوہرایا سب لوگ خوشی خوشی گھر لوٹ آئے تو ان کی طبیعت بالکل ٹھیک ہو چکی تھی۔

سید حسین صاحب لوٹ آئے:

سید عبدالجبار صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین سرکار تاج الاولیاء (جن کا تفصیلی تذکرہ اِس کتاب میں ہے)، آپ کے پہلے صاحبزادے سید حسین کا بچپن میں انتقال ہو گیا۔ اُن کی

والدہ صاحبہ اور حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ممانی (دولت بیگم صاحبہ) دونوں مُردہ بچے کو اُس کی ماں کے کندھے پر ڈال کر شکر درہ لال محل میں جہاں حضور تشریف فرماتے تھے، لے آئیں اور مُردہ بچے کو حضور کے قدموں میں ڈال کر زارو قطار رونے اور گڑگڑانے لگیں۔ حضور کی ممانی صاحبہ ایک پیر پر کھڑی ہوگئیں اور فرمانے لگیں یہ بچہ جب تک زندہ نہ ہوگا میں یہاں سے نہیں جاؤں گی اور اِسی طرح کھڑی رہوں گی۔ سرکار بابا صاحب کچھ دیر تک آنکھیں بند کئے خاموش بیٹھے رہے۔ آخر اپنی بُزرگ ممانی کے گڑگڑانے پر رحم آ گیا بچہ پر ایک نظر رحمت ڈالی۔ مُردہ بچہ رونے لگا۔ اِس خوشی میں دونوں دُکھیاریوں کا رونا بند ہوگیا اور خوشی خوشی بچے کو گھر لے گئیں۔ یہ بچہ (سید حسین صاحب) جوان ہوا، شادی ہوئی۔ اُس کے بعد سرکار کو اس بچہ سے جو کام لینا تھا اُس طرف لوٹا دیا یعنی اپنی باطنی ڈیوٹی پر اتوار بازار ناگپور میں لگا دیئے گئے اور گھر بار سے بے نیاز ہوگئے۔

جلالی شان میں بھی تم دِکھاتے ہو جمال اپنا
تمہارا زندہ کردہ بھی دِکھاتا ہے کمال اپنا

یہودی کے بچہ کو بھی نئی زندگی وولایت عطا کی:

موسیو نامی ایک یہودی جی آئی پی ریلوے گارڈ تھے۔ اُن کا بچہ قریب المرگ ہوگیا۔ ڈاکٹروں نے کہہ دیا کہ دو چار منٹ میں ختم ہو جائے گا۔ بچے کی ماں ڈاکٹروں کی بات اور لڑکے کا حال دیکھ کر تڑپ گئی اور بچے کو لے کر بابا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئی، بچے کو قدموں میں ڈالا اور چیخ چیخ کر رونے لگی۔ سرکار نے بچے کو اُٹھا کر پھینک دیا۔ سرکار کا یہ عمل دیکھ کر غریب ماں کا بُرا حال ہوگیا لیکن سرکار کے خوف سے خاموش ہوگئی۔ بچے کو جا کر اُٹھایا تو بچہ صحت مند تھا۔ اُس کے کہیں چوٹ بھی نہیں آئی۔ ماں سرکار میں قدم بوس ہوئی۔ بچہ کو سرکار کے قدموں میں ڈال کر سرکار کی اجازت سے اُٹھایا اور روانہ ہوئی وہ بچہ جیسے جیسے بڑا ہوتا گیا ولایت کے آثار نمودار ہوتے گئے۔

زندگی کے دس برس بڑھ گئے:

حسن بھائی تاجی اور گیادین بھائی تاجی دونوں نومسلم تھے اور حقیقی بھائی تھے۔ دونوں کا شمار سرکار کے مقرب بچوں میں تھا۔ حسن بھائی تاجی شب و روز ننگے پیر، ننگے سر حضور کے ہمراہ رہتے تھے۔ حضور نے اُن سے ایسا مجاہدہ کرایا کہ (12) بارہ سال روزے رکھوائے صرف ایک پیالی چائے سے افطار کرتے تھے۔ یہ حضرت گرمیوں اور بارش میں سرکار کے ہمراہ چھتری کا سایہ سرکار پر کئے چلتے تھے۔ ایک دن گیادین بھائی تاجی کو ہیضہ ہوگیا۔ اُسی میں ان کا انتقال ہوگیا۔ حسن بھائی تاجی سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گیادین بھائی تاجی کے انتقال کی خبر سُنائی۔ سرکار نے فرمایا ''نہیں رے وہ اچھا ہے۔'' حسن بھائی تاجی نے دوبارہ عرض کیا سرکار وہ ختم ہو چکے ہیں۔ میں آپ کی خدمت میں اُن کی تدفین کی اجازت لینے حاضر ہوا ہوں۔ تب حضور اُن کے ہمراہ گیادین تاجی کی میت کے پاس پہنچے۔ آپ کے جسم اطہر پر سفید چادر تھی جو کسی نے نذر کی تھی۔ آپ نے چادر کے دوسرے لئے پھر حسن بھائی تاجی کے ہاتھ میں دیئے اور چادر گیادین بھائی تاجی کے جسم پر ڈالی تھوڑی ہی دیر میں گیادین بھائی تاجی اُٹھ بیٹھے۔ سرکار نے ارشاد فرمایا: دس برس بڑھ گئے۔ یعنی گیادین بھائی تاجی کی عمر میں دس سال کی توسیع کر دی۔

گیادین بھائی تاجی اور عبدالرحمٰن خان تاجی کے آپس میں بڑے گہرے تعلقات تھے، خان صاحب بھوپال میں رہتے تھے۔ گیادین بھائی تاجی ان سے ملنے بھوپال گئے۔ کچھ دن بعد گیادین بھائی تاجی کو خواب میں سرکار نے حکم دیا تاج آباد شریف واپس آؤ۔ چنانچہ صبح انہوں نے حضرت خان صاحب سے اجازت چاہی اور انہیں بتایا کہ ''میری عمر میں جو سرکار نے دس سال کی توسیع کر دی تھی، وہ ختم ہوگئی، اِس لئے واپسی کا حکم دیا گیا ہے۔''

مژدہ میں سُناتا ہوں رویا کا مرے بھائی
سرکار کے فرماں میں لینے کو قضا آئی

خان صاحب نے اُن سے کہا بھیا دو سال کی اور توسیع کرالو۔ گیادین بھائی تاجی نے

جواب دیا اب طبیعت نہیں چاہتی۔ اِس طرح ہاں نا میں پندرہ دن گزر گئے۔ پھر سرکار کی طرف سے خواب میں گیادین بھائی تاجی کو ڈانٹ پڑی ''کیوں رے مانتا نہیں فوراً آ''۔ اس حکم کے بعد حضرت خان صاحب بھی مجبور ہو گئے اور گیادین بھائی تاجی کو روانہ کر دیا۔ تاج آباد شریف پہنچ کر اُنہیں خیال ہوا کہ میں اپنی حتیٰ الواسع تمام شرعی احکام کی تعمیل کر چکا ہوں۔ صرف گائے کا گوشت بحیثیت پیدائشی ہندو ہونے کے نہیں چھوا۔ میرے مسلمان بھائی یہ نہ سمجھیں کہ میں گائے کے گوشت سے نفرت کرتا تھا۔ اس لئے گائے کا گوشت خود لے کر آئے اُسے پکا کر کھایا۔ اُس کے چند روز بعد سرکار تاج الاولیاء نے 25 محرم الحرام بروز جمعہ اپنی دائمی خدمت میں طلب فرما لیا۔

ایک مرتبہ گیادین بھائی تاجی سے سرکار نے دریافت کیا تھا ''کیا چاہتا ہے؟'' اس پر گیادین بھائی تاجی نے عرض کیا تھا ''نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے'' اس کے جواب میں حضور نے فرمایا تھا ''نکل جائے گا'' اس طرح میرے آقا نے اپنا یہ وعدہ بھی پورا کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن خان صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ جن کو سرکار نے اُن کا برادرِ طریقت بنایا تھا 24 محرم کو مع بچوں کے بھوپال سے تاج آباد ناگپور حاضر ہوئے اور گیادین بھائی تاجی کی تجہیز و تکفین میں شریک رہے۔

بدعقیدہ شخص کو زندگی عطا کی:

عبدالجبار صاحب شہر کوتوال ناگپور کی سالی کے ایک صاحبزادے جو گریجویٹ تھے۔ عبدالجبار صاحب کا تمام کنبہ سرکار کا غلام تھا بلکہ اُن کی اہلیہ کو سرکار سے فیضِ باطنی بھی حاصل ہوا لیکن یہ پڑھا لکھا نوجوان بُزرگوں کا قائل نہیں تھا۔ یہ صاحبزادے پیچش کے مرض میں مبتلا ہوئے مرض اِتنا بڑھا کہ لاعلاج ہو گئے۔ ڈاکٹروں نے جواب دے دیا۔ زیست کی اُمید ختم ہو گئی۔ کوتوال صاحب کی اہلیہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں چلنے کو کہتیں تو صاحبزادے فرماتے ''خالہ وہ مجذوب ہیں کوئی حکیم ڈاکٹر تو نہیں ہیں، وہ میرا علاج کیا کریں گے۔'' لیکن جب یہ حالت ہو گئی تو خالہ نے بڑی مِنّت سماجت سے راضی کیا اور سرکار کی

خدمت میں لے آئیں۔ راجہ صاحب کے ایک چھوٹے بنگلہ میں قیام کیا۔ اُن کی اہلیہ اُن دنوں حاضری سے قاصر تھیں۔ وہیں سے عرض کر رہی تھی کہ اُسی دوران ایک زہریلے سانپ نے مریض کو ڈَس لیا۔ مریض کی حالت خراب ہو گئی۔ منہ سے جھاگ آنے لگا۔ بیگم صاحبہ بے حد پریشان ہو گئیں کہ اِس شخص کو زبردستی لائی ہوں اور یہ اگر یہاں مر گیا جہاں لوگوں کو زندگی عطا کی جاتی ہے تو بڑی بدنامی ہو گی اور اس کی موت کا سبب مجھے سمجھا جائے گا، لیکن قربان اِن گستاخوں پر بھی رحم فرمانے والی سرکار کے۔ آپ عین وقت پر اس مارگزیدہ مریض کے پاس خود پہنچ گئے اور بیگم صاحبہ نے دوڑ کر بحالت گریہ وزاری قدم مبارک تھام لئے اور عرض کیا کہ یہ بچہ بے سمجھ ہے، اِس کی گستاخی معاف فرما دیجئے اور اس کی جان بخشی کیجئے۔ آپ کے علم میں ہے کہ میں آپ کے بھروسہ پر یہاں لائی ہوں، اگر یہ مر گیا تو دنیا میں میرا منہ کالا ہو جائے گا۔ میری لاج آپ کے ہاتھ ہے۔

طریقہ ہے کریمی کا نباہنا اپنے چاکر کو

اپنی لونڈی کی گریہ وزاری پر بحرِ کرم موجزن ہوا۔ لیکن مریض کی خطا کو زبانی طور پر اُسے سُنانا بھی تھا۔ اس لئے بیگم صاحبہ سے مخاطب ہو کر فرمایا ''اس کو کاہے کو لائی گے ماں، تاج الدین تو مجذوب ہے وہ کوئی حکیم ڈاکٹر ہے جو علاج کرے گا، لے جا اس کو۔'' لیکن راسخ العقیدہ لونڈی نے قدم مبارک نہیں چھوڑے اور زبان فیض اثر سے کہلوا لیا فرمایا ''یہ ڈھونگ کرتا ہے، اُٹھ بے'' بس اُسی وقت اُسے نئی زندگی عطا ہو گئی اور اپنے مسیحا کے گُن گاتا ہوا روانہ ہو گیا۔ آپ کے فرمان سے جان پڑ جاتی ہے ایک بے جان میں۔

(راوی: مظفر علی صاحب، کراچی)

چٹنی روٹی کھلا کر زندگی عطا کی:

اس غلام (محمد علی تاجی) کو بھی میرے آقا و مولا نے نئی زندگی عطا کی۔ میری والدہ محترمہ فرماتی تھیں کہ جب میری عمر پونے دوسال کی ہوئی بابا صاحب پردہ فرما چکے تھے۔ حضرت قبلہ والد صاحب نے بابا صاحب کے وصال کے بعد ملازمت بھی چھوڑ دی اور اپنی

بقایا زندگی دربار میں گزارنے کا فیصلہ کرلیا، لباس بھی تبدیل کرلیا تھا۔ صرف ایک لنگی اور کُرتا پہننے لگے تھے۔ چنانچہ ہم لوگوں کو دادا حضرت کے سپرد کرکے دربار جانا چاہتے تھے کہ میرے طبیعت خراب ہوگئی، منہ میں قطرہ قطرہ پانی ڈالا جانے لگا۔ اِن دنوں میری زبان پر صرف آقا، آقا بہت آہستہ نکلتا تھا ہماری دادی صاحبہ نے والد صاحب قبلہ سے کہا میاں کی زبان پر صرف ایک لفظ ہے آقا۔ لہٰذا تم اُسے دربار لے جاؤ۔ اُن دنوں ہم لوگ پاتور، شاہ بابو دادا کے گھر میں قیام فرما تھے۔ یہ مقام ضلع اکولہ برار میں ہے۔ والد صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پھوپھی کو جواب دیا میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔ اس لئے میاں کو یہیں ایک پرانے بُزرگ حضرت شاہ بابو صاحب کے مزار پر لے چلتے ہیں، سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کرم فرما دیں گے۔ چنانچہ مجبوری کے تحت مجھے وہاں لے جایا گیا جیسے ہی بُلند دروازہ پر پہنچے میری زبان کھل گئی اور میں نے زور سے کہا ''نہیں آقا''۔ سب سمجھ گئے کہ یہ دربار ہی جانا چاہتا ہے۔ وہیں سے واپس لوٹے۔ گھر آکر تیار ہوئے اور روانگی کی اطلاع دادا حضرت کو دی گئی۔ انہوں نے والد صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو بُلایا اور اُن سے کہا: یہ بچہ لب دَم ہے اگر راستہ میں مرگیا تو کیا جنگل میں جا کر کہیں دفن کروگے۔ والد صاحب قبلہ نے عرض کیا چونکہ اُس کی زبان پر صرف آقا آقا ہے، اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ سرکار بُلا رہے ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ اُسے نئی زندگی مل جائے گی۔ چنانچہ اُنہوں نے اجازت دے دی۔ ناگپور اسٹیشن پر جیسے ہی گاڑی رُکی میری آنکھیں جو بند تھیں خودبخود کھل گئیں۔ دربار پہنچے، اُسی روز رات میں سرکار نے کرم فرمایا۔ والدہ صاحبہ کے خواب میں تشریف لائے اور حکم دیا ''چٹنی روٹی کھلاتے اچھا ہوجاتا'' اُسی وقت میرے رونے کی آواز نکلی اُس سے پیشتر آواز بھی نہیں نکل رہی تھی والدہ صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا تو بیدار ہوہی گئی تھیں۔ میرے رونے کی آواز نے والد صاحب کو بھی بیدار کردیا۔ والدہ صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا سے کہا ''کیوں رو رہا ہے ذرا دیکھو'' والدہ صاحبہ نے خواب بیان کیا اور فرمایا اِس کے منہ میں تمام چھالے پڑے ہوئے ہیں وہ چٹنی روٹی کس طرح کھائے گا، اس کے منہ میں پانی بھی قطرہ قطرہ ڈالا جاتا ہے۔ جوار کی روٹی اور ہری مرچ، لہسن نمک کی چٹنی کا حکم ہے۔ والد صاحب قبلہ نے فرمایا سرکار کا حکم ہے فوراً

تیار کرو۔ چنانچہ رات ساڑھے تین بجے روٹی پکائی اور ہری مرچ کی چٹنی بنائی۔ اُن کا بیان ہے کہ ہاتھ کی ہتھیلی کے برابر روٹی پکائی تھی۔ پکا کر میرے پاس لائیں۔ والد صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف فرما تھے، مجھ سے دریافت کیا میاں روٹی کھاؤ گے۔ میں نے کہا ''ہاں''۔ چنانچہ ڈرتے ڈرتے والدہ نے نوالہ توڑا اور کھلایا میں نے کھالیا۔ اس طرح میں نے آدھی روٹی کھائی۔ بقول والدہ محترمہ کے اُس کے بعد صحت ہوگئی۔

محمد علی تاجی رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ کو دوسری زندگی عطا کی:

اسی طرح میرے آقا نے میری (قاضی میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ) اہلیہ کو بھی نئی زندگی عطا کی۔ ہوا یوں کہ میری ایک بچی کی پیدائش کے موقع پر میری بیوی کی حالت تشویشناک ہوگئی۔ ڈاکٹرنی نے جواب دے دیا کہ اب دونوں یعنی ہونے والے بچے اور اُس کی ماں کے زندہ بچنے کا اِمکان نہیں۔ بے ہوشی طاری تھی۔ اُسی وقت سرکار سے میں نے عرض کیا اور سرکار نے کرم فرمایا اور زندہ بچی پیدا ہوئی۔ اہلیہ کو جب ہوش آیا تو مجھ سے کہنے لگیں سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کرم سے میں بچ گئی۔ جس وقت میں بے ہوش ہوئی، سرکار تشریف لے آئے مجھ سے فرمایا ''تو کیا چاہتی ہے'' میں نے عرض کی میں اپنی جان چاہتی ہوں۔ پھر فرمایا کیا چاہتی ہے کہا میں اپنی زندگی چاہتی ہوں۔ تیسری بار پھر فرمایا اور تو کچھ نہیں چاہتی میں نے عرض کی نہیں اور یہ بچی پیدا ہوگئی۔ ایک ہفتہ کے بعد بچی کا ٹیٹنس میں انتقال ہوگیا۔ اہلیہ بہت روتی تھی تب میں نے یاد دلایا کہ تم سے سرکار نے تین بار دریافت کیا تم نے تینوں بار اپنی جان ہی مانگی۔ اَب رونے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے۔ تب سکون ہوا۔

مُردہ لڑکا زندہ:

ایک روز حضور جنگل میں چل رہے تھے کسی جگہ رُکنے کا پروگرام ہی معلوم نہیں ہوتا تھا چار پانچ میل چلنے کے بعد ایک ریلوے اسٹیشن آیا۔ حضور اسٹیشن ماسٹر کے کوارٹر میں سیدھے چلے گئے۔ مجمع جو آپ کے ہمراہ تھا پلیٹ فارم پر کھڑا رہا۔ معلوم ہوا کہ گجراتی اسٹیشن ماسٹر کے گھر سرکار کی دعا سے بچہ پیدا ہوا تھا وہ آج مرگیا۔ اسٹیشن ماسٹر اور اُن کی اہلیہ دونوں

صبح جس وقت بچے کا انتقال ہوا اس وقت سے بابا صاحب کو یاد کر کر کے رو رہے ہیں اور چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں کہ ہم اِس بچے کو اُس وقت تک جدا نہ کریں گے جب تک بابا جی خود تشریف نہ لائیں۔ چاہے کتنے ہی روز گزر جائیں۔ یہ وہ لوگ کہہ ہی رہے تھے کہ سرکار اندر پہنچ گئے۔ بچہ کو اُٹھا کر اپنے سینے سے لگا کر باہر نکل آئے اور فرمانے لگے ''یہ لوگ کیسے دیوانے ہیں زندہ بچے کو رو رہے ہیں۔'' یہ الفاظ بار بار دوہرا رہے تھے اور ٹہل رہے تھے۔ تمام حاضرین صف بہ صف جمع ہو گئے تھے۔ جیسے ہی اس بچے نے رونا شروع کیا، سرکار نے اس کو سینے سے الگ کیا اور اسٹیشن ماسٹر کی گود میں دے کر فرمایا: بخار ہے اچھا ہو جائے گا۔ یہ فرما کر وہاں سے روانہ ہو گئے۔ اسٹیشن ماسٹر اور ان کی اہلیہ بچے کو دوبارہ زندہ دیکھ کر خوشی سے بے قابو ہو گئے۔

رشید الرحمٰن کو دوبارہ زندگی عطا کی:

عبدالرحمٰن خان صاحب کے صاحبزادے رشید الرحمٰن سخت بیمار ہوئے۔ زیست کی اُمید ختم ہو گئی۔ حضرت خان صاحب مایوس ہو گئے۔ اور صاحبزادہ کی چارپائی کے پاس بیٹھ کر سرکار سے عرض کرنا شروع کیا۔ سرکار اِس کو نئی زندگی عطا فرما دیں۔ اس لئے کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ یہ بال بچے والا ہے اُن سب کا بوجھ نا قابل برداشت ہوگا اور اِس بڑھاپے میں جوان اولاد کا غم بھی برداشت نہیں ہوگا۔ صاحبزادہ کی حالت یہ تھی کہ بالکل لاغر ہو گئے تھے، ہلنا جلنا مشکل ہو گیا تھا۔ اچانک پلنگ پر اِس زور سے اُچھلے کہ نیچے گرنے کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ خان صاحب نے ہاتھ سے سنبھالا۔ جب بچے کو ہوش آیا تو اس نے پانی مانگا فوراً سب نے دوڑ کر خوشی خوشی پانی لا کر دیا۔ خان صاحب نے پانی دیا اور تفصیل دریافت کی تو رشید صاحب نے بتایا کہ مجھے دو ڈراؤنی شکل کے آدمی لے کر پہاڑ پر چڑھ گئے تھے، اتنے میں بابا صاحب نے آواز دی ''رُک جاؤ'' وہ رُک گئے سرکار نے اُن سے کہا ''اس کو چھوڑ دو'' انہوں نے کہا بڑے صاحب کا حکم ہے، ہم اس کے حکم کے خلاف نہیں کر سکتے (بڑے صاحب کہہ کر حضور بابا صاحب اللہ میاں کو مخاطب فرماتے تھے) بابا صاحب نے دوبارہ بھی

کہا کہ تیسری بار ان کے ہاتھ سے کھینچ کر جلال میں فرمایا ''جاؤ بول دو تاج الدین نے لے لیا'' اور پانی عطا کیا اِس طرح اُن کو نئی زندگی عطا کی۔

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زندگی عطا کرنے کے بھی بے شمار واقعات ہیں۔ جیسا کہ سرکار نے ماموں صاحب سے فرمایا تھا (جس وقت انہوں نے سرکار کے حالات لکھنے کے لئے کاتب بٹھانے کی درخواست کی تھی) ''کہاں سے لائے گا رے کاغذ قلم'' یہ بالکل حقیقت ہے کہ سرکار کے صرف ایک ایک فرمان، ایک ایک کرامت اور آپ کی تعلیم پر کئی کتابیں لکھی جا سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ سرکار کے غلاموں سے بھی بے شمار کرامات ظہور پذیر ہوئی ہیں۔ سرکار کے غلاموں نے بھی بے شمار مُردے جلائے ہیں۔ وہ اُن کے واقعات میں آپ کو ملیں گے۔ یہاں صرف ایک واقعہ سرکار کے فیض یافتہ بُزرگ کا پیش کر رہا ہوں۔ اس سے بھی قارئین خود اندازہ کر لیں گے جس کے غلام میں یہ اَثر ہو تو آقا کی کیا طاقت ہوگی۔

زَ نسیم جاں فزایت تن مُردہ زندہ گر در زکدام
باغ ای گل کہ چنیں خوش است بویت

ہوتا ہے مُردہ زندہ خوشبو سے تیری
اے گلوہ باغ کونسا ہے آیا جہاں سے تو ہے

مُردہ لڑکی زندہ ہو گئی:

مولانا عبدالکریم شاہ صاحب تاجی المعروف بابا یوسف شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بابا صاحب کے بچوں میں آپ کو بھی ایک خاص مقام حاصل رہا ہے۔ آپ ایک مرتبہ نادوتی کے تحصیلدار کے ہمراہ جو آپ کا بے حد عقیدت مند تھا، ٹھاکر دھوان کے قلعہ میں تشریف لے گئے۔ راجہ پر کئی لاکھ ریونیو باقی تھا۔ وہ آپ کے قدم کی برکت سے وصول ہو جائے۔ اس لئے تحصیلدار صاحب حضرت مولانا صاحب کو ساتھ لے گئے تھے۔ وہاں راجہ صاحب بیٹھے ہوئے تھے اور بہت لوگ اُن کے اطراف جمع تھے۔ تحصیلدار صاحب کو دیکھ کر سب اُٹھ گئے اور اُن کو بٹھایا حضرت صاحب قلعہ کے دروازہ پر رُک گئے تھے۔ وہاں ایک پلنگ

پڑا ہوا تھا، اُس پر لیٹ گئے۔تحصیلدار صاحب نے لوگوں کے اجتماع کا سبب معلوم کیا تو پتہ چلا کہ راجہ صاحب کی چھوٹی بچی جان کنی میں مبتلا ہے۔ پلنگ سے اُتار دیا ہے۔ ہندو حضرات مرنے والے کو پلنگ سے اُتار کر زمین پر لٹا دیتے ہیں۔انہیں بتایا گیا کہ جان نکل نہیں رہی ہے۔ اِس لئے اس ڈیوڑھی میں چولہا بھی نہیں جل رہا ہے۔سب لوگ نہایت افسردہ خاطر بیٹھے ہوئے ہیں۔تحصیلدار صاحب نے اُن لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا بچی کو بابا صاحب (مولانا صاحب) کی خدمت میں پیش کرو، یہ بڑے مہاتما ہیں، مشکل آسان ہو جائے گی۔ راجہ صاحب نے اشارہ کیا۔جاں بلب بچی حضرت مولانا صاحب کے سامنے پیش کردی گئی، بچی کے چہرہ پر زردی چھائی ہوئی تھی، ہونٹوں پر پپڑی جمی ہوئی تھی۔جسم میں کوئی حرکت باقی نظر نہیں آرہی تھی، سانس بھی بالکل ہلکی ہلکی چل رہی تھی۔اُن لوگوں نے حضرت مولانا صاحب سے درخواست کی کہ اس کے لئے دعا کریں کہ اِس کا کشٹ دور ہو جائے۔مولانا صاحب نے حکم دیا کہ اس کے ہونٹ سوکھ رہے ہیں، اُسے پانی پلا دو۔ جواب دیا گیا کہ اس کے دانت بند ہیں تین دن سے ایک قطرہ پانی منہ میں نہیں گیا۔حضرت مولانا صاحب نے بچی کے منہ میں اُنگلی ڈال کر جبڑوں پر زور دیا تو منہ کھل گیا مگر ساتھ ہی ایک ہچکی آئی اور اُس کی روح پرواز کرگئی۔

یہ دیکھ کر راجہ صاحب اور تمام حاضرین بہت خوش ہوئے کہ کشٹ دور ہوگیا۔مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ وہ لوگ تو خوش ہوئے مگر میرا حال خراب ہوگیا۔کاٹو تو بدن میں خون نہ نکلے۔سوچا بارش میں ندی عبور کر کے یہاں بجھوانے میں کیا مصلحت تھی کہ میں ملک الموت کا مظہر بنوں، ساری زندگی میں یہ خواہش پیدا ہوئی تھی کہ اس بچی کو حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ زندہ فرما دیں تو مجھے اِس سلسلہ میں حق الیقین حاصل ہوجائے۔ میں حضور کی طرف متوجہ ہوا تو حکم ملا اُسے پانی پلاؤ۔ میں نے ان لوگوں سے کہا کہ اُسے پانی پلاؤ۔تو وہ لوگ میری بات پر ہنس پڑے۔تحصیلدار صاحب نے راجہ صاحب سے کہا کہ اس بچی کو اندر پہنچاؤ تو انہوں نے جواب دیا۔لاش محلات میں نہیں جاتی۔ اِسی جگہ اَرتھی بنے گی، میں پھر بابا صاحب کی طرف رجوع ہوا پھر ارشاد ہوا۔اِس کو پانی پلاؤ۔میرے کہنے پر پھر لوگ

ہنسے۔اِس مرتبہ راجہ صاحب نے بھی کہا بابا گیلی بات کرتا ہے (دیوانی)۔تیسری مرتبہ میں نے غور کیا پانی پلانے کا حکم میرے نفس کی آواز ہے یا میرے قلب کی آواز ہے۔اچھی طرح تامل کرنے سے پتہ چلا کہ اشارہ قلبی ہے۔اِس مرتبہ خود اُٹھا، سامنے پانی کی مٹکی رکھی تھی۔ مٹکی پر ایک کپڑا اور کپڑے پر لوٹا رکھا تھا۔میں نے کپڑے اور لوٹے کو پھینکا، مٹکے میں ہاتھ ڈالا، چلّو میں پانی لیا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر پانی بچی کے منہ میں ڈالا۔ پانی ڈالتے ہی بچی نے سسکیاں لیں اور آنکھیں کھول دیں۔ میں نے اُن لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا ''اِس کو اُٹھاؤ اور اَندر لے جاؤ۔'' اور خوشی کی ایک جنونی کیفیت میں قلعہ سے باہر نکل آیا لیکن راجہ صاحب اور دیگر حاضرین نے حضرت مولانا صاحب کو بڑی منت سماجت سے روکا اور بہت ہی اہتمام سے آپ کی دعوت کی گئی۔تحصیلدار صاحب کا بھی کام ہوگیا۔بقایا جات کی ہنڈی راجہ صاحب نے لکھ دی۔اس واقعہ کے بعد سینکڑوں حضرات بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ میں داخل ہوئے۔

قارئین! بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بچے کا حال دیکھا۔اپنے آقا سے کتنا گہرا تعلق اور فیض حاصل کرنے کے باوجود بھی خود کو الگ رکھ کر صرف سرکار ہی کو سامنے کیا۔یہ نہیں بتایا کہ یہ میری کرامت ہے۔اللہ تعالیٰ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہر بچہ کو مولانا صاحب کہ نقش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔آمین آپ سرکار کے بتائے ہوئے سیدھے اور سچے راستہ پر تا حیات قائم رہے یہی وجہ ہے کہ ہزاروں افراد نے آپ سے فیض حاصل کیا۔

نواب صدیق علی خان صاحب بابا رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں:

پھانسی اور کالے پانی کی سزا کو باعزت رہائی میں تبدیل کر دیا:

آپ کا تعلق ناگپور کے نواب خاندان سے تھا، آپ نے تن من دھن کی بازی لگا کر مسلمانانِ ہند کی خدمت کی۔ ہندوستان میں نیشنل گارڈ کے سالارِ اعلیٰ رہے۔ہجرت کے بعد پاکستان آئے۔ یہاں نوابزادہ لیاقت علی خان صاحب (شہید ملت) کے معتمد خاص رہے۔ایتھوپیا اور سیلون (موجودہ سری لنکا) وغیرہ میں پاکستانی سفیر کے فرائض انجام

دیئے۔ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کو بے پناہ عقیدت تھی۔ آپ فرماتے ہیں میں نے بابا صاحب میں اپنی صغیر سنی سے جوانی تک یعنی جب تک انہوں نے دنیا والوں سے پردہ نہ کرلیا کبھی ناگپور کے پاگل خانہ سے باہر، کبھی راجہ رگھو جی راؤ بھونسلے کے محل واقع شکردرہ موضع واکی کے کھیتوں اور نالوں میں اور کبھی ناگپور کے گلی کوچوں میں دوروںزدیک سے حاضری دیتا رہا۔ اِس کے بعد آپ کے مزار مبارک تاج آباد شریف بھی حاضر ہوتا رہا ہوں۔ اپنے بُزرگوں اور دوستوں سے اور اُن لوگوں سے جن پر حضور رحمۃ اللہ علیہ کی چشم کرم رہی آپ کی کرامات اور فیض کے بے شمار واقعات سنے اور کچھ کرامات کا ذاتی تجربہ بھی ہوا۔ وقت اور موقعہ اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ تمام محیرالعقول واقعات بیان کئے جائیں صرف ایک واقعہ بیان کرتا ہوں:

یہ انسانیت سوز بہیمانہ واقعہ 17 مارچ 1939ء کو موضع چاندور بسوا (برار) میں پیش آیا۔ وہاں مسلمانوں کا بدترین دشمن جگدیو نامی ایک ہندو رہتا تھا۔ کانگریس میں اُس کا ایک خاص مقام تھا۔ وہ اپنی اہمیت کی بناء پر تعلقہ کمیٹی کا صدر بھی تھا۔ اسلام کی توہین کرنا اور مسلمانوں کو ستانا اُس نے اپنا مقصودِ حیات بنا لیا تھا۔ اُس کا جوشِ دل آزاری دِن بدن بڑھتا گیا کہ 17 مارچ 1939ء کو جب نمازِ عصر جماعت کے ساتھ ادا کی جارہی تھی، یہ اپنے رفقاء کے ساتھ مسجد کے سامنے آیا اور سب مل کر اسلام و بانی اسلام حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق توہین آمیز اشعار گانے لگے۔ مسلمان صبر و تحمل سے برداشت کر رہے تھے، نماز کے بعد چند مسلمان مشتعل ہوکر مسجد سے باہر آئے اور اِن اسلام دشمن ہندوؤں کو ایسے کلمات ادا کرنے سے منع کیا، لیکن وہ اپنی حرکت سے باز نہیں آئے تو فریقین میں تصادم ہوگیا۔ جگدیو کو زخم کاری لگا جس سے وہ جانبر نہ ہوسکا۔ اِس واقعہ کی اطلاع ملتے ہی صوبائی کانگریسی حکومت کے وزیر اعلیٰ پنڈت روی شنکر شکلا پولیس کی ایک پلٹن لے کر گاؤں میں وارِد ہوئے۔ جگدیو کی اَرتھی پر اُن کی اشتعال انگیز تقریر نے بارود میں فلیتہ کا کام کیا اور مسلمانوں کے خرمن اطمینان میں آگ لگادی۔ حکومت نے چھوٹی سی آبادی میں سے ایک سو پچاس مسلمانوں کو ایک کمرہ میں جس کا طول و عرض تیس و بیس فٹ تھا بند کر دیا گیا۔ اس کا

اندازہ لگانا مشکل ہے کہ بغیر خورد و نوش کے تنگ جگہ اور بلا کی گرمی میں اُن بے بسوں نے کس طرح رات گزاری ہوگی۔

صوبائی مسلم لیگ نے اِن تمام ستم زدہ بے گناہ مسلمانوں کے مقدمہ کی پیروی سی پی و برار کے ممتاز مسلم لیگی وکلاء سے کرائی۔ صوبائی وکلاء نے دورانِ سماعت مقدمہ بہ عدالت سیشن جج ناگپور ملزمان کو مشورہ دیا کہ جب عدالت میں تمہارا بیان قلمبند کیا جائے تو تم اقبالِ جرم کرلینا تاکہ تمہاری رہائی یقینی ہو۔ وکیل اصغر علی صاحب میرے غریب خانہ پر آئے اور فرمایا اگر میں ملزمان کو اِن کے پسماندگان کی کفالت کا اطمینان دلادوں تو وہ بغیر کسی پس و پیش کے بیان دیں گے۔ چنانچہ میں اصغر علی صاحب مرحوم اور ناگپور کے ایک مخلص الیکٹرک انجینئر دوست کے ہمراہ دوپہر کے کھانے کے وقفہ کے وقت ملزمان سے ملنے گئے۔ اور وعدہ کیا کہ اگر ضرورت لاحق ہوئی تو میں اُن کے بال بچوں کے گزر بسر کا انتظام کروں گا۔ انہوں نے مجھ پر اعتمادِ کلی کا اظہار کیا اور عدالت میں جا کر حفاظت خود اختیاری کا عذر پیش کر کے اعترافِ جرم کرلیا۔ بدنصیبی سے ناگپور کے سیشن جج نے 24 فروری 1940ء کو چھ ملزمان کو پھانسی اور 24 کو حبس دوام کی سزا دی۔ دہلی میں مرکزی اسمبلی کا اجلاس ہو رہا تھا کہ اس فیصلہ کی اطلاع ملی۔ ہندوستان کے تمام مسلم لیگی حلقوں میں اس وحشت آفرین خبر سے تہلکہ مچ گیا۔ قائداعظم نے مجھے طلب فرما کر چاندور بسوا جانے کا حکم صادر فرمایا اور یہ قرین مصلحت سمجھا کہ ہائی کورٹ میں اس مقدمہ کی پیروی مقامی وکلاء کی بجائے کسی بیرونی ممتاز وکیل سے کرائی جائے۔ بمبئی کے چند مشہور و معروف وکلاء کے نام بالترتیب تجویز فرمائے۔ مرزا بسم اللہ بیگ صاحب کی معیت میں بمبئی گیا اور وکلاء سے ملا، سوائے مسٹر قاسم علاؤالدین سوجی کے جو بمبئی ہائی کورٹ کے ایک نامور فوجداری وکیل تھے۔ سب نے معذرت کی۔ اُسی زمانہ میں حضرت تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا عُرس مبارک ہو رہا تھا۔ احباب کی رائے ہوئی کہ میں تاج آباد شریف میں چندہ کی اپیل کروں۔ لہٰذا بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پاک کے بالکل قریب جلسہ کا انتظام کیا گیا۔ رواج کے مطابق ایک میز اور کرسی صدر جلسہ کے لئے رکھی گئی، صدارت کے لئے میرا نام تجویز کیا گیا۔ میرے دل میں ایک عجیب

کیفیت پیدا ہوئی اور میں نے بغیر کسی تاخیر و تامل کے تقریر شروع کر دی۔ میں نے سب سے پہلے کہا ''یہاں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ صدرِ نشین ہیں، اِس لئے اُن کی موجودگی میں کوئی دوسرا صدر جلسہ نہیں ہوسکتا۔'' الغرض تقریر کے دوران میرے جذبات اس قدر مشتعل ہوئے کہ میں نے حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بے باکانہ خطاب کر کے کہا ''اس صوبہ میں آپ کی روحانی حکومت قائم ہے اور یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ آپ کی حکومت میں اِن بے گناہ مسلمانوں کو ظلم و ستم کا تختۂ مشق بنایا جائے اور کانگریسی حکومت تختہ دار پر چڑھا کر سینکڑوں معصومین کی زندگیاں تباہ و برباد کرے۔'' بس اتنا کہنا تھا میرے کلیجہ میں کرب انگیز درد شروع ہوا اور میں کلیجہ تھام کر بیٹھ گیا۔ ماہ اپریل 1940ء کی ابتدائی تاریخوں میں چیف جسٹس سر گل رٹ اسٹون اور مسٹر ویوین بوس کے سامنے اپیل کی تاریخ کی سماعت مقرر ہوئی اور مسٹر سوبجی تاریخ سے ایک دن قبل بمبئی سے ناگپور تشریف لائے۔ میں بے حد متفکر و پریشان تھا کیونکہ ملزمان کی رہائی میری سیاسی زندگی اور مسلم لیگ و قائداعظم کا وقار معرضِ خطر میں تھا۔ ایک روز اپنی رفیقہ حیات کے ساتھ ڈھائی بجے شب سکون کی تلاش میں نکلا۔ کار لے کر ہم دونوں چلے۔ امریڈ روڈ پر کار چھوڑی، رات تاریک تھی، پیدل ایک پگڈنڈی سے حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر پہنچے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا دربار دس بجے بند ہوجاتا ہے اور تین بجے رات میں دوبارہ کھلتا ہے۔ اِس وقت چادریں بدلی جاتی ہیں، صفائی ہوتی ہے، اُس کے بعد دودھ پر فاتحہ ہوتی ہے، ہم بھی فاتحہ میں شامل ہوگئے۔ ہمیشہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ میرے دل کی بات معلوم کر کے اپنی روشن ضمیری سے جواب ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ اُس رات بھی میں نے زبان نہیں کھولی، صرف دل میں عرض کر دیا۔ چند ساعت بعد ہر طرف سے آوازیں آنا شروع ہوئیں۔ ''بیڑیاں کھول دو، لڈو بانٹو۔'' وہ آوازیں میرے قلب و دماغ میں ہی نہیں بلکہ میری بیوی نے بھی سنیں اور خوفزدہ ہوگئی۔ پھر ہم لوگ گھر لوٹ آئے۔ گھر آیا تو اطمینان ہو چکا تھا۔ دوسرے روز مسٹر سوبجی نے انتہائی فاضلانہ اور ٹھوس دلائل ملزمان کی صفائی میں پیش کئے۔ یہ بحث چار روز تک جاری رہی۔ پانچویں روز ناگپور کے ایڈوکیٹ جنرل مسٹر والٹر

نے اعتراف کیا کہ 30 ملزمان سے 19 ملزمان کے خلاف کوئی شہادت نہیں ہے۔ چنانچہ عدالت عالیہ نے اُن کو میری ضمانت پر رہا کر دیا۔ میں نے اُنہیں جیل خانہ سے سیدھا بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں لے گیا۔ مئی 1941ء کو عدالت عالیہ نے باقی ماندہ ملزمان کو بھی جنہیں پہلے پھانسی اور حبس دوام کا حکم سنایا تھا، عدمِ ثبوت کی بنا پر بری کر دیا اور اس طرح تمام ملزمان باعزت طریقے پر رہا ہوگئے۔

مُردہ تیلی زندہ:

عباسی صاحب ریٹائرڈ ویٹرنری ڈاکٹر صاحب کا بیان ہے کہ واکی شریف میں کنہان ندی کے کنارے حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ معہ اپنی پلٹن کے ٹہل رہے تھے۔ چند ہندو تیلی ایک مُردہ کو جلانے کے لئے لے جا رہے تھے۔ حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اُن کے پیچھے پیچھے گئے۔ شمشان میں جب اُس مُردے کو جلانے کے لئے رکھا تو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اُس کے قریب پہنچ کر اُسے ایک گالی دے کر فرمایا ''اٹھ''۔ وہ فوراً اُٹھ بیٹھا۔ تمام لوگ جو اُس کو لے کر آئے تھے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر گر کر خوشی سے آنسو نچھاور کرنے لگے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے حکم دیا ''گھر کو جاتے اچھے رہتے''۔ سب لوگ خوشی خوشی اُس کو زندہ گھر لے گئے۔ جو گھر ماتم کدہ بنا ہوا تھا، وہاں خوشیوں کے شادیانے بجنے لگے۔

مُردہ کولہی (ہندو عورت) کو نئی زندگی عطا کی:

ایک روز حضور عقیدت مندوں کے ہمراہ ایک خشک نالے میں تشریف فرما تھے۔ میں بھی چائے لے کر وہاں پہنچی اور درخواست کی کہ چائے لائی ہوں، آپ پی لیں۔ بابا صاحب نے اشارہ سے فرمایا ''میں چائے نہیں پیتا اُس کولہی کو پلاؤ'' اور خود ہی مجھ سے چائے لے کر اس مُردہ عورت کے قریب گئے اور اُس عورت پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ''کیوں سوتی ہے، چائے پی لے۔'' اللہ کی شان، وہ عورت اُٹھ بیٹھی۔ چائے پی اور سرکار کی قدم بوسی کر کے چلی گئی۔

(راوی: دولت بیگم صاحبہ۔ حضور کی ممانی)

میرے والد کو درازیِ عمر عطا کی:

پروفیسر ایم اے نعیم صاحب کا تعلق ناگپور سے ہے۔ بابا صاحب کے شیدائی ہیں۔ تیسرے ایڈیشن میں کافی اغلاط ہوگئی ہیں۔ اس کی تصحیح کے لئے بھی میں نے اُن سے کہا اور انہوں نے کتاب پر کئی جگہ غلطیوں کی نشاندہی کی اور اپنے والد صاحب مرحوم کا مندرجہ واقعہ بھی لکھ کر دیا۔ سرکار اپنے خصوصی کرم سے اُن کو نوازیں، آمین۔ پروفیسر صاحب کا انتقال ہوگیا۔ انّا للہِ وَانّا الیہ راجعون۔ (قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ)

☆☆☆

میری دادی مرحومہ رائے پور کی رہنے والی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اولادِ کثیر عطا کی تھی، لیکن اُن کی آزردگی اور شکستہ دِلی کی وجہ یہ تھی کہ اُن کے بچے کم سِنی ہی میں فوت ہوجاتے تھے۔ ایک مرتبہ اُن کے دولڑکے شدید علیل ہوگئے۔ اُن بچوں کا بہت علاج کرایا۔ بارگاہِ الٰہی میں بڑی دعائیں مانگیں۔ لیکن مشیتِ ایزدی کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ ایک بچے کا انتقال ہوگیا۔ دوسرے کی حالت بھی ناگفتہ بہ تھی۔ جس بچے کا انتقال ہوا اُس کی تدفین کر کے عزیز و اقارب گھر آئے تو گھر میں کُہرام مچا ہوا تھا۔ یعنی دوسرا بچہ بھی اللہ کو پیارا ہوگیا۔ جب کبھی مرحومہ یہ واقعہ بیان کرتیں تو اُن کی آنکھوں سے سیلِ اَشک جاری ہوجاتا تھا۔ یہی وہ زمانہ تھا جب بابا حضور تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کا شُہرہ دور دور تک پھیل چکا تھا، وہ اپنے دوسرے دولڑکوں کو لے کر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں حاضر ہوئیں اور سرکار سے دونوں بچوں کی درازیِ عمر کی التجا کی۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے میرے والد مرحوم کو دیکھ کر فرمایا: ''امّاں چھوٹے میاں ووٹے میاں اچھے رہتے۔'' لیکن اُن کے بڑے بھائی کو دیکھ کر چپ چاپ رہ گئے۔ اِس کا انجام یہ ہوا کہ تیرہ چودہ سال کی عمر میں اُن کا انتقال ہوگیا۔ میرے والد نے طویل عمر پائی۔ ان سے چھ لڑکے پیدا ہوئے۔ اُن میں سے پانچ کراچی میں مقیم ہیں۔

دوسرا واقعہ:

یہ واقعہ میری اہلیہ نے مجھ سے بیان کیا کہ اُن کے والد محمد احمد صاحب پر ہندوؤں نے غبن کا الزام لگایا۔ وہ نہایت نیک اور پرہیزگار انسان تھے۔ اُن کا قیام چھندواڑہ میں تھا۔ اس

الزام سے وہ بے حد دلبرداشتہ ہوگئے۔ چند احباب نے اُن کو مشورہ دیا کہ ناگپور جا کر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کرو۔ چنانچہ یہ ناگپور روانہ ہوگئے۔ اُن دنوں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قیام رگھوجی راؤ بھونسلے کے محل شکردرہ میں تھا۔ ان کو یہاں آئے ہوئے دو روز گزر گئے، لیکن شرفِ باریابی نصیب نہیں ہوئی۔ یہ نہایت افسردہ خاطر ہوگئے۔ تیسرے دن بھی مایوسی سے دوچار ہونا پڑا۔ لیکن یکا یک بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ باہر آئے اور دوسری طرف روانہ ہوگئے یہ اور زیادہ مایوس ہوگئے اور دل میں خیال کیا کہ مقصد میں ناکامی ہوگی۔ اِس لئے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ نہیں ہورہی ہے۔ اتنی دور سے آیا ہوں اور مایوس لوٹنا پڑے گا۔ یہ دل میں خیال آتے ہی سرکار اُن کی طرف پلٹے اور فرمایا: ''باباتم میرے پاس کیوں آنا تمہارا نام تو خود تعویذ ہے۔'' سرکار کے یہ الفاظ بلکہ حکم سُن کر اُن کو بڑی تقویت اور طمانیت نصیب ہوئی۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت سے گھر آگئے۔ مقدمہ کا فیصلہ اُن کے حق میں ہوا۔ (بے داغ الزام سے بری ہوگئے)

پروفیسر ایم اے نعیم۔ ملیر کراچی

☆☆☆

حضرت کپتان سید میر عنایت علی صاحب حیدری

المتخلص سائل مینائی گوالیاری

داروئے قلب و جگر ہیں روح کی تسکین ہیں آپ
کائنات زندگی کی اِک حسین تزئین ہیں آپ
نکتہ رَس، نکتہ شناس، طبع چین ہیں آپ
الغرض ہر طرح قابل تحسین ہیں آپ
یہ حقیقت ہے حقیقت میں حقیقت بیں ہیں آپ
دین کا تاج آپ کے سر پر ہے تاج دین ہیں آپ
رکھتی ہے مخلوق کی مخلوق چاہت آپ سے
سائلؔ نادار کو بھی ہے عقیدت آپ سے



سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ

اولاد عطا کرنا

کونسی چکّی کا آٹا کھاتے جی:

ناگپور سی پی کی گرمی مشہور ہے، ایک روز حضور دوپہر میں جبکہ گرمی شباب پر تھی، جنگل میں چلے گئے اور ایک چھوٹی سی جھونپڑی میں جو ایک درخت کے نیچے تھی، تشریف فرما ہوئے۔ حاضرین دور دور تھے۔ حضرت فرید خان صاحب فضا فرماتے ہیں کہ میں حاضر ہوا اور سلام عرض کر کے کھڑا رہا۔ حضور نے فرمایا ''حضرت بڑی گرمی ہے پنکھا جھلو'' میں پنکھا جھلنے لگا۔ حضور مُرادمندوں کی عرض سماعت فرماتے رہے اور احکام صادر کرتے رہے۔ ذرا تنہائی ہوئی تو آنکھیں کھول کر مجھ سے فرمایا:

''آ رہے ہیں بڑے موٹے تازے''۔ پھر فرمایا: ''وہ آئے۔''

میں نے دیکھا ایک بہت لحیم شحیم نوجوان عورت چلی آ رہی ہے۔ وہ آئیں اور آ کر کہا:

''بابا سلام علیکم!''

حضور نے فرمایا: ''وعلیکم السلام اماں! اماں اس گرمی میں گھر چھوڑ کر، سایہ چھوڑ کر کیوں تکلیف کی؟ آؤ امّاں میں تمہیں پنکھا جھلوں۔''

وہ بی بی بڑی لجاجت سے بولیں: ''نہیں بابا میں آپ کو پنکھا جھلوں گی۔''

سرکار نے فرمایا: ''نہیں امّاں آپ چل کر آئی ہیں، تھک گئی ہوں گی، میں آپ کے پاؤں دباؤں۔''

وہ اور بھی شرمندہ ہوئیں۔ بابا نے فرمایا: ''امّاں آپ بُرا نہ مانیں تو میں ایک بات آپ سے دریافت کروں۔''

انہوں نے کہا: ''حضور آپ ضرور پوچھیں۔''

حضور نے پوچھا: ''امّاں آپ کونسی چکّی کا پسا ہوا آٹا کھاتی ہیں؟''

وہ جواب نہ دے سکیں پھر حضور نے فرمایا: ''اولاد کے لئے آئی ہیں، اچھا اماں ہوگی۔ آپ بیٹھیں میں ذرا گھوم کر آتا ہوں۔''

اِس طرح اُس کی مُراد پوری ہوئی۔

(راوی: حضرت فرید خان صاحب فضا)

اولاد کے قابل نہ ہونے کے باوجود اولاد عطا ہوئی:

قمرالدین صاحب سینئر سب انسپکٹر پولیس دھمتری لاوَلد تھے۔ اُن کی رجوئیت کی تمام رَگیں کاٹ دی گئی تھیں اور عمر رَسیدہ بھی ہو گئے تھے۔ لیکن اُن کی جوان اہلیہ اولاد کی متمنی تھیں۔ بیوی کی خواہش تھی کہ قمرالدین صاحب بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں۔ وہ کہتے تھے کہ جب ڈاکٹروں نے رَگیں ہی کاٹ دی ہیں تو بچہ کیسے ہوگا۔ اِسی پر دونوں میاں بیوی کا جھگڑا رہتا تھا۔ آخری بیوی کے مجبور کرنے پر دربار میں حاضر ہوئے اور سرکار میں قلبی عرض پیش کی۔ سرکار نے اپنے گلے کے تمام ہار اُتار کر اپنے پورے جسم پر ملے اور اُن کو عطا کر دیئے۔ یہ حضرت وہ ہار لے کر اپنے گھر واپس لوٹے، تو بی بی نے پوچھا: سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کیا فرمایا۔ اب یہ کیا بتاتے کوئی بات قمرالدین صاحب نے حضور سے زبانی نہیں کی تھی اور نہ ہی سرکار نے، سوائے ہار عنایت کرنے کے کچھ فرمایا۔ انہوں نے کہا کوئی بات نہیں ہوئی آخر بیوی نے کہا کہ ''بات نہیں کی تو کچھ دیا؟'' تب انہوں نے کہا لو یہ ہار دیئے ہیں۔ ہار لے کر بی بی کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ میاں تو سمجھے ہی نہیں، بی بی نے سمجھا کہ میری مُراد بر آئے گی اور وہ تمام ہار کوٹ پیس کر لڈو بنا کر خود کھائے میاں کو کھلا کر ختم کئے۔ میاں کی جو رَگیں کٹی تھیں دُرست ہو گئیں کچھ روز بعد حمل قرار پایا اور لڑکا تولد ہوا۔

سید ضیاء الحق صاحب اُن کے اسسٹنٹ تھے۔ سید صاحب نے جب اُس لڑکے کو دیکھا

تو اُس کی عمر ڈیڑھ سال تھی۔ اُنہیں تعجب ہوا کہ قمرالدین صاحب کی عمر تو بہت زیادہ ہے اور لڑکا ڈیڑھ سال کا، ہو سکتا ہے کہ اُس سے بڑی اور اولاد بھی ہوگی۔ لڑکا شکل شباہت میں بھی اُن سے مختلف تھا۔ اُن سے نہ رہا گیا اور قمرالدین صاحب سے پوچھ ہی لیا آپ کے کوئی اور اولاد بھی ہے۔ تب قمرالدین صاحب نے تمام واقعہ سُنایا اور یہ فرمایا کہ یہ لڑکا میرا نہیں بابا صاحب کا ہے۔ اُس وقت تک سید ضیاء الحق بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے واقف نہیں تھے اور نہ بُزرگوں کے قائل تھے۔ اِس کے بعد اُنہوں نے دس روز کی چھٹی لی اور رواکی شریف حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

راجہ رگھوجی راؤ بھونسلے کی حاضری، پوتے کی ولادت کی خوشخبری:

راجہ رگھوجی راؤ کے لڑکے وِنا یک راؤ کی بیوی حاملہ تھی۔ اُس کو دردزہ شروع ہوا۔ جس سے وہ تمام دِن بے چین رہی۔ ناگپور شہر کے مشہور سرجن اور لیڈی ڈاکٹر کو بلوایا۔

سب کوشش میں لگے ہوئے تھے کہ چھوٹی رانی کی تکلیف کم ہو اور جلد از جلد فارغ ہو جائے لیکن اُن کے سارے جتن بیکار ثابت ہو رہے تھے۔ شام کو تمام ڈاکٹروں اور لیڈی ڈاکٹر نے مل کر معائنہ کیا اور فیصلہ کر دیا کہ بچہ پیٹ میں مر چکا ہے اور اَب آپریشن کر کے بچے کو کاٹ کر نکالنا ضروری ہے۔ ورنہ اُس کے زہر سے چھوٹی رانی بھی ختم ہو جائے گی۔

بچے کو کاٹ کر نکالنے پر رَگھوجی راؤ اور اُن کی رانی راضی نہیں ہوئے۔ انہوں نے ڈاکٹروں سے کہہ دیا، چھوٹی رانی مرتی ہے تو مر جائے ہم اپنی طرف سے (آتما ہتھیا) کی اجازت نہیں دیں گے۔ غرض کہ رات بھی اِسی عالم میں گزر گئی۔ صبح راجہ رگھوجی راؤ اپنے پوجا پاٹ سے جیسے ہی فارغ ہوئے راجہ صاحب کا ایک مسلمان ڈرائیور جو سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بے حد عقیدت مند تھا، آ گیا اور راجہ صاحب سے عرض کرنے لگا۔ حضور اَن داتا، اگر چھوٹی رانی کی جان بچانی ہے تو میری ایک عرض قبول کریں اور میرے ساتھ پاگل خانہ چلیں (اُن دنوں سرکار پاگل خانہ میں تھے)۔ راجہ صاحب کا پُرانا اور قابل اعتماد ڈرائیور تھا۔ راجہ نے دریافت کیا: وہاں کس سلسلہ میں لے جانا چاہتے ہو۔ تب اُس نے

بتایا وہاں ایک بہت بڑے ولی اللہ کا قیام ہے۔ اُن کا نام حضور بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ شہر کے لوگوں کے علاوہ دور دور سے لوگ اُن کے پاس آتے ہیں اور اپنی مُرادیں لے کر واپس جاتے ہیں۔ بس اَب آپ دیر نہ کیجئے اور میری درخواست قبول کرتے ہوئے جلد از جلد بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں چلئے۔

راجہ صاحب کی سمجھ میں بات آ گئی اور اِسی حالت میں (پوجا کے کپڑوں میں ہی) ننگے پیر موٹر میں بیٹھ گئے۔ ڈرائیور نے بہت تیز گاڑی دوڑائی اور پاگل خانہ کے دروازے پر پہنچ گئے۔ پاگل خانہ کے افسران اور دیگر عملہ کے لوگ راجہ صاحب کی خبر سُن کر دوڑے ہوئے آئے، لیکن ڈرائیور راجہ صاحب کو موٹر ہی میں چھوڑ کر بھاگا ہوا اندر پاگل خانہ میں سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچ گیا۔ حضور اپنے مخصوص کمرہ کے پائین باغ میں ایک شان بے نیازی سے تشریف فرما تھے۔ ڈرائیور فوراً قدم بوس ہوا اور عرض کی حضور شکردرہ سے راجہ رگھوجی راؤ آئے ہیں اور قدم بوسی کی اجازت چاہتے ہیں۔ یہ سُن کر حضور بابا صاحب نے سر اُٹھا کر دیکھا اور فرمایا ''ہم فقیر جی حضرت ہمارے سے راجہ کا کیا کام، جی حضرت۔''

ڈرائیور نے پھر قدم پکڑ لئے اور راجہ کی حاضری کی اجازت چاہی۔ اُس پر حضور خاموش رہے۔ ڈرائیور بھاگا ہوا راجہ کے پاس گیا راجہ صاحب موٹر ہی میں بیٹھے تھے۔ راجہ سے ڈرائیور نے کہا ''جلدی چلیں اور قدم بوسی کر کے قدم تھام لیں۔'' راجہ فوراً موٹر سے باہر آیا اور اندر جا کر حضور کی قدم بوسی کی اور قدم پکڑ کر بیٹھ گیا۔ حضور نے راجہ پر ایک نظر ڈالی اور فرمایا۔

''اِدھر کیا کرتے جی حضرت، اُدھر جا نا لڑکا پیدا ہوا، تو خوشیاں منانا۔''

ڈرائیور حضور رحمۃ اللہ علیہ کا حاضر باش تھا۔ آپ کی بات سمجھ گیا اور راجہ صاحب سے کہا بس اَن داتا کام ہو گیا چلو۔ ڈرائیور نے جیب سے گھڑی نکال کر ٹائم نوٹ کر لیا اور راجہ صاحب کو گاڑی میں بٹھا کر محل کی طرف روانہ ہو گیا۔ اَبھی محل سے کچھ دور ہی تھے کہ ڈھول اور شہنائیوں کی آوازیں آنے لگیں۔ قریب پہنچے تو دیکھا سارے لوگ اِدھر سے اُدھر دوڑ رہے تھے اور ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہے تھے۔ موٹر کے رُکتے ہی سارے لوگ

بھاگے ہوئے راجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہر ایک نے کنور صاحب کے پیدا ہونے کی خوشخبری سُنائی۔ اَب تو راجہ کے پاس رانی اور راجکماریاں سب نے آ کر مبارکباد دی۔ سب بے حد خوش تھے۔ ڈرائیور نے راجہ صاحب سے کہا صحیح ٹائم پیدائش کا معلوم کر کے بتادیں۔ جب ڈرائیور کو ٹائم بتایا گیا تو وہ خوشی سے اُچھل پڑا۔ راجہ سے عرض کی اَن داتا بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُسی ٹائم پر ہمیں وہاں خوشخبری سُنادی تھی۔ تمام ڈاکٹرز اور ڈاکٹرنیاں حیران تھیں کہ مُردہ بچہ بغیر آپریشن کے زندہ کیسے پیدا ہوا۔

سپرنٹنڈنٹ پاگل خانہ کو نرینہ اولاد عطا کی:

بابا صاحب کے قیام پاگل خانہ کے زمانہ میں ایک ڈاکٹر روتی راؤ بھی سپرنٹنڈنٹ رہے ہیں۔ یہ نرینہ اولاد سے محروم تھے۔ پانچ لڑکیوں کے باپ ہو چکے تھے۔ بابا صاحب کی کرامتیں اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور ہزاروں افراد کو سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مُرادیں پاتے بھی دیکھا تو ایک روز اپنی بیوی سے ذکر کیا۔ بیوی نے بابا صاحب کا ذکر سُنا تو اس کے دل میں خواہش ہوئی کہ میں بھی جا کر بابا جی سے عرض کروں۔ شاید بھگوان مجھے بھی لڑکا دے دے۔ یہ سوچ کر اُس نے ایک روز اپنے خاوند سے کہا کہ مجھے بابا جی کے پاس پاگل خانہ لے چلو۔ یہ پاگل خانہ کا ایک اعلیٰ افسر تھا لیکن تھا مرہٹہ برہمن اور مرہٹہ مسلمان لفظ ہی سے دشمنی رکھتے ہیں۔ اِس لئے پہلے تو ہچکچایا اور دل میں خیال کیا کہ کسی طرح بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے گھر لے آئے لیکن وہ اُس میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ آخر ایک دن اُس کی بیوی بے تاب ہو کر اپنی پانچوں لڑکیوں کو ساتھ لے کر پاگل خانہ پہنچ گئی اور بابا صاحب کے قدم پکڑ لئے اور عرض کی حضور میرے کوئی لڑکا نہیں ہے، میرے لئے دعا کریں۔

حضور نے اُس کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ: ''ڈاکٹروں کی دوائیاں تو بہت کھاتے جی، پن لڑکا نہیں ہوتا۔''

یہ سُن کر وہ بے چاری تڑپ کر رونے لگی اور روتے روتے پھر عرض کیا: ''حضور آپ سے ساری دنیا فیض پا رہی ہے مجھ دُکھیاری پر بھی کرم کی نظر ہو جائے۔''

آپ نے سُن کر دریافت کیا۔ ''لڑکیاں کتنی جی۔''

اس نے جواب میں عرض کیا: ''لڑکیاں پانچ ہیں۔''

بابا جی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں فرمایا: ''اگر لڑکیاں پانچ ہیں تو لڑکے بھی پانچ ہوجاتے جی۔''

یہ حکم سُن کر وہ خوشی خوشی گھر لوٹ آئی۔ ٹھیک (9) نو ماہ بعد اُس کے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ ڈاکٹر کی بیوی نے غسل کے بعد لڑکے کو لاکر حضور کے قدموں میں ڈال دیا۔ حضور نے ایک نظر دیکھا اور تبسم فرمایا اور کہا ''اَبھی تو چار آتے جی، لے جانا یہ خوش رہنا'' حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پاگل خانہ کی موجودگی میں اُسے دو لڑکے ہوچکے تھے۔ باقی بھی ضرور ہوئے ہوں گے، اِس لئے کہ سرکار کا فرمان اَٹل تھا۔

لڈو کھلا کر اولاد عطا کی:

حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دو ہندو عورتیں اَمراوتی سے آئیں۔ اُس وقت حضور ندی کے پاس ریت پر تشریف فرما تھے۔ اُن دونوں عورتوں کی شادی کو بارہ، چودہ سال گزر چکے تھے، مگر اولاد سے محروم تھیں۔ حضور کی قدم بوسی سے وہ جیسے ہی فارغ ہوئیں سرکار نے دو لڈو چکھ کر ایک ایک دونوں عورتوں کو علیحدہ علیحدہ دے کر حکم دیا۔ کھالو جس میں سے ایک عورت نے لڈو کھالیا، جبکہ دوسری عورت نے لوگوں سے نظریں بچا کر ریت میں گاڑھ دیا۔ دوسرے دن یہ دونوں اپنے گھر واپس گئیں۔ نو ماہ بعد اُس بائی کو لڑکا پیدا ہوا جس نے لڈو کھایا تھا اور دوسری بائی یہ واقعہ دیکھ کر کف افسوس ملنے لگی کہ کاش میں بھی لڈو کھالیتی تو آج بامُراد ہوجاتی۔ غرض کہ دو ماہ بعد اُس بائی نے بچے کے بال اُتارنے کے لئے حضور میں جانے کی تیاری کی۔ اپنی سہیلی کو حضور میں چلنے کے لئے کہا اور اُسے دلاسا دیا کہ حضور میں عرض کریں گے۔ اور ضرور تجھے بھی اولاد ہوگی۔ سہیلی کی باتیں سُن کر دِل ہی دِل میں روتی اور کف افسوس ملتی اپنی سہیلی کے ساتھ حضور میں چلنے کے لئے آمادہ ہوئی۔ چنانچہ یہ لوگ جب حضور رحمۃ اللہ علیہ میں حاضر ہوئے تو حضور رحمۃ اللہ علیہ ندی میں اُسی مقام پر تشریف فرما تھے،

جہاں اُن دونوں کو لڈو دیا گیا تھا۔ جب اُس بائی نے اپنے بچے کو حضور رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں ڈالا تو دوسری بائی ایک چیخ مار کر حضور کے قدموں پر گر پڑی اور کہا ''بابا جی میرا بچہ۔''

حضور رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: ''ریت میں ہے نکال لے۔'' حضور کی زبان سے یہ الفاظ سُنے تو لوگ متعجب ہوکر اُس بائی سے دریافت کرنے لگے۔ جس پر اُس بائی نے سارا ماجرا کہہ سُنایا اور ارادہ کرلیا کہ جب تک حضور مجھے دعا دے کر روانہ نہ کریں نہ جاؤں گی۔

بر آئے گی یونہی دلِ ناکام کی مُراد
اِس سے سوال کر یا اُس سے سوال کر

چنانچہ رحم دل بابا نے تیسرے چوتھے روز دعا دے کر اُس بائی کو روانہ کیا اور یہ بھی نو، دس ماہ بعد صاحبِ اولاد ہوگئی۔

☆☆☆

لکھ دے مُراد پوری ہوگی:

جن دنوں میرا قیام نارتھ ناظم آباد بلاک ایچ میں تھا۔ میرے سامنے والی لائن میں جناب قیوم بیگ صاحب مرحوم کا قیام تھا۔ سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی ماہانہ نذر نیاز میں اُن کے گھر کے تمام افراد شریک ہوتے تھے لیکن بیگ صاحب نہیں آتے تھے۔ ایک روز اُن سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے اُن سے کہا کہ آپ کے گھر کے افراد تو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نذر نیاز میں شریک ہوتے ہیں لیکن آپ نہیں آتے، کیا آپ کو بُزرگوں سے عقیدت نہیں۔ اُس پر بیگ صاحب نے فرمایا کہ بے حد عقیدت مند ہوں اور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے تو پیدا ہوا ہوں۔ لیکن کچھ مصروفیات ایسی تھیں جن کی وجہ سے غیر حاضر رہا۔ اَب انشاءاللہ ضرور حاضر ہوا کروں گا۔

میرے دریافت کرنے پر انہوں نے اپنا واقعہ کچھ اِس طرح سُنایا کہ:

میرے والد صاحب مرحوم کا قیام حیدر آباد دکن میں تھا۔ میری والدہ صاحبہ کامٹی (ناگپور) کی تھیں۔ میرے برادر بُزرگ کی پیدائش کے بعد میری والدہ کو کئی بچے پیدا

ہوئے لیکن وہ بچے مرے ہوئے پیدا ہوئے یا ہو کر فوراً مر گئے۔ جس کی وجہ سے میری والدہ بہت پریشان رہا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ میرے ماموں کامٹی سے حیدرآباد دکن ہمارے گھر آئے۔ چند دن قیام کے بعد جب وہ واپس جانے لگے تو میری والدہ نے ایک خط لکھ کر دیا کہ یہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کرنا اور وہ جو جواب دیں مجھے اُس سے مطلع کرنا۔ والدہ صاحبہ بتاتی تھیں کہ خط میں، میں نے یہی لکھا تھا کہ میری اولاد زندہ نہیں رہتی آپ دعا فرمائیں۔ جب میرے ماموں خط لے کر ناگپور بابا صاحب کی خدمت میں پہنچے۔ قدم بوس ہو کر خط پیش کرنا چاہتے تھے تو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''گھر بیٹھ کر خطاں لکھتے۔ لکھ دے مُراد پوری ہوگی۔''

اِس کے بعد میں پیدا ہوا اور آپ کے سامنے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت کی جیتی جاگتی تصویر ہوں۔

بیگ صاحب حضرت قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ کے حالات سُن کر اُن کے بھی نادیدہ عاشق ہو گئے تھے۔ اور تا حیات چھبیس ویں شریف میں حاضری دیتے رہے۔

نوٹ: بیگ صاحب مرحوم کی والدہ کو مرض اٹھرا تھا جس کی وجہ سے اولاد زندہ نہیں رہتی تھی۔ مرض اٹھرا کے لئے سرکار کا عطا کردہ عمل اور گنڈہ دربار تاج الاولیاء ایس۔ ٹی 10، مکان نمبر R-88، سیکٹر 5A4، نارتھ کراچی سے دیا جاتا ہے۔ جس سے بے شمار لوگ بامُراد ہو رہے ہیں۔

(راوی: قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ)

☆☆☆

امراض سلب کرنا

ناشر کو شفاء کاملہ عطا کی:

میں (قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی) اپنے ایک واقعہ سے شروع کرتا ہوں۔ جن دنوں ہم لوگوں کا قیام گھاٹ کوپر (بمبئی، انڈیا) تھا۔ میں دن بدن کمزور ہوتا جا رہا تھا۔ خوراک دھیرے دھیرے ختم ہو رہی تھی۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ آدھا پاؤ دہی کی لسی بھی چوبیس گھنٹوں میں ختم نہیں ہوتی تھی۔ پانی تک قے کے ذریعہ نکل جاتا تھا۔ بمبئی جیسی بستی جہاں اعلیٰ سے اعلیٰ ڈاکٹر و حکیم موجود تھے۔ اُن سے علاج کرایا گیا۔ لیکن افاقہ کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ میں یہ سمجھنے لگا کہ اَب میرا زندہ رہنا مشکل ہے۔ ہاتھ پیر بلکہ پورے جسم کے عضو بالکل بے کار ہو گئے تھے۔ نہ ہاتھ اُٹھا سکتا تھا نہ پیر چلا سکتا تھا۔ اِسی پریشانی میں سرکار رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا اور مجھے غنودگی سی آئی۔ اُس میں میرے آقا تشریف لے آئے اور حکم دیا۔ ''اَمرود کھاتے اچھے ہو جاتے۔''

اُس کے بعد زبان ہلانے کی طاقت پیدا ہوگئی۔ والدہ محترمہ سے عرض کیا جو سرکار کی سچی پکی عاشق تھیں۔ لیکن اُنہوں نے اَمرود نہیں منگوائے اور نہ میں نے بابا صاحب سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کا ذکر کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ سرکار کا حکم اُن تک نہیں پہنچا تھا۔ وہ تو پاکستان آ کر ایک سال بمشکل تمام یہاں رہیں۔ ہر وقت یہی رَٹ تھی کہ مجھے جلد از جلد دربار ناگپور شریف پہنچا دو تم لوگ نہ رہنا چاہو تو مجھے اکیلے چھوڑ کر چلے آنا۔ اور اُن کو سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے بلایا اور اپنے پائیں ہی میں جگہ عطا فرمائی۔

اصل واقعہ سے ہٹ گیا ہوں تھوڑی دیر بعد والد صاحب قبلہ تشریف لائے تو بہت عمدہ

قسم کے اَمرود ساتھ لائے اور مجھ سے دریافت کیا ''میاں اَمرود کھاؤ گے۔'' میں نے خوش ہوکر ہاں میں جواب دیا۔ چنانچہ مجھے ایک اَمرود دِیا گیا۔ جسے کھاتے ہی میرا مرض دور ہوگیا اور جلد صحت کاملہ بھی نصیب ہوگئی۔

بمبئی واپس جاؤ والد اَچھے ہوگئے:

بمبئی سے سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مند ایک تاجر حاضر ہوئے۔ اُن کے والد کی حالت بمبئی میں بہت خراب تھی، لا علاج مرض تھا۔ تاجر صاحب نے قدم بوسی کی اور اپنے دل ہی میں والد صاحب کی بیماری کا عرض کیا۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً فرمایا ''واپس جاؤ تمہارے والد صاحب اچھے ہوگئے۔'' انہوں نے اپنی تسلی کے لئے بمبئی جوابی تار دیا۔ بمبئی سے جواب آیا کہ فلاں دن فلاں وقت پر اچانک طبیعت ٹھیک ہوگئی ہے۔ تار میں جو وقت دیا تھا وہ اُن تاجر صاحب کی قدم بوسی کا وقت تھا۔

اُم الصبیان کا مرض آپ کی نظر سے ختم ہوگیا:

راوی عزیز الدین خان صاحب برار میں ڈپٹی کمشنر تھے۔ آپ کی والدہ کے سات حمل ساقط ہوچکے تھے۔ کسی ڈاکٹر حکیم سے علاج نہ ہوسکا۔ عقائد وہابی رکھتی تھیں۔ عامل اور بُزرگوں سے دور بھاگتی تھیں۔ حالانکہ میرے والد صاحب حضرت بابا تاج الدین ناگپوری رحمۃ اللہ علیہ کے بے حد عقیدت مند تھے۔ والد صاحب دو تین اسقاط کے بعد ہی اُن کو باباصاحب کی خدمت میں لے جانا چاہتے تھے۔

لیکن والدہ صاحبہ راضی نہیں ہوئیں جب ساتواں حمل ضائع ہوا تو باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دی۔ اُس کے بعد کرم ہوگیا۔

مؤذی مرض سے نجات:

ایک صاحب کی اہلیہ کسی مؤذی مرض میں مبتلا تھیں۔ ڈاکٹروں اور حکیموں نے جواب دے دیا تو بُزرگوں کی طرف رجوع ہوئے۔ اہلیہ کو لے کر اجمیر شریف پہنچے۔ اُسی رات خواب میں دیکھا کہ کوئی بُلند آواز سے کہہ رہا ہے ''حضرت تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ ناگپوری کے

پاس جا۔'' چنانچہ فوراً ناگپور روانہ ہوگئے۔ شکردرہ پہنچے تو معلوم ہوا باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ جنگل کی طرف گئے ہیں۔ یہ لوگ بھی جنگل کی جانب روانہ ہوئے، تھوڑی دور ہی چلے ہوں گے کہ ایک بُزرگ کو جلال میں اپنی طرف آتے دیکھا۔ دل میں خیال ہوا کہ ہوسکتا ہے یہ بُزرگ ہی باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ ہوں۔ اس خیال کے آتے ہی بیوی لرزنے لگی اور یہ محسوس ہونے لگا کہ آفتاب سیاہ ہوگیا ہے۔ یہ دوپہر ایک بجے کا وقت تھا، دھوپ تیز تھی، ہر چیز ساکت نظر آنے لگی۔ حضور نے دور ہی سے اُن کی جانب پتھر پھینکنا شروع کئے، یہ خوفزدہ ہوکر دوڑنے لگیں۔ حضور بھی اُن کے پیچھے دوڑے اور اُن کو پکڑ کر فرمایا ''اماّں ڈرتی کیوں ہے، تیرے کو نہیں مارتا تیری بلا کو مارتا تھا۔'' اُسی وقت یہ بالکل صحت مند ہوگئیں۔

جذام کے مریض کو صحت کاملہ عطا کی:

کریم داد خان ریٹائر اسسٹنٹ کلکٹر بھوپال بتاتے ہیں کہ ایک دفعہ میں باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اُس وقت آپ ایک جنگل میں تشریف فرما تھے۔ دوپہر کا وقت تھا کہ کھانا پیش کیا گیا حضور رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دو لقمے لے کر باقی سب لوگوں میں تقسیم کروادیا۔ کچھ دیر آرام کرنے کے بعد اُٹھے اور ایک گڑھے میں پیشاب کیا، جس میں بارش کا پانی جمع تھا۔ آپ کی خدمت میں دور ایک جذامی بیٹھا تھا۔ اُس کے پاس جا کر اُسے حکم دیا ''اُس پانی میں نہاؤ اور اَچھے ہوجاؤ۔''

وہ فوراً گڑھے میں کود گیا اور خوب نہایا، جب باہر نکلا تو جذام غائب تھا۔

دال کھانا کھلاتے، اچھے ہوجاتے:

متھراداس گپتا امراؤتی (برار) کے باشندے تھے۔ اُن کی موٹر سروس چلتی تھی۔ سرکار تاج االاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے خاص بچوں میں آپ کا بھی شمار ہوتا ہے۔ باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آپ فرماتے تھے کہ میں اُن کو بھگوان کے روپ میں دیکھتا ہوں، جس کی وجہ سے اُن کے خاندان کے افراد اُن پر طنز کرتے تھے اور مذاق اُڑاتے تھے۔ چونکہ محبت میں اونچ نیچ ذات، پات کا کوئی مسئلہ باقی نہیں رہتا۔ وہ اُن کے ساتھ بھی ہوا۔ یعنی وہ اِسی محبت میں

اپنے مسلمان بھائیوں کو چائے پلا رہے ہیں۔ اور ان کے جھوٹے برتن خود صاف کر رہے ہیں۔ یہ حالت دیکھ کر اُن کے بہت سے عزیزوں نے بائیکاٹ کر رکھا تھا۔ ایک مرتبہ اُن کے داماد بہت سخت بیمار ہوئے۔ امراؤتی کے ایک بہت مشہور ڈاکٹر جو وہاں کے ایوان اسپتال کے انچارج بھی تھے، اُن کے زیر علاج تھے۔ افاقہ نہ ہونے پر دوسرے اور مشہور ڈاکٹروں کو دِکھایا۔ لیکن دَست بدستور رہے۔ دَستوں کی زیادتی کی وجہ سے وہ بہت کمزور ہو گئے۔ اَب خاندان والوں کے طنز اور بڑھ گئے۔ اور وہ کہنے لگے کہ تم تو باباجی کو بھگوان کے روپ میں دیکھتے ہو۔ اَب تو تمہاری اِکلوتی بیٹی بیوہ ہونے کو ہے۔ اپنے بھگوان سے کہہ کر داماد کو ٹھیک کیوں نہیں کراتے۔ جب طنز کے تیر نے دل پر سخت وار کیا تو یہ اپنی بس میں داماد اور چند دیگر حضرات کو ساتھ لے کر ناگپور شریف روانہ ہوئے۔ ڈاکٹر بھی ہمراہ تھے۔ بس شکردرہ پہنچ کر لال محل کے احاطہ میں داخل ہوئی تو دیکھا حضور رحمۃ اللہ علیہ سامنے ہی تشریف فرما ہیں۔ متھراداس نے داماد کو گود میں اُٹھایا اور سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں ڈال دیا۔ اور رِقت کے ساتھ عرض کرنا شروع کیا۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ میں آپ کے غلاموں کا بھی غلام ہوں۔ آپ کی غلامی کی وجہ سے خاندان والوں نے میرا بائیکاٹ کر رکھا ہے۔ دیگر خاندان والے بھی طنز کرتے رہتے ہیں۔ جب سے داماد بیمار ہوا ہے گھر والوں نے میرا جینا دوبھر کر دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ بڑے بابا والے ہیں، ایک داماد کو بھی اپنے دیوتا سے ٹھیک نہیں کرا سکتے۔ ایک بیٹی ہے اُسے بھی بیوہ کرادو گے۔ یہ الفاظ بہت ہی گڑگڑا کر عرض کیا۔

اِس پر حضور مسکرائے اور فرمایا ''اونکورے جاؤ، دال کھانا کھلاتے تو اچھے ہو جاتے۔''

حضور کا حکم سنتے ہی داماد کو لے کر اُس مقام پر پہنچے جہاں اُنہیں قیام کرنا تھا۔ اور فوراً دال چاول پکانے کا انتظام کیا۔ ڈاکٹر نے کہا کہ ایسی حالت میں جب کہ ڈی ہائیڈریشن ہو چکا ہے، دال چاول کھاتے ہی دَم توڑ دے گا۔ اِس پر متھراداس نے جواب دیا ''میں باباجی کا حکم ٹال نہیں سکتا۔ چاہے جو کچھ ہو۔''

دال چاول جیسے ہی تیار ہوئے، متھراداس دال چاول لے کر سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے اور پیش کئے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اُس میں دو لقمے لئے اور بقایا متھراداس کو دیئے کہ داماد کو

کھلائے۔ داماد کا کمزوری کی وجہ سے یہ حال ہو گیا تھا کہ آنکھ بھی نہیں کھل سکتی تھی۔ جیسے ہی تبرک کے چند لقمے پیٹ میں پہنچے آنکھ کھول دی۔ اور خود کھانا طلب کیا، چنانچہ پیٹ بھر کر کھلایا گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ دو تین روز میں چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مُردہ لایا تھا، اَب زندہ کو حاضر کیا۔ وہ قدم بوس ہوا۔ اجازت لے کر امراوتی واپس ہوئے۔ وہ تمام عزیز بھی سرکار کے عقیدت مند ہو گئے جو متھرا داس صاحب پر طنز کرتے تھے۔

پاگل تندرست ہو گیا:

شکردرہ شریف کے چوراہے پر بابا جلال الدین نے جو حضور کے فیض یافتہ بچے تھے۔ ایک کنواں کھدوایا تھا جو موجود ہے۔ اس کے قریب ایک پاگل ٹھہرایا گیا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھیں اور رَسّی سے بندھا ہوا تھا۔ جس وقت سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے گزرنے لگے تو اُس پاگل کو سرکار کے سامنے کر دیا گیا۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کو دیکھ کر فرمایا ''کیوں رے سب بیماریاں میرے ڈنڈے سے ڈرتی ہیں۔ کیا تو نہیں ڈرتا۔'' یہ فرما کر حکم دیا کھول دو۔ اس کو چنانچہ حکم کی تعمیل کی گئی۔ کھولتے ہی وہ بالکل ٹھیک ہو گیا۔ (راوی: سبحان اللہ خان)

ہاتھ پیر سے معذور تندرست ہو گئی:

خواجہ منصور صاحب کی اہلیہ نے مجھے (قاضی میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ) جو واقعہ سُنایا تھا اس کا ایک حصہ ایفائے عہد میں آچکا ہے۔ یہاں مرضِ سلب کرنے کا واقعہ پیش ہے۔ خواجہ صاحب اکولہ برار کے باشندے تھے اور ہمارے عزیز بھی۔ اُن کی اہلیہ نے فرمایا کہ جب ہم بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میرے خسر نے ہماری دو عزیزہ جو بیمار تھیں ساتھ لیا، اُن میں ایک ہاتھ پیر سے معذور تھیں اور دوسری کے پیٹ میں باؤ گولہ تھا۔ جب ہم لوگ قدم بوسی سے فارغ ہوئے تو رَش کی وجہ سے کافی دور جا کر بیٹھ گئے۔ کئی اور عورتیں ہمارے ساتھ تھیں۔ ہاتھ پیر سے معذور عزیزہ کا رُخ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف

تھا۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کو ہاتھ کا اشارہ کیا اور کرتے ہی چلے گئے۔ یہاں تک کہ وہ اُٹھ کر کھڑی ہوگئیں۔ اشارہ جاری رہا وہ آہستہ آہستہ چل کر حضور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں خود پہنچ گئیں قدم بوس ہوئیں۔ قدم بوسی کے بعد سرکار نے ایک لات رَسید کی اور زور سے فرمایا ''بھاگ جا'' یہ دوڑتی ہوئی ہمارے پاس پہنچ گئیں۔ اس طرح سرکار نے ہاتھ پیر اُن کے درست کر کے چلا کر دِکھایا اور لات رَسید کر کے بھگا کر بھی دِکھا دیا۔

اَب دوسری مریضہ کی باری تھی جن کی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف پشت تھی۔ سرکار وہاں سے خود اُٹھ کر ہمارے پاس تشریف لائے اور اُس مریضہ کو ایک لات ماری اور فرمایا ''بزرگوں کی طرف پشت کر کے بیٹھتی ہے۔ بے ادب۔'' دوسری لات ماری اور پھر تیسری مریضہ تو لوٹنے لگی۔ سرکار واپس لوٹ گئے۔ تھوڑی ہی دیر میں مریضہ اُٹھ بیٹھی اور بیان کیا کہ پہلی لات میں محسوس ہوا کہ گولہ کا چوتھائی حصہ کم ہوگیا، دوسری میں اور کم ہوا اور تیسری کے بعد بالکل غائب ہوگیا۔ اب میرا پیٹ دیکھو گولہ بالکل غائب ہے۔ اِس طرح وہ بالکل تندرست ہوگئیں۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت کے بعد یہ سب لوگ بامُراد گھر لوٹ آئے۔

یہ واقعات لکھنے کے لئے کئی کتابوں کی ضرورت ہے اور یہ سب سرکار کی حیات کے واقعات ہیں۔ میرے آقا شہنشاہ ہفت اقلیم کا فیض آج بھی اُسی طرح جاری ہے، صرف دل کی گہرائیوں سے یاد کرنا پڑتا ہے۔ کراچی میں فیض کا ایک واقعہ پیش کرتا ہوں۔

رتوندی کے مریض کو روشنی عطا کی:

احمد نامی ایک میمن رائے پور (بھارت) میں بہت بڑا کاروبار چلاتے تھے اور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مند تھے۔ اُن کو پیدائشی رات کو نظر نہ آنے کی بیماری تھی۔ بچپن سے علاج ہوتا رہا، جب بڑے ہوئے تو خود نے بڑے سے بڑے ڈاکٹروں کو دِکھا کر علاج کرایا لیکن فائدہ نہ ہوا۔ یہ پاکستان آگئے۔ یہاں اُن کے کاروباری حالت خراب ہوگئے۔ دولت ختم ہوگئی۔ ملازمت کرنے لگے۔ دربار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی نذر و نیاز میں شریک رہتے۔ اِس کے علاوہ جمعرات کو قبرستان میں بھی فاتحہ پڑھنے جاتے، شام ہونے سے پہلے گھر لوٹ جاتے۔ ایک جمعرات سواری نہ ملنے کی وجہ سے دیر ہوگئی۔ اَندھیرے کی

وجہ سے یہ ایک درخت کا سہارا لے کر بیٹھ گئے۔ کوئی صاحب اُن کے جاننے والے اِدھر سے گزر رہے تھے، اُن کو دیکھ کر اُن کے پاس آئے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ رات کو یہ دیکھ نہیں سکتے۔ چنانچہ اُنہوں نے اپنے ساتھ لیا اور گھر پہنچا دیا۔ یہ واقعہ چاند کی ۱۳ تاریخ کو پیش آیا۔ احمد صاحب کے بقول کہ میں شروع ہی سے رات کو درود شریف پڑھ کر اس کا ثواب بابا رحمۃ اللہ علیہ کے نام بخشتا رہا ہوں، اُس روز غم سے نڈھال تھا۔ بابا سے عرض کیا کہ میں بچپن سے آپ کا غلام ہوں۔ بے شمار ڈاکٹروں سے اپنا علاج کرایا۔ لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ آپ سے بھی عرض کرتے کرتے تھک گیا۔ دولت ختم ہوگئی۔ بیکار ہو کر ملازمت کر رہا ہوں۔ اب اس طرح بقایا زندگی کیسے گزرے گی۔ یہ عرض کر کے کثرت سے درود شریف پڑھ کر سو گیا۔ رات کو حضور کی بشارت ہوئی جو صبح ہی آ کر انہوں نے قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ کو سُنائی۔

۲۶ ویں شریف کو شام میں فاتحہ سے قبل حضرت قبلہ والد صاحب (قاضی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نے مجھے بلا کر حکم دیا کہ آج فاتحہ میں اگربتی کے نیچے ایک پلیٹ رکھنا اور فاتحہ کے بعد وہ پلیٹ اور فاتحہ کا پانی احمد کو دے دینا۔ چنانچہ میں نے حکم کی تعمیل کی اور لنگر جہاں سے تقسیم کرتا تھا وہاں آکر بیٹھ گیا۔ لنگر شروع ہوا تو احمد بھائی وہ پلیٹ اور گلاس لے کر میرے پاس آکر بیٹھے۔ جس پلیٹ میں اَگربتی کا گُل تھا۔ اس میں دو چار قطرے فاتحہ کا پانی ڈالا۔ اور ہاتھ سے ملایا۔ اُس کے بعد ایک اُنگلی کو سیدھی آنکھ میں اور پھر بائیں آنکھ میں لگایا۔ تقریباً پانچ منٹ اُن کا برا حال رہا۔ تمام کپڑے پسینے سے بھیگ گئے، چونکہ مجھے تو تفصیل معلوم نہیں تھی۔ اُن کو دیکھ کر پریشان ہوگیا کہ پتہ نہیں اَب کیا ہوگا۔ اَبّا نے ایسا کیوں کیا، اگر اُن کی آنکھیں بیکار ہوگئیں تو الزام آئے گا، وغیرہ وغیرہ۔ پانچ منٹ کے بعد احمد صاحب نے رومال سے آنکھیں صاف کیں۔ کھولا بند کیا۔ اور مجھ سے کہاں میاں صاحب ایک منٹ کے لئے روشنی بند کردو۔ جیسے ہی میں نے روشنی بند کی، وہ اُچھلتے کودتے مجمع میں پہنچے اور اعلان کرنے لگے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے میری بینائی لوٹا دی۔ دوڑ کر بازار گئے، مٹھائی لائے اور سب میں تقسیم کی۔ مجھے بھی انہوں نے بتایا کہ جس رات میں نے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو رو رو کر یاد کیا اور عرض کی کہ اِس طرح اَب گاڑی نہیں چلے گی۔ تو اُسی رات بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نے کرم فرمایا، خواب میں تشریف لائے۔ آپ کے دست مبارک میں اگربتی کا کٹّا جل رہا تھا۔ اور دوسرے ہاتھ میں ایک گلاس پانی تھا۔ آپ نے فرمایا ''احمد کیوں پریشان ہے یہ ۲۶ ویں شریف کے فاتحہ کی اگربتی کا گُل اور فاتحہ کا پانی ملا کر آنکھ میں لگاتے اور اچھے ہوجاتے۔ یہ فرما کر چلے گئے۔ صبح اُٹھ کر میں نے نماز پڑھی اور حضرت قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پورا خواب سُنایا۔ اُنہوں نے فرمایا تمہارا کام ہوگیا۔ ۲۶ ویں شریف کے دن تمہارا نسخہ تمہیں مل جائے گا۔ چنانچہ اُنہوں نے آپ کو حکم دیا اور آپ نے وہ تبرک مجھے دیا۔ آپ کے سامنے لگایا اور اَب میں بالکل ٹھیک ہوں۔ اور عام لوگوں کی طرح رات کو دیکھ رہا ہوں۔

بارہ (۱۲) سال کا مرض غائب:

جن دنوں میں ناریتھ ناظم آباد میں رہتا تھا۔ میرے پڑوس میں ایک صاحب رہتے تھے ان کی بہو بارہ سال سے بیمار تھیں۔ ہر دوسرے تیسرے روز دورے پڑتے تھے۔ کسی کے علاج سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ عاملوں سے بھی تعویز وغیرہ لئے، لیکن اُن کا بھی کوئی اَثر نہیں ہوا۔ اُن کے گھر کی عورتیں میرے گھر آئیں اور تفصیل بتائی۔ میں نے اہلیہ سے کہا کہ سرکار کا پانی اُنہیں دے دو، وہ پیتی رہیں، انشاء اللہ تعالیٰ ٹھیک ہوجائیں گی۔ چنانچہ بوتل میں اُن کو پانی دیا گیا۔ ایک ہفتہ میں وہ تندرست ہوگئیں۔ اُن کے شوہر بھی پانی لے جاتے ہیں۔ اُن کے گھر میں ہر مرض کا یہی علاج ہے۔ وہ محترمہ ہر وقت پانی ساتھ رکھتی ہیں۔ اب پانی کی وضاحت کردوں۔ میر پاس جو میرے آقا رحمۃ اللہ علیہ کے تبرکات ہیں۔ اس میں ایک گلاس بھی ہے۔ جس سے سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اَکثر پانی پیا ہے۔ سرکار کے یوم ولادت پر وہ گلاس نکالا جاتا ہے، اس میں پانی بھر کر فاتحہ میں رکھتا ہوں، بعد میں ایک تھرماس میں محفوظ کرلیا کرتا ہوں۔ پورے سال اِس تھرماس سے مریضوں کو پانی دیتا رہتا ہوں۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کرم فرمادیتے ہیں۔ سرکار کے لب سے لگے ہوئے گلاس کے پانی کی یہ تاثیر ہے۔

(راوی: قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ)

نعلین کی تاثیر:

اِس سے پیشتر سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے لب جس گلاس پر لگے۔ اُس میں پانی ڈال کر دیا جاتا ہے، اُس کی تاثیر بیان ہوچکی ہے۔ نعلین مبارک کے فیض کا ذکر خان بہادر عبداللطیف خان صاحب کے ذکر میں بھی آیا ہے۔ یہ واقعہ ہیگن گھاٹ کے ایک صاحب نے سُنایا ہے۔ ایک مرتبہ وہ سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میرے سامنے ایک سائل نے ایک جوڑی نعلین بابا صاحب کو پہنائیں۔ سرکار نے پہن کر ایک تو اُن کی طرف پھینک دیا اور ایک دوسرے صاحب کی طرف۔ وہ فرماتے تھے کہ میں نے چوم کر رکھ لیا۔ ایک عرصہ کے بعد جب وہ ملے تو بتایا اُس نعلین سے میرا بڑا کام چلتا ہے۔ کیسا ہی آسیب ہو یا جن، پری کا اَثر میں جاتا ہوں اور دو چار جوتے رسید کردیتا ہوں، جن آسیب وغیرہ سب بھاگ جاتے ہیں۔ یہ تاثیر آپ کے چند منٹ پہنے ہوئے جوتے میں پائی گئی۔

لاعلاج مریض صحت یاب:

عبدالغفار صاحب پٹیل رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق ناگپور کے مشہور زمینداروں میں تھا۔ آپ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بے انتہا عقیدت مند تھے۔ کراچی میں حضرت قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ نے وصال سے قبل جن خوش نصیب حضرات کے نام سے عُرس مبارک کا دعوت نامہ شائع کروایا تھا۔ اُس میں ایک نام پٹیل صاحب کا بھی تھا۔ پٹیل صاحب کا یہ عالَم تھا کہ آخری آرام گاہ کے لئے قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ ہی کی خانقاہ شریف کی وصیت کی، وہیں آرام فرما ہیں۔ فرماتے تھے میری اہلیہ شادی سے چھ سال قبل پیٹ کے درد، بخار اور کئی امراض میں مبتلا تھیں۔ ڈاکٹر حکیم سب آزما لئے گئے۔ لیکن افاقہ نہ ہوا۔ اُن کی نانی صاحبہ بھی اختلاجِ قلب میں مبتلا تھیں۔ ان کا بھی علاج کرایا۔ ان کو ڈاکٹروں نے چائے اور گرم اشیاء سختی سے منع کررَکھی تھیں۔ اس پر بھی عمل کرتی تھیں، لیکن مرض بڑھتا ہی گیا۔ ایک روز پریشان ہوکر اہلیہ پٹیل صاحب اور نانی صاحبہ دونوں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ پٹیل صاحب کی اہلیہ نے قدم بوسی کی اور پیر پکڑ کر اپنی لاعلاج بیماری کا عرض کیا۔ سرکار نے فرمایا ''ماں اچھے ہوتے

کنگھی چوٹی کر کے بیٹھ جاتے۔'' اُس میں بیماری سے شفا یابی اور شادی کا حکم تھا۔ جلد ہی شفاء ہوگئی اور پھر شادی بھی۔ اَب نانی کی باری آئی۔ انہوں نے بھی قدم تھام کر عرض کیا۔ سرکار نے فرمایا ''امّاں چائے پیتے، اچھے رہتے'' انہوں نے کثرت سے چائے پینا شروع کر دی اور ٹھیک ہوگئیں۔ پھر کبھی اختلاج نہ ہوا۔ حالانکہ ڈاکٹروں نے چائے بند کر رکھی تھی اور چائے ہی سے سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے مرض ختم کرا دیا۔

جا کو آ...... بابا، بچی اچھی ہوگئی:

ایک صاحب حضور رحمۃ اللہ علیہ میں حاضر ہو کر اپنی لڑکی کے لئے دل ہی دل میں عرض کرنے لگے کہ میری لڑکی اَب تب کی حالت میں ہے، آپ کے کرم کا اُمیدوار ہوں۔ اَبھی اُن کی عرض ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ اُن کی طرف دیکھا اور آنکھیں بند کر کے تھوڑی دیر سکوت فرمایا اور تھوڑی دیر بعد آنکھیں کھولیں اور سائل کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ ''جا کو آ...... بابا، بچی اچھی ہوگئی۔'' یہ خوشی خوشی اپنے گھر آیا۔ دیکھا کہ بچی کھانا کھا رہی ہے اور گھر کے تمام لوگ خوش ہیں۔ یہ دیکھ کر بیوی سے دریافت کیا کہ کیا ماجرا ہے۔ بیوی نے کہا تھوڑی دیر پہلے ایک فقیر صاحب باہر تشریف لائے اور خیرات مانگی۔ میں پیسہ لے کر باہر گئی اور خیرات دینے لگی تو مجھے دیکھ کر فرمایا تو غمگین کیوں ہے۔ یہ سُن کر میری آنکھیں سے آنسو نکل پڑے اور میں نے کہا کہ میری لڑکی قریب المرگ ہے، ڈاکٹر اور حکیم جواب دے چکے ہیں۔ یہ سُن کر فقیر نے کہا کہ میں لڑکی کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ اندر آ کر لڑکی کے قریب ایک دو منٹ بیٹھے لڑکی کے بدن پر ہاتھ پھیر کر فرمایا ''اچھی ہو جائے گی'' وہ ابھی تھوڑی دیر ہوئی، تشریف لے گئے اور اِدھر بچی بیٹھی اور کھانا طلب کیا، جو کھا رہی ہے۔ یہ سُن کر اُس شخص نے اپنی لڑکی کو گلے سے لگایا اور پاگل خانہ کا ماجرا کہہ سُنایا۔

معذور لڑکی تندرست:

ایک روز قریب آٹھ بجے رات کو خادم عیسیٰ خان صاحب کھانا لے کر آئے اور حضور رحمۃ اللہ علیہ سے کھانے کے لئے اِصرار کرنے لگے۔ اِس پر حضور رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا

''ٹھہر رے میرا مہمان آ رہا ہے اس سے مل کر تب کھاؤں گا۔'' یہ کہہ کر حضور قیام گاہ سے نکل کر صدر دروازے سے باہر ہوئے اور پُل پر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر میں ایک عورت جھانسی سے اپنے ہاتھ پاؤں سے معذور لڑکی کو اُٹھائے پُل کے پاس آئی اور لڑکی کو سرکار کے قدموں میں ڈال دیا۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ اُٹھے اور لڑکی کے دوپٹے کو پکڑ کر حکم دیا ''اُٹھو''۔ لڑکی معذور تھی، اُٹھ نہ سکتی تھی۔ سہ بارہ حضور رحمۃ اللہ علیہ نے جلال کے عالم میں اُسے اُٹھنے کے لئے فرمایا ''اُٹھ ری'' یہ کہنا تھا کہ لڑکی کے جکڑے ہوئے ہاتھ پیر کھل گئے اور وہ اُٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ اور حضور رحمۃ اللہ علیہ اِس سے کہتے ہوئے چلے کہ ''میرے پیچھے میرے ساتھ چل''۔ چنانچہ وہ لڑکی حضور رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ تک اپنے پیروں پر چل کر گئی اور دو چار دن شکر درہ میں قیام کرنے کے بعد صحت یاب ہو کر باجازتِ حضور رحمۃ اللہ علیہ اپنے وطن واپس ہوگئی۔ یہ واقعہ جناب منشی نور علی صاحب (ملازم مہاراجہ شکردرہ ناگپور) نے بتاریخ ۲۳ رجنوری ۱۹۴۹ء کو سُنایا۔

چائے پلا کر مرض سلب کیا:

مسمی گوندیا میونسپل محرر کا لڑکا اِندر نامی اپنی بدکرداریوں کی وجہ سے مرض جلندھر میں مبتلا ہوگیا۔ ڈاکٹروں، حکماء نے ہاتھ اُٹھا لئے تھے، زیست کی کوئی اُمید باقی نہ تھی۔ ایسی اَبتر حالت میں گوندیا نے اپنے مریض لڑکے اِندر کو شکر درہ حضور رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں لا کر ڈال دیا۔ دو تین روز لڑکا وہیں پڑا رہا۔ ایک روز حضور رحمۃ اللہ علیہ اِس مریض اِندر کے پاس خود تشریف لے گئے۔ اور بیٹھ گئے۔ چائے طلب فرمائی خادموں نے پیش کی۔ ایک دو گھونٹ چائے پی کر اِس مریض لڑکے کی جانب بڑھا دیا۔ اور حکم دیا ''چائے پی لے۔'' وہ قریب المرگ بے ہوش، کیا تعمیل کرتا۔ کوئی جواب نہ دیا۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ نے مکرّر اِرشاد فرمایا۔ آخر جلال میں آ کر اُس قریب المرگ اِندر کے منہ سے گلاس لگا دیا گیا۔ اَب قدرت کا تماشا اور حضور رحمۃ اللہ علیہ کا تصرف نظر آ رہا تھا کہ بے حس اِندر غٹ غٹ کرتا پوری چائے کا گلاس ختم کر گیا۔ اس طرف چائے ختم اور اُس جانب مرض جلندھر ختم۔ پانچ منٹ کے بعد لڑکا اُٹھ بیٹھا اور ایک ہفتہ بعد صحت یاب ہو کر اپنے وطن کو سِدھارا۔

صندل اور پانی سے شفاء:

ذال دارو والا (۶۷۰، جیر بانو ٹیرس، پارسی کالونی، دادر، بمبئی) کی لڑکی ۱۹۴۱ء کو بمبئی میں پیدا ہوئی، سات سال تک لڑکی کی نہ زبان تھی، نہ پیر۔ یہ نومبر ۱۹۴۹ء تاج آباد شریف بغرضِ نیاز پیش کرنے آئے۔ اُن کو حضور رحمۃ اللہ علیہ کے قدیم نام لیوا دادا بھائی گزدر نے میرا (مؤلف، کریم بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ) کا پتہ دیا تھا کہ تاج آباد جانے پر وہ مجھ سے ملیں۔ دربار کی حاضری سے فارغ ہونے کے بعد میرے پاس آئے اور حسب ذیل واقعہ کا اظہار کیا۔

''میری لڑکی عمر سات سال ہونے تک بھی نہ زبان سے کچھ بولتی تھی اور نہ چل سکتی تھی۔ اور میری بیوی اِس کی فکر میں شب و روز ایک کر رہی ہے۔ لڑکی کی صحت کے لئے میں نے سینکڑوں روپیہ خرچ کیا۔ لیکن کہیں بھی صحت نصیب نہ ہوئی۔ اور مجبور ہو کر تمام علاج بند کر دیئے۔ تھوڑے دن گزرے ہوں گے کہ کسی نے دادا بھائی کا پتہ دیا کہ تم اُن کے پاس جاؤ۔ اس لئے کہ گزدر صاحب حضرت بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ ناگپور کے سچے بھگت ہیں اور ناگپور ہمیشہ جاتے آتے ہیں۔ یہ سُن کر میں نے یہ خیال کیا کہ بمبئی اور اطراف بمبئی کی تمام درگاہیں چھان لیں، کوئی فائدہ نہ ہوا تو اَب ناگپور میں کیا ہوگا۔ لیکن ماں کی مامتا نہ مانی۔ ایک دن میری بیوی بچی کو لے کر دادا بھائی گزدر کے پاس گئی اور کُل کیفیت کا اظہار کیا۔ جس پر دادا بھائی صاحب نے حضور رحمۃ اللہ علیہ بابا صاحب کے یہاں کا صندل و پانی دیا اور کہا آپ لوگ حضور رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی بھی منّت مان لیں کہ ہماری لڑکی اچھی ہوگی تو دربار میں جا کر حسبِ حیثیت پھول و چادر وغیرہ چڑھائیں گے۔ میری بیوی نے منّت مان لی اور دادا بھائی نے اُن کو وقت بھی بتا دیا تھا کہ اِتنے وقت میں تمہاری لڑکی حضور کی دعا کی برکت سے صحت یاب ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ یہ لڑکی جو اَب آپ کے سامنے ہے صحت یاب ہے۔ اور میں اس کی منّت لے کر تاج آباد شریف حاضر ہوں اور یہ لڑکی اب اسکول میں پڑھنے جاتی ہے۔

کان پکڑ کر آسیب بھگا دیا:

ایک شخص کو کئی حضرات پکڑ کر حضور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے کر آئے۔ عرض کی کہ

حضور رحمۃ اللہ علیہ اِسے آسیب نے تنگ کر رکھا ہے۔ سرکار نے حکم دیا ''اِسے چھوڑ دو'' اور اپنے دست مبارک سے اُسے چائے کی پیالی عنایت کی اور چائے ختم ہونے سے قبل ایک شخص کو حکم دیا ''اِس کو کان پکڑ کر نکال دو۔'' اشارہ آسیب کی طرف تھا۔ چنانچہ اس شخص نے آسیب زدہ کا کان پکڑ کر نکال دیا۔ اِس طرح اُسے آسیب سے نجات ملی۔

(راوی: جلال الدین صاحب۔ ناگپور)

عصائے کلیمی:

میری والدہ کو پُرانی پیچش تھی۔ جس کی وجہ سے اتنی کمزور ہوگئی تھیں کہ کروٹ بھی بدل نہیں سکتی تھیں۔ ہر قسم کے علاج کرائے لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا بلکہ اُمیدِ زیست ختم ہونے لگی تو حضرت بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں چار پائی پر ڈال کر لے گئے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے چار پائی رکھ دی۔ بابا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''اَمّاں بیٹھی ہو جاؤ۔'' اُن میں تو کروٹ بدلنے کی بھی طاقت نہیں تھی۔ اُٹھ کے کیسے بیٹھتیں۔ دوسری دفعہ پھر یہی حکم دیا۔ لیکن وہ نہ اُٹھ سکیں۔ تیسری بار حضور نے ایک لکڑی سے جو آپ کے ہاتھ میں تھی، اُس سے والدہ کے پیر پر ضرب لگائی اور حکم دیا ''بیٹھی ہو جاؤ۔'' والدہ لکڑی کی ضرب اور اُس حکم کے بعد اُٹھ کر بیٹھ گئیں۔ پھر حکم دیا ''اَمّاں چلو'' وہ چلنے لگیں۔ پھر فرمایا ''جاؤ، اچھی رہتیں''۔ پھر والدہ گھر آگئیں اور صحت یاب ہوگئیں۔ پھر زندگی میں کبھی پیچش نہیں ہوئی۔

(راوی: ڈاکٹر عبدالرحمٰن۔ کراچی)

جادو آسیب ایک نظر میں غائب:

میرے ایک دوست نے ایک عورت کو سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا۔ اُس پر جن کا سایہ تھا۔ وہ اُسے بہت پریشان کر رہا تھا۔ جیسے ہی وہ عورت سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آئی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کے منہ پر تھوک دیا اور فرمایا ''فقیروں سے گستاخی کرتا ہے، تجھے معلوم نہیں یہ فقیروں کا دربار ہے۔''

یہ کلمات حضور کی زبان مبارک سے نکلتے ہی وہ عورت بے ہوش ہوگئی۔ تھوڑی ہی دیر

بعد ہوش میں آکر سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی کی۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''اماں جا کو، آؤ۔ اچھے رہتے۔'' چنانچہ اپنے گھر روانہ ہوگئی۔ (راوی: جلال الدین مرحوم)

کینسر سے صحت یابی:

مہتاب ایک گانے والی تاج آباد ناگپور میں ایک خطرناک بیماری میں مبتلا ہو کر ایک ہسپتال میں زیر علاج تھی۔ ڈاکٹروں کو اُس کے صحت یاب ہونے کی کوئی اُمید نہیں تھی اور وہ اُس کی زندگی کے دِن گن رہے تھے۔ جو وہ اپنے تئیں بمشکل ایک ماہ سمجھتے تھے۔ میں نے اس کی خوبصورت آواز میں نعت شریف اور بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں منقبت سُنی تھی۔ وہ ایک نوجوان اور خوبصورت آواز کی مالکہ تھی۔ پھر میں (احمد ڈاما تاجی) نے جنوری ۱۹۷۱ء میں اُس کی آواز سُنی۔ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ دل سے گاتی ہے۔ مئی ۱۹۹۰ء کے ساتویں دورے پر میں نے سُنا کہ وہ کینسر کے موذی مرض میں مبتلا ہو کر اسپتال میں داخل ہوگئی اور لگتا تھا کہ وہ ایک ماہ میں مرجائے گی۔ لیکن وہ کینسر سے مکمل چھٹکارا حاصل کر کے صحت مند اور مکمل انسانی زندگی گزار رہی ہے۔ اُس کا سبب بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ مبارکہ تھی۔ اِس موذی مرض کے اس کے جسم پر کوئی اثرات نہ تھے۔ غفار بھائی پٹی والا کی رہائش گاہ پر میں نے غفار بھائی کی بیوی سے درخواست کی وہ مغرب کے بعد ہونے والی فاتحہ میں مہتاب کو مدعو کریں۔ مہتاب نے فاتحہ کی محفل میں شرکت کی۔ فاتحہ کے بعد صلوٰۃ وسلام اور نیاز سے فارغ ہو کر میں نے اُس سے دریافت کیا کہ آپ کو تو کینسر کا مرض تھا، وہ کیسے ٹھیک ہوا؟ اِس کا علاج کیسے ہوا؟ میں یہ سب کچھ اُس کی زبانی جاننا چاہتا تھا۔

اُس نے مجھے بتایا کہ میں کینسر میں مبتلا تھی اور میرے بچنے کی کوئی اُمید نہ تھی اور ڈاکٹروں کے مطابق میں ایک ماہ یا اُس سے بھی پہلے مرجاتی۔ لیکن بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے معتقدین اور مجاور حضرات نے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ ہم آپ کے دربار میں مہتاب کو نعت ومنقبت پڑھتے ہوئے دیکھنا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ وہ ہر جمعرات کی رات نعت شریف اور منقبت پڑھا کرتی تھی۔

اُس نے بتایا کہ ایک دن صبح اسپتال میں، میں نے ایک خاتون کو بتایا، جس کا پلنگ

میرے پلنگ کے برابر میں تھا کہ میرے دل اور جسم میں درد ہو رہا ہے۔ پھر اُس رات ایک شخص جُبہ پہنے، جس کی سفید داڑھی تھی میرے بستر کے قریب دِکھائی دیئے اور میرے جسم پر ہاتھ مار کر غائب ہوگئے۔ اِس عمل سے مجھے یقیناً درد محسوس ہونا چاہئے تھا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ فوراً ہی مجھے خیال آیا کہ سوائے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کوئی اور اِس طرح نہیں آسکتا۔ میں نے ڈاکٹروں سے درخواست کی کہ وہ میرا ایکسرے کریں۔ ڈاکٹروں نے میرا ایکسرے کیا اور حیران رہ گئے کہ ایکسرے میں میرے جسم سے کینسر کی پچانوے فیصد علامات ختم ہو چکی تھیں۔ ڈاکٹر ایک ایکسرے سے مطمئن نہیں ہوئے تو انہوں نے دوسرا ایکسرے کرایا۔ لیکن اُس کا بھی یہی نتیجہ برآمد ہوا۔ ڈاکٹرز یہ کیفیت دیکھ کر صرف حیران ہی نہیں بلکہ پریشان بھی تھے۔ میں نے اُن سے کہا مجھے آپ کی دواؤں کی مزید ضرورت نہیں۔ میں اَب گلاب کی پتیاں، راکھ اور مزار شریف کا پانی جو میں نے چند دن استعمال کیا ہے اور کروں گی۔ اُس کے بعد میں نے ڈاکٹروں سے دوبارہ درخواست کی کہ وہ میرا ایکسرے لے لیں جو انہوں نے لیا اور دیکھا کہ ہر چیز صاف شفاف ہے۔ یہاں تک کہ کینسر کی علامت کا پتہ ہی نہیں چلتا۔ ڈاکٹروں کو ایک خوشگوار حیرت ہوئی اور اُنہوں نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کیسے ممکن ہوا کہ تم صحت یاب ہوگئیں۔ میں نے اُن کو بتایا کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چند تھپڑوں نے میرا علاج کردیا ہے۔ اَگلے دن ہندو ڈاکٹر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں کھوپرا، پھل اور مٹھائیوں کے نذرانے لے کر حاضر ہوا۔ مہتاب نے کہا کہ میں اِس وقت پچھلے سالوں سے زیادہ صحت مند ہوں اور یہ سب بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عنایت اور کرامت ہے۔ (راوی: احمد ڈاما تاجی)

مولانا عبدالکریم تاجی رحمۃ اللہ علیہ سے مجاہدہ کرایا:

جن دنوں بابا صاحب کا قیام رگھوجی راؤ بھونسلے کے محل میں تھا۔ بابا یوسف شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محل کے قریب ہی ایک تالاب تھا اور اُس تالاب کے قریب ایک باؤلی تھی۔ اُس باؤلی میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہم کو بٹھادیا۔ باؤلی کے مجاہدہ کی تکمیل

کے بعد ہمارا نام محمد یوسف رکھا۔

مرض غائب، آپریشن کامیاب:

پروفیسر احمد علی سید تاجی کا نام سرکار کی پلٹن کے رجسٹر میں درج کر کے اُن کو سلسلہ تاجیہ کی خلافت اجازت عطا کی گئی ہے۔ آپ نے اپنا ایک واقعہ سُنایا تھا، وہ پیش کر رہا ہوں۔
(قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ)

پروفیسر صاحب کی آنکھوں میں موتیا اُتر آیا تھا اور جلد آپریشن کرانا تھا۔ آپ ذیابیطس کے مریض تھے۔ شوگر کنٹرول میں نہیں آ رہی تھی۔ ایک روز سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے گڑگڑا کر عرض کر کے سو گئے۔ رات دیکھا کہ اُن کے کمرہ میں ایک کالی بلّی آئی اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے ہاتھی بن گئی اور پروفیسر صاحب پر حملہ کرنا ہی چاہتی تھی کہ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے۔ ایک اُنگلی کے اشارہ سے اُسے بھگا دیا۔ یہ بیدار ہو گئے۔ شوگر پر کنٹرول ہو گیا اور آنکھ کا کامیاب آپریشن ہو گیا۔ اُن کے گھر کے تمام افراد سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بے حد عقیدت مند ہیں۔ خصوصی طور پر اُن کی صاحبزادی ڈاکٹر فوزیہ جو آج کل امریکہ میں ہیں۔ سرکار سے بے پناہ عقیدت رکھتی ہیں۔ جب بھی کوئی پریشانی ہوتی ہے سرکار سے عرض کر دیتی ہیں، سرکار کرم فرما دیتے ہیں۔ امریکہ میں رہ کر گلدستہ تاج اور اذکار تاج الاولیاء کا مطالعہ برابر کرتی رہتی ہیں اور سرکار نوازرہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ سرکار اپنے کرم سے اِس بچی کو دینی و دنیاوی دولت، عزت، شہرت اور صحت سے نوازیں، دیگر بچیوں کو اور اُن کے والدین کو بھی۔ میں چاہتا تھا کہ بچی اور پروفیسر صاحب کے اوپر جو کرم ہو رہا ہے اُس کے پورے حالات تحریری طور پر مجھے مل جائیں اور اُس کو میں اِس ایڈیشن میں شائع کر دوں، لیکن ایسا نہ ہو سکا۔

شبیہہ مبارک کے جلوے......پرشُوتم بابو اور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ:

۸ر دسمبر ۱۹۴۸ء کی شام کو جناب بینر جی صاحب نے جو گورنمنٹ پریس میں ملازم ہیں، چشم دید واقعہ بیان کیا۔

پرشُوتم بابو (نقشہ نویس) پنشن یاب چھنداواڑہ (سی۔پی) ہر جمعرات کو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شبیہہ مبارک کے سامنے اگربتّی، لوبان جلا کر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تصور قائم کرتے ہیں، جیسے ہی تصور قائم ہو جاتا ہے اُن پر ایک خاص کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اِس عالم میں لوگوں کے دلوں کے حالات بتاتے ہیں۔ سینکڑوں عرض مند حاضر ہوتے ہیں۔ اور اپنی مُراد پاتے ہیں۔ ۵۰-۱۹۴۹ء تک وہ حیات تھے اور ہندو مسلم سب ہی اُن سے فیض پا رہے تھے۔

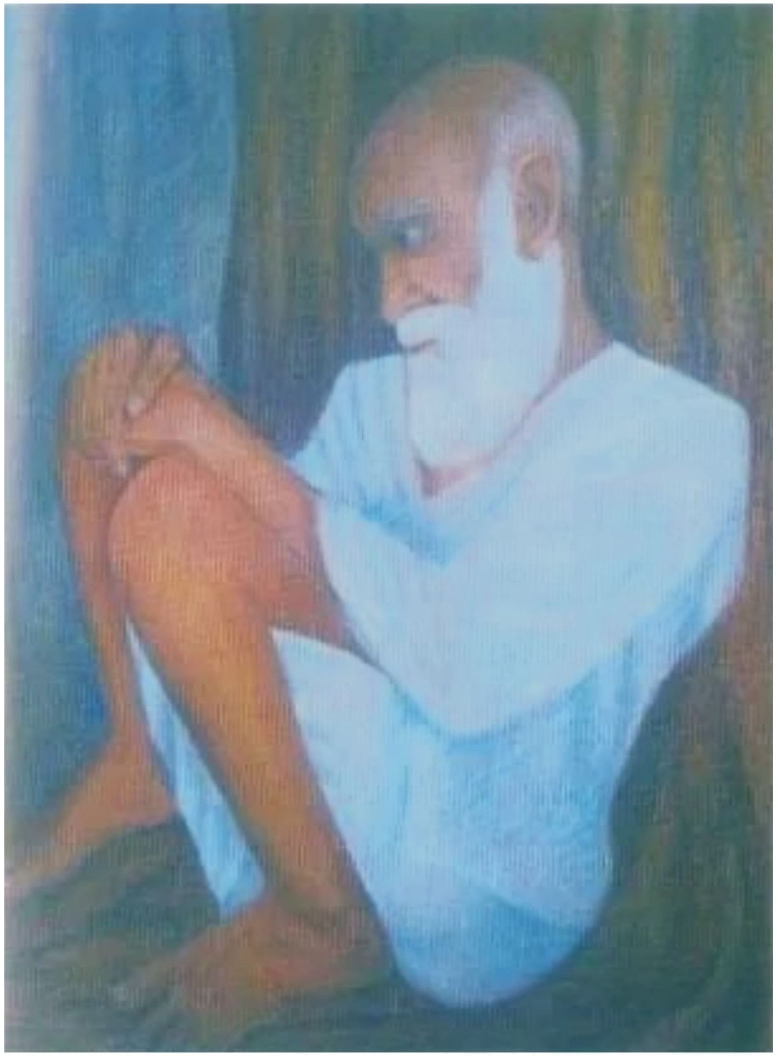
گلے میں شبیہہ کا لاکٹ:

محمد یامین صاحب بُلند شہر والوں کی پھوپھی میاں ولی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھیں۔ بُزرگوں سے بے حد عقیدت رکھتی تھیں۔ اُن کے بھائی محمد شیر صاحب پر کسی نے جادو کر دیا تھا۔ جس کی وجہ سے پورا خاندان پریشان تھا۔ ایک روز رات میں کثرت سے درود شریف پڑھ کر ایصال ثواب کیا اور سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کر کے سو گئیں۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ خواب میں تشریف لائے۔ حکم دیا: ”تیرے سرہانے صبح ہماری شبیہہ کی لاکٹ نکلے گا، اُسے بھائی کے گلے میں ڈال دینا، جادو ختم ہو جائے گا۔“

صبح تکیہ کے نیچے لاکٹ ملا وہ بھائی کے گلے میں ڈالتے ہی اللہ کا فضل ہو گیا۔

خورشید احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت قبلہ کریم بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب انڈیا واپس جانے لگے تو اُن کو اپنے چالیس سال پہلے کے خواب کی تعبیر میں پاک پٹن شریف بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر اور وہیں صابر پاک رحمۃ اللہ علیہ کے حجرہ مبارک پر حاضری دینی تھی۔ چنانچہ اُن کو رخصت کرنے کے لئے میں (قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی) اور میرے دو محب مخلص (حاجی محمد عثمان اور حاجی مقبول احمد تاجی) تھے۔ جب ہم لوگ پاک پٹن شریف پہنچے تو رات ہو چکی تھی۔ دربار کے ایک حجرہ میں قیام رہا۔ صبح حضرت کے پاسپورٹ کی اِنٹری کرانے میں اور حاجی محمد عثمان تھانے گئے۔ وہاں ایک صاحب سے واپس ہوتے وقت ملاقات ہوئی۔ نورانی چہرہ کے بزرگ



خصوصی شبیہ مبارک حضرت تاج الاولیاءؒ

تھے۔ اُنہوں نے دریافت کیا ''آپ لوگ کہاں سے آئے ہیں اور کہاں جانا ہے؟''

میں نے تفصیل بتائی اور حضرت قبلہ کی حاضری کا ذکر کیا۔ اس پر اُنہوں نے درخواست کی کہ ''میں حضرت کی قدم بوسی حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ یہاں سے فارغ ہوکر سیدھا وہیں پہنچتا ہوں۔ آپ حضرت کو روک رکھیں۔'' ہم دونوں جیسے ہی واپس آئے، اُس کے چند منٹ کے بعد حضرت قبلہ نے حکم دیا فوراً واپسی کی تیاری کرو۔ ساہیوال ہوتے ہوئے حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں حاضری دینا ہے۔ چنانچہ دس منٹ میں ہم لوگ تیار ہوکر واپس سلام پیش کرنے حضرت بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کے دربار کے دروازے پر آچکے تھے کہ خورشید صاحب پہنچ گئے۔ حضرت قبلہ کی دست بوسی اور اپنا تعارف کرانے سے پیشتر درخواست کی کہ میرے غریب خانے پر چل کر کھانا کھالیں اور وہاں سے روانہ ہوجائیں۔ حضرت قبلہ نے ایک منٹ سوچا اور جواب دیا ''بابا اَب فقیر کا بستر اُٹھ چکا ہے اور یہاں سے سیدھے گاڑی پر جائیں گے۔'' کافی لوگ جمع ہوگئے تھے۔ چنانچہ ہم لوگ چڑھائی سے نیچے آئے، خورشید صاحب ہمراہ تھے۔ اُنہوں نے پھر درخواست کی کہ یہاں بیٹھ کر پانی ہی پی لیں۔ چنانچہ حضرت قبلہ نے اُسے منظور کرلیا۔ وہیں ایک کولڈ ڈرنک کی دوکان تھی، وہاں سب بیٹھ گئے۔ کافی حضرات تھے۔ کُرسیاں اُسی دوکاندار نے ڈال دی تھیں۔ خورشید صاحب نے سب کو ٹھنڈی بوتلیں پیش کیں۔ پان بنوا کر کھلائے اور حضرت قبلہ کی خدمت میں نذر پیش کرکے حضرت بابا سید محمد تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت کا ایک خصوصی واقعہ سُنایا۔ جو اُن کی ہی زبانی پیش کررہا ہوں:

میں سرہند کا باشندہ ہوں (وہ نقشبندی سلسلہ سے بیعت تھے، اُس کا بھی تذکرہ کیا تھا) یہاں میری روئی صاف کرنے کی فیکٹریاں ہیں (جیننگ فیکٹریاں)۔ بھٹو صاحب کے زمانے میں قومی ملکیت میں لے لی گئی تھیں۔ میں بال بچوں والا آدمی ہوں اور بُزرگوں کا بے حد عقیدت مند ہوں۔ یہاں سرکار بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کے لنگر میں اور اُس کے علاوہ بابا صاحب کے جو مہمان آتے ہیں، اُن کی خدمت میں و دیگر بُزرگوں کی نذر نیاز میں اُنہی کا دیا ہوا سالانہ (۲۰۔۲۵) بیس پچیس ہزار روپیہ خرچ کرتا ہوں۔ اِن فیکٹریوں کے چلے جانے

کے وجہ سے بے حد پریشان تھا۔ میرے گھر میں حضرت بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی شبیہہ مبارک موجود ہے۔ ایک روز اِسی پریشانی میں شبیہہ مبارک کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوگیا۔ اوراپنی ساری پریشانی عرض کی۔ میری نظریں شبیہہ مبارک پر جمی ہوئی تھیں۔ دیکھتا کیا ہوں کہ لب مبارک میں (شبیہ کے) جنبش پیدا ہوئی اور فرمایا:

''مت گھبراؤ ہم قانون بدل دیں گے۔''

چنانچہ چند روز بعد ہی قانونی میں تبدیلی آئی اور چھوٹی فیکٹریاں اُن کے مالکوں کو واپس کردی گئیں۔ اِس طرح میرے ساتھ ساتھ کتنے اور لوگوں کا جو مجھ سے زیادہ پریشان تھے، فائدہ ہوگیا اور اپنے روزگار سے لگ گئے۔ میرا یہ واقعہ آپ لکھ لیں۔

چنانچہ میں (قاضی محمد علی تاجی) نے وہیں یہ واقعہ لکھ لیا۔ اس کے علاوہ اِس کتاب میں جمشید پارسی کا واقعہ اور دیگر واقعات ہیں، جو فوٹو سامنے رَکھ کر حضور رحمۃ اللہ علیہ کا تصور قائم کرتے ہیں اور اپنی مُراد کو پہنچے ہیں۔

تم لوگ اِس کو فوٹو سمجھتے ہو؟

مقبول احمد تاجی کا تفصیلی ذکر سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ بیعت میں آچکا۔ اُن کی صاحبزادی عزیزہ یاسمین نواب شاہ میڈیکل کالج میں ڈاکٹری کے آخری سال کی تعلیم حاصل کررہی تھیں۔ اِس بچی کو مارچ ۱۹۸۵ء میں ایک شب ہاسٹل میں سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خصوصی کرم سے نوازا۔ بچی ہی کی زبانی پیش قارئین ہے۔ (قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی)

ایک رات میں کالج کے ہاسٹل میں آرام کررہی تھی، خواب میں دیکھا کہ میں اپنے ناظم آباد کراچی والے مکان میں ہوں اور صحن سے والد صاحب کے کمرہ میں داخل ہورہی ہوں۔ جیسے ہی کمرہ میں داخل ہوئی تو کمرہ کی دیوار پر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شبیہہ مبارک دِکھائی دی۔ شبیہہ مبارک جیسے ہی میں نے غور سے دیکھی تو معلوم ہوا کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ شبیہ مبارک سے نکل کر نیچے میرے سامنے تشریف لے آئے۔ جیسے ہی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نیچے آئے، پورا کمرہ نور سے منور ہوگیا۔ یہ ایسی روشنی تھی جس کو دیکھنے کی میری آنکھوں میں تاب

نہ تھی۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ بالکل قریب آئے اور اِسی دیوار کی طرف جہاں شبیہہ مبارک لگی ہوئی تھی، اشارہ کرکے فرمایا: ''تم لوگ اِسے فوٹو سمجھتے ہو؟'' اس کے علاوہ کچھ اور بھی ارشاد فرمایا جو مجھے یاد نہ رہا۔ صرف یہ بات یاد رہی کہ ''تُو دُبلی ہوجائے گی۔'' یہ کئی بار فرمایا تھا۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ جس وقت سرکار نیچے تشریف لائے تو روشنی کے علاوہ پورے کمرہ میں تھالوں میں سجے بہترین قسم کے پھل میوے اور انواع اقسام کے کھانے بھی رَکھے ہوئے ہیں۔

اِسی روشنی کی تاب نہ لاتے ہوئے میں جلد بیدار ہوگئی۔ اور کراچی آکر میں نے یہ مبارک خواب اپنے والدین کو سُنایا۔

عبدالرحمٰن سنی صاحب جو مولانا ذہین شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہیں۔ اُنہوں نے کئی پریشان حضرات کو حضور رحمۃ اللہ علیہ کی شبیہ مبارک دیں۔ اللہ کے فضل سے اُن کی پریشانیاں دور ہوگئی۔ حاجی احمد ڈاما تاجی نے کئی ہزار شبیہہ مبارک پرنٹ کروائی ہیں اور دربار میں دیں جو حاجت مندوں کو بغیر کسی ہدیہ کے دیتے ہیں۔ اُن کا جب ذکر آتا ہے تو مجھے حضرت سید احمد پٹیل صاحب یاد آتے ہیں۔ جن کا جوان بیٹا پانی میں ڈوب کر انتقال کر گیا تو حضور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سے نہ اُٹھے اور فرمایا میں جس کی خدمت میں بیٹھا ہوں اُسے سب کچھ معلوم ہے۔ جا کر دفن کردو۔ کچھ ایسا ہی حال آپ کا بھی پایا۔ جوان بچہ جس کی شادی ہونی تھی، اپنے دوست کو بچانے کے لئے دریا میں کود پڑا اور شہید ہوگیا۔ مگر یہ عاشق بابا کی شکن پر بل بھی نہیں آیا، بلکہ کرم پر کرم ہورہا ہے، سرکار نواز رہے ہیں۔ اب تاج پرنٹرز نے شبیہہ مبارک شائع کردی ہیں، گجرات سے راشد تاجی نے بھی شائع کرائی ہیں۔

وقت آخر دیدار سے نوازا:

بابا عبدالرحمٰن خان صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مندوں میں جناب کے ایف حیدر صاحب مرحوم مغفور کی اہلیہ محترمہ جن کو سب اَمّاں جی کہا کرتے تھے۔ سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی فدائی تھیں۔ سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے اُن کی عقیدت دیکھ کر رَشک ہوتا تھا۔ اُن کا جس روز انتقال ہوا میں حیدرآباد میں تھا۔ اس لئے اُن کی میّت میں شریک نہ ہوسکا۔ واپس آنے پر معلوم ہوا تو حیدری صاحب قبلہ کے ہمراہ تعزیت کے لئے اُن کے گھر گیا۔ اُن کے بڑے

صاحبزادے نے امّاں جی کے انتقال کی تفصیل بتائی، جو پیش کر رہا ہوں۔

جس رات انتقال ہوا اپنے پوتے پوتیوں کے ہمراہ رات بارہ بجے تک لوڈو کھیل رہی تھیں۔ اُٹھ کے بعد بستر پر گئیں۔ ڈیڑھ بجے ہم لوگوں کو بلایا اور حکم دیا کہ میرے کمرے کی تمام کھڑکیاں اور دروازے کھول دو۔ اور بڑے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شبیہ مبارک لے آؤ۔ چنانچہ حکم کی تعمیل کی گئی۔ امّاں جی نے شبیہ مبارک لے کر آنکھوں سے لگائی سر پر رکھا اور سینہ پر رکھتے ہی جان جان آفرین کے سپرد کردی۔ اس طرح بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ادنیٰ فدائی کے آخری وقت پر خصوصی کرم فرمایا۔ **انا اللہ وانا الیہ راجعون۔**

شبیہ مبارک سے فیض:

حبیب سرحدی تاجی رحمۃ اللہ علیہ سے میری ملاقات غالباً ۱۹۷۵ء میں مقبول احمد تاجی نے کروائی۔ وہ ایک روز اُن کو دربار تاج الاولیاء قصبہ کالونی لے کر آئے۔ تعارف کے بعد بتایا کہ اُن کو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شبیہ مبارک چاہیئے اور آپ خود ایک ماہ بعد اُن کے گھر ناظم آباد نمبر ۳ جا کر لگائیں گے۔ چنانچہ مجھے یہ لوگ ایک ماہ بعد حبیب سرحدی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر لے گئے۔ وہاں شبیہ مبارک لگوائی۔ اُس کے بعد حبیب سرحدی صاحب اپنے آبائی گھر پشاور شفٹ ہوگئے۔ دو سال تک تو کوئی خبر نہ ملی۔ دو سال بعد خط و کتابت شروع ہوئی تو پتہ چلا کہ سرکار کا بے حد کرم ہو رہا ہے اور اپنے ہر معاملہ کو وہ شبیہ مبارک کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں اور جواب بھی لیتے ہیں۔ اِس طرح اپنے سب کام کرا لیتے ہیں۔ اُن پر کرم اِس حد تک بڑھا کہ مجھ عاجز کو حکم ہوا کہ اُن کا نام پلٹن کے بچوں میں لکھ کر اُسے اجازت خلافت دے دی جائے۔ جو میں نے پشاور جا کر عطا کیا۔ وہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کی تبلیغ بڑے ٹھوس طریقے سے کر رہے تھے۔ اَب اُن کا وصال ہوگیا ہے۔ اُن کی صاحبزادی بٹیا اختر محل تاجی سلسلہ تاجیہ میں داخل ہوگئی ہیں اور بابا رحمۃ اللہ علیہ کے بچوں کی خدمت کر رہی ہیں۔ اَب اُن کی نواسی غزالہ تاجی بھی سلسلہ میں داخل ہوگئی ہیں اور بابا رحمۃ اللہ علیہ کے بچّوں کی خدمت کر رہی ہیں۔ سرکار اپنے کرم سے نوازیں اور جلد بامُراد کریں (آمین)۔

(راوی: قاضی میر محمد علی شاہ تاجی)

تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنے نام کے ساتھ رہتا ہے:

بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی شان ہی نرالی ہے۔ کہتے ہیں اور سُنا تھا کہ سرکار اپنے چاہنے والوں کا خیال ہر پَل رکھتے ہیں۔ حقیر ناچیز بے عقل بے ہوش، ایک رات پریشانی کے عالم میں اپنے گھر کے اُس کمرے میں جہاں سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا مرقع آویزاں ہے، سرکار رحمۃ اللہ علیہ کو یاد کرتے ہوئے بے خبر سو گیا۔ اُن دنوں شہر کے حالات انتہائی خراب تھے اور ہر پَل خوف کا دور دورہ تھا، کہ رات کے کسی پہر اچانک آنکھ کھل گئی اور اُٹھ بیٹھا اور گھبرا کر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرقع کی طرف نظر ڈالی تو تصویر خالی تھی۔ میں حیران رہ گیا لیکن جب نیچے نظر کی تو بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ کو صوفے پر تشریف فرما دیکھا۔ اپنا سر قدموں میں جھکا کر عرض کی:

''سرکار رحمۃ اللہ علیہ آپ؟''

سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''ہاں میں ہوں، تم سو جاؤ۔''

میں فوراً سو گیا۔ اِس سے واضح ہوا کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ اپنے بچوں کی ہر طرح حفاظت کرتے ہیں۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان سُن کر مجھے تسلی ہوگئی اور میں فوراً سو گیا۔ یہ واقعہ آج تک میرے ذہن میں تازہ ہے اور میں اَب اَپنے آپ کو کبھی اَکیلا نہیں سمجھتا۔

(راوی: شیراز مسعود شاہ۔ کراچی B-245 بلاک N نارتھ ناظم آباد)

اَب یہ بچّہ شادی کر کے معہ بیگم لندن چلا گیا ہے۔

شبیہ مبارک سے عقیدت کے فوائد:

میں جن دنوں اسٹاک ایکسچینج میں کاروبار کر رہا تھا، ایک نوجوان وکیل ابرار احمد اکثر میرے پاس آ کر کہتے، مجھے کیس دلاؤ۔ ایک روز میں نے اُن کو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شبیہ مبارک دی اور اُن سے کہا کہ آپ اِن سے عرض کریں، انشاء اللہ آپ کو بہت کیس ملیں گے۔ اُس کے بعد وہ ایک عرصہ تک میرے پاس نہیں آئے۔ اتفاق سے ایک شخص میرے پاس آیا وہ ایک کیس میں پھنس گیا تھا۔ وکیل کو دینے کے لئے پیسے نہیں تھے۔ میں نے اُن سے کہا ''بھائی ایک وکیل صاحب میرے پاس آتے تھے، فلاں جگہ اُن کا دفتر ہے، تم

میرے حوالہ سے اُن سے جا کر ملو۔ مجھے اُمید ہے وہ تمہارا کام کر دیں گے۔'' وہ شخص دوسرے ہی روز اُن سے جا کر ملا۔ اُس شخص کا کیس لڑنے کا انہوں نے وعدہ کرلیا اور مجھے سلام کہلوایا اور کہا کہ میں انشاءاللہ کل سنی صاحب سے ضرور ملوں گا۔ چنانچہ وہ دوسرے روز مجھ سے ملنے آئے۔ ایک عرصہ سے نہ ملنے کی معذرت چاہی اور بتایا کہ میں بار ایسوسی ایشن کا صدر ہو گیا تھا اور بے حد مصروف رہتا ہوں۔

میں نے شبیہہ مبارک کا دریافت کیا تو ڈائری کھول کر دکھایا کہ یہ رہے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ جس روز سے آپ نے یہ شبیہہ مبارک عطا کی میری کایا ہی پلٹ گئی۔ آج تک میں نے کوئی کیس نہیں ہارا۔ صبح جب گھر سے نکلتا ہوں تو ڈائری کھول کر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو تمام کیسوں کی تفصیل بتا دیتا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ سب میں کامیابی ہونی چاہیئے اور اللہ کے فضل سے سب میں کامیاب ہوتا ہوں۔ آپ کا بے حد احسان مند ہوں کہ آپ نے مجھے مُرشد کامل کی طرف رجوع کرادیا۔ (راوی: عبدالرحمٰن سَنی)

شبیہہ مبارک نے اثرات غائب کر دیئے:

بہادر آباد کے کسی مکان میں اُن کے ایک ملاقاتی رہنے کے لئے آنے والے تھے۔ سنی صاحب نے اُن کو بابا صاحب کی شبیہہ مبارک دی کہ یہ لگا کر اُس گھر میں منتقل ہو جاؤ۔ چنانچہ اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔ مجھے اُنہوں نے اِس مکان کا جو کرایہ بتایا تھا وہ آج کل کے کرائے سے چوتھائی تھا۔ اِس لئے میں نے اُن کو شبیہہ مبارک دی کہ گھر میں کوئی گڑ بڑ ہوگی۔ اِس لئے اِتنے کم کرایہ میں مل گیا۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیٹھ جائیں گے تو گڑ بڑ دور ہو جائے گی۔ وہ کہیں اپنا مکان بنا رہے تھے۔ جب اُن کا مکان بن گیا تو انہوں نے مالک مکان سے کہا کہ میرا مکان تعمیر ہو چکا ہے، چنانچہ فلاں تاریخ کو میں آپ کا مکان خالی کر دوں گا۔ اِس تاریخ سے دو روز قبل مالک مکان آئے تو اُنہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ آپ اِتنا عرصہ اِس مکان میں رہے آپ کو یا آپ کے گھر کے کسی فرد کو کوئی ڈَر یا خوف تو محسوس نہیں ہوا۔ میں نے اُن سے کہا بالکل نہیں۔ تب اُنہوں نے دریافت کیا کہ کیا آپ

کچھ عمل کرتے ہیں۔ میں نے کہا نہیں۔ تب اُنہوں نے بتایا کہ اِس بنگلہ پر کچھ ایسے اثرات تھے کہ کوئی کرایہ دار ایک ہفتہ سے زیادہ اِس مکان میں نہیں رہا۔ بھاگ گیا یا نقصان اُٹھایا۔ ایک عرصہ سے خالی پڑا تھا۔ اُن کی اس بات پر میں نے اُن کو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شبیہہ مبارک کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ ہم نے تو اُن کو بٹھایا ہے۔ اِس پر انہوں نے درخواست کی کہ آپ اِن کو یہاں چھوڑ جائیں، بڑی مہربانی ہوگی۔ چنانچہ وہ شبیہہ مبارک وہاں چھوڑ کر میں نے دوسری حاصل کر کے نئے مکان میں لگا دی۔ (راوی: عبدالرحمٰن سنی)

سرکار تاج الاولیاء کی محبت وشفقت:

(قاضی سید امجد علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیاض سے)

حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے بچوں، مُریدین، خلفاء اور تمام حاضر ہونے والے لوگوں کے لئے دو لفظ استعمال کرتے تھے۔ کبھی کہتے ''ہمارے بچے''، کبھی ''ہماری پلٹن''۔ اور نہایت شفقت سے پیش آتے۔ چاہے آپ جلالی کیفیت میں ہوں یا جمالی۔

۱۔ آپ فرماتے، ہمارے بچوں کو اگر کوئی بُری نظر سے دیکھتا ہے تو ہم آگے بڑھ کر اُس کی آنکھیں نکال لیتے ہیں۔ (دو اُنگلیوں کے اِشارے سے بتایا۔ اِس طرح آنکھیں نکالتا ہوں)

۲۔ ہمارے بچے کسی میدان میں نہیں ہارتے۔ ارشاد کا واضح مطلب یہ ہے کہ حاضر و غائب سب بچوں کی پُشت پناہی فرماتے تھے اور آج بھی یہی ہو رہا ہے۔

۳۔ خان صاحب عبدالرحمٰن خان تاجی کا بڑا لڑکا رشید الرحمٰن حضور کے سامنے کھیل رہا تھا۔ بالکل گود کا بچہ تھا۔ حضور اُسے پیار سے دیکھ رہے تھے۔ اُس معصوم نے حضور رحمۃ اللہ علیہ کے بالکل قریب پیشاب کر دیا۔ خدام ناراض ہو کر کہنے لگے اُٹھاؤ اِس بچے کو، آپ لوگ چھوٹے بچوں کو کیوں ساتھ لاتے ہیں۔ پاکی ناپاکی کا خیال نہیں رکھتے۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ سُن کر خدام کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور ڈانٹ کر فرمایا: رہنے دے رے آدمی کا بچہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ناسمجھ معصوم بچہ ہے، پیشاب تو کرے گا۔

۴۔ علی الدین صاحب ہاشمی سپرنٹنڈنٹ کھاروا اسٹیٹ (سینٹرل انڈیا) حکیم سید ظفر

حسین صاحب جو سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے بہت چہیتے غلام تھے، اُن کے بہت گہرے دوست تھے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ میں اکثر چھٹی لے کر حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور حکیم صاحب کے مہمان رہتے۔ ایک روز گانجا کھیت میں حکیم صاحب اور علی الدین صاحب، حرمزجی صاحب کی چوڑی کی دوکان پر بیٹھے ہوئے تھے۔ علی الدین صاحب نے شکایتاً یہ جملے کہے کہ باوا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اَب ہمیں جلدی جلدی نہیں بُلاتے، کبھی دیدار بھی نہیں دیتے۔ یہ کہنا ختم ہوا تھا کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا تانگہ دوکان کے سامنے رُکوایا۔ اور اُتر کر علی الدین صاحب کی گردن تھام کر فرمایا ''تاج الدین کی لگی ہوئی سیاہی نہیں چھوٹتی۔''

یہ فرما کر علی الدین صاحب پر یہ ثابت کر دیا کہ ہم تمہاری یاد کے ساتھ ہیں۔

تصدق اِس کرم کے میں کبھی تنہا نہیں رہتا
کبھی جب تم نہیں آتے تمہاری یاد آتی ہے

۵۔ ایک روز سرکار رحمۃ اللہ علیہ کو ایک غلام نے باوا کہہ کر مخاطب فرمایا۔ میرے آقا کے قربان، فرماتے ہیں ''میں تو تیری ماں ہوں رے'' حقیقت یہی ہے ماؤں سے زیادہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بچوں سے محبت فرمائی ہے۔ ویسے تو سب ہی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ باوا ہی کہتے تھے لیکن یہ شخص دنیاوی محبت سے محروم تھا، اِس لئے اُسے ماں کا پیار دیا۔

٦۔ احمد خان صاحب اَکولے والوں کو سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے واکی شریف کے اسپتال میں ٹھہرایا تھا۔ وہاں اُن کو رات میں انگلی (سیاہ قسم کا بڑا بچھو) نے ڈَنک مار دیا۔ اُس بچھو میں بے حد زہر ہوتا ہے۔ اُس کے اَثر سے خان صاحب کو بے حد تکلیف تھی اور کافی پسینہ آ رہا تھا، کوئی علاج کارگر نہ ہوا، تب حضور کو اطلاع دی گئی۔ اِس رہبر پر قربان، خان صاحب کی محبت میں آپ کو جلال آ گیا۔ اپنی چادر مبارک کو آسمان کی طرف تان کر فرمایا:

''بیلاں بہت ستاتے ہیں۔ یاد رکھنا میرا نام تاج الدین ہے۔ آج سے کسی نے میرے کسی بھی بچے کو چھیڑا تو تختہ زمین اُلٹ دوں گا۔''

خان صاحب کا زہر تو سرکار کو خبر پہنچتے ہی اُتر گیا تھا۔ اُس روز کے بعد آج تک سانپ، بچھو، یا کسی زہریلے جانور نے کسی کو تکلیف نہیں پہنچائی۔ واکی شریف میں جہاں پلنگ

مبارک رکھا ہے، وہاں شیر اکثر حاضر ہو کر سَلامی دیتا ہے۔ لیکن کبھی کسی کو غرّا کر بھی نہیں دیکھتا۔ واکی شریف کے میدان میں بندر کافی تعداد میں ہوتے ہیں، لیکن عُرس واکی شریف کے دوران ۳ چار روز بندر بالکل غائب رہتے ہیں۔ واکی کے ششماہی عُرس میں بھی بہت بڑا اجتماع ہوتا ہے۔ جس میں عورتیں اور بچوں کی بھی کافی تعداد ہوتی ہے۔ وہاں بندر کسی کو پریشان نہیں کرتے۔ اِس کے باوجود بچے اور عورتیں کہیں اُن کو دیکھ کر ڈر اور خوف محسوس نہ کریں وہ خود کہیں اور چلے جاتے ہیں۔ اللہ کے ولی کی یہ شان آج بھی دیکھی جا سکتی ہے۔

☆☆☆

ہمارے بچوں کو بُری نظر سے دیکھنے والوں کی آگے بڑھ کر آنکھیں نکال دیتا ہوں (باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ)

سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے کلمہ کی اُنگلی اور بیچ کی اُنگلی دِکھا کر کئی بار فرمایا:

''ہمارے بچے کو بُری نظر سے دیکھنے والے کی میں آگے بڑھ کر اِس طرح آنکھیں نکال دیتا ہوں۔'' حاجی احمد ڈاما تاجی حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اُن بچوں میں ہیں جو بابا صاحب کے نام پر تن من دھن قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا اُن پر خصوصی کرم ہے۔ اِس کے باوجود اُن کی اِنکساری کا یہ حال ہے کہ خود کو سرکار کا کمینہ کتّا کہتے ہیں۔

قارئین! مندرجہ واقعہ سے اندازہ کریں کہ میرے آقا کا اُن پر کتنا کرم ہے۔ ہری مسجد بھیم پورہ میں حضرت امام شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے۔ ڈاما صاحب وہاں کے پرانے حاضر باش ہیں۔ ۱۹٦۱ء میں اُن کے ساتھ ایک خصوصی واقعہ پیش آیا، جو اُن کی زبانی پیشِ قارئین ہے۔ (قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی عفی عنہ)

☆☆☆

۱۹۶۱ء میں حضرت امام شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حسب معمول حاضر ہوا۔ فاتحہ پڑھ کر مزار شریف سے باہر آیا تو روڈ پر ایک سفید ریش نورانی چہرہ کے بُزرگ کو اپنی طرف آتے دیکھا۔ وہ بُزرگ میرے سامنے آکر کھڑے ہو گئے اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''مجھے کچھ دو۔'' اُن کے اِس سوال پر میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میں تو ایک ماڈرن آدمی ہوں، یہ چہرہ اور لباس سے بُزرگ معلوم ہوتے ہیں۔ میں اُنہیں کیا دے سکتا ہوں۔ چنانچہ میں نے اُن کو مزار مبارک کی طرف ہی رجوع کرنا مناسب سمجھتے ہوئے اُن سے عرض کیا: ''آپ اَندر جا کر حاضری دیں اور فاتحہ پڑھیں۔''

جواب میں اُنہوں نے فرمایا: ''مجھے اندر جانے کی ضرورت ہے اور نہ فاتحہ پڑھنے کی۔''

یہ فرما کر وہ درگاہ کے مجاور کے پاس گئے۔ میں دیکھتا رہا۔ لوٹ کر پھر میرے پاس آئے اور مجاور کی طرف اِشارہ کر کے مجھ سے کہا ''نہ وہ مَرد ہے اور نہ تُو مَرد''۔

اُن کے یہ الفاظ سُن کر مجھے خیال ہوا کہ یہ تو کچھ روحانیت کی بات کر رہے ہیں۔ اِس پر میں نے اُن سے عرض کیا: ''اگر آپ میں طاقت ہے تو مَرد بنا دیجئے۔''

اِس کے جواب میں انہوں نے فرمایا: ''تم بمبئی اور دیگر جگہ جاتے رہتے ہو اور مجھے کچھ نہیں دیتے۔'' یہ فرماتے ہی اُن کی کچھ عجیب سی کیفیت ہوئی اور مجھ سے فرمانے لگے: ''تمہاری آواز اَب مجھے کچھ جانی پہچانی لگ رہی ہے۔ بتاؤ تم کون ہو؟''

یہ سننا تھا کہ مجھ پر ایک کیفیت طاری ہوگئی اور یہ محسوس ہوا کہ میرے اَندر سے کوئی بول رہا ہے اور یہ الفاظ نکلے ''تم نے مجھے نہیں پہچانا، اگر نہیں تو ناگپور تو یاد ہوگا۔''

یہ الفاظ نکلنے کے فوراً بعد وہ میرے قدموں پر گر گئے اور مچھلی کی طرح روڈ پر تڑپنے لگے۔ یہ منظر دیکھ کر کہ ایک جنٹلمین آدمی کے قدموں پر سر رَکھ کر ایک بُزرگ تڑپ رہا ہے، پبلک جمع ہوگئی۔ لیکن میرے اندر جو قوت پیدا ہوگئی تھی اُس کی وجہ سے میں اپنی جگہ اِسی طرح کھڑا تھا۔ یکا یک میری زبان سے پھر وہی لفظ نکلے: ''اندر جاؤ اور حاضری دے کر فاتحہ پڑھو۔''

چنانچہ وہ میرے ہمراہ اندر درگاہ میں گئے اور وہاں فرمایا: ''میں ولی اللہ، میرا بھائی لال

شاہ ولی اللہ، میں نے نظام الدین اولیاؒ میں حاضری دی۔ خواجہ غریب نوازؒ میں حاضر ہوا۔ لیکن بابا تاج جو تو نے دیا وہ کسی نے نہیں دیا۔''

یہ فرما کر میرا ہاتھ لے کے چومنا شروع کیا اور پھر منہ میں لے کر چوسنا شروع کیا۔ اِس وقت مجھے یہ خیال آیا کہ یہ کہیں ہاتھ چبا نہ لیں یہ خیال آتے ہی اُنہوں نے رو رو کر فرمایا: ''تاج بابا رحمۃ اللہ علیہ اگر آپ نے معاف نہیں کیا تو میں کہیں کا نہیں رہوں گا۔''

اُن کے یہ الفاظ سننے کے ساتھ ہی سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے ایک ایسی روشنی عطا کی جس سے یہ سمجھ میں آیا کہ سرکار فرما رہے ہیں ہمارے بچے کو نامَرد کہنے والے کو ہم اِس طرح نامَرد بنا دیتے ہیں۔

اِسی وقت اُنہوں نے میرا ہاتھ تو چھوڑ دیا لیکن گڑگڑاتے رہے۔ میں اُن کو وہیں درگاہ میں چھوڑ کر روانہ ہوگیا۔ اُس کے بعد اُن سے میری ملاقات نہیں ہوئی۔

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بچہ کو نامَرد کہنے والے کا حال آپ نے دیکھا۔ حقیقت یہی ہے کہ بابا کے ادنیٰ سے ادنیٰ بچے کی سرکار بابا صاحب اسی طرح نگہبانی فرماتے ہیں۔ یہ واقعہ تو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سچے پکے غلام کا ہے۔ میرے آقا جھوٹے نام لینے والوں کا بھی کام چلاتے ہیں۔

طوفان میں گھری ہوئی کشتی پار لگا دی:

محمد سلیمان شمسی تاجی فرماتے ہیں۔ ۱۹۶۰ء میں، میں دوبئی سے لانچ کے ذریعہ قطر جا رہا تھا۔ لانچ رات میں دبئی سے روانہ ہوئی۔ فجر کی نماز کے بعد لانچ طوفان میں گھِر گئی۔ لانچ کا ناخدا اور تمام لوگ بے حد پریشان ہو گئے۔ یہ محسوس ہوتا تھا کہ لانچ اَب ڈوبنے ہی والی ہے۔ ناخدا اور دیگر کارندے مایوس ہو چکے تھے۔ میں نے سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو چیخ کر پُکارا کہ سرکار مدد کا وقت ہے، مدد کیجئے۔ میری چیخ ختم ہونے سے پہلے ہی یہ محسوس ہوا کہ تاج والے بابا تشریف لے آئے ہیں اور حکم دے رہے ہیں کہ لانچ کو بڑھاؤ۔ چنانچہ میں نے ناخدا کو چِلّا کر کہا لانچ کو آگے بڑھاؤ۔ ناخدا نے لانچ جیسے ہی آگے بڑھائی خدا گواہ ہے کہ یہ محسوس ہوا کہ سمندر میں بالکل سکوت پیدا ہوگیا۔ اُس وقت میری زبان پر سرکار کی

منقبت کا یہ شعر تھا۔

کشتی عمر فنا بحر خطا میں ڈوبی
بادباں ٹوٹ گئے آپ سنبھالو بابا

اِس طرح ہم سب لوگ بخیریت قطر پہنچ گئے۔ محمد سلیمان صاحب کا بھی انتقال ہو گیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ راجعون○

یا بابا تاج الدین المدد:

حاجی مقبول احمد جن کا ذکر طریقہ بیعت میں آچکا ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ ۱۹۵۲ء میں بذریعہ ہوائی جہاز کراچی سے دہلی جا رہے تھے، وہاں سے مجھے اپنے گاؤں جو بارہ بنکی ضلع میں ہے جانا تھا۔ کراچی سے جہاز روانہ ہوا۔ راستہ میں طوفان میں گھر گیا۔ جہاز کے کپتان نے خطرہ کی تختی لگوا دی۔ اِس طوفان کی وجہ سے جہاز کی حالت یہ تھی کہ پرندہ کی طرح ہچکولے کھا رہا تھا۔ ہر پسنجر مارے خوف کے پریشان تھا اور اپنے طور پر کچھ نہ کچھ پڑھ رہا تھا میں بھی درود شریف پڑھ رہا تھا۔ لیکن اَب تو یہ محسوس ہونے لگا کہ جہاز گرنے ہی والا ہے۔ میں نے آنکھیں بند کرلیں اور ایک خاص جذبہ کے ساتھ بابا کو یاد کیا۔ یا بابا تاج الدین المدد۔ یا بابا تاج الدین المدد۔ یہ الفاظ زبان سے نکلنے کے ساتھ ہی قلب مطمئن ہوا اور آنکھ کھول دی تو دیکھا کہ خطرہ کی تختی نکال دی گئی۔ جہاز خیریت سے دہلی پہنچ گیا۔ دہلی سے مجھے بذریعہ ریل سفر کرنا تھا۔ ریل کے سفر کے دوران جو منظر دیکھنے میں آیا وہ یہ تھا کہ بڑے بڑے تناور درخت جڑ سے اُکھڑے ہوئے زمین پر لیٹے نظر آئے۔ کئی کچے مکانات گرے ہوئے اور ایک عجیب افراتفری کا سماں دیکھنے میں آیا۔ جس میں راستہ کے طوفان کی نوعیت سمجھ میں آئی۔ اس طرح بابا صاحب نے مدد فرما کر جہاز کو خطرہ سے نکال دیا۔

ہر بلائے ناگہانی سر سے سرورؔ ٹل گئی
جب کہا میں نے کہ یاسرکار تاج الاولیاءؒ

اعترافِ وِلایت:

از: محمد ابراہیم خان صاحب فناؔ

جناب محمد ابراہیم خان صاحب فناؔ سی پی برار (بھارت) کے ہر دلعزیز مخلص لیڈر اور سچے پکے ہمدرد رہیں۔ آپ ضلع ناگپور مسلم لیگ کے صدر، آل انڈیا مسلم لیگ کے کونسلر، رکن مجلس عاملہ مسلم لیگ اور دیگر کئی عہدوں پر فائز رہے۔ سرکار بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کو بے حد عقیدت ہے۔ آپ کے ایک پوتے کی پیدائش سے قبل گھر کے افراد نے دربار میں حاضر ہو کر منّت مانی تھی کہ لڑکا ہوگا تو اُسے یہاں چھوڑ دیں گے وہ بچہ اَب جوان ہے۔ پورے طور پر جذبی کیفیت ہے۔ اِس بچہ کو دربار تو نہ چھوڑ سکے۔ کراچی میں جناب فنا صاحب کے ساتھ ہی ہے۔ جناب فنا صاحب کے بقول اِس پر ذرا سی بھی سختی ہم سب کے لئے تکلیف کا باعث بنتی ہے۔ سرکار بابا صاحب اپنا خصوصی کرم فرمائیں۔

(قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی)

☆☆☆

شہر ناگپور کے جس محلے میں رہتا تھا اُس کا نام ''بڑا لال صاحب'' تھا۔ میرے بچپن میں اِس محلے میں ایک بزرگ حضرت بدخشانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکان ''پیر گھر'' میں قیام فرماتے تھے۔ ناگپور میں اور اطراف میں اُن کے سینکڑوں مُرید تھے۔ میرے خاندان کے چند بزرگ بھی اُن کے مُرید تھے۔ جب حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامتوں کے چرچے شہر کے لوگوں میں ہونے لگے تو حضرت بدخشانی رحمۃ اللہ علیہ کے مُریدوں نے بھی اپنے پیر سے حضرت بابا تاج الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کی درخواستیں کیں۔ حضرت بدخشانی شریعت کے پابند ہونے کی وجہ سے ہمیشہ یہ کہہ کر ٹال دیا کرتے تھے کہ میں ایسے شخص سے نہیں ملتا جو شریعت کا پابند نہیں ہے۔ کئی دنوں تک حضرت بدخشانی رحمۃ اللہ علیہ اِسی طرح اپنے مُریدوں کو

سمجھاتے رہے۔ آخر ایک دن سینکڑوں کی تعداد میں اُن کے مُرید اکٹھے ہو کر اپنے پیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن سے بابا صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے کی پُرزور درخواست کی۔ چنانچہ اِس بار پیر صاحب اپنے مُریدوں کی درخواست کو رَد نہ کر سکے۔ اور ایک جمِ غفیر کے ساتھ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جونہی ایک دوسرے کی نظریں ملیں تو حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے غیظ وغضب کے عالم میں چیخ کر کہا ”ارے شریعت والا آ گیا ہے، ارے جلدی لنگی لا، دیر کی تو فتویٰ لگا دے گا۔“

(واضح رہے کہ اس سے قبل دونوں بزرگوں میں سے کسی نے بھی ایک دوسرے کو نہیں دیکھا تھا۔ حضرت بدخشانی رحمۃ اللہ علیہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے یہ جملہ سنتے ہی اُن کی ولایت کے قائل ہو گئے۔ اُس کے بعد جب تک حیات رہے پابندی کی ساتھ ہر جمعرات کو بعد نمازِ فجر اپنے مُریدوں کے ساتھ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے)۔

پُرنور ترا چہرہ بابا اِس تیرے فناؔ نے دیکھا ہے
تھا تیرے وطن میں اِس کا مکان اے بابا تاج الدین ولی

(محمد ابراہیم خان فناؔ)

اللہ کے بہت بڑے ولی

راوی: نواب صدیق علی خان مرحوم

مولانا شاہ زمان صاحب جیّد عالم تھے۔ جامع الازہر میں مُدرس بھی رہ چکے تھے۔ آپ پائے کے حکیم بھی تھے۔ وہابی خیالات رکھتے تھے۔ آپ کا قیام شطرنجی پورہ ناگپور میں تھا۔ کوئی شخص حضرت بابا صاحب کا ذکر کرتا تو سخت گستاخی سے پیش آتے۔ نواب صدیق علی خان صاحب مرحوم ومغفور کے حکیم صاحب معالج رہے۔ نواب صاحب بھی اِن کو حاضری کی ترغیب دیتے تھے مگر حکیم صاحب آمادہ نہیں ہوتے تھے۔

ایک روز نواب صاحب حکیم صاحب کے پاس پہنچے اور حکیم صاحب سے کہا چلئے۔ حکیم صاحب نے دریافت کیا: کہاں؟ نواب صاحب نے کہا: شکر درہ۔ حکیم صاحب نے انکار کیا۔ جس پر نواب صاحب نے فرمایا: میں بابا صاحب کی زیارت کر آؤں گا۔ آپ گاڑی میں بیٹھے رہئے گا۔ اُس کے بعد ہوا خوری کے لئے کہیں چلیں گے۔ یہ بات حکیم صاحب نے منظور کر لی۔ دونوں شکر درہ پہنچے۔ حکیم صاحب گاڑی میں بیٹھے رہے۔ نواب صاحب محل میں داخل ہوئے (بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے)۔ تھوڑی دیر بعد حکیم صاحب کو خیال ہوا کہ چل کر دیکھیں، ماجرہ کیا ہے۔ اندر داخل ہوئے تو دیکھا مجمع کثیر ہے اور بابا صاحب ایک طرف کھڑے ہیں۔ حکیم صاحب نے دور ہی سے دیکھا کہ بابا صاحب اُن کی طرف آ رہے ہیں۔ بابا صاحب تیزی سے اُن کے قریب آئے اور اُن کو دیکھ کر مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

تواں در بلاغت بہ سجاں رسید نہ در کُنہ بیچوں سجاں رسید
یتیمے کہ ناکردہ قرآں درست کتب خانہ چند ملت بشست

یہ فرما کر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو چلے گئے مگر حکیم صاحب سکتہ کے عالم میں گُم اُسی جگہ کھڑے رہے۔ ہوش آنے پر بار بار فرماتے۔ میں بڑے دھوکے میں تھا، بابا صاحب تو اللہ کے بہت بڑے ولی ہیں۔ اُن کے بعد حکیم صاحب برابر حاضر ہوتے رہے اور سرکار رحمۃ اللہ علیہ کرم فرماتے رہے۔ حضرت قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم صاحب کے واقعے کے ساتھ دو شعر لکھ کر فرمایا کہ یہ دونوں شعر حکیم صاحب کے حسبِ حال لکھتا ہوں۔

دعائیں میں دیتا ہوں اِس کج اَدا کو
بھلایا میرے دل سے جس نے خدا کو
وہ آپ ہی تو تھے دل کے گوشہ میں بیٹھے
میں بیکار ڈھونڈا جہاں میں خدا کو

(حضرت مجیبؔ)

کیا بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی سلسلہ ہے؟

راقم: سید محمد فیاض ہاشمی تاجی اویسی

اِس مبارک کتاب ''اذ کارتاج الاولیاء'' سے وہ دُھند جو کچھ دماغوں پر کم علمی کی وجہ سے چھائی ہوئی ہے، قطعی چھٹ جاتی ہے کہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجذوب ہیں۔ صاف ظاہر ہوگیا کہ آپ قطب مدارِ عالم ہیں۔ آپ کی حیات طیبہ کے واقعات جو بے حساب ہیں، قیامت تک منظر عام پر آتے رہیں گے۔ آپ کے واقعات یہ ثابت کرتے ہیں کہ آپ کی ذاتِ مبارکہ تشریح ''کُن فیکون'' ہے اور قرآن کا نچوڑ بھی کن فیکون ہے۔ مقامِ وَلی وظیفہ عشق سے شروع ہوتا ہے، اُس مقام پر روح کو ہلاکت نہیں۔ یہ عرفان سے اوپر کی منزل ہے۔ روح انفرادی کا اعلیٰ ترین مقام ہے۔ حدیث قدسی ہے:

''میرے بندے میں خالق و مالک کُل ہوں۔ کن کہتا ہوں، فیکون ہوتا ہے۔ میرا عبد بن جا، تجھ کو فیکون کر دوں گا۔''

یہی عبدہٗ ورسولہٗ کا انداز، یہی الست بربکم کے مقام کا کُن ہے۔ اِسی کے ذریعے روحِ اعظم تک رسائی ہے۔ روحِ اعظم سے بالا خلقت الافلاک کی حقیقت ہے۔ اِس سے اوپر کی بات محبوبیت کا مقام ہے۔ یہ حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابنا کی ہے۔ یہ وہی جھلک تھی جو پہلے کُن کی جھلک تھی، اس سے پہلے کُن اور حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسائی کے بعد یہی مقام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عرفانِ کامل یعنی فنائے تامہ کا مقام ہے۔ حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فنائے تامہ کے لئے غیب سے ماوراھُو میں رسائی ہوتی ہے۔ تب لولا کما خلقت الافلاک کا رَمز اور راز کھلتا ہے۔ اِس کُن سے پھر سب ظہور ہے۔

مندرجہ بالا تشریح حقیقت میں تشریح حیات سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ اَب کوئی بھی

اگر کسی کم علم کی صحبت یا بیان سے متاثر ہو کر خدانخواستہ یہ سوال کرتے ہوں کہ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی سلسلہ ہے تو بفضلہٖ تعالیٰ مندرجہ تشریح اِس غبار اور دُھند کو یقیناً صاف کر دے گی۔ کیونکہ یہ مقام کُن کے سوا اور کیا ہے۔

مُردے کا زندہ کرنا، کوڑھ اور لاعلاج مریضوں کو زبان ونظر سے شفاء، مختلف سلاسل کے پیروں اور سجادوں کو ''ہمارا ہے'' کہہ کر تنزل سے عروج کی طرف کھینچ لینا، الغرض ہر سلسلہ کی خدمتِ روحانی، ہر قوم کی حاجت روائی، ہر ناممکن کا ممکن ہو جانا، فیضانِ کُن کے سِوا اور کچھ نہیں۔ یہی مقامِ قطبِ مدارِ عالم ہے۔

ایک مرتبہ ناگپور شریف میں عُرس مبارک کے موقع پر کچھ اہل سلسلہ جمع تھے، گفتگو اِس مسئلہ پر طول پکڑ گئی کوئی کہتا بابا صاحب چشتی ہیں، کوئی قادری کہتا۔ آخر کار سب نے طے کیا کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ اَطہر پر جا کر عرض کریں۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ سب کو جواب سے سرفراز فرماتے ہیں، ہمیں بھی جواب مل جائے گا۔ چنانچہ سب نے حاضر ہو کر یہی سوال پیش کیا اور جواب کی اِلتجا کی اور اپنی اپنی قیام گاہ واپس آ گئے۔ رات میں سب کو ایک ہی بشارت ہوئی، حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جس مقام کی تشریح اِس مضمون میں کی گئی ہے، اُس مقام پر پوری تابنا کی کے ساتھ جلوہ فرما ہوئے اور فرمایا:

''بانیٔ جملہ سَلاسل سے پوچھتے ہو کہ آپ کا سلسلہ کیا ہے۔'' اللہ اللہ، اللہ اکبر وللہ الحمد!

بابا ہیں بابِ شہر کمالاتِ پنجتن
فیاض اُن سے جاری عنایاتِ پنجتن

سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔ البتہ رسم و رواج، پیری مُریدی جس میں نمائشی رَسوم بہت زیادہ ہو گئی ہیں اور حقیقت تزکیہ واخلاص اعمال کم ہو گئے ہیں۔ سرکار کا حقیقی سلسلہ اُن سے بالکل مختلف ہے۔ طریقہ بیعت میں بھی اور عطائے خدمات میں بھی۔ اِس لئے ظاہری رسم ورواج کے پابند مشائخ سمجھ نہیں سکتے۔

ہزاروں خواہشوں کے بُت ہیں اَب احرام کے اَندر
تمہارے کم ہیں، رَسم حج کے دیوانے بہت سے ہیں

سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی اَنوکھی بیعت اور باطنی بیعت کے بے حساب معاملات نصیب والوں نے دیکھے ہیں۔ ایک واقعہ من وعن سنئے:

سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی حاصل ہونے کے بعد تقریباً ۱۸ سال قبل ایک کاروباری سلسلہ میں کپتائی ہل ٹریک (جو اُس وقت مشرقی پاکستان میں تھا، چٹاگانگ) جانا ہوا۔ میرے قلب میں بار بار یہ خیال آتا تھا کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ خوفناک جنگلوں میں رہے ہیں، کاش مجھے بھی سرکار کے صدقہ میں کچھ ایسے مواقع نصیب ہوں، سو یہ موقعہ نصیب ہوا اور سلسلہ تربیت جاری ہو گیا اور بہت سے مشاہدات نصیب ہوئے، جن میں صرف ایک واقعہ پیش کر رہا ہوں۔

جہاں میرا قیام تھا اُس پہاڑی علاقہ کے ساتھ دریائے کرنافُلی (Karnaphuli) بہہ رہا تھا۔ دونوں کناروں پر دور دراز مقام تک جنگل تھا۔ یہاں کالے ناگ، خوفناک شیر اور چیتے پائے جاتے ہیں۔ پہاڑیوں کے بیچ جگہ جگہ تھوڑی آبادی ہے۔ یہاں کاشت بھی ہوتی ہے۔ یہاں کے لوگ شاید کبھی ڈھاکہ یا چٹاگانگ تک بھی نہیں جاتے۔ دل میں خیال آیا کہ کیا یہاں بھی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ ہوگا؟ بظاہر تو مشکل معلوم ہوتا ہے، یہ خیال لئے ہوئے میں عصر کے وقت رہائش گاہ سے نکل کر پہاڑ پر آیا۔ دور ایک پتھروں کی مسجد سورج کی کرنوں میں بہت پیاری لگ رہی تھی۔ نماز کے لئے اپنے کاروباری پارٹنر ایم اے خان جونیئر مرحوم ومغفور کی کار پر مسجد کی طرف چلا۔ یہاں پر اِسی علاقے کا ایک دراز قد باشندہ ہمیں اِس طرح دیکھ رہا تھا جیسے وہ ہمارے چہرہ کو کسی آشنا کا چہرہ سمجھ کر پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔ میں نے روکنے کا اشارہ کیا۔ مگر ڈرائیور نے غالباً اِشارہ نہیں سمجھا اور کار کو مسجد کے دروازہ پر لے گیا۔ دروازہ پر ایک پَست قامت بُزرگ اِس طرح کھڑے تھے جیسے کسی کا انتظار کر رہے ہوں۔ جیسے ہی میں اُترا وہ بُزرگ آدابِ طریقت ومحبت کے عُروج پر مجھ سے ملے۔ اپنا نام دیوانہ خواجہ بتایا اور مجھے اَندر لے گئے۔ مسجد کے اَندر اِتنا کثیر اجتماع تھا جتنا شہروں کی مسجدوں میں جمعہ کو ہوتا ہے۔ ہمیں مسجد کی آخری صف میں جگہ ملی۔ نماز کے بعد امام صاحب (جو صاحبِ مَقام تھے) نے قرآن وحدیث کا بیان شروع کیا۔

دورانِ بیان ہی میں اُن کی نظر دیوانہ خواجہ پر پڑی۔ اُن کو اشارہ سے بتایا کہ مہمانوں کو سامنے لاؤ۔ ہم لوگ جب ممبر کے قریب جا کر بیٹھے تو اُنہوں نے بے حد اَدب سے سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی اور سلسلہ گرامی کا ذکر انبیاء اور اولیاء کے حوالے سے شروع کیا۔

نبیوں میں رُسولوں میں وَلیوں میں اِماموں میں
کس پیار سے ہوتا ہے چرچا میرے باباؒ کا

بیان کے ختم پر نمازیوں سے تعارف کرایا۔ جب اُن لوگوں کو یہ معلوم ہوا کہ میں بھی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا غلام ہوں، تو وہ تمام حضرات جس اَدب خلوص اور محبت سے ملے، اُس کو احاطہ تحریر میں لانا مشکل ہے۔ بس اِتنا کہوں گا ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ پروانے اپنی شمع کا نام سُن کر نثار ہو رہے تھے۔ اِسی دوران میری نظر سامنے کی طرف گئی تو دیکھتا ہوں وہی ہِل والے صاحب دیوار سے لگ کر زار و قطار رو رہے ہیں اور بار بار میری طرف دیکھ رہے ہیں۔ میں اُن کی جانب بے تابی سے بڑھا تو اور لوگوں نے اُن کے بارے میں بتانا شروع کیا۔ یہ اِس پہاڑی علاقہ میں ہم سب سے زیادہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے غلام اور پروانے ہیں۔ ہم لوگ ہر جمعرات کو اُن کی بدولت بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی فاتحہ کرتے ہیں، مگر یہ ہر روز شام میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی فاتحہ کرتے ہیں۔ جوانی میں یہ سلسلہ شروع کیا تھا، اَب یہ بوڑھے ہو رہے ہیں۔ یہ سُن کر میں نے بڑھ کر اُن سے معانقہ کیا۔ اُن کی ملاقات کا عالم کیا بیان کروں بس یہی کہوں گا۔

لوگ بابا سے جو ملتے ہیں تو کیا مِلتا ہے
لاکھ ملنے کا یہ ملنا ہے خدا مِلتا ہے

ہم وہیں بیٹھ گئے اور اُنہوں نے بتانا شروع کیا۔ میں جوانی میں برٹش فوج میں بھرتی ہو کر ہندوستان کے کئی مقامات دیکھے اور جہاں گیا وہاں کے بُزرگوں کے مزاروں پر حاضری دی۔ ایک وقت بلیک آؤٹ میں ٹرین سے سفر کر رہا تھا۔ ناگپور اسٹیشن پر خبر ملی کہ آج رات ٹرین یہیں رُکے گی۔ یہ خبر ملتے ہی پنجاب کے ساتھی کو لے کر اسٹیشن سے باہر آ گیا۔ ایک بگھی والے سے کہا ہمیں کسی بُزرگ کے مزار پر لے چلو۔ بگھی والا مجھے ایک مزار پر لے گیا۔ یہاں ایک کچی قبر تھی، چادر اور پھول قبر پر تھے۔ یہ قبر بالکل کھلی زمین پر تھی۔

ایک تیل کا دِیا جل رہا تھا (گویا یہ وقت وہ تھا کہ حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پردہ کئے ہوئے دو چار روز ہوئے تھے) وہ کہنے لگا بظاہر دل و دماغ کو متاثر کرنے کا کوئی ساز و مان یہاں موجود نہ تھا۔ اِس لئے یہ خیال آیا کہ فاتحہ پڑھ کر واپس چلا جاؤں گا۔ میں نے فاتحہ پڑھی۔ مزار سے ایسے انوار و تجلیات کی دل پر بارِش ہوئی کہ آج تک بڑے بڑے درباروں میں بھی اپنی نا اہلی اور بے عملی کی وجہ سے اِس نور کا عشر عشیر بھی کبھی نصیب نہ ہوا تھا۔ یہ سوچ کر گیا تھا کہ فاتحہ پڑھ کر فوراً لوٹ آؤں گا لیکن وقت کیسے گزر گیا کچھ پتہ نہ چلا اور صبح ہو گئی۔ ایک عجیب نور میں غسل کیا ہوا دِل لے کر واپس آیا۔ دوبارہ وہاں جانا نصیب نہ ہوا۔ اُس رات سے آج تک ہر شام یہ فاتحہ بلا ناغہ جاری ہے۔ اَب میرا ایمان ہو گیا ہے کہ یہ فاتحہ بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ خود کرا لیتے ہیں۔ فاتحہ کے دران وہی منظر میرے پیش نظر رہتا ہے ہر وَقت ایک کیف و سُرور رہتا ہے اور یہ یقین ہو گیا ہے کہ میں آپ کا غلام ہو گیا ہوں۔ میں نے انہیں بتایا کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار بہت شاندار بن گیا ہے۔ حیرت سے اُنہوں نے دریافت کیا۔ مزار بن گیا ہے؟ میں نے کہا ہاں سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شبیہ مبارک اور مزار مبارک کی تصویر ہندوستان، پاکستان بلکہ بیرونِ ممالک محبت کرنے والوں کے ہر گھر میں موجود ہے۔ انہوں نے پوچھا آپ کے پاس ہے تو میری آنکھوں کو بھی حضور کی زیارت کرا دیجئے۔ میں نے دوسرے روز اُن کو اپنی قیام گاہ پر بُلایا۔ پہلے روضہ مبارک کی شبیہ دِکھائی۔ اُنہوں نے رو کر بوسے دیئے اور نثار ہو ہو کر کہا کتنا اچھا روضہ بن گیا ہے۔ اِس کے بعد سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی شبیہ مبارک اُن کے ہاتھ میں دی۔ شبیہہ مبارک پر نظر پڑتے ہی اُنہوں نے چیخ ماری اور تڑپنے لگے۔

میں تسلی دیتا اور سنبھالتا جا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ آپ تو بہت خوش نصیب ہیں اور وہ سینہ پر ہاتھ مار مار کر کہہ رہے تھے میں بہت بدنصیب ہوں۔ ہائے اُن کو پہچان نہ سکا۔ ہمیشہ سوچتا تھا کہ وہ غوث ہیں، قطب ہیں، اَبدال ہیں؟ کبھی لوگوں کے کہنے پر یہ خیال بھی آتا کہ بیعت تو زندہ کی ہوتی ہے اور وہ تو قبر میں آرام فرما رہے ہیں لیکن اُن کے کرم سے میں نماز پابندی سے پڑھنے لگا تھا۔ درود بھی کثرت سے پڑھتا تھا۔ اِس سے تسلی ہو جاتی تھی۔ ایک

روز نمازِ جمعہ میں تکبیر جاری تھی کہ میرے کندھے بھاری محسوس ہونے لگے اور یہ محسوس ہوا کہ بہت بڑی ہستی میرے پیچھے کھڑی ہے۔ مُڑ کر دیکھا تو سفید جبہ میں ایک بُزرگ مجھے دیکھ کر مسکرا رہے ہیں۔ اُن کا نورانی چہرہ بہت پیارا لگا۔ وہ میری آنکھوں میں بس گئے۔ سوچا نماز سے فارغ ہو کر ملوں گا۔ سلام پھیرنے کے بعد دیکھا تو وہ جا چکے تھے۔ اِتنا کہنے کے بعد وہ پھر رونے لگے۔ اور چیخ چیخ کر کہنے یہ تو میرے بابا تھے۔ میرے بابا تھے۔ آپ کہتے ہیں میں خوش نصیب ہوں، اَرے میں بہت بدنصیب ہوں، اُن کو پہچان نہ سکا۔ اُن کا یہ حال دیکھ کر جو بات میرے سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے میرے دل میں ڈال دی، میں نے اُنہیں سینہ سے لگا کر اسی بات کو دوہرا دی۔

''زندہ کی بیعت دیکھ لی آپ نے۔ اگر آپ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی تصویر پہلے دیکھ لیتے اور اِس طرح زندہ پائندہ زیارت کرتے تو جو حالت آپ کی اَب ہے یہ ثابت کر رہی ہیں کہ آپ برداشت نہ کر پاتے یا تو دیوانہ ہو جاتے یا خوشی سے شہید ہو جاتے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی بیوی بچوں کی ذمہ داری آپ سے پوری کرائی اور یہ سعادت بھی آپ کو اِس طرح نصیب ہونی تھی کہ پہلے زیارت کرائی اور پھر اِس غلام کو یہاں بھیج کر شبیہہ مبارک دکھا کر اُنہوں نے بتا دیا کہ وہ کیا ہیں اور کس مقام پر ہیں۔ جو جانے سو پائے۔''

کچھ دیر میرے ساتھ رہے اور پھر واپس اپنے مقام پر چلے گئے۔ میں واپس آ گیا۔

اس سے ظاہر ہوا کہ میرے بابا کا سلسلہ اور روحانی تربیت دنیا کے ہر حصہ میں اُن کے فرمان کے مطابق جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گی۔ اِس لئے کہ یہ سلسلہ کن فیکون ہے۔

یہ احسان فیاضؔ کتنا بڑا ہے
کہ بندہ ہے ظاہر، خدا خود چھپا ہے
کہوں وجہ تخلیق اِس کے سِوا کیا
کہ اَصل عبادت اُسے دیکھنا ہے

وما علینا الا البلاغ

کراماتِ اولیاء کی تشریح

اولیاء اللہ کی کرامات کے سلسلے میں حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابن عمر طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ فرمایا ہے، وہ پیش قارئین ہے:

حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کرامات معجزات نبوی کا تتمہ ہے۔ اور صاحبِ کرامت کی اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دَلالت کرتی ہے۔

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ (سورہ آلِ عمران۔ آیت 31)

کے فرمانِ خداوندی کے مطابق جو جس قدر رَسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اِتباع کرے گا۔ اِسی قدر اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت وقُرب سے سرفراز ہوگا اور اِس کا ثمر کرامت کی شکل میں ظاہر ہوگا۔

خلق کے حاجت رَوا:

حضرت ابن عمر طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے کبیر سند حسن کے ساتھ یہ روایت کی ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تبارک وتعالیٰ کے بعض ایسے بندے ہیں کہ خدائے عزّوجل نے اُنہیں خلق کی حاجت روائی کے لئے خاص فرما دیا ہے، لوگ عالم پریشانی میں اُن کے پاس حاجتیں لاتے ہیں اور بامُراد لوٹتے ہیں۔''

مندرجہ بالا بزرگوں نے اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کی روشنی میں حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے واقعات پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ہر لمحہ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کرامات صادر ہوتی رہی ہیں۔ انہی کرامات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کس حد تک سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں سرشار تھے اور کیوں نہ ہوں آپ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل بھی تو ہیں۔

تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی مختصر کرامات

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات انسانی عقل وفہم سے بالاتر ہیں۔ اولیاء اللہ کے ماننے والوں کے نزدیک تو اُن کی کرامات برحق ہیں۔ مگر مادہ پرستوں کے لئے محض اَفسانہ کی حیثیت ہوتی ہے۔ خدا کی شان ہے کہ اِس مادہ پرستی کے دور میں حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہر ہوکر اپنے وجود سے اِسلام کی حقانیت آشکار فرمادی۔ آپ کی کرامات شہرۂ عالم کی حیثیت رکھتی ہیں۔ کروڑوں بندگانِ خدا اِس کے شاہد ہیں۔

حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ہر لمحہ کرامات ظاہر ہوتی رہی ہیں۔ تمام کرامتوں کا احاطہ تو ممکن ہی نہیں، چند کرامات کا ذکر پیش کر رہا ہوں۔ یہ کرامات حضرت کریم تاجی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ (مصنف تاج مُراری) نے مختلف جگہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بچوں، اُن کے عقیدت مندوں کے پاس جا کر حاصل کی ہیں۔ اور حضرت قاضی بابا سید امجد علی شاہ تاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مستند راویوں کی بیان کردہ کرامات اپنے قلمی نسخے میں لکھ رَکھی تھیں اور جو مجھے (قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی) کو حاصل ہوئیں، سب اختصار کے ساتھ پیش ہیں۔

ترقی ہی ترقی:

خان بہادر حاجی عبداللطیف خان صاحب کو بھی حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بچوں میں ایک خاص مقام حاصل تھا۔ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اُن کو ایسی عقیدت تھی کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ اُن کی موٹر میں بیٹھ گئے تھے۔ اِس گاڑی کو وہ اپنے ہمراہ پاکستان لائے اور یہاں اُسے محفوظ کرکے رکھ دیا۔ مجھ سے (قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی) اپنی حیات میں فرمادیا تھا کہ تمہارے پاس سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تبرکات ہیں، یہ گاڑی بھی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تبرک ہی ہے، تم اپنے پاس رکھنے کا انتظام کرلو، تو میں پہنچادوں گا۔ اُن کی حیات میں کوئی ایسا انتظام نہ ہوسکا۔ اُن کا اسلام آباد میں انتقال ہوگیا۔ بعد میں اُن کے

نواسے میرے پاس آئے جو ڈاکٹر ہیں اور مجھ سے کہا کہ ”نانا جان نے ہم لوگوں سے کہا تھا کہ گاڑی قاضی محمد علی تاجی کے حوالہ کردینا۔ چونکہ میں برسوں ملک سے باہر رہا ہوں، اِس لئے آپ تک نہ پہنچ سکا، وہ گاڑی آپ اُٹھالیں۔ اپنے انتقال سے قبل نانا جان نے گاڑی کو بالکل ٹیپ ٹاپ کرکے نئے ٹائر ٹیوب ڈال کر گیراج میں بند کردیا تھا۔ بنگلہ کرایہ پر جب دیا گیا تو کرایہ دار نے گاڑی باہر ڈال دی۔ اب جس حالت میں ہے، آپ کی ہے۔ اِس عقیدت کے بُزرگ پر کرم کا ایک واقعہ پیش کرتا ہوں۔ (گاڑی میں صرف لوہارہ گیا تھا۔ اس لئے وہ میں نے نہیں لی)۔

آپ ناگپور میں گورنمنٹ سب رجسٹرار تھے۔ اپنی ترقی کی دُعا کے لئے سرکار رحمۃ اللہ علیہ میں حاضر ہوئے تو حضور نے اِن سے دوات قلم طلب کی۔ اُن کے پاس نہ دوات تھی اور نہ قلم۔ پریشان ہوکر اِدھر اُدھر دیکھنے لگے۔ سرکار نے کسی درخت کا ایک تنکا توڑ کر فرمایا ”یہ ہے قلم دوات“۔ پھر اپنے دست مبارک پر لکھتے ہوئے فرمایا:

”یہ کاغذ ہے۔ صاحب تیری ترقی، ترقی، ترقی، ترقی، ترقی ہے۔“

اُن کا بیان ہے کہ مجھ سے بہت پرانے ملازم محکمہ میں موجود تھے، پہلے اُن کی ترقی ہوتی تب میرا نمبر آتا۔ مگر اللہ کی قدرت ہے۔ ایک عام اسکیم کے ماتحت سب کی ترقی ہوکر مجھے بھی ترقی ملی۔ اُس کے بعد تیزی سے میری ترقیاں ہوتی رہیں۔ یہاں تک کہ میں سیشن جج ناگپور ہوگیا۔ ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد گورنمنٹ نے مجھے پبلک سروس کمیشن کا ممبر بنایا اور یہاں آنے کے بعد اب ری ہیبلیٹیشن کمشنر ہوں۔ غرض کہ ساری زندگی ترقی کرتا رہا ہوں۔ دوبار حج کی سعادت بھی سرکار رحمۃ اللہ علیہ ہی کی دُعا کی برکت سے حاصل ہوچکی ہے۔

آپ کی عقیدت کا خصوصی ایک واقعہ پیش کرتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ خان بہادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ادنیٰ غلام سے بھی عقیدت تھی۔ کراچی سے جب آپ پنڈی چلے گئے تو کبھی ایک دو ماہ بعد تشریف لاتے۔ مجھے (میر محمد علی شاہ تاجی) آنے کے بعد ہی فون پر اطلاع دیتے کہ میں آگیا ہوں۔ جب میں عرض کرتا، حاضر ہوتا ہوں۔ تو فرماتے تم نہ آؤ، پہلے میں حاضری دے دوں۔ ہمیشہ آپ نے اسی اُصول کو اپنایا۔

دوسری خصوصی بات یہ ہے کہ جب بھی آپ کسی پریشانی میں مبتلا ہوئے یا کوئی مشکل کام آن پڑتا۔ تو آپ دربار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کھارادر میں میرے پاس تشریف لاتے اور مجھ سے کہتے: سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے تبرکات کی چابی لاؤ۔ میں چابی لے کر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کمرہ میں جہاں تبرکات ہوتے تھے پہنچ جاتا۔

آپ فرماتے شوکیس کھول کر نعلین مبارک (سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی) نکالو۔ میں نکالتا تو آپ فرماتے اِسے تم اپنے ہاتھ سے میرے سَر پر رکھ دو۔ جب میں آپ کے سَر پر نعلین مبارک رکھتا تو آپ اپنے ہاتھ سے پکڑ لیتے اور آپ کو رِقت ہو جاتی۔ دو تین منٹ اور کبھی دس سے پندرہ منٹ تک آپ سَر پر رہنے دیتے۔ بعد میں مجھے دے کر اپنے سامنے شوکیس میں رکھوا کر چلے جاتے۔ اُن کا کہنا یہ تھا کہ جب بھی جس کام کے لئے بھی نعلین سر پر رَکھ کر دعا کی۔ اُسی وقت کام ہو گیا۔ کیا عقیدت تھی۔

اکرام اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لئے حکم، نالہ لانگھ کے آجا:

خان بہادر حافظ ولایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بے حد عقیدت مند تھے۔ حضور کے وِصال کے بعد بھی روضہ مبارک کی تعمیر کے سلسلہ میں آپ کی خدمات قابل قدر ہیں۔ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ناگپور میں ڈپٹی کمشنر بھی رہے۔ اپنے صاحبزادے اکرام اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو I-C-S کے لئے لندن بھجوانا چاہتے تھے۔ جب اُن کی تمام کوشش بے کار ہو گئی، کوئی اُمید باقی نہ رہی تو حضور کی خدمت میں صاحبزادے کے ہمراہ واکی شریف پہنچے۔ تین دن تک سرکار سے عرض کرنے کا موقع نہیں ملا تو پریشان ہو گئے۔ آخر ایک روز حضور کے ہمراہ چلتے چلتے ایک نالے کے کنارے پہنچے۔ اکرام اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اُن کے ہمراہ تھے۔ حضور وہاں رُک گئے۔ اکرام اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مخاطب ہو کر فرمایا ''اِس کو لانگھ کے آجا''۔

اکرام اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سرکار کے ارشاد کی تعمیل کی اور نالہ لانگھ کر واپس آئے۔ دونوں باپ بیٹے پھر حضور کے پیچھے پیچھے لگے رہے اور دل میں عرض کرتے رہے کہ

حضور رحمۃ اللہ علیہ کرم فرما دیں۔ کافی دیر تک اُن کی یہی کیفیت رہی تو حضور نے سختی سے فرمایا ''کہہ تو دیا اور کیا چاہتا ہے''۔ یہ جملہ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لئے مشعل ہدایت ہوا۔ اب انہوں نے دوبارہ کوشش شروع کی اور کامیاب ہوئے۔ گورنمنٹ نے اکرام اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو لندن بھجوا دیا۔ وہاں پہنچ کر اُنہوں نے آئی سی ایس کا امتحان پاس کیا۔

پاکستان میں اکرام اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ وزیر خارجہ اور کئی غیر ممالک میں سفیر و ہائی کمشنر رہے۔ وصال کے بعد بھی اُن کو ایک غازی عبداللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ رکھا گیا۔ اُن کے چھوٹے بھائی ہدایت اللہ کے متعلق حضرت کریم بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اُن کو سرکار نے ایک بیڑی عنایت کی تھی۔ جو آج بھی سونے کے کیس میں اُن کے پاس موجود ہے۔ وہ اِس وقت ہندوستان کے نائب صدر تھے۔

مسٹر جمشید پارسی عرف جیمی:

اُن کا قیام ناگپور شریف میں تھا۔ اُن کے بہنوئی کے پاس ایک عبدالکریم نامی ڈرائیور تھے، جو حضور کے حاضر باش لوگوں میں سے تھے۔ وہ اکثر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات جمشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو سُنایا کرتے تھے۔ چونکہ جمشید صاحب کا تعلق پارسی مذہب سے تھا۔ وہ عبدالکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہتے بھائی ہم لوگوں کا تم لوگوں کے پیر فقیر سے کیا تعلق؟ لیکن پھر بھی عبدالکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ ذکر سُنانے سے باز نہیں آتے تھے۔ بلکہ ایک روز سرکار کی شبیہہ مبارک اُن کو دے دی کہ مکان میں رَکھو اور اگربتی روشن کر دیا کرو۔ بادل ناخواستہ انہوں نے شبیہہ مبارک لے کر مکان میں رَکھ لی۔ رات میں اگربتی بھی روشن کر دیا کرتے تھے۔ ایک روز گھر کے لوگوں کے ہمراہ سینما دیکھنے گئے۔ موٹر کا ٹب کھلا چھوڑ کر اندر چلے گئے۔ اِسی دوران خوب زور کی بارش ہونے لگی۔ جمشید صاحب نے سینما چھوڑ کر ٹب اُٹھانے کے لئے باہر آنا گوارا نہ کیا۔ بلکہ عبدالکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جو کرامات سنتے رہتے تھے۔ اِس بناء پر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ آپ کی بہت کرامات سُنی ہیں میں تو جب جانوں کہ میری موٹر جو کھلی ہے، بارش سے محفوظ رہے۔ پکچر ختم ہونے پر جب باہر آئے تو دیکھا کہ گاڑی کا ٹب چڑھا ہوا ہے۔ اور پانی سے

بالکل محفوظ ہے۔

اِس وقت سے وہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مند ہو گئے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان پر کرم فرماتے رہے۔ پھر اِن کو شیرا اَمّاں کے پاس حاضری کا حکم ہوا۔ اس طرح جمشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شیرا اَمّاں سے بھی وابستگی ہوگئی۔ شیرا اَمّاں نے اُن کو سرکار کا موئے مبارک بھی عطا کیا تھا۔ ایک روز انہوں نے شیرا اَمّاں سے کہا کہ میں اِس کو آگ پر رکھ کر آزماتا ہوں چنانچہ آگ پر رکھ دیا۔ اس پر ذرا بھی اثر نہیں ہوا۔

قُلْنَا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ (سورہ الانبیا۔ آیت 69)

کا تماشہ دیکھ کر متحیر رہا۔ عقیدت بڑھتی رہی۔

ایک روز جمشید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیگم نے، جن کے بچہ ہونے والا تھا جمشید سے کہا: ''بچہ ہونے والا تو ہے لیکن لڑکا چاہئے اور لڑکا بھی ایسا چاہئے جس کا رنگ گلاب کے پھول جیسا ہو۔ آنکھیں آسمانی ہوں۔''

جمشید کا عقیدہ پختہ ہو چکا تھا۔ کہا: چل بابا سے عرض کرتے ہیں۔ دونوں میاں بیوی نے شبیہہ مبارک کے سامنے جا کر عرض کیا۔ اللہ کے فضل سے لڑکا ہوا۔ جس کا رنگ گلاب کے پھول سا تھا۔ اور آنکھیں بھی آسمانی ہیں۔ اَب تو یہ بچہ بھی کئی بچوں کا باپ ہوگا۔ ایک روز خواب دیکھا کہ تمام بُزرگوں کا تعارف کرایا جارہا ہے۔ یہ ایک کونے میں تنہا بیٹھا ہوا تھا۔ سب سے آخر میں اِس کے متعلق پوچھا گیا کہ یہ کون ہے اور اِس کا وارث کون ہے۔ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُٹھ کر فرمایا: ''یہ ہمارا ہے۔''

آپ اندازہ کریں کہ رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لاڈلے کا معاملہ، چاہے اُس کا تعلق کسی قوم سے ہو، جب کہہ دیا، ہمارا ہے تو ہمارا ہی ہے۔

صوبہ پرستی کی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے شکایت:

حضرت فرید خان فضا صاحب ※ نے خواجہ عبداللطیف احمد (ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول اَمراؤتی، برار) کے حوالہ سے بیان کیا ہے۔

خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اسکول کا نام پہلے محمڈن ہائی اسکول تھا۔ اتفاق کی بات، اُس وقت جتنے تعلیمی ادارے تھے۔ اُن سب کے صدر غیر براری تھے۔ براریوں کو بُرا معلوم ہوا۔ صوبہ پرستی کے ماتحت ایجی ٹیشن شروع ہوا۔ اُن لوگوں نے جھوٹی سچی شکایتیں شروع کیں۔ اِس سے غیر براری حضرات پریشان ہوئے اور شکردرہ میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عجیب مستقل کرامت تھی کہ سائل کو زبان سے کچھ کہنے کا موقع ہی نہ دیا جاتا تھا، بلکہ ہر حاضر ہونے والے کو اُس کی مشکل کے حل کا جواب مل جاتا تھا۔ چنانچہ یہ لوگ جیسے ہی حاضر ہوئے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''نہیں حضرت! ہمارا کچھ نہیں بگڑتا۔ ہم تو عینک لگائے، کوٹ پتلون پہنے، اَپنی جگہ کُرسیوں پر ڈَٹے رہتے ہیں، ہمیں کوئی نہیں ہٹا سکتا۔''

حاضر ہونے والے شاد کام واپس آ گئے۔ خدا کی شان کہ انتہائی مخالفتوں اور ریشہ دوانیوں کے باوجود یہ حضرات جو سرکار میں حاضری دے چکے تھے۔ بدستور اپنی اپنی جگہ قائم رہے۔ اُن کے علاوہ باقی ملازمین ہٹا دیئے گئے۔

ڈاکٹر صوفی غلام محی الدین (پی۔ ایچ۔ ڈی) جو آخر میں دہلی یونیورسٹی کے رجسٹرار ہو گئے تھے۔ یہ اُس وقت حاضر ہونے والوں میں شامل تھے۔ اُس وقت صرف میٹرک پاس تھے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ میں برابر حاضری دیتے رہے اور علم و مدارج میں برابر ترقی کرتے رہے۔ بعد میں پاکستان آ گئے۔ نیو ٹاؤن کراچی میں قیام تھا۔

پتّہ عطا کر کے مفلسی دور کر دی:

حاجی عبداللطیف (کتیانہ والے) بے حد مفلسی کی حالت میں سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور دل میں عرض کیا۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک پتّہ اُٹھا کر دے دیا۔ انہوں نے سنبھال کر رَکھا۔ اور صحیح سمجھا کہ پتّے سے مُراد پتّے کا کاروبار ہو سکتا ہے۔ چنانچہ بیڑی کے پتّے کا کام شروع کیا۔ تھوڑے دن بعد بیڑی کا کام بھی شروع کر دیا۔ ہاکی بیڑی نام رکھا۔ جو آج تک ہندوستان میں مشہور ہے۔ چند ہی روز میں وارے نیارے ہو گئے۔ یہ فرم زندہ پائندہ ہے اور کمال عروج پر ہے۔

غیر حاضری کی سزا سے بچ گئے:

محمد واسع صاحب رحمۃ اللہ علیہ ناگپور انجمن ہائی اسکول کے میٹرک کے طالب علم تھے۔ زمانہ طالب علمی میں اکثر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ خصوصی طور پر طلباء امتحانات کے دوران زیادہ حاضر ہوتے تھے۔ اور اپنی مُراد کو پہنچتے تھے۔ جن دِنوں بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا قیام لال محل شکردرہ میں تھا۔ واسع صاحب رحمۃ اللہ علیہ معہ تین دوستوں کے سائیکلوں پر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُن لوگوں کا خیال تھا کہ حاضری دے کر دو تین گھنٹہ میں واپس ہاسٹل پہنچ جائیں گے۔ جب دو ڈھائی گھنٹہ گزر گئے تو اُن لوگوں نے اجازت چاہی۔

سرکار نے فرمایا ''ابھی نہیں۔'' جب رات کے دس بج گئے تو یہ لوگ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھ بچا کر باہر آئے۔ اور طے کیا کہ اَب ہاسٹل چلیں، ورنہ رات میں غیر حاضری کی کافی سزا ملے گی۔ جب سائیکلوں کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ٹائر ٹیوب بالکل بے کار ہو گئے ہیں۔ قریب ہی ایک پنکچر جوڑنے والا تھا۔ اُس کے پاس گئے، اُسے دکھایا تو اُس نے کہا یہ ٹائر ٹیوب قابل مرمت نہیں ہیں۔ مجبوراً پھر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے۔ چونکہ پیدل جانا مشکل تھا۔ اُن لوگوں نے کھانا بھی نہیں کھایا تھا۔ اِتنے میں ایک صاحب بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کھانا لے کر آئے۔ یہ لوگ تو سمجھ رہے تھے کہ آج فاقہ بھی کرنا پڑے گا اور سزا بھی ملے گی۔ جو صاحب کھانا لے کر آئے تھے۔ سرکار نے اُن کو اشارہ کیا کہ کھانا بچوں کو دے دو۔ چنانچہ کھانا اُن کو مل گیا۔ سب نے خوب شکم سیر ہو کر کھایا۔ کھانا بھی بہت لذیذ تھا۔ کھانا کھانے کے بعد اُن پر نیند کا غلبہ ہوا۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پاس ہی سُلا لیا۔ علی الصبح بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُن لوگوں کو ٹھوکر مار کر فرمایا: ''اب تک سو رہے ہو، اسکول نہیں جاتے۔''

یہ لوگ گھبرا کر اُٹھے۔ باہر آئے تو اپنی سائیکلوں کو دُرست پایا۔ اپنی سائیکلیں سنبھالیں اور اسکول پہنچ گئے۔ کسی قسم کی پوچھ گچھ نہیں ہوئی۔

اُن کو روکنے میں سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی کیا مصلحت تھی وہ تو نہ سمجھ سکے۔ ہوسکتا ہے کہ اُس رات

اُن بچوں پر کوئی آفت آنے والی ہو، اِس سے سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے بچایا۔ یا اپنے پاس رکھ کے علم کی دولت سے مالا مال کرنا ہو۔ ویسے اُن میں سے ہر بچے نے خوب تعلیم حاصل کی اور بڑے عہدوں پر ملازم ہوئے۔ یہ سرکار کا ہی کرم تھا۔

مؤذی مرض سے نجات:

ناگپور شریف میں ایک انگریز ڈپٹی کلکٹر آیا۔ وہ ذیابیطس کے مرض میں ایک عرصہ سے مبتلا تھا۔ بڑے بڑے ڈاکٹروں سے علاج کرا کر مایوس ہو گیا تھا۔ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت سُن کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیر پیٹھ حاضر ہوا۔ اُس وقت سرکار رحمۃ اللہ علیہ کھدان کے قریب ناگ پھنی کے جنگل میں ایک پیڑ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ ڈپٹی کلکٹر نے ہیٹ زمین پر رَکھ کر سَلام کیا۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے قریب ہی سے ایک گھاس کا بڑا پتّہ توڑ کر اُس کو عطا کر دیا۔ اُس نے وہاں موجود بابا کے بچوں سے دریافت کیا کہ اُسے کیا کرنا چاہئے۔ اُن لوگوں نے بتایا کہ اُسے کھا لیں۔ اُس نے آدھا اُسی وقت چبا کر کھا لیا۔ اور آدھا سونے کے تعویذ میں بند کر کے بازو پر باندھ لیا یا گلے میں ڈال لیا۔ چند ہی دِنوں میں مَرض غائب ہو گیا۔

کرم خوردہ پتّہ:

ایک جاگیردار صاحب کی جاگیر کی اَسناد گورنمنٹ میں پیش کرنا تھیں۔ اُنہوں نے اپنے گھر میں تلاش کیں، نہ مل سکیں۔ گورنمنٹ کی طرف سے نوٹس بھی آ گیا کہ اِتنے دنوں کے اندر اَسناد پیش کی جائیں۔ ورنہ تمام جائیداد ضبط کر لی جائے گی۔ بہت پریشان ہوئے۔ اِسی پریشانی کے عالم میں ناگپور شریف آئے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا پتہ معلوم کر کے پہنچے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اُس وقت جنگل میں ایک آم کے پیڑ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور نے زمین سے ایک پتّہ اُٹھا کر اُن کو دے دیا۔ یہ پتّہ جگہ جگہ سے کرم خوردہ سا تھا۔ جاگیردار صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بہت اَدب سے لے لیا۔ تب سرکار نے فرمایا: ''جاؤ فتح کرو۔''

وہ گھر گئے اور خود بھی اور تمام افراد سے کاغذات تلاش کروانے شروع کئے۔ اللہ کی شان ایک پٹّہ مل گیا جو اُس پتہ ہی کی طرح جگہ جگہ سے کرم خوردہ تھا۔ (جو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نے عطا کیا تھا) لیکن عبارت بالکل صاف دکھائی دیتی تھی۔ جاگیردار صاحب نے پٹّہ ملنے پر خوشیاں منائیں اور وہ گورنمنٹ میں پیش کردیا۔ اُن کی جاگیر بحال ہوگئی۔ دربار میں حاضر ہوکر نذر نیاز پیش کی۔ خدام کو بھی بہت انعام دیئے۔ غرباء میں خیرات تقسیم کی۔

سپاہی کی ترقی ہوگئی:

عبدالمجید صاحب رحمۃ اللہ علیہ (کامٹی، سی۔پی) فنانس منیجر بائر فارماکو، کراچی بیان کرتے ہیں۔

یوسف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ رینجر (ساگر) کے بچے کے سر میں گنج ہوگئی تھی۔ انہوں نے اپنے ایک ہندو سپاہی کے ساتھ بچے کو دربار بابا رحمۃ اللہ علیہ میں روانہ کیا۔ سپاہی نے راستہ میں طے کیا کہ میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی ترقی کیلئے عرض کروں گا۔ جب بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو اپنی ترقی کی خواہش دل میں تھی اور بچے کو بھولے ہوئے کھڑا تھا۔ اچانک مجمع سے نکل کر بابا رحمۃ اللہ علیہ اُس کے سامنے آئے اور فرمایا ''آیا تھا کس کام سے اور سوچ رہا تھا کچھ، جا تیری ترقی بھی ہوجائے گی۔'' اور اِس بچے کے سر پر تھوک دیا۔ بچہ اُسی دن اچھا ہوگیا۔ اور چند روز بعد سپاہی کی بھی ترقی ہوگئی۔

شق القمر:

واکی شریف میں ذوالحجہ کی چودھویں شب کو ۹ بجے حضور اپنی پلٹن (بچوں) کے ہمراہ جن میں خدابخش بھائی اور مارواڑی جاروب کش موجود تھے۔ حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک نالے کنارے کھڑے ہوگئے۔ چودھویں کا چاند اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ نالے کے پانی میں جھلمل جھلمل کررہا تھا۔ آپ نے چاند کی طرف دیکھ کر فرمایا: ''دیکھو ہم کتاب پڑھتے ہیں۔ نانا جان (سرکارِ دوعالم) نے ایسا ہی تو کیا تھا؟''

اِنگشت شہادت اُٹھا کر یہ شعر پڑھا ؎

اِک اشارہ میں کیا چاند کا دل دو ٹکڑے
عاشق اُس آن کو برچھی کی اَنی کہتے ہیں

''اُس آن کو برچھی کی اَنی کہتے ہیں'' زوردار لہجہ میں کہہ کر انگشت شہادت سے اِشارہ کیا۔ چاند دوٹکڑے ہوگیا۔ تمام حاضرین نے دیکھا۔ چند لمحوں بعد دونوں ٹکڑے آپس میں مل گئے۔ خدا بخش بھائی تاجی مارواڑی جاروب کش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ عبدالمجید (فنانس منیجر بائر فارماکو) کے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اِس اجتماع میں موجود تھے۔

تشریح شق القمر:

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

حاملِ دیں بودا و محمول شُد
قبل فرمان بُدا و مقبول شُد

ترجمہ(۱): پہلے وہ دین کا بار اُٹھانے والا تھا اَب وہ سوار بن گیا ہے۔ پہلے وہ فرمان الٰہی قبول کرنے والا تھا، اَب وہ مقبولِ خدا ہوگیا ہے۔

تاکنوں فرما پر زیر فتی زَ شاہ
بد ازاں فرمان رساند بر سپاہ

ترجمہ(۲): پہلے وہ احکام شاہی قبول کرتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ حکم شاہی سے تمام فوج پر حکم بنادیا گیا۔

تاکنوں اختر اَثر کردے
بعد ازاں باشُد امیر اختر او

ترجمہ(۳): پہلے ستارے اِس پر اَثر کرتے تھے۔ اَب وہ ستاروں پر اَثر اَنداز ہوگیا ہے۔ وہ اَمیر ''اختر'' ہوگیا ہے۔

گر اتر اَشکال آید در نظر
پس تو شک داری دراں شق القمر

ترجمہ(۴): اگر تجھ کو اُس کے امیر اختر ہونے میں کوئی اَشکال نظر آتا ہے، تو پھر تجھ کو شق القمر کے معجزے میں بھی شک ہے۔

معجزہ شق القمر جو قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ ایک تصرف ہے، کوئی مسلمان اِس خرقِ عادت میں شک نہیں کرسکتا۔ نہ اولیاء اللہ کے اَمیر ہونے میں کوئی شک کرسکتا ہے۔

بگوش معنی زَ حق شنید مَ منم محمد منم محمد
جمال خود را خود آفریدم منم محمد منم محمد

مُلازمت پر بحال ہوگئے:

سیّد ضیاء الحق صاحب یوسفی تاجی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں:

میرے ایک دوست پولیس انسپکٹر معطل ہوگئے۔ انہوں نے اپیل کی اور اپنے ایک عزیز کو ناگپور خط لکھا کہ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر میرا معاملہ عرض کریں۔ میں یہاں کی کارروائی کی وجہ سے بغیر اجازت نہیں نکل سکتا، ورنہ خود حاضر ہو کر عرض کرتا۔ وہ شہنشاہ دلوں کا حال جانتے ہیں۔ اُن کے عزیز سرکار رحمۃ اللہ علیہ میں حاضر ہوئے تو بغیر مُدعا بیان کئے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رَدّی کاغذ اُن کو دے دیا۔ زبان مبارک سے کچھ نہ فرمایا۔ اُنہوں نے کاغذ کی عبارت پڑھی۔ اُس پر لکھا تھا۔

Go To Post At once You Are urgently needed there.

اُن کے عزیز نے اِس لائن پر سرخ نشان ڈال کر خط کے ساتھ یہ کاغذ روانہ کر دیا۔ جس روز انسپکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ آرڈر خط کے ذریعہ ملا۔ اُسی وقت گورنمنٹ کی طرف سے تار مِلا۔ انہوں نے سرکار کا حکم نامہ اور عبارت کا تعویز بنالیا اور اپنے بازو پر باندھ لیا تھا۔ جب وہ مُلازمت پر بحال ہوگئے تو سیّد صاحب سے ملاقات ہوئی۔ ساری تفصیل کے ساتھ اُنہوں نے وہ تعویذ بھی کھول کر دِکھایا۔

ساری زندگی کے لئے چھوڑ دیا:

منّالال پٹواری پر جھوٹے دستاویزات تیار کرانے پر مقدمہ قائم ہوگیا۔ مقدمہ کی نوعیت کچھ ایسی تھی کہ اُن کو سزا ہوجاتی۔ بڑھاپے میں اِس بدنامی کے خوف نے اُن کو حضور کی خدمت میں پہنچا دیا۔ یہ حضور کے بے حد عقیدت مند تھے۔ قدم بوس ہو کر رو رو کر اپنے

قصور کی معافی چاہی اور عرض کیا کہ سرکار مقدمہ ختم کرا دیجئے۔ سرکار نے فرمایا: ''جا دو سال کے لئے چھوڑ دیا۔''

پھر فرمایا: ''تین سال کے لئے چھوڑ دیا۔''

پھر فرمایا: ''اچھا جا ساری زندگی کے لئے چھوڑ دیا۔''

منّالال جی خوشی خوشی گھر پہنچے۔ اُن کے کاغذات دہلی انکوائری کے لئے گئے ہوئے تھے۔ دو چار روز بعد حضور نے عالم رویا میں اُن سے فرمایا:

''تو سویا ہے اور تیرے کاغذات دہلی سے آ گئے ہیں۔''

دوسرے روز پیشی تھی۔ منّالال پیشی پر پہنچے۔ عدالت نے فیصلہ سُنایا۔ منّالال باعزت بری کئے جاتے ہیں اور مُلازمت پر بحال کئے جاتے ہیں۔ جتنے دن معطل رہے اُس کی تنخواہ بھی ملی۔ یہ خوشخبری سُن کر وہ شکر درہ حاضر ہوئے۔ حضور راستے ہی میں اُن کو مل گئے۔ جیسے ہی منّالال نے قدم بوسی کی۔ سرکار نے فرمایا: ''کیوں رے اَب تو خوش ہے۔''

انشاء اللہ کامیابی ہوگی:

اسمٰعیل خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت قاضی بابا سید امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اکثر تشریف لاتے تھے۔ یہ بُزرگ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حاضر باش اور عاشق تھے۔ ایک روز اُنہوں نے اپنے عزیز کا واقعہ سُنایا۔ وہ فرماتے تھے:

سرکار مجھے بڑے بھائی کہہ کر مخاطب فرماتے تھے۔ میرے ایک عزیز بی۔ اے کے طالب علم تھے۔ دو سال سے فیل ہو رہے تھے۔ بالکل دہریا تھے۔ میں نے کئی بار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا۔ اور اُن سے کہا کہ تم ایک روز سرکار کی خدمت میں چلو۔ میں عرض کروں گا۔ تم پاس ہو جاؤ گے۔ لیکن ایسا شخص جو اللہ کو نہ مانے وہ بُزرگوں کی خدمت میں کس طرح حاضر ہوسکتا تھا۔ تیسرے سال جب فیل ہوئے تو آنکھیں کھلیں اور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں چلنے کے لئے مجھ سے کہا۔ تب میں نے اُن سے کہا کہ ''تمہیں سرکار کے پیر پکڑنا ہوں گے۔ جب تک وہ تمہیں خوشخبری نہ سُنا دیں۔ پیر پکڑے ہی رہنا۔ اَگر اِس کے

لئے راضی ہو تو میں لے چلتا ہوں۔''

وہ راضی ہو گئے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے، قدم بوس ہو کر پیر پکڑ لئے۔ میں نے دل میں عرض کیا۔ سرکار یہ میرا عزیز ہے مگر اللہ کو بھی نہیں مانتا۔ اِس کی مُراد پوری کر دیجئے تو یہ راہِ راست پر آ جائے گا۔ تھوڑی دیر بعد سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کو کھڑا کیا۔ اور فرمایا: ''بول انشاء اللہ تعالیٰ ہم کامیاب ہوگا۔'' تین مرتبہ یہ کلمات کہلوا کر جب اللہ کے وجود کو منوالیا۔ تب فرمایا ''بس جاؤ، تم پاس ہو گئے۔'' اللہ کے فضل سے امتحان دیا۔ اس سال پورے صوبہ میں پہلی پوزیشن حاصل کر کے کامیاب ہوئے۔ اَب بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ ایک روز میرے ساتھ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں موجود تھے۔ میں سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے پیر دَبا رہا تھا اُن عزیز نے میرے کان میں فرمایا: بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیجئے، اللہ کہاں ہے۔ میں نے غصہ سے کہا: کیا مجھے مار کھلائے گا۔ بس یہ بات ختم نہ ہونے پائی تھی کہ سرکار اُٹھ بیٹھے اور فرمانے لگے:

Look Here Mr. Things which you seen are called objects understand under stand.

یہ الفاظ سُن کر میرے عزیز بالکل مؤمن بن گئے۔ تعلیم حاصل کر کے وکالت شروع کی، جو بہت اچھی چلی۔

اَجمیر کی سیر:

ایک صاحب حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا حضور میں اجمیر شریف جانا چاہتا ہوں۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: ''اجمیر یہیں ہے، کہاں جاتا ہے۔''

حضور نے جوں ہی اُن کے ہاتھ پر ہاتھ رَکھا، منظر بدل گیا۔ دیکھتا کیا ہے کہ وہ اجمیر شریف کی گلیوں میں گھوم رہا ہے۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتھ چھوڑا تو پھر وہ وہیں موجود ہے، نہ وہ منظر ہے نہ اجمیر۔

حج بیت اللہ شریف:

ایک ضعیف شخص مدراس سے حضور میں اِس غرض سے حاضر ہوئے کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجھے مکہ معظّمہ پہنچا دیں تو میں حج کر آؤں۔ حاضر ہو کر خدمت میں عرض کی کہ حضور رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پاس راجہ اور نواب آتے ہیں۔ کسی سے مجھے اتنی رقم دلا دو کہ میں حج کر آؤں۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ نے اطمینان دلایا۔ جب حج کا وقت قریب آیا تو مدارسی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت بے چین ہوئے اور حضور رحمۃ اللہ علیہ میں عرض کی کہ کل سے حج شروع ہو جائے گا، اور آپ نے مجھے مکّہ تک نہیں پہنچایا۔ دوسرے دن حضور رحمۃ اللہ علیہ بدستور گھومنے نکلے تو یہ ضعیف بھی اپنا معروضہ لئے حضور کے ہمراہ ہو گئے۔ تھوڑی دور جانے کے بعد حضور رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف کا ہاتھ پکڑا اور تھوڑی دور چل کر ضعیف کو بیٹھنے کا حکم دیا۔ ضعیف وہیں بیٹھ گئے اور تھوڑی دیر بعد نیند آ گئی۔ دیکھتے کیا ہیں کہ یہ مکّہ میں حاجیوں کے ساتھ حج کر رہے ہیں۔ غرض کہ اُن حضرت نے اِسی مقام پر پڑے پڑے کُل رسوماتِ حج ادا کئے اور ہفتہ عشرہ کے بعد جب حضور رحمۃ اللہ علیہ وہاں پہنچے اور ضعیف سے فرمایا: ''کیا یہیں پڑا رہے گا۔'' چنانچہ یہ اُٹھے اور مستانہ وار حضور رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ہو گئے۔

ناظرین: یہ بات میں نے خود اُن کی زبانی سُنی ہے۔ یہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بعد میں ''نانا'' کے نام سے مشہور ہوئے اور آخر دَم تک تاج آباد شریف میں رہے۔

خراب سنگترے اَچھے ہو گئے:

میں حضور رحمۃ اللہ علیہ کے پاس زمانہء حیات میں کبھی کبھی حاضر ہوا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ میرے بڑے بھائی عبدالسجان تاجی صاحب نے سنگترے کی ویگن کے ساتھ مجھے دہلی روانہ کیا۔ میرا مال جب مارکیٹ میں آیا تو لوگوں نے کم بھاؤ میں مانگا۔ جس پر میں نے دلال سے کہہ دیا کہ سوا دو روپیہ ٹوکری سے کم داموں میں مرا مال بیچا نہ جائے۔ سنگترہ اچھا ہے۔ ایک ہفتہ اور رہ سکتا ہے۔ تین چار دن بعد جب کوئی گاہک میرے حسب منشا نہ آیا تو میں نے آٹھ دس ٹوکری بازار میں لے جانے کے لئے حکم دیا۔ مال بازار میں آ جانے کے

بعد جب پٹارہ کھولا گیا تو نصف سے زیادہ سنگترے سڑے ہوئے نکلے۔ جس کو دیکھ کر میں بہت ہی پریشان ہوا کہ اَب بھائی صاحب کو کیا جواب دیا جائے۔ پونے دو روپیہ میں پٹارہ مانگا گیا۔ اَب چار آنے میں لینے کے لئے بھی تیار نہیں ہے۔ یہ حالت دیکھ کر میری بھوک پیاس بالکل بند ہوگئی اور میں اِس افسوس میں تھا کہ بھائی کی نظر میں نالائق ٹھہروں گا۔ تمام دن اِسی پریشانی میں گزر جانے کے بعد رات اپنے بستر پر گیا اور حضور رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کرتے ہوئے سو گیا۔

کیا دیکھتا ہوں کہ حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے ہیں۔ میں اُٹھا، قدم بوس ہوا۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ نے میری طرف دیکھا اور کچھ فرمایا جس کو میں سمجھ نہ سکا۔ بیدار ہونے کے بعد سنگتروں کی فکر کو تو بھول گیا اور سوچنے لگا کہ حضور رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں مجھ سے کیا فرمایا۔ اس سوچ میں صبح سے شام ہوگئی۔ پانچ بجے کپڑے بدل کر میں گھومنے کی غرض سے مارکیٹ کی طرف نکلا تو دلال نے مجھے بلا کر کہا کہ تمہارا سو پٹارہ سنگترہ دو روپیہ کے بھاؤ سے فروخت کر دیا ہے۔ سُن کر مجھے بڑا تعجب ہوا اور دریافت کیا کہ کیا اُس نے بلا دیکھے سنگترہ خرید لیا ہے۔ جواب دیا: نہیں دس پندرہ پٹارے خالی کر کے دیکھا تو اُس میں ایک سنترہ بھی سڑا ہوا نہیں۔ یہ سُن کر میں نے دلال سے کہا آپ تار کے ذریعے بھائی صاحب کو بکری دے دیں۔ چنانچہ اُس نے بکری دیدی اور میں چند دن بعد ناگپور آ گیا۔

(راوی: عبدالحسن صاحب فروٹ مرچنٹ)

ڈاکٹر عبدالمجید خان صاحب ایکسیڈنٹ سے بچ گئے:

جب حضور کی کرامتوں کا سکہ ڈاکٹر صاحب کے دل پر جم گیا تو وہ اپنا کوئی بھی کام حضور رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت کے بغیر نہ کرتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ کسی تقریب میں آپ نے بمبئی جانے کی اجازت چاہی۔ سُن کر حضور رحمۃ اللہ علیہ نے بمبئی جانے سے منع فرمایا۔ پھر کچھ دیر بعد ڈاکٹر صاحب نے حضور سے التجا کی، لیکن حضور رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ جواب نہیں دیا۔ کچھ وقفہ کے بعد تیسری بار دریافت کرنے پر حضور رحمۃ اللہ علیہ نے ایک درخت سے پتّہ توڑ کر یہ کہتے ہوئے

ڈاکٹر صاحب کو دیا ''نہیں مانتا لے، جا کر آ۔''

ڈاکٹر صاحب نے اِس پتّے کو رکھا اور بمبئی روانہ ہو گئے۔ بھساول میں کسی ضرورت کی وجہ سے آپ اُتر گئے اور پٹڑی پر سے دوسرے پلیٹ فارم جانے لگے۔ آپ جا ہی رہے تھے کہ اچانک ایک انجن پوری رفتار سے آتا ہوا اُن کے پاس رُک گیا اور ڈاکٹر صاحب خوف سے بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ یہ حالت دیکھ کر لوگوں نے شور مچانا شروع کیا کہ دیکھو وہ آدمی کٹ گیا۔ اِدھر انجن ڈرائیور اور انجن کے دوسرے ملازمین نیچے اُترے اور ڈاکٹر صاحب کو اُٹھا کر پلیٹ فارم پر لائے۔ جب ڈاکٹر صاحب ہوش میں آئے تو ڈرائیور نے پوچھا: سچ بتائیے آپ کون بُزرگ ہیں کہ پوری رفتار سے آتا ہوا انجن بلا روکے رُک گیا۔ یہ سُن کر ڈاکٹر صاحب کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور وہ پتّہ جیب سے نکال کر آنکھوں سے لگاتے ہوئے کہا کہ ''میں ولی نہیں ہوں لیکن ایک ولی کامل کا غلام ضرور ہوں۔''

یہ کہہ کر حضور رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت طلب کرنے کا پورا قصہ سُنایا۔ جس کو سُن کر بھساول کے لوگوں کے دلوں میں حضور رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کا سکہ بیٹھ گیا اور بھساول سے لوگوں کے جتھے کے جتھے حضور کی خدمت میں پاگل خانہ پہنچنے لگے۔ جو جس مقصد سے آتا وہ کامیاب ہو کر جاتا۔

بغیر معائنہ کے ڈاکٹری سرٹیفکیٹ مل گیا:

سیّد عبدالوہاب (نمبر ۱۷، مین جان اسٹریٹ، چپاک، مدراس) اُنہوں نے ۳ مارچ ۱۹۴۱ء کو حسب ذیل واقعات کا اظہار کیا۔

بتاریخ ۱۰ دسمبر ۱۹۰۷ء میں پوسٹ آڈٹ آفس ناگپور میں رجوع ہوا۔ اُسی روز شام کو مجھے میڈیکل آفیسر کے پاس رجوع ہو کر کام کرنے کے قابل ہوں یا نہیں، اِس کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کی ہدایت کی گئی۔ میں میڈیکل آفیسر کے سامنے جانا نہیں چاہتا تھا، اِس لئے کہ اُس وقت مجھے بُری طرح خارش ہوگئی تھی۔ اور تمام بدن پر پھوڑے تھے۔ میں ڈاکٹر کے پاس نہیں گیا، اپنی قیام گاہ پر آ گیا اور پریشان حال سوچنے لگا کہ اَب کیا کرنا چاہئے۔ یکایک خیال ہوا کہ محبّی جناب عبدالحفیظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مشورہ کرنا چاہئے۔ صاحب

موصوف نقشہ نویس کچہری ناگپور کے معتمد تھے۔ میں نے اُن کے پاس جا کر اپنی پریشانی کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا۔ ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ آپ حضرت باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ کے پاس جا کر ادب سے عرض کیجئے، میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہاں جانے کے بعد آپ ضرور کامیاب ہوجائیں گے۔ یہ سُن کر میں اور میرے پھوپھی زاد بھائی سید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ وظیفہ یاب صفائی انسپکٹر ویلور جو ہمارے ساتھ کام کر رہے تھے۔ ہم دونوں پاگل خانہ پہنچے۔ جب ہم دونوں پھاٹک کے اندر داخل ہوئے تو وہاں کے چوکیدار سے دریافت کیا۔ وہ ہم کو باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ کے پاس لے گیا۔ اُس وقت حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک درخت کے نیچے تشریف فرما تھا۔ اور بے شمار لوگ اُن کو گھیرے ہوئے تھے۔ چوکیدار نے ہم لوگوں سے کہا کہ آپ لوگ پہلے سلام کریں اِس طرح کہ ’’السلام علیکم بھائی صاحب!‘‘ ہم نے حضرت کے قریب جا کر سلام کیا۔ باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

’’آؤ مدراسی بھائی، میرا وطن بھی مدراس ہے، دفتر لے کر آئے ہیں دفتر لے کر جائیں گے۔‘‘

باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ کا ہماری طرف اس طرح مخاطب ہونا کہ آؤ مدراسی بھائی وہاں کے تمام لوگ ہماری طرف دیکھنے لگے اور ہر ایک نے ہم کو باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ کے پاس جانے کو راستہ دیا۔ راستہ ملتے ہی میں اُن کے قریب ہوگیا۔ حضرت نے حکم دیا کہ ’’پیر دَباؤ‘‘ حکم پاتے ہی میں نے پیر دبانا شروع کیا۔ پیر دباتے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ بالکل بے حس وحرکت ہوگئے اور آپ کی نبض غائب ہوگئی، سانس رُک گئی اور تمام بدن سرد ہوگیا۔ یہ حالت دیکھ کر میں بہت گھبرایا۔ کبھی نبض دیکھتا اور کبھی دل پا ہاتھ رکھتا۔ یہ حالت دس پندرہ منٹ رہی ہوگی۔ میں نے سوچا لوگوں کو بتادوں کہ باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ پردہ فرما گئے۔ میں اَبھی اپنے لب کھولنے نہ پایا تھا کہ حضرت باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ نے یاہُو کہہ کر آنکھ کھولی اور اُٹھ بیٹھے۔

یا ہُو دیا من ہو دگر چیزے نمی دانم
کہہ دو کوہکن سے کہ مرنا نہیں کمال
مر مر کے ہجر یار میں جینا کمال ہے

بیٹھنے کے بعد حضور رحمۃ اللہ علیہ کچھ فرمانے لگے۔ جس کو میں سمجھ نہ سکا۔ اُس کے بعد حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا: ’’جاکو آؤ حضرت، وہ انگریز کیا کرے گا۔‘‘

یہ الفاظ حضور کی زبان سے نکلے تھے کہ وہ چوکیدار یعنی خادم نے ہم سے کہا کہ آپ جس کام کے لئے آئے تھے وہ کام پورا ہوگیا۔ اَب آپ لوگ جاسکتے ہیں۔ یہ سُن کر ہم دونوں نے حضور رحمۃ اللہ علیہ کو جھک کر سلام کیا اور قدم بوس ہو کر روانہ ہوگئے۔ دوسرے دن میں میڈیکل آفیسر کے پاس گیا تاکہ صداقت نامہ حاصل کروں۔ وہاں پر ۳۵ حضرات میری طرح موجود تھے۔ تھوڑی دیر انتظار کے بعد ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ آئے اور تمام کو دیکھا۔ آخر نمبر میرا تھا کہ اتنے میں لیڈی چیف کمشنر نے ڈاکٹر کو بلوایا۔ ڈاکٹر فوراً چلے گئے۔ جب وہاں سے واپس ہوئے تو اپنے مددگار اسسٹنٹ سرجن سے دریافت کیا کہ امتحان کے لئے کوئی باقی ہے۔

جواب دیا اَب کوئی باقی نہیں۔ تب آپ نے کہا کہ تمام لوگوں کے سرٹیفکیٹ تیار رکھو میں آکر دستخط کر دوں گا۔ سُن کر مجھے بڑی فکر ہوئی کہ میرا امتحان تو ہوا نہیں ہے۔ اَب پھر مجھے ڈاکٹر صاحب کے سامنے جانا ہوگا۔ لیکن مجھے حضرت باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ کے الفاظ پر پورا یقین تھا میں ۴ بجے آفس گیا تو میرا امتحانی صداقت نامہ ڈاکٹر نے مجھے دے دیا۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت دیکھ کر مجھے مسرت ہوئی۔

میں نے اپنے لوگوں سے کہا کہ نہ تو مجھے ڈاکٹر نے دیکھا اور نہ معائنہ ہوا مجھے صداقت نامہ دے دیا۔ دراصل یہ باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت ہے، ورنہ میرے مرض کے اعتبار سے اُمید نہ تھی کہ ڈاکٹر صاحب مجھے صداقت نامہ دیتے۔ اُس واقعہ کے بعد سے حضور کی قدم بوسی کے لئے برابر جاتا رہتا ہوں۔

بیوی کے انتقال کی خبر:

۳ جون ۱۹۴۹ء کو احمد خان صاحب (نواب پورہ، ناگپور) نے حسب ذیل واقعہ کا اظہار کیا۔

ڈاکٹر کاشی ناتھ راؤ کے زمانہ میں بیک وقت گیارہ پاگل فرار ہو گئے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اِن پاگلوں کی واپسی کی درخواست کی۔ دوسرے دن وہ خود واپس آ گئے۔ ڈاکٹر صاحب اِن پاگلوں سے باتیں کر رہے تھے کہ پاگل خانے کا یورپین آفیسر اعلیٰ وہاں آیا اور کاشی ناتھ راؤ سے گفتگو کرنے لگا۔ اِسی وقت حضور وہاں تشریف لائے اور اس انگریز سے کہا ''تو یہاں کیا کرتا ہے بنگلہ پر جا، میم صاحبہ کا انتقال ہو گیا۔'' یہ گھر گئے تو میم صاحبہ کے انتقال کا تار موجود تھا۔ حضور کی اِس کرامت کو دیکھ کر ہزار جان سے یورپین افسر حضور کا شیدائی ہو گیا۔

لباس کا رنگ تبدیل ہو گیا:

اپریل ۱۹۴۹ء حضرت محمد عبدالعزیز عرف نانا میاں تاجی (بھالدار پورہ، ناگپور) بیان کرتے ہیں کہ میرے ایک دوست ہیڈ کانسٹیبل پولیس حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے اُن کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا: ''کالے منہ کے بندر لال منہ کے بندر ہوتے۔''

یہ صاحب اپنے دل میں بہت بگڑے کہ عجیب پاگل سے ملاقات ہوئی۔ مجھے کالے منہ اور لال منہ کے بندر بنا رہے ہیں۔ یہ واپس اپنے وطن رائے پور روانہ ہو گئے۔ دوسرے دن اُن کے افسر اعلیٰ ڈی ایس پی نے اُن کو اپنی پیشی کا منشی بنایا اور چند ہی دن بعد ساگر سب انسپکٹر کی ٹریننگ کے لئے روانہ کر دیا اور یہی صاحب چند دن کے بعد سب انسپکٹر ہو کر آئے تو آپ کا لباس کالے سے لال ہو چکا تھا (یعنی سپاہی سے داروغہ ہو گئے) اور کمر میں کرچ لگی ہوئی مجھے ملنے آئے اور کہنے لگے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا کہ ''کالے منہ کے بندر لال منہ کے بندر ہوتے ہیں۔'' بالکل صحیح نکلا۔ گویا میں کالے لباس سے اِس لباس میں آیا ہوں۔ یہ واقعہ سُن کر میرا دل بھی حضور رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کھنچنے لگا۔

دوست سے ملاقات:

جناب قطب الدین صاحب پاگل خانہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے دو دوست ہیں جن کی طرف سے بہت دن ہوئے کہ خیریت معلوم نہ ہوئی۔ ارشاد ہوا کہ ''پیر دباؤ'' کچھ دیر کے بعد ارشاد ہوا ''تیرا دوست باہر کھڑا ہے جا کر آ'' یہ آپ کی خدمت میں مصروف رہے۔ دوسرے دن پھر آپ اِسی طرح مصروف تھے اور دل میں اپنے دوست کا خیال فرما رہے تھے کہ ''حضور نے تبسم فرمایا اور ارشاد ہوا: ''جاتا کیوں نہیں، تیرا دوست باہر کھڑا ہے۔'' وہ باہر گئے اور اپنے دوست کو کھڑا پایا۔ دوست نے فرمایا کہ دو دن سے آپ کی تلاش میں یہاں آ رہا ہوں۔

مُلازمت میں ترقی:

میرے دوست جمال الدین میونسپل کمیٹی رائے پور میں دس روپیہ ماہوار کے ملازم تھے۔ انہوں نے جب مصطفیٰ خان کی ترقی دیکھی کہ حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جانے سے اُن کا درجہ بڑھ گیا ہے تو یہ ناگپور پاگل خانہ روانہ ہو گئے۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا ''جاؤ جی مٹی کے ڈھیلوں میں گھومتے پھرتے رہو۔'' جب یہ صاحب رائے پور واپس آئے تو محکمہ بندوبست کے صاحب نے اُن کو رقعہ لکھا کہ میں تم کو اپنے محکمہ میں لینا چاہتا ہوں، اگر تم قبول کرو۔ یہ فوراً روانہ ہو گئے۔ ان کو صاحب نے سررشتہ دار کی جگہ دیدی۔ کچھ دن بعد یہ صاحب ریونیو انسپکٹر بن گئے اور بقول حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ ڈھیلوں میں جریب پھیلانے لگے اور حضور رحمۃ اللہ علیہ کی دعا نے اُن کو چند ہی دنوں میں لینڈ ریکارڈ کا سپرنٹنڈنٹ بنا دیا۔

(راوی: قطب الدین صاحب)

بارش ہو گئی:

سیّد عبدالرحمٰن صاحب (فارسٹ کنٹریکٹر، سی۔ پی) کا بیان ہے کہ لوگوں کی ایک کثیر جماعت شکر درہ حاضر ہوئی۔ بابا رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا: ''حضور بارش نہ ہونے سے اِمسال لوگ پریشان ہیں۔ اناج گراں ہوتا جا رہا ہے اور عوام بھوکے مر رہے ہیں۔ دعا فرمائیے تو

مخلوقِ خدا کو نجات حاصل ہو جائے۔''

حضور مسکرائے اور جنگل کی جانب روانہ ہو گئے۔ قریب کے گاؤں میں پہنچے تو وہاں کے کسانوں نے بھی حضور رحمۃ اللہ علیہ میں اِمساکِ باران کی شکایت پیش کی اور اِس قدر اضافہ کر دیا کہ جانور کھیتی کے چارہ نہ ہونے کی وجہ سے مَر رہے ہیں۔

اِس معروضہ کو سُن کر حضور جلال میں آ گئے اور پانی طلب کیا۔ اُن میں سے ایک کسان پانی کا ایک لوٹا بھرا ہوا لایا اور حضور رحمۃ اللہ علیہ نے پانی آگ پر تھوڑا تھوڑا ڈالنا شروع فرما دیا۔ جوں جوں آگ کے بخارات بجانب آسمان جا رہے تھے۔ اَبر جمع ہونا شروع ہوا اور اِسی وقت اتنی بارش ہوئی کہ ندی نالے ایک ہو گئے۔

میڈیکل بورڈ نے پاس کر دیا:

شیخ محبوب صاحب حضرت قاضی بابا سید امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن کے ساتھی اور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عاشق تھے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شبیہہ مبارک دیکھ کر رَقص کرنے لگتے تھے۔ آپکا قیام ۶۹، جنجیکر اسٹریٹ بمبئی میں رہا۔ ریلوے میں گارڈ ہونا چاہتے تھے۔ درخواست دی۔ آپ کو حسب معمول ڈاکٹری کرانے کا خط ملا۔ شیخ محبوب صاحب کی آنکھیں کمزور تھیں۔ اِس لئے ریلوے گارڈ کی ملازمت نہیں مل سکتی تھی۔ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بورڈ کے سامنے پیش ہونے کا خط لے کر آئے اور سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی کے وقت دل میں عرض کیا۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ نوکری کرنا چاہتا ہوں، آنکھیں کمزور ہیں۔ آپ ڈاکٹری میں پاس کروا کر ملازمت دلوا دیں۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا'' کیوں ڈرتا ہے رے، جا۔''

یہ روانہ ہوئے تاریخ مقررہ پر اُن کا معائنہ ہوا اور کامیاب ہو کر گارڈ کی ملازمت مل گئی۔

شیخ محبوب صاحب الزام سے بَری:

یہی صاحب فرماتے ہیں ملازمت کے دوسرے تیسرے سال یہ بمبئی مال گاڑی بوقت شب لے جا رہے تھے۔ راستہ میں یکا یک گاڑی رُک گئی۔ جب انہوں نے گاڑی سے اُتر

کر چیک کیا تو صرف گھانس کا ڈبہ کھلا پایا۔ انہوں نے اپنی رپورٹ میں لکھ دیا کہ کوئی چیز نہیں گئی سب برابر ہے۔ مگر جب دوسرے دن صبح گاڑی کی پوری چیکنگ ہوئی تو معلوم ہوا کہ کئی ہزار کا مال چوری ہو گیا۔ یہ بہت گھبرائے کہ اَب ملازمت سے ہٹا دیا جاؤں گا۔ تفتیش شروع ہوئی تو یہ گارڈ صاحب بلا رخصت حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں شکردرہ حاضر ہوئے دوسرے روز ارشاد ہوا'' ارے میاں بڑے دروازہ کے اندر گھوڑا بندھا ہے چلا جا۔ اوپر صاحب ہے، اس کو پھل پھلاری دے کر سلام کر لے۔''

تعمیل حکم پر بمبئی واپس ہوئے۔ حضور نے اپنی روحانی شان دکھلائی کہ کسی نے بھی مجھ سے دریافت نہ کیا کہ کہاں تھا۔ ڈیوٹی پر جانے کا حکم ملا اور میں چل دیا۔ دوسرے دن واپس ہو کر میں دادر بمبئی گیا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ دوسری طرف سے ریل گاڑی آ رہی تھی۔ اس لئے گیٹ بند تھا۔ میں گیٹ کے پاس کھڑا ہو گیا۔ سامنے نظر پڑی تو ایک بڑا سا مکان نظر آیا۔ اندر گھوڑا بندھا دیکھا۔ حضور کا ارشاد یاد آ گیا۔ وہاں کے آدمی سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہاں ریلوے کے بڑے صاحب رہتے ہیں۔ میں نے حسب ارشاد حضور رحمۃ اللہ علیہ پھل پھلاری وغیرہ لے کر صاحب کی خدمت میں پیش کئے اور سارا مال گاڑی کا ماجرہ کہہ سُنایا کہ ریل کے دو ڈبے لوٹے گئے ہیں، دیکھا تو صرف گھانس کا ڈبہ کھلا تھا۔ آفیسر نے سُن کر کہا: اچھا ٹھیک ہے تم نے سچ بات کہہ دی ہے جاؤ، آئندہ غفلت نہ کرنا۔ میں واپس ہو گیا۔ آج تک کسی نے مجھ سے کچھ دریافت نہ کیا۔ یہ حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خاص توجہ اور ارشاد کا نتیجہ تھا کہ اِس قدر سنگین جرم سے بال بال بچ گیا۔

جہاز کو طوفان سے نکال دیا:

ایک روز سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ صبح ہی سے بار بار فرما رہے تھے کہ ایک انگریز آنے والا ہے، اُسے مار کر نکال دینا۔

قریب ۱۲ بجے وہ انگریز آ گیا۔ حضرت نے اُس کی طرف دیکھ کر کچھ غصہ میں فرمایا اور محل کی طرف چل دیئے۔ وہ انگریز بھی آپ کے پیچھے چلنے لگا۔ بقول اُس انگریز کے چلتے ہوئے اُس نے دل میں معافی مانگی۔ اُسی وقت سرکار اپنے سر پر دونوں ہاتھ رکھ کھڑے

ہو گئے۔ تب انگریز نے جیب سے ایک تصویر نکالی۔ تصویر دیکھی پھر حضور کو دیکھا تو یقین کر لیا کہ یہ تصویر حضور رحمۃ اللہ علیہ ہی کی ہے اور انہی بُزرگ نے جہاز کو طوفان سے نکالا ہے۔

دریافت کرنے پر اُس انگریز نے بتایا کہ میں ایک جہاز کا کپتان ہوں۔ آج سے چند ہفتہ قبل میرا جہاز شدید طوفان میں گھر گیا۔ ہماری تمام تدابیر ناکام ہو گئیں اور ہم سمجھ گئے کہ اَب ہمارا جہاز ڈوب جائے گا۔ ہمارے جہاز میں ایک شخص تاج بابا کا نام لے کر مدد کے لئے پُکار رہا تھا۔ ہمارے ملّاحوں نے اُس وقت بتایا کہ جہاز کے نیچے کی طرف ایک آدمی نظر آ رہا ہے۔ میں نے اُس جانب دیکھا اور دیکھ کر یہ سمجھا کہ یہ شخص جہاز کے کسی حصہ میں پھنس گیا ہے، اُسے کسی طرح اوپر لینا چاہئے۔ یہ خیال آتے ہی دیکھا تو وہ شخص نیچے نہ تھا لیکن ہمارا جہاز طوفان سے نکل چکا تھا۔ کچھ دنوں بعد ہمارا جہاز کنارے لگا تو دیکھا وہی بُزرگ جو جہاز کے نیچے دِکھائی دیئے تھے، کنارے پر سَر پر ہاتھ رَکھے کھڑے ہوئے ہیں۔ اُن کے قریب جا کر دریافت کرنے کی مجھے ہمت تو نہ ہوئی لیکن یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ کوئی بُزرگ ہیں۔ اُن کی تصویر لے لی۔

یہ تصویر میں نے لندن میں ایک صاحب کو دِکھائی تو انہوں نے بتایا کہ یہ بہت بڑے ولی اللہ ہیں۔ اُن کا نام بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ ہے اور ناگپور ہندوستان میں اُن کا قیام ہے۔ چنانچہ میں نے طے کیا کہ جلد اِن بُزرگ کی خدمت میں حاضری دوں گا۔ اس لئے آج حاضر ہو گیا ہوں۔ انگریز نے جہاز کے طوفان میں گھرنے کا دِن، تاریخ اور جو ٹائم بتایا، اُس وقت ایک نائی سرکار کے بال کاٹ رہا تھا کہ یکایک سرکار اُٹھے اور شکردرہ تالاب میں کود گئے اور پانی میں کھڑے ہو کر اندر کسی چیز کو زور لگاتے ہوئے کئی بار فرمایا۔ ''جہاز بہت بھاری ہے رے، جہاز بہت بھاری ہے رے۔''

پھر فرمایا: ''طوفان سے نکل گیا رے طوفان سے نکل گیا رے۔''

اِس طرح آپ نے دور دراز مقام پر رہتے ہوئے آپ کو پُکارنے والے کی آواز پر پہنچ کر اِس قول کا ثبوت دیا ''تاج الدین اپنے نام کے ساتھ رہتا ہے۔''

(راوی: محمد وزیر صاحب۔ ناگپور)

بچے کو سیلاب میں ڈوبنے سے بچا لیا:

میرا بڑا لڑکا عزیز الدین جس کی عمر ۱۱ سال تھی۔ بارش کے موسم میں ایک روز حضور رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ واکی شریف چلا گیا۔ یہ اور لڑکوں کے ہمراہ کنہاں ندی کے کنارے کنارے چل کر طغیانی کا منظر دیکھتے ہوئے مزے لے رہے تھے۔ یکایک عزیز الدین کا پیر گہرے پانی میں چلا گیا اور اِس موج کے ساتھ ہی یہ بھی پانی میں چلا گیا۔ اُسے تیرنا نہیں آتا تھا۔ کنارے سے ۲۰ گز کے فاصلے پر یہ پانی سے اوپر آیا اور چلّا کر حضور رحمۃ اللہ علیہ کو پُکارا۔ ''بابا جان میں ڈوب رہا ہوں مجھے بچائیے۔'' پھر ایک غوطہ کھایا۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے میں اُس وقت کھانا رَکھا تھا، صرف ایک لقمہ لے کر سرکار تیزی سے کنہاں ندی کے کنارے پہنچ گئے۔ ظاہر ہے لڑکے نے سرکار رحمۃ اللہ علیہ کو پُکارا تھا اور سرکار مدد کے لئے پہنچ گئے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ساتھ اور تمام زائرین بھی وہیں پہنچے۔ سرکار نے وہاں داہنا ہاتھ سَر پر لٹکایا اُس وقت میرا بچہ کافی دور چلا گیا تھا۔ اوپر آیا۔ مجمع میں ایک شاہ صاحب بھی تھے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اُن سے فرمایا: ''جاؤ بچہ کو نکال لاؤ۔'' شاہ صاحب نے عرض کی:

''حضور رحمۃ اللہ علیہ مجھے تیرنا نہیں آتا اور نہ بچے کو، لیکن آپ حکم فرمائیں تو میں کود جاتا ہوں۔''

سرکار نے پھر فرمایا ''جاؤ نکال لاؤ''۔ چنانچہ جس وقت شاہ صاحب ندی میں کودے اُس وقت بچہ کافی دور تھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ شاہ صاحب بہت اَچھے تیراک ہیں، تیرتے ہوئے بچے کی طرف جا رہے ہیں اور بچہ خود تیزی سے اُن کی طرف آ رہا ہے۔ شاہ صاحب نے اُسے پکڑ کر پیٹھ پر بٹھایا اور بخیریت کنارے پر لے کر آ گئے۔ اُس وقت سرکار رحمۃ اللہ علیہ کنارے ہی کھڑے تھے۔ دونوں نے آ کر قدم بوسی کی اور بخیریت گھر چلے گئے۔

(راوی: منشی جلال الدین مرحوم۔ ناگپور)

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کرایا:

ایک درویش ناگپور آئے۔ چند روز سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر جب سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت سے واپس جانے لگے تو مجھ سے اُن کی ملاقات ہوئی۔ میں نے دریافت کیا کہ آپ

کہاں سے تشریف لائے تھے۔ اُنہوں نے بتایا کہ میں اجمیر شریف سے اپنا ایک مقصد لے کر آیا تھا، اَب بامُراد لوٹ کر جارہا ہوں۔ پھر پورا واقعہ کچھ یوں سُنایا:

میں اجمیر شریف میں خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے عُرس مبارک میں اپنا مقصد لے کر شرکت کے لئے گیا تھا۔ وہاں اپنے مقصد کے لئے مَراقبہ کرکے سرکار غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا تو سرکار غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ارشاد فرمایا:

''یہاں سلطان العاشقین محبوب ربّ العالمین بابا تاج الدین ناگپوری رحمۃ اللہ علیہ آئے ہوئے ہیں۔ (اُن کی شبیہہ بھی دِکھائی اور فرمایا) اُن سے عرض کرو۔''

چنانچہ تلاش کرکے ایک جگہ پہنچا۔ وہاں محفل سماع ہورہی تھی۔ میں کچھ دیر محفل میں بیٹھ کر لوٹا تو راستے میں خیال آیا کہ حضور غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کرنے کے لئے فرمایا تھا۔ میں بغیر عرض کئے لوٹ رہا ہوں چنانچہ پھر لوٹ کر گیا تو نہ وہ وہاں تھے اور نہ محفل کا نام ونشان۔ چنانچہ میں وہاں سے واکی شریف حاضر ہوا۔ یہاں سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے چند دن اپنی خدمت میں رکھ کر بامُراد واپس جانے کا حکم دیا۔ یہ بھی میرے بابا کے قطب مدارِ عالم ہونے کا ثبوت ہے۔''

(راوی: منشی جمال الدین۔ ناگپور)

تمام عالَم کے حکمران:

سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں اپنا مُدعا پیش کرنے کے لئے جو زائرین حاضر ہوتے اُن کو ہم لوگ اکثر سرکار رحمۃ اللہ علیہ میں پیش کرتے۔ اِس لئے کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کبھی کدھر کبھی کدھر ہوتے۔ اُن کا پتہ ہم غلاموں کو ہوتا۔ وہیں ہم زائرین کو لے جا کر خدمت میں پیش کرتے۔ ایک روز ایک شخص میرے پاس آیا اور مجھے بتایا کہ میں دہلی سے آیا ہوں اور بے حد پریشان ہوں۔ مجھ پر ایک بہت بُری رقم کی ڈگری ہوگئی ہے۔ میں نے کورٹ میں اُس کی اپیل کی اور اپنے پیر کو دُعا کے لئے الہ آباد لکھا۔ اِس کے جواب میں اُنہوں نے مجھے حکم دیا کہ:

''تم ناگپور جا کر حضرت بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کرو۔ اِس دور میں تمام عالم

کے حکمران بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی ہیں۔''

چنانچہ میں نے اُس شخص کو سرکار رحمۃ اللہ علیہ میں پیش کیا۔ وہ جیسے ہی قدم بوس ہوا، سرکار نے فرمایا ''گھر کو جاتے کچھ نہیں ہوتا۔'' چنانچہ وہ اطمینان سے دہلی روانہ ہوگیا۔ میرا پتہ لکھ کر لے گیا۔ ۱۵ روز بعد مجھے اُس کا خط ملا کہ سرکار بابا رحمۃ اللہ علیہ میں میری قدم بوسی عرض کریں۔ میری اپیل کا فیصلہ میرے حق میں ہوگیا۔

(راوی: صفدر خان مرحوم (میلاد خواں)۔ ناگپور)

سیٹھ گوبردھن داس باعزت بری:

اِن دنوں حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قیام شکر درہ میں راجہ رگھوجی راؤ بھونسلے کے محل میں تھا۔ اطراف وجوانب بلکہ غیر ممالک سے بھی لوگ حضور رحمۃ اللہ علیہ کا نام سُن کر آپ کے پاس آتے اور برابر مستفیض ہوتے چلے جارہے تھے کہ ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ کئی لوگ حضور رحمۃ اللہ علیہ کے اطراف بیٹھے ہوئے تھے کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یکا یک فرمایا:

''دیکھنا جی بدمعاش لوگ خود ہی ریل گاڑی میں آگ لگوا دیتے اور پھر ریلوے والوں سے روپیہ بھی وصول کرتے جی اور جب پکڑے جاتے تو پھر اِدھر آتے اور روتے کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہم کو سزا ہوگئی، اَپن کیا کرنا جی۔''

جس وقت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا، اُس وقت کوئی بھی، کسی قسم کا سائل یا حاجت مند وہاں موجود نہ تھا۔ ہم لوگ سب اِس بات سے واقف تھے کہ کوئی نہ کوئی نیا واقعہ پیش آنے والا ہے۔ غرض یہ کہ چند گھنٹوں بعد ایک شخص گوبردھن داس آکولہ کا رہنے والا بڑا آدمی تھا، آیا اور حضور رحمۃ اللہ علیہ کے قدم پکڑ لئے اور عرض کیا کہ ''حضور مجھ پر الزام ہے کہ میں نے ریل کے ڈبوں میں آگ لگوائی ہے۔''

اِتنا کہہ کر وہ شخص ہاتھ باندھ کر خاموش کھڑا ہوگیا۔ کچھ دیر بعد حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''دیکھنا جی شہر میں نہ جانا۔ اِدھر ہی پڑے رہنا۔''

ہم لوگوں نے اِس سیٹھ کو سمجھایا کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حکم ہے کہ تم اَبھی یہیں رہو۔ وہ

شخص شکر درہ ہی میں رُک گیا۔ دوسرے ہی دن پھر صبح بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ حضور آج یہاں ناگپور کے چیف کورٹ یعنی جوڈیشنل کمشنر کی عدالت میں میری تاریخ پیشی ہے اور مجھے ۱۰ بجے صبح حاضری دینا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''نہیں جی، نہیں جاتے۔ یہاں ہی پڑے رہتے بس!''

یہ حکم سُن کر وہ بڑا پریشان ہوا اور پھر عرض کیا: ''حضورِ والا! میری پچاس ہزار کی ضمانت ہے اور میرے کئی وکیل اور بیرسٹر میرے انتظار میں ہوں گے۔ اب میں کیا کروں۔''

حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پھر زور دے کر فرمایا: ''بس جی! ہم نے بول دیا نہیں جاتے واں۔''

اور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ خاموش ہوگئے۔ سیٹھ گوبردھن داس دیوانہ وار چاروں طرف دیکھنے لگا کہ اَب کیا کروں۔ جوڈیشنل کمشنر ناگپور کی عدالت میں اپیل کی تاریخ ہے اور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ جانے سے منع فرما رہے ہیں۔ بڑا پریشان چہرے پر ایک رَنگ آتا اور ایک رَنگ جاتا۔ ہکّا بکّا کھڑا کبھی اپنی موٹر تک جاتا اور پھر واپس آکر کھڑا ہوجاتا۔

لوگوں نے کہا: ''میاں پاگل ہوگئے ہو یا دماغ خراب ہوگیا ہے، دیکھتے نہیں، حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ جانے سے منع فرما رہے ہیں۔ اگر تیرا اعتقاد اِتنا ہی کچا تھا تو پھر سرکار کی خدمت میں حاضر کیوں ہوا۔ اپنے وکیلوں اور بیرسٹروں پر ہی بھروسہ کیا ہوتا اور اُن لوگوں کے سہارے ہی مقدمہ لڑا ہوتا۔ اب یہاں آگیا ہے تو تیری خیر اِسی میں ہے کہ جیسا بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمائیں ویسا کرو ورنہ بڑا نقصان اُٹھائے گا۔''

غرض یہ کہ وہ شخص اِسی عالم میں نیم پاگل کی طرح وَہیں پر رُکا رہا۔ قریباً گیارہ بجے دو موٹر کاریں آئیں اور اُس میں سے سیٹھ کے وکیل اور بیرسٹر اور سیٹھ کا مُنیم اور دوسرے کارندے باہر آئے اور سیٹھ سے کہا کہ جوڈیشنل کمشنر صاحب یکا یک سخت بیمار ہوگئے ہیں۔ اور تاریخ پیشی آج سے چھٹے روز تک بڑھادی گئی ہے۔

سیٹھ کو بڑی حیرت اور تعجب ہوا اور دوڑ کر آیا۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں گر گیا اور کہا کہ حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ بس اَب تو آپ ہی بچائیں۔ حضور نے حکم دیا کہ ''پانچ دن

یہیں پڑے رہتے جی۔''

غرض پانچ دن حضور رحمۃ اللہ علیہ نے اُس سیٹھ کو وہیں رکھا اور کھانا بند کردیا۔ اُس نے بھی پانچ دن تک سوائے ایک پاؤ دودھ کے کچھ نہیں کھایا پیا۔ چھٹے دن بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے تاریخ پیشی پر عدالت میں حاضر ہوا اور وہاں سے اِس کو ایک دَم رہائی کا حکم ہوگیا اور جو اِس کو پانچ سال کی سزا اور کئی ہزار روپے جرمانہ ہوا تھا، اُس سے بَری کردیا گیا۔ پھر سیٹھ حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوگیا اور شکر درہ میں ایک ہفتہ تک کھانے وغیرہ پکوائے اور غریبوں مسکینوں کو خوب کھلایا۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عاشق بن گیا اور ہمیشہ آکولہ سے اپنی موٹر پر معہ اپنے بچوں کے آتا تھا اور کئی کئی دن تک شکر درہ میں حضور بابا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہتا تھا۔

نفرت کی سزا:

شہر کا ایک بہت بڑا آدمی جو حضور بابا رحمۃ اللہ علیہ سے اظہارِ نفرت کرتا تھا۔ اپنے ملنے والے ایک دوست کے مجبور کرنے پر پاگل خانے کے اَندر قدم رَکھا تو یہاں حضور بابا رحمۃ اللہ علیہ کو عجیب عالم میں دیکھا کہ حضور بابا رحمۃ اللہ علیہ صاحب اپنا ہی بول و براز اپنے جسم پر مَل رہے ہیں۔ تو وہ فوراً ہی اظہارِ کراہیت کرتا ہوا واپس بھاگا۔ اُس کے دوست نے مجبور کیا کہ میاں ٹھہرو، یہ کیا حماقت ہے؟ ذرا صبر کرو اور دیکھو تو یہ بھی ایک رَمزِ فقیرانہ ہے۔

اِدھر بابا حضور رحمۃ اللہ علیہ اپنے عمل سے فارغ ہوئے تو فوراً ہی چار پانچ آدمی جو حضور رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کھڑے ہوئے تھے۔ اُنہوں نے حضور کو نہلانا شروع کیا اور اُن میں یہ عاجز فقیر بھی شامل تھا۔ غرض یہ کہ جب ہم لوگ حضور رحمۃ اللہ علیہ کو نہلا چکے اور آپ کو دوسرا چغہ پہنا دیا گیا، تو یکا یک ہم لوگوں کے ہاتھ خوشبو سے مہک اُٹھے اور خوشبو کا بڑھتے بڑھتے یہ عالم ہوگیا کہ ساری فضا اور اطراف پاگل خانہ معطر ہوگیا۔ تمام لوگ حیران رہ گئے کہ اِتنی زبردست خوشبو کہاں سے آرہی ہے اور ہم لوگوں کو جو حضور کے نہلانے والے تھے، یہ احساس یکا یک پیدا ہوا کہ ہم لوگوں کے ہاتھ خوشبو سے کس قدر مہک اُٹھے ہیں اور تقریباً ایک ہفتہ تک میرے

اور اُن تمام آدمیوں کے ہاتھوں سے جو حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو نہلانے میں شریک تھے خوشبو نہیں گئی۔ اِسی دوران اکثر بیشتر لوگ یہ واقعہ سُن سُن کر ہمارے ہاتھ سونگھنے آتے تھے، اور ہماری دست بوسی کرتے تھے۔ غرض یہ کہ ہر روز، روزِ عید کی طرح ناگپور کا شہر معطر و معنبر رہا اور وہ شخص جو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ حالت دیکھ کر چلا گیا تھا اور کراہیت کا اظہار کیا کرتا تھا لوگوں نے مجھے بتایا کہ وہ بُری طرح بیمار ہے اور اُس کے بدن سے بدبو آرہی ہے۔ یہاں تک کہ اُس کے گھر والوں نے بھی اُس کے پاس آنا جانا بند کردیا ہے اور دور ہی سے کھانے پینے کو دیتے ہیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ شخص دسویں گیارہویں روز مر گیا۔

(راوی: جلال الدین)

محمد سلیمان شمسی تاجی (مرحوم):

آپ دہلی کے باشندے تھے۔ آپ کا تعلق پنجابی سوداگر برادری سے تھا۔ حضرت قاضی بابا سید امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اپنے کسی دنیاوی کام سے حاضر ہوئے اور پھر قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ اور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایسے فدائی ہوئے کہ ناگپور بھی قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حاضری دی اور ۲۳ سال سے دربار تاج الاولیاء کے حاضر باش رہے۔

آپ نے ایک شیشہ کا کارخانہ مکمل کیا، تمام مشینیں وغیرہ فٹ کیں، موٹر وغیرہ سب صحیح حالت میں لگائی۔ لیکن جب شروع کرنے کا وقت آیا تو موٹر چل کر ہی نہیں دیتی تھی۔ ہر میکینک یہی کہتا تھا کہ موٹر میں کوئی خرابی معلوم نہیں ہوتی۔

آپ نے کارخانے میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شبیہہ مبارک بھی لگا رکھی تھی۔ ایک روز پریشان ہوکر شبیہہ مبارک کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کرم فرمایا اور موٹر چل گئی۔ شبیہہ مبارک کے سامنے کھڑے ہوکر یا شبیہہ کو سامنے رکھ کر عرض کرنے سے صرف یہ مقصد ہوتا ہے کہ تصور قائم ہوجائے۔ یہ پہلے بھی عرض کرچکا ہوں۔ پاکستان میں بھی بے شمار حضرات آج بھی مستفیض ہو رہے ہیں۔ وہ حضرات جن کے واقعات ہم تک پہنچ سکے، کتاب کی گنجائش کے لحاظ سے شائع کئے گئے ہیں۔

کنکر پتھر کی بریانی:

راوی عطاء الرحیم صاحب (سب انجینئر کے ڈی اے) نے اُن کی والدہ حجن کبریٰ بی کے حوالے سے مندرجہ ذیل واقعہ سُنایا۔

ہمارا تعلق جبل پور (سی پی انڈیا) سے ہے۔ میرے والد ریلوے میں ڈرائیور تھے۔ میری والدہ کی عمر اِس وقت ایک سو دس سال ہے۔ سرکار بابا رحمۃ اللہ علیہ میں اکثر حاضر ہوتی رہیں۔ ایک روز سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ناگپور شریف کے ایک محلہ کے ایک مکان میں داخل ہوئے۔ اُس مکان کے مکین دو روز سے فاقوں میں مبتلا تھے۔ بچے جب زیادہ پریشان کرنے لگے تو بچوں کو والدہ نے کنکر پتھر پانی پتیلی میں ڈال کر چولہے پر چڑھا رکھا تھا اور بچوں کو تسلی دے رہی تھیں کہ کھانا تیار ہو رہا ہے۔ لیکن جب بچے بھوک سے بے تاب ہوگئے تو رونے لگے۔ ماں بھی کب تک تسلی دیتی، اُس کے بھی آنسو آگئے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اُسی وقت گھر میں داخل ہوئے اور اُس مائی سے مخاطب ہوکر فرمایا ''اماں کیا پکا رہی ہو۔'' یہ کہتے ہوئے آپ نے ہانڈی میں جھانکا تو چند قطرے آپ کے پسینے کے، اِس ہانڈی میں گر گئے۔ آپ یہ فرماتے ہوئے باہر آگئے ''اماں بچوں کو کھانا کھلاؤ۔'' اس مائی نے ہانڈی میں جھانکا تو بریانی تیار تھی۔ خود بھی کھایا اور گھر کے تمام افراد کو کھلایا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُن کے گھر میں رزق کی فروانی کردی۔

یہ حقیقت ہے حقیقت بیں ہیں آپ، دین کا تاج آپ کے سر پر ہے تاج دیں ہیں آپ۔ (مورخہ ۱۴اکتوبر ۱۹۹۵ء)

☆☆☆

وِصال کی پیشگوئیاں

ماہ ذی القعدہ ۱۳۴۳ھ میں حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ حسب معمول گھومنے کے لئے نکلے اور ڈگوری کے پُل پر بیٹھ گئے۔ بہت سے لوگ آپ کے قریب بیٹھ کر اپنی اپنی مُرادیں عرض کر رہے تھے۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ میری (کریم بابا تاجیؒ) طرف مخاطب ہو کر فرمانے لگے:

''تاج العارفین، سراج السالکین، تاج الملوک جانتے ہو، یہ کون ہیں؟''

میں نے جواب دیا: ''آپ کے سوا کون ہو سکتا ہے۔''

آپ نے فرمایا: ''ہو بابا''۔ ایک لمحہ کے بعد پھر فرمایا: ''عید کا چاند دیکھا کیا؟''

میں نے عرض کی: ''رمضان کی عید ہو چکی ہے۔ اب عیدالاضحیٰ کا چاند یعنی بقرعید کا چاند دِکھائی دے گا۔''

آپ نے فرمایا: ''ہو بابا۔ ایک چاند کے بعد چاند نہ دیکھے گا۔''

ماں کی خدمت کی، تعلیم اور وِصال کی پیشگوئی:

حضرت فرید خان صاحب فضاؔ نے جو انجمن ہائی اسکول کے ہیڈ ماسٹر تھے، حیدر آباد دَکن کے کسی کالج میں پروفیسر کی آسامی کے لئے درخواست دی تھی۔ یہ واقعہ ۱۹۲۵ء ہی کا ہے۔ آپ کو ملاقات کے لئے طلب کیا گیا تو سرکار کی خدمت میں اجازت لینے حاضر ہوئے (فضاؔ صاحب جب بھی ناگپور شریف سے کہیں باہر تشریف لے جاتے تو حضور سے اِجازت حاصل کرتے)۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا: ''یہاں مجھے تنخواہ بہت کم ملتی ہے وہاں یہاں کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ تنخواہ ملے گی۔''

فرمایا: ''پھر بوڑھی اَماں کی دیکھ بھال کون کرے گا۔''

اِس کے جواب میں فضا خان صاحب نے کہا: ''حضور تنخواہ زیادہ ملے گی تو خدمت کے لئے ملازمہ رکھ لوں گا۔''

سرکار نے فرمایا: ''بڑا ضدی ہے، نہیں مانتا۔ اچھا مجھے مٹی دے کر تین دن بعد چلے جانا۔ تجھ سے بڑا کام لینا ہے۔''

تیسرے ہی دن سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا وِصال ہوا۔

وِصال کی تیسری نشاندہی:

۱۹۲۵ء کی ماہ ذیقعد میں حضور رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت قدرے خراب ہوئی۔ جس کی وجہ سے آپ محل سے دو چار روز تک باہر تشریف نہیں لائے۔ سرکار کے عزیزوں اور خادموں نے مہاراجہ کے محل سے سرکار رحمۃ اللہ علیہ کو دوسری جگہ منتقل کرنے کے لئے مہاراجہ کے خلاف کئی غلط الزامات لگا کر کیس کر رکھا تھا۔ اِدھر مہاراجہ راگھوجی راؤ بھونسلے کے محل کے سامنے چورا ہے پر ہم لوگوں نے اپنے جھونپڑے بنا رکھے تھے۔ یہ زمین محکمہ نزول کی تھی۔ نزول دار نے بذریعہ پولیس ہم لوگوں کو وہاں سے ہٹانا چاہا، تو نواب نیاز الدین صاحب نے ہم سب کو اپنی اَمریڈ روڈ کی زمین کے ۶ سے ۷ ایکڑ پر جھونپڑ بنانے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ اس زمین پر سب سے پہلے میں نے جھونپڑا بنایا۔ بعد بھائی منشی جمال الدین مرحوم و بھائی منشی عبدالرشید صاحب اور پھر یکے بعد دیگرے لوگ بناتے رہے۔ یہ زمین ویران ہونے کے باوجود پر رونق و پر فضا معلوم ہوتی تھی۔ ایک روز ہم سب نے اِس علاقہ کا نام رکھنے کا سوچا۔ کسی نے کچھ کسی نے کچھ بتایا۔ سرکار نے میری زبان سے اِس کا نام ''تاج آباد'' نکلوایا۔ سب نے متفقہ طور پر نام کو تسلیم کیا۔ دوسرے دن سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شکر درہ شریف میں جو گھنٹہ لگا ہوا تھا (سرکار جب محل سے باہر تشریف لاتے تو مہاراجہ کے ملازمین مخلوق کی اطلاع کے لئے اِسے بجاتے تھے) اُسے کھولا اور فرمایا:

''یہ گھنٹہ تاج آباد شریف میں بجے گا۔''

گھنٹہ کو ساتھ لے کر حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ تاج آباد تشریف لائے۔ ہم لوگوں نے

ایک جگہ مسجد کا جھونپڑا ابھی بنا رکھا تھا۔حضور اُس میں آ کر بیٹھ گئے اور کھانا طلب کیا۔ ہر جھونپڑے سے کھانا لا کر حضور کے سامنے پیش کیا گیا۔سرکار نے چند لقمے تناول فرما کر وہ تبرک ہم سب کو عطا کر کے آگے نواب صاحب ہی کی زمین جو''بیر پیٹھ'' کا علاقہ کہلاتا تھا، روانہ ہوئے۔تمام خُدام بھی ساتھ تھے۔میدان میں ایک جگہ بیٹھ کر ایک جگہ کی مٹی اُٹھا کر سونگھی اور فرمایا:''حضرت یہ مٹی بہت اچھی ہے۔ ہمارے لئے یہاں بنگلہ بناؤ،تو رہیں گے۔'' پھر فوری فرمایا:''چپ جھونپڑا رہا تو بس۔''

چوتھی پیشگوئی،ہزاروں کنکریاں کھا گئے:

راوی عزیز الحق داروغہ جی شہر ناگپور میں انسپکٹر پولیس تھے۔ایک روز دورانِ ڈیوٹی (پولیس کی وردی میں) تھانے کے وارنڈے میں ٹہل رہے تھے۔(داروغہ جی کے متعلق مشہور تھا کہ یہ دنیا کہ تمام بُرے کام کرتے ہیں)۔سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھانے کے سامنے سے اُسی وقت گزر رہے تھے۔یکا یک سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے داروغہ جی کی طرف اوپر سے نیچے تک نظر ڈالی۔سرکار کی نظر فیض اَثر سے داروغہ جی تھانے سے باہر آ گئے، وَردِی پھاڑ دی۔قلندرانہ کیفیت پیدا ہوگئی۔مخلوق کی خدمت کی طرف رَجوع ہوگئے۔وہ فرماتے تھے کہ ایک روز سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی علالت کے دوران ایک شخص نے میرے سامنے عرض کیا۔''اللہ باوا اَچھے ہو جایئے۔''

اِس پر آپ نے فرمایا:''اَب کیا اَچھے ہوں گے، ہزاروں کنکریاں کھا گئے۔''

علالتِ حضور:

ذیقعد ہی سے سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت خراب رہنے لگی، لیکن مخلوق گھیرے رہتی اور آپ حسبِ معمول سب کی فریاد سُنتے اور سب کو بامُراد کرتے۔ذی الحجہ کا چاند نظر آ گیا۔عیدین پر سرکار رحمۃ اللہ علیہ شہر کا گشت کرتے تھے، اُس دن خدام آپ کو بہت قیمتی جُبّہ پہناتے تھے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ اُس روز عمامہ بھی باندھتے اور شہر کی ہر گلی سے گزر کر مخلوق کو اپنے دیدار سے مشرف فرماتے۔اِس مرتبہ عید آئی، صبح سے شام تک خدام نے کوشش کی کہ حضور نیا جُبّہ

زیب تن فرمائیں اور شہر چلیں، لیکن سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے جبہ پہنا اور نہ شہر کے لئے نکلے۔ بلکہ پورے مہینے میں آپ شہر میں بہت کم نکلے۔اَب محرم شریف کا چاند بھی نظر آ گیا۔محرم شریف میں آپ کا یہ معمول تھا کہ عاشورہ کے روز سبز جبہ زیب تن فرما کر میدانِ کربلا (ناگپور) کو جاتے۔مُریدین، خدام اور مہاراجہ راگھوجی راؤ بھونسلے کی سواری ساتھ ہوتی۔حضور رحمۃ اللہ علیہ کی سَواری کے پیچھے محمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ علی امیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ قادر محی الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی گاڑیاں ہوتیں۔راجہ رگھوجی راؤ بھونسلے ہاتھی پر سوار ساتھ ہوتے۔زائرین، مُریدین کا مجمع دائیں بائیں ساتھ چلتا۔حضور رحمۃ اللہ علیہ کی بگھی کے ہر دو جانب دو نشان بردار ہوتے تھے۔ چنانچہ اِس عاشورہ کے دن بھی حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ حسب معمول شکردرہ سے نکل کر تھوڑی دور ہی چلے ہوں گے کہ وزیر نامی نشان بردار سے نشان اپنے دست مبارک میں لے لیا۔اور بُلند آواز سے فرماتے چلے۔

امامِ دیں سلطان مدینہ
شاہوں کے سردار حسینؓ

جب آپ نے مندرجہ بالا کلام پڑھنا شروع کیا۔اُس وقت آپ کی عجیب کیفیت تھی۔ ہر چہار جانب دولہا یا حسینؓ یا حسینؓ کے نعرے بُلند ہو رہے تھے۔ ہر شخص قدم بوس ہو رہا تھا۔میرے سرکار رحمۃ اللہ علیہ دولتِ دارین لٹا رہے تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک میں علَم دیکھ کر اہل نظر حضرات بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خصوصی شانِ حسینی رضی اللہ عنہ میں جلوہ گر دیکھ رہے تھے۔حسنی و حسینی رَنگ نمایاں نظر آ رہا تھا۔ناگپور شریف میں محرم کا جلوس ہمیشہ خصوصی شان و شوکت سے ہی نکلتا رہا ہے، لیکن آج ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ کسی بھی شخص کو حضور قدم بوسی سے محروم نہیں رکھیں گے۔ہر شخص قدم بوسی ہو کر اپنی مُرادیں پا رہا تھا۔

بقول سرکار رحمۃ اللہ علیہ:

''میرے پاس جس کا جو کچھ ہے، اگر وہ اپنی زندگی میں حاصل نہ کر سکا تو اُس کی قبر میں ٹھونس ٹھونس کر بھر دوں گا۔''

حضور رحمۃ اللہ علیہ شہر کا گشت کر کے کربلا شریف پہنچے۔ کچھ دیر وہاں رُک کر شکردرہ واپس تشریف لے آئے۔

دوسرے روز سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے مُریدین نے امام حسین علیہ السلام کی شان میں منقبت ترتیب دے کر اُس کا نام ''گلدستہ'' رکھا اور وہ سرکار کی خدمت میں پڑھا گیا۔ میں (مؤلف: کریم بابا تاجیؒ) نے اِس گلدستہ میں سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں شجرے (قادریہ و چشتیہ) شامل کر کے اُس کا نام ''گلدستہ تاج'' رکھا۔ جو مُریدین میں خصوصی طور پر تقسیم کیا جاتا ہے۔

محرم کی ۱۶، ۱۷ تاریخ کو حضور رحمۃ اللہ علیہ کو قدرے بخار ہو گیا۔ چونکہ حضور دو ماہ قبل ہی سے کچھ اِس قسم کی باتیں کر رہے تھے۔ ''یہ مٹی بہت اچھی ہے۔ یہاں چپ جھونپڑا بنا دے۔ تو بس ہے، وغیرہ وغیرہ آپ کے اِن اشاروں نے راجہ بھونسلے اور سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے خدام اور مُریدین کو فکر مند کر دیا تھا۔

حکیم ظفر حسین صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ حضور کے جاں نثار تھے۔ آپ نے اپنا مطب بند کر دیا اور سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آ گئے۔ نیز مہاراجہ نے کئی ڈاکٹروں کی خدمات حاصل کیں۔ ایک روز میں (کریم بابا تاجیؒ) سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سے واپس آ کر اپنے جھونپڑے میں بیٹھا ہی تھا کہ بھائی جلال الدین صاحب تاجی تشریف لائے اور مجھ سے فرمانے لگے۔ ڈاکٹر اور حکیم تو سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے لئے راجہ صاحب نے مقرر کر رَکھے ہیں لیکن ہمیں بھی اپنے طور پر سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے لئے کسی ڈاکٹر کا انتظام کرنا چاہئے۔ میں فوراً تیار ہو گیا اور ہم دونوں ڈاکٹر چولکر صاحب کی خدمت میں پہنچے۔ یہ سرکار کے بے حد عقیدت مند تھے۔ فوراً ہی ہمارے ساتھ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

سرکار کا معائنہ کیا اور فرمایا: ''مجھے تو کوئی مرض معلوم نہیں ہوتا۔ پھر علاج کس مرض کا کروں۔ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔ کل پھر آ کر چیک کروں گا۔''

دوسرے روز بھی آئے، مگر کسی نتیجہ پر نہیں پہنچے۔

وِصال:

الغرض ہر ممکن کوشش کے باوجود حضور رحمۃ اللہ علیہ کی حالت حق کی طرف مائل ہوتی جا رہی تھی۔ مہاراجہ نے بحکم حضور رحمۃ اللہ علیہ ہر طرف اِطلاع کرا دی کہ ہر شخص حضور رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے آ سکتا ہے۔ ایک طرف حضور رحمۃ اللہ علیہ کی علالت کی پریشانی، دوسری طرف مقدمہ کی فکر نے مہاراجہ رگھوجی راؤ بھونسلے کو نڈھال کر رکھا تھا۔ مقدمہ کی تاریخ پیشی ۱۹/اگست تھی۔ ۱۷/اگست بوقت مغرب سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے مہاراجہ کو قریب بُلایا۔ پلنگ سے اُٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے اِس جانثار غلام سے فرمایا:

''مت گھبرا، میرا بستر تیرے گھر سے لاکھوں برس نہیں اُٹھ سکتا۔''

لوگوں کا ہجوم بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ سب کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ہاتھ اُٹھا کر دُعا فرمائی۔ اور ہر چہار جانب نظر رحمت سے دیکھا پھر پلنگ پر لیٹ گئے۔ اور مکان سے لامکاں میں روح پُرفتوح پرواز کر گئی۔

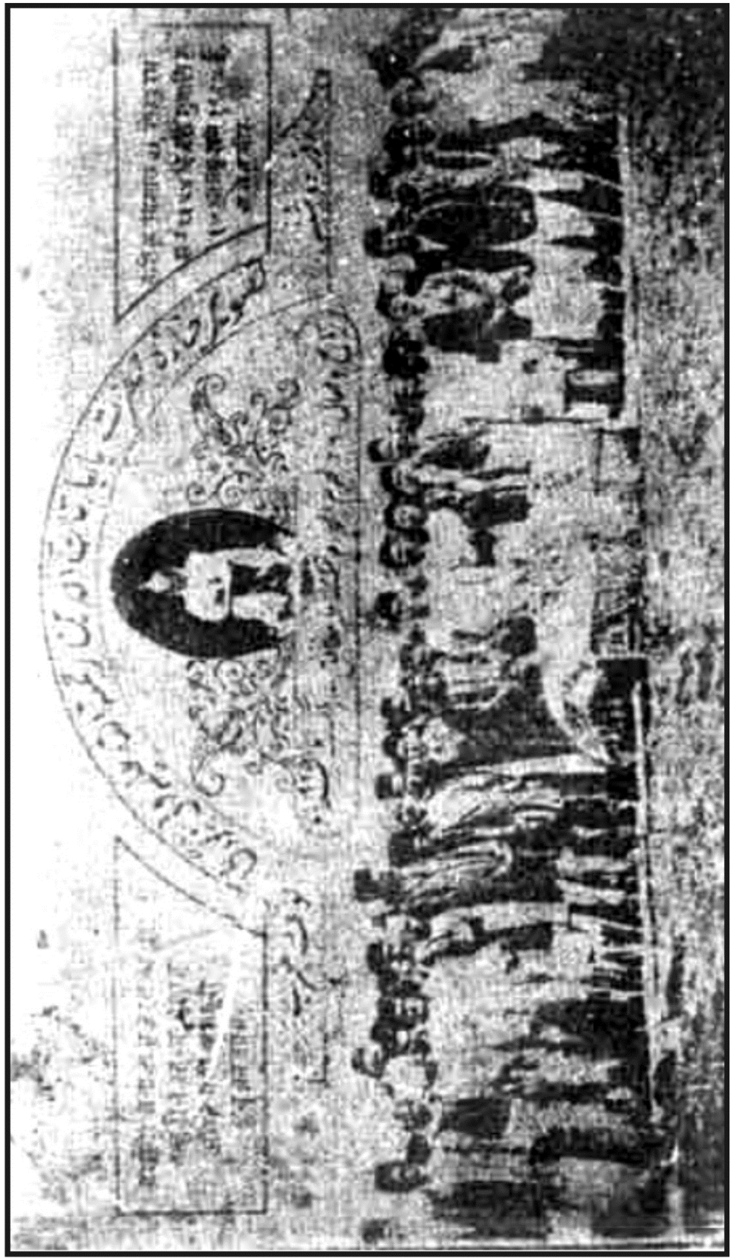
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن O

(۱۷/اگست ۱۹۲۵ء بمطابق ۲۶/محرم الحرام ۱۳۴۴ھ۔ یوم دوشنبہ۔ بوقت مغرب وصال فرمایا)

حضرت فرید خان صاحب فضاؔ فرماتے ہیں:

سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے وِصال کی خبر دور دور تک پہنچ چکی تھی۔ لوگ کثرت سے جمع ہو چکے تھے۔ راجہ بہادر کی خواہش تھی کہ محل میں ہی تدفین ہو جائے، لیکن چونکہ حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیر پیٹھ کی زمین پسند کی تھی۔ چنانچہ نواب نیاز الدین خان صاحب نے اعلان کیا کہ مجھے بیس ہزار روپے مل جائیں تو پورا بیر پیٹھ درگاہ کے لئے دے دوں گا۔

چنانچہ تمام خُدام اور حاضرین کے مشورہ سے بیر پیٹھ میں تدفین کا طے ہوا۔ ایک مقام پر قبر کھودی گئی لیکن وہ پسند نہ آئی۔ آخر اُس مقام پر پہنچ گئے جہاں کی مٹی سرکار نے سونگھی تھی۔ یہاں قبر تیار کی گئی۔ آج ۲۷/محرم الحرام تھی، ۲۶/محرم ہی سے زیارت کرنے والوں کا بے



نماز جنازہ حضور تاج الاولیاء رحمتہ اللہ علیہ

پناہ ہجوم تھا۔ دوسرے روز تو دور دَراز مقامات کے لوگ بھی پہنچ گئے تھے۔ ہجوم کسی طرح بھی سرکار کے قریب سے ہٹنے کو تیار نہ تھا۔ پولیس بھی اِس بے قابو مجمع کو ہٹا نہیں سکتی تھی۔ دن کے تین بج چکے تھے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ ہی نے اس مجمع کو کچھ فہم عطا کی۔ مجمع ہٹا تو غسل شریف کا انتظام کیا گیا۔ مولانا نجم الدین صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ نے غسل دیا۔ غسل کے بعد کفنایا گیا اور جنازہ تیار کیا گیا۔ بے شمار پھولوں کے ہار ڈالے گئے۔ جنازہ کے گرد مضبوط بَلِیّاں باندھی گئیں۔ تاکہ لوگ زیادہ سے زیادہ کاندھا دے سکیں۔ مخلوق نے جنازہ مبارک کے ساتھ سارے شہر کا گشت لگایا۔ سارا شہر ماتم کدہ بن گیا تھا۔ چھوٹے بڑے، مسلم، غیر مسلم، مَرد، عورت پروانہ وار گر رہے تھے۔ جنازہ مبارک نکلنے سے پیشتر بارش بہت زور کی ہو رہی تھی، لیکن اُس وقت تھم گئی۔

نمازِ جنازہ سرکار تاج الدین الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ:

جنازہ مبارک شہر کا گشت کرتے ہوئے مغرب سے قبل بیر پیٹھ (تاج آباد شریف) پہنچا۔ نمازِ جنازہ مولوی محمود علی صاحب ندوی لکھنوی نے پڑھائی۔ جو امراوتی میں مُدرّس تھے اور صاحبِ تقویٰ بُزرگ عالم تھے۔ آپ نے حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جنازے کے باہر کھڑا دیکھا۔ یہاں تو ہجوم اپنی انتہا کو پہنچا ہوا تھا۔ بمشکل تمام معزز بُزرگوں کی درخواست پر مجمع زیارت کے بعد ہٹایا گیا۔ تقریباً گیارہ بجے شب میں مولوی نجم الدین صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ اور حکیم سید ظفر حسین صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ نے جسم اطہر کو لحد میں اُتارا۔ اِس طرح تدفین عمل میں آئی۔ بعد از فاتحہ ہوئی اور سب غم سے نڈھال اَپنے اَپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

☆☆☆

سلام بحضور تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ

از: قاضی بابا سید امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ

السلام اے تاجدارِ اولیاء
السلام اے محرم سرِّ خدا

السلام اے شانِ ربّ العالمین
السلام اے رہبرِ کُل تاج و دین

السلام اے جانشین پنجتنؑ
السلام اے دافع رَنج و محن

جتنے خادم آپ کے حاضر ہیں یاں
چاہتے ہیں آپ سے حفظ و اَماں

ہو سلامِ امجد تاجی قبول
اہل مجلس کی مُرادیں ہوں حصول

☆☆☆

وِصال پُرملال پر اخبارات کے تبصرے

اخبارِ مدینہ۔ بجنور:

اخبارِ مدینہ، مؤرخہ ۲۳؍صفر المظفر ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۲؍دسمبر ۱۹۲۵ء رقمطراز ہے کہ حامل کمالاتِ ظاہری و باطنی جناب قبلہ حضور مولانا سید تاج الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ چند روز کی علالت بخار وغیرہ میں مبتلا ہو کر بتاریخ ۱۷؍اگست ۱۹۲۵ء مطابق ۲۶؍محرم الحرام ۱۳۴۴ھ بروز دوشنبہ بوقت ۷ بجے شام بمقام محل راجہ رگھو جی صاحب بھونسلے شکر درہ ناگپور اِس دارِفانی کو خیرباد کہہ کر عالم جاودانی کو سدھارے۔(انا اللہ وانا الیہ راجعون)

حضور کی زندگی میں لوگ دور دور سے آپ کی زیارت کو آتے تھے۔ جو حاجت مند آتا حق تعالیٰ سے اُس کی مشکل کشائی و حاجت روائی کی دعا فرماتے۔ کثرت سے عقیدت مند اور مریض، کوڑھی، اپاہج، آسیب زدہ اور دیگر قسم کے حاجت مند آپ کی اِمداد کے خواہاں دربار میں پڑے رہتے تھے۔ ہر آدمی آپ کے وجود سے فیض باطنی وظاہری حاصل کرتا، ہر وقت لنگر خانہ جاری رہتا تھا۔ صدہا غریب، مسکین، یتیم و یسیر کی پرورش کا سامان دربار میں موجود تھا۔

رام کا دوسرا جنم:

''آندھرا پتریکا'' مؤرخہ ۲۲؍اگست ۱۹۲۵ء رقمطراز ہے کہ ''رام ایک جنم میں آ کر چلا گیا تھا اور اَب تاج الدین بابا رحمۃ اللہ علیہ کے جنم میں آیا تھا، جو ۱۷؍اگست ۱۹۲۵ء کو اِس دنیا

سے چلا گیا۔''

ناگپور کے بُزرگ:

مؤرخہ ۱۸؍جولائی ۱۹۲۵ء انگریزی اخبار ''ٹائمز آف انڈیا'' رقمطراز ہے کہ:

ناگپور سے ایک عجیب واقعہ کی اطلاع وصول ہوئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص جو ایک عرصہ قبل موٹر کے حادثے کی وجہ سے لنگڑا ہو گیا تھا۔ اور اِس واقعہ کے بعد ناگپور ریلوے اسٹیشن کے قریب بیٹھا بھیک مانگا کرتا تھا، وہ صرف ایک رات میں صحت یاب ہو گیا۔ شخص مذکور نے ہمارے نامہ نگار ناگپور سے بیان کیا کہ اُس نے گزشتہ ماہ میں ناگپور کے مسلمان بُزرگ حضرت تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی تاکہ اپنی صحت یابی کے لئے دعا مانگے، لیکن چونکہ کئی ہفتہ کی مُدت گزر جانے کے باوجود اس کو اپنی حالت میں کوئی تغیر محسوس نہیں ہوا۔ اِس لئے اُس نے حضرت پر شدت سے لعن طعن کیا۔ اُس شخص کی اِس بدزبانی سے برانگیختہ ہو کر حضرت ایک سفید عُبا پہنے ہوئے اُس کے خواب میں نمودار ہوئے اور اُس لنگڑے شخص کو حکم دیا وہ سیدھا کھڑا ہو جائے۔ چار مرتبہ حکم دیا۔ اُس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ پانچویں دفعہ حضرت نے اُس کو کچھ مٹھائی اور ایک گلاس شربت دے کر ایک ٹھوکر لگائی اور پھر حکم دیا کہ وہ کھڑا ہو جائے۔ اِس تدبیر سے مقصد حاصل ہو گیا اور اُس لنگڑے شخص نے محسوس کیا کہ اُس میں اتنی طاقت پیدا ہو گئی ہے کہ وہ کھڑا ہو سکے اور چل پھر سکے۔ ہمارے نامہ نگار کا بیان ہے کہ ناگپور میں متعدد ذمہ دار اشخاص موجود ہیں۔ جو اس اَمر کی تصدیق کرتے ہیں کہ شخص مذکور اپنے لنگ کی وجہ سے اِس ہفتہ تک زمین پر رینگتا تھا۔

سگ کو ولی بنائیں مگس کو ہما کریں
جو چاہیں میرے تاج سرِ اولیاء کریں
کیا جانے کتنے ٹوٹے دِلوں کو وہ جوڑ دیں
بابا کا ذکر بیٹھ کر ہر دَم کیا کریں

(غلام سرکار بابا، سید فیاض ہاشمی تاجی)

سرکار تاج الاولیاء کی خصوصیات اور آپ کے خاص اقوال

سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات نہایت بلیغ پر معنی ہوتے تھے۔ کلام الملک، ملک الکلام آپ کے کلام کی صفت ہے۔ آپ جو کچھ فرماتے، اُسے وہ حضرات جو اپنا مقصد لے کر آتے سمجھتے یا آپ کے الفاظ کو سمجھانے کے لئے آپ نے اپنے بچوں میں کئی حضرات کو وہ فہم بھی عطا کر دی تھی۔ جن میں خصوصی طور پر حضرت مولانا عبدالکریم شاہ صاحب تاجی المعروف بابا یوسف شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت قادر الاولیاء، پٹیل بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حکیم نعیم الدین تاجی رحمۃ اللہ علیہ، قاضی سید امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ، کریم بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ۔ اُن کے علاوہ اور بھی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی بچے ہوں گے۔ جس شہنشاہ نے سوا لاکھ وَلی بنائے، اُن میں ہزاروں کو یہ خصوصیت بھی عطا کی ہو گی۔

حاضرین سے آپ اُنہی کی زبان میں گفتگو فرماتے۔ دنیا کی تمام زبانوں میں کلام فرماتے۔ عربی سے عربی میں، ہندو سے ہندی میں، فارسی سے فارسی میں، فرانسیسی سے فرانسیسی میں، ترکی سے ترکی میں، جرمنی سے جرمنی میں، جاپانی سے جاپانی میں یہاں تک کہ گونڈ بھیلوں سے اُنہی کی زبان میں بے تکلف کلام فرماتے۔

دن اور رات میں اجتماع کثیر ہونے کے باوجود آپ اعلان فرماتے، مُرادمندوں کو بُلاوَ۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنّت، پابندی شریعت، تلاوتِ کلام پاک کا خصوصی طور پر حکم فرماتے۔ ہر اَمیر، غریب کے معاملہ میں یکساں طور پر توجہ فرماتے۔ آپ نے کبھی کسی کی دِل آزاری نہیں کی۔ یہی تعلیم اپنے بچوں کو بھی دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آسائش کے لئے راجہ بہادر

اور تمام خدام حضرات اور معززین نے تمام اہتمام کر رکھا تھا۔ اِس کے باوجود کبھی اپنے بستر پر آرام نہیں فرمایا۔ جب بیٹھے زمین پر بیٹھے، جب لیٹے زمین پر لیٹے، بے شمار کُرتے خدام حضرات کو لوگ لا کر دیتے، آپ رحمۃ اللہ علیہ پہن کر تھوڑی دیر میں کسی بھی ضرورت مند کو عطا کر دیتے۔ خدام دوسرا کُرتا پہنا دیتے۔ یہ سلسلہ جاری رہتا۔

سورج کی تپش جب زیادہ ہوتی آپ برہنہ پا گھومنے نکلتے۔ سخت سردیوں میں ندی میں چلے جاتے اور سینہ کے برابر پانی کی جگہ کھڑے ہو جاتے۔ جب باہر تشریف لاتے تو خدام کی خواہش ہوتی کہ گیلا کُرتا بدل دیں۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ منع فرماتے، اُسے جسم ہی پر سُکھاتے۔ ہمیشہ آپ برہنہ پا اور برہنہ سَر رَہا کرتے۔ یادِ خدا میں ہر وقت مستغرق رہتے۔ جلال و جمال دونوں صورتوں میں آپ ہر حاجت مند کی طرف پوری توجہ فرماتے۔ اِس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ دنیا کے ہر گوشہ کے پریشان حال مخلوق کو دعوت دیتے تھے کہ آؤ اور میرے ذریعہ مانگو، اللہ ضرور پورا کرے گا۔ بلکہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کیفیت جو کہیں دیکھنے میں آئی اور نہ سُنی گئی وہ یہ کہ ہزاروں کا اجتماع ساتھ ہونے کے باوجود اعلان فرماتے ''مُرادمندوں کو بُلاؤ۔''

زندہ پر چادر چڑھانا:

ایک اور خاص بات عرض کرتا چلوں جو صرف سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی ہی بارگاہ میں دیکھی گئی۔ وہ یہ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ ظاہری میں چادریں جلوس کے ساتھ شہر کا گشت کرتی ہوئی لائی جاتیں اور سرکار رحمۃ اللہ علیہ کو پیش کی جاتیں۔ چند حضرات نے کمشنر کو درخواست دی کہ چادریں مزارات پر چڑھائی جاتی ہیں۔ یہ ایک نیا شگوفہ نکالا گیا ہے کہ زندہ پر چادر چڑھائی جارہی ہے، اُسے روکا جائے۔ چنانچہ ایک روز اِس درخواست پر عمل درآمد کچھ اِس طرح ہوا کہ چادر کے جلوس کو انگریز ایس پی نے روکا اور کہا کہ یہ ایک غلط کام ہو رہا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ اس کی وضاحت کرو، ہمیں مطمئن کرو تو جلوس آگے جائے گا ورنہ نہیں۔

جلوس کے شرکاء میں سے ایک صاحب نے کہا کہ اِس کا جواب تو بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ ہی دے سکتے ہیں۔ ایس پی نے کہا جلوس روکو اور ہمیں جواب لا کر دو۔

اُن صاحب نے کہا: صاحب آپ کے پاس جیپ گاڑی ہے، آپ ہمارے ساتھ چلیں۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے جواب لے لیں۔

چنانچہ وہ ایس پی ساتھ گیا۔ بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جیسے ہی یہ لوگ پہنچے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''اِس سے کہہ دو تاج الدین (رحمۃ اللہ علیہ) روزانہ ایک ہزار مرتبہ مَرتا ہے اور ایک ہزار مرتبہ زِندہ ہوتا ہے۔''

انگریز سمجھ گیا کہ یہ اللہ کے بہت بڑے وَلی ہیں۔ فوراً جلوس کو روانہ کر دیا گیا۔

حیی القیوم کا جو دَم بھرتے ہیں
وہ مَر کر بھی کبھی نہیں مَرتے
دنیا میں ہر ایک موت سے ڈَرتا ہے
یہ لوگ وہ ہیں جو موت پر مَرتے ہیں

قاضی امجد علی شاہ صاحب تاجی کی بیاض سے اقوالِ بابا:

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چند مبارک اقوال پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ لیکن اس کی تشریح یہاں ممکن نہیں۔ ایک ایک قول کی تشریح کے لئے ایک ایک کتاب کی ضرورت ہوگی اور تشریح بھی وہی کر سکے گا جس کو سرکار رحمۃ اللہ علیہ اِس کی سمجھ عطا کریں گے۔

مبارک اقوال:

(۱) جس نے ہم کو جیسا سمجھا ہم اُس کے لئے ویسے ہی ہیں۔

(۲) جس نے ہم کو دیکھا وہ ہمارا ہو گیا۔

(۳) میرا نام تاج الدین ہے، سَوا لاکھ وَلی بناؤں گا۔

(۴) کالے تاج الدین کے پاس صابن بہت ہے۔

(۵) ہم نے تجھ کو پلٹن میں بھرتی کر لیا۔ تیرا نام ہمارے رجسٹر میں درج ہو گیا۔

(۶) جتنے بُرے بُرے ہیں سب تاج الدین کے ہیں، اچھے اچھے سب بڑے صاحب (اللہ میاں) کے ہیں۔

(۷) لال کتاب یا بڑی کتاب (قرآن پاک) پڑھتے ، اللہ اللہ کرتے اچھے رہتے۔

(۸) چلتے پھرتوں کو آج بھی وَلی بناتا ہوں۔

(۹) **کل نفس ذائقة السلام** (اسلام کا مزہ ہر بشر کو چکھاؤں گا)

(۱۰) بڑے صاحب (اللہ میاں) نے مجھے شہنشاہِ ہفت اَقلیم بنا کر بھیجا ہے۔

(۱۱) ہمارے مُرشد ہمارے نانا جان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ (اویسی نسبت)

(۱۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دو آلو کھلا دیئے ، جب سے ہم ایسے ہو گئے۔

(۱۳) جناب بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہا نے ہم کو پیامبر بنا کر بھیجا ہے۔

(۱۴) میں چراغ دین ہوں (دین کا چراغ)

(۱۵) تاج محی الدین، تاج معین الدین، شہنشاہ ہفت اقلیم ہوں۔

(۱۶) مٹی کھاتے ، مٹی میں رہتے ، مٹی میں سوتے۔

(۱۷) تاج الدین جسے دے اُس سے کوئی واپس لے نہیں سکتا۔

(۱۸) کسی ولی سے آج تک پانچ پیسے نہیں بنے ، ہم پانچ پیسے بنا کر دِکھائیں گے۔

(۱۹) جدھر دیکھتا ہوں لاکھوں کوس دیکھتا ہوں (کوس ۳ میل کا ہوتا ہے)

(۲۰) ہم اپنے وقت کے شہنشاہ ہیں۔

(۲۱) تاج الدین اپنے نام کے ساتھ رہتا ہے۔

(۲۲) بابا آپ کے کتنے بچے (مُرید) ہیں۔ فرمایا ''تارے گن لے''۔

(۲۳) ہمارے بچوں کو اگر کسی نے سَتایا تو تختۂ زمین اُلٹ دوں گا۔

(۲۴) ایک قول یہ بھی ہے کہ ہمارے بچے کو بُری نظر سے دیکھنے والے کی ہم آگے بڑھ کر آنکھیں نکال دیتے ہیں۔

(۲۵) جو اپنی زندگی میں ہم سے کچھ حاصل نہ کر سکا ہم اس کی قبر میں ٹھونس ٹھونس کر بھر دیں گے۔

دُعا کا دفتر:

حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی علالت کے دوران ایک مائی حاضر ہوئی اور سرکار رحمۃ اللہ علیہ سے

عرض کیا: ''باوا آپ بیمار رہتے ہیں میرے لئے دعا فرمائیں۔''

سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''تاج الدین کی دُعا کا دفتر قیامت تک کھلا رہے گا۔''

میرے آقا رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں بے شمار حضرات تشریف لائے۔ جن میں وہ حضرات بھی شامل تھے جو اپنے اعمال کی وجہ سے بے حد پریشان تھے۔ تائب ہوئے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جہت نمبر ۴ کے تحت اُنہیں کُندن بنا دیا۔ (کالے تاج الدین کے پاس صابن بہت ہے)۔

آپ کے دربار میں کن فیکون کی تجلّیوں کا مشاہدہ کھلی آنکھوں سے کیا۔ اور کیوں نہ ہو۔ حدیث قدسی ہے:

أَطِعْنِي فِيمَا أَمَرْتُكَ أَجْعَلْكَ تَقُولُ لِلشَّيْءِ كُنْ فَيَكُونُ.

میرے حکم کی تعمیل کرو جس کا میں تمہیں حکم دیتا ہوں، میں کسی چیز کے بارے میں کہتا ہوں، ہو جا، وہ ہو جاتی ہے۔

(بحار الانوار الجامع الدرر اخبار الائمہ الاطہار علیہم السلام۔ جلد: ۹۰۔ صفحہ: ۳۷۶)

پھر تو جس چیز سے کہے گا ہو جا وہ ہو جائے گی۔ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کے ساتھ ساتھ ذکرِ خفی پر خصوصی طور پر زور دیا ہے۔ اَصل میں ذکر ہی مقصودِ تکمیل نفس ہے۔

ذکر کی تشریح حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں فرمائی۔

یعنی، آپ اپنے رب کا ذکر کریں اور وہ آپ ہی میں ہے۔ یعنی اپنے نفس کو پہچانیں، اُسے یاد کریں اور نہ بھلائیں۔ ورنہ خدا آپ کو بھلا دے گا اور حقیقت نفس کو پہچاننے کے بعد اُس کے لئے تحصیل کمال کی جدو جہد فرمائیں۔

خدا تعالیٰ نفس انسانی کا عین ہے کہ اُس نے ہمیں خبر دی ہے۔

وَفِيٓ أَنفُسِكُمۡۚ أَفَلَا تُبۡصِرُونَ

ترجمہ: اور خود تم میں تو کیا تمہیں سوجھتا نہیں۔ (سورۃ الذریات۔21)

اور یہ خوشخبری سُنائی۔ ہم اِن کو اپنی نشانیاں انہی کے نفسوں میں دِکھائیں گے۔ آقائے

نامدار حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''جس نے خود کو پہچانا اُس نے اپنے رب کو پہچانا۔''

(امام اسماعیل بن محمد الجلونی الجراحی: کشف الخفاء، حدیث: ۲۵۳۰، جلد: ۲، ص: ۲۳۴)

پس عرفانِ نفس عین عرفانِ حق ہے۔ ذکرِ نفس عین ذکرِ حق ہے۔ نسیانِ نفس عین نسیانِ حق ہے۔ کلام پاک میں اِس کی صراحت کی گئی ہے:

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ط
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○

ترجمہ: اور اُن جیسے نہ ہو جو اللہ کو بھول بیٹھے تو اللہ نے اُنہیں بلا میں ڈالا کہ اپنی جانیں یاد نہ رہیں، وہی فاسق ہیں۔ (سورہ الحشر۔ آیت 19)

یہ اللہ والے لوگ اپنے نفسوں کو خوب جان لیتے ہیں اور اپنی عبادت، ریاضت و مجاہدہ سب اِسی کے لئے کرتے ہیں۔ نہ اُن کو دوزخ سے غرض اور نہ جنّت کی خواہش۔ اِسی سلسلہ کا ایک واقعہ پیشِ قارئین ہے:

حضور رحمۃ اللہ علیہ اپنے بچوں کے اجتماع کو میری پلٹن کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔ ایک روز اپنی پلٹن سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''جو جنّت میں جانا چاہتا ہے ہاتھ اُٹھائے، ہینڈز اَپ۔''

خوشی میں قریب قریب ساری پلٹن نے ہاتھ اُٹھائے۔ اِس کے بعد فرمایا:

''ہینڈز ڈاؤن۔ ہاتھ نیچے کرو۔''

اِس کے تھوڑی دیر بعد فرمایا: ''اچھا! اَب جو ہمارے ساتھ رہنا چاہتا ہے، ہاتھ اُٹھائے ہینڈز اَپ۔''

اِس مرتبہ صرف اُن ہی حضرات نے ہاتھ اُٹھائے جن کو سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فہم عطا کی تھی۔ یہ مظاہرہ چلتے چلتے ہو رہا تھا۔ جن مؤخر الذکر غلاموں نے یہ سمجھ کر ہاتھ اُٹھایا تھا ''دوزخ ہمیں پسند ہے ہمراہ آپ کے'' اُن کے لئے فرمان ہوا۔ تم ہمارے ساتھ رہو۔ سرکار نبی کریم شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر عاصی کی شفاعت کر کے ہی روانہ ہوں گے۔ ہمارے زمانہ میں بھی

اُن کے مظہر نے ہم پر اِسی طرح کی شفقت کا مظاہرہ فرمایا کہ ہر بُرے کو اپنی آغوشِ رحمت میں رَکھ کر دِکھایا کہ ہم ہیں اِس ذاتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پرتُو۔

مندرجہ بالا واقعہ سے ہمیں یہ تعلیم ملتی ہے کہ عبادت، ریاضت، جنّت کے لئے نہیں بلکہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے انجام دو۔ اللہ والے صرف اللہ سے محبت کرتے ہیں۔

دُعا:

دعا فرض بھی ہے اور سُنّت بھی۔ اُمّت کے لئے دُعا فرضِ عین بھی ہے اور سُنّت مؤکدہ بھی۔ اُمّت کے لئے دُعا مقامِ معراج بھی ہے اور مقامِ شفاعت بھی۔ اُمتی کے لئے سب سے اونچا مقام عبدیت کا ہے۔ دعا عبدیت کی پہچان بھی ہے اور اِقرار بھی۔ بہترین دعا قرآن نے بتائی ہے کہ جس کو حکمت دی گئی اِس کو خیر کثیر عطا ہوا۔ تو دعا حکمت کے لئے کرو۔ یہ مِل گئی تو یقین جانو کہ کلام الٰہی کے معنی اُمڈتے چلے آتے ہیں۔ (ماخوذ: حیاتِ قادر)

سینہ نور سے معمور ہوگیا:

سرکار تاج الدین الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے صرف اقوال اور خصوصیات پر ایک جامع کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ فرمایا اُسے عملی طور پر کر دِکھایا۔ میرے سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ جو مجھ سے زندگی میں حاصل نہ کر سکے میں اُس کی قبر میں ٹھونس کر بھر دوں گا۔ آپ کے ایک بچے کے آخری لمحات جو سُنا اور دیکھا وہ پیشِ قارئین ہے۔

(قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ)

جناب ڈاکٹر محمد بشیر صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ کا قیام ناگپور شریف میں رہا۔ وہاں کے سرکاری اسپتال میں آپ ڈاکٹر رہے۔ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ اُن کے مکان پر بھی رونق افروز ہوئے تھے۔

کراچی میں حضرت قاضی بابا سید امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ سے بیحد محبت فرماتے تھے۔ رمضان شریف میں بیمار ہوئے۔ مجھے گھر بُلایا۔ میں (قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجیؒ)

اُن کی خدمت میں گیا تو آپ نے فرمایا:

’’پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں اَبھی نہیں جاتا۔‘‘ چھ روز بعد پھر اُن کی خدمت میں حاضر ہوا تو مجھے دیکھتے ہی سینہ ٹھونک کر فرمایا:

’’میاں میرا سینہ نور سے معمور ہو گیا ہے۔ اَب بلالیں گے تو چلا جاؤں گا۔‘‘

چنانچہ ۲۴؍رمضان المبارک کو آپ کا وِصال ہوا۔ اِنہی بُزرگ نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا تھا:

میں فرید خان صاحب فضا رحمۃ اللہ علیہ سے ایک بات کہنا بھول گیا وہ یہ کہ اللہ میاں جب واپس بُلاتے ہیں تو ہمارے اُن بُزرگوں کو جو پہلے پردہ کر چکے ہیں، لا کر سامنے کر دیتے ہیں۔ میں یہ بتانا چاہتا تھا کہ کوئی آئے نہ جانا جب بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائیں تو جانا۔‘‘

اللہ اللہ جس آقا کے بچوں کی یہ شان ہو اُس آقا کے متعلق کیا لکھا جا سکتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب بھی خانقاہ امجدیہ تاجیہ لیاقت آباد میں آرام فرما ہیں۔‘‘

رجسٹر میں نام:

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بچوں کی فہرست میں ہمارے ایک عزیز غلام سرور صاحب نے نام لکھوایا۔ وہ فرماتے ہیں کہ بابا صاحب کا معاملہ ایسا پایا ہے کہ اُن کی پلٹن میں شریک ہونے کے بعد اَگر بھٹک گئے تو پھر لوٹ کر وہیں آنا پڑتا ہے، چھٹکارا ہی نہیں۔

قاضی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ایک شیخ چکّر دے کر لے گئے تھے۔ واپسی پر حضور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ’’حضرت آلو پیاز کا بھاؤ معلوم کر آئے۔‘‘

عبدالحق صدیقی، سرکار بابا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں:

دربار تاج الاولیاء (قصبہ کالونی) کی ماہانہ نذر و نیاز (۲۶ ویں شریف) کے شریک عاشق بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ گل محمد منگی تاجی نے اُسی رات سرکار کی زیارت کی۔ دیکھا کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ ایک پلنگ پر آرام فرما ہیں اور سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دراز قد سانولے رَنگ کے ایک شخص سرکار رحمۃ اللہ علیہ کو کتاب پڑھ کر سُنا رہے ہیں۔ صبح آ کر گل محمد منگی تاجی نے مجھے

رات کا خواب سُنایا اور بتایا کہ کتاب سُنانے والوں کو میں نے یہاں محفل میں دیکھا ہے۔ اُن کا حلیہ بتایا اور مجھ سے کہا اگر آپ سمجھ گئے ہوں تو مجھے اُن کی زیارت کرا دیجئے۔ چنانچہ میں اُن کو لے کر عبدالحق صاحب کے گھر گیا۔ وہ مل گئے۔ گل بھائی اُن کو دیکھتے ہی چپک گئے اور فرمایا یہی کتاب سُنا رہے تھے۔ عبدالحق صاحب پر یہ سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا بے حد کرم ہے۔ میں یہ صدیقی صاحب سے عرض کر چکا ہے کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے رجسٹر میں آپ کا نام آ چکا ہے اور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی دینی و دنیاوی معاملات ٹھیک کریں گے۔

(راوی: قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ)

فریدی فیض:

حکیم محمد نسیم اصلاحی تاجی (لاہور) کو غائبانہ حضرت فرید الدین تاجی صاحب المعروف کریم بابا رحمۃ اللہ علیہ سے عشق ہو گیا۔ اِس کے نتیجے میں وہ ۱۹۸۲ء میں مجھ عاجز (قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ) کے ذریعہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دامن سے وابستہ ہوئے۔ مستند حکیم ہیں۔ کارپوریشن لاہور کے ایک مطب میں انچارج حکیم کی حیثیت سے اور اپنے ذاتی مطب میں مخلوق کی خدمت کر رہے ہیں۔ سرکار بابا رحمۃ اللہ علیہ کے کرم سے اُن کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے ایسی شفاء بخشی ہے کہ ہر مریض اُن کے مطب سے صحت یاب ہو رہا ہے۔ اُن پر خصوصی کرم کا ایک واقعہ پیشِ قارئین ہے۔

جس دن اُن کے گھر صاحبزادے کی وِلادت ہونی تھی۔ سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ معہ اِس غلام (میر محمد علی شاہ تاجی) کے اُن کے گھر پہنچے اور اُن کو ساتھ لے کر حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی۔ صبح صاحبزادہ تولد ہوا۔ جس کا نام حکیم صاحب نے عبداللہ رکھا ہے اور اِس کو حافظ قرآن بنا رہے ہیں۔ میری دُعا ہے کہ سرکار حکیم صاحب سے اپنے مشن کی تبلیغ کا کام لے کر اُن کو دینی و دنیاوی دولت، عزت، شہرت اور صحت سے نوازیں۔ آمین۔

(قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی عفی عنہ)

سلسلہ فیض آج بھی جاری ہے

وِصال کے بعد لحد میں کلام:

حکیم سیّد ظفر حسین صاحب کا بیان ہے کہ جس وقت حضور رحمۃ اللہ علیہ کو لحد میں اُتار چکے تو مولوی نجم الدین صاحب اوپر آ گئے۔ مجھے یکا یک خیال آیا کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے تو فرمایا تھا: عمر بھر تیرے ساتھ رہوں گا (تاج الدین قیامت تک نہیں مَرے گا)۔ اَب تو ساتھ چھوڑ رہے ہیں۔ حضور نے فوراً آنکھیں کھول دیں۔ جسے قریب کے حضرات نے بھی دیکھا اور فرمایا:

''لوکاں (لوگ) بہت ستاتے تھے۔ اِس لئے پردہ کرلیا ہے، مگر ہم برابر تمہارے ساتھ ہیں۔''

وصال کے بعد حکیم صاحب ہمیشہ رات کو تنہائی میں مزار شریف پر حاضری دیتے تھے۔ اور سرکار رحمۃ اللہ علیہ کرم بھی فرماتے تھے۔

وِصال کے بعد دودھ والی کو نوازا:

۱۷/ اگست ۱۹۲۵ء کو سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وِصال فرمایا۔ آپ نے حیاتِ ظاہری میں لاہنی بائی دودھ والی موضع بیر پیٹھ ناگپور کو حکم دیا تھا کہ وہ گارڈ سیّد محمد سبحان صاحب کو دودھ دیا کرے، اُن کے پیسے ہم ادا کریں گے۔ چنانچہ وہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے دودھ برابر دِیا کرتی تھی۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیات میں اُس کو دودھ کی رقم نہیں دی تھیں۔ مورخہ ۲۱/ اگست ۱۹۲۵ء کو لاہنی بائی نے یہ واقعہ بیان کیا۔

میں چونکہ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لئے دودھ دِیا کرتی تھی۔ اِس لئے دربار کے تمام حضرات مجھ سے دودھ لیا کرتے تھے۔ اُن میں گارڈ سید محمد سبحان صاحب پیرزادہ ناسک کو

بھی دودھ دیا کرتی تھی۔ اُس کے پیسے بھی برابر ملتے رہے تھے لیکن ایک وقت ایسا آیا کہ گارڈ صاحب پر دودھ کے پیسے کچھ باقی رہ گئے۔ اور گارڈ صاحب نے اُن پیسوں کی وجہ سے مجھ سے دودھ لینا بند کردیا۔ یہ مجھے معلوم تھا کہ گارڈ صاحب کے گھر سے بھی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں چائے پیش ہوتی تھی۔ اس لئے میں نے گارڈ صاحب سے کہا کہ پیسوں کی فکر نہ کریں میں دودھ دِیا کروں گی۔ مگر اُنہوں نے اِنکار کردیا۔ مجبوراً دودھ دینا بند کردیا۔

ایک روز میں باباجی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھی تھی۔ گارڈ صاحب کے گھر سے چائے آئی تو وہ کالی چائے تھی، جو بابا صاحب کو پیش کی گئی۔ چائے لے کر باباجی نے میری طرف دیکھ کر فرمایا: ''تونے اُن کو دودھ دینا کیوں بند کیا؟''

میں نے عرض کیا: ''گارڈ صاحب کی طرف میرے کچھ پیسے رُک گئے تھے۔ اِس لئے انہوں نے دودھ لینا بند کردیا۔ حالانکہ میں نے گارڈ صاحب کو کہا تھا کہ پیسوں کی فکر نہ کریں۔ لیکن وہ نہ مانے۔''

اِس پر باباجی نے حکم دیا: ''تم اُن کو دودھ دِیا کرو۔ اُن کے پیسے میں دوں گا۔''

چنانچہ دوسرے روز سے میں نے دودھ دینا شروع کردیا اور آج تک دیتی رہی۔ آج صبح میں اپنی نواسی کو ضرورت سے فارغ کرانے کے لئے باہر لائی۔ اَبھی اِس کو گھر میں بٹھایا ہی تھا کہ ایک بُزرگ تشریف لائے۔ اور مجھے فرمایا ''لے مائی یہ تیرے دودھ کے روپے جو تونے تاج الدینؒ کے حکم سے سبحان الدین گارڈ کو دیا ہے۔''

اُن کے الفاظ سُن کر میں نے جواب دیا: ''میں باباجی کے حکم سے دودھ دے رہی ہوں۔ اور باباجی کا وِصال ہوگیا ہے۔ میں نے باباجی کو قرض معاف کردیا ہے۔ مجھے اَب یہ روپے نہیں چاہئے۔''

وہ بُزرگ اصرار کرنے لگے تو میں نے اُن سے عرض کیا: ''اگر آپ ضد کرتے ہیں تو یہ روپیہ باباجی کی زمین کے لئے جو چندہ ہورہا ہے، اُس میں دے دیں۔''

اِس پر اُن بُزرگ کو جلال آ گیا اور اُنہوں نے جلال میں فرمایا: ''یہ تیرے دودھ کی رقم

ہے، دامن پھیلا اور رقم لے لے۔''

میں بُزرگ کے جلال سے ڈر گئی۔ اور دامن پھیلا کر روپے لے لئے۔ رقم دے کر وہ بُزرگ دو چار قدم آگے جا کر پھر لوٹے اور فرمایا:

''مائی تیرے اور دو پیسے نکلتے ہیں وہ بھی لے لے۔''

چنانچہ وہ دے کر فوراً غائب ہوگئے۔ رقم کا حساب تو گارڈ صاحب رکھتے تھے۔ میں نے رقم گنی تو اَسّی روپیہ اور دو پیسے تھے۔ یکا یک مجھے خیال ہوا کہ گارڈ صاحب کو دودھ دینے کے بھید سے تو صرف بابا جی رحمۃ اللہ علیہ ہی واقف تھے اور یہ خود بابا جی رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے۔ میں نے نواسی کو تو گھر چھوڑا اور خود فوراً بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ پر پہنچی۔ مجھے اپنی بے وقوفی پر اَفسوس تھا کہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ میرے گھر آئے تھے۔ لیکن میں اُن کو پہچان نہ سکی۔

درگاہ پر گارڈ صاحب ملے۔ اُن کو پورا واقعہ سُنایا۔ گارڈ صاحب نے اپنے حساب کی کاپی دیکھی تو پورے اَسّی روپے دو پیسے کا حساب بنتا تھا۔ گارڈ صاحب نے میرے خیال کی تائید کی۔ اِس طرح سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وِصال کے بعد دودھ کے قرض کی رقم خود تشریف لا کر دودھ والی کو اَدا کی۔

دعائے جنازہ کے وقت زیارت:

یہ مولوی محمود علی ندوی لکھنوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خوش قسمتی تھی کہ دعائے جنازہ مبارک کی کرامت اُن کے حصہ میں آئی۔ اُن کا بیان ہے کہ جس وقت نیت کر کے ہاتھ باندھے تو دیکھا بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ میرے برابر دو قدم آگے کھڑے ہوئے ہیں۔ بار بار یہ خیال آتا رہا کہ جن کی دعائے جنازہ ادا کی جارہی ہے وہ تو میرے ساتھ کھڑے ہیں، چنانچہ مجھے فوراً قدم بوس ہوجانا چاہئے، لیکن شریعت پر عمل کرتے ہوئے دعائے جنازہ ادا کی۔ سلام کے بعد وہاں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہ تھے۔ (راوی: مولوی محمود علی ندوی لکھنوی)

باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ بمبئی میں:

حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ وصال کے دوسرے روز چوپاٹی بمبئی میں بہت سے حاجت

مندوں کو نظر آئے۔ بہت سے حضرات قدم بوس ہو کر بامُراد بھی ہوئے۔ بمبئی سے ایک صاحب نے ناگپور شریف آ کر منشی جمال الدین صاحب کو بتایا کہ میں نے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی ایک ہفتہ قبل بمبئی چوپاٹی پر کی۔ اس کے بعد یہاں حاضر ہوا ہوں۔ وصال کے بعد سے لے کر سچی طلب رکھنے والوں کے لئے آج بھی سرکار رحمۃ اللہ علیہ برابر کرم فرما رہے ہیں۔ کراچی لاہور، رُہتک اور دیگر مقامات کے واقعات اذکار میں شامل ہیں۔

حضور رحمۃ اللہ علیہ کی جھلک بعد وصال:

قاضی اَمین الدین صاحب تاجی جن کی جھونپڑی حضرت قاضی بابا سید امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے برابر تھی۔ وصال کے بعد بھی شکردرہ میں ہی مقیم تھے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے دسویں روز تاج آباد شریف گئے۔ سرکار کے روضہ مبارک سے تھوڑے فاصلہ پر کھڑے ہو کر حضور رحمۃ اللہ علیہ سے رجوع کیا اور کہا کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ آپ شکردرہ سے یہاں تشریف لے آئے۔ اور دوسرے خادم حضرات بھی یہاں آ کر آباد ہوگئے ہیں۔ میں آپ کے حکم سے مہاراجہ کا ملازم ہوگیا تھا۔ اَب میرے لئے کیا حکم ہے، اگر اجازت ہو تو میں بھی یہاں آ کر آباد ہوجاؤں۔ یہ دل میں عرض کر رہے تھے کہ اتنے میں کریم پاشا عرف اللہ کریم بابا (جن کا ذکر آگے آئے گا) تشریف لائے اور فرمانے لگے تجھے بنگلہ میں رہ کر راجہ کو سلام کرنے کا حکم ہے۔ لال بنگلہ سے اَبھی اللہ کا پیارا اُٹھا نہیں۔

چنانچہ حضرت اَمین الدین صاحب تاحیات حضور رحمۃ اللہ علیہ کے چلّہ شریف شکردرہ میں ہی رہے۔

کرامات و تصرف اولیاء کے زیادہ ہوتے ہیں
پس پردہ یہ جلوے بھی خدا کے زیادہ ہوتے ہیں

حاجی محمد عثمان پر کرم:

حاجی عثمان صاحب کا مختصر ذکر اِس کتاب میں موجود ہے۔ اُن کے دوست حاجی مقبول احمد نے اُن کی پریشانی کو دیکھتے ہوئے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کرایا۔ یہ صدق

دل سے رجوع ہوئے، ساری پریشانیاں دور ہوگئیں۔ اور سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے کرم فرمایا۔ آج بھی اُن پر کرم کی بارش ہورہی ہے۔ انہوں نے کرم کے واقعات سُنائے ہیں، جو پیش کررہا ہوں۔ (قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ)

☆☆☆

حاجی عثمان صاحب فرماتے ہیں یہ واقعہ ۱۹۷۸ء کا ہے۔ میں اُن دنوں بہت پریشان تھا۔ روزانہ کوئی نہ کوئی بات بگڑتی رہتی تھی۔ میرے ایک دوست حاجی مقبول احمد تاجی نے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شبیہہ مبارک دِکھلا کر بتایا کہ آپ بھی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع ہوجائیں۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کچھ کرامات کا ذکر پہلے ہی سُن چکا تھا، میرے دل کو یہ بات بہت اچھی لگی اور میں نے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دل میں مخاطب کر کے عہد کیا کہ اگر میں اِن تمام پریشانیوں سے نجات پا گیا تو ناگپور شریف میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں حاضری دوں گا اور چادر پیش کروں گا۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کچھ ایسا کرم ہوا کہ تقریباً چھ ماہ میں ساری پریشانیاں دور ہوگئیں اور میں نے ناگپور شریف جانے کی تیاری شروع کردی۔ جس دن میں ریل میں سوار ہونے والا تھا۔ اُسی شب بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت خواب میں ہوئی۔ آپ نے ایک چابی دی اور کہا جاوہ ہوائی جہاز کھڑا ہے، میں نے چابی لے لی اور ہوائی جہاز کی جانب چل پڑا۔ جب میں جہاز کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ یہ ایسا جہاز ہے جو برٹش کے دور میں اُڑا کرتا تھا۔ اور اُس پر ایک ملٹری پائیلٹ کھڑا ہے۔ میں نے جہاز کی چابی اُسے دے کر کہا کہ چلو اُڑاوَ۔ اور میں سوار ہوگیا۔ جب جہاز اُڑا تو ناگپور شریف میں دربار تاج الاولیاء کے چاروں طرف طواف کرنے لگا۔ میں اَچھی طرح جہاز پر بیٹھے ہوئے دیکھتا رہا کیونکہ جہاز بالکل ہی نیچی پرواز کررہا تھا۔ اور میری آنکھ کھل گئی۔ دوسرے دن میں ریل گاڑی میں سوار ہوکر بمبئی ہوتے ہوئے ناگپور شریف پہنچا تو جیسا خواب میں دیکھا تھا اُسی طرح پایا۔ میں نے چادر پیش کی اور دل میں کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اَگلے سال بھی حاضری دوں گا۔ اور جب میں دوسرے سال ناگپور شریف جانے کے لئے تیار ہوا تو پھر اُسی رات میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی۔ اُس دن آپ آرام فرما تھے۔ اور میں

آپ کے پائے مبارک دَبا رہا تھا۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوئے اور ہاتھ پکڑ کر کہا ''چلو''۔ میں اُن کے ساتھ چل دیا۔ ایک بہت ہی وسیع وعریض میدان میں پہنچ گئے اور میری آنکھ کھل گئی۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو میرے دل میں بدگمانی ہوئی کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شبیہہ مبارک تو ایسی نہیں ہے یہی وہم میرے دل میں چٹکیاں لیتا رہا۔ بعد میں ناگپور شریف پہنچا۔ حسب دستور میں نے ہوٹل میں قیام کیا اور نہا دھوکر حاضری کے لئے چل پڑا تو سب سے پہلے میں نے کامٹی میں اَمّاں جی کے یہاں حاضری دی اور بس میں بیٹھ کر شکر درہ ناگپور شریف سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے چلّہ شریف پر حاضری کے لئے پہنچا۔ جہاں پر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تبرکات رکھے ہوئے ہیں۔ وہاں دیوار پر دو تصویریں لگی ہوئی تھیں۔ جیسے ہی میری نظر تصویر پر پڑی ایک عجیب سی کیفیت مجھ پر طاری ہوگئی۔ اس لئے جس شکل میں زیارت ہوئی تھی جس سے مجھے یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ یہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہیں ہیں یہ وہی شبیہہ تھی۔ دونوں خوابوں میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کرم فرمایا۔ دونوں ہی شکلوں میں آپ کی شبیہہ وہاں موجود تھیں۔ ایک جوانی اور ایک موجودہ شبیہہ مبارک سے پہلے کی تھی یا یوں سمجھ لیں کہ دوسری تصویر میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کچھ دُبلے اور کچھ بال سفید تھے۔ تصویر دیکھ کر جو کیفیت پیدا ہوئی اُسے سپردِ قلم کرنا میرے بس کی بات نہیں اور اَب جب بھی میں اِس واقعہ کو یاد کرتا ہوں۔ اِسی کیفیت سے دوچار ہوتا رہتا ہوں۔

زہر بھی اَمرت بن گیا:

حاجی اسمٰعیل شکور صاحب یوسفی تاجی حضرت مولانا عبدالکریم شاہ المعروف بابا یوسف شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہیں۔ اسٹاک ایکسچینج میں اُن کا دفتر ہے۔ اُن کی گفتگو سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دَر کے علاوہ کسی اور دَر پر نہیں جاتے۔

یک دَر گیر محکم گیر

پر عمل پیرا ہیں۔ سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ اُنہیں اَپنے کرم سے نواز رہے ہیں۔ پچھلے سالوں میں دو مرتبہ دربار تاج الاولیاء ناگپور شریف حاضری دے چکے ہیں۔ پہلی حاضری میں جو

خصوصی کرم ہوا اُس کا اِظہار اَمّاں صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا (کامٹی شریف) کے خادم بابو بھائی نے اُن کی دوسری حاضری میں حاجی صاحب کے اصرار پر بیان کیا۔ وہ حاجی صاحب کی زبانی پیشِ قارئین ہے۔ (قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ)

میں اپنی پہلی حاضری میں امّاں صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کے مزار مبارک پر حاضر ہوا۔ وہاں کے خادم بابو بھائی چادر مبارک نکال رہے تھے، اُس میں سے جو اَنڈے گرے، اُن کو تبرک سمجھ کر کھالیا۔ کچھ دیر وہاں حاضر رہ کر پھر واپس دربار تاج آباد شریف اور شکر درہ شریف حاضری دے کر واپس کراچی آ گیا۔ دوسری مرتبہ ۱۹۸۵ء میں اپنی اہلیہ کے ہمراہ حاضری کے لئے گیا۔ جب کامٹی شریف امّاں صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کے مزار مبارک پر حاضر ہوا تو خادم بابو بھائی نے تعجب سے دیکھا اور مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ فاتحہ کے بعد مجھ سے کہنے لگے تم پر بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا خصوصی کرم ہے۔ تمہارے ساتھ ایسا خصوصی واقعہ ہوا ہے جو میں بتا نہیں سکتا۔ اُس پر ہم دونوں میاں بیوی نے اُن کو واقعہ بیان کرنے پر مجبور کیا تو اُنہوں نے بتایا کہ پچھلی حاضری میں جو چادر سے اَنڈے نکلے تھے جو تم نے کھائے تھے۔ جیسے ہی تم نے انڈے کھائے میں دیکھ کر بے حد پریشان ہوگیا کہ یہ شخص پاکستان سے حاضری دینے آیا ہے اور یہاں چھپکلی کے اَنڈے کھا گیا۔ اَب تھوڑی ہی دیر میں اِس کا زہر اَثر کرے گا اور یہ ختم ہو جائے گا۔ بابا صاحب اپنا خصوصی کرم فرمائیں۔ تم کافی دیر بیٹھے اور یہاں سے ناگپور شریف روانہ ہوگئے۔ اُس وقت بھی یہ سوچتا رہا کہ پتہ نہیں کس وقت زہر اَپنا اَثر دکھائے۔ اُس کے بعد تمہاری کوئی خبر نہیں ملی۔ آج تمہیں زندہ سَلامت دیکھ کر میں بہت خوش ہوں کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اُن زہریلے اَنڈوں کو تمہارے لئے اَمرت بنا دیا۔

یہ سُن کر میں نے بابو بھائی سے کہا بابو بھائی میں نے وہ انڈے تو سرکار کا عطیہ سمجھ کر کھائے تھے۔ خدا گواہ ہے کہ نہ مجھے اُس وقت کوئی تکلیف ہوئی اور نہ اُس کے بعد۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ مجھ میں کوئی خرابی پیدا ہونے والی ہوگی تو اس کو سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے زہر سے ختم کر دیا۔

☆☆☆

سفرنامۂ ناگپور شریف

(از: قاضی سید میر وجاہت علی شاہ تاجی)

میرے پوتے وجاہت نے پوری تفصیل سے واقعات لکھ دیئے ہیں۔ سرکار تاج والے رحمۃ اللہ علیہ اسے نواز رہے ہیں۔ (قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی)

☆☆☆



(عطیہ صاحبہ نے سید وجاہت علی کو جو اپنی ماں کی گود میں تھا دیکھ کر کہا: یہ اپنا دادا بنے گا!)

میرے پرداد حضور قاضی سید امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ جن کے بارے میں لکھنا میرے بس میں نہیں۔ صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ میں خوش نصیب ہوں کہ میں قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ کے چہیتے پوتے حضرت قاضی سید میر ظفر علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا ہوں۔ قاضی امجد بابا رحمۃ اللہ علیہ تاج بابا رحمۃ اللہ علیہ کے خاص بچوں میں رہے اور حاضر باش خادموں میں آپ کا شمار ہے۔ سرکار بابا رحمۃ اللہ علیہ کی محبت کی بدولت ہی قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ کے گھر جب حضرت قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سے پہلے ہی خواب میں سرکار نے آپ کی زوجہ محترمہ کو بشارت دی کہ بیٹا ہوگا اور وہ ہمارا ہوگا۔ (سبحان اللہ)

بس اِسی محبت کی بدولت میں اپنے اللہ پاک کا جتنا شکر ادا کروں وہ کم ہے کہ انہوں نے مجھے سرکارِ مدینہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آل اور سرکار تاج الدین بابا رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلے میں پیدا کیا۔ مجھ سمیت میرے خاندان کا ہر فرد، ہر بچہ سرکار تاج والے کا غلام ہے۔ میرے والد نے بچپن سے ہی ہمیں جو تعلیم و تربیت دی ہے اُس میں خاص طور پر فاتحہ دُرود اور تاج الدین بابا رحمۃ اللہ علیہ کے اذکار کے حوالے سے بیان فرمایا۔ اور آج اُن ہی اذکار کی بدولت ہمیں بھی لگن تھی کہ ہمارے پردادا قاضی امجد بابا رحمۃ اللہ علیہ ششماہی عُرس میں شریک ہونے کے لئے خصوصی طور پر ناگپور شریف جایا کرتے تھے۔ میری بھی خواہش بڑھی اور اپنے دادا قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی کہ میں بھی اس عُرس میں جانا چاہتا ہوں۔ دادا حضور رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے اجازت دی اور حضرت ابوالحسن تاجی اور مولانا اسلام صاحب جو کہ دادا حضور کے خلیفہ بھی ہیں۔ اُن کے نمبر دیئے۔ میری دونوں حضرات سے بات ہوئی۔ ماشاءاللہ تاج بابا رحمۃ اللہ علیہ نے خوب نوازا ہے دونوں ہی محترم احباب کو۔

خیر بہت کوشش کے بعد ویزہ مل گیا۔ بہت بڑی تفصیل ہے، جو لکھنے سے قاصر ہوں۔ الغرض بروز جمعہ 23 رجب بمطابق 23 مئی 2014ء کو مجھے پاسپورٹ ویزہ لگ کے مل گیا۔ کراچی سے صرف ایک ٹرین چلتی ہے وہ بھی جمعہ کے دن اور مجھے جمعہ کو ہی ٹکٹ ملنا ناممکن بات تھی۔ جب اسٹیشن گیا تو منیجر نے منع کیا کہ آج کی ٹکٹ Close ہو چکی ہے اور ٹکٹ نہیں ہیں۔ میں نے ضد کی تو اِس نے پرمیشن کیلئے انڈیا نئے ڈبے لگانے کے لئے

اجازت مانگی اور مجھے بعد نمازِ جمعہ بلایا۔ جب میں پہنچا تو پہلی دفعہ اتنی جلدی اجازت مل گئی اور 3 نئے ڈبوں کی پرمیشن ملی۔ میں اور میری والدہ حضور دونوں موناباؤ بارڈر پہنچ گئے اور وہاں پر بھی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے مہمان کی طرح ہماری عزت افزائی ہوئی۔ اجمیر شریف سے ایک دوست جو کہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں ہوتے ہیں، آگئے۔ جودھ پور لینے آئے اور ہمیں اجمیر شریف لے گئے۔ جب ہم اجمیر پہنچے تو انہوں نے کہا کہ آپ پہلے حاضری دیں دربار میں۔ تو ہمارا جواب یہ ہی تھا کہ پہلا اسٹیشن ہمارا ناگپور ہے، وہاں سے واپسی پر اجازت ملی تو آئیں گے۔ پہلے صرف تاج بابا رحمۃ اللہ علیہ میں حاضری دینی ہے۔ اُن سے غلطی ہوئی انہوں نے ناگپور کی بس کے بجائے کانپور کی بس میں بٹھا دیا اور ہمارے پاس کوئی انڈین کرنسی بھی نہیں تھی اور نہ ہی کوئی فون نمبر تھا کہ کسی کو بتا دیتے۔ خیر اَمّی حضور سے ضد کر کے آگرہ اُتر گیا۔ آگرہ کا ویزہ بھی نہیں اور کوئی پیسے بھی نہیں انڈین۔ جب بس والے نے اُتارا تو رکشہ کر کے اسٹیشن پہنچنے کے لئے رکشہ کیا تو ایک لڑکا رکشے میں آکر بیٹھ گیا اور اس نے بھی اسٹیشن جانے کیلئے کہا۔ جب اسٹیشن آیا تو اُس کو کہاں سے پیسے دیتا تو وہ لڑکا بول پڑا کے کتنے پیسے دینے ہیں۔ میں نے کہا 50 روپے۔ اُس لڑکے نے نکال کر دے دیئے۔ میرا سامان اُٹھایا اور اسٹیشن تک لایا اور اَمّی کیساتھ اسٹیشن پر کھڑا ہوگیا۔ جب میں ٹکٹ لے کر واپس آیا تو وہ لڑکا غائب تھا اور اپنے پیسے بھی نہیں لئے۔ اسٹیشن منیجر سری نواس کے لئے تمام احباب ضرور دعا کریں کہ سرکار تاج الدین بابا رحمۃ اللہ علیہ کے بچے ہیں اور جتنی مدد سرکار نے اُن کے ذریعے ہماری کرائی، اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہو رہا تھا۔ جب ناگپور پہنچے تو وہ دن 27 ویں شب (شب معراج) کا تھا۔

محمود صاحب ولد عبدالحسن تاجی ہمیں لے کر اپنے گھر چلے گئے۔ جب حاضری دی تو سب سے پہلے سرکار تاج بابا رحمۃ اللہ علیہ میں حاضر ہونے والا خادم میں ناچیز تھا۔ سب سے بڑا کرم کے میرے تاج بابا رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے اور والدہ حضور سے جو ملاقات کا ٹائم دیا وہ شب معراج کا تھا۔ اور میری خواہش پوری کر دی کہ عُرس میں شریک ہوگیا۔ سبحان اللہ

میں ابوالحسن تاجی صاحب اور اُن کے اہل خانہ کیلئے ہر وقت دعا گو ہوں۔ وہ سچّے پکّے

تاج والے کے چاہنے والے عاشق ہیں اور سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی نظرِ عنایت بھی اُن پر ہر وقت نظر آتی ہے۔

انہوں نے سجادہ نشین حضرت سید زَبیر تاجی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ملاقات کروائی۔ جو کبھی بھول نہیں سکتا۔ اُنہوں نے سرکار کے صدقے بہت عزت کی ہماری۔ الطاف تاجی بھائی اور دوسرے تمام احباب کے بارے میں لکھوں تو پوری کتاب ہی لکھ دوں گا۔صرف اتنا کہتا ہوں:

وہ یقیناً اِس زمین پر آسمان بن کر رہا
جس کو حاصل ہوگیا عرفان تاج الاولیاء

ابوالحسن تاجی صاحب نے کافی حضرات سے ملاقات کروائی، معافی چاہتا ہوں سب کا نام نہیں لکھ سکتا۔لیکن ہمارے دلوں اور دعاؤں میں موجود ہیں۔ بعد ازاں حاضری حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ، حضرت نصیرالدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، ہرے بھرے سرکار رحمۃ اللہ علیہ اور خصوصاً خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ میں سرکار تاج الدین بابا رحمۃ اللہ علیہ نے حاضری کروائی۔ تاج الدین بابا رحمۃ اللہ علیہ نے یقیناً ہی حاضری کروائی۔ یہ بھی بہت بڑا واقعہ ہے۔

قارئین میری کم بات کو سمجھ جائیں گے کہ کیا کرامات ہوئی ہوگی۔ میری پردادی حضور خیرانساء اَمّاں (المعروف پاکستانی امّاں) جو کہ ناگپور شریف میں مدفن ہیں۔خاص حاضری نصیب ہوئی اور سرکار تاج اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان برستا ہوا نظر آیا۔ راجہ مودے جی بھونسلے، کاشی ناتھ راؤ پٹیل صاحب کے پوتے اور تنویر تاجی صاحب نے خوب مہمان نوازی کی اور میرا رابطہ سب سے جاری ہے اور فون پر بھی خوب محبت اور دُعاؤں سے یہ سب ہمیں نوازتے ہیں۔ ایک واقعہ اپنے پڑھنے والوں کیلئے سُناتا چلوں کہ الغرض اس طرح کے واقعات اس سفر میں کافی دفعہ ہمارے ساتھ پیش آئے۔

ہم جب کاشی ناتھ راؤ پٹیل بابا کے پوتے حضرت کے پاس واکی شریف میں ایک رات قیام کیا اور صبح اُٹھنے کے بعد کابل اور دوسری زیارتوں سے واپسی پر جب واپسی حضرت کے مہمان خانے آئے تو موسم کافی گرم تھا۔ شاید 49 یا 50 ٹمپریچر ہوگا۔ پٹیل

صاحب کے دو خادم میرے ساتھ تھے۔ امی، ابوالحسن تاجی صاحب اور آپ کی اہلیہ اَندر کمرے میں تھیں۔ مجھ سے خادموں نے کہا کہ آج کافی گرمی ہے تو میں نے اُن سے کہا کہ کوئی بات نہیں ابھی بابا کو بولتے ہیں اور میں نے تھوڑے فاصلے پر موجود بابا کے حجرے کی طرف رُخ کر کے کہا:

''بابا آپ کا بچہ آیا ہے کیا اُس کے نہانے کے لئے بارش نہیں ہوگی۔''

اتنا کہنا تھا کہ اُس کے بعد جب آسمان کی طرف دیکھا تو آسمان پورا نیلا تھا اور آپ یقین کریں کے 4 سے 5 پانچ منٹ کے اندر پورا آسمان کالا ہو گیا اور تھوڑی دیر میں برف کا ٹھنڈا یخ پانی برسنے لگا۔ امی نے میرے بات کمرے میں سُنی تھی اور باہر آگئی اور کہا تم نے ابھی تو بولا تھا بابا سرکار سے اور بارش ہوگئی (ماشاءاللہ)۔

یہ منظر دیکھ کر امی جان اور میں خوب آبدیدہ ہوئے اور خوب نہائے۔ سرکار تاج اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اپنے بچوں کی کوئی بات نہیں ٹالتے۔

آج بھی واکی شریف میں شیر آتا ہے۔ ہمارے جانے سے ایک مہینہ پہلے شیر حاضری دے کر گیا تھا۔آج بھی ہر وقت ناگپور شریف کا خیال رہتا ہے اور سرکار تاج اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلے سے آقائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں حاضری کا خواہش مند ہوں۔

راوی: قاضی سید میر وجاہت علی شاہ تاجی
گدی نشین خانقاہ تاجیہ امجدیہ (لیاقت آباد، کراچی)

☆☆☆

کرم کی بارش:

کراچی کے ایک فیشن ایبل اور مادی ضروریات سے آراستہ علاقہ ڈیفنس سوسائٹی کے ایک بنگلہ میں ایک ایسی خاتون کا قیام ہے جو خود بھی اور اُن کے شوہر بھی نہایت نیک، عبادت گزار اور بُزرگانِ دین اور اولیاء اللہ کے سچے عاشق ہیں۔ یہ بنگلہ محمد موجود صاحب کا ہے۔ آپ پی آئی ڈی سی اور اُس کے بعد پاک ایران ٹیکسٹائل میں اعلیٰ

عہدہ پر فائز رہے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ عطیہ صاحبہ ہیں۔ عطیہ صاحبہ ہر ہفتے اپنی قیام گاہ پر ایک نورانی محفل کا اہتمام فرماتی ہیں۔ اُس محفل میں محترمہ اپنے پیرانِ عظام اور حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نذر پیش کرتی ہیں اور خصوصی دعا فرماتی ہیں۔ بُزرگانِ عظام اور سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے کرم سے آپ کی پُر خلوص دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ محفل والے کمرہ میں سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی شبیہہ مبارک آویزاں ہے، جس پر محترمہ عطیہ صاحبہ پھول بھی پیش کرتی ہیں۔ کریم بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بقول اُن پر سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کرم کی بارش ہورہی ہے۔ جس سے کراچی کے حضرات مستفیض ہورہے ہیں۔ جن دنوں کریم بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کراچی تشریف لائے تھے۔ محترمہ نے کئی بار اُن کو اپنی قیام گاہ پر مدعو کرکے خصوصی محافل منعقد کیں۔ خود بھی کئی بار اُن سے ملنے دربار تاج الاولیاء میں تشریف لائیں اور اپنی صاحبزادی کو حضرت قبلہ سے بیعت بھی کرایا۔ میری دعا ہے کہ سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ اپنے کرم سے اُن کے تمام اہلِ خاندان کو نوازیں۔ آمین

(قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی عفی عنہ)

☆☆☆

مولانا ذہین شاہ صاحب یوسفی تاجی رحمۃ اللہ علیہ نے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اسی شان پر اپنی منقبت ''بابا تاج دین'' میں کیا خوب کہا ہے۔

بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ

سوا لاکھ اولیاء اللہ بنائے
وہ ہفت اَقلیم کے سلطان آئے
نئی شانیں اَدائیں ہیں نرالی
وہ سَر تا پَا مِثال بے مِثالی
نہ دیکھا تھا جو دُنیا نے، دِکھایا
نہ آیا تھا کبھی جو دور، آیا
میرے بابا نے تقدیریں بدل دیں
بہت اَسماء کی تاثیریں بدل دیں
خدا کُن اُن لبوں سے کہہ رہا ہے
یہاں دریائے وحدت بہہ رہا ہے
جو کہتے ہیں وہ ہوتا جارہا ہے
بشر کے روپ میں حاکم خدا ہے
زمانہ گرد اُن کے گھومتا ہے
فلک اُن کے قدم چومتا ہے
مدار مرکز عالم یہی ہیں
مُراد عالم و آدم یہی ہیں
قدم جولاں ہیں ہر دم لامکاں میں
عیاں ہے جسم اُن کا جانِ جاں میں



خصوصی شبیہ مبارک بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

منجانب: چودھری محمد یلیین تاجی، لاہور



بائیں طرف چودھری خالد نعیم تاجی۔ چودھری محمد یلیین تاجی (معشوق تاج الاولیاء)

آخر میں چودھری ثاقب تاجی انکے برابر چودھری شوکت نعیم تاجی لاہور

چودھری محمد یٰسین (معشوق تاج الاولیاء)

(از: قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ)

آپ کا قیام کنہال ویولا ہور میں تھا۔ آپ نے یٰسین گروپ آف انڈسٹریز قائم کی۔ اذکار تاج الاولیاء کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے تھے۔ چوتھے کی تیاری مکمل ہونے والی تھی کہ آپ کے منیجر بٹ صاحب کا خط ملا کہ ہمارے ایم۔ ڈی چودھری یٰسین صاحب ہزار دو ہزار اذکار اپنے خرچ پر شائع کرانا چاہتے ہیں (میرا اُن سے کوئی تعارف نہ تھا)۔ خط وکتابت شروع ہوئی اور انہوں نے ایک ہزار اذکار کا آرڈر دیا۔ جو میں شائع کر کے بذریعہ ریل لاہور لے کر گیا۔ جانے سے قبل میں نے سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اشارہ پر اُن کو ''معشوق تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ'' کا خطاب دیا اور اِن کو اور اُن کے ایک دوست حفیظ اللہ صاحب تاجی کو بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا دامن تھما کر اجازت وخلافت بھی سلسلہ تاجیہ کی عطا کی۔

آپ نے اپنے مکان کے سامنے والی لین کے آخر میں بہت شاندار مسجد تعمیر کروائی اور ملتان روڈ پر اپنے مشترکہ باغ کا نام ''تاج نگر'' رکھا۔ وہاں آپ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عُرس شاندار طریقے پر منایا کرتے تھے۔ اور اُن کی خواہش تھی کہ یہاں میں تاج انجینئرنگ یونیورسٹی قائم ہوجائے۔ لیکن وہ خواہش پوری نہ ہوسکی۔

مجھ عاجز (قاضی میر محمد علی شاہ تاجی) اور میری اہلیہ سے بے حد محبت کرتے تھے اور بے حد احترام بھی۔ مجھ سے یہ طے کیا تھا کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عُرس مبارک میں کراچی میں مناؤں اور عید میلاد النبی تاج نگر میں۔ چنانچہ ہر سال میں آتا ہوں۔ انہوں نے بھی تین چار بار دربار تاج الاولیاء کراچی حاضری دی۔ آخری بار خصوصی طور پر مجھ سے ملنے دربار آئے۔

دو گھنٹہ کی نشست رہی۔ پانچ بجے رخصت ہو کر سات بجے کی فلائٹ سے لاہور روانہ ہوئے۔ مجھے بتایا تھا کہ اکثر سانس رُکنے کی شکایت ہو رہی ہے، علاج جاری ہے۔ گھر میں اسی روز رات کو وہی تکلیف ہوئی۔ تازہ وضو کر کے غسل خانہ سے نکل رہے تھے کہ گر کر وِصال ہو گیا۔ اہلیہ بے حد رونے اور گڑگڑانے لگیں۔ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سامنے آ گئے اور فرمایا:

''اِسے میں بہت چاہتا ہوں، اِس لئے لے جا رہا ہوں۔''

اہلیہ نے فرمایا: ''میرا کیا ہوگا۔''

فرمایا: ''ٹھیک ہو جائے گا۔''

اِس طرح ''معشوق'' کی بھی تصدیق ہوگئی۔ آپ نہایت ہی مخیّر اور روحانیت سے بھی بھرپور شخصیت کے مالک تھے۔ تاج نگر ہی میں میری ایما پر تدفین ہوئی۔ اذکار کا پانچواں ایڈیشن لاہور میں چھپوانے کے لئے تمام ذخیرہ مجھ سے لے لیا تھا لیکن وصال ہو گیا۔ جس کی وجہ سے دو سال بعد میں نے وہ ذخیرہ واپس لے لیا۔ لیکن اُن کی بھانجی جن کو میں نے اُن سے بیعت کرایا تھا۔ اُن کے دو بیٹے، ایک بیٹی اور اُن کے شوہر چودھری اظہر حسین تاجی سلسلہ میں داخل ہیں۔ اُن کے بڑے بیٹے عامر تاجی نے وہ ذخیرہ مجھ سے لے لیا کہ یہ کام میں کراؤں گا۔ چنانچہ اُس نے پانچ ہزار دے کر لاہور میں کمپوزنگ کرائی، لیکن وہ ٹھیک نہیں تھی۔ اس لئے میں نے تاج پرنٹرز کراچی سے کمپوزنگ کروائی۔ اس کی کمپوزنگ مکمل ہوگئی ہے، انشا اللہ پانچواں ایڈیشن جلد مخلوق تک پہنچ جائے گا۔ سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ عامر تاجی، اُن کے بہن بھائی اور والدین کو دینی و دنیاوی دولت، عزت، شہرت، صحت، خلوص و محبت سے نوازیں آمین۔

یہ بھی دعا ہے کہ یٰسین گروپ آف انڈسٹریز قائم ودائم رہے اور بالکل اِس طرح خلوص ومحبت سب مل کر اِس کو چلائیں۔ آمین

☆☆☆

تاج نگر لاہور:

اِس ذات پاک کا شکر گزار ہوں کہ اُس نے مجھ جیسے خطا کار اور ہیچ مدان جس کے پاس سوائے درماندگی و بے چارگی کے کچھ بھی نہیں۔ یہ اُس کی عنایت اور بندہ پروری ہے کہ اُس نے بکمالِ شفقت حضور مُرشدنا و مولانا امام الاولیاء حضرت بابا سید محمد تاج الدین حسنیؒ و حسینیؒ اویسی، قادری، چشتی، نقشبندی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات تحریر میں لانے کے لیے اِس ذرّہ بے مقدار کو نوازا۔ حالانکہ اُس شہنشاہ ہفت اقلیم رحمۃ اللہ علیہ کے واقعاتِ زندگی لکھنا جن کا خود یہ فرمان ہے کہ میرے حالات لکھنے کے لیے دنیا کے درختوں کی قلمیں اور تمام سمندروں کا پانی بھی کافی نہ ہوگا۔ لیکن بقولِ ناشر (اذکارتاج الاولیاء) کہ:

''سرکار نے قلم میرے ہاتھ میں دے رکھا ہے۔ اور خود ہی لکھوا رہے ہیں۔''

اِس عاجز بندے سے بھی سرکار ہی لکھوا رہے ہیں۔ باباگلزار جن کو سرکار کی زیارت ہوئی۔ میں اُن آنکھوں کے قربان، اُن پر کرم اور پھر مجھ عاجز پر بھی کرم فرمایا۔ اُس مَردِ خدا نے، جس کے لیے دل سے یہ آواز آ رہی ہے۔

تری مجلس! مجلس اللہ تھی
یہ عالم دنیا جہانِ گمراہ بھی
مجمع البحرین تجھ سا بعد ازاں
گردش دوراں نے دیکھا تھا کہاں

بھلیوسُن لو! ظاہر تاج، باطن مہاراج، ظاہر دین، باطن حق الیقین، سچ ہی سچ، حق ہی حق۔

اَب تاج نگر کے واقعات پیش قارئین ہیں:

لاہور سے ۲۸ کلومیٹر دور ملتان روڈ پر بابا جان سیدنا تاج الدین ناگپوری رحمۃ اللہ علیہ کے نام پاک سے منسوب یہ نگری پہلے تو ''جھلار اَمرتسریاں'' کہلاتی تھی، لیکن اِس کے بعد اُسے ''تاج نگر'' بننے کا شرف حاصل ہوا۔ عیدمیلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور سالانہ عُرس پاک سیدنا تاج

الدین ناگپوری رحمۃ اللہ علیہ یہاں منعقد ہوتے ہیں۔ دیہاتی ماحول میں شہری دوست واحباب بھی لاہور سے تشریف لاتے ہیں۔ خوب رونق ہوتی ہے۔ عُرس ہائے پاک ہی کے لیے یہاں بھیڑوں کا ریوڑ پال رکھا تھا۔ اور اُس کی نگہداشت باباگلزار کے سپرد تھی۔ یہ بڑا ہی سادہ لوح اور مخلص انسان تھا۔ جس نے تقریباً ۱۵ سال سارا کام فی سبیل اللہ ہی کیا۔ اُس کی کئی بار بابا جان سیدنا تاج الدین ناگپوری رحمۃ اللہ علیہ سے تاج نگر باغ میں سیر کرتے ہوئے ملاقات ہوئی۔ تبرکاً ایک ملاقات کا ذکر پیشِ خدمت ہے:

اور کیڑے مر گئے:

ایک دفعہ جب بابا جان سیدنا تاج الدین ناگپوری رحمۃ اللہ علیہ کو تاج نگر باغ میں ٹہلتے دیکھا تو میں اُن کے قریب پہنچا اور عرض کیا: ''بابا جان! یہ بھیڑیں ہم نے آپ کے عُرس پاک کے لیے پال رکھی ہیں۔ موسم کی خرابی کے باعث اُن کے سموں میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔ اُنہیں بڑی شدت کی تکلیف ہے۔ آپ ہی فرمائیں میں کیا کروں؟''

بابا جان نے سرسوں کے تیل میں چند اشیاء ملا کر لگانے کے لیے فرمایا۔ چنانچہ صبح اُٹھتے ہی یہ محلول تیار کر کے تمام بھیڑوں کے سموں پر لگا دیا گیا۔ شام تک بھیڑوں کو اِس موذی مرض سے نجات مل چکی تھی۔ اور میری خوشی کی کوئی انتہاء نہیں تھی کہ بابا جان کے فرمان کے مطابق بھیڑوں کی تکلیف چند گھنٹوں میں رفع ہوگئی۔ (راوی: باباگلزار)

کھیتوں کا سیراب کرنا:

ایک تاجیہ محفل میں محمد ظفر صاحب، خلیفہ حکیم محمد دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ (عقب لاہور ہوٹل، لاہور) نے اجازت طلب کی کہ جو کچھ اُنہوں نے دیکھا ہے وہ بیان کرنا چاہتے ہیں۔ فرمانے لگے: میں نے تاج نگر میں امرتسری جھلار کے راہٹ کی گدی پر بابا جان سیدنا تاج الدین ناگپوری رحمۃ اللہ علیہ کو بیٹھے دیکھا۔ دو بیل اِس رہٹ کو چلا رہے تھے۔ کیا دیکھتا ہوں، پانی بجائے نشیبی زمین کی طرف جانے کے آسمان کی طرف اُٹھ رہا ہے۔ میں نے بابا جان کے پاس پہنچ کر اپنی حیرت کا اظہار کیا اور عرض کیا: ''بابا جان! یہ پانی آسمان کی طرف اُٹھ

رہا ہے۔''

بابا جان فرمانے لگے: ''میں یٰسین کے کھیتوں کو سیراب کر رہا ہوں۔''

اللہ اکبر! یہ ہے شان میرے بابا جان کی۔ اپنے ادنیٰ ترین بچوں کی روحانی پرورش کس طرح فرماتے ہیں۔

شرم سارم چونکہ من بندۂ غلیظ
یا حفیظُ یا حفیظُ یا حفیظُ یاحفیظُ

☆☆☆

چودھری محمد یٰسین تاجی (معشوقِ تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ) جو ایک عرصہ سے سرکار تاج اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی نذر و نیاز اپنے باغ جس کا نام چودھری صاحب نے تاج نگر رکھا ہے، کر رہے ہیں۔ اِس عاجز نے بھی چودھری صاحب کے ہمراہ وہاں جا کر زیارت کی ہے۔ وہاں سرکار کی آمد ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے نور برستا رہتا ہے۔ میرا تعارف چودھری شوکت صاحب کے ذریعے چودھری صاحب سے ہوا۔ پہلی ہی ملاقات میں یہ خوشبو محسوس ہوگئی تھی کہ یہ تو میرے آقا و مولا کے معشوق ہیں۔ اِس کے بعد اذکار کے تیسرے ایڈیشن کے متعلق آپ نے جو لکھا ہے کہ چوتھے ایڈیشن کی دو ہزار کتابیں چاہئیں۔ اُس کی تیاری شروع کر دی ہے، لیکن اس سلسلے میں چودھری صاحب نے جن ''حفیظ پلٹن تاجیہ'' کا تعارف کرایا، اِس سے دِل کی کلی کِھل گئی۔ میرے آقا کے ولی کہاں کہاں اور کس کس روپ میں سرکار کے مشن کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ یہ تو سرکار ہی جانتے ہیں۔ اور سرکار ہی کے تصرف سے حفیظ اللہ ظفر تاجی (حفیظ پلٹن تاجیہ) سے بھی تعارف ہوگیا۔ اور آپ ہی کی نورانی تحریر میں ''تاج نگر'' کے معشوق تاج اولیاء پر کرم کے اور خود حفیظ پلٹن تاجیہ پر کرم بَلائے کرم کے واقعات پیش قارئین ہیں۔ اس ایڈیشن کی ایک ہزار کتابیں شائع کروا دی ہیں۔

(قاضی میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ)

☆☆☆

اعتراف

محترمی قبلہ جناب قاضی محمد علی تاجی صاحب۔ دام اقبالہٗ

السلام علیکم!

گرامی نامہ موصول ہوا۔ پڑھ کر از حد خوشی ہوئی کہ سرکار تاج اولیاء رحمۃ اللہ علیہ میرے بابا جان کے چوتھے ایڈیشن کی طباعت ہو رہی ہے۔ بندہ بالا ضرور دو ہزار کتابیں حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور اس کارِ خیر میں آپ کے توسط سے ہی یہ کام ہو جائے تو بڑا اچھا ہے۔ اس کے متعلق مطلع فرما دیں کہ کیسے کرنا ہوگا تا کہ انتظام ہو جائے۔ میرا نام آنا ضروری نہیں ہے۔ مقصد صرف کتابیں حاصل کرنا ہے۔ تا کہ بابا جان کے چاہنے والوں تک اُن کی عظمت کو اور بھی اُجاگر کیا جا سکے۔

تاج نگر لاہور کے زیرِ عنوان پہلی کھیپ پیشِ خدمت ہے۔

راقم میرے بڑے اچھے دوست و محسن جناب حفیظ اللہ ظفر صاحب مستند ولی اللہ ہیں۔ مہر بندہ کے سامنے لگی۔ آپ ریلوے میں اکاؤنٹینٹ ہیں۔ بابا جان سے بڑے متاثر ہیں اور متواتر فیض یاب ہیں۔ اُن کے اپنے ہی قلم سے اُن کی نوشت حاضر ہے۔ بندہ خود بھی تاج نگر لاہور کی چند ایک گزارشات پہلے ہی پیش خدمت کر چکا ہے۔ باقی اِس کی تدوین آپ خود ہی کر لیں گے تا کہ کتاب کا جو اسٹینڈرڈ آپ کے ہاں ہے، اُس کا خیال رکھا جا سکے۔ حفیظ صاحب نے تو اچھا لکھا لیکن مجھے اردو میں لکھنا ذرا دشواری پیش کرتا ہے۔ چونکہ آپ خود اُس کی حسبِ ضرورت تصحیح و تدوین فرما لیں گے تو میرے عیب بھی چھپ جائیں گے۔ باقی رہا میرے بابا جان رحمۃ اللہ علیہ کا تو کوئی جواب ہی نہیں۔ ہر وقت، ہر گھڑی، پیار ہی پیار ملتا ہے اور قسم بخدا ہم جیسا خوش قسمت بھی شاید ہی کوئی ہو۔ بندہ چند دنوں کے

لیے اسلام آباد جارہا ہے۔ وہاں انشاء اللہ فرصت میسر آجائے گی اور چند واقعات قلمبند کرکے جلد ہی ارسال کردوں گا۔ 2000 کتابوں کے متعلق جو بھی تخمینہ ہو،تحریر فرمادیں بندہ اپنی اوّلین فرصت میں ارسال کردے گا۔ایک ہزار کا تخمینہ روانہ کردیا۔

باقی یہاں اور تاج نگر میں ہر طرح سے خیریت ہے۔ رونق ہی رونق ہے بابا جان کے کرم سے۔شوکت بھائی حال ہی میں اپنی نئی کوٹھی میں منتقل ہوگئے ہیں، جو میرے قریب ہے۔آپ کو اکثر یاد کرتے ہیں اور سلام پیش کرتے ہیں۔شوکت بھائی بڑے اچھے تاجی ہیں۔ماشاءاللہ پیار والے انسان!

ہم سب کے لیے دعافرمادیں کہ یہ پیار اور بھی بڑھتا جائے اور میرے بابا جان کی شان میں بُلندیاں ہی بُلندیاں ہوتی چلی جائیں۔کیا خوش قسمتی ہے ہماری اللہ اکبر! یہ سب صدقہ نبی محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

فقط

احقر تاجی

محمد یٰسین چوہدری

☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از: حفیظ اللہ ظفر (حفیظ پلٹن تاجیہ)

حسبِ معمول ایک دن جناب چوہدری محمد یٰسین صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ کراچی سے پیغام آیا ہے کہ اعلیٰ حضرت سیّدنا تاج الدین علیہ الرحمۃ کے بارے میں کچھ یادداشتیں جو حال پر مبنی ہوں، طباعت کے لیے ارسال کی جائیں۔تاکہ انہیں کتاب کی صورت میں منظر عام پر لایا جائے۔جناب چوہدری صاحب نے مجھے کچھ واردات زیرِقلم لانے کے لیے فرمایا۔یہ سُن کر میں اِنکار تو نہ کرسکا مگر ایک گہری سوچ میں

ڈوب گیا کہ میں اور فنا فی الوجود، فنا فی اللہ، بقاباللہ سیدنا تاج الدین علیہ الرحمۃ کے متعلق کچھ واردات قلمبند کروں؟ یہ مجھ سے نہیں ہوسکتا۔کیونکہ کہاں شہنشاہ اور کہاں آپ کے دَر کے گداؤں کا گدا۔ راہرَو راہِ فنا، متلاشی اسرار و بقاء، یہ دو متضاد باتیں ہیں کیونکہ یہ سب کچھ تو آپ کے کرم سے ہی ہوسکتا ہے۔حقیقتِ حال بھی یہی ہے کہ ؎

نہ میں عالم، نہ میں فاضل، نہ گن میں وَچ کوئی
صدقہ ہے مُرشد سوہنے دا نظر کرم دی ہوئی

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بہت سی کتابیں لکھی گئیں اور بہت سے واقعات زیرِقلم لائے گئے مگر پھر بھی یہ تشنگی دور نہیں ہوئی۔ سچ تو یہ ہے کہ تاقیامت یہ تشنگی بڑھتی ہی جائے گی۔اللہ کرے سب کو یہ تشنگی نصیب ہو۔بس ایک عرض کرتا ہوں کہ جسے بھی یہ موقع میسر آیا، اُس کے بھاگ جاگ پڑے۔اُس کا دین سنور گیا اور اُسے سکونِ قلب نصیب ہوگیا۔کیونکہ بقول اقبالؒ

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذّتِ آشنائی

بات سے بات نکلتی ہے اور بات سے ہی بات بنتی ہے۔اور بات بھی کسی بات والے کی ہوتب بات بنتی ہے۔کیونکہ ؎

بات کوئی خود بخود بنتی نہیں
بِن بجائے بنسری بجتی نہیں
دل سے جو بات نکلتی ہے اَثر رکھتی ہے
پَر نہیں، طاقت پرواز مگر رَکھتی ہے

اُس کی رحمت بہانے ڈھونڈتی ہے۔جس طرح رات کے بعد دن، غم کے بعد خوشی، گرمی کے بعد سردی اور خزاں کے بعد بہار آتی ہے۔ بعینہٖ جب لوگوں میں بے راہ روی عام ہوجاتی ہے، ظلم و بربریت کا دور دورہ ہوجاتا ہے، تو اُس خطہ میں کوئی نہ کوئی شخصیت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کا طوق پہنے عالمِ لاہوت سے عالم ناسوت میں نمودار ہوتی ہے۔ جو

بھولے بھٹکے انسانوں کا رشتہ نورِ مصطفائی سے جوڑنے اور نورِ کبریائی سے منسلک کرنے میں ممد ثابت ہوتی ہے۔

ایسی ہی ایک ہستی ناگپور میں سیّدنا بدرالدین رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں تولد ہوئی۔ جس کے متعلق کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہ پھول اپنی خوشبو سے نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا بھر کو معطر کرے گا۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہ چاند اپنی روشنی سے صراطِ مستقیم کی نشاندہی کرے گا۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہ بچہ مستقبل میں دُکھیا دِلوں کی ڈھارس بندھائے گا۔ بے راہ لوگوں کو راہِ راست پر لائے گا۔ اور اپنے علم لُدنی سے بے قرار دِلوں کو قرار دے کر اُنہیں با کمال بنائے گا۔

یہ عظیم ہستی، یہ فہیم ہستی، یہ کلیم ہستی، یہ حکیم ہستی، یہ مقیم ہستی سیدنا تاج الدین حسنیؑ و حسینیؑ شہنشاہِ ہفت اقلیم رحمۃ اللہ علیہ کے روپ میں ظاہر ہوئی، جن کی نہ صرف ولادتِ باسعادت سے وصل بالحق تک بہت سی کرامتیں ظہور پذیر ہوئیں بلکہ یہ فیض آج بھی جاری وساری ہے اور رہتی دنیا تک جاری رہے گا۔ صرف تعلق جُڑنے کی بات ہے۔ جب یہ تعلق باللہ فی اللہ ہوتا ہے اور کرم ہو جاتا ہے تو بھرم کھل جاتا ہے۔ آشنائی سے شناسائی ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی شناسائی کے چند واقعات زیرِ قلم لانے کی جسارت کرتا ہوں:

مدینہ کی حاضری:

راقم ایک دن تصوف کی ایک کتاب پڑھ رہا تھا، جس میں درج تھا کہ کامل مُرشد ایک نگاہ سے ہی انسان کو دوری سے حضوری میں لے جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے رِیا
اولیاء راہست قدرت از اِلٰہ
تیر جستہ باز گردانند زَ راہ

اِس سوچ نے میرے دل پر ایسا اَثر کیا کہ میرے دل کا تار تار کھو گیا اور میں پریشانی

کے عالم میں کتاب چھوڑ کر لیٹ گیا اور حسبِ معمول ذکر و فکر میں مشغول ہو گیا۔ کچھ دیر بعد مجھے نیند آ گئی۔ اِتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضور سیدنا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ آپ گھوڑے پر سوار تھے، بہت سے لوگ ساتھ ساتھ پیدل چل رہے تھے۔ کانوں میں آواز آ رہی تھی کہ "آؤ مدینہ جانے والے، بابا جان کا قافلہ جا رہا ہے۔" موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے میں جلدی سے اُٹھا اور قافلے کے ساتھ ہو لیا۔ راستے میں پہاڑ بھی آئے، دریا بھی اور خاص طور پر ریگستان بھی۔ مگر سمجھ نہیں آئی کہ یہ سفر ٹیلہ در ٹیلہ کیسے طے ہوا۔ تھکن بھی نہیں ہوئی اور ہم منزلِ مقصود تک پہنچ گئے۔ حالانکہ قافلے میں سیدنا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی ہمراہی تھی مگر وہاں پہنچ کر دیکھا تو آپ پہلے ہی وہاں موجود تھے اور آپ کی حالت حضوری کی تھی۔

خط کا دِکھانا:

ذاتِ حق کا فرمان عالی شان ہے کہ جو میرا ہو جاتا ہے میں اُس کا ہو جاتا ہوں۔ میں اُس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔ میں اُس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سُنتا ہے۔ میں اُس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ ولی اللہ کا دوست ہوتا ہے اور زندہ ہے یعنی اُن کے لیے زندگی اور واصل باللہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ شاید انہی پاک ہستیوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ ۔

موت کے پردے سے کم ہوتی نہیں تابندگی
ہے اُس طرف بھی زندگی اور اِس طرف بھی زندگی

ایک دن خادم نے چوہدری یٰسین سے اُن کے صاحبزادے معین یٰسین کی جو کہ امریکہ میں زیرِ تعلیم ہیں، کے بارے میں دریافت کیا تو چوہدری صاحب نے فرمایا کہ اُس کا خط آیا ہے آپ کو سلام لکھا ہے۔ آؤ اور خط پڑھ لو۔ جب میں دفتر پہنچا تو چوہدری صاحب نے کھانے کا انتظام کر رکھا تھا۔ کھانے سے پہلے میں نے خط پڑھا جس پر بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے عُرس مبارک اور اُن سے محبت وعقیدت کا اِس انداز سے ذِکر تھا کہ تحریر ایک تعلق، ایک لگن، ایک پیار کا مُنھ بولتا ثبوت تھی۔ قصہ مختصر میں نے چوہدری صاحب کو

سلام کیا اور کہا کہ آپ جب خط لکھیں تو معین کو میرا اسلام لکھ دینا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ میرے یہ الفاظ کہاں رقم ہو رہے ہیں۔ لیکن حقیقت حال ہے کہ:

جب سارا عالَم سَوتا ہے
اِک ھُو کا عالَم ہوتا ہے
پھر جو بھی ذِکر میں ہوتا ہے
اور جو بھی فِکر میں کھوتا ہے
تو اُس سے وہی کچھ ہوتا ہے
جو قدرت خود ہی چاہتی ہے

رات کو کیا دیکھتا ہوں کہ بابا جان رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور فرماتے ہیں کہ آج سے ہمارے بچے کو معین نہیں معین بادشاہ لکھا کرو۔ ہم نے اُسے بادشاہ بنا دیا۔ یہ نہیں دیکھتے کہ ہزاروں میل دور ہمارے محبت کے گیت گا رہا ہے۔ یہ کہہ کر مجھے وہ خط دکھایا جو میں نے چوہدری صاحب کے دفتر میں پڑھا تھا۔ خدا کرے کسی کی کوئی اَدا کسی کو پسند آجائے۔ یہی کرم کی بات ہے۔

کلام پاک کا سایہ:

بہ ہر سُو جلوۂ دِلدار دِیدم
بہ ہر چیزے جمال یار دِیدم

ہم کوئی بھی کلام پڑھتے ہیں تو ہمیں الفاظ تو نظر آتے ہیں معانی نظر نہیں آتے۔ سیاہی نظر آتی ہے مگر پانی نہیں۔ مگر جب کرم ہوتا ہے تو لا۔ الٰہ۔ الا۔ اللہ کی حقیقت کا پتہ چلتا ہے کہ یار کے سِوا کوئی اور نہیں۔ بس اُس سے پیار ہی واردات ہے اور کچھ نہیں۔ کیونکہ پیار (پے۔ یار) کے پردے میں یار۔ تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی۔ اس کے لیے تن من دھن سب کچھ نثار کرنا پڑتا ہے۔ مثل مشہور ہے، جتنا گُڑ ڈالو اتنا میٹھا ہوتا ہے۔

جیسے بابا بلھے شاہ فرماتے ہیں کہ؂

یہہ رازدیاں گلاں میں کہنو دَساں بس!
گُر سے گُر کی بات ہے بن گُر بات نہ کوئے
گُر ملے تو سُر ملے تو سُر سے سُرجن ہوئے
سرجن جاپت پاپ ہے تو سُر سے نَر دھن ہوئے
جاپت، جاپ نہ جانیوں تے بن جاپے کیا ہوئے

چوہدری صاحب کی صاحبزادی نادیہ بیٹی کی شادی پر مدعو تھا۔ راستے میں گاڑی خراب ہوگئی اور مجھے کچھ دیر ہوگئی۔ جب چوہدری صاحب کے دولت خانہ پر پہنچا تو چوہدری صاحب ناراض ہوئے کہ آپ نے دیر کردی، کیا یہ آپ کا اپنا کام نہیں تھا۔ یہ کہتے ہوئے کلام پاک میرے ہاتھ میں دے دیا اور فرمایا کہ بیٹی کی رخصتی کے وقت آپ نے دعا فرمانی ہے اور کلام پاک کے سائے میں رخصتی ہوگی۔ خیر یہ خادم کلام پاک لے کر اُس جگہ پہنچا جہاں بارات کا استقبال کرنا تھا۔ وہیں طعام کا انتظام تھا۔ وہاں پہنچ کر کیا دیکھتا ہوں کہ میلے کا سماں ہے۔ نہ جانے وہاں کس کس طرح کے لوگ تھے۔ بچے بھی تھے، بوڑھے بھی۔ حاکم بھی تھے، محکوم بھی۔ غریب بھی تھے امیر بھی۔ ڈاکٹر بھی تھے انجینئر بھی۔ عالم بھی تھے فاضل بھی۔ خادم بھی تھے مخدوم بھی۔ زاہد بھی تھے عارف بھی۔ درویش بھی تھے بیش بھی۔ مگر یہ بات سمجھ سے بالاتر تھی کہ مولیٰ کریم بندہ عاجز بے کَس و بے نَوا، سَرتاپا گنہگار ہے مگر نہ جانے ہزاروں کے اِس مجمع میں مجھ سے یہ کام کیوں لیا جارہا ہے۔ مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا؂

زباں سے کہہ نہیں سکتا، کہے بِن رہ نہیں سکتا
جمالِ یار کا وہ ماجرا، جو دل نے دیکھا ہے

رات کو تھکا ماندہ گھر پہنچا۔ رات کافی گزر گئی تھی۔ لیٹ گیا۔ آخر وہ سُہانی گھڑی آئی۔ جب بابا جان تشریف لائے۔ فرماتے ہیں مولانا آپ کی ڈیوٹی ہم نے لگائی تھی۔ نادیہ ہماری بیٹی ہے۔ اِس لیے ہم نہیں چاہتے تھے کہ یہ کام کوئی غیر محرم کرے۔''

یہ سب حضور کے کرم کی بات ہے۔ اس لیے میں یہی کہوں گا اور بار بار کہوں گا:

یہ سب تمہارا کرم ہے آقا
کہ بات اَب تک بنی ہوئی ہے

جنّت کی چڑیا:

اللہ والے اِس کائنات میں اُس کی رحمت کے اسٹیشن ہیں۔ طلب گار ہمیشہ وہاں پہنچتے ہیں، مگر اُن کے تصرف میں فرق نہیں پڑتا، وہ تقسیم کئے جاتے ہیں۔ جو جس نیت سے جاتا ہے ویسی مُراد پاتا ہے۔ جب دریا سمندر میں گِر جاتا ہے یعنی جب دریا کا تعلق سمندر سے ہو جاتا ہے، جب دریا اپنے آپ کو سمندر کے حوالے کر دیتا ہے تو اُس کی روانگی کو برقرار رکھنے کے لیے بہت سے ندی نالے اُس میں کود پڑتے ہیں اور اُس کی روانگی کو برقرار رکھتے ہیں۔ یعنی جو اُس کا ہو جاتا ہے، جو اُس میں کھو جاتا ہے، بس وہ کچھ ہو ہی جاتا ہے۔

پانی بند ڈُبی دے اندر، جیوں وِچ سمندر تردا
ڈُبی نے اوہنوں کیتا وکھرا، ہے پانی اسے سر دا
اس نال تیرا فرق نہ کوئی، وچ ہے ہستی دا پردہ
لبھو شاہ جد مٹ گئی ہستی، پھر ہر تیرا توں ہر دا

(سائیں لبھو شاہ)

بہت کرم کی بات ہے کہ ایک دن تصور میں کھویا ہوا تھا کہ یک لخت اونگھ آئی کیا دیکھتا ہوں کہ بابا جان رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں اور کافی لوگ اِرد گِرد بیٹھے ہیں۔ خادم بھی قدم بوسی کے لیے حاضر ہوا جونہی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی نظر پڑی۔ فرماتے ہیں جنّت کی چڑیا۔ جنّت کی چڑیا۔ یہ سیاہ کار بہت حیران ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بہت بڑا تا حد نگاہ سرسبز میدان ہے۔ جگہ جگہ پھول کھلے ہیں۔ ہر قسم کے پھل دار درخت ہیں۔ پھلوں سے درخت لدے ہوئے ہیں۔ پھلوں اور پھولوں کی خوشبو دل، دماغ اور زبان پر اَثر انداز ہو رہی ہے اور بابا جان رحمۃ اللہ علیہ درمیان میں بیٹھے ہیں۔ جونہی آمنا سامنا ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں:

''جنّت کی چڑیا، جنّت کی چڑیا۔''

القصہ، راقم اس خیال میں ڈوب گیا حتیٰ کہ صبح ہوگئی۔ نہایا دھویا، ناشتہ کیا اور دفتر چلا گیا۔ جب دفتر پہنچا تو میری ملاقات اِس وقت کے سیکرٹری حاجی غلام مصطفیٰ صاحب سے ہوئی جو کہ منسٹری آف فنانس میں ڈپٹی سیکرٹری تھے۔ مجھے دیکھتے ہی فرمانے لگے: ''جنّت کی چڑیا آ گئی۔''

میں نے عرض کیا: ''حضور میں تو گنہگار ہوں۔''

فرمانے لگے: ''مولانا یہ سب لگن کی بات ہے کیوں چھپاتے ہیں۔ بیٹھو آپ کو چائے پلاؤں اور بات سُناؤں۔''

میں بیٹھ گیا تو فرمانے لگے کہ:

''میرے والد صاحب علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے بہت اچھے دوست تھے۔ ایک دن وہ مجھے اپنے ہمراہ لے گئے۔ ابھی ہم علامہ کے پاس بیٹھے ہی تھے کہ ایک منگتا آ گیا۔ وہ اپنا طنبورہ بجا رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔

تو نبا وجدائی نہیں تار بناں
دل لگدائی نہیں دلدار بناں

یہ سنتے ہی علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ پر کیفیت طاری ہوگئی۔ چہرہ سُرخ ہو گیا۔ علامہ اُٹھے اور صحن میں کھجور کے درخت سے لپٹ کر رونے لگے۔ میں حیران تھا کہ یہ سب ایسے کیوں ہے، تو والد صاحب فرمانے لگے بیٹا یہ سب تعلق نسبت کی بات ہے۔ دہلی والی نسبت سے، اجمیر والی نسبت سے، پاکپتن والی نسبت سے۔

تھوڑی دیر بعد علامہ رحمۃ اللہ علیہ واپس آئے اور فرماتے ہیں:

رازِ ہستی راز تھا جب تک مجھے معلوم نہ تھا
کھل گیا جب راز تو محرم کے سِوا کچھ بھی نہ تھا

مولانا مجھے اَب پتہ چلا کہ تعلق کیا ہوتا ہے اور نسبت کیا ہوتی ہے۔

☆☆☆

بعد وصال کرامت

ناگپور سے ہجرت کرا کے پاکستان پہنچایا

(راوی: الحاج تقی بیگ رحمانی تاجی)

میرا پیدائشی مقام انڈیا کا مشہور شہر ضلع امراؤتی کی تحصیل شہر ایلچ پور سے ہے۔ یہاں ہمارے آباؤ اجداد شہر قاضی کی منصب پر فائز رہے، کیونکہ میری پرورش میرے پھوپھی زاد بھائی قاضی حنیف الدین کے حصے میں آئی جو کہ نیک سیرت، متقی و پرہیزگار قاضی کے عہدے پر فائز تھے۔ اُن کی صحبت اور تربیت کی وجہ سے بزرگانِ دین سے کچھ زیادہ ہی شغف رہا۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت مجھ کو وقتاً فوقتاً مختلف بزرگوں سے ملاتی رہی۔ جس میں کچھ مجذوب اور کچھ سالک کے درجے پر فائز تھے۔ ایلچ پور شہر میں بڑے پائے کے بزرگوں کی آمد رہی ہے جو کہ بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصروں اور اُن کے وقت میں گزرے ہیں۔ اِن بزرگوں کی صحبت میں کچھ وقت گزرا۔ بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کا اِس زمانے میں بہت شہرہ تھا۔ لوگ دور دور سے آپ کی زیارت کو آتے تھے۔ زندگی میں آپ سے ملنے کا بہت اشتیاق تھا لیکن قسمت نے ساتھ نہ دیا۔ جس کی وجہ سے دل کی تڑپ اور محبت نے عقیدت کی آگ اور بھڑکا دی۔ میرا تعلق پیشہ کے لحاظ سے محکمہ تعلیم سے تھا۔ اِس لئے ناگپور جانے کا اکثر اتفاق رہتا تھا جو کہ بعد میں میرے سسرال کی شکل میں منتقل ہو گیا۔ جب میرا عقد ثانی ناگپور کے قاضی محمد اسحاق صاحب کی بڑی دختر خورشید بی بی سے ہو گیا۔ خورشید بی بی (مریم بی بی امّاں صاحبہ) اور چھوٹے بابا (قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ) کی سگی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ اِس نسبت سے بھی تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی محبت اور عقیدت زیادہ رہی ہے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کئی مقامات پر نوازا اور رہنمائی فرمائی۔ ایک چھوٹا سا واقعہ، جب پاکستان بنا تو بہت سے لوگ انڈیا کے مختلف شہروں،

گاؤں، دیہاتوں سے نکل کر حیدرآباد دکن اور کچھ لوگ پاکستان رختِ سفر باندھنے لگے۔ تو میرے بڑے بھائی قاضی حنیف الدین نے بھی مجھ سے کہا کہ اگر تم ہجرت کرنا چاہتے ہو تو چلے جاؤ۔ میں نے دل میں سوچ رکھا تھا کہ اگر ہجرت کروں گا تو پاکستان جاؤں گا۔ ورنہ نہیں جاؤں گا۔ لیکن پاکستان جانے کے لیے حالات سازگار نہیں تھے۔ معاشی حیثیت نہ ہونے کے برابر تھی۔ میں دلبرداشتہ ہو کر دربارِ عالیہ میں حاضر ہوا۔ مزارِ اقدس کی جالی چوم کر اپنی خواہش اور درخواست عرض کی اور اس میں ایک شرط رکھی اگر میرا ہجرت کا انتظام بغیر پائی پیسے خرچ کئے ہو گیا تو میں یہ سمجھوں گا کہ آپ کی اجازت ہے (پاکستان جانے کی) اور اگر میرا پیسہ خرچ ہوا تو میں سمجھوں گا کہ آپ کی اجازت نہیں ہے۔ ابھی کچھ ہی دن ہوئے تھے کہ قاضی حنیف الدین کے چھوٹے صاحبزادے قاضی شہاب الدین جو کہ ریلوے میں تھے، کراچی سے ناگپور آئے اور مجھ کو چلنے پر اِصرار کیا۔ میں نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ اِس پر اُنہوں نے کہا کہ آپ کا سارا خرچہ ہم خود اُٹھائیں گے۔ میری شرط آپ کی اجازت کی شکل میں پوری ہوئی۔ اُس کے بعد مزار مبارک پر اجازت کا آخری سلام عرض کرنے گیا اور ہجرت کر کے ۲۰ مئی ۱۹۴۸ء کو کراچی آ گیا۔ پاکستان میں بھی بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ کرم ساتھ رہی ہے۔ یہاں پر بھی انہوں نے جب چاہا اپنی زیارت سے نوازا اور یہاں بھی آپ کے مشہور خلیفہ امجد علی بابا تاجی کی صحبت میں رہنے کا شرف حاصل رہا ہے۔ آپ نے بھی ہمیشہ رہنمائی فرمائی۔ اس طرح اس خادم کو تاجی نسبت حاصل ہے اور ہر مشکل وقت پر یہ شعر وِردِ زبان رہتا ہے۔

ہم اوچھے ہر کام کے آپ پورے مہاراج
اپنی اور نبھائیو کہ ہاتھ لگے کی لاج

بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے شروع کے دور میں دو اور مشہور بزرگ گزرے ہیں۔ جو عشق رسول ﷺ میں ڈوبے ہوئے خلقِ خدا کو نواز رہے تھے۔ ایک حضرت سید حافظ وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (دیوہ شریف) اور دوسرے مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مُرادآبادی ضلع اُناؤ (لکھنؤ)۔ مولانا شاہ فضل الرحمن گنج مُرادآبادی مجدّدِ وقت اور پیدائشی قطب تھے۔ خادم کو اُن کی نسبت حاصل ہے۔ اِس لیے خادم اپنے نام کے ساتھ رحمانی تاجی لکھتا ہے۔

اپنی خدمت میں بُلا کر آبِ شفاء عطا کی:

بابا درّانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد بابا میر محمد علی شاہ تاجی کی ایما پر ستمبر ۱۹۹۰ء میں سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے کرم فرما کر مجھ عاجز بندی کو تاج آباد شریف ناگپور حاضری کا موقع دیا۔ اِس دربار کی ایک ایک گھڑی میری زندگی کا انمول سرمایہ ہے۔ سرکار نے مجھے اتنا نوازا کہ میں بیان نہیں کرسکتی۔ دربار سے دیگر تبرکات کے ساتھ مجھے آبِ غسل شریف بھی عطا ہوا۔ اس کے علاوہ جب بابا محمد علی تاجی صاحب پشاور تشریف لائے تو انہوں نے بھی آبِ غسل شریف عطا کیا۔ بابا درّانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو قادر بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے لاڈلے بچے تھے، اپنی ساری ظاہری زندگی مخلوق کی خدمت میں گزاری۔ میرا ایمان ہے کہ یہ سب تبرکات مجھ عاجز بندی کو بابا قادر تاجی کے لاڈلے بابا درّانی قادری تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے صدقے میں عطا ہوئے۔ خصوصی طور پر آبِ غسل بابا درّانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بچوں کے لیے خاص تحفہ ہے۔ اِس سے مریضوں کو شفاء مل رہی ہے۔

دو خصوصی واقعات پیش کر رہی ہوں:

بابا درّانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مُرید عظیم بھائی مرحوم کی دو صاحبزادیاں ہیں، بڑی صاحبزادی ڈاکٹر ہے، اُن کی شادی ہوچکی ہے دو چھوٹے بچے ہیں۔ اکتوبر ۱۹۹۳ء میں اُن کے شوہر کی بینائی یکایک ختم ہوگئی۔ نوجوان نابینا ہوگیا۔ ڈاکٹروں نے بھی مایوسی ظاہر کی۔ ہر جمعہ ہم سب سلسلہ کی بہنیں بابا درّانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یاد منانے جمع ہوتی ہیں۔ اس میں خصوصی طور پر ہم سب نے گڑگڑا کر دعائیں کیں۔ مجھے تاج بابا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے اِشارہ ملا۔ اُس کی آنکھوں میں پورا دن غسل شریف کا پانی ڈالو، آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔ چنانچہ اِس ناچیز خادمہ نے اُن کو غسل شریف کا پانی دِیا اور ہدایت کی کہ صبح سے شام تک تھوڑے تھوڑے وقفے سے یہ پانی ڈالو۔ انشاء اللہ تعالیٰ آنکھیں روشن ہوجائیں گی۔ یہ سب لوگ بھی تاج بابا رحمۃ اللہ علیہ کے بے حد عقیدت مند ہیں۔ بابا رحمۃ اللہ علیہ نے کرم فرمایا اور آنکھیں روشن ہوگئیں۔

بغیر آپریشن پتھری نکل گئی (دوسرا واقعہ):

میرے پڑوس میں ایک عورت رہتی ہے۔ اُس کا شوہر انتہائی بدعقیدہ ہے۔ اُس عورت کے گردے میں پتھری تھی، بہت علاج کرایا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ ڈاکٹروں نے جلد آپریشن کرانے کا مشورہ دیا۔ وہ عورت بے حد پریشان تھی۔ اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ اس کی تکلیف دیکھ کر اُسے بھی میں نے غسل شریف کا پانی پینے کے لیے دیا۔ چند ہی روز میں اس کی پتھری ریزہ ریزہ ہو کر نکل گئی اور اسے صحت حاصل ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ کے یہ پیارے جن کو اللہ تعالیٰ کُن کی طاقت عطا کر دیتا ہے۔ زندگی میں بھی مخلوق کی مشکلیں دور کرتے ہیں اور بعد وصال ننگی تلوار کی طرح مشکلیں کاٹ کر پھینک دیتے ہیں۔

(راوی: شمیم منور جان تاجی۔ پشاور)

☆☆☆

ایکسیڈنٹ سے بچا کر نئی زندگی عطا کی:

۵ مارچ ۱۹۹۴ء کو میرا بچہ یونس تاجی اپنے کام پر گیا ہوا تھا کسی وجہ سے بچوں کے ساتھ یہ بھی روڈ پر آیا۔ جیسے ہی سیکٹر ۶۔ ۷ کی پلیا کے پاس آیا، ایک کوچ سے ٹکرایا۔ اُدھر سے دوسری کوچ آرہی تھی وہ بھی ٹکر مارتی ہوئی نکل گئی۔ یہ تیسری کوچ کے نیچے آگیا۔ وہاں موجود لوگوں نے دیکھا کہ بچے کے پیروں پر سے کوچ کا اَگلا وہیل گزر چکا ہے۔ اس نے کوچ روک دی بچہ کو نیچے سے نکالا۔ پسنجروں کو اُتار کر بچے کو قطر اسپتال پہنچایا۔ کافی لوگ جمع ہوگئے تھے۔ ایک صاحب نے آکر مجھے اطلاع دی کہ تمہارا بچہ کوچ کے نیچے آگیا ہے، حالت خراب ہے۔ قطر اسپتال لے گئے ہیں۔ میں فوراً وہاں پہنچا۔ معلوم ہوا کہ بچے کو ایکسرے روم میں لے کر گئے ہیں۔ بچہ جب ایکسرے روم سے آیا تو ہوش میں تھا۔ اس نے اور دیگر حضرات نے مجھے پوری تفصیل سُنائی، لیکن سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا کرم ہوا کہ ایکسرے صاف آیا، کسی ہڈی کو بھی نقصان نہیں پہنچا البتہ گوشت کچل گیا تھا۔ جس کی وجہ سے پیر میں تکلیف تھی۔ ڈریسنگ کر کے بچے کو گھر لے آیا تو اُس نے تفصیل سُنائی کہ جب پہلی کوچ نے

مجھے مارا تو میری زبان سے نکلا ''بابا بچاؤ'' کہنے کے ساتھ میں بے ہوش ہوگیا۔ اس بے ہوشی میں، میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک آدمی مجھے گود میں اُٹھا کر گاڑی میں لٹا رہا ہے اور سامنے ایک ٹیلا ہے۔ اُس پر سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہیں۔ اُن سے تھوڑے پیچھے والد کے پیرومُرشد بابا محمد علی شاہ تاجی اور اُن کے پیچھے میرے والد کھڑے ہیں۔ سرکار بابا رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نے مجھے نئی زندگی عطا کی۔

(راوی: رمضان علی تاجی)

تاجیہ فیض آج بھی جاری ہے:

سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فیض کی داستانیں سنتی رہی ہوں۔ بے شمار حضرات وخواتین کو میں دربار تاج الاولیاء قصبہ کالونی لے کر گئی اور وہ سب بامُراد لوٹے۔ صرف مجھ اَبھاگن پر جو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کرم ہوا وہ تحریر کررہی ہوں۔

۱۹۸۴ء میں ہندوستان سے واپس آرہی تھی۔ ہماری ریل گاڑی کسٹم کی چیکنگ کے لیے اَٹاری اسٹیشن پر رُکی۔ کسٹم والوں نے ہم سب کو ڈبوں سے باہر نکال دیا کہ اپنے سامان کا کسٹم کراؤ۔ میں اپنی بچی اسماء جو ۵ سال کی تھی کو ڈبّے میں چھوڑ کر کسٹم کروانے لگی۔ تھوڑی دیر بعد سِکھ پولیس والے نے تمام بچوں کو ڈبّوں سے اُتار دیا۔ مجھے پتہ چلا کہ بچوں کو بھی ڈبوں سے اُتار دیا گیا ہے تو میں اپنی بچی کو دیگر بچوں میں تلاش کرنے لگی۔ جب وہ نہ ملی تو اپنے ڈبّے کی تلاش میں نکلی۔ ڈبّہ بھی بھول گئی۔ اَب تو میری حالت خراب ہوگئی اور میں نے رو رو کر بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا۔ میں نے بے شمار حضرات وخواتین کی مُرادیں آپ کے دربار سے پوری ہوتے دیکھی ہیں۔ آپ سب کی بَروقت مدد فرماتے ہیں۔ آج آپ اپنی کرامت مجھے دکھائیں۔ یہ عرض کررہی تھی کہ گاڑی چلنے لگی میں کسی اور ڈبہ میں جا کر روتی رہی۔ دولڑکے دوڑتے ہوئے آئے اور مجھ سے کہا خالہ آپ کا ڈبّہ مل گیا ہے۔ یہ کرم ہوا کہ گاڑی ذرا سی چل کر رُکی میں جلدی سے اُتر کر اپنے ڈبہ میں آئی۔ وہاں سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے کرم سے میری بچی موجود تھی۔ میں نے اُس سے کہا: بیٹا ہم تمہارے لیے بے حد پریشان

ہو رہے تھے۔ تم کم از کم کھڑکی سے آواز دے کر ہمیں بُلا لیتیں۔ اس پر اسماء بٹیا نے بتایا کہ امی ایک سفید داڑھی والے بُزرگ اُس وقت میرے پاس آئے، جب پولیس والا تمام بچوں کو اُتار رہا تھا۔ ان بُزرگ نے میرے ہاتھ پیر باندھ دیئے اور کہا یہیں بیٹھی رہو۔

مجھے بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا وہ فرمان یاد آیا ''تاج الدین اپنے نام کے ساتھ رہتا ہے میں نے سرکار کو گِڑ گِڑا کر مدد کے لیے پُکارا۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ خود تشریف لائے اور میری بچی کو اس جگہ روک کر بروقت میری مدد فرمائی۔ بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نے میری بچی کو نمازی بھی بنا دیا۔ صبح نماز کے بعد باقاعدہ تلاوت کرتی ہے، اسکول جاتی ہے، پڑھائی میں بھی تیز ہوگئی ہے۔ یہ سب اُن کا کرم ہے اور وہ بلاتفریق سب پر کرم فرماتے ہیں۔

کیا دل کی بات کہئے کہ اے تاج الاولیاءؒ
دنیا تمام تر تیرا آئینہ ہوگئی

(راوی: کنیز بانو زوجہ نور اللہ تاجی)

تاجیہ سلسلہ کا فیض عام ہے:

بابا سرکار تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ ناگپوری کے ویسے تو بے شمار واقعات ایسے ہیں جس سے اُن کی عظمت کی نشاندہی ہوتی ہے مجھے یہ شرف حاصل ہے کہ اُنہی کی نگری کا باشندہ ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ مجھے سرکار ہی نے اپنے سوانح ''اذ کارتاج الاولیاء'' کے چوتھے ایڈیشن میں ایسے دو واقعات جن کا میں شاہد ہوں لکھ کر دینے کی توفیق عطا فرمائی تا کہ مخلوقِ خدا پر یہ واضح ہو کہ میرے بابا رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات آج بھی جاری وساری ہیں۔ صرف دل سے یاد کرنے کی ضرورت ہے۔

راوی: حاجی سید رجب علی
ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ۔ محکمہ پولیس کراچی
صدر: جامع مسجد عمر بن خطابؓ۔ نارتھ کراچی

☆☆☆

(۱) قاتل خود گھر آگیا:

میرے ایک جاننے والے میرے پاس آئے اور کہا کہ اُن کے بنگالی ملازم کو پولیس نے گرفتار کرلیا ہے۔ اُس پر الزام ہے کہ اُس نے اپنے ہونے والے خسر سے جھگڑا کیا ہے، جس سے جھگڑا ہوا ہے وہ خود بھی بنگالی ہے اور موسیٰ کالونی میں رہتا ہے۔ آپ کسی طرح اُس کی ضمانت کرادیں، مہربانی ہوگی۔ چنانچہ میں نے اپنے ایک مہربان دوست محمد جمیل ناگپوری سے کہہ کر عدالت میں اُس بنگالی لڑکے کی ضمانت کرادی۔ محمد جمیل بھی اپنی گلی میں بابا صاحب کا عُرس کراتے تھے، گلی کا نام بھی بابا کے نام پر رکھا ہے، لیاقت آباد میں۔ یہ لڑکا ضمانت پر رہا ہونے کے بعد موسیٰ کالونی پہنچا اور اپنے ہونے والے خسر سے کہا کہ اَب تم اپنی لڑکی کی شادی کی تاریخ مجھے دے دو ورنہ تمہاری خیریت نہیں۔ اِس پر اُس بنگالی خسر نے شادی کرانے ہی سے انکار کردیا۔ چنانچہ دونوں میں پھر جھگڑا ہوا اور اُس لڑکے نے طیش میں آکر مچھلی کاٹنے والے چھرے سے اُس بنگالی کو مارا اور فرار ہوگیا۔ محلہ والے شور سُن کر جمع ہوگئے لیکن وہ بوڑھا زخموں کی تاب نہ لاکر چل بسا۔ پولیس میں رپورٹ کی گئی، پولیس آئی لاش کو پوسٹ مارٹم کے لئے لے گئی اور قتل کا مقدمہ قائم کرکے قاتل کی تلاش شروع کردی۔ لڑکا تو فرار ہوچکا تھا چنانچہ ضامن کے گھر پہنچ کر اُن سے کہا کہ یا تو اَبھی لڑکا ہمارے حوالے کریں یا خود چلیں۔ رات کے دو بج چکے تھے۔ جمیل صاحب پولیس والوں کو میرے پاس لے کر آئے اور مجھ سے کہا کہ میں تو اِس بنگالی لڑکے کو نہیں جانتا، آپ کے کہنے سے اُس کی ضمانت لی ہے۔ اَب آپ کسی طرح اُس لڑکے کو پولیس کے حوالے کرکے میری جان بچائیں۔ میں نے جمیل صاحب کو تسلی دی اور پولیس انسپکٹر جو میرا جاننے والا تھا، اُس سے ایک دن کی مہلت مانگی۔ اس نے مہلت دے دی لیکن میں خود پریشان ہوگیا کہ اُس کو کہاں تلاش کروں گا لیکن بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کرکے سوگیا۔

اِدھر جمیل صاحب گھر پہنچے اور بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی شبیہہ مبارک کے سامنے اَدب سے بیٹھ کر گڑگڑا کر عرض کرنا شروع کردیا کہ بابا میں بے قصور ہوں اور اگر وہ بنگالی نہ مِلا تو قتل کے

مقدمہ میں پھنس جاؤں گا کرم فرما کر اِس بنگالی کو پکڑوا دیجئے۔ اِسی طرح فجر کی اذان تک عرض کرتے رہے۔

اِدھر وہ بنگالی لڑکا صبح صبح میرے گھر پہنچ گیا۔ دستک دی۔ میں نے دروازہ کھول کر دیکھا تو وہی لڑکا کھڑا تھا۔ اُس کے کپڑوں پر خون کے دَھبّے بھی تھے۔ میں تو اُسے دیکھ کر ہی خوش ہوگیا تھا کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے کرم کردیا۔ اُس نے مجھ سے کہا کہ صاحب میں تھانہ جاکر اپنے خسر کے متعلق رپورٹ درج کرانا چاہتا ہوں، آپ چل کر رپورٹ لکھوادیں۔ میں نے اُسے کمرے میں بٹھایا، گیٹ بند کروا کر اپنے بیٹے کو تو جمیل صاحب کے گھر بھیجا کہ اُن کو لے کر فوراً آجاؤ۔ اِدھر اِس بنگالی لڑکے کو تسلی دیتا رہا کہ تم فکر نہ کرو میں خود تھانہ جاکر تمہاری رپورٹ لکھواتا ہوں۔ لڑکے کو یہ معلوم نہ تھا کہ وہ بڑے میاں جن کو اِس نے مارا ہے مَر چکے ہیں۔ جیسے ہی جمیل صاحب آئے ہم ٹیکسی میں بیٹھ کر تھانے گئے۔ وہاں ہم نے قاتل کو پولیس کے حوالے کیا۔ قانونی خانہ پُری کے بعد تھانہ سے باہر آئے تو جمیل صاحب نے دو بجے کے بعد سے بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ سے جو عرض کرتے رہے تھے، اُس کی تفصیل بتائی۔ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دل سے یاد کرکے عرض کیا۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کی مدد فرمائی اور قاتل کو خود گھر بھیج دیا۔

(۲) بٹوہ مل گیا:

چونکہ میں پولیس میں ملازم تھا۔ اس لیے ہندوستان کا ویزہ ملنا میرے لیے مشکل تھا۔ میری بیگم اور بچے اپنی پھوپھی اور پھوپھا سے ملنے جانا چاہتے تھے۔ جن کا قیام ناگپور شریف میں ہے۔ چنانچہ میں نے اپنی بیگم، بڑی صاحبزادی اور بڑے صاحبزادے کا ویزا لے کر روانہ کیا اور تاکید کردی کہ جیسے ہی ناگپور پہنچو تو سب سے پہلے سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دینا۔ یہ لوگ لاہور ہوتے ہوئے انڈیا کی ٹرین میں اَٹاری پہنچے۔ وہاں رات میں ناگپور کے لیے ٹرین ملتی ہے۔ اِس میں بے حد رش ہوتا ہے، چنانچہ اِن لوگوں نے کسی قُلی سے طے کیا۔ اُس نے کہا کہ میں آپ کا سب انتظام کردوں گا لیکن سیٹ حاصل

کرنے کے لیے آپ لوگوں کو میرے ساتھ ریلوے یارڈ چلنا ہوگا۔ وہاں آپ کا گاڑی کی سیٹوں پر قبضہ کرادوں گا۔ یہ لوگ راضی ہوگئے۔ چنانچہ اُس نے ٹکٹ حاصل کرکے ہم سب کو یارڈ میں اس ٹرین میں لے آیا جو ناگپور جانے والی تھی۔ وہاں دیکھا تو دروازہ لاک تھا، اِس لیے قلی نے کسی طرح کھڑکیوں سے ہم سب کو اَندر کیا۔ سامان بھی کھڑکیوں سے اَندر ڈالا اور کچھ لوگ ہی پہلے اَندر تھے۔ گاڑی یارڈ میں بغیر روشنی کے کھڑی تھی، اِس لیے اندر تو بالکل اندھیرا تھا کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔ قلی جب سب سامان رکھ چکا تو اِس نے کہا بی بی جی میں نے اپنا سب کام کردیا ہے، اَب آپ میرے پیسے مجھے دے دیں۔ تب میری بیگم نے اپنا ہینڈ بیگ دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ اِس افراتفری میں کہیں گر گیا ہے۔ اِسی میں تمام رقم پاسپورٹ ٹکٹ وغیرہ تھے۔ ظاہر ہے میری بیوی کی حالت تو خراب ہوگئی۔ انہوں نے رو رو کر سرکار بابا رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ ہم تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دَر پر حاضری دینے کے لیے روانہ ہو رہے ہیں، یہ پردیس میں ہمارے ساتھ کیا ہوگیا۔ آپ ہماری مدد فرمائیں اور میرا ہینڈ بیگ دلادیں۔ اس کے بعد ماچس کی تیلی جلا کر ہر طرف دیکھا لیکن بیگ نہ ملا۔ اِسی دوران کھڑکی کے باہر سے آواز آئی: بی بی آپ کیا تلاش کر رہی ہیں۔ میری بیگم کی منہ سے بے ساختہ نکلا کہ میرا بٹوہ کھو گیا ہے۔ ان صاحب نے اپنا ہاتھ آگے کیا اور کہا کہ یہ بٹوہ آپ کا تو نہیں۔ میری بیگم نے بٹوہ دیکھ کر فوراً کہا ہاں یہی بٹوہ ہے۔ انہوں نے بٹوہ میری بیگم کے ہاتھ میں دیا اور روانہ ہوگئے جب بٹوہ کھول کر دیکھا تو اس میں ہر چیز محفوظ تھی۔ جب ٹرین چلنے لگی تو اِس میں روشنی ہوئی اُس وقت میری بیگم کو خیال آیا کہ جن صاحب نے مجھے بٹوہ دیا ہے، میں نے جلدی میں اُن کا شکریہ بھی ادا نہیں کیا۔ اُن کو تلاش کیا لیکن پھر وہ نہ ملے۔ یہ بھی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے کسی سے بٹوہ کی حفاظت کروائی اور ہم تک پہنچادیا حالانکہ اُس ڈبّے میں بے شمار لوگ تھے، کسی کے بھی ہاتھ لگ سکتا تھا۔

☆☆☆

ہم تو پَرلاد کا بھی خیال رکھتے ہیں:

سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے یہ الفاظ اپنی حیاتِ ظاہری میں ایک ہندو سے فرمائے تھے۔ تفصیل کتاب میں موجود ہے۔

☆☆☆

میں کئی سال قبل حضرت قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی کے دست حق پرست پر سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے دامن سے وابستہ ہوا۔ آج سے تین سال قبل میرے ۴ سالہ صاحبزادے شعیب تاجی پر آقا و مولا سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے کرم فرمایا۔ اُس نے خواب میں دیکھا کہ سرکار بابا رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ آپ کے ہمراہ کئی اور حضرات بھی موجود ہیں جو سرکار کے پیچھے کھڑے ہیں۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اِس بچّے سے فرمایا: ''ہم چائے پئیں گے بناؤ۔'' بچے نے مجھے رات ڈھائی بجے نیند سے بیدار کیا اور سرکار کی آمد، چائے بنانے کا حکم سُنایا۔ ساتھ ہی اپنی بہن کو اُٹھایا اور اس سے چائے بنوائی۔ بچہ نے چائے کی پیالی جہاں بابا سرکار کی شبیہہ مبارک لگی ہوئی ہے، وہاں تختی پر رکھوائی اور سَو گیا۔ صبح اُٹھ کر سب سے کہا: ''سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے آکر چائے پی اور پیالی اُتارو۔'' میں نے پیالی اُتاری تو کہا: ''اَب یہ بابا کا تبرک ہم سب کو پینا ہے۔''

چنانچہ ہم سب نے تھوڑی تھوڑی چائے پی اور اُس نے بھی پی۔ اُس دن کے بعد اُس کا یہ معمول ہوگیا کہ ہر پیر کی شب میں چائے بنا کر رکھواتا ہے اور صبح خود بھی پیتا ہے اور ہم سب کو بھی پلاتا ہے۔ اکثر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرح بیٹھ جاتا ہے جو سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی شبیہہ مبارک میں نشست ہے اور یہ پڑھتا ہے۔

میرے تاج والے ہو سب پہ کرم
ہو شہنشاہِ ہو شہنشاہِ کرم

(راوی: رمضان علی تاجی)

ایکسیڈنٹ سے بال بال بچ گیا:

۲۴ راگست ۱۹۹۴ء مطابق ۱۵/ربیع الاول ۱۴۱۵ھ کو میں لنگر کی روٹیاں اورنگی نمبر ایک

سے لے کر دربار جا رہا تھا کہ اچانک سائیکل سے گر گیا۔ سامنے سے ایک مزدا ویگن آ رہی تھی۔ ایسا محسوس ہوا کہ میں نیچے آ جاؤں گا۔ میری آنکھیں بند ہو گئیں اور یہ محسوس ہوا کہ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کے نیچے سے کھینچ کر نکال دیا۔ میں نے یہ بھی محسوس کیا کہ سرکار مجھے پکڑ کر کھینچ رہے ہیں۔ میں نے آستین کو مزدا سے لگتے ہوئے بھی محسوس کیا۔ جس وقت میں گرا سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اُسی وقت یاد کیا تھا۔

(راوی: جمن تاجی)

کُلُّ نفسٍ ذائقتہ الاسلام:

(ہر بشر کو اسلام کا مزہ چکھاؤں گا)

۲۹ سال بعد اِس عاجز غلام کو سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خدمت میں ناگپور شریف بُلایا۔ دربار میں، کامٹی شریف (امّاں صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کے دربار میں) اور واکی شریف سرکار کے چلّہ مبارک۔ سب ہی جگہ مجھ عاجز غلام پر اور میرے ہمراہ جتنے حضرات و خواتین کو سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے بُلایا تھا سب ہی پر بے حد کرم فرمایا اور خوب نوازا۔ واکی شریف میں ایک بُزرگ جذبی کیفیت میں ایک جگہ تشریف فرما تھے۔ میں نے اُن کو سلام کیا جس کے جواب میں انہوں فرمایا۔ ''واکی اپنا باقی لینے آ گیا۔'' یہ سب میرے آقا کے کرم کی نشانیاں ہیں۔ وہیں کاشی ناتھ راؤ پٹیل کے نواجوان نواسے بی اے پاس آج کل چلّہ شریف کی خدمت کر رہے ہیں۔ مجھ عاجز کی آمد کی اطلاع پر وہ اپنے گھر سے چلّہ شریف پر آ گئے۔ میری دستار بندی کی اور سب کی بہت خاطر کی اور اپنی عقیدت کا اظہار کچھ اس طرح کیا:

''ایک روز بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ میرے خواب میں آئے اور حکم دیا:

''رمضان شریف شروع ہونے والے ہیں تم روزے رکھو۔'' اِس کے بعد میں بالکل آپ لوگوں کی طرح پورے روزے رکھتا ہوں۔ یہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کا کرم ہے۔''

یہ آپ کے مندرجہ بالا قول کے مطابق ہر بشر کو اسلام کا مزہ چکھا رہے ہیں۔

(راوی: قاضی میر محمد علی شاہ تاجی)

''اذکارتاج الاولیاء''

کے مطالعہ کے دوران نظرِ کرم

بخار سے آرام:

برادرم جاوید اختر صاحب جیسا کہ نام سے ظاہر ہے سراپا پیار، نہایت نیک سیرت انسان ہیں۔ آپ کی کم گوئی نہ جانے کِن کِن خوبیوں کو اپنے اَندر چھپائے پھرتی ہے۔ ہم مسلک اولیاءِ کرام کے گرویدہ، چہرے پہ مسکراہٹ لیے ہمہ تن گوش، اپنے دینی، دُنیاوِی کاموں میں مصروف، اپنی مثال آپ ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں تقریباً ایک ہفتہ بخار میں مبتلا رہا۔ درجہ حرارت ۱۰۴ / ۱۰۳ ڈگری تھا۔ پَل بھر چین نہیں آتا تھا۔ طبیب کی دوا بھی بے اَثر تھی۔ دوا کیسے اَثر کرتی بات تو کچھ اور ہی تھی۔ وہ ظاہری بخار نہیں تھا۔ اَندر خانے کی تپش تھی۔ یہ تپش اُن دوائیوں سے ٹھیک نہیں ہوتی کیونکہ عاشق کی منزل اور ہوتی ہے۔

جاوید اختر فرماتے ہیں میں جس جگہ لیٹا ہوا تھا۔ اُس کے قریب ہی میز پر ''اذکار تاج الاولیاء'' رکھی تھی۔ سرورق پر بابا جان کی شبیہہ مبارک دیکھ کر دل ہی دل میں اُن سے دعا کی، درخواست کرتا رہا اور اِسی دوران آنکھ لگ گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اپنے روزمرہ کے معمول کے مطابق صبح دفتر پہنچا۔ بڑے دروازے کے بائیں جانب موتیا کے پھولوں کی بیلیں ہیں۔ سفید رنگ کے موتیا کے پھولوں سے پوری دیوار مزین اور فضا معطر تھی۔ قریب ہی ایک سایہ محسوس ہوا۔ موتیا کے پھول چُنے جا رہے تھے۔ جونہی میں قریب ہوا۔ سُرخ و سفید نورانی چہرہ ہلکی سی مسکراہٹ لیئے ہندکو زبان میں کچھ فرما رہے تھے مجھ پر جیسے سکتہ طاری تھا۔ کوشش کے باوجود مناسب الفاظ نہیں مِل رہے تھے۔ عجیب کیفیت سے دوچار تھا۔

ہاتھ باندھے دل ہی دل میں اپنی کم مائیگی کے احساس میں مبتلا تھا۔ بابا جان رحمۃ اللہ علیہ نے میری کیفیت جانتے ہوئے، پھولوں کی چند پتیاں چٹکی میں دَبا کر میرے منہ میں ڈال دیں اور گرج دار آواز میں فرمایا: ’’اَبے...... یہ لے جا اور یٰسین کی میز پر سجا دے۔‘‘

خادم نے حضور رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق حکم کی بجا آوری کی۔ بابا جان رحمۃ اللہ علیہ کی عطا کردہ موتیا کے پھولوں بھری چنگیری چودھری یٰسین تاجی کے میز کی زینت بنا دی۔

سبحان اللہ، سبحان اللہ قربان جاؤں بابا جان رحمۃ اللہ علیہ کے۔ اپنے بچوں کی کیسے تربیت فرماتے ہیں۔ ایک طرف ایک بچے کو شفایاب کیا جا رہا ہے تو دوسرے پر عظیم احسان!

اِسی اثناء، فجر کی اذان کی ہلکی سے آواز کانوں میں پڑی۔ ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھا۔ پسینہ میں شرابور تھا۔ بخار اُتر چکا تھا۔ سبحان اللہ کتنی عظیم پاک ہے وہ ذات جس نے صدقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم ایسے گنہگاروں کو یہ وسیلہ اور نسبت پاک عطا فرمائی، جس کی نظر کرم کے طفیل ہر کس و ناکس کی بگڑی بن رہی ہے۔

راوی: چودھری محمد یٰسین تاجی (معشوقِ تاج الاولیاء)۔ لاہور

فرزند نرینہ عطا فرمایا:

۱۹۸۸ء میں میری شادی ہوئی۔ ۱۹۸۹ء میں اللہ تعالیٰ نے ایک بچی جس کا نام ندا تاجی ہے عطا کی۔ اس بچی کے بعد چار سال میں دو حمل ضائع ہوئے۔ معالجوں نے اہلیہ کو مشورہ دیا کہ اب آپ پرہیز کریں، ورنہ آپ کی جان خطرے میں پڑ جائے گی۔ ۱۹۹۳ء میں حکیم محمد نسیم اصلاحی تاجی کے ذریعہ بابا میر محمد علی تاجی سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے کچھ عطا کیا اور اُسی سال کے سالانہ عُرس مبارک (حضرت بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ) میں شرکت کی دعوت دی۔ چنانچہ ہم لوگ صدقِ دل سے شریک ہوئے۔ خود بھی اور بابا محمد علی تاجی صاحب نے ہمارے لیے نرینہ اولاد کی دعا فرمائی۔ اس کے بعد بابا محمد علی تاجی صاحب کے دورہ لاہور میں جس میں بابا صاحب نے ہمیں شرفِ مہمان نوازی سے نوازا۔ ہم دونوں نے بابا محمد علی تاجی سے بیعت حاصل کی (بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے دامن سے وابستہ ہو گئے)۔ ۱۹۹۴ء

میں میری اہلیہ نے بابا محمد علی تاجی سے عرض کیا بلکہ ضد کی کہ آج آپ نرینہ اولاد کے لیے دعا فرما دیں۔ چنانچہ میرے پیر و مُرشد نے ہنستے ہوئے فرمایا۔ ’’بیٹے تم جو کچھ عرض کر رہی ہو، سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ سُن رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اَگلے سالانہ عُرس مبارک پر تم صاحبزادہ کے ہمراہ حاضری دو گی۔

چنانچہ چند ماہ بعد ہی چیک اَپ کرانے سے پتہ چلا کہ سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا کرم ہو گیا۔ حمل کے ساتویں مہینے میں میری اہلیہ نے خواب میں دیکھا کہ میں اور میری ساس بھی میری بیوی کے ساتھ ہیں۔ مزار شریف پر پہنچ کر دعائیں کر رہے ہیں۔ اِسی دوران ایک فانوس (مزار شریف کا) میری اہلیہ کی گود میں آ کر گِرا، میری بیوی کی ضِد کی عادت ہے۔ چنانچہ اُس نے خواب میں ضد کر کے عرض کیا۔ بابا جانی مجھے تو آپ اپنے دست مبارک سے کچھ عطا کریں، یہ سب میری بیوی شبیہہ مبارک کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کر رہی تھی۔ کیا دیکھتی ہے کہ شبیہہ مبارک سے سرکار نے اپنا دست مبارک نکالا۔ جس میں دو پھولوں کے ہار تھے وہ عطا فرمائے۔ اس کے بعد دسمبر ۱۹۹۴ء میں بیٹے کی پیدائش ہوئی۔ جس کا نام بابا محمد علی تاجی صاحب نے محی العابد تاجی رکھا ہے۔ الحمدللہ خوش و خرم ہے۔ مجھ عاجز پر سرکار بابا محمد علی تاجی کا بے حد کرم ہے۔ کئی عمل عطا کئے ہیں، جن میں خصوصی طور پر نذرِ خضری کی اجازت بھی دی ہے، جو جاری ہے۔ سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے صدقے اُن کی غلامی کی وجہ سے بہت سے لوگ آ کر دعا کے لیے عرض کرتے ہیں۔ میں اُن کو نذرِ خضری کی اجازت کے ساتھ بابا صاحب کی شبیہہ مبارک عطا کر دیتا ہوں اور کہہ دیتا ہوں اِسے جاری رکھو اور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کرتے رہو، تمہارے کام ہو جائیں گے۔ ساتھ ہی دربار تاج الاولیاء قصبہ کالونی کو خط کے ذریعے اطلاع دے دیتا ہوں۔ اس طرح بے شمار لوگ فیض حاصل کر رہے ہیں۔ چودھری محمد اختر (التصویر، چیمبرز لین، لاہور) نے اپنی مشکلات کا ذکر کیا۔ میں نے اُن کو ’’اذ کارتاج الاولیاء‘‘ کا نسخہ عطا کیا کہ اِسے پڑھو اور اُن سے عرض بھی کرو۔ چنانچہ چند ہی دن بعد اُن کا پیغام ملا کہ کسی طرح آپ مجھ سے آ کر ملیں۔ ایک روز ملاقات ہو گئی تو بتایا کہ اللہ کا کرم ہو رہا ہے۔ سب سے بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ پچاس

سالہ زندگی میں پہلی مرتبہ یہ ہوا ہے کہ میں نمازی بن گیا ہوں۔ صبح ۱۰ بجے سو کر اُٹھنے والا فجر کی نماز باقاعدہ ادا کر رہا ہوں اور فجر کی نماز بھی دربار حضرت شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ میں جا کر ادا کرتا ہوں۔ تمہارے گھر (چوک گوالمنڈی) کے سامنے سے گزرتا ہوں تو یوں لگتا ہے جیسے خوشبوؤں میں سفر کر رہا ہوں۔

چودھری صاحب اَب بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ۲۶ ویں شریف کی نذر ہر ماہ پیش کرنے لگے ہیں۔ اِس طرح سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے مشن کی تبلیغ کرا رہے ہیں۔ یہ کرم بھی میرے پیر و مُرشد کا کرم ہے۔

(از: حکیم عابد تاجی۔ لاہور)

گلاب کے پھول کی تاثیر:

میری رہائش اورنگی ٹاؤن سیکٹر ۱۴/ ڈی میں ہے۔ میری شادی ۱۹۷۷ء میں ہوئی۔ تقریباً ایک ڈیرھ سال بعد ہمارے یہاں ایک بچی پیدا ہوئی۔ اس کے بعد متواتر مزید پانچ بچیاں پیدا ہوئی۔ اس طرح میں چھ بچیوں کا باپ بن گیا۔ مزید بیٹے کی تمنّا آرزو ہم دونوں میاں بیوی کو رہی۔ خاندان والوں نے بھی کئی جگہ علاج معالجہ کرایا۔ پیرومشائخ کرام کے در پہ حاضری دیتا رہا۔ لیکن ہر طرف سے مایوسی کا سامنا رہا۔ دعا تعویز کراتے کراتے گمراہی کی جانب ذہن مبذول ہونے کو تھا کہ کسی نے مجھے بتایا کہ آپ ''قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی دامت برکاتہم سے ملیں۔ انشاءاللہ آپ کی خواہش بروئے کار آئے گی۔ مرتا کیا نہیں کرتا کے مصداق حضرت بابا کے در پہ حاضری دی۔ انھوں نے ہمیں مُرید کرلیا۔ ۱۹۹۰ء میں وظائف سے نوازا۔ میں صوم وصلوٰۃ کا پابند ہوگیا۔ اس طرح سلسلہ تاجیہ میں داخل کرلیا گیا۔ میں نے اپنے گھر کی دیوار پر حضرت بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی شبیہہ مبارک آویزاں کردی۔ اللہ کی قدرت دیکھئے کہ میں اپنے گھر میں نماز عصر ادا کر رہا تھا۔ کہ اچانک شبیہہ مبارک سے گلاب کا پھول میرے جائے نماز پر گرا۔ میں نے اِس پھول کو تبرک سمجھ کر عقیدہ کے ساتھ ہم دونوں میاں بیوی نے کھائے۔ قدرت خداوندی سے اور بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں کی برکت ایسا ہوا کے ٹھیک ایک سال بعد ایک چاند سے لخت جگر کی

پیدائش ہوئی جس کا نام قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی دامتِ برکاتہم نے صلاح الدین رکھا۔ ماشاءاللہ میرا بچہ چھ سال کا ہوگیا ہے۔ کافی ذہین ہے۔ اس وقت سے اَب تک بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدت مند ہوگیا۔ اس کے علاوہ بہت سے فوائد مجھے نصیب ہو رہے ہیں۔

ہمارے پیرومرشد حضرت قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی دامتِ برکاتہٗ نے خلافت سے بھی نوازا۔ میں نے تاج الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے آستانہ اپنے گھر میں بنالیا ہے، جہاں سے بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کا فیض جاری وساری ہے۔ کتنے بندگانِ خدا اس آستانے سے مستفیض ہو رہے ہیں۔

(راوی: فیاض الدین تاجی)

قلبی تاثرات محمد تسلیم حسین:

یوں تو حضرت سید محمد تاج الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے متعدد تذکرے ضبط تحریر کیے جاچکے ہیں اور اب دستاویز کی حیثیت اختیار کرچکے ہیں۔ محبانِ اولیاء سے وابستگی و دلبستگی رکھنے والوں اور بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز محترم قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی سجادہ نشین کی ذات برکات سرِفہرست ہے۔ آپ کی تصنیف پانچویں بار منظر عام پر آرہی ہے اور آئندہ بھی اس کے ایڈیشن شائع ہوتے رہیں گے۔

حقیر پُرتقصیر محمد تسلیم حسین کے پاس بہ غرض تصحیح ''اذکار تاج الاولیاء'' آئی۔ جس کو بندہ ناچیز جو بذات خود اہل سلسلہ ہے، اپنی خوش نصیبی جان کر اِس کام کو پایۂ تکمیل کو پہنچایا۔ ہر قاری سے التماس ہے کہ باوجود تصحیح کے اگر کوئی غلطی پائیں تو مؤلف وناشر کو ضرور مطلع کریں۔ اس سعادت سے بندۂ خاکسار کو تصحیح کے دوران جو واقعات پیش آئے، اُن کی پوری روداد کو ضبط تحریر نہیں کرنا چاہتا۔ صرف برسبیل تذکرہ محترم قبلہ قاضی صاحب کے بے حد اصرار پر چند حالات قارئین کیلئے پیش خدمت ہیں۔

۱۔ اکثر رات کو لمحہ بہ لمحہ دورانِ تصحیح عجیب سی خوشبو کی لہر کا رہنا جو کہ میرے لئے فرحت بخش وقوت بخش رہی۔ جس کو میری اہلیہ نے بھی اُس کمرے میں واضح طور پر محسوس کیا۔

۲۔ میرا ہائی بلڈ پریشر اور ذیابیطس نارمل رہا۔ چند مسائل جو حل طلب تھے وہ ہونے شروع ہوئے۔ بہت سے واقعات صفحات کی کمی کی وجہ سے تحریر نہیں کئے گئے۔

۳۔ میری اہلیہ جو خود پابند صوم وصلوٰۃ ہیں، ایک خاص خواب دیکھا۔ سچّا خواب نبوت کا ۴۶ واں حصّہ ہے۔ بحالت خواب زیارتوں کا سلسلہ جو پہلے بھی تھا مگر اَب باقاعدگی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی ایسی پاک ہستیوں سے شرفِ ملاقات بخشا کہ جن کی حرمتیں لئے لوگ اِس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ یہ سب سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظرِ کرم اور اُن کی محبت ہے۔ اللہ اِسے قائم ودائم رکھے۔ آمین۔

محمد تسلیم غرق ہے جمالِ تسلیم محمد میں
الٰہی بہ وسیلہ پنجتنؑ عطا کر تصرف یا بابا تاج الدینؒ کا

کائنات بربط کے تاروں سے نکلا ہے نغمہ دین کا
لذّتِ آشنائی سے آشنا ہر جا ہوکر تاج الدینؒ کا

الست بربکم کا راز ہستی میں پنہاں رَکھا
کھوگیا دنیا میں نہ ہی حرم رہا نہ محرم رکھا

دعاؤں کا طالب
حقیر فقیر پُرتقصیر، خلیفہ مجاز
محمد تسلیم حسین قادری، چشتی، صابری، نظامی، جہانگیری، نعیمی، نقشبندی، ابوالعلائی
واہلیہ فوزیہ تسلیم

سہروردی تاجی
مکان نمبر R-44، عبداللہ بنگلوز، عبداللہ آباد، سرجانی ٹاؤن، کراچی

ٹائراڈ ٹوٹنے کے بعد گاڑی چلتی رہے:

جاوید اختر صاحب کا قیام کنہال ویو سوسائٹی لاہور میں ہے۔ چودھری محمد یٰسین تاجی (معشوقِ تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ) کے دوست ہیں۔ چودھری صاحب نے مجھ (محمد علی تاجی) سے ملایا تھا۔ ایک بار وہ مجھ سے کراچی آکر بھی ملے۔ چودھری صاحب نے جاوید صاحب کو ایک اذ کار کا نسخہ بھی عطا کیا تھا۔ وہ بے حد عقیدت سے اِس کا مطالعہ کیا کرتے ہیں۔ اذ کار تاج الاولیاء کے مطالعہ کے دوران نظرِ کرم میں اُن کے واقعات شائع ہوئے ہیں۔ اُن کے بقول ایک روز وہ غالباً گجرانوالہ جارہے تھے، ڈرائیور گاڑی چلا رہا تھا۔ اور جاوید صاحب اذ کار کا مطالعہ کررہے تھے۔ تقریباً بیس میل کے بعد ایک موڑ پر جب گاڑی نہ مُڑی تو وہیں ایک گیرج تھا۔ ڈرائیور نے وہاں گاڑی لے جاکر مستری کو دِکھادیا۔ مستری نے گاڑی چیک کرکے ڈرائیور اور جاوید صاحب سے دریافت کیا، آپ گاڑی کہاں سے لارہے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ لاہور کینال ویو سے۔ مستری نے کہا: میری سمجھ سے باہر ہے کہ یہ گاڑی چلی کیسے۔ اس کا تو ٹائراڈ ٹوٹ گیا ہے، یہ تو دوقدم چلنے پر اُلٹ جاتی، یہاں تک کیسے آگئی۔

جاوید صاحب نے اِس مستری سے کہا: ''بھائی میں یہ بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ ناگپوری کی سوانح پڑھ رہا تھا۔ یہ اِس کتاب کی کرامت ہے۔ چودھری جاوید صاحب نے گاڑی وہاں صحیح کروائی، واپس لاہور آگئے اور چودھری یٰسین صاحب تاجی (معشوقِ تاج الاولیاء) کو یہ واقعہ سُنایا بلکہ وہ اکثر اپنے جاننے والوں کو یہ بابا صاحب کی سوانح اذ کار کی کرامت سُناتے رہتے ہیں۔ میں نے کئی گاڑی رکھنے والوں اور مستریوں کو یہ واقعہ سُنایا تو اس پر اُن لوگوں نے صاف یہ کہا کہ ٹائراڈ ٹوٹنے کے بعد گاڑی چلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ گاڑی اسٹارٹ ہوکر آگے بڑھ کر اُلٹ جاتی ہے۔

یہ میرے بابا کی ادنیٰ کرامت ہے کہ بچوں کو اپنے دامن ہی میں چھپا لیتے ہیں۔

☆☆☆



حج کا سفر (احرام میں میر محمّد تاجی معہ بیگم فرزانہ تاج)



قاضی محمّد علی تاجی سجّادہ نشین کے حج سے واپسی کی تقریب میں عرفان احمد
نعمان عزیز۔عزیز احمد،سید مختار احمد جعفری صاحب
قاضی محمّد علی تاجی سجّادہ نشین اسلم بیگ تاجی وساجد برادر آصف دستگیر تاجی

روانگی سفرِ حج

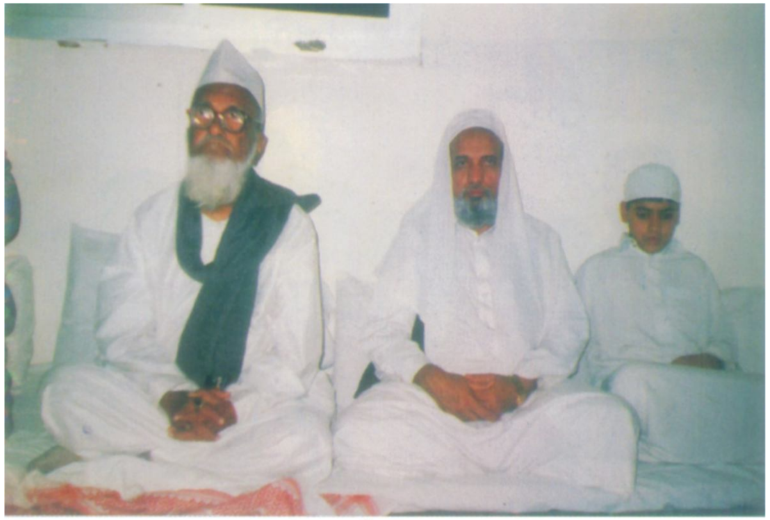
سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی کرم سے دو بار عمرہ کی سعادت حاصل ہوئی۔ اہلیہ کے ہمراہ ۲۰۰۴ء میں سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے حج کی سعادت سے نوازا۔ جن حضرات وخواتین نے دامے درمے قدمے سخنے اِس سفر کے لئے معاونت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے میں اُن کو دینی و دنیاوی دولت، عزت، شہرت، صحت سے نوازے۔ ہر طرح بامُراد کرے۔ آمین (قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی)

حج کو جانے سے قبل بٹیا ڈاکٹر آمنہ سعدیہ تاجی نے دیکھا کہ بی اَمّاں (میری اہلیہ) سرکارِ دو عالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضۂ اقدس کے اندر بیٹھی ہوئی ہیں۔ مجھے باہر دیکھ کر اِشارہ سے اَندر بُلا رہی ہیں۔ میں نے عرض کی کہ یہ شُرطے (سپاہی) تو اَندر داخل نہیں ہونے دیں گے بلکہ دروازے کے قریب بھی نہ آنے دیں گے۔ اُنہوں نے فرمایا کہ تم آجاؤ وہ نہیں دیکھیں گے۔ چنانچہ میں اور میرے شوہر مسعود احمد رضا تاجی اندر پہنچ گئے۔ بی اَمّاں کی گرہستی کا تمام سامان وہاں موجود تھا۔ بی امّاں نے خود فرمایا: ''میں اَب یہیں رہتی ہوں۔ تم آجایا کرو۔''

سرکار باباصاحب مانگا منڈی میں (لاہور کے قریب):

تقریباً دو سال پہلے کی بات ہے کہ ہمارے گھر مانگا منڈی میں میری بڑی بہن سعیدہ بتول آئی ہوئیں تھی۔ گھر میں کوئی نہ تھا، وہ کمرے میں آرام کر رہی تھیں۔ ظہر کا وقت تھا۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے برآمدے (باہر کا کمرہ) میں آواز سُنی جیسے کوئی ہُو ہُو کر رہا ہو۔ میں بستر سے اُٹھی اور دروازے پر آ کر کھڑی ہوگئی تو دیکھا سامنے ایک بُزرگ چھڑی ہاتھ میں پکڑے کھڑے تھے۔ میں نے اُن کا دیدار حالتِ بیداری میں کیا۔ اُنھوں نے مجھ کو دیکھا اور اُس کے بعد وہ نظروں سے اوجھل ہوگئے (باہر کا دروازہ بالکل بند تھا)

وہ ڈر گئیں اور جب وہ اندر آئیں تو اندر کمرہ میں بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی شبیہہ مبارک تھی، وہ



عمرہ میں مدینہ شریف میں محفل نعت السیّد جام
ابوکر معہ صاحبزادے۔سجادہ نشین کے ہمراہ بیٹھے ہیں



عمرہ کی محفل نعت میں (مدینہ شریف) سجّادہ نشین صاحب انکے برابر
علامہ بشیر سومرو تاجی جنہیں سجادہ نشین نے اجازت خلافت عطا کی
ان کے برابر ماموں صاحب و دیگر

دیکھتے ہی پُکار اُٹھیں: ''یہ تو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے جن کو میں نے اُبھی دیکھا۔''

ایک اور واقعہ دو بچیاں انیتا اور کرن، مانگا منڈی میں سیّد حسن رضا تاجی جن کا اسکول ہے، اُس میں یہ بچیاں پڑھتی ہیں۔ پہلے اسکول کرایہ کے مکان میں تھا لیکن اَب انہوں نے اِسے اپنی رہائش گاہ میں شفٹ کرلیا ہے۔ یہ دونوں بچیاں دوپہر میں اوپر تھیں۔ پیچھے کسی کے چلنے کی آواز پر مُڑ کر دونوں نے دیکھا تو ایک سفید ریش بُزرگ کھڑے ہیں۔ دونوں بچیاں اُن کو دیکھ کر ڈر گئیں اور نیچے آکر بتایا۔ نیچے ٹیچرز نے سیّد گل حسین شاہ محمدی تاجی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت بابا سید محمد تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی شبیہہ مبارک دکھائی اور پوچھا اُن میں سے کون تھے۔تو اِن لڑکیوں نے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شبیہہ مبارک پر ہاتھ رکھ کر کہا: یہ تھے۔

راوی: سیّد حسن عسکری تاجی
(سید رپیر کالونی، مانگا منڈی)

☆☆☆

مُرشدِ کامل کی تلاش

از: ف حافظ محمد صدیق تاجی

کسی کے ہو رَہو اَچھی نہیں یہ آزادی
کسی کی زُلف سے لازم ہے سلسلہ دل کا

بہت عرصے سے کسی مَردِ مجاہد اور مَردِ وَفا کی تلاش میں تھا۔ بہت لمبے لمبے سفر بھی کئے لیکن کچھ حاصل نہ ہوا۔قریب تھا کہ میں گمراہ ہو جاتا۔اِسی دوران ایک ایسے انسان سے رابطہ ہوا جس نے مجھے گمراہی سے نکال کر روشنی کا راستہ دکھایا۔وہ میری پسندیدہ شخصیت فاروق حسین کاشمیری تاجی صاحب تھے جن کے ساتھ پہلے رابطہ ہوا اور پھر اُن کے توسط سے قبلہ محمد علی شاہ تاجی مدظلہٗ العالی سے بیعت ہوا۔اور پھر اُن کے کرم سے سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق

ہوا۔ اور سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے سرکارِ تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش کیا۔

ہوا یوں کہ فاروق صاحب نے میرے لئے ''اذ کار تاج الاولیاء'' ارسال کی اور میں اُس کی ورق گردانی کرتا رہا۔ اُسے کوئی اہمیت نہ دی کیونکہ دِل انتہائی سخت ہو چکا تھا۔

بابا جی کا یہ قول میری نظر سے گزرا کہ جو پیر و مُرشد تین دن میں اپنے مُرید کو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش نہ کر سکے وہ پیِر، پیِر نہیں اور وہ مُرید مُرید نہیں۔ اِس قول کو میں نے پہلے کی طرح فرضی قول ہی سمجھا لیکن دوسرے دن فاروق صاحب تاجی کی ہدایت کے مطابق دو نفل ادا کر کے کتاب کا مطالعہ کرنے لگا، چند صفحات پڑھ کر سو گیا۔ رات ڈھائی بجے کے قریب سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور فرمانے لگے (چل بیٹے اُٹھ) تجھے حرمین شریفین کی سیر کرا لائیں۔ یہ میری خوش قسمتی کی پہلی گھڑی تھی کہ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ مجھے مکّہ کے ہر قبرستان اور مدینہ شریف کے ہر قبرستان پر لے گئے اور ہر ہر قبر کے بارے میں بتاتے رہے کہ حتیٰ کہ ایسے ہی بتاتے بتاتے تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اطہر پر لے آئے اور فرمانے لگے یہ وہ جگہ ہے جہاں سے ہر ایک کی مُراد پوری ہوتی ہے۔ میں زیارت کرتا اور بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کی باتیں سُنتا رہا۔ رِقت کے ساتھ قبر اطہر کی جو کیفیت میں نے دیکھی وہ پوری طرح لکھ نہیں سکتا۔ جب میں قبر پر جھک کر ہاتھ لگانے لگا تو مجھے کالر سے پکڑ کر پیچھے کھینچ لیا اور فرمایا کہ بس ہاتھ اُٹھا کر دعا کریں۔

جو میرے دل کی باتیں تھیں وہ سب ایک ایک کر کے میں مانگتا رہا۔ جو آج تک پوری ہو رہی ہیں۔ اور دعا کے بعد جب ہاتھ مُنھ پر پھیرنے لگا تو میری آنکھ کھل گئی۔ اور واقعی میرا دامن اور داڑھی آنسوؤں سے تَر تھی۔

اس کے علاوہ پھر ایک مرتبہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے کرم فرمایا کہ مجھ سے ایک غلطی اور کوتاہی ہوئی، اس لئے تو کعبہ کا طواف کرایا اور فرمایا یہ وہ پُرانا کعبہ ہے جو طوفانِ نوح علیہ السلام کے وقت تھا۔ اور یہ اِس طرز کا بنا ہوا تھا، پوری تاریخ بھی بتائی۔ حطیم کے بارے میں بھی بتایا کہ یہ پہلے کعبہ کے اندر یعنی متصل ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ بے شمار ایسی باتیں ہیں، جو سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی نظر سے پوری ہو رہی ہیں۔

قطب مدارِ عالم

(از: راجہ محمد حیات تاجی)

ایک رات بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح کتاب ''اذ کار تاج الاولیاء'' کا مطالعہ کر رہا تھا کہ اچانک میرے ذہن میں ''قطب مدارِ عالم'' کے بارے میں سوال پیدا ہوا کہ ایک آدمی کائنات کی ہر جگہ کیسے موجود ہو سکتا ہے، یہ سوچتے ہی مجھے نیند آ گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عالی شان عمارت ہے اور نہایت ہی خوش نما دروازہ لگا ہے۔ اور وہاں موجود حضرات سب کے سب صاحبِ مرتبہ ہیں۔ اچانک دروازہ کھلتا ہے کہ ایک بارُعب شخصیت بُزرگ سب کو حکم دیتے ہیں کہ اِن کرسیوں پر بیٹھ جاؤ اور کاغذ قلم نکال لو۔ ہم لکھنے کو تیار ہوئے تو وہ بُزرگ کھڑے ہوئے۔ اور انگریزی میں ایک جملہ بولا کہ اِس کو لکھو۔ وہ جملہ یہ ہے:

I am present an Aphage.

میں یہ جملہ سمجھ نہ سکا۔ میں نے کہا کہ یہ کون سا لفظ ہے۔ اردو میں اپاہج ہے یا انگریزی میں (Appage)، تو بُزرگ نے فرمایا: میں جو کہتا ہوں لکھو۔

وہ لفظ میں تلاش کرتا رہا۔ آخر ایک دن لغت میں دیکھا تو اس کے معنی تھے کرۂ ارض کا آخری حصہ۔

یعنی ''میں زمین کے آخری کونے پر بھی موجود ہوتا ہوں۔'' فی الفور میری سمجھ میں آ گیا کہ قطب مدارِ عالم کیا ہوتا ہے۔

دوسرا واقعہ ۲۰۰۲ء میں سالانہ عُرس مبارک کا ہے۔ صبح کی اختتامی محفل کا۔

آخری دعا کے دوران کمرہ میں بچھائی گئی سبز چادر میں دیکھا کہ چادر کے کونوں سے روشنی نکل رہی تھی اور وہ روشنی چادر کے درمیان میں اکٹھی ہو گئی، پھر چادر کے درمیان میں

روضہء رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور کعبہ کی تصویر بن گئی۔ اُس کے بعد باباجی رحمۃ اللہ علیہ کی تصویر اور دیگر بُزرگوں کی تصاویر اِس چادر کی اسکرین پر چلتی رہی۔ اور باباجی رحمۃ اللہ علیہ ایک کرسی پر بیٹھے باقی بُزرگوں سے گفتگو فرمارہے تھے۔ دعا کے دوران یہ سب کچھ دیکھتا رہا۔ دعا کے اختتام پر یہ سارا منظر میری آنکھوں سے غائب ہوگیا۔ میں نے سوچا کہ یہ اپنے مُرشد سے دریافت کروں گا لیکن بات میرے ذہن سے نکل گئی۔ آج اپنے مُرشد قبلہ تاجی صاحب کے حکم سے یہ لکھ رہا ہوں۔ اِس سے قارئین پر واضح ہو جائے گا کہ ہمارے بابا تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ قطب مدار عالم ہیں۔

☆☆☆

از: سعید بھائی (پشاور) بحکم: میر محمد باباتاجی صاحب

پیشکش: اسکواڈرن لیڈر (ریٹائرڈ) غفور خان۔ عبدالصمد ایڈووکیٹ (پشاور)

سعید میاں بہت پیارے اور اپنے پیر کے عشق میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اُن کا قلب نور سے منور ہو جائے۔ (قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی)

☆☆☆

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

گڑھی کپورہ (امازہ گڑھی، تحصیل مردان) کے ایک اسکواڈرن لیڈر (ریٹائرڈ) غفور خان صاحب اپنے والد صاحب کا ایک واقعہ پشاور کے ایڈووکیٹ عبدالصمد صاحب کو سُناتے ہیں:

غفور خان صاحب کے والد ایک تاجر تھے اور ناگپور (انڈیا) سے سنگترے خریدتے اور فرنٹیئر (صوبہ سرحد۔ موجودہ خیبر پختونخواہ) میں لاکر فروخت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جب وہ ناگپور پہنچے تو اسٹیشن پر ٹکٹ دکھانے کیلئے جب انہوں نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو پتہ چلا کہ اُن کی جیب کسی نے کاٹ لی ہے۔ ٹکٹ اور پیسے وغیرہ سب غائب ہیں۔ خیر اسٹیشن ماسٹر

نے تو انہیں چھوڑ دیا لیکن بڑے پریشان ہوئے کہ پردیس میں ہوٹل وغیرہ کھانا پینا کیسے کیا جائے گا۔ اِسی پریشانی کی حالت میں ایک خاتون (بائی کے نام سے) بازار میں ملیں اور اُن سے پریشانی کا حال پوچھا۔ جواب میں خان صاحب (والد غفور خان) نے اپنی پریشانی کا سارا واقعہ سُنا دیا کہ ٹرین میں کسی نے جیب کاٹ لی اور اَب ہوٹل جانا تو درکنار کھانے پینے کیلئے بھی فکر لاحق ہے۔

محترمہ نے دلاسہ دیا اور کہا کہ فکر کی کوئی بات نہیں۔ اُن کو اپنا کارڈ دے کر کہا کہ قریب ہی ہوٹل میں جا کے دکھا دینا، کمرہ مل جائے گا اور کھانا بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے لنگر خانہ سے کھالینا۔

چنانچہ خان صاحب نے کارڈ دکھا کر تو ہوٹل میں کمرہ لے لیا اور چارپائی پر تھوڑی دیر لیٹ گئے۔ کھانے کا خیال آیا تو پوچھتے پاچھتے لنگر خانہ بھی پہنچ گئے اور وہاں کھانا کھایا۔ پھر دیکھا کہ ایک ہجوم ہے جو شاید بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے گرد جمع ہے۔ خیال آیا کہ چلو بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کو بھی دیکھ لیا جائے۔ وہاں قریب جا کر وہ بھی جگہ بنا کے ایک طرف بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر تک لوگوں اور بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان تعلق اور ماحول کو دیکھتے رہے۔ اتنے میں کسی آدمی نے پان کی ایک پُڑیا پیش کی، جو بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے کاغذ سے نکال کر مُنہ میں ڈال لی اور دو چار مرتبہ چبا کر پھر مُنہ سے نکال کر خان صاحب کی طرف پھینک دی جو اُن کی جھولی میں آ کر گری۔ بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے الفاظ میں فرمایا جس کا مفہوم تھا ''تم بھی کیا یاد رکھو گے۔'' خان صاحب نے پان کی پُڑیا جلدی سے اُٹھا کر جھولی سے واسکٹ کی جیب میں رکھ لی۔ تھوڑی دیر وہاں بیٹھ کر ہوٹل واپس تشریف لے آئے۔ کمرہ کا دروازہ بند کیا اور لیٹ گئے۔ اِسی فکر میں کہ اب کیا کیا جائے اِس شہر میں بغیر پیسوں کے۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ پر دستک ہوتی ہے اور خان صاحب دروازہ کھولتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ دو آدمی اندر آنے کی اجازت طلب فرمارہے ہیں۔ یہ خان صاحب سوچ ہی رہے تھے کہ یہ کیوں آئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ سے کچھ سنگترے کے باغوں کے بارے میں سودا کرنا ہے۔

بہر حال اندر بٹھا لئے گئے اور بیٹھتے ہی انہوں نے سنگترے کے باغ کی بات شروع کی۔ پہلے نے کہا میرا باغ خرید لو۔ خان صاحب نے کہا میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔ اس نے کہا کوئی بات نہیں آپ فیصلہ تو کرلیں آخر کار چار ہزار روپے میں باغ خریدنے کی بات ہوئی اور دوسرے شخص نے دو روپے اُن کو دیئے کہ یہ اِس کو بیانہ (سائی) دے دو۔

پہلے سے سودا ہو جانے کے بعد دوسرے شخص نے کہا کہ میرا باغ بھی اتنا ہی ہے، لہٰذا وہ بھی چار ہزار میں خرید لو۔ تو پہلے والے شخص نے وہ دو روپے اُسے واپس کئے کہ یہ بیانہ رکھ لو۔ بیانہ دینے کے بعد دونوں کے ساتھ معاہدہ ہو گیا اور وہ تشریف لے گئے۔

خان صاحب حیرانی اور تذبذب میں دروازہ بند کرکے دوبارہ لیٹ گئے۔ اَبھی تھوڑی دیر ہی گزری ہوگی کہ پھر دروازے پر دَستک ہوئی۔ دروازہ خان صاحب نے کھولا تو ایک شخص نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ اندر آنے پر انہوں نے خان صاحب سے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ نے سنگترے کے دو باغ خریدے ہیں، وہ ہمیں بیچ دیں۔ خان صاحب پُرانے بیوپاری تھے۔ معاملات کی نزاکت کو فوراً کچھ تذبذب اور کچھ حیرانی کی کیفیت میں سمجھتے ہوئے اُس سے سولہ ہزار (۱۶،۰۰۰) روپے دونوں باغوں کے مانگ لیے۔ اِس پر اُس شخص نے بہت کوشش کی کہ رقم کچھ کم ہو جائے کیونکہ بہت زیادہ تھی۔ لیکن خان صاحب نہ مانے۔ آخر کار سودا سولہ ہزار (۱۶،۰۰۰) روپے میں طے ہو گیا۔ اِس طرح خان صاحب کو بیٹھے بٹھائے آٹھ ہزار (۸۰۰۰) روپے کا منافع ہوا۔ جس سے بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت اور خبر گیری خان صاحب کے دل پر بہت اَثر کر گئی۔

یہ پان کی پُڑیا خان صاحب ناگپور سے لا کر مردان میں جہاں پر اُن کی دکان تھی، وہاں پر تجوری میں حفاظت سے رَکھ لی اور اُس دن کے بعد بیوپار میں جو بھی کام کیا، اُس میں کافی منافع پایا۔ دن گزرتے گئے اور کام میں برکت بھی بڑھتی گئی پھر انہوں نے ایک لڑکا کام کیلئے اپنے پاس رکھ لیا۔ کئی سالوں کے بعد خان صاحب نے دیکھا کہ وہ پُڑیا تجوری میں نہیں ہے۔ انہوں نے لڑکے سے پوچھا جو جوان ہو چکا تھا کہ وہ پُڑیا جو اِس تجوری میں تھی کہاں ہے۔ لڑکے نے کہا صفائی کے دوران شاید کاغذوں میں چلی گئی ہو۔

تھوڑا عرصہ گزرنے کے بعد لڑکے نے بھی خان صاحب سے نوکری چھوڑنے کی درخواست کی اور کوئٹہ چلا گیا۔ پھر آہستہ آہستہ خان صاحب کا کاروبار خراب ہونے لگا اور پھر کچھ عرصے بعد جب وہ کوئٹہ گئے تو وہاں اس لڑکے سے بھی ملاقات ہوئی اور پتا چلا کہ وہ لڑکا اَب کافی مالدار ہو چکا ہے۔ پُڑیا وہ لڑکا لے کر چلا گیا تھا۔

مندرجہ ذیل واقعہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں اُن کے مُریدوں سے سُنا۔

☆☆☆

از: عبدالصمد ایڈوکیٹ (پشاور)

بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے دو مشہور خلفاء لعل شاہ صاحب (کوہ مری) اور دوسرے راجہ صاحب (محمد اکبر) مینی تحصیل صوابی۔ اپنے زمانے کے مشہور اولیاء گُزرے ہیں۔ ایک دن بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مُرید سے کہا کہ ''لعل شاہ (مری والے بابا) کے پاس جاؤ انہیں میرا اسلام کہو۔ وہاں تم معمار ہو گے اور بادشاہ تیرا مزدور ہوگا۔'' مُرید سوچ میں پڑ گیا کہ بادشاہ کیسے میرا مَزدور ہوگا۔ بہر حال لعل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس وہ مُرید سلام پہنچانے مری پہنچ گیا۔ لعل شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اُسے دیکھتے ہی کہا کہ بابا صاحب نے تمہیں بھیجا ہے۔ مُرید نے کہا ہاں۔ پوچھا کہ بابا صاحب نے کیا کہا۔ مُرید نے کہا کہ ''سلام بھیجا ہے۔'' لعل شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ ''سلام بھیجا ہے۔'' مُرید نے کہا ہاں جی۔

بابا صاحب کے اِس سلام کے جواب میں لعل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا وِصال ہو گیا۔ جنازے کی اطلاع لوگوں کو دی گئی۔ جس میں صدرِ مملکت فیلڈ مارشل ایوب خان جو اُن کے معتقد تھے اُن کو بھی اطلاع دی گئی۔ جنازہ پڑھنے کے بعد انہیں دَفنایا گیا۔ بعد میں قبر تعمیر ہوئی جس کیلئے اِس مُرید کو کہا گیا کہ قبر کی تعمیر تم کرو گے۔ ساتھ ہی فیلڈ مارشل صدر ایوب خان کھڑے تھے۔ انہوں نے کہا کہ پتھر اور گارا میں دوں گا۔ چنانچہ مُرید نے پتھر اور گارے سے قبر تعمیر کی اور مزدوری کا کام ایوب خان صاحب صدرِ پاکستان نے کیا۔ اِس طرح بابا صاحب کی بات پوری ہوئی، جو اُنہوں نے اپنے مُرید سے کہی تھی۔

فاروق وزیر تاجی:

فاروق وزیر تاجی بہت پیارا بچہ ہے۔ سلسلہ میں داخل ہونے سے قبل عُرس کی کیسٹ جس میں سرکار بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ خود تشریف لائے اور سب نے زیارت کی، لیکن کسی کو یہ ہوش نہ رہا کہ سرکار آئے ہیں۔ اس کا ذکر فاروق تاجی سے کیا تو اس نے کہا ایسا نہیں ہوسکتا۔ اس کے بعد یہ واقعات اُن کے ساتھ پیش آئے۔ اُن کی اہلیہ بھی سلسلہ سے وابستہ ہیں۔ میری دعا ہے کہ سرکار اُن کو خوب خوب نوازیں۔ آمین

(قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی)

☆☆☆

ہمارا گھرانہ بُزرگانِ دین سے پیار کرنے والوں میں سے ہے۔ میرے والد مرحوم حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں مسلسل حاضری دیتے تھے۔ اِسی طرح میرے سسرال میں بھی عقیدت مند لوگ ہیں۔ جن میں اکثر بابا جان سیدنا محمد تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے دامن سے وابستہ ہیں۔ خاص طور پر میرے ماموں سسر چودھری محمد یٰسین مرحوم بابا جان کے دامن سے وابستہ تھے اور سلسلہ تاجیہ نے انھیں معشوقِ تاج اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے رُتبے سے نوازا۔

ایک دن میری بیوی نے مجھے بابا جان کے متعلق بتایا کہ کراچی میں قاضی بابا تاجی کے ہاں سالانہ عُرس کے موقع پر بابا خود جسمانی حالت میں تشریف لائے۔ محفل سماع میں نذرانہ دیا۔ اور وہیں سے غائب ہوگئے۔ اُس وقت محفل کی کیفیت کچھ ایسی تھی کہ سِوائے ایک شخص نے جس نے بابا کو دیکھنے کی آرزو کی تھی کسی کو پتہ نہ چلا اور جس نے دیکھا وہ بھی اپنے ہوش میں نہ رہے۔ جب محفل کے اَگلے دن ویڈیو دیکھی گئی تو بابا جان کی آمد کا احساس ہوا۔ یہ واقعہ سُن کر میں نے اِس بات کو نہ مانا۔ بلکہ اُلٹا مذاق کیا کہ ایسا بھی کبھی ہوا ہے۔ کافی دیر بحث کے بعد میں سو گیا۔ خواب میں عجیب واقعہ پیش آیا۔ جو بیان کر رہا ہوں۔

ہمارے قریب ہی حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے پیر بھائی حضرت میراں حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ خواب میں وہاں پہنچا تو دیکھتا ہوں کہ بابا جان تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ

ایک کچی قبر کے پاؤں کی طرف کھڑے تھے۔ جونہی میں نے اُن کو دیکھا تو میں وہاں سے بھاگا اور میں اپنے بھائی ریحان تاجی کو کہا کہ دیکھو تم کہتے تھے کہ بابا جان نہیں ہیں، آؤ میں تمہیں دِکھاؤں اور میں نے واپس آ کر بابا جان کے دائیں ہاتھ کی کلائی کو مضبوطی سے پکڑا اور آوازیں دیتا رہا۔ بابا جان ننگے پاؤں تیز تیز چل رہے تھے اور میں ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ میں نے بابا جان کی کلائی کو نہیں چھوڑا اور اتنے میں میری آنکھ کھُل گئی۔ میں نے صبح اُٹھتے ہی یہ واقعہ اپنی بیوی کو سُنایا۔ میرا اکثر حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں آنا جانا لگا رہتا تھا۔ جو کہ شور کورٹ کے آگے گڑھی مہاراجہ میں واقع ہے۔ اس کے حالات ایسے بنے کہ میں بابا جان تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے بچوں میں شامل ہوگیا۔ اِس واقعے کے بعد میرے کسی ملنے والے نے مجھے خواجہ اعجاز احمد قاسمی صاحب کے متعلق کچھ کہا اور میں نے اُس بات پر آمادگی کا اظہار کیا۔ خواجہ اعجاز احمد قاسمی جو کہ خواجہ محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ (لکھن شریف) کے پوتے اور خواجہ محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں، جو کہ آج کل لوگوں کو فیض پہنچا رہے ہیں، میں وہاں جانا بند کردیا۔ اِس کے کچھ دِن بعد پھر مجھے میرے بابا جان سیدنا تاج الدین ناگپوری رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں مجھے حکم دیا کہ انسان بنو۔ پیر قاسم رحمۃ اللہ علیہ میں ہماری جان ہے اور تم باز آجاؤ تمہارا کام بہت خراب ہو رہا ہے۔ میں کسی کو بھجواتا ہوں کہ تمہارا کام ٹھیک کروا کر لائے۔ اور اِسی دوران خواب میں کسی نے میری گردن میں پھندہ ڈال کر مجھے بڑی اونچائی پر کھڑا کر دیا۔ اور میں گھبرا کر اُٹھ گیا۔

اور اِس کے بعد میری مشکلات آسان ہونا شروع ہوگئیں۔

☆☆☆

احمد ڈاما تاجی پر کرم کی بارش:

احمد ڈاما تاجی صاحب پر کرم کے واقعات اِس سے قبل بھی کتاب میں موجود ہیں۔ قصبہ کالونی کا مکان بیچ کر میں ڈیڑھ سال تک بے حد پریشان رہا۔ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خصوصی کرم سے عمرہ کی سعادت نصیب فرمائی۔ واپس آیا تو میری منجھلی بیٹی نے بتایا کہ ڈاما صاحب کا فون آیا تھا۔ انہوں نے سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی ہے۔ اُس میں

آپ کے لئے خصوصی پیغام ہے، جو وہ خود آپ کو بتائیں گے۔ میں نے فون کیا لیکن اِس سے میری تسلی نہیں ہوئی پھر خود اُن کے گھر گیا تو اُنہوں نے تفصیل سے بشارت بتائی۔ فرمایا:

میں نے دیکھا سرکار بابا صاحب قصبہ والے مکان سے باہر نکل کر ایک چارپائی پر بیٹھ گئے اور مجھ غلام سے فرمایا: ’’میں ایک ہفتہ کے لئے آیا ہوں۔‘‘

میں نے عرض کی: ’’سرکار یہ تو بہت کم وقت ہے۔‘‘

اِسی دوران ڈاما صاحب اَندر گئے اور میری اہلیہ سے کہا: ’’بابا سرکار آئے ہوئے ہیں۔‘‘

اُنہوں کہا: ’’میں وضو کر کے حاضر ہوتی ہوں۔‘‘

چونکہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکان سے باہر آ گئے تھے۔ اِس لئے مجھے دوسرا مکان ایک ہفتہ میں مِل گیا۔

اَبھی چند روز قبل غالباً جون میں اُنہوں نے دیکھا کہ غلام سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کھڑا ہے اور سرکار رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں: ’’بڑی سرکار میں جاؤ۔‘‘

چنانچہ بڑی سرکار میں منظوری ہوگئی اور ۱۹ اکتوبر ۲۰۰۴ء کو عمرہ پر اہلیہ کے ہمراہ جارہا ہوں۔ اِن سب واقعات سے غلام پر بھی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا بے حد کرم نظر آتا ہے اور بے حد کرم ہے۔

یہ خبر انتہائی افسوناک ہے کہ احمد ڈاما تاجی صاحب کی شریکِ حیات (اہلیہ) اِس دارِ فانی سے رخصت ہوگئی ہے۔ وہ بھی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عاشق تھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صدقے میں اُنہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عنایت فرمائے۔ آمین

(قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی عفی عنہ)

☆☆☆

عزیز الحسن خان صاحب پر کرم:

قارئین کرام! عزیز الحسن صاحب مجھ عاجز سے پہلی بار ملے۔ اُن کو دیکھ کر اُن کی گفتگو

سُن کر اِن نادیدہ عاشق سے مل کر یہ محسوس ہوا کہ میرے آقا کے نادیدہ عاشق سرکار کی ظاہری زیارت کرنے والوں سے کہیں زیادہ عقیدت رکھتے ہیں۔ سرکار ہم سب کو ایسی ہی بھرپور عقیدت سے نوازیں۔ میری دعا ہے کہ وہ اور اُن کے خاندان کے افراد سب کو میرے آقا بامُراد کریں۔ آمین

وہ فرماتے ہیں: بچپن سے حضرت بابا تاج الدین ناگپوری رحمۃ اللہ علیہ کا نام سُنا تھا اور مختلف جگہوں پر حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شبیہہ مبارک کی زیارت کرنے کے مواقع بھی ملے۔ میری پیدائش ۱۹۲۵ء کی ہے۔ غالباً اُسی سَن میں حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا۔ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تفصیلی واقعات کا علم مجھے ’’اذکار تاج الاولیاء‘‘ سے ہوا، جو جناب محمد علی تاجی صاحب نے لکھی تھی۔ یہ کتاب میری بہن شاہدہ بدر نے دی تھی یا حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے بھجوائی گئی تھی۔ اس کتاب کے پڑھنے کے بعد میری عقیدت حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے عروج پر پہنچ گئی اور میں نے وعدہ کیا کہ ہر چاند کی ۲۶ تاریخ کو بابا صاحب کی فاتحہ دلایا کروں گا، جس کی میں پابندی کرتا ہوں۔

کتاب پڑھنے کے بعد ۲۶ تاریخ کو فاتحہ دلانا تھی اور ایک اُلجھن یہ تھی کہ فاتحہ کا طریقہ کیا ہو، کیونکہ کتاب میں لکھا تھا کہ فاتحہ حضرت امام شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ سے دی جاتی ہے، جس میں سورۃ اخلاص نہیں پڑھی جاتی۔ اس بات کی تصدیق کرنے کیلئے میں قصبہ کالونی جناب محمد علی تاجی سے ملنے گیا اور بہت تلاش کیا کہ کوئی مل جائے۔ کتاب میں حضرت محمد علی تاجی صاحب کا پتہ قصبہ کالونی کا لکھا ہوا تھا۔ معلوم یہ ہوا کہ وہ قصبہ کالونی چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ میں مایوسی کے عالم میں واپس آنے لگا۔ بنارس چوک کے قریب میں نے اپنے دل میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تصور کر کے کہا بابا کسی سے رابطہ نہیں ہو رہا۔ ایک دم دِل نے کہا کہ لالوکھیت جا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے کوئی ساتھ لے کر راستہ بتاتا ہوا چل رہا ہے۔ وہاں سڑک پر سینکڑوں دکانیں تھیں۔ میں نے اپنے پوتے جواد سے کہا اِس دکان پر گاڑی روکو اور پتہ کر کے آؤ۔ وہاں سے ایک لڑکا میرے پاس آیا اور کہا کہ آپ بابا تاج

الدین رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ کے مزار کا پتہ جاننا چاہتے ہیں اور اُس نے پتہ بتا دیا۔ میں اُسی راستہ سے ہو کر قاضی سید امجد علی تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر پہنچ گیا۔ میں بے انتہا خوش تھا کہ کس طرح حضرت امجد علی تاجی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مزار شریف پر بُلا لیا۔ میں نے فاتحہ دی اور بہت خوشی خوشی گھر لوٹا۔ اُس کے بعد بھی میں نے مزار شریف پر حاضری دی اور فاتحہ پڑھی۔

ایک واقعہ یہ ہوا کہ میری نَواسی کے یہاں بچہ پیدا ہونے سے پہلے ہی ضائع ہو جاتا تھا۔ میں نے اپنی نواسی کو حضرت امجد علی تاجی رحمۃ اللہ علیہ کا فوٹو کتاب میں دکھایا اور کہا کہ ان سے زندہ اولاد کی دعا مانگو۔ اُس نے دعا مانگی اور چادر چڑھانے کا وعدہ کیا۔ اللہ نے اُس کو بہت خوبصورت لڑکا دیا۔ حسب وعدہ اُس نے قاضی سید امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر چادر چڑھائی اور فاتحہ وغیرہ دی۔

ایک اور واقعہ یہ ہوا کہ اِسی سال ۲۰۰۴ء کے شروع مہینہ میں جب میں یہ جاننے کیلئے بے چین تھا کہ فاتحہ دینے کا طریقہ کیا ہے تو ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک کمرہ ہے اور تین بُزرگ بیٹھے ہیں۔ جب میں اِدھر سے گزرا تو ایک بُزرگ نے تیز انداز میں کہا کہ تینوں قل پڑھ کر فاتحہ دے دیا کرو یعنی سورۃ اخلاص چھوڑ کر۔ میں اِسی طرح فاتحہ دیتا ہوں ہر چاند کی ۲۶ تاریخ کو۔

اس وقت تک میری ملاقات جناب محمد علی تاجی صاحب سے نہیں ہوئی تھی۔ جب میں پہلی مرتبہ یکم جولائی ۲۰۰۴ء کو اُن سے ملا تو میں حیرت زدہ رہ گیا کہ جن بُزرگ نے مجھے خواب میں بشارت دی تھی، وہ صورت، شکل اور آواز کی مماثلت کی وجہ سے حضرت محمد علی تاجی ہی تھے اور یہ میں نے اُن سے کہہ بھی دیا کہ باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔ میں نے اُن سے مل کر اور باتیں سُن کر بہت زیادہ سکون محسوس کیا۔ یہ سب حضرت بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کا کرم ہے۔

خاکسار: عزیز الحسن خاں۔ نارتھ ناظم آباد، کراچی

☆☆☆

حضرت جیلانی بابا رحمۃ اللہ علیہ

از: الحاج سیّد حسین علی صاحب المعروف ادیب رائے پوری

حضرت ادیب رائے پوری صاحب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آل ہیں۔ میرا ایمان ہے کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں پاکستان بلکہ دنیا کے ممتاز نعت گو شاعر کے مرتبہ پر فائز کر دیا ہے۔ میرے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر سچّے دل سے نعت پڑھنے والے کا منہ چومیں گے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا خوش نصیبی ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ میں حضرت سے یہی کہتا ہوں کہ میں ادنیٰ غلام آپ کا دامن پکڑ کر پل صراط سے گزر جاؤں گا۔ آپ پر میرے مُرشد حضرت بابا سیّد محمد تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کا بھی بے حد کرم ہے، بلکہ ادیب صاحب پر کرم کی بارش ہو رہی ہے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جشن ولادت پر آپ تشریف لائے تھے اور اپنے خصوصی کلام سے سب کو نوازا۔ اُسی روز آپ نے جیلانی بابا رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ سُنایا تھا۔ میری درخواست پر تحریر کر کے روانہ کیا تھا۔

(غلامِ غلامانِ تاج الاولیاء: قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی عفی عنہ)

☆☆☆

آپ کی پیدائش بلوچستان میں ہوئی۔ بلوچستان کی آبادی میں سادات کرام کی تعداد بہت ہے۔ مستونگ میں حضرت یکپاسی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے۔ جہاں ہر سال ۶ ستمبر کو اُن کا عُرس مبارک بصد اہتمام ہوا کرتا ہے۔ کئی سال میری حاضری ہوتی رہی ہے۔ اِس عُرس مبارک میں تمام بلوچستان کے مختلف شہروں سے سادات کرام آتے ہیں اور غالباً بلوچستان کے سادات کرام کا یہ عظیم اجتماع ہوتا ہے۔ اِس نسبت سے مجھے بار بار بُزرگوں کی زیارت کا موقع ملا اور وہیں مجھے حضرت جیلانی بابا رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ بھی میسر آیا۔ میں جستجو میں

تھا کہ مجھے اُن کے دیدار کی اور ملاقات کی سعادت نصیب ہوگئی۔جن پر حضرت بابا تاج الاولیاء تاج الملت و دین رحمۃ اللہ علیہ کا بے شمار فیضان تھا۔

جیلانی بابا رحمۃ اللہ علیہ کے حالات:

آپ ابھی کم سن تھے اور صغر سنی کا زمانہ تھا۔ بلوچستان کے چھوٹے سے غیر معروف علاقہ چاغی میں اپنے بُزرگوار والد محترم کے ساتھ رہا کرتے تھے(اب چاغی کو پاکستان کے ایک نامور سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے ایٹمی دھماکوں کی وجہ سے عالمی شہرت دے دی ہے)۔کبھی کبھی اُن کی معصوم زبان سے ایسے کلمات نکل آتے جو معرفت کی روشنی لئے ہوتے۔ان کے والد کو اس پر حیرت ہوا کرتی۔ایک روز والد صاحب نے اِس خدا کی معرفت و وسیلہ ننھے انسان سے دریافت کیا کہ برخوردار تم جو یہ باتیں کیا کرتے ہو تمہیں یہ کون بتاتا ہے۔صاحبزادے نے عرض کی: بابا میں مسجد میں جاتا ہوں وہاں ایک بابا آتا ہے، وہ مجھے جو بتاتا ہے وہی بتاتا ہوں۔والد صاحب نے کہا تم ہمیں اُن سے ملادو۔چنانچہ ایک شب جیلانی بابا رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد کو لے کر چھوٹی سی مسجد میں پہنچ گئے۔رات کی تاریکی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ پہاڑوں کی سرزمین پر ہر طرف خاموشی،مسجد میں رفتہ رفتہ کچھ حضرات آتے گئے۔جن کے زیادہ تر لباس سفید تھے اور جو چاغی کے چند نمازیوں کے لئے حیرت کا مقام رکھتے تھے۔کچھ ہی لمحہ میں ایک سفید پوش سرتاپا شفاف سفید لباس پہنے مسجد میں داخل ہوئے۔تمام سفید پوش اُنہی کے منتظر تھے۔ باادب اُن کی تعظیم میں ایستادہ ہوگئے۔نماز ہوئی۔جس کے بعد اُس نووارد اور غیر معروف ہستی نے اپنے معتقدین کو احکامات جاری فرمائے اور مختلف علاقوں میں جانے کا حکم صادر فرمایا۔مصافحہ کا اشتیاق حضرت جیلانی بابا رحمۃ اللہ علیہ کے والد کو بے قراری سے ہمکنار کررہا تھا۔جیلانی بابا رحمۃ اللہ علیہ نے اس عظیم روحانی ہستی سے جن کا چہرہ معرفت کے نور سے چمک رہا تھا،اپنے بابا کا مصافحہ کرایا۔ والد بُزرگوار نے بصد تعظیم و ادب دریافت کیا: آپ کون ہیں؟ جواب میں آواز آئی: میں تاج الدین (رحمۃ اللہ علیہ) ہوں۔اور اپنے مختصر تعارف میں کچھ باتیں کہیں پھر وہ روانہ ہوگئے۔ حضرت تاج الاولیاء، تاج الملّت و دین شہنشاہ ہفت اقلیم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت مبارکہ سے

شرف یاب ہوکر دونوں گھر واپس آگئے۔والد نے برخوردار کو اِس بات پر بے حد پیار کیا اور مبارکباد دی کہ تمہارا انتخاب اتنی بڑی ہستی نے کیا ہے۔

پھر جیلانی بابا رحمۃ اللہ علیہ نے جنگلوں اور ویرانوں میں حسب تقلید و اولیاء دس برس گزار دیئے۔منزلوں پر منزلیں طے کرتے ہوئے کراچی کی سرزمین پر وارِد ہوئے۔اُن کے حالاتِ زندگی پر علیحدہ تصنیف لکھی جائے گی۔اس سال ۱۲ جمادی الثانی بروز جمعہ چار بجے صبح کراچی میں جیلانی بابا رحمۃ اللہ علیہ اس جہانِ فانی سے پردہ فرما گئے ہیں۔حضرت بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کا چاغی کا یہ واقعہ جیلانی بابا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ایک نشست میں گڈاپ میں جو حسب معمول رات دس بجے منعقد ہوا کرتی تھی اور خوش قسمتی سے اِس شب یہ ناچیز ادیب رائے پوری شریک محفل تھا، بابا صاحب نے بیان فرمایا۔اور حضرت بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی شان وعظمت بھی بیان کی۔ چاغی (بلوچستان) کا واقعہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے تصرف میں ہفت اقلیم ہیں۔اُن کے مراتب کتابوں، مضامین اُن کے درجات بُلند ذکر واذکار کی محفلوں سے بھی بُلند ہیں، بہت بُلند ہیں، کتنے بُلند ہیں صرف اُن کے لئے ناچیز جگر مُرادآبادی کے شعر پر بات ختم کرتا ہے:

کے عقل تواں رسد بہ پایاں
سخنِ عشق حنوز نا رسیدہ
(جگر مرادآبادی)

☆☆☆

مجھے بے حد صدمہ ہے کہ میرے کرم فرما سیّد حضرت حسین علی صاحب ادیب رائے پوری یکم رمضان المبارک مورخہ 16 اکتوبر 2004ء کو اس دار فانی سے رخصت ہوگئے:

اِنّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

میرا ایمان ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں اُن کا منہ چومیں گے۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عنایت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین

(قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی عفی عنہ)

منقبت غوث زماں تاج الاولیاء

حضور بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ

فیض بابا تاج الدینؒ ایسا فضلِ عالی ہے
قلب کی ہر اِک دھڑکن خود بخود سوالی ہے
دِل ہر ایک تاجی کا کیوں نہ جگمگا اُٹھے
بابا کی نگاہوں میں عظمتِ جمالی ہے
بابا فضلِ مولا سے اِس زمیں پہ وہ گُل ہیں
جِس کی ایک اِک پتّی جنتوں کی ڈالی ہے
غور سے اگر دیکھیں، اور دِل کی آنکھوں سے
آستاں بزرگوں کا شاہِ دیں کی جالی ہے
قادری، سہروردی، نقشبندی و چشتی
کس اَدب سے اُس دَر پر اِک جہاں سوالی ہے
جب پُکارا مشکل میں، میرے بابا تاج الدینؒ
بابا نے ہر اِک مشکل ایک پل میں ٹالی ہے
تاجیوں پہ کیا موقوف آپ کی اَدائے کرم
مستقیمؔ ایماں ہے، ہر دُکھی کے والی ہے

از نتیجۂ فکر: خاکِ پائے اولیاء

حافظ قاری محمد مستقیم خان مستقیمؔ

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت

(از: حاجی غلام فاروق تاجی)

حاجی غلام فاروق صاحب تاجی اسٹیٹ بینک آف پاکستان میں ملازم تھے۔ ریٹائر ہوگئے ہیں، آپ کا تعلق ناگپور (مہاراشٹرا) سے ہے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کرم برابر اُن پر جاری وساری ہے۔ اِسی کرم کی وجہ سے آپ خود کو تاجی لکھتے ہیں۔ میں نے آپ کی عقیدت ومحبت کو دیکھتے ہوئے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فیض حاصل کرنے کے واقعات تحریر کرنے کے لئے کہا تو آپ نے لکھ کر دربار میں پیش کیے۔ اِن واقعات کو پانچویں ایڈیشن میں شامل کررہا ہوں۔

(قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی عفی عنہ)

☆☆☆

۱۹۷۱ء میں میری شادی ہوئی۔ لیکن برسوں اولاد سے محروم رہا، بہت علاج کرائے، لیکن کامیابی نہ ہوئی ایک دن میرے والد (غلام محمد جیلانی) جوحضرت بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے بے حد عقیدت مند تھے۔ ایک روز گڑگڑا کر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی۔ سرکار میرا بیٹا لاوَلد ہے۔ اُسے صاحبِ اولاد ہونا چاہیے۔ اِس کے بعد ایک رات کو میرے والد صاحب نے خواب میں حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی۔ بابا صاحب سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زبانِ مبارک میرے والد صاحب کے منہ میں دی۔ اُنہوں نے زبان کو خوب چوسا۔ اس کے بعد سرکار نے تین لڑکے میرے والد کے حوالے کیے، یہ فرما کر کہ ''اِنہیں لے جاؤ۔'' میرے والد اُن تینوں لڑکوں کو لے کر گھر آ گئے۔ اس کے ۹ ماہ بعد ایک لڑکا، پھر دوسرے سال دوسرا اور پھر تیسرا لڑکا پیدا ہوا۔ پھر چوتھی مرتبہ جب میری بیوی کو حمل ہوا تو میں نے

سرکار رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا سرکار تین لڑکے ہو گئے ہیں۔ اَب کی لڑکی عطا ہو۔ چناچہ چوتھی لڑکی تولد ہوئی۔ مجھ پر اِتنا کرم ہے کہ ہر مشکل میں عرض کر دیتا ہوں اور وہ حَل ہو جاتی ہے۔ ہم جیسا ادنیٰ غلام کرامات لکھنے بیٹھے تو دفتر کے دفتر ہو جائیں۔

واقعہ نمبر ۲:

میں بینک میں کاؤنٹر پر کام کرتا تھا۔ ایک روز کام ختم کر کے کیش کی گنتی کی تو اِس میں پچیس ہزار کم تھے۔ بے حد پریشان ہو کر سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو یاد کیا۔ اور عرض کی سرکار یہ بہت بڑی رقم کم ہو گئی ہے، مجھے تو گھر کے تمام زیورات بیچ کر بھی رقم پوری ہوتی نظر نہیں آرہی۔ آپ کرم فرما کر رقم دلوادیں۔ رقم تو کیش بند کرنے سے پہلے جمع کرانی ہوتی ہے۔ ایک دوست کے پاس گیا کہ اُس سے رقم لے کر جمع کرادوں۔ وہ نہیں مِلا لیکن وہیں مجھے ایک شخص یاد آیا اس کی شکل سامنے تھی۔ اُس نے پچیّس ہزار کم دیئے تھے۔ میں فوراً اُس کے پاس گیا۔ اور اُس سے کہا کہ تم نے جتنی رقم جمع کرانی تھی اُس میں پچیّس ہزار کم جمع کروائی۔ وہ بے حد شرمندہ ہوا اور فوراً ہی پچیس ہزار لا کر دیئے۔ رقم ہاتھ میں لی تو میرے آنسو نکل آئے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ سرکار یہ آپ کی نظرِ کرم سے رقم مل گئی۔ یہ ناممکن تھا آپ نے ممکن بنا دیا۔ میرے دوست وغیرہ بھی سب خوش ہو گئے۔ میں نے اُن کو بتایا کہ یہ سب بابا تاج الدّین رحمۃ اللہ علیہ کے کرم سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ اُن کے درجات کو بُلند کرے۔ آمین

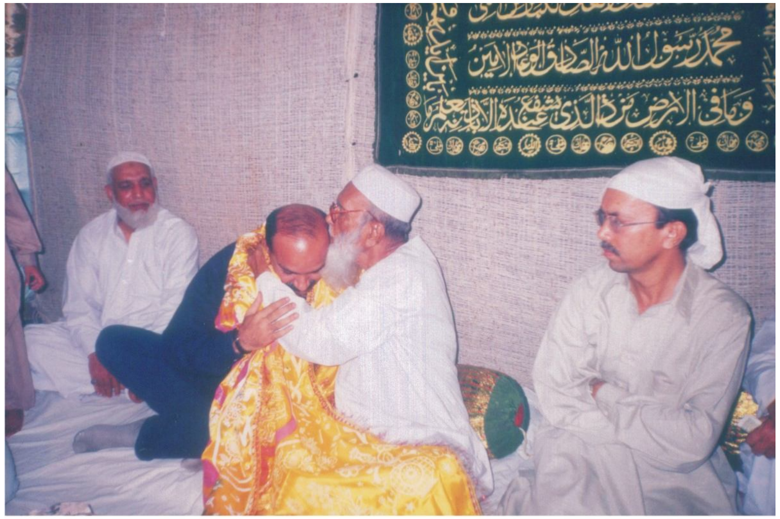
واقعہ نمبر ۳:

۱۹۹۶ء میں حج کے فارم بھرے جا رہے تھے۔ میرا بھی ارادہ حج کو جانے کا تھا۔ میں گھر سے نکل کر ڈیوٹی پر جانے کیلئے نکلا۔ میرے ساتھ میرے ایک دوست سیّد اسلم بھی تھے۔ اُنھوں نے مجھ سے دریافت کیا: حج پر جانے کا پروگرام ہے۔ میں نے عرض کیا: آئندہ سال جاؤں گا۔ میرا دوست یہ سُن کر افسردہ ہو گیا۔ اُس نے بس میں بیٹھتے ہوئے کہا: بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ آپ کو بہت مانتے ہیں، آپ کرم کر دیں۔ بس روانہ ہو کر اسٹیٹ بینک اسٹاپ پر پہنچی۔ میں اُتر کر بینک کے اندر گیا۔ سامنے میرا ایک بینک کا دوست بیٹھا تھا۔ اُس سے میں پہلے کہہ چکا تھا کہ حج پر جانے کا ارادہ ہے۔ اُس نے مجھ سے دریافت کیا: حج پر جانے کا کیا ہوا۔ میری زبان سے نکلا: یار اگلے سال جاؤں گا۔ اُس نے یہ سُن کر حج کے فارم میرے سامنے رکھے اور کہا اِس پر دستخط کر دو۔ میں سمجھ گیا کہ سیّد اسلم نے بس پر چڑھتے ہوئے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا تھا۔ سرکار نے کرم کر دیا۔ میں نے دستخط کر دیئے۔ اُس نے کہا پچاس ہزار روپے لا کر دو۔ وہیں میرے ایک اور دوست ساتھی موجود تھے۔ اُن کے پاس رقم تھی۔ میں نے اُن سے رقم لی (دوسرے روز واپس کر دی)۔ وہ رقم جمع کرا دی، اس طرح انتظام ہو گیا اور تمام تیاری بھی مکمل ہو گئی۔ گھر سے ایئرپورٹ کے لئے روانہ ہوتے وقت سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا۔ سرکار میرے گھر بھی اور دورانِ حج بھی آپ غلام کے ساتھ رہیں۔ کراچی سے روانہ ہو کر جدّہ پہنچا۔ کسٹم ہو گیا۔ بس میں بیٹھا مکّہ شریف کیلئے، اچانک دیکھا کہ بٹوہ غائب ہے۔ جس میں میرا پاسپورٹ وغیرہ ہے۔ گھبرا گیا یہ کیا ہوا۔ میرے پاس بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شبیہہ تھی۔ اُسے فوراً نکالا اور سرکار سے روتے ہوئے عرض کیا کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ نے یہاں پہنچایا، اَب یہاں بٹوہ گم ہو گیا، جس میں پاسپورٹ وغیرہ سب ہے، میرا بٹوہ دلا دیں۔ ورنہ میں یہیں سے واپس کراچی چلا جاؤں گا۔ میرا ایک دوست جو میرے ساتھ تھا۔ مجھ سے رونے کی وجہ دریافت کی۔ اس دوست کا نام رحمت اللہ تھا۔ میں نے اُس سے کہا میرا بٹوہ کہیں گِر گیا ہے۔ اُس میں پاسپورٹ وغیرہ سب ہے۔ اُس نے کہا پریشان نہ ہوں میں ابھی بٹوہ لا کر دیتا ہوں۔ اُس نے کہا ایک جگہ کوئی آواز لگا رہا تھا کہ یہ بٹوہ کس کا ہے۔ میں جا کر اُن سے مل کر بٹوہ لاتا ہوں۔ وہ گیا اور تھوڑی دیر میں بٹوہ لا کر مجھے دیا۔ اُس کے بعد میں نے سکون سے حج ادا کیا، بلکہ دوسرے کمزور حضرات کی خدمت بھی کی۔ حج کی سعادت حاصل کر کے گھر خیریت سے پہنچا اور گھر والے بھی خیریت سے رہے۔

فقط: غلامِ بابا

حاجی غلام فاروق تاجی

مکان نمبر 1153 / 9 فیڈرل بی ایریا کراچی۔



سالانہ عرس میں محمّد عارف تاجی سجّادہ نشین میر محمّد تاجی شبّیر قائم خانی صاحب وزیر سیاحت وثقافت
کی دستار بندی کے بعد ان سے مل رہے ہیں برابر میں چودھری فیض احمد صاحب تاجی لاہور



سالانہ عرس میں ارشد عثمانی۔ باہر نکل رہے ہیں نعیم ہاشمی۔ ظفر علی تاجی۔ شجاعت تاجی۔
شبّیر قائم خانی صاحب وزیر سیاحت وثقافت۔ سیّد نظیر حسن حیدری۔ سجّادہ نشین۔ نوید ہاشمی
آصف دستگیر تاجی۔



سالانہ عرس باباصاحبؒ میں معین نیازی کھڑے ہو کر کلام پڑھ رہے ہیں۔ بیٹھے ہوئے
ناصر محمود خان عثمانی ابولعلائی مرحوم ان کے برابر ان کے والد محمّد حسن خان تاجی ان کے برابر
فاروق حسین کاشمیری ایڈوکیٹ تاجی ان کے برابر حاجی شمس الدین تاجی مرحوم شیخوپورہ۔

فاتحہ کے طریقہ کا حکم:

حضور رحمۃ اللہ علیہ نے وصال کے تیسرے روز فاتحہ سے قبل حضرت سیّد احمد پٹیل صاحب تاجی کو حکم دیا میری فاتحہ شیخ سیّد ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ جو سلسلہ شاذلیہ کے امام ہیں، اُن کے طریقہ پر ہوگی۔ اس میں سورۃ اخلاص نہیں پڑھی جاتی۔ پٹیل صاحب نے عرض کی لوگ نہ مانیں تو، آپ نے فرمایا سب مانیں گے۔ جو نہ مانے اُس کو اُس کے حال پر چھوڑ دو۔ چنانچہ آج تک اُسی طریقہ پر تمام مُریدین، خدام اور جہاں جہاں سرکار کی فاتحہ ہوتی ہے اِسی طریقہ پر کرتے ہیں۔

طریقہ حاضری:

جو حضرات حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے تاج آباد شریف لے جاتے ہیں اُن کے لیے ضروری ہے کہ پہلے وہ شکردرہ جا کر چلّہ شریف پر حاضر ہو کر وہاں سلام پیش کرکے پھر سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک پر حاضری دیں۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ حضرات کا اِس پر عمل رہا ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وصال سے قبل راجہ رگھوجی راؤ بھونسلے سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا ’’میرا بستر تیرے گھر سے لاکھوں برس نہیں اُٹھ سکتا۔ یعنی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی روح پاک چلّہ شریف پر بھی موجود ہوتی ہے۔ حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عُرس مبارک کا جشن ۲۶ محرم الحرام کی شام کو راجہ صاحب کے محل سے صندل مبارک نکال کر چلّہ شریف پر پیش کیا جاتا ہے۔ یہاں آپ کا پلنگ مبارک اور دیگر تبرکات موجود ہیں۔

عُرس شریف بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ:

حضور رحمۃ اللہ علیہ کا عُرس مبارک ہر سال ۲۲ محرم الحرام سے شروع ہو کر ۲۹ محرم الحرام پر اختتام پذیر ہوتا ہے۔ آج بھی صندل شریف ناگپور کے اُن ہی راستوں سے گزر کر دربار پہنچتا ہے۔ جدھر جدھر سے سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ مبارک گزرا تھا۔ عُرس مبارک میں لاکھوں زائرین بالحاظ مذہب وملّت شریک ہوتے ہیں۔ حضور کا عُرس مبارک تاج آباد شریف کے



سالانہ عرس کے موقع پر بابا صاحبؒ کی نعلین چومتے ہوئے اویس احمد قادری عطاری



سالانہ عرس کے موقع پر شبیر قائم خانی



بائیں سے دوسرے عزیز الحسن خان صاحب۔ عرفان احمد۔ آصف دستگیر تاجی۔ حضرت ادیب رائپوری نعت پیش کرر ہے ہیں۔ مسعود احمد رضا تاجی لاہور۔ سجادہ نشین میر محمّد تاجی۔ اویس احمد قادری عطاری۔ سید نظیر حسن حیدری۔ کرنل ایم ابراہیم سوری ان کے برابر حاجی محمّد عمر تاجی (حاجی پرنٹنگ پریس)



جشن یوم ولادت حضرت بابا سیّد محمّد تاج الدین ناگپوریؒ کے موقع پر اویس احمد قادری عطاری اپنے زور بیان سے محفل کو نورانی کرر ہے ہیں۔ بائیں ہاتھ پر مائک کے پیچھے باریش عزیز الحسن خان صاحب۔ پشت پر سجادہ نشین میر محمد علی تاجی ساتھ میں مسعود احمد رضا تاجی لاہور۔



جشن یوم ولادت حضرت بابا سیّد محمّد تاج الدین ناگپوریؒ میں سجادہ نشین میر محمّد علی تاجی اویس احمد قادری عطاری کو کتاب معارف تاجیہ کا نذرانہ پیش کرر ہے ہیں پشت پر کڑھائی والی ٹوپی میں محمد امین قادری ساتھ میں نظیر حسن حیدری۔



سالانہ عرس مبارک حضرت قاضی بابا سیّد امجد علی شاہ تاجی کے موقعہ پر سجادہ نشین میر محمد علی تاجی۔ ساتھ میں ذیشان تاجی۔ نعمان عزیز۔ نظیر حسن حیدری۔ عرفان احمد

علاوہ ہندوستان، پاکستان اور دنیا کے دیگر ممالک میں سینکڑوں جگہ منایا جاتا ہے۔ کراچی میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دو فیض یافتہ حضرات بابا یوسف شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ (میوہ شاہ قبرستان) اور حضرت قاضی بابا سیّد امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ (سی ون ایریا قبرستان، لیاقت آباد) میں آرام فرما ہیں۔ یہاں اِن ہی تاریخوں میں تین روز تک عُرس مبارک شایانِ شان طریقے سے منایا جاتا ہے۔ اِس کے علاوہ بھی کراچی کے بیشتر علاقوں میں عقیدت مند ومُریدین عُرس مناتے ہیں۔

عُرس بدعت نہیں:

قرآن کریم دستورِ اسلامی ہے اور حدیث شریف اُس کی عملی تعبیرات پر مشتمل ہے۔ یہی دو اسلام کے حقیقی مآخذ ہیں۔ لیکن فرقہ بندی سے جو مسائل پیدا ہوتے ہیں اُن میں بے شمار معاملات جزئیات کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ کسی احاطہ میں نہیں آتے۔ اس کے لیے سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اِن کے استخراج کے لیے قرآن وحدیث کی روشنی میں اجتہاد کا حکم دیا ہے۔ نئے علوم اور اچھی بات کو پسند کرتے ہوئے اُن سے اِستفادہ حاصل کرنے کی ترغیب دی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''حکمت ودانائی کی بات مؤمن کا گمشدہ سرمایہ ہے، جہاں بھی اُس کو پائے وہی اُس کا سب سے زیادہ حقدار ہے۔'' (سنن ابن ماجہ۔ حدیث نمبر: 4169)

اِن واضح احکامات کے باوجود اپنی اَنانیت کے بُت بنا کر ایک دوسرے پر کُفر اور بِدعت کے فتوے عام ہوتے جا رہے ہیں۔ اُن حضرات کو غور کرنا چاہیے کہ بہت سے ایسے مسائل اور نئی نئی ایجادات جو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیاتِ ظاہری میں نہ تھیں، بعد میں اُمّت کی بھلائی، آسانی اور راہِ مستقیم کے لیے اجتہاد سے عمل میں لائی گئیں اور آج بھی اُن پر عمل ہو رہا ہے۔ مخلوقِ خدا فائدہ اُٹھا رہی ہے۔ کیا یہ سب سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیاتِ ظاہری میں تھا، جو اَب ہے۔ پھر یہ سب بھی بِدعت ہے لیکن اِس کو بِدعت نہیں کہا جاتا۔ مثلاً زمانہ قدیم میں حج کی سعادت پیدل سفر کر کے حاصل کی جاتی تھی، اَب ہوائی جہاز کے ذریعہ۔ پہلے ذِکر اُنگلیوں پر کیا جاتا تھا اب تسبیح کے دانوں بلکہ خودکار (Automatic)

مشین کے ذریعہ بھی۔ تقریر وعظ منبر اور مسجد میں بیٹھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب ہی خود کرتے تھے۔ اَب لاؤڈ اسپیکر، ریڈیو، ٹی وی، براہِ راست یا ریکارڈ شُدہ کے ذریعہ بھی ہو رہا ہے۔ نوافل پنج گانہ، تراویح رمضان المبارک موجودہ شکل میں رائج نہ تھیں، ملٹی اسٹوری مکانات ومساجد کی تعمیرات کو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود ناپسند فرمایا۔ آج مدینہ منورہ اور تمام مسلم ممالک میں فلک بوس عمارات تعمیر ہو رہی ہیں۔ دورِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور دورِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں قرآن مجید میں اَعراب کا رواج نہ تھا، بعد میں عجمیوں کے صحت ادائیگی الفاظ کی خاطر اعراب لگائے گئے، پہلے نسخہ جات قلمی ہوتے تھے۔ اَب لاکھوں، کروڑوں کی تعداد میں کلام پاک اور احادیث مبارکہ اور تمام دینی کتابیں پریس میں چھپتی ہیں۔ جیسا کہ عرض کر چکا ہوں یہ سب کچھ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں نہ ہوتا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اِن تمام بِدعات کو اپنا لیا گیا۔ اِسلام تمام وکمال آج بھی وہی ہے جو قرآن وسُنّت میں موجود ہے۔ واضح یہ ہوا کہ بِدعت وکُفر کے فتوے اَنا، ذاتی اختلافات، یا جاہ واقتدار کی وجہ سے ہیں۔ دورِ صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور مؤمنین وصالحین نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جو کچھ سُنا ہے، اُس پر عمل کر کے دکھایا۔ یہی وجہ ہے کہ مخلوق اُن کی ہدایت اور رہنمائی پر پورا پورا بھروسہ کرتی تھی۔ اُن کی جماعتیں تبلیغ کے لیے نکلتیں، مخلوق کو اسلام کی دعوت دیتیں، اُن کی پُرخلوص دعوت پر کروڑوں غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ اُس کے بعد بزرگانِ دین اور عالم باعمل حضرات نے اِس فرضِ منصبی کو انجام دینا شروع کیا (ایک مرکز پر رہتے ہوئے) اور مخلوقِ خدا کو اِسلام کی دولت سے مالا مال کرتے رہے۔ باری تعالیٰ نے انہی حضرات کے بارے میں حکم دیا کہ مسلمانوں میں ایک ایسی جماعت رہنی چاہئے جو لوگوں کو دین کی طرف بُلاتی رہے اور مسلمان اِس جماعت سے وابستہ رہیں۔ مسلمانوں کے یہ مراکز جب تک اِن خصائص کے خُوگر رہے، کوئی فروعی اختلاف پیدا نہ ہوا۔ جوں جوں یہ مراکز ٹکڑیوں میں بٹ کر بصیرت سے محروم ہوئے، ابتری اور انتشار کی نذر ہو گئے۔ تبع تابعین کے بعد اولیاء اللہ کا دور آیا، اِن ہی اولیاء کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَ

جَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ○ (سورۃ المائدہ: آیت ۳۵)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اِس اُمید پر کہ فلاح پاؤ۔

ایک اور آیت مبارکہ میں ارشاد ہوا:

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ

(سورۃ بنی اسرائیل: آیت ۵۷)

ترجمہ: وہ مقبول بندے جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ اُن میں کون زیادہ مقرب ہے، اُس کی رحمت کی اُمید رکھتے اور اُس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

مقربین بارگاہ ربّ العزت ہی وہ وسیلہ ہیں، جن سے تعلق کے لیے حکم دیا جا رہا ہے۔ اور یہ مقربین اہل ذکر ہیں۔ چنانچہ فرمایا:

فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ○ (سورۃ النحل:۱۲۸)

ترجمہ: اے لوگو! اگر تم نہیں جانتے تو علم والوں سے پوچھو۔

جو راسخین فی العلم ہیں کہ علوم ظاہری و باطنی پر اُنہیں دسترس حاصل ہے اور وہ اہل بصیرت ہیں، اِس تجدید تاکید کو سرسری نہ سمجھنا چاہیئے کیونکہ دین کی نعمت قرآن خوانی پر منحصر نہیں۔ اِس کے لیے صاحبِ قرآن کی رہنمائی حاصل کر کے عمل کیا جائے۔ (وَ جَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ)

قرآن کریم بلاشبہ شفاء ہے اور ہم بیمار۔ لیکن جس طرح کہ ہر بیمار طب کی کتاب سے نسخہ نکال کر صحت یاب نہیں ہوسکتا، اِس کو ایک ماہر طبیب کی ضرورت ہوتی ہے۔ اِسی طرح امراضِ روحانی کے لیے بھی ایسے ہی ایک روحانی طبیب وحاذق کی لازمی ضرورت ہے۔ ایسا طبیب جو قرآن کے نسخہ شفاء سے اُن کا علاج کر سکے۔ یہ منصب و مقام بزرگانِ دین اولیاء اللہ، عالم باعمل کا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ کی روشنی میں اِن رہنماؤں

کی پیروی کریں۔ اِس واضح ارشاد کے باوجود جو اس پر عمل نہیں کرتے، ان کے لیے اللہ ربّ العزت فرماتا ہے:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۚ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا○

(سورۃ النساء:۱۷۶)

ترجمہ: اور جو رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا خلاف کرے بعد اُس کے کہ حق راستہ اُس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جُدا راہ چلے ہم اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اُسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بُری جگہ پلٹنے کی۔

اِس ارشاد ربّانی کے بعد بھی صرف اپنی اَنا کی خاطر فرقوں میں بٹتے جا رہے ہیں۔ ہر فرقہ خود کو برحق سمجھتا ہے۔ یہ اُمّت مسلمہ کے انحطاط کا سبب ہی نہیں، خود اُن کے اعمال کو بھی اَکارت کر رہا ہے۔ غور کیا جائے تو اِس تمام گُمراہی کا حقیقی سبب یہ ہے کہ قرآن و حدیث کو سمجھنے کے لیے صرف و نحو اور لغات دانی ہی کو کافی سمجھ لیا گیا ہے۔ تاویلات کے لیے اپنی ذہانت پر بھروسہ، حالانکہ یہ ظاہری علم والے قرآن کے اِس دعویٰ کو بھی خوب سمجھتے ہیں۔

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ۭ (سورۃ البقرۃ:۲۶)

ترجمہ: اللہ بہت سے لوگوں کو اِس کے ذریعے گُمراہ کرتا ہے اور بہت سے لوگوں کو ہدایت عطا فرماتا ہے۔

ایک اور جگہ واضح ارشاد ہے۔

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ (ڈرنے والوں کی رہنما ہے)

صاحبانِ تقویٰ کے لیے ہے اور سنّت الٰہیہ یہی ہے کہ ہدایت کے لیے ہادی ضروری ہے، لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ۔

یہ ہادی اُمّت مسلمہ کے لیے اَصالتاً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نیابتاً خلفاء راشدین، صدیقین، صالحین، اولیاء اُمّت ہیں۔ جو واسطہ ہیں اسلام کے ہم تک پہنچنے کا۔ لہٰذا یہ اَمر مسلمہ ہے کہ

دین محض کتاب خوانی سے حاصل نہیں ہوتا۔

نہ کتابوں سے نہ کالج کے اَثر سے پیدا
دین ہوتا ہے بُزرگوں کی نظر سے پیدا

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا:

یک زمانہ صحبت با اولیاء
صد سالہ طاعت بے رِیا

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تکمیل علوم متدالہ کے باوجود میں جس کمی کو شدّت سے محسوس کرتا تھا وہ علم احوالِ قلب تھا۔ جس کے حصول کے بعد ہی میں نے جانا کہ مجلّہ علوم نا قلہ وتقلید کی حقیقت ہے اور اگر میں اِنہی علوم پر اکتفا کر لیتا تو مجھے زندیقی سے کبھی نجات نہ مل سکتی۔ غور فرمائیں: قرآن وحدیث مبارکہ سے واضح ہو گیا کہ اہل اللہ کی صحبت اور اُن کی رہبری ضروری ہے۔

تمنا دردِ دل کی ہے تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتی یہ دولت بادشاہوں کے خزینوں میں
نہ پوچھ اِن خرقہ پوشوں کی، ارادت ہو تو دیکھ اُن کو
ید بیضاء لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

جیسا کہ پہلے عرض کر چکا ہوں بہت سے ایسے معاملات، نئی نئی ایجادات جن کا واضح ذکر قرآن وحدیث میں نہیں ملتا۔ اُن میں بے شمار ایسے معاملات ہیں، جن سے مخلوق کو فائدہ پہنچ رہا ہے اور دین کی تبلیغ میں بھی مدد ومعاون ثابت ہو رہے ہیں، لیکن اَنا کے پُجاری بغیر اجتہاد اپنی ہوس واقتدار کی خاطر دوسروں پر کُفر اور بِدعت کے فتوے عائد کرتے ہیں۔ اِنہی مسائل میں ایک اہم مسئلہ اولیاء اللہ کے عُرس مبارک کا بھی ہے۔ لہٰذا عُرس کی مختصر تشریح کے ساتھ قرآن وسُنّت اور بُزرگوں کے اقوال کہ عُرس بِدعت نہیں، قارئین کی خدمت میں پیش ہیں:

تمام ممالک اسلامیہ، برصغیر پاک وہند (سوائے سعودی عرب) عوام کی اکثریت محافل میلاد، سلام وقیام اور عُرس وفاتحہ کو مستحسن سمجھتی ہے اور صدیوں سے اِس پر عمل پیرا ہے۔

عرب میں بھی آلِ سعود سے قبل یہ سب مروّج رہا لیکن منافقین جن میں کرنل لارنس، قادیانی، بہائی خصوصی طور پر عبدالوہاب نجدی وغیرہ نے ایسی تحریکیں چلائیں جن کا ساتھ اُن کے غیر مسلم آقاؤں نے دِل کھول کر دیا اور دے رہے ہیں۔ اُن میں ہمارے ہی بھائی جو خود کو اہل سُنّت کہتے ہیں، بھی شامل ہیں۔ ایسی سب تحریکوں کا مقصد یہ ہے کہ کسی طرح اُمّت محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دِلوں سے عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نسبت اولیاء کے جواہر کو نکال دیں۔ اللہ کے کرم سے اِن بدبختوں کو اپنے اِس فعل شنیع میں خاطر خواہ کامیابی تو نہ ہوئی البتہ مسلمانوں کے دِلوں میں فتنہ وتذبذب کا بیج ڈال دیا۔ اِس تذبذب کی وجہ سے ہم ایک دوسرے کے اعتقادات کا بَرملا اظہار کرنے سے احتراز کرنے لگے۔ لہٰذا ضرورت اِس بات کی ہے کہ ہم اہل سُنّت اپنے ایمان، دین اور اپنے اعتقادات کے تحفظ کے لیے دین سے واقفیت حاصل کریں اور سختی سے اَپنے ایمان، دین اور اعتقادات پر قائم رہیں۔

اِن ہی اعتقادات میں ایک اہم مسئلہ عُرس مبارک کا ہے۔ اِس پر بھی مندرجہ بالا فرقے معترض رہے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آج حضرت قبلہ وکعبہ قاضی بابا صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے عُرس مبارک کے موقع پر عُرس کی تعریف میں چند الفاظ آپ حضرات کے گوش گزار کر دوں۔ پانچویں ایڈیشن کے لئے جشن یوم ولادت مِلا ہے۔ جس میں کرم کی بارش ہو رہی ہے۔

عُرس:

لفظ عُرس، تمام علماء اہل تصوف اِس امر پر متفق ہیں کہ لفظ عُرس کا انبساط مشہور حدیث نبوی **نمکتومته العُرس** سے لیا گیا ہے۔ نیز دنیاوی رسوم میں شادی کے روز زَن و شوہر کی یکجائی کو عُروسی ہی کہا جاتا ہے۔ اِسی طرح اولیاء ومُرشدانِ طریقت کے محبوبِ حقیقی و رفیق اعلیٰ سے وصال کے دن کو کہ جب انہیں **نَمۡ کَنَوۡمَةِ الۡعُرُوۡس** کا مُژدہ جانفزا سُنایا جاتا ہے جو زندگی کا حاصل، سب سے بڑی اور حقیقی مُسرت نیز فوزِ عظیم کا دن ہوتا ہے۔ اُسے یوم العُروس سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ایک اور وضاحت کرتا چلوں۔ ارشاد نبوی ہے کہ:

اَلدُّنۡيَا سِجۡنَ الۡمُؤۡمِنِ وَجَنَّةُ الۡكَافِرِ

ترجمہ: دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔

اَب سمجھ لیں کہ جس دن مؤمن کو قید سے رہائی، ایمان پر خاتمہ، اَبدی نجات کا پروانہ جانفزا ہاتھ آئے۔ اُس دن سے بڑھ کر کون سا خوشی کا دن ہوگا۔ لہٰذا اُن کے لیے یہی شادی کا دن قرار پاتا ہے۔ مشیتِ الٰہی یوں ہے کہ ہر سال جب وہی ساعتِ وصال آتی ہے تو صاحبِ مزار کی روح پُر انوار و کیفیات عُود کر آتی ہیں، جو باعث یادِ مسرت ہوتی ہیں۔ اِس روح پرور موقع پر مالکِ اعلیٰ کی تمام اَرواح بھی روحِ مؤمن کے ساتھ اِس خوشی میں مشارکت کرتی ہیں۔ اَب خود ہی غور فرمائیں کہ مالاءِ اعلیٰ کی اَرواحیں جب یک جا ہو جائیں تو اُس جگہ فیضان کی عظیم بارش ہوگی اور وہ تمام اربابِ نسبت معتقدین متوسلین و حاضرین کی توجہ صاحبِ مزار کی جانب ہوگی، تو فیضان کی بارش سے سب ہی مستفیض ہوں گے۔ اسی طرح عُرس کے موقع پر جہاں عروسِ ذات سے نسبت ہوتی ہے وہاں عروسِ اُمم کی شان بھی اِسی نسبت سے تابانی کے مطابق درخشاں ہوتی ہے۔ اَب عروسِ ذات کا روپ عروسِ اُمم کی رُخسار سے چھپ دِکھلاتا ہے۔ یہی سُہاگ رات ہوتی ہے۔ اِسی عروس کا رنگ برات پر بھی کچھ اِسی طرح چڑھتا ہے کہ باراتی اِس نشہ میں مست ہو کر پکار اُٹھتے ہیں اور صاحبِ مزار کے اَنوار کی شان زمانہ پر چھا جاتی ہے:

پھر سے براتِ اُمم دھوم سے اُٹھے گی وَلی
قسمت ملت بیضاء کی سحر دیکھیں گے

تعین یوم:

قوم بنی اسرائیل کو جس دن فرعون سے نجات ملی وہ یومِ عاشورہ تھا۔ یہ دن اُن کے لیے خوشی کا دن قرار دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس دن کو ایام اللہ میں شمار فرمایا۔ اس دن کو یاد رکھنے کا خصوصی حکم دیا۔ خصوصی بات یہ ہے کہ برگزیدگانِ خدا کے لیے تین دنوں کو اہم قرار دیا گیا اور اِن دنوں پر سلام بھیجنے کی واضح ترغیب دی گئی۔ ایک دن ولادت کا، دوسرا دن وفات کا اور تیسرا دن دوبارہ زندگی کا۔ ارشادِ خداوندی ہے:

وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا○

(سورہ مریم: آیت ۱۵)

ترجمہ: اور اُس (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) پر سلامتی ہے جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ فوت ہوگا اور جس دن وہ زندہ اُٹھایا جائے گا۔

اولیاء اللہ کے یومِ وصال کو جو اہمیت حاصل ہے اُسے یاد رکھنے اور اُن کی حیاتِ دینوی کی طرح بعد از وِصال استفادہ کے بعنوان ''عُرس'' جو دن مقرر ہے، اُس میں کئی دیگر مصلحتیں ہیں۔ اسی موضوع پر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ ''کلیاتِ امدادیہ'' میں فرماتے ہیں:

''مقصود ایجار سم عُرس سے یہ تھا کہ جب سلسلہ کے لوگ ایک تاریخ میں ایک جگہ جمع ہو جائیں، باہم ملاقات بھی ہو جائے اور صاحبِ قبر کی روح کو قرآن و طعام کا ثواب بھی پہنچایا جاوے، یہ مصلحتاً تعین یوم میں ہے۔ اب رہا سوال وفات کے دن کا تعین کیوں؟ تو اِس میں اسرارِ مخفیہ ہیں، اِن کا اظہار ضروری نہیں۔ یہ تو حضرت امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

اَب برادرانِ طریقت کیا فرماتے ہیں؟

کسی شیخ کے عُرس مبارک پر مشائخ طریقت، علماء کرام، برادرانِ دین، اعزا و اَقربا، مُحبین۔ متوسلین، مُریدین اور معتقدین جمع ہوتے ہیں۔ زیارتِ مزار کے ساتھ تلاوتِ کلام پاک، ذکر، صدقات، خیرات، غرباء میں تقسیم لنگر عام وغیرہ کا اہتمام بھی ہوتا ہے۔ اِس اجتماع میں اولیاء و مشائخ، علماء کرام، مبتدی و منتہی سب ہی طالبانِ حق موجود ہوتے ہیں۔ اِن سب کی موجودگی کا روحانی اور دنیاوی فائدہ یہ ہوتا ہے کہ مبتدی پر منتہی کا عکس اور مختلف رَنگ اور فیوض کے یکجا ہونے سے روحانی منازل طے کرنے میں مدد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔ اِن تمام اُمور میں کہیں بھی سُنّت کی مخالفت نہیں ہوتی، بلکہ تمام اُمور مباح ہیں۔ عُرس کی رَسوم میں گُل پوشی، چادر پوشی، فاتحہ، لنگر، روشنی مقابر، محفل سماع بھی شامل ہے۔ دنیا بھر کے مسلمان بموقع زیارتِ قبور پر پھول ڈالتے ہیں۔ بموقع عُرس اِس کا خصوصی اہتمام ہوتا ہے۔ اس پر بھی اعتراض ہے جو بالکل مہمل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بالاتفاق یہ ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیری کے تر و تازہ پتّے دار شاخ کو قبر پر رَکھا اور چونکہ تَر پھول میں

زندگی ہوتی ہے، جب تک پھول یا پتّی تَری میں رہتی ہے، اُس وقت تک وہ اللہ کی تسبیح و تہلیل کرتی ہے، جس کا ثواب صاحبِ قبر کو مِلتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا گُزر ایسی دو قبروں پر ہوا جن میں عذاب ہو رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اِن کو عذاب کسی بہت بڑی بات پر نہیں ہو رہا ہے صرف یہ کہ اُن میں ایک شخص پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا شخص چغل خوری کیا کرتا تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کھجور کی ایک ہری ڈالی لی اور اُس کے دو ٹکڑے کر کے دونوں قبروں پر ایک ایک ٹکڑا گاڑ دیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! آپ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ شاید اُس وقت تک کے لیے اُن پر عذاب کچھ ہلکا ہو جائے جب تک یہ خشک نہ ہوں۔

(صحیح بخاری: حدیث نمبر: 1361)

غرائب اور کنز العمال میں مذکور ہے کہ گُلاب اور خوشبودار پتّوں کا قبروں پر ڈالنا اچھا ہے کیونکہ جب تک وہ تر و تازہ رہیں گے، تسبیح کریں گے۔ اور میّت کو اُن کی تسبیح سے اُنس حاصل ہوگا۔

اسی طرح عالمگیری کتاب الکراہتہ میں لکھا ہے: ''قبروں پر پھول ڈالنا اور خوشبو رکھنا اچھا ہے۔''

مذکورہ ارشادِ نبوی کی شرح فرماتے ہوئے مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ شریف ''اشعت اللمات'' جلد اول صفحہ ۱۶۱ پر فرماتے ہیں۔ یعنی حدیث سے قبور پر سبزہ و گُل پاشی کے لیے تمسک کیا گیا ہے۔ طحطاوی علی مراقی الفلاح صفحہ ۲۶۴ پر مذکور ہے۔ ہمارے متاخرین اصحاب میں سے بعض آئمہ نے فتویٰ دیا ہے کہ ''ہمارے زمانہ میں قبور پر پھول اور تَر شاخیں ڈالنے کا دستور رہا ہے۔ یہ سُنّت ہے اور حدیث سے ثابت ہے۔

چادر پوشی:

مزاراتِ اولیاء پر چادر پوشی ہوتی ہے، بلکہ روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ہر دو صحابہ رضی اللہ عنہم کے

مزارات پر غلاف ہے۔ اِس کے علاوہ تمام بلادِ اسلامیہ میں سلف صالحین کے مزارات کا عام رواج ہے۔ مقابر اولیاء پر چادر پوشی کو غلاف کعبہ سے اَخذ کیا گیا ہے۔ اِسی طرح دوسری عبادت گاہوں پر خانہء کعبہ کو فضیلت دی گئی ہے۔ اسی طرح قبورِ اولیاء کو عام قبروں پر فضیلت حاصل ہے، تاکہ اولیاء کے اِن مزارات کی تعظیم کی جائے۔ اُن کی بے حرمتی نہ کی جائے اور زائرین اُن کی زیارت سے مستفیض ہوں۔ کعبہ اطہر کو اپنے پروردگار سے شرف بیتی کی نسبت شرف حاصل ہے جب کہ انسان مظہر اسماء صفات باری تعالیٰ ہے۔ کعبہ مظہر صفات ہے، مگر عبد مؤمن مظہر ذات ہے۔ قرآن بھی صفت کلام کا مظہر ہے یا کعبہ مظہر ہے۔ اس لحاظ سے حقیقتِ مؤمن حقیقتِ کعبہ اور حقیقتِ قرآن سے فائق ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے کہ ''قسم مکّہ کی'' اس لیے نہیں کھائی گئی کہ اس میں کعبہ ہے بلکہ اس لیے کھائی گئی ہے کہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف فرما تھے۔ جو اِس امر کی دلیل ہے کہ حقیقتِ عبد حقیقتِ کعبہ سے بڑھ کر ہے۔ ہر دور میں فقہائے اُمّت نے مقابر اولیاء پر چادر پوشی کو جائز رکھا۔ چنانچہ حضرت علامہ محمد ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ میں لکھتے ہیں اس سے مقصود عوام کی نگاہ میں مزاراتِ اولیاء اللہ کی تعظیم پیدا کرنا ہے کہ جس مزار پر کپڑے، عمامے رکھے دیکھیں مزار ولی اللہ جان کر اُس کی تحقیر سے باز رہیں اور خشوع و ادب سے حاضری دیں۔ اِس لیے کہ اولیاء کرام کی روحیں وہاں حاضر ہوتی ہیں اور اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔

تفسیر روح البیان جلد اول صفحہ ۴۸۷ میں شیخ عبدالغنی نابلیسی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''کشف النور عن اصحاب القبور'' سے اقتباس نقل کرتے ہوئے لکھا ہے جو بدعتِ حسنہ مقصودِ شرع کے مطابق ہو، اُس کا نام بھی سُنّت ہے۔ لہٰذا علماء، اولیاء اور صلحاء کی قبروں پر چادریں عمامے یا دوسرے کپڑے رکھنا جائز ہے۔ بشرطیکہ اس کا مقصد لوگوں کی نگاہوں میں اُن کی تعظیم پیدا کرنا ہو۔ حضرت عبیداللہ درّانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب عُرس کی معنویت میں فرماتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ بِدعت کا اطلاق صرف اُن اُمور پر ہوتا ہے کہ جب کسی نئی بات کو داخل دین کر لیا یا پھر بدعت وہ اُمور ہیں جو رافع سُنّت ہوں، جب کہ عُرس سے کوئی سُنّت ترک نہیں ہوتی بلکہ طالبانِ حق کو بے شمار فوائد اور فیوض عرس کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں اور

عالم اسلام کا ایک بڑا طبقہ اُن سے اِستفادہ کا قائل ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ عُرس اور چادر پوشی مزارات کی غایت تعظیم ہے اور مؤمنوں اور اُن کے مقابر کی تعظیم کا حکم سُنّت نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے۔ استنباطِ کلام یہ ہے کہ مقابر اولیاء بھی شعائر اللہ میں داخل ہے، جن کی حُرمت و تعظیم مسلمانوں پر واجب ہے۔

مزارات کی زیارت:

قارئین کرام! امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک بُزرگ کا قول پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

امام صاحب فرماتے ہیں:

قَبَرُ مُوْسٰی الْکَاظِم رضی اللہ عنہ تَرْیَاق مُجَرِّب لَا جَابَۃُ الدُّعاء

یعنی: ''امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی قبر شریف مقبولیت دعا کے لیے آزمایا ہوا تریاق ہے۔''

بھجتہ الاسرار میں (مترجم) مولانا پروفیسر سیّد احمد علی شاہ بٹالوی فرماتے ہیں ''میں نے اولیاء امّت میں حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ عقیل رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ حیواۃ بن قیس حرانی رحمۃ اللہ علیہ اُن چاروں بُزرگوں کو دیکھا کہ اپنے زمانہء حیات کی طرح بلکہ اُس سے بھی زیادہ اپنی قبور میں تصرف کررہے ہیں۔

قارئین کرام! یہ بھی واضح ہوگیا کہ وصال کے بعد ولی کامل اپنی حیات ظاہری سے بھی زیادہ قبور میں تصرف کررہے ہیں۔

(قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی عفی عنہ)

☆☆☆

سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ
کے فیض یافتہ حضرات وخواتین
جن میں بعض حضرات نے مُرید بنائے اور بعض نے ویسے ہی مخلوق کو فیض پہنچایا

میرے آقا و مولا شہنشاہِ ہفت اقلیم رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق ''سوالاکھ وَلی بناؤں گا'' یقیناً آپ نے سوالاکھ ولی بنائے ہوں گے۔ لیکن سب کا علم تو میرے سرکار ہی کو ہوگا۔ ویسے سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے ہر بچے کو بہت سے فیض یافتہ بچوں کا علم ہوگا۔ یوں تو سرکار کا ہر نظر پروردہ ایک فیض رساں شخصیت ہے، چونکہ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر اویسی نسبت غالب تھی۔ یہ اُسی نسبت کا اثر ہے۔ میں (قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی عفی عنہ) جو کچھ سمجھ سکا (یہ سرکار ہی کا کرم ہے) وہ یہ ہے کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے جس پر بھی نظر ڈالی کُندن بنا دیا۔ ویسے ہر حاضر ہونے والے کا اپنا معاملہ تھا۔ اُس نے اگر دنیا چاہی اُسے بھرپور دنیا ملی۔ جس نے اللہ کو چاہا، میرے بابا نے اُسے ولی بنا دیا۔ ان میں بعض نے مُرید بنائے۔ خلافتیں دیں اور بعض نے بغیر مُرید بنائے لاکھوں کو فیض پہنچایا۔ پیر اور مُرید کے تعلق سے میرے آقا کا ایک فرمان پہلے بھی عرض کر چکا ہوں۔

''مُرید بیعت ہونے کے تین دن کے اندر سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر نہ ہوتو سمجھ لے کے مُرید، مُرید نہیں۔ اِسی سے پیر کا حال بھی سمجھ میں آجائے گا۔''

سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ حضرات، خواتین اور دیگر مذاہب کے افراد کے اسماء گرامی مختلف حصوں میں پیش کررہا ہوں۔ ان میں جن کے حالات زندگی حاصل ہوسکے وہ بھی مختصراً لکھے ہیں۔ یہ واضح کردوں کہ حصوں سے مُراد مَراتب کا تعین نہیں ہے۔ مَراتب تو سرکار بابا

صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی بہتر جانتے ہیں۔ ہماری نظریں تو یہ دیکھ رہی ہیں کہ میرے مولا کا ہر بچہ اپنی جگہ آفتاب ہے۔ ہمیں تو صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ میرے مولا کی خدمت میں مادرزاد ولی بھی تھے، دیگر سلاسل کے خلفاء بھی، خواتین بھی اور دیگر مذاہب کے افراد بھی فیض سے نوازے گئے۔ یہ سرکار کے اس قول کے مطابق ہے "طالب کو اُس کی طلب کے مطابق تعلیم دیتا ہوں۔"

(قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی عفی عنہ)

☆☆☆

اَسماء گرامی

نمبر ا: یہ حضرات مادَرزاد ولی ہوئے اور حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر مخلوق کو فیض پہنچاتے رہے۔

(۱) حضرت خواجہ علی امیر الدین المعروف خواجہ بابا صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ

(۲) حضرت خواجہ قادر محی الدین المعروف بمبئی والے بابا تاجی

(۳) رسول بابا صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ (۴) بچّو بابا صاحب تاجی

(۵) عبدالغنی بابا صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ (۶) موزلیس بابا صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ

(۷) قدوس بابا صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ

(۸) مریم بی امّاں صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ -- جن کو سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحیم کا خطاب عطا فرمایا تھا۔ حضرت قاضی بابا صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا شمار بھی اِس زمرے میں کیا ہے۔

نمبر ۲:

وہ حضرات جو براہِ راست بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے (بچّے کہلائے) اور سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے فیض سے مالا مال ہوئے۔ اُن کے اسماء گرامی یہ ہیں:

(۱) انسان علی شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ (۲) کملی شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ

(۳) کلّے بابا صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ -- جن کی شہرت واکی شریف میں خوب ہوئی۔ وہیں

آپ کا وصال ہوا۔

(۴) شمشیر خان صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ (۵) مدراسی نانا صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ

(۶) اللہ کریم بابا صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ (۷) سید شوکت علی شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ

(۸) لیاقت علی شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ (۹) ودا باوا صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۰) حکیم نعیم الدین شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ (۱۱) دوا باوا (ہوشنگ آبادی) تاجی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲) عبدالرحمٰن چیف صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳) سٹی عبدالجبار صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۴) بابا خدارحم صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ (۱۵) حکیم سخاوت علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۶) قاضی احمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ (۱۷) بابا محمد حسین شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۸) گارڈ سید محمد سبحان شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ (۱۹) خلیفہ عبدالرشید صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۰) غلام رسول صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ (۲۱) خورشید علی صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۲) دیوانے شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ (۲۳) ٹائیگر مستان صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۴) عبدالکریم شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ (پل گاؤں) (۲۵) عبدالعزیز شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۶) مسکین شاہ صاحب تاجی خادم خواجہ بابا صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۷) فتح محمد شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ (۲۸) چھجو خان صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۹) فرید الدین شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ المعروف چھوٹے بابا صاحب تاجی)

(۳۰) اسمٰعیل خان تاجی رحمۃ اللہ علیہ (کانپوری) (۳۱) ننگے بابا صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ

(۳۲) سیّد احمد پٹیل صاحب تاجی --- آپ کے متعلق سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ اِس پٹیل میں بائیس ولیوں کی طاقت ہے۔

(۳۳) سید حسین صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ (۳۴) قادر اولیاء رحمۃ اللہ علیہ (وجیانگر)

(۳۵) فرید الدین شاہ صاحب تاجی المعروف کریم بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کا قیام تاج آباد شریف رہا۔ (۳۶) سرور شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ

(۳۷) قاضی بابا سید امجد علی شاہ صاحب تاجی (بمبئی سے پاکستان کراچی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے ہجرت کی اور قیامِ پاکستان کے فوری بعد سلسلہ تاجیہ پاکستان کی بنیاد

رکھی۔ خانقاہ تاجیہ امجدیہ (سی ون ایریا قبرستان، لیاقت آباد، کراچی) نومبر 1948ء میں قائم کیا۔ جہاں سے آج بھی شہنشاہِ ہفت اقلیم رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان جاری وساری ہے)

(۳۸) سید سیدو شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ (۳۹) سید عبدالرب شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ

(۴۰) چاند بابا صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ (۴۱) سید عبدالرحمٰن تاجی رحمۃ اللہ علیہ (منصور کے ماموں)

(۴۲) منو میاں صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ (۴۳) تاج محمد صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ

(۴۴) گیادین بھائی صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ (۴۵) حسن بھائی صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ

(۴۶) بابا عبدالرحمٰن خان تاجی رحمۃ اللہ علیہ (۴۷) حکیم ظفر حسین شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ

(۴۸) امدو پہلوان صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ (۴۹) بابا عبدالصمد تاجی رحمۃ اللہ علیہ (جائیس والے)

(۵۰) منصور بابا صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ (۵۱) محمد عبدالشکور گیلانی تاجی رحمۃ اللہ علیہ

(۵۲) باشو بابا صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ---سرکار کے حکم سے ولی ہی پیدا ہوئے۔

(۵۳) داروغہ عزیز الحق تاجی رحمۃ اللہ علیہ (۵۴) عارف اللہ شاہ عرف بنڈل شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ

(۵۵) قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ (کراچی میں قاضی سید امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین تھے۔ خانقاہ تاجیہ امجدیہ کے سرپرست تھے۔ بابا سرکار کے حکم سے پیدا ہوئے۔ پیدا ہوتے ہی خلافت سے سرفراز فرمایا۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے ہی میر محمد نام رکھا۔ 11 فروری 2020ء کو 97 سال کی عُمر میں ظاہری پردہ فرمایا۔ خانقاہ تاجیہ امجدیہ (سی ون ایریا قبرستان، لیاقت آباد، کراچی) میں اپنے والد قاضی سید امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں مدفون ہیں)۔

(۵۶) پونے والے بابا جان تاجی رحمۃ اللہ علیہ

ان کے علاوہ اور جن حضرات کے علم میں سرکار کے فیض یافتہ حضرات کے نام ہوں لکھ کر روانہ کریں تو آئندہ اشاعت میں شامل کر لیے جائیں گے۔

نمبر ۳:

مندرجہ ذیل اسماء گرامی اُن حضرات کے ہیں جو دیگر سلسلوں میں بیعت تھے، اُن میں

ایسے حضرات بھی ہیں جو اپنے سلسلہ کے خلیفہ مجاز بھی تھے۔ سرکار میں اپنے بزرگوں کی اجازت سے تشریف لائے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا نوازا کہ پھر سرکار رحمۃ اللہ علیہ ہی کے ہو گئے۔ اور تاجی سلسلہ کے فروغ میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ سلسلہ تاجیہ ہی میں لوگوں سے بیعت لی۔ خلافتیں عطا کیں۔ میرے مولا کے کرم سے اُن کے سلسلہ کے لوگ بھی فیض پا رہے ہیں۔ اُن حضرات کی جو خصوصی بات سُنی گئی ہے وہ یہ ہے کہ اُن لوگوں نے مُرید کو اپنا مُرید نہ سمجھا بلکہ سرکار ہی کا سمجھا۔ اور مُریدوں کے دل میں بھی یہ بات ڈال دی کہ فیض تم لوگوں کو سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی سے حاصل ہوگا۔ ہماری ڈیوٹی تو اِتنی ہے کہ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے رجسٹر میں تمہارا نام لکھوا دیں۔

(۱) حضرت مولانا عبدالکریم شاہ صاحب المعروف بابا یوسف شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ صابری سلسلہ کے خلیفہ مجاز (قیامِ پاکستان کے بعد آپ کو یہاں آنے کا حکم ہوا، مگر یہاں آنے کے پندرہ دن کے بعد ہی اِس دنیائے فانی سے رخصت ہو گئے۔ آپ کے بعد بمبئی میں قاضی سید امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ کو روحانی حکم ہوا۔ آپ یہاں تشریف لائے اور سلسلہ تاجیہ پاکستان کی بنیاد رکھی)

(۲) مسکین شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ (سلسلہ شطاریہ)

(۳) محمد غوث صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ بھی کسی سلسلہ سے بیعت تھے

(۴) مخدوم عبدالشکور صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ (کے مرشد پنکھے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

(۵) اخون صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ (۶) سید جان شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ

(۷) حافظ جی بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ (سیالکوٹ) (۸) مولانا نجم الدین شاہ قادری تاجی رحمۃ اللہ علیہ

(۹) سید ملنگ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ (۱۰) قاضی علیم الدین چشتی تاجی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۱) عبدالخالق تحصیلدار تاجی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲) ماٹی ملے شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۳) مدینہ علی شاہ صاحب (بہاری بابا) تاجی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۴) صوفی محبت شاہ صاحب فضل حسینی تاجی رحمۃ اللہ علیہ (۱۵) منصور شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۶) سید قاسم علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ (خاندیش) (۱۷) دلبر شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ (پوسد)

(۱۸) حکیم ابراہیم خان صاحب تاجی (برہانپور) رحمۃ اللہ علیہ

نمبر ۴: فیض یافتہ مستورات:

(۱) مریم بی امّاں صاحبہ تاجی (آپ کا اسم گرامی نمبر ایک میں بھی آچکا ہے)

(۲) بی امّاں صاحبہ تاجی (۳) شیرا امّاں صاحبہ تاجی)

(۴) پیدڑے والی امّاں صاحبہ تاجی (۵) جنگلی امّاں صاحبہ تاجی

(۶) الطاف کی امّاں صاحبہ تاجی (۷) تاج بی امّاں صاحبہ تاجی

(۸) شہزادی امّاں صاحبہ تاجی

(۹) خیر النساء بیگم (پاکستانی امّاں صاحبہ تاجی۔ آپ قاضی سید امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ اور مؤلف (قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ) کی والدہ ماجدہ ہیں۔ آپ پاکستان تشریف لے آئیں مگر عشق تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے باعث کچھ دنوں کے بعد واپس ناگپور شریف ہجرت کر گئیں اور وہیں وصال ہوا۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قدموں میں جگہ عنایت فرمائی اور دربار تاج الاولیاء ناگپور میں مرجع الخلائق ہیں)۔

(۱۰) نانی صاحبہ تاجی (حنیفہ بی امّاں صاحبہ تاجی) (۱۱) سکوبائی صاحبہ تاجی

(۱۲) خالہ امّاں صاحبہ تاجی (۱۳) رحمانی امّاں صاحبہ تاجی۔

(۱۴) پونے والے باباجان تاجی (آپ امّاں تھیں، لیکن آپ باباجان ہی کے نام سے مشہور ہوئیں۔ کوئی بھی آپ کو امّاں کے نام سے مخاطب نہیں کرسکتا تھا۔ آپ کو جلال آجاتا تھا۔ بلکہ ایک مرتبہ آپ نے بالکل واضح کر دیا کہ میں بابا ہی ہوں۔)

نمبر ۵: غیر مسلم فیض یافتہ:

رہ عشق میں تیرے ہندو ہیں مؤمن
ہیں مؤمن تیرے اولیاء میرے بابا

دیگر مذاہب کے افراد نے بھی سرکار رحمۃ اللہ علیہ سے فیض حاصل کیا۔ اُن کے اسماء گرامی یہ ہیں:

(۱) شنکر سائیں صاحب تاجی (۲) نیل کنٹھ راؤ صاحب تاجی

(۳) شنکر پٹیل صاحب تاجی (۴) راجہ رگھوجی راؤ بھونسلے تاجی

(۵) کاشی ناتھ راؤ پٹیل (واکی) تاجی (۶) داداجی دھونی والے تاجی

(۷) بابو ہیمنت راؤ صاحب تاجی (ایک انگریز، جسے سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے بھانگاری قبرستان میں بٹھا دیا تھا)

آج بھی دربار ناگپور شریف، چلّہ شریف، شکردرہ ناگپور، پاگل خانہ ناگپور (جہاں کے لیے خود سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا ''یہ ولی سے خالی نہیں رہے گا'') کے فیض یافتہ حضرات نے اپنے خلفاء بنائے۔ اس طرح یہ سلسلہ در سلسلہ ہندوستان، پاکستان اور دنیا کے دیگر ممالک میں سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے نمائندے تبلیغ کا کام انجام دے رہے ہیں۔ اور مخلوق کو فیض پہنچا رہے ہیں۔ میرا ایمان ہے کہ میرے آقا و مولا رحمۃ اللہ علیہ کا فیض تا قیامت اِسی طرح جاری رہے گا۔ میری نظر میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایسے عقیدت مند بھی گزرے ہیں جنہوں نے نہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی بظاہر زیارت کی، نہ فیض یافتہ حضرات کی صحبت میں رہے، بلکہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی اور حالات سُن کر یا پڑھ کر خود کو سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا ادنیٰ غلام سمجھنے لگنے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے فیض سے مستفیض ہوئے ہیں۔ لیکن وہ آگے سلسلہ چلانے کے مجاز نہیں ہوتے۔

اپنے تمام بھائیوں اور بزرگوں سے میری مخلصانہ درخواست ہے کہ وہ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔ دنیا تو فانی ہے، اِس میں مبتلا ہو کر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اصل مشن سے دور نہیں ہونا ہے۔ میرے بابا رحمۃ اللہ علیہ کا مشن تو صرف یہ تھا:

''تُو چاہیئے (اللہ)، تیرے جلوہ کے علاوہ جنت دوزخ سے مجھے کوئی غرض نہیں۔''

سرکار رحمۃ اللہ علیہ اپنے کرم سے ہمیں اپنے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں (آمین)۔

یہ واضح کر دیا ہے کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ سلسلہ بزرگ ہیں۔ آپ کے مستند خلفاء دنیا کے ہر گوشہ میں موجود ہیں اور سلسلہ کی تبلیغ کر رہے ہیں۔

ادب کی تعلیم:

میرے بابا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بچوں میں ادب کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی۔ فیض یافتہ بچوں کا حال لکھنے سے قبل سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے بچوں کے ایک دو واقعات اَدب کی تعلیم میں پیش کر رہا ہوں۔

حضرت مولانا عبدالکریم شاہ صاحب تاجی المعروف بابا یوسف شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ ایک روز دربار میں سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے روضہء مبارک کے باہر بیٹھے ہوئے تھے۔ مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مُرید نے مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گلے میں ایک پھولوں کا ہار ڈالنا چاہا تو حضرت مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک چانٹا مار کر مُرید سے کہا (سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی طرف اشارہ کر کے) سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے مجھے ہار پیش کر رہا ہے۔ مولانا صاحب کی اِسی قسم کی تعلیم کا نتیجہ یہ تھا کہ اِن کے تمام مُریدوں کو با اَدب پایا گیا۔

ایک روز میں (مؤلف تاج مراری: کریم شاہ بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ) جناب خواجہ قادر محی الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، عبدالرحمٰن صاحب کابلی رحمۃ اللہ علیہ اور افضل خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت فتح محمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے پاگل خانہ گئے۔ پاگل خانہ کے متعلق سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ یہ کبھی ولی سے خالی نہیں رہے گا۔ چنانچہ آج بھی ایک نہ ایک اللہ کا ولی اُس پاگل خانہ میں موجود رہتا ہے۔

مؤلف (کریم شاہ بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ) نے آگے بڑھ کر حضرت فتح محمد شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ کی دست بوسی کی اور حضرت کا دست مبارک اپنے سر پر رکھوانا چاہا تو آپ نے ہاتھ کھینچ کر فرمایا ''کس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھواتا ہے یعنی تیرے سَر پر تو سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ ہے اُس پر میرا ہاتھ رکھتا ہے۔

پھر میں نے تاج آباد چلنے کے لئے عرض کیا تو فرمایا وہ جگہ سَر کے بَل جانے کی ہے، چناچہ پاگل خانہ میں آپ کا وصال ہوا اور سَر کے بَل تاج آباد آئے۔

اصل میں پیر کامل کی خدمت میں حاضری ہی اَدب کی ساری منزلیں طے کر دیتی ہیں۔ آج بھی سلسلہ کے حضرات میرے آقا رحمۃ اللہ علیہ کا صرف صحیح تصور ہی قائم کر لیں تو ہمارے بُزرگوں نے جو کچھ حاصل کیا، وہ کرم ہم پر بھی سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یقینی ہوگا۔

فیض یافتہ حضرات کے مختصر حالات

حضرت سید اِنسان علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اَکبر ہیں۔ آپ 1845ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کی عُمر جب ایک ماہ کی ہوئی تو آپ کے والد بُزرگوار سید مردان علی صاحب اِس دنیائے فانی سے رخصت ہو گئے۔ آپ کی پرورش آپ کے نانا طاہر علی صاحب نے کی اور اپنے ایک عزیز جو کہ قاری، عالم اور فاضل تھے اُن سے ظاہری تعلیم دِلوائی۔ آپ بچپن ہی سے بُزرگوں کی صحبت میں رہتے۔ آپ چھوٹی عُمر ہی سے پابند صوم وصلوٰۃ بلکہ تہجد گُزار ہو گئے تھے۔ ویسے دنیاوی اعتبار سے آپ کئی گاؤں کے مال گُزار تھے۔ جب آپ جوان ہوئے تو رشتہ داروں میں آپ کی شادی کر دی گئی۔ ویسے آپ بہت ہی نفاست پسند تھے، قیمتی لباس پہنتے اور ذاتی سواری کے لیے بہت ہی قیمتی گھوڑا بھی رکھتے تھے۔ آپ نے اپنے گاؤں لُترا (ضلع بلاس پور، چھتیس گڑھ، انڈیا) میں ایک مسجد تعمیر کروائی تھی اور خود وہاں اِمامت کرتے تھے۔ آپ کی مہمان نوازی بھی مشہور تھی۔ مسافروں کی خود خدمت کرتے تھے۔ بائیس سال کی عُمر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ پر جذب طاری ہو گیا۔ اور لوگوں کو مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔

جنوں کی دست کاری دیکھ کر جامہ سے باہر ہوں
کہ پیراہن کے بدلے زخم دَامن دار ہیں تن پر

ایک دن آپ بندوق لے کر گھر سے باہر نکل کر گلیوں میں گھومنے لگے۔ جنونی کیفیت میں بندوق لے کر گھومتے ہوئے جب لوگوں نے دیکھا تو سب خوف زدہ ہو گئے اور اپنے گھروں میں چھپ کر دروازے بند کر لئے۔ کسی نے یہ خبر آپ کے اُستاد کو پہنچادی۔ اِن



حضرت انسان علی شاہ تاجی لترا ضلع بلاسپور

دنوں استاد صاحب کا قیام پڑوس کے کسی گاؤں میں تھا۔ وہ یہ خبر سُن کر لُترا تشریف لائے۔ جونہی انسان علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اُستاد کو دیکھا، اُستاد کے قریب پہنچ کر اپنا سَر اُن کے سامنے جھکا دیا۔ استاد محترم نے آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا ''انسان علی! یہ سب کیا ہے لاؤ بندوق ہمیں دے دو۔'' اُستاد کا حکم پاتے ہی آپ نے بندوق استاد کے قدموں میں رکھ دی۔ آپ کے استاد کی آمد کی خبر جیسے ہی آپ کے گھر پہنچی۔ آپ کی والدہ اور نانی صاحبہ وہیں پہنچ گئیں اور صاحبزادے کے استاد محترم سے درخواست کی کہ یہ بے قابو ہو کر سب لوگوں کو بے حد پریشان کر رہے ہیں۔ خطرہ ہے کہ کسی کی جان ہی نہ لے لیں، اِس لیے آپ ان کو پابہ زنجیر کر دیں۔ چنانچہ ایسا کر کے آپ کو ایک کمرہ میں بند کر دیا گیا۔ چند دن کے بعد نواسے کی یہ حالت دیکھ کر نانی صاحبہ پریشان ہو گئیں اور طے یہ کیا کہ ہندوستان کے مشہور بُزرگوں کی درگاہوں پر اُن کو لے جائیں، ممکن ہے اُن بُزرگوں کی نظرِ کرم سے یہ ٹھیک ہو جائیں۔ چنانچہ چار چھ عزیزوں کے ساتھ اُن کو مختلف درگاہوں پر حاضری کے لیے روانہ کیا گیا۔ جب آپ کسی بُزرگ کے مزار پر حاضری دیتے تو وہاں باادب کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھتے اور مؤدب درگاہ سے باہر آجاتے۔ باہر آتے ہی آپ پر جذبی کیفیت طاری ہو جاتی۔ اکثر اِسی جذبی کیفیت میں بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کا نام لے کر کبھی ہنستے کبھی روتے۔ آپ کی والدہ صاحبہ اور نانی صاحبہ کے حکم کے مطابق کئی ہندوستان کی مشہور درگاہوں کی حاضری کرا کے لُترا واپس لے آئے لیکن آپ کے جذب میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ تو تمام عزیزوں نے مشورہ دیا کہ اَب بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اِن کو چند روز چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ اُن کو شکردرہ (ناگپور شریف) حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تالاب کے کنارے پیش کیا گیا۔ حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی طرف دیکھ کر فرمایا ''ارے یہ بڑے صاحب ہیں، روشن چراغ ہیں۔ میرے بعد سی۔ پی کے شہنشاہ ہوں گے۔ اُن کی بیڑیاں اور ہتھکڑیاں کھول دو۔ اب یہ تکلیف نہیں دیں گے یہ فرما کر انسان علی شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف مخاطب ہو کر کچھ فرمایا۔ اُن کے ہمراہ جو لوگ آئے تھے، سرکار کا حکم سنتے ہی ہتھکڑیاں اور بیڑیاں کھول دیں۔ آپ اور آپ کے ساتھی

چار روز سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے۔ چار روز بعد سرکار کی اجازت سے لُترا روانہ ہو گئے۔ لُترا میں سرکار بابا صاحب کی توجہ اور نظر کرم سے آپ کے گرد مخلوق جمع ہو کر فیض پانے لگی۔ بے شمار کرامتیں آپ سے ظہور میں آئیں۔ لاکھوں حضرات و خواتین آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بامُراد لوٹنے لگے۔ مصنف تاج مراری (کریم شاہ بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ ۱۹۴۹ء میں تاج مُراری شائع کرنے کی تیاری کر رہا تھا۔ اِنہی دنوں سیٹھ عبدالرزاق فروٹ مرچنٹ ناگپور نے حضرت انسان علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خصوصی واقعہ قلم بند کروایا۔

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وِصال کے بعد مجھے یہ خیال آیا کہ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے جانشین کا ظاہری اعلان نہیں فرمایا۔ ویسے تو سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ بہت سے بچّے دربار میں موجود تھے اور سرکار رحمۃ اللہ علیہ ہی کے کرم سے مخلوق کی خدمت بھی کر رہے تھے۔ لیکن میں بابا صاحب کے خاص جانشین سے بیعت ہونا چاہتا تھا۔ دربار میں جب بھی حاضر ہوتا اپنی خواہش عرض کرتا۔ ایک روز رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک دُبلے پتلے بُزرگ مجھ سے خطاب فرما رہے ہیں۔ یہ خطاب کا سلسلہ کئی روز تک اِسی طرح چلتا رہا۔ اِن بُزرگ کو روزانہ ''چلو'' فرماتے دیکھ رہا تھا۔ اِن ہی دنوں رائے پور سے میرے ایک عزیز تشریف لائے۔ اُن کو میں نے لگاتار نظر آنے والے خواب سُنائے۔ اُس میں تفصیل سے وہ راستہ جگہ اور اُن بزرگ کا حلیہ بھی بتایا، جسے سُن کر میرے عزیز نے فرمایا خواب میں جو راستہ اور جگہ تم نے دیکھی ہے یہ نشاندہی لُترا کی ہے۔ لُترا میں سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ خلیفہ سید انسان علی شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ کا قیام ہے، بے شمار مخلوق فیض حاصل کر رہی ہے۔

اُن سے یہ تفصیل سُن کر میں سمجھ گیا کہ مجھے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے جانشین کو خواب میں دِکھا دیا ہے۔ چنانچہ میں اُنہی عزیز کے ہمراہ لُترا روانہ ہو گیا۔ ہم لوگ رات میں حضرت کی قیام گاہ کے قریب پہنچ کر ایک جگہ بستر لگا کر لیٹ گئے۔ لیٹنے کے تھوڑی دیر بعد ایک بُزرگ بہت ہی میلے کپڑوں میں تشریف لائے اور میرے بستر کو ٹھوکر مار کر فرمایا ''یہ بستر حاجی کا ہے۔'' میرا ارادہ حج کو جانے کا تھا۔ آپ کی زبان سے یہ الفاظ سُن کر میں نے ایک

صاحب جو اُس وقت وہاں موجود تھے، دریافت کیا تو پتہ چلا کہ آپ ہی انسان علی شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، چنانچہ ہم لوگ قدم بوس ہوئے اور مٹھائی و فروٹ جو ساتھ لے کر گئے تھے، آپ کی خدمت میں پیش کئے، آپ نے فاتحہ دی اور تقسیم کرا دیا۔ اِس وقت ہم سے مخاطب ہو کر جو کچھ فرمایا اس کا مطلب یہی تھا کہ آپ ہی جانشین تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ چنانچہ میں بیعت ہوا حضرت کی کیفیت بھی سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرح ہی کبھی جذب اور کبھی سَلوک میں رہتی۔ بے شمار مخلوق آپ کو گھیرے رہتی۔ آپ بھی سرکار رحمۃ اللہ علیہ ہی کی سُنّت ادا کرتے ہوئے حکم فرماتے سب کی مُرادیں پوری ہوتیں، گھر جاؤ۔ مجھے بھی آپ نے حاجی کہا تھا چناچہ اُسی سال میں نے حج کیا۔ آپ کا مزار مبارک لُترا (ضلع بلاس پور) میں مرجع الخلائق ہے اور آج بھی بے شمار مخلوق فیض پا رہی ہے۔ کیوں نہ ہو سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے خود ارشاد فرما دیا تھا میرے بعد سی۔ پی کے شہنشاہ ہوں گے۔ (راوی: سیٹھ عبدالرزاق)

حضرت خواجہ علی امیر الدین تاجی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت خواجہ علی امیر الدین صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ بمقام ہینگنا ضلع ناگپور، بنجارے کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ مادر زاد ولی تھے۔ چھ سال کی عُمر تک نہ آپ کسی سے بات چیت کرتے اور نہ کھانے پینے کی پرواہ کرتے۔ والدین نے جب یہ حال دیکھا تو واکی شریف حضرت بابا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گئے اور خواجہ صاحب کو حضور کی خدمت میں پیش کر کے آپ کے حالات بیان کئے۔ جس کے جواب میں حضور بابا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''اِن کو نہ سَتایا کرو کہ یہ بڑی شان والے ہیں، تم نہیں جانتے کہ اِن کا نام خواجہ علی امیر الدین ہے۔''

اس دن سے آپ کا نام خواجہ علی امیر الدین مشہور ہوا۔ اور ہر شخص آپ کا اَدب اور احترام کرنے لگا۔ چند دن بعد آپ کے والدین اپنے گھر واپس چلے گئے اور خواجہ صاحب اور اُن کے دادا حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں واکی رہنے لگے۔ خواجہ

صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر راتوں کو اُٹھ کر جنگل کی طرف جاتے اور صبح جب واپس ہوتے تو ایک دو سانپ اپنے گلے میں لٹکائے ہوئے ڈیرے میں آتے۔ جس کو اُن کے دادا اور دیگر لوگ دیکھ کر بہت گھبراتے۔ یہ عمل بہت دِنوں تک جاری رہا۔ لیکن کبھی کسی سانپ نے نہ آپ کو کاٹا اور نہ کسی شخص کو سَتایا۔ آپ اپنے مقام پر آتے تو اُن کے دادا خفا ہوتے کہ یہ کیا حرکت ہے۔ مجھے خوف معلوم ہوتا ہے کہ کسی دن یہ سانپ کسی کو کاٹ نہ کھائے اور میرے سَر آفت آئے۔ جب آپ کے دادا بگڑتے تو آپ سانپوں کو چھوڑ کر اِشاروں سے بھگا دیتے اور سانپ اِسی جگہ غائب ہو جاتے۔

حضرت بابا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اکثر واکی شریف کی ندی اور جنگل کی طرف گھومنے جاتے اور زائرین آپ کے ہمراہ ہوتے۔ خواجہ صاحب کو اُن کے داد کاندھے پر اُٹھائے حضور کے ہمراہ جنگل جنگل گھوما کرتے تھے۔

کرامات:

آپ جس آدمی کے کاندھے پر سَوار ہوتے یا جس کو کاٹتے اِس کی مُراد پوری ہوتی۔ یہ بات مشہور ہو چکی تھی۔ اس لیے جس قدر لوگ حضور کی خدمت میں آتے وہ خواجہ بابا رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ضرور جاتے اور آپ کو اپنے کاندھے پر اُٹھانے کی خواہش کرتے۔ ناظرین سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ کرامت دراصل حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ کی تھی۔ کیونکہ خواجہ صاحب کے دادا ضعیف تھے اور خواجہ بابا رحمۃ اللہ علیہ کو کاندھے پر اُٹھاتے اُٹھاتے تھک جاتے۔ اِس لیے حضرت بابا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ انتظام کیا ہو کہ ہر آنے والا اُن کو اپنے کاندھے پر اٹھائے اور اپنی مُراد پائے۔ واکی کے بعد حضور سرکار رحمۃ اللہ علیہ شکردرہ تشریف لائے تب مہاراجہ رگھو جی راؤ صاحب بھونسلے نے حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے رہنے کا انتظام بھی فرمایا۔ چونکہ خواجہ بابا رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کا سکّہ مہاراجہ کے دل پر بھی جم چکا تھا۔ آپ کا قیام مہاراجہ کے باورچی خانے کی طرف تھا۔ خواجہ صاحب شکردرہ میں آنے کے بعد اکثر جلال میں رہا کرتے تھے اور توتلی زبان سے کچھ کچھ الفاظ بھی کہہ دیتے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ

آپ جلال کی حالت میں حضرت بابا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور توتلی زبان سے فرمانے لگے ''محل تو اُلٹ دوں'' دوبار یہ جملہ اپنی زبان سے ادا کر چکے تو کہ حضرت بابا صاحب قبلہ اپنی جگہ سے اُٹھ کر خواجہ صاحب کے پاس آئے اور اُن کے منہ کو تین بار کلمے کی اُنگلی سے مار کر فرمایا۔ حضرت یہ دعا کا دربار ہے۔ حضور کی زبان سے یہ الفاظ سنتے ہی خواجہ صاحب گھبراتے ہوئے اپنی قیام گاہ پر روانہ ہو گئے اور اُس دن سے آپ کا جلال ''جمال'' میں بدل گیا۔

دیکھنا حیرت افزاء اعجاز عکس
حسن کا پردہ بن جاتا ہے آئینہ تیری تصویر پر

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل پر حضور رحمۃ اللہ علیہ کا خوف اِس قدر طاری ہوا کہ کبھی حضور رحمۃ اللہ علیہ کے قریب نہ گئے۔ آخری دم تک دور ہی سے قدم بوسی کرتے رہے۔

کیفی! محل شکوہ ہے یا مقامِ تاثیر
مئے خانہ سے قریب ہوں ساقی کے

گھر سے دور خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دادا ضعیف ہو چکے تھے۔ اِس لیے مہاراجہ صاحب نے مسکین شاہ نامی ایک صاحب کو اُن کی خدمت میں مقرر کیا۔ یہ حضرت پیر ابراہیم شاہ صاحب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے مُرید تھے اور اُن ہی کی اجازت سے شکردرہ آئے ہوئے تھے۔ مسکین شاہ صاحب خواجہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت دل و جان سے انجام دیتے تھے۔ چند دن بعد کسی وجہ سے مہاراجہ نے مسکین شاہ صاحب کو خواجہ بابا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سے الگ کر دیا اور اُن کی جگہ غلام رسول میلاد خواں کو مقرر کر دیا۔ اِدھر مسکین شاہ صاحب کلکتہ روانہ ہو گئے۔ غلام رسول صاحب اکثر دورہ کیا کرتے تھے۔ ایک دن میرے پاس آئے اور فرمانے لگے میں اِس مہینے میں پندرہ دن کے لیے دورہ پر جا رہا ہوں۔ آپ میرے آنے تک خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت انجام دیں۔ چنانچہ مہاراجہ کی اجازت سے خواجہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میرے سپرد کی گئی۔ چند دن بعد مسکین شاہ صاحب اور غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کلکتہ سے واپس آئے۔ چونکہ راجہ صاحب ایسے خادم سے

خدمت نہیں لینا چاہتے تھے جو اپنے آقا کو چھوڑ کر جائے۔ اِس لیے اُن کے واپس آنے کے بعد راجہ صاحب وہ خدمت اُن کے سپرد کرنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ لیکن غلام رسول صاحب کی سفارش پر مسکین شاہ کو دوباہ اِس خدمت پر مقرر کیا۔ اس کے بعد (مؤلف کریم شاہ بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ) اِسی ٹین کے کارخانے میں واپس چلا گیا۔ حضور کے بچوں میں حضرت خواجہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بہت اعلیٰ مقام تھا۔ آپ کے متعلق ایک روز کملی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا۔

علی امیر الدین د اند عین جمال تاج الدین

حضرت قاضی بابا امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بمبئ والے بابا رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ بابا رحمۃ اللہ علیہ، سرکار شہنشاہ ہفت اقلیم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بحیثیت باڈی گارڈ نظر آتے تھے۔ خواجہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بے شمار کرامات ظہور میں آئیں۔ حضرت قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھ سے بے حد محبت فرماتے اور اکثر مجھے حکم دیتے ''بھیا وہ کیا ہے، امجد یہ شان ہے''۔ یہ اشارہ خادم کے کلام کی طرف ہوتا اور میں وہ نعت سناتا۔

جس کو ہوئی نصیب غلامیٔ حضور کی
قسمت ہے ہیچ اُس کے مقابل میں حُور کی
شانِ حضور شانِ غفور الرحیم ہے
بگڑی بناتی ہے یہ ہر ایک پُرقصور کی
موسیٰؑ کو اُس نے دِکھا کے اپنا جمال پاک
بگڑی بنادی آن میں تا حشر طُور کی
کندن بنادیا ہوئی جس پر نگاہِ پاک
نظر کرم ہے کیمیا میرے حضور کی
لا یمکن اشنا کما کان حقہ
امجدؔ یہ شان ہے شاہِ بطحا کے نُور کی

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کوئی کیا لکھ سکتا ہے۔ بابا کے بچوں میں وہ روحانی طاقت

تھی جو بیان نہیں کی جاسکتی۔ خواجہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے واقعہ سے اندازہ کیجئے۔

ایک روز حضور رحمۃ اللہ علیہ شہر تشریف لے جارہے تھے۔ خواجہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ تانگہ میں سوار تھے۔ تانگہ چل رہا تھا۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ سَر مبارک کو خم کئے، آنکھیں بند تشریف فرما تھے۔ خواجہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کنکر اُٹھا کر پھینکا۔ وہ کنکر حضور رحمۃ اللہ علیہ کے تانگہ کو جا کر لگا۔ تانگہ یک لخت رُک گیا۔ تانگہ رُکنے پر حضور رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھ کھول کر دیکھا اور فرمایا ''ہو بچّے شرارت کرتے ہیں۔'' اور گھوڑے سے کہا: ''چل'' وہ چلنے لگا۔ لیکن خواجہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حالت خراب ہوگئی تڑپنے لگے۔ تین روز تک تڑپ تڑپ کر حضور رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کرتے۔ معاف فرمادیں اور میری چابی عطا کردیں۔

تین دن کے بعد اُن کی تڑپ پر حضور رحمۃ اللہ علیہ نے معاف فرمادیا اور کرم فرمادیا۔ تب جا کر اُن کی حالت دُرست ہوئی۔

بمبئ والے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب علیل ہوئے تو اُن کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ قریب آدھ گھنٹہ دونوں میں راز و نیاز کی باتیں ہوتی رہیں۔ اُٹھتے وقت خواجہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آج آپ تشریف لے جارہے ہیں۔ میں بھی آپ کے پیچھے ایک دن بعد آتا ہوں۔ چنانچہ ایک سال بعد ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۴۹ھ کو آپ نے یہ رَٹ شروع کی کہ ہم بابا صاحب کی ۲۶ ویں شریف میں جارہے ہیں۔ اَب واپس نہیں آئیں گے۔ اس روز جو آپ کی خدمت میں آتا، اُس سے یہی فرماتے۔ فاتحہ شروع ہونے سے قبل آپ کے خادم مسکین شاہ صاحب نے گھوڑا گاڑی تیار ہی کی تھی کہ آپ کی دادی صاحبہ اصطبل کی طرف روتی ہوئی دوڑیں اور چیخ چیخ کر کہا دیکھو خواجہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کیا ہوگیا۔ آپ کے خادم اور دیگر حضرات دوڑ کر پہنچے دیکھا تو آپ سجدہ میں تھے اور روح پرواز کر چکی تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی دادی صاحبہ کا بیان ہے کہ جب خادم تانگہ تیار کرنے باہر گیا۔ خواجہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر اِس زور کی کیفیت طاری ہوئی کہ تمام بدن کانپنے لگا اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آپ کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں۔ اِسی عالم میں حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو زور سے پُکارا تو میں گھبرا کر باہر آگئی۔

غرض خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وِصال آپ کے فرمان کے مطابق ایک سال بعد ہوا۔ تاریخ وصال ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۴۹ھ بروز ہفتہ بوقت مغرب۔

حضرت قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت کریم بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بمبئی والے بابا صاحب اور خواجہ بابا صاحب دونوں کے مقبرے اپنی ذاتی کمائی سے تعمیر کروائے۔خصوصی بات یہ ہے کہ اُن پر اپنا نام وغیرہ بھی کندہ نہیں کروایا اور نہ وہاں مجاوری کی۔

شیخ صنعائی کے انجام کی ایک مثال:

حضور سیّدنا محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے جب اپنے وعظ کی مجلس میں یہ اعلان فرمایا کہ سنو میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے، تو تین سو تیرہ صاحبانِ حال اور اولیاء کرام نے اپنا اپنا سَر جھکا کر اَدب سے عرض کیا کہ اے محبوبِ سبحانی آپ کا قدم ہماری گردنوں پر ہی نہیں بلکہ آپ کا قدم تو ہمارے سَروں اور آنکھوں پر ہے (بہجۃ الاسرار)۔مگر ایک بُزرگ حضرت شیخ صنعائی جو سینکڑوں میل دور تھے انہوں نے اپنی ناراضگی کا اظہار کر دیا اور اَکڑ کر فرمایا اے عبدالقادر جیلانی تمہارا قدم میری گردن پر نہیں ہے۔حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے سینکڑوں میل کی دوری سے شیخ صنعائی کی آواز کو سُن لیا اور اُن کو دیکھ کر پہچان بھی لیا۔ پھر آپ پر غوثیت کا جلال طاری ہوا اور آپ نے فرمایا کہ شیخ صنعائی کی گردن پر خنزیر کا قدم ہوگا۔

اللہ اکبر! حضرت غوثیت مآب کے فرمان کا یہ اثر ہوا کہ شیخ صنعائی اپنے چار سو مُریدوں کو لیے حج پر جا رہے تھے مگر راستے میں ایک عیسائی کی لڑکی پر عاشق ہو گئے اور نکاح کا پیغام دیا۔عیسائیوں نے کہا کہ ہماری قوم کا رواج ہے کہ ہونے والا دولہا چند دنوں اپنے سسرال کی خنزیریں چَرایا کرتا ہے۔

مسلمانو! خدا کی پناہ صنعائی خنزیر چَرانے لگے اور خنزیر کا چھوٹا بچہ جو چل نہیں سکتا تھا، شیخ نے اُس کو اپنے کندھے پر اُٹھایا۔تمام مُریدین برگشتہ ہو کر چلے گئے مگر دو مخلص مُریدوں نے ساتھ نہیں چھوڑا اور کہا ہمارا شیخ اِس وقت عتاب میں پڑ گیا ہے، جب اچھی حالت میں

ہم نے شیخ کا ساتھ نہیں چھوڑا تو اِس حالت میں بھی ہم شیخ کو نہیں چھوڑ سکتے۔شیخ صنعائی کو عیسائیوں نے گرجا گھر میں نکاح کے لیے بلایا اور شیخ صنعائی کے ایک ہاتھ میں شَراب کا پیالہ اور دوسرے میں خنزیر کے گوشت کا برتن دیا، جسے لے کر وہ چلے۔ یہ حالت دیکھ کر دونوں مُریدوں نے بغداد شریف کی طرف منہ کر کے حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ میں استغاثہ فریاد کی۔حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو رحم آ گیا اور آپ نے شیخ صنعائی کے لب پر ایسا تصرف فرمایا کہ ناگہاں اُن کا دل بدل گیا اور اُنہوں نے خنزیر کے گوشت کا برتن اور شَراب کا پیالہ پھینک دیا اور توبہ استغفار کر کے کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے لوٹ آئے اور دونوں مُریدوں کو حکم دیا کہ مجھے فوراً بغداد شریف لے چلو۔ چنانچہ پاپیادہ بغداد شریف روانہ ہو گئے۔وہاں پہنچ کر فرمایا میں بارگاہِ غوثیت کا مُجرم ہوں۔تم لوگ میرا چہرہ سیاہ کر کے اور میرے ہاتھ پاؤں میں رَسّی باندھ کر بارگاہِ غوثیت میں پیش کرو۔تا کہ وہ میرے حال پر رحم فرما کر مجھے معاف کر دیں۔چنانچہ مُریدوں نے حکم کی تعمیل کی، مگر سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ صنعائی کو جب اِس حال میں دیکھا تو آپ پر یہ کرم فرمایا کہ آگے بڑھ کر سینے سے لگا لیا اور اُن کی سلب شدہ وِلایت دوبارہ عطا کر دی۔ پھر حضرت غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے جو اعلان کیا کہ میرا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے یہ اپنی طرف سے نہیں کیا تھا بلکہ خدا کی طرف سے یہ کہنے پر مامور کیا گیا تھا۔تم نے اِس کا اِنکار کیا اِس لیے تم خدا کی طرف سے ایسے عتاب میں مبتلا ہو گئے۔اِس کے بعد سرکار غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اُنہیں حمام بھیج کر غسل کا حکم دیا۔اور پھر اپنا لباس خاص عطا فرما کر اپنی مسند پر بٹھا کر اپنی نوازشوں سے سرفراز فرمایا۔

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے سینکڑوں میل کی دوری پر شیخ صنعائی کے اِنکار کو سُن لیا، اُنہیں دیکھ لیا۔ پھر اُن کو عتاب میں مبتلا کر دیا پھر مُریدوں کی فریاد سُن کر انہیں عتاب سے نکال دیا۔یہ ہے اولیاء کی قدرت وطاقت کے آفتاب کی تجلیاں۔

حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے واقعات میں بھی معمولی گستاخی پر وِلایت کے سلب کرنے کے واقعات آپ کو اِس کتاب میں ملیں گے۔ بُزرگان دین نے مخلوق خدا کی دل

آزاری اور ذرا سا بھی تکبر برداشت نہ کیا۔ آپ حضرات نے اپنی تعلیم میں خصوصی طور پر مذکورہ بالا دو باتوں پر بہت زور دیا ہے۔

بمبئی والے بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا اصل نام قادر محی الدین المعروف بمبئی والے بابا ہے۔ لیکن عام طور پر لوگ مست بابا اور مستان بابا کے نام سے مخاطب کرتے تھے۔ آپ بمبئی سے شکردرہ تشریف لائے۔ جیسے ہی مجھے (مؤلف: کریم بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ) علم ہوا، اُن کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اِس وقت آپ راجہ کے محل کے صدر دروازے میں تشریف فرما تھے اور چند عقیدت مند آپ کو گھیرے ہوئے تھے۔ جیسے ہی میں (مؤلف) قریب گیا مجھے دیکھ کر ہنسنے لگے اور کھڑے ہوگئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر چلنے کا اشارہ کیا۔ میں آپ کو اپنی قیام گاہ پر لے آیا تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ راجہ صاحب نے جناب عیسیٰ خان کو میرے پاس بھیجا، جنہوں نے مجھ سے کہا کہ مہاراجہ کا حکم ہے کہ مستان بابا کے لیے ہمارے باورچی خانے سے دو وقت کھانا لے جایا کرو۔ چنانچہ میں دونوں وقت کھانا لانے لگا۔ مستان بابا معصوم صفت مادَرزاد وَلی بشکل خواجہ علی امیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے اور آپ بھی توتلی زبان سے بات کرتے تھے۔ ایک دن دریافت کیا کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں تو ارشاد ہوا۔ کوٹہ بوندی کا۔ بھشی (بہشتی) ہوں۔ آپ برہنہ رہا کرتے۔ کئی بار میں نے اُنہیں جبہ (کرتا) پہنایا کہ یہ اپنا تن ڈھانکیں، لیکن آپ پھاڑ کر پھینک دیتے اور برہنہ رہنا پسند کرتے۔ آپ شکردرہ تو آگئے لیکن حضور بابا رحمۃ اللہ علیہ کے قریب نہ جاتے اور جب میں اِصرار کرتا، اِنکار کر دیتے۔ ایک دن میں بگڑ گیا تو مجبوراً میرے ہمراہ ہوئے اور جب ہم حضور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو حضور آرام فرما رہے تھے ہم دونوں کو دیکھ کر اُٹھ بیٹھے اور مستان بابا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا ''حضرت دھوپ میں نہیں رہتے ہم بھی چھاؤں میں رہتے ہیں اور تم بھی چھاؤں میں رہا کرو۔'' یہ کہہ کر حضور رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا جبہ مبارک اُن کو دے کر فرمایا ''جبہ پہنا کرو'' اس دن سے آپ جبہ پہننے لگے۔ ایک مرتبہ ہم حاضری کے لیے گئے۔ حضرت بابا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کو دیکھ کر لوگوں کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا:

''دیکھو حضرت یہ مست آرہے ہیں تم لوگوں نے سرمست کا نام سُنا ہے، اِن کا نام قادر محی الدین ہے یہ مست ہیں۔ ان سے ڈرا کرو کہ ہم بھی ڈرتے ہیں، یہ کالے ناگ ہیں دیکھو اِن کے سر کو۔''

دیکھا گیا کہ جب آپ حجامت بنواتے تو کنڈلی مارا ہوا سانپ کا پھن آپ کی پیشانی پر دِکھائی دیتا۔ آپ کی پیشانی پر چاند کا نشان تھا اور اِس پر سانپ کا منہ دکھائی دیتا تھا اور آپ کی تھوڑی پر تارے کا نشان بھی تھا۔ آپ وجیہہ انسان تھے، جہاں بیٹھ جاتے ہزاروں آدمی آپ کی زیارت کے لئے کھڑے ہوجاتے۔

۲۷ رمحرم الحرام ۱۳۴۸ ھ کی شام پانچ بجے حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ شریف سے قدم بوس ہوکر جب واپس ہوئے تو بونداباندی شروع ہوگئی اور خطرناک طوفان دیکھ کر راہ میں عبداللہ کچھی کے ہوٹل میں قیام کرلیا۔ یہ عُرس کا زمانہ تھا، ہزار ہا آدمیوں کا مجمع تھا۔ ہر آدمی اپنی اپنی جان بچانے کے لیے تاج آباد شریف کے ہوٹلوں اور مکانوں میں پناہ لے رہا تھا۔ چنانچہ اس ہوٹل میں بھی سو پچاس آدمی موجود تھے۔ میرے اور مستان بابا صاحب کے ہوٹل میں داخل ہونے کے چند لمحے کے بعد زوردار طوفان شروع ہوا، جس میں کئی جانیں تلف ہوئیں اور ہر چہار جانب سے الامان والحفیظ کی صدائیں بُلند ہورہی تھیں۔ طوفان کی یہ حالت دیکھ کر چند لوگوں نے مستان بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ آپ حضرات کے ہوتے سینکڑوں جانوں کی تباہی! آپ دُعا فرمائیے کہ طوفان اور بارش بند ہوجائے۔ سائل کے یہ الفاظ سنتے ہی آپ میری طرف مخاطب ہوئے اور توتلی زبان سے فرمایا:

''کلیم (کریم) پانی بند کرڈوں (کردوں)۔''

میں گھبرایا ہوا تھا بے ساختہ کہہ دیا کہ بند کردیجئے۔ میری زبان سے یہ الفاظ سنتے ہی اُن کی تیوری بدل گئی۔ میں اُن کے جلال کو دیکھ کر ڈرا اور کہا کہ حضرت میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔ آپ مناسب جیسا سمجھیں ویسا کریں۔ لیکن لوگوں کی آہ وزاری سُن کر یہ بیتاب ہوچکے تھے۔ یک بارگی روبہ قبلہ ہوکر آسمان کی طرف دیکھا اور باآواز بُلند فرمایا ''اللہ میاں پانی بند کردو۔'' لیکن پانی بند نہ ہوا۔ تیسری بار آپ اِسی جوش میں کھڑے

ہو گئے اور چھاتی ٹھونک کر فرمایا ''امارا ہو کم (ہمارا حکم) پانی بند ہو جا'' یہ آپ کی زبان سے نکلنا تھا کہ پانی ایسا بند ہوا جیسا کوئی تالا لگا دیتا ہے۔ اِس طرح اَمن ہوا۔ اِدھر آپ کا تمام بدن رعشہ سے کانپنے لگا۔ ہم دونوں بمشکل تمام رات کے دس بجے اپنی قیام گاہ پر پہنچے۔

وِصال:

میں نے دیکھا کہ آپ پر ہر وقت استغراق طاری رہتا ہے اور جب آپ ہوش میں آتے تو اشاروں میں اپنے وِصال کی خبر دیتے ہیں۔ وصال کے چھ ماہ قبل ہی سے آپ کی خدمت میں جو قوال یا طوائف گانے کے لیے حاضر ہوتے تو آپ فرماتے گاؤ ''سیاں گیو بڑے لمبے سفر'' اور کبھی کبھی خوش ہو کر توتلی زبان سے آپ بھی گاتے اور اُن ہی سے سارنگی لے کر بجاتے اور خوب خوش ہو ہو کر گاتے۔ آج آپ کے رعشہ کا دوسرا دن تھا۔ تاج آباد شریف کے چند لوگ میرے پاس آئے۔ خصوصاً حضرت حسین بابا رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے علاج کے متعلق مجھ سے فرمایا اور میں لوگوں کے اصرار پر ایک بنگالی ڈاکٹر کو لایا۔ ڈاکٹر صاحب نے حضرت کا معائنہ کر کے مجھ سے فرمایا میری تشخیص میں کوئی مرض ثابت نہیں ہوتا، آپ مجھے کیوں لائے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے چلے جانے کے بعد حضرت مستان بابا صاحب جب آنکھیں کھولتے فرماتے میری دوا لاؤ اور پھر خاموش ہو جاتے۔ تیسرا دن جمعرات کا تھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا ''ہم کو نہلاؤ، دھولاؤ اور دولہا بناؤ'' چنانچہ اُن کے بار بار اصرار پر میں نے پانی گرم کیا اور آپ کی نشست گاہ پر آپ کے کہنے کے مطابق نہلایا۔ آپ کے حسب ارشاد کپڑے پہنائے۔ آپ بہت خوش ہوئے مجھ سے فرمایا ''رَسّی لاؤ''۔ میں نے پانی بھرنے کی رَسّی لا کر پیش کی۔ آپ نے ایک سِرا مجھے دیا اور فرمایا دور جا۔ جہاں تک رَسّی جا سکتی تھی، میں وہاں تک گیا اور کھڑا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا ''تو جہاں کھڑا ہے یہ درگاہ ہے۔'' حالانکہ وہاں کوئی درگاہ نہ تھی۔ اس لیے میں خاموش رہا آپ نے مکرّر فرمایا ''یہ درگاہ ہے۔'' تب میں نے کہا یہاں کوئی درگاہ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا ''ڈیکھ (دیکھ) یہ میری درگاہ ہے۔'' میں نے اُن کی خوشنودی کے لیے کہہ دیا ٹھیک ہے آپ ہی کی درگاہ

ہے۔ اسی جدو جہد میں رات ہوئی اور آپ کو جھونپڑی کے اندر بستر پر لا کر بٹھایا'' آپ نے اپنی بڑ میں وصال کی خبر اور حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یاد شروع کی۔ درمیان گفتگو فرما دیتے ''ڈیکھ (دیکھ) چار بج گیا ہماری دوا لاؤ۔'' جُوں تُوں جمعہ کا دن نکلا۔ ہر آدمی آپ کی ملاقات کے لیے آتا۔ آپ دعائیں دیتے اور ''چار بجے آؤ'' فرماتے۔ جوں جوں وقت قریب آتا گیا آپ بہت ہی بے قراری سے فرماتے ہماری دوا لاؤ۔ آپ کو بے تاب پا کر میں نے اپنے بھائی نور محمد سے کہا فوراً شربت بنا کر لاؤ۔ بھائی صاحب شربت بنا کر لائے۔ آپ اللہ اکبر کہہ کر اُٹھ بیٹھے اور برہنہ ہو گئے اور کمبل اپنے نصف بدن پر لے لیا اور شربت کا گلاس ہاتھ میں لیا۔ اللہ اکبر کہا اور شربت کو نوش فرمایا۔ پینے کے بعد گلاس میرے ہاتھ میں دیا پھر اللہ اکبر کی صدا بُلند کی اور آواز کے اختتام پر آپ کی روح پرواز کر گئی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن O

تاریخ وصال ۴ صفر المظفر ۱۳۴۸ھ بروز جمعہ، بوقت چار بجے شام

حضرت رسول بابا صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کے والد ذات کے کومٹی (بنیا) تھے اور اُن کی کوئی اولاد نہ تھی۔ حضور کے پاس اکثر آتے اور عرض کرتے دو چار بار عرض کرنے کے بعد حضور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا پہلا بچہ ہمارا ہوگا۔ ''جالے آ'' چنانچہ نو ماہ بعد آپ کے ہاں اولاد ہوئی اور حضور کے ارشاد کے مطابق بچے کو لا کر حضور کی خدمت میں پیش کر دیا گیا۔ حضور نے آپ کا نام رسول رکھا اور پرورش کے لیے اپنے ماموں عبدالرحمٰن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے کیا۔ رسول بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ پیدائشی مست اور مادر زَاد ولی تھے۔ حضور کے پاس جب آتے تو اکثر حضور کے اِرد گرد گھوما کرتے جس طرح کہ طواف کیا جاتا ہے۔ آپ جب بڑے ہوئے ماموں صاحب نے آپ کی خدمت کے لیے ایک آدمی مقرر کر دیا۔ آپ اکثر مستانہ وار گھومتے اور با آواز بُلند ''یا تراب یا تراب'' کا نعرہ لگاتے۔ حضور سے آپ کو یہ خدمت دی گئی تھی کہ آپ آسیب زدگان کا علاج فرماتے۔ چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ اِس قسم کی عورت یا مرد حضور کے پاس آ کر جہاں

کہیں بھی قیام کرتے، آپ وہاں اُسی وقت پہنچتے اور ایک ہی دن میں اُن کا علاج فرماتے۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ کا وصال ۱۸ سال کی عمر میں ہوا۔ آپ کا مزار حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب تاج آباد شریف میں واقع ہے۔

حضرت بابا عبدالکریم صاحب المعروف بابا محمد حسین تاجی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کے والد حضرت حسن احمد صاحب انعام دار نرمول ضلع مچھلی بندر تھے۔ یہاں آپ کے پانچ بھائی اور چار بہنیں تھیں۔ آپ پلٹن نمبر ۶۳ میں مُلازم ہو کر ناگپور تشریف لائے۔ آپ سرکس کے جمناسٹک ماسٹر بھی تھے۔ کسی معاملے میں آپ نے اپنے والد کو سخت سست لکھا جس کی وجہ سے حسن احمد صاحب خفا ہو گئے۔ آپ اپنی مُلازمت سے مستعفی ہو کر ایک بُزرگ کے مزار پر جو کامٹی کی نَدی کے کنارے ہے، بیٹھ گئے۔ اِن بُزرگ نے بشارت دی کہ زمانہء حال حکومت حضرت بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی ہے، وہاں جاؤ۔ آپ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے حکم دیا کہ تم اپنے والد کی زیارت کر کے واپس آؤ۔ آپ روانہ ہو گئے اور حیدرآباد دکن میں اپنے بہنوئی محمد عبدالرحیم صاحب گتہ دار و کارٹنگ ایجنٹ مشیر آباد کے پاس مقیم رہے۔ آپ خاموش رہتے اور کھانے کی بھی پرواہ نہ کرتے۔ یہاں سے نرمول جا کر والد کی زیارت سے مشرف ہو کر معافی تلافی کے بعد واپس حضور بابا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں واکی آ گئے۔ آپ اکثر زمین کے اَندر گھر (قبر) بنا کر اِس میں یادِ خدا کرتے۔ حضور نے آپ کا نام محمد حسین رکھا تھا۔ ایک وقت ناگپور میں پلیگ کا زور ہوا جس میں ہزاروں آدمی مَرنے لگے۔ تب حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے محمد حسین بابا رحمۃ اللہ علیہ کو ناگپور جانے کا حکم دیا اور کہا ''اونٹ پر بیٹھ کر ناگپور کی گلی گلی گھومو، بلا کو بھگاؤ۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کی تعمیل میں ناگپور کے ہر گلی کوچہ میں اونٹ پر سوار ہو کر گھومنے لگے۔ ہر آدمی آپ کی خدمت میں اپنے مریض کو پیش کرتا۔ آپ حضور رحمۃ اللہ علیہ کا نام لے کر گلٹی پر لب لگاتے مرض کافور ہو جاتا۔ غرض جس مریض کو بھی آپ کا دَست مبارک لگتا وہ صحت یاب ہو جاتا۔

خدا نے دی ہے جسے آنکھ وہ تجھے دیکھے
خدا کے بندوں میں ہوتی ہے ایسی صورت بھی

چند ہی دنوں میں پلیگ کی وَبا ختم ہو گئی۔ اِس کے بعد آج تک ناگپور میں یہ بیماری دوبارہ نہیں آئی۔ شہر کے بہت سے حضرات نے جلوس کی شکل میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دینے کا ارادہ بابا محمد حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ظاہر کیا۔ جسے آپ نے بخوشی قبول فرما لیا۔ چنانچہ ایک شاندار جلوس جس میں تمام ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی، پارسی شریک تھے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں واکی شریف پہنچا اور سرکار کی خدمت میں عقیدت کے پھول پیش کئے۔ جلوس کے شرکاء میں بعض نے جبہ مبارک، بعض نے پھول، بعض نے مٹھائی پیش کی۔

حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تمام کی سوغات قبول فرمائیں اور آنے والوں کو دعائیں دیں۔ اس کے بعد جب حضور بابا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ شکر درہ تشریف لائے تو حضرت محمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پاڑدی کے بارہ دری میں قیام فرمایا، جو کہ مہاراجہ لچھمن راؤ صاحب کا باغ ہے۔ مہاراجہ لچھمن راؤ آپ کے قیام سے ناخوش تھے اور آئے دن اُن کے ملازم ایک مسلمان فقیر کو اِس بارہ دری میں پا کر مہاراجہ سے شکایت کرتے۔ اتفاق کی بات ہے کہ مہاراجہ کے گھر لڑکا پیدا ہوا لیکن دودھ نہ پیتا تھا جس کی وجہ سے مہاراجہ بہت پریشان تھے اور بچے کے علاج کے لیے کئی ڈاکٹروں کو مقرر کیا تھا۔ لیکن یہ تمام بچے کی زندگی سے مایوس ہو گئے۔ ایک صاحب نے مہاراجہ کو مشورہ دیا کہ حضرت محمد حسین بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا جائے۔ جو آپ کے باغ میں قیام پذیر ہیں۔ یہ وہ حضرت ہیں جنہوں نے ہزارہا پلیگ زدگان کو موت کے منہ سے بچایا ہے۔ حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ کی اُن پر نظر خاص ہے۔ بہت ممکن ہے کہ اُن کی دعا سے بچہ صحت یاب ہو جائے۔ یہ سُن کر مہاراجہ لچھمن راؤ نے فوراً ایک آدمی آپ کی خدمت میں روانہ کیا۔ آپ نے اِس آدمی کو جواب دیا: راجہ خود آئے تو چلیں گے۔ چنانچہ مہاراجہ آپ کو خود لینے آئے اور عرض کی کہ یہ میرا پہلا بچہ ہے اور ہم تمام مایوس ہو چکے ہیں۔ اب آپ کی نظر پاک کی ضرورت ہے۔ آپ نے تبسم فرمایا یکبارگی جلال

میں کھڑے ہوکر نور محمد خادم کو ہمراہ لے کر راجہ صاحب کے محل میں پہنچے۔ محل میں پہنچتے ہی زنان خانے میں گھسے اور رانی صاحبہ کی گود سے بچہ کو لے کر اپنی چھاتی سے لگایا، باہر برآمدے میں تشریف لائے۔ اُس وقت ڈاکٹروں نے منع کیا کہ بچہ کو باہر لے جانا خطرے سے خالی نہیں لیکن ہر آدمی دَم بخود تھا۔ راجہ صاحب کی بھی مجال نہ ہوئی کہ وہ کچھ عرض کرتے۔

محمد حسین بابا رحمۃ اللہ علیہ نے برآمدے میں آتے ہی بچے کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اُٹھا کر حضور بابا صاحب قبلہ کی جانب رُخ کر کے تین جھولے دیئے اور تیزی کے ساتھ زنان خانے میں جا کر بچہ کو رانی صاحبہ کی گود میں دے کر حکم دیا ''لو مائی بچے کو دودھ پلاؤ۔'' رانی صاحبہ نے بچے کے منہ میں دودھ لگایا اور بچے نے دودھ پینا شروع کر دیا۔

یہ ہے حضور بابا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے غلاموں کی شان۔ بچہ کی صحت کے بعد راجہ لچھمن راؤ صاحب کے زیر اہتمام ایک زبردست جلوس کے ساتھ حضور بابا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہار پھول اور جبہ پیش کیا گیا۔

آپ کا وصال ۱۶ رجب ۱۳۵۰ھ مطابق ۷ ستمبر ۱۹۳۱ء کو ہوا۔ آپ کا مزار مبارک راجہ کی زمین تاج آباد شریف کے قریب ہے۔ جہاں آج بھی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور محمد حسین بابا رحمۃ اللہ علیہ کا عُرس مبارک ہوتا ہے۔

حضرت دوّا بابا صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ گورکھپور کے باشندہ تھے۔ حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وِصال کے تین دن بعد ناگپور تشریف آئے۔ بعض لوگوں کی روایت ہے کہ اُسی دن تشریف لائے ہیں۔ لیکن مجھ سے آپ کی ملاقات حضور کے وصال کے پانچویں دن ہوئی اور وہ اِس طرح کہ میرے گاڑی خانہ میں جہاں میرا اصطبل بھی تھا، رات کے دو بجے میری خوشدامن صاحبہ گھوڑے کو چارہ ڈالنے کی غرض سے اصطبل میں گئیں، دیکھا تو آپ لنگوٹی لگائے تشریف فرما ہیں۔

خوش دامن اِن کو چور سمجھ کر شور مچاتی ہوئی میرے پاس آئیں۔ میں بیدار ہوا۔ جا کر دیکھا تو آپ تشریف فرما ہیں اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ میں نے دریافت کیا: ''آپ کون ہیں۔'' جواب دیا: ''ارے دادا کا بتائی ہم کون ہیں'' اور حضور بابا صاحب

قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کر کے درد بھرے لہجے میں پوربی زبان میں کچھ باتیں کیں، جس کو میں سمجھ نہ سکا۔ لیکن اِن کو حضور رحمۃ اللہ علیہ کا عاشق زار جان کر اپنے جھونپڑے میں لے گیا اور دوسرے دن صبح چٹنولیس مہاراج کے کنویں پر جا کر نہلایا۔ آپ کے بدن پر خارش تھی۔ میں چنبیلی کا تیل لگا رہا تھا کہ خلیفہ عبدالستار صاحب و جناب مولانا نجم الدین شاہ صاحب تشریف لائے اور آپ سے ملے۔ بہت دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ غرضیکہ آپ تاج آباد شریف ہی میں مقیم رہے اور رفتہ رفتہ ہزاروں لوگ آپ کے معتقد ہوئے۔ ایک وقت ایسا آیا کہ جب تاج آباد شریف کا کُل انتظام جناب نواب نیاز الدین خان صاحب و منہاج الدین خان صاحب مرحوم نے میرے سپرد کیا تھا۔ اُس زمانے میں آپ پر جذب کی کیفیت طاری تھی اور اس جلال میں آپ لوگوں کو پتھر مارتے۔ جس کی وجہ سے لوگوں میں بڑا ہیجان تھا۔

جناب چھٹکا پٹیل صاحب جن کو میں نے درباری اسٹور پر منشی مقرر کیا تھا اور جناب خلیفہ عبدالستار صاحب جن کو میں نے خادموں کا سردار مقرر کیا تھا، مجھ سے فرمانے لگے دوّا بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ حالت دیکھ کر ہم لوگ گھبرا رہے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی آدمی اِن کے ہاتھ سے مارا جائے اور مصیبت ہم لوگوں پر آئے۔ یہ سُن کر میں حضور بابا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع ہوا اور حضور ہی کی پائیں میں سو گیا، تو مجھے ایسا معلوم ہوا کہ دوّا بابا کو زنجیر سے باندھ دیا جائے۔ میں اُٹھا اور زنجیر ہاتھ میں لے کر اُن کی طرف بڑھا۔ آپ ایک کھیت میں تشریف رکھتے تھے۔ میں بلا خوف زنجیروں کو کھڑکاتا ہوا آپ کے قریب پہنچا۔ آپ نے مجھے قریب آتا دیکھ کر دونوں ہاتھ میری طرف بڑھائے۔ میں نے زنجیروں سے اُن کے ہاتھوں کو باندھا اور تاج آباد شریف لا کر حضور کے نشان سے باندھ دیا۔ رات میں آپ نامعلوم کس وقت زنجیروں سے کھل کر چلے گئے اور پندرہ روز تک تاج آباد شریف نہیں آئے۔ سولہویں روز جب آپ تاج آباد تشریف آئے تو میں مولانا نجم الدین شاہ صاحب کے ہمراہ بغرضِ معافی اُن کے پاس گیا۔ ابھی میں کچھ عرض کرنا ہی چاہتا تھا کہ آپ نے فرمایا: ''تیری خطا نہیں، حضور بابا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا حکم سب مانتے ہیں۔''

کئی روز اِسی عالم میں تاج آباد شریف میں گزارنے کے بعد آپ نے قلعہ میں راجہ اعظم شاہ کے مکان پر رہنا اختیار کیا۔ راجہ اعظم شاہ لاوَلد تھے۔ آپ کی دُعا کی برکت سے اُن کے گھر لڑکا بھی ہوا اور لڑکیاں بھی ہوئیں۔ حضرت مولانا عبدالکریم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ (دوّابابا صاحب) نے تاج آباد شریف میں ایک زمین پر لات ماری، وہاں سے پانی کا چشمہ پھوٹ نکلا۔ حضرت مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اِس چشمہ کو دردہ حوض کی صورت میں تبدیل فرما دیا۔ وصال سے قبل آپ کی شکل وصورت اور گفتگو ہو بہو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے لگی تھی۔

آپ کی فدائیت کا ایک واقعہ حضرت قاضی بابا سید امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے قلمی نسخہ سے ملا ہے۔ اُس کے راوی بھائی غلام نبی صاحب پہلوان تاجی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ سرکار نے سلطان العارفین کے خطاب سے دوّابابا کو نوازا تھا۔

ایک روز آپ شیر کے پنجرے کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے۔ شیر نے بازو پکڑ لیا۔ تو آپ نے ہاتھ نہ کھینچتے ہوئے بڑے مزے سے پوربی زبان میں ایک گالی دے کر فرمایا: ''کھالے کھا'' شیر نے گوشت کا قتلہ لے کر بازو چھوڑ دیا۔ گڑھا پڑ گیا گہرا زخم دِکھائی دیتا تھا۔ لیکن خون کا ایک قطرہ بھی نظر نہیں آیا۔ دوّابابا اِس اعلیٰ مرتبہ کے بُزرگ تھے۔

آپ کا وصال راجہ اعظم شاہ کے مکان پر ہوا۔ آپ کی میّت قلعہ راجہ اعظم شاہ کے یہاں سے لائی گئی اور تاج آباد شریف میں دفن کی گئی۔ جس طرح حضرت بابا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا چلہ شکردرہ مہاراجہ رگھوجی راؤ بھونسلے صاحب کے یہاں ہے، اِسی طرح حضور کے مُرید خاص دوّابابا کا چلہ راجہ اعظم شاہ کے قلعہ میں ہے۔

حضرت سید جان شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ سوات بونیر کے اولیاء کے خانوادے سے تھے۔ افغانستان کی پہاڑیوں میں ریاضت کیا کرتے تھے۔ ایک دن دیکھتے ہیں کہ ایک درویش پہاڑوں میں سیّد جان صاحب کے پاس آئے۔ اُن سے ملاقات ہوئی۔ درویش نے شاہ صاحب سے کہا اُن

پہاڑوں میں کیا بھٹک رہا ہے چل واکی تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس وہاں سب کچھ ملے گا۔ چنانچہ شاہ صاحب اِس درویش سے بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق دریافت کرتے ہوئے چلنے لگے۔ تھوڑی دور گئے ہوں گے کہ وہ درویش غائب ہو گئے۔ شاہ صاحب نے اِدھر اُدھر دیکھا جب پتہ نہ لگا تو سمجھ گئے کہ یا تو یہ وہی درویش تاج الدین (رحمۃ اللہ علیہ) تھے یا میرے بُزرگوں میں سے کسی نے مجھے وہاں جانے کی ہدایت کی اور غائب ہو گئے۔ چنانچہ آپ بتائے ہوئے پتہ پر ناگپور اور وہاں سے واکی شریف پہنچے اور حضور کو دیکھا تو پہچان گئے کہ یہ وہی حضرت ہیں، جو مجھے پہاڑوں سے یہاں کھینچ کر لائے۔ چند روز سید صاحب واکی شریف رہ کر کلیئر شریف چلے گئے۔ شکردرہ میں بھی تشریف لائے تھے۔ میں نے آپ کو دیکھا ہے آپ اردو بہت کم جانتے تھے اور جب کبھی حضور بابا صاحب کسی کو گالی دیتے تو آپ فرماتے۔ ''بابا صاحب تم گالی کاہے کو دیتی ہے'' تو حضور پیار سے کہتے ''نہیں رے میں گالی نہیں دیتا ہوں دعا دیتا ہوں'' اِسی طرح پھر کبھی حضور کی زبان سے گالی نکلتی تو فرماتے ''بابا تو اَبھی بولی تھی گالی نہیں دیتی پھر گالی دیتی ہے'' چنانچہ اِس طرح حضور کے ساتھ راز و نیاز کی باتیں ہوتیں۔ اس طرح سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پاس بلا کر نوازا۔

حضرت محمد غوث بابا صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی مدراسی تھے، شکردرہ اکھاڑے کے پیچھے آپ کا جھونپڑا تھا اور آپ عابد وسَالک درویش تھے۔ دن رات ذکر میں رہتے۔ آپ کو منزلِ فقراء سے بھٹکے ہوئے لوگوں کو راستے پر لانے کی خدمت حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ سے عطا ہوئی تھی۔ جب کبھی آپ کے دل میں خطرہ گزرتا تو آپ حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے رجوع ہوتے اور تشفی بخش جواب حاصل کر لیتے۔

آپ نے حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ کے روحانی مشن کو ہر چہار جانب پھیلایا۔ خصوصاً ویجانگر اور کٹک وغیرہ میں۔ چنانچہ ویجانگر کے راجاؤں اور کئی ساہوکاروں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت فرمائی ہے۔ آپ نے اِس علاقے میں سینکڑوں ہندوؤں اور مسلمانوں کو سلسلہ تاجیہ میں داخل فرمایا ہے اور آج بھی ویجانگر اور مچھلی پٹنم میں آپ کے کئی مُرید اور خلیفہ ہیں، جن سے سینکڑوں ہندوؤں اور مسلمانوں کو فیض پہنچ رہا ہے۔

آپ کے یہاں چھوٹا سا لنگر خانہ تھا جس میں درویشوں کی خدمت کی جاتی تھی، آپ کا وصال مورخہ ۳ ربیع الثانی ۱۳۳۸ھ ویجانگر سے واپسی پر آتے ہوئے راستے میں ہوا۔ اور حضرت کی میّت شکردرہ لائی گئی اور حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ کے حکم سے راجہ باگ سوار کی طرف سرگردہ کے تکیہ میں مدفون کئے گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن O

کرامات:

آپ کرامتوں کے اظہار سے بچتے تھے۔ لیکن میں اُن کے فرزند کی ایک کرامت درج کرتا ہوں۔ جب حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ وصال فرما گئے اور تاج آباد میں مدفون ہوئے تو آپ اور شکردرہ کے رہنے والے تاج آباد شریف آ گئے۔ یہاں آ کر اُن کی اہلیہ نے لڑکی کو ٹاٹا نگر بیاہ دیا اور خود اپنے لڑکے کے ساتھ تاج آباد رہنے لگے۔ آپ کا لڑکا مرض کالرہ (ہیضہ) میں مبتلا ہوا۔ انتہائی کوشش کرنے کے باوجود جانبر نہ ہو سکا۔ جس کا بے حد صدمہ اُس کی والدہ کو ہوا۔ روتی ہوئی اپنے لڑکے سے مخاطب ہوئی کہ تیرا باپ اَکمل ولی تھا اور تُو اُن کی اولاد ہے تجھ میں اگر اپنے باپ کا کچھ اَثر ہے تو تیری فاتحہ سوئم میرے دفن کے بعد ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

حضرت اللہ کریم تاجی رحمۃ اللہ علیہ:

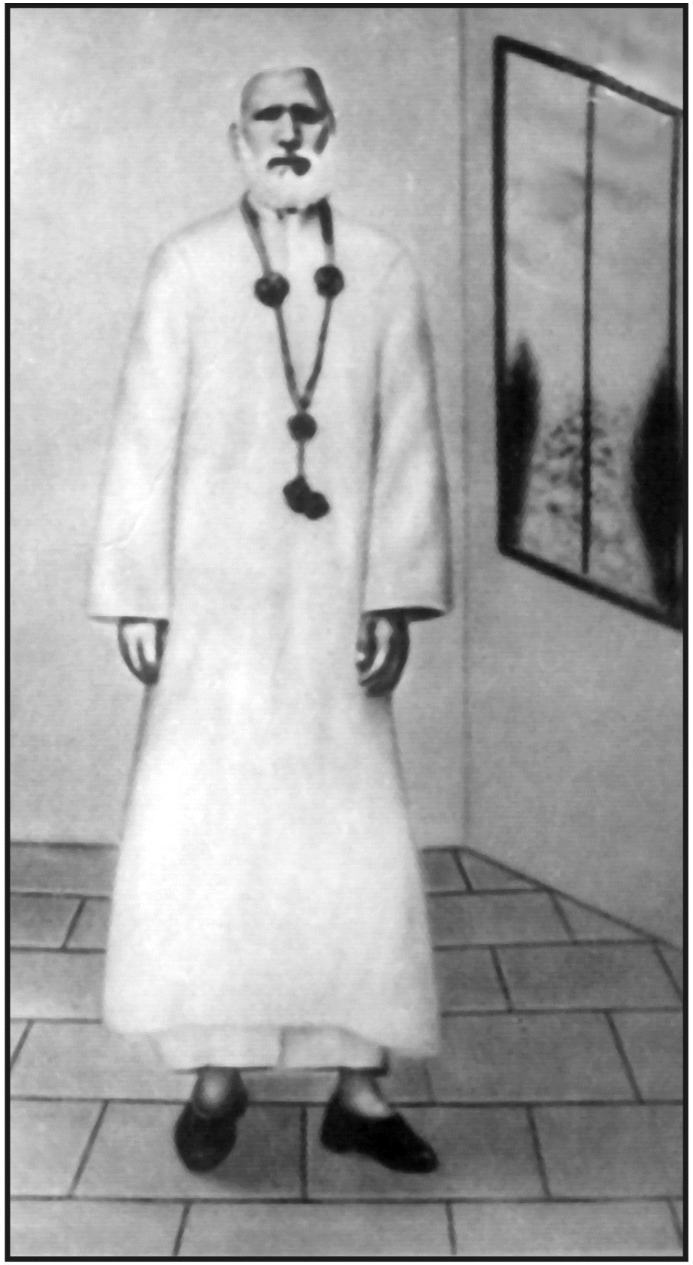
حضور بابا صاحبقبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ ءحیات میں حضرت اللہ کریم بابا رحمۃ اللہ علیہ شکردرہ میں مقیم تھے اور اکثر شکردرہ کے صدر دروازہ پر آپ دَربانی فرماتے تھے۔ آپ روشن ضمیر درویش تھے۔ آپ کے ہاتھ میں ہمیشہ ایک ٹین کا ڈبہ اور ایک رَکابی رہتی تھی۔ آپ لوگوں سے اَکثر باسی کھانا طلب فرمایا کرتے تھے۔ اِس طرح کہ ''اللہ کریم آیا ہے، باسی کھانا مانگتا ہے'' جب آپ کو کوئی کھانا پیش کرتا تو آپ اِس رَکابی میں کھانا اور ٹین کے ڈبہ میں پانی لیتے۔ جب کوئی آپ کو کمبل یا از قسم پارچہ نذر کرتا تو آپ چندی بازار میں جا کر اِس کو نیلام کرتے اور جو پیسہ ملتا آپ اِس کو غربا میں تقسیم کر دیتے۔ آپ حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ کو لال بنگلہ کہہ کر مخاطب کرتے۔

آپ کی خدمت یہ تھی کہ حضور قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری کی اطلاع پندرہ منٹ پیشتر عوام کو کر دیتے تاکہ خبردار ہو جائیں۔ ان الفاظ میں کہ ''لال بنگلہ آتا ہے خبردار ہو جاؤ'' جب حضور کی سواری نکلتی تو آپ ملٹری سلام کرتے اور واپسی تک نگہبانی فرماتے۔

آپ کا وصال حضور سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے چند دن بعد ہوا اور تاج آباد کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب المعروف بابا یوسف شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ جے پور کے باشندہ تھے۔ حضرت صوفی عبدالحکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ صابری چشتی کے مُرید تھے۔ آپ کو اُن سے خلافت بھی ملی، آپ عالم باعمل تھے۔ اپنے پیر کے حکم سے حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں واکی حاضر ہوئے۔ حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مجذوبانہ حالت میں دیکھ کر آپ کو خیال ہوا کہ میرے پیر نے مجھے ایک ایسے دیوانے کے پاس روانہ کیا جہاں کوئی تعلیم حاصل نہیں ہوسکتی۔ یہ خیال دِل میں گزرا ہی تھا کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حکم دیا ''اِس مولوی کو یہاں سے نکال دو''۔ خدام نے تعمیل حکم میں سامنے سے الگ کر دیا۔ لیکن یہ خیال ہوا کہ یہ تو شیخ کا حکم ہے۔ اِس کے خلاف تو نہیں کرنا چاہئے۔ چنانچہ دوسری بار حاضر ہوئے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے آپ پر ایک نظر فیض ڈالی تو آپ پر کیفیت طاری ہو گئی۔ آپ نے اپنا عالمانہ لباس اُسی وقت اُتار ڈالا، کئی دن رات آپ کی یہی حالت رہی۔ اِس کے بعد آپ کو کاٹھیاواڑ جانے کا حکم ملا۔ چنانچہ آپ مستانہ وار کاٹھیاواڑ میں حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کی تبلیغ کرتے رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضور کا روحانی مشن بڑھانے میں کافی حصہ لیا۔ تا ایں کہ کاٹھیاواڑ سے واپس ہو کر حضور رحمۃ اللہ علیہ میں حاضر ہوئے تو حضور نے اُن کو اپنے نعلین مبارک دے کر فرمایا ''لو اِن کو پھیلاؤ'' جس کا مطلب سفر کرنا تھا۔ چنانچہ آپ نے یوپی میں بڑے بڑے علماء کو حضور رحمۃ اللہ علیہ کے دائرہ عقیدت میں داخل فرمایا۔ اور ہزاروں علماء واُمراء نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جن میں عالی جناب لیفٹیننٹ کرنل سعید الملک نواب سر محمد احمد سعید خان چھتاری المعروف نواب صاحب چھتاری (سابق وزیراعظم حیدرآباد دکن) اور آپ کے خاندان والے اور جناب نواب سمیع



حضرت مولانا عبدالکریم شاہ صاحب المعروف بابا یوسف شاہ تاجیؒ

خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ طالب نگری اور آپ کے گھر والے مولانا کے ہاتھ پر بیعت کر کے حضور بابا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ میں داخل ہوئے۔ میں نے مولانا عبدالکریم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دربار کے ادنیٰ آدمی کی بھی بے حد عزت اور خدمت کرتے دیکھا۔ یہی آداب اُن کے مُریدوں میں بھی پایا۔ یہ لوگ بھی دربار تاج الاولیاء کے ادنیٰ آدمی کی عزت واحترام کو اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اُن کے مُریدوں کا یہ رویہ دیکھتے ہوئے مولانا کے عرفان کا پتہ چلتا ہے کہ حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہی نظر میں مولانا کو کیا سے کیا کر دیا تھا۔ جب حضور بابا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ واکی سے شکردرہ تشریف لائے تو شکردرہ میں اپنے دَست مبارک سے ایک کاغذ پر ''شیخ شیخ شیخ چرایا شیخ'' لکھ کر عنایت فرمایا۔ جن دنوں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قیام رگھوجی راؤ بھونسلے کے محل میں تھا۔ بابا یوسف شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محل کے قریب ہی ایک تالاب تھا اور اُس تالاب کے قریب ایک باؤلی تھی۔ اس باؤلی میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہم کو بٹھا دیا۔ باؤلی کے مجاہدہ کی تکمیل کے بعد ہمارا نام محمد یوسف رکھا۔

سرکار تاج الاولیاء کے طریقہ میں اِسی کو خلافت نامہ کہا جاتا ہے۔ (جو کاغذ پر لکھ کر دیا تھا)۔ حضرت مولانا کا وصال ۲۹ ذیقعد ۱۳۶۷ھ کو کراچی میں ہوا۔ آپ کا مزار میوہ شاہ قبرستان میں مرجع خلائق ہے۔

ناظرین اکثر لوگوں نے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مجذوب سمجھ کر فتویٰ دیا ہے کہ حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کسی کو مُرید ہی نہیں کیا اور نہ خلافت دی۔ پیرانِ طریقت اِس بات کو خوب سمجھتے ہیں کہ جب کوئی پیر کسی کو مُرید کرتا ہے تو اِس کو اپنا نام بھی بخشتا ہے۔ چنانچہ اِس سوانح میں مختلف حضرات کے ذکر میں ہوگا کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو اپنا نام بخشا۔

حضرت مولانا بابا یوسف شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی بے شمار کرامات ظاہر ہوئی ہیں۔ چند ایک اذکار میں بھی موجود ہیں اور آج بھی مخلوق فیض حاصل کر رہی ہے۔

حضرت سید سبحان الدین صاحب تاجی گارڈ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ناسک کی قدیم درگاہ صادق شاہ حسینی کے پیرزادہ ہیں۔ بسلسلہ ملازمت بھساول

میں آپ کا قیام رہا۔ جب آپ کو حضور رحمۃ اللہ علیہ سے عشق ہوا تو آپ نے نوکری ترک کر دی اور حضور کی خدمت میں توکّلانہ زندگی بسر کرنے لگے۔ اکثر اپنی جاگیر کی آمدنی سے ساکنانِ شکردرہ اور تاج آباد شریف کے خدام کی عام دعوت کر دیتے تھے۔ حضور کے وصال کے بعد آپ نے کئی صندل نکالے ہیں، جس کی سج دھج اور سجاوٹ کی تعریف اِس قدر کافی ہے۔ کہ آج تک ایسا صندل دیکھنے میں نہیں آیا۔

یادگار تعویز:

آپ نے درگاہ شریف کا تعویز سنگ مرمر کا اٹلی سے بنوا کر منگوایا۔ جب وہ تعویز ناگپور اسٹیشن آیا تو ایک جلوس ترتیب دیا گیا تھا۔ جس میں ناگپور کے تمام بینڈ باجے، جملہ اکھاڑے گانے والوں کو شرکت جلوس کی دعوت دی۔ نہایت شاندار طریقہ سے تعویز لے کر یہ جلوس ناگپور اسٹیشن سے تاج آباد شریف لایا گیا اور رات بھر جشن رہا۔ نمازِ فجر کے بعد تعویز مزار شریف پر رکھا گیا۔ دوسرے ہی دن سے چند حاسدوں نے آپ کی مخالفت شروع کر دی۔ تانکہ آپ پر مخالفین حملہ آور ہوئے۔ آپ نے اپنی عزت کو برقرار رکھنے کے لئے تاج آباد شریف کو خیر آباد کہا اور آگرہ کیمپ میں مقیم رہے اور جب حضور رحمۃ اللہ علیہ یاد فرماتے تو آپ ایک دو دن کے لئے آتے اور پھر چلے جاتے۔ آپ پر سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا بے حد کرم تھا۔ دودھ کے پیسے نہ دے سکے تو سرکار دودھ والی سے فرماتے اِس کو دودھ دو ہم پیسے دیں گے۔ اِس کا ذکر کرامات میں ہو چکا ہے۔ آپ سے بھی بہت سے حضرات فیض یاب ہوئے۔ قاضی بابا سید امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

گارڈ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بابا کے تو عاشق تھے ہی بابا صاحب کے عشق کا معاملہ اِس حد تک تھا کہ بابا کے ادنیٰ خادم کی بے حد عزت، احترام اور خدمت کرتے۔ ایک روز شکردرہ میں آگ لگی، گارڈ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سرکار کی خدمت میں حاضر تھے۔ آگ سے آپ کا تمام دنیاوی اثاثہ جل رہا تھا، بچوں کو بھی دوسرے لوگوں نے گھر سے نکالا۔ گارڈ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس آگ کی اطلاع دی گئی تو آپ نے سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ''جب یہ جلا رہے ہیں تو میں وہاں جا کر کیا کروں گا۔''

تم ہی نے آگ لگائی تم ہی بجھا دینا

آخر حضور رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لوٹا پانی منگوا کر اپنے پیروں پر ڈالا وہ آگ ٹھنڈی ہوئی۔

آپ کی دوسری اہلیہ شہزادی امّاں تاجی کو سرکار نے بے حد نوازا۔ اُن سے بھی فیض جاری ہو گیا اور سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے مزید کرم یہ کیا کہ اُن کو اپنے قدموں میں ہی رکھا۔ وہیں آرام فرما ہیں۔

حضرت بابا عبدالرحمٰن صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ پلٹن کے وظیفہ یاب مدراسی تھے۔ آپ کا یہ نام حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ کا رکھا ہوا ہے۔ آپ جہاز کی ملازمت کیا کرتے تھے، جہاز میں سفر کرتے ہوئے پیر پھسلنے کی وجہ سے دریا میں گر گئے۔ آپ کے دل میں حضور رحمۃ اللہ علیہ کی یاد باقی تھی۔ آپ نے حضور رحمۃ اللہ علیہ کو پُکارا۔ حضور نے ایسی مدد کی کہ نامعلوم طریقہ سے کنارے پر آ گئے اور ویسے ہی پاپیادہ حضور بابا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے آپ پر توجہ کی اور آپ کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ کا یہ اَثر ہوا کہ آپ پر جذب ہو گیا اور آپ برہنہ ہو کر کامٹی میں عیسائیوں کے قبرستان میں رہنے لگے۔ عیسائیوں نے اپنے قبرستان میں ایک برہنہ شخص کو دیکھا اور طرح طرح کے ظلم کرنے لگے تا کہ یہ قبرستان چھوڑ کر چلے جائیں۔ کئی دن اِسی عالم میں گذارنے کے بعد ایک دن آپ حضور بابا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں برہنہ حاضر ہوئے۔ حضور نے آپ کو ایک کپڑا دے کر احرام باندھنے کا حکم دیا۔ احرام باندھتے ہی آپ کا جذب سلوک میں تبدیل ہو گیا اور آپ کو ہریجن مندر، گاڑھا گھاٹ کامٹی جا کر تبلیغ کرنے کا حکم ملا۔ آپ حکم کی تعمیل میں کامٹی پہنچ کر مندر گئے۔ اس مندر کی خدمت ایک ہریجن مائی کرتی تھی۔ آپ بھی اس کے ساتھ پجاری بن کر تبلیغ کرتے۔ آپ کی تبلیغ کے نتیجے میں سینکڑوں ہریجن راہِ حق پر آ گئے اور آپ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا۔

ایک عرصے تک آپ نے یہ خدمت انجام دی پھر یکایک آپ بیمار ہو گئے۔ دوران علالت سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے آپ کو دیکھ کر فرمایا

''آپ پہلے جائیں، میں بھی آتا ہوں۔''

سرکار کے حکم فرمانے کے چند روز بعد مورخہ ۲۳ محرم الحرام ۱۳۴۴ھ کو وصال فرمایا اور تین دن بعد ہی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا وِصال ہوا۔

آپ بھی غوث بابا کے قریب سرگردہ کے تکیہ میں آرام فرما ہیں۔ وہ مندر جس کی خدمت وہ مائی کرتی تھی وہ بھی مسلمان ہوکر آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوگئی تھی۔ اس مائی کو انتقال کے بعد مندر کے قریب ہی دفن کیا گیا ہے۔

حضرت فتح محمد شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ افغانستان سے تشریف لاکر واردھا ضلع ایوت محل میں مقیم رہے۔ واردھا کی ایک مسجد میں آپ عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ چند ہی روز میں آپ پر جذب کی کیفیت طاری ہوگئی۔ سُنا گیا ہے کہ آپ کو واردھا میں حضرت بابا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ہی نے بھیجا تھا اور جذب سے پہلے آپ کبھی کبھی پاگل خانہ حضور بابا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کو آتے۔ جب حضور رحمۃ اللہ علیہ کو مہاراجہ رگھو جی راؤ صاحب پاگل خانہ سے اپنے محل لا رہے تھے تو اِسی دن فتح محمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو واردھا سے پاگل خانہ لایا گیا تھا۔

اس پاگل خانہ کے متعلق حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ کا فرمان تھا کہ یہ جگہ خالی نہ رہے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ چند روز میں حضرت فتح محمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فیض و کرامات کی شہرت ہونے لگی۔ حضور بابا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے وِصال کے بعد مہاراجہ رگھو جی راؤ بھونسلے یہ سوچ کر کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کو اپنا قائم مقام بنایا ہے، اُن کو پاگل خانہ سے رہا کرانے کے لیے گئے اور آپ سے عرض کی کہ آپ شکردرہ میں قیام فرمائیں۔ جس کے جواب میں حضرت فتح محمد شاہ صاحب نے فرمایا وہ جگہ سَر کے بَل چلنے کی ہے اور تو مجھے آج ہی پیر کے بل لے جانا چاہتا ہے۔

چنانچہ آپ تادم زیست پاگل خانے ہی میں رہے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کا جنازہ تاج آباد شریف لایا گیا۔ گویا یہ تھا آپ کا سَر کے بَل حاضری دینا۔

حضرت نظام الدین عرف نظام باپو تاجی رحمۃ اللہ علیہ:

خواجہ قادر محی الدین عرف بمبئی والے بابا رحمۃ اللہ علیہ جن کے ہمراہ میں (مؤلف) بھی تھا اجمیر شریف سے ہوتے ہوئے جیت پور گئے۔ جہاں حضرت خواجہ قادر محی الدین صاحب نے بے شمار کرامتیں دکھائیں۔ وہاں ایک کم عمر ہندو اُن کا معتقد ہوگیا تھا۔ جن کا نام آپ نے حقہ رکھا تھا۔

حقہ۔ یہ شخص ۲۳ اپریل ۱۹۴۹ء کو تاج آباد شریف میں حاضر ہوا تھا جس نے حسب ذیل واقعہ کا اظہار کیا۔

جب خواجہ قادر اولیاء بمبئی والے رحمۃ اللہ علیہ کاٹھیاواڑ سے دربار حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں تشریف لائے تو کاٹھیاواڑ کی اوّل العزم ہستی نظام الدین باپو صاحب رحمۃ اللہ علیہ عرف نظام بابا پور بندر سے جیت پور تشریف لائے تھے۔ میں نے اُن سے مل کر حضرت قادر الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے کاٹھیاواڑ (جیت پور) آنے کا واقعہ اور ان کی کرامتوں کا تذکرہ کیا۔ اس تذکرہ کو چند دن گذرے ہوں گے کہ ایک درویش نظام باپو کے پاس تشریف لائے جن کو دیکھ کر آپ تعظیم کے لیے کھڑے ہوگئے۔ آپ کو بٹھایا اور خدمت میں کھانا وغیرہ پیش کرنے لگے۔ جس پر آپ نے فرمایا ''میں ابھی ناگپور سے آرہا ہوں، تھکا ہوا ہوں، تھوڑی دیر آرام کروں گا اور چلا جاؤں گا'' آپ نے فوراً آرام کا انتظام کیا اور تحفتاً دودھ وغیرہ بھی پیش کیا اور یہ تمام لوگ اپنی اپنی جگہ سو رہے تھے اور میں بھی سو رہا۔ کچھ دیر بعد میں نے درویش کے کمرے کی طرف جہاں وہ آرام کر رہے تھے، جھانک کر دیکھا تو مجھے نظر نہ آئے۔ درویش کو نہ پا کر میں نے حضرت نظام باپو سے عرض کی کہ کمرہ میں درویش صاحب نہیں ہیں جس کا جواب نظام باپو نے دیا کہ وہ درویش حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے، اور کاٹھیاواڑ کے دورے پر آئے تھے۔ مجھ غلام کو بھی نوازا۔ سرکار کا عُرس مبارک قریب ہے۔ اب میں ہر سال حاضری دیا کروں گا۔ چنانچہ آپ نے گیارہ سال برابر حاضری دی۔ ۲۱ صفر المظفر ۱۳۵۵ء آپ کا وصال جوناگڑھ میں ہوا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

پہلے عُرس میں جب ہم لوگ یہاں آئے ہوئے تھے، واپس جاتے ہوئے حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ کے کئی فوٹو میں نے خریدے تھے۔ میں جب جیت پور پہنچ گیا تو بمقام گھیلہ شاہ، بروڑا، دھندوکا اسٹیشن سے ایک خوجہ بنام کھیما جو کہ میرا دوست تھا، میری ملاقات کو جیت پور آیا۔ میرے مکان میں حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ کے فوٹو ہیں اور میں نے حضور کے اوصاف کا اظہار کیا۔ جس کو سُن کر میرے دوست کھیما کے دل میں حضور بابا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کا عشق پیدا ہوا اور اُٹھ کر فوٹو کے سامنے سَر جھکایا۔ مجھ سے کہا ایک فوٹو مجھے دے دیا جائے تاکہ میں اپنے گھر میں رَکھ کر لوبان بتی کیا کروں۔ میں نے ایک فوٹو اُن کو دیدیا جس کو لے کر یہ اپنے گاؤں بروڑا گئے اور روزانہ صبح وشام حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں فوٹو کے سامنے لوبان بتی کرنے لگے۔ ایک دن اُن کے پڑوس میں ایک گجراتی کومٹی شدید بیمار ہوگیا تو کھیما خوجہ نے لوبان کی خاک جو حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فوٹو کے سامنے جلایا کرتے تھے، اُن کے رشتہ دار کو دے کر کہا یہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں کی خاک ہے، مریض کو کھلا دو ابھی شفا ہوگی۔ چنانچہ وہ خاک مریض کو کھلائی گئی۔ خاک کا حلق کے اندر جانا ہی تھا کہ مرض کافور ہوگیا۔ اب ہزاروں آدمی اُن کے پاس اِس خاکِ شفا کے لیے جاتے ہیں اور اپنے مَن کی مُراد پاتے ہیں۔

ناظرین: حقہ کا بیان ہے کہ آج بھی وہی منظر ہے، جس کا جی چاہے جائے اور دیکھے۔

حضرت حکیم نعیم الدین صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کے آباؤ اجداد کا وطن مدراس تھا۔ آپ کے خاندان کے اکثر بُزرگوں نے فوج میں ملازمت کی۔ آپ کے ایک چچا جولا وَلد تھے نعیم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھائی سے لے کر حیدر آباد دکن آ گئے۔ آپ مستند حکیم تھے۔ یہاں آ کر شاہی طبیب مقرر ہوئے۔ نعیم الدین صاحب کی تعلیم وتربیت چچا نے کی اور طب کی تعلیم دے کر مستند حکیم بنا دیا۔ نعیم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں حکمت شروع کی۔ شطرنج کے بہترین کھلاڑی تھے۔ آپ کو بُزرگوں سے بھی بے حد عقیدت تھی۔ سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت سُن کر آپ سرکار کی

خدمت میں ناگپور شریف حاضر ہوئے۔ چند روز کے بعد سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حکم دیا ''دنیا کا چند روزہ تماشہ دیکھ کر آؤ۔'' چنانچہ حکم کی تعمیل میں حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ گلبرگہ شریف (دکن) واپس آ گئے۔ یہاں حضرت شاہ بندہ نواز گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین آپ کے خاص دوستوں میں تھے۔ حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہر سال شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عُرس میں شرکت کرتے تھے۔ دورانِ قیام سجادہ نشین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ شطرنج کی بازی لگتی تھی۔ آپ کی شطرنج کی شہرت سُن کر ایک روز نواب کلیانی جو گلبرگہ شریف آئے ہوئے تھے، اپنے ایک نمائندے کو حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں روانہ کر کے شطرنج کھیلنے کی درخواست کی، جسے آپ نے قبول کر لیا اور نمائندے کے ہمراہ نواب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گھر پہنچے۔ نواب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے آپ کا نام و قیام کی جگہ دریافت کی۔ حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً فرمایا میں ایک سپاہی کا لڑکا ہوں اور یہاں مسافر ہوں، چنانچہ شطرنج کی بازی شروع ہوئے دو چار چال کے بعد ہی نواب صاحب کو مات ہوتی دیکھ کر حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چال بدل کر خود مات لے لی۔ نواب بھی پرانے کھیلنے والوں میں تھے فوراً سمجھ گئے کہ حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خود مات لی ہے۔ حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قابلیت دیکھ کر نواب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا اگر آپ کی کوئی مصروفیت نہ ہو تو میرے ہمراہ کلیانی چلیں تو نوازش ہوگی۔ حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی پیشکش قبول فرمائی اور نواب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ کلیانی روانہ ہو گئے۔ یہاں نواب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اپنا معتمد علیہ اور جائیداد کا مختارِ کُل بنا دیا، لیکن یہ کھیل جلد ختم ہو گیا یعنی نواب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اللہ کو پیارے ہو گئے اور حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ حیدر آباد واپس آ گئے۔ یہاں والدہ صاحبہ بیمار تھیں۔ صاحب زادے کو دیکھ کر خوش ہو گئیں، اور جلد ہی آپ کی ایک اعلیٰ خاندان میں منگنی کر دی۔ حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کچھ اور چاہتے تھے لیکن والدہ صاحبہ کے حکم کی تعمیل کی، یہاں آ کر آپ بالکل گوشہ نشین ہو کر والدہ صاحبہ کی خدمت کرتے رہے لیکن والدہ صاحبہ کی طبیعت دن بدن خراب ہوتی گئی اور ایک روز وہ اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ والدہ صاحبہ کے انتقال کے بعد آپ بے حد پریشان رہنے لگے۔ ایک روز خیال

آیا کہ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دنیا کا تماشہ دیکھنے کے لیے روانہ کیا تھا، وہ تو دیکھ لیا، اَب سرکار کی خدمت میں پہنچنا چاہیے۔ چنانچہ اپنی جائیداد اور تمام اثاثہ عزیزوں میں تقسیم کرکے اپنے گرم سوٹ وغیرہ کو پھاڑ کر ایک گدڑی بنائی اور ایک جھولی میں مجرب ادویات رکھ کر اپنے ایک ضعیف ساتھی کو لے کر آپ حیدرآباد دکن سے پیدل ناگپور شریف کے لیے روانہ ہوئے اور دو ڈھائی ماہ میں شکردرہ شریف (ناگپور) پہنچے۔ آپ کے اور آپ کے ساتھی کے پاس جو رقم تھی وہ یہاں پہنچنے تک ختم ہوگئی۔ آپ نے سرکار کی خدمت میں حاضری دی اور ایک آم کے پیڑ کے سائے میں قیام کیا۔ دوسرے روز جب بھوک نے پریشان کیا تو ایک مٹی کا برتن لے کر لنگر خانے پہنچے۔ یہاں سعدی خان افغانی لنگر تقسیم کر رہے تھے لیکن لنگر لینے والے جو بدنظمی کر رہے تھے، اس پر افغانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اُن لوگوں کو ڈانٹ رہے تھے۔ آپ یہ برداشت نہ کر سکے اور واپس آگئے۔ وہ دن بھی گذر گیا۔

تیسرے دن آپ کے ضعیف ساتھی جو بھوک سے بے قرار ہوگئے۔ اُن کی بے قراری دیکھ کر آپ نے ایک فقیر کا عطا کردہ نسخۂ اَکسیر نکالا اور ٹھیکری کو تین پتھروں پر رکھ کر نیچے آم کی لکڑی جلائی اور ایک تولہ سونا تیار کرکے اپنے ساتھی کو دیا کہ اُسے فروخت کرکے آؤ تاکہ کھانے پینے کی چیزیں منگوالی جائیں۔ چنانچہ وہ سونا لے کر روانہ ہوئے۔ اِدھر سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ آم کے پیڑ کے پاس پہنچے اور حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مخاطب ہوکر فرمایا ''عقبیٰ کا متلاشی دنیا لے کر آیا ہے۔'' یہ کہہ کر ٹھیکری اُلٹ دی اور روانہ ہوگئے۔ تھوڑی دیر بعد اُن کے ساتھی سونا فروخت کرکے کھانے کا کچھ سامان لے کر آئے۔ کھانا کھانے کے بعد حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی آمد اور ٹھیکری اُلٹنے کا واقعہ سُنا کر اُن کو واپس دکن روانہ کردیا اور اَکسیر کی جھولی زمین میں دفن کردی اور دو روز تک درخت کی پتیوں پر گذارا کیا۔ تیسرے روز ایک صاحب تشریف لائے اُن کا نام وزیر تھا۔ یہ تالے چابی کا کام کرتے تھے، بعد میں وزیر بابا جھنڈے والے رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ وہ مجھے اپنے ساتھ اپنی جھونپڑی میں لے آئے، یہاں جو روکھی سوکھی ملتی رہی، اُسی پر گذارہ کرتا رہا۔ یہ تمام ماجرا مجھ (مؤلف تاج مُراری: کریم بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ) کو حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ

نے سُنایا۔ اُس کے بعد میں نے دیکھا کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا کرم ہونے لگا اور شہر کے لوگ آپ کی خدمت میں آنے لگے اور فیض پانے لگے۔ آپ کے لیے ایک علیحدہ جھونپڑا بھی بنا دیا گیا، اس میں آپ اکثر بند رہتے۔ سرکار کا خصوصی کرم یہ ہوا کہ لوگ سرکار کے حکم کی تشریح کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ جو تشریح فرماتے لفظ بہ لفظ صحیح ہوتی۔ مجھ (مؤلف) کو ایک روز سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے حکم دیا تم حکیم صاحب سے سبق لیا کرو، چنانچہ میں اُن کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کو پہلے ہی حکم دے دیا تھا کہ مجھے کیا پڑھانا ہے۔ چنانچہ انہوں نے مجھے تصوف اور حکمت کی تعلیم دی اور خصوصی طور پر درود شریف کی تاکید کی اور اُس کی تعریف میں ایک خاص واقعہ بھی سُنایا اور مجھے حکیم تاج محمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو حکیم اجمل خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہم مکتب تھے، جن کا مطب گانجہ کھیت ناگپور میں تھا، مجھے اُن کے مطب میں بغرضِ مجربات ادویہ اور تشخیص اَمراض کی تعلیم کے لیے بھیجا۔ حکیم تاج محمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ، نعیم الدین صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کرتے تھے۔ چنانچہ میں نے جو سند حاصل کی، اُس میں حکیم تاج محمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کو اپنا اُستاد بنایا۔

ایک روز میں نے حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اُن کے خاندانی شجرہ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے ایک شعر پڑھ کر مجھے خاموش کردیا۔

بے نام و نشاں رہنے دو بس نام یہی ہے
چھوڑو مجھے بے خود میرا آرام یہی ہے

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض فیض یافتہ بچوں کی طرح حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی خود کو پوشیدہ رکھا۔ اکثر خود کو چھپانے کے لیے لوگوں سے فرماتے ارے بھائی تمہاری طرح میں بھی اپنی مُراد لے کر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں، لیکن میری منگیتر کو سرکار نے یہاں بُلا کر دفن کردیا۔ اِس لیے یہاں پڑا ہوں۔ آپ کی والدہ نے اپنی زندگی میں آپ کی منگنی کردی تھی لیکن آپ واپس حیدرآباد نہیں گئے تو ایک عرصہ کے بعد آپ کی منگیتر جن کو دق کا عارضہ ہوگیا تھا اپنی والدہ سے ضد کر کے والدہ اور بہن کے ہمراہ شکردرہ

ناگپور آئیں۔ یہاں اُن کا انتقال ہوگیا۔ اُن کی والدہ میت کو حیدرآباد کے شاہی قبرستان میں تدفین کے لیے لے جانا چاہتی تھیں، حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کہنے پر گورنر ناگپور کی اجازت سے یہاں راجہ اعظم شاہ کے شاہی قبرستان میں تدفین کی گئی۔ آپ کی منگیتر کی والدہ نے حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے واپس حیدرآباد چلنے کے لیے بہت اصرار کیا لیکن آپ نے اِنکار کیا وہ واپس چلی گئیں۔

جب میں (مؤلف) سند حاصل کرچکا تو مجھے ناندورہ (ضلع بلڈانہ) حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے روانہ کیا۔ یہاں حضرت قاضی بابا سید امجد علی شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ کا قیام تھا۔ اُن کے ساتھ رہ کر میں نے حکمت شروع کی، چندروز بعد ہی حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی علالت کی خبر ملی۔ چنانچہ میں (کریم بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ) اور قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ ناگپور روانہ ہوگئے۔ میں چندروز وہاں اُن کی خدمت میں رہا اور قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ کو اُن کی خدمت میں چھوڑ کر ناندورہ آگیا۔ ایک ماہ بعد ہی مجھے حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی آواز سُنائی دی کہ بادشاہ جلد آؤ (حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجھے بادشاہ کہا کرتے تھے)، مجھے ناندورہ کا حکم ہوگیا ہے۔ وقت قریب ہے مجھے لے چلو۔ میری روانگی کا فوری انتظام پوسٹ ماسٹر بابو محمد اسحٰق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کردیا ہے۔

چنانچہ میں پہلی ٹرین سے ناگپور پہنچا اور اُن کو لے کر ناندورہ روانہ ہونے کے لیے ناگپور (اسٹیشن کے لیے روانہ ہورہے تھے کہ آپ نے حکیم تاج محمد خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو یاد کیا میں اُن کو لے کر اسٹیشن ناگپور پہنچا۔ اُس وقت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر استغراق کا عالم تھا، ہم نے اُن کو حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چھوڑا اور ٹکٹ کے لیے چلے گئے۔ واپسی پر حکیم تاج محمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ تمہارے جانے کے بعد حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے ٹائم دریافت کیا میں نے جو گھڑی کی طرف دیکھا تو ایک عجیب منظر سامنے آیا جو لفظوں میں بیان نہیں کرسکتا، لیکن اتنا بتائے دیتا ہوں کہ ایک ہفتہ کے بعد آج ہی کے دن اِسی ٹائم پر حکیم صاحب ''ہم سے رخصت ہوجائیں گے۔'' چنانچہ ٹرین میں سوار ہوکر ناندورہ پہنچے۔ ٹھیک ایک ہفتہ کے بعد اِسی دن صبح سے آپ نے ٹائم دریافت کرنا شروع کیا۔ بار بار ٹائم

دریافت کرتے اور سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ذِکر سُنانے کے لیے کہتے۔ عصر کے وقت آپ نے ٹائم دریافت کیا تو اُن کو بتایا کہ عصر کی نماز ہوچکی ہے، چنانچہ آپ نے وضو کیا اور یہ پڑھنا شروع کیا ''لا الہ الا اللہ پیر نبی جی صلی اللہ علیہ وسلم'' تیسری بار جب آپ نے یہ کلمہ پڑھا تو روح پرواز کرگئی۔ آپ کی تاریخ وصال ۲۱ رجب ہے۔ **اناللہ وانا الیہ راجعون**۔

چنانچہ آپ کی تدفین چھوٹا ناندورہ میں ہوئی، جہاں ہر سال انہی تاریخوں میں آپ کا عُرس منایا جاتا ہے۔

حکیم تاج محمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے وصال کے بعد تفصیل بتائی۔ میں اس وقت مولانا عبدالکریم شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ دربار میں حاضر تھا۔ فاتحہ کے لیے جیسے ہی ہاتھ اُٹھائے۔ ایک ہفتہ قبل والی کیفیت پیدا ہوئی۔ جو ناگپور اسٹیشن پر گھڑی دیکھنے سے پیدا ہوئی تھی۔ دیکھتا ہوں کہ حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ سمندر میں ایک کشتی پر سوار دوسرے کنارے کی طرف جارہے ہیں۔ دوسرے کنارے پر سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہیں، اور بہ آوازِ بُلند حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بلا رہے ہیں۔ چلے آؤ چلے آؤ۔ جیسے ہی کشتی کنارے پر پہنچی مغرب کی اذان نے منظر بدل دیا۔

حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ کی ایک اور خصوصی بات عرض کرتا چلوں۔ حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ کے پاس ایک کمنڈل جو سادھوؤں کے پاس ہوتا ہے، تھا۔ اُس کے اندر آپ نے ۴۰۴ کے ہندسے کھدوار کھے تھے۔ ۴۰۴ ابجد کے حساب سے ''تاج'' کے ہوتے ہیں۔ اس میں آپ رات کو پانی بھر دیتے اور صبح لاعلاج مریضوں کو دیتے۔ اِس پانی سے جلد شفا ہوجاتی۔

حضرت عبدالخالق صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بھی مدراسی تھے۔ اور حیدرآباد اسٹیٹ میں آپ پیشکار رہے۔ آپ ہمیشہ فقیروں کی صحبت کو پسند فرماتے۔ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت آپ نے نارائن داس صاحب وکیل (جو حضور رحمۃ اللہ علیہ کے معتقد خاص تھے) کی زبانی سُنی۔ اس وقت صاحب موصوف منصرم تحصیل دار ہوکر عادل آباد آئے ہوئے تھے۔ اسی روز آپ نے قصد کیا کہ حضور رحمۃ اللہ علیہ کی

خدمت میں جانا چاہئے۔ چند روز گزرے کہ ایک فقیر آپ کے یہاں تشریف لائے جن کو دیکھ کر آپ نے سلام کیا اور نام دریافت کرنے پر انہوں نے کہا کہ میرا نام دیوانہ حاجی ہے۔ میں شکر درہ میں رہتا ہوں۔ تم ناگپور آکر پہلے مجھ سے ملنا تاکہ تم کو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ سے ملوادوں۔ پھر فقیر نے کہا تجھے اولاد ہوگی اور تو ضرور تاج دین کے پاس آوے گا۔ یہ کہہ کر فقیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ روانہ ہوگئے۔ نو ماہ بعد آپ کو لڑکی ہوئی اور اُس کے چند دن بعد شکر درہ حاضر ہوئے اور حضور سے ملے، ملنا کیا تھا کہ تیر نشانے پر لگا۔ رخصت ہوتے وقت حضور نے دعائیں دیں۔ ساتھ ہی فرمایا ”خوب کھاتے پیتے مزے کرتے“ صاحب رحمۃ اللہ علیہ موصوف شراب کے عادی تھے۔ حضور کا فرمانا کہ خوب کھاتے پیتے، اِس کے معنی آپ نے یہ سمجھا کہ حضور نے مجھے پینے کی اجازت دے دی تھی، لہٰذا وہ پیتے اور حضور کے عشق میں چُور رہتے۔

خاص کیفیت:

حضور رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ نے ایک وقت یعنی رات کا کھانا ترک کر دیا تھا۔ آپ صرف ایک ہی جوڑا رکھتے تھے، جب وہ پھٹ جاتا تو دوسرا بناتے۔ تمام دن ملازمت میں مصروف رہتے اور شام ہوتے ہی آپ شرابِ عشق پیتے یعنی صرف حضور رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرتے۔ رفتہ رفتہ آپ کی یہ حالت ہوئی کہ

ہر رَگ من تار گشتہ حاجت زَ نار نیست

دورانِ شغل آپ کے پاس سینکڑوں مُراد مند جمع ہوجاتے اور آپ کی دعا سے ہر ایک کی مُراد پوری ہوتی۔ بعض اوقات عالم جذب میں آپ لوگوں سے فرماتے میرا ہر رَگ و ریشہ ذکر کرتا ہے، چنانچہ کسی کے کان پر اپنا ہاتھ رکھتے اور وہ اقرار کرتا کہ اللہ ہو کی صدا آرہی ہے، کسی کو کہتے میرے پیٹھ پر کان رکھو اور جب وہ الگ ہوتا تو دریافت فرماتے وہ اِقرار کرتا کہ اللہ اللہ کی صدا میں نے سُنی اور کبھی عالم جذب میں فرماتے۔ ماہ رمضان کی ۲۶ کو دنیا سے سفر کروں گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ کا وصال ۲۶ رمضان المبارک کو ”کھم“ میں ہوا۔ اور آپ وہیں مدفون ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن O

حضرت محمد عبد العزیز عرف نانا میاں تاجی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت کی کہانی خود اُن کی زبانی۔

آپ کا نام بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ نے ناصر الدین رکھا تھا۔ آپ معمولی علم کے انسان تھے۔ آپ مدراسی تھے۔ آپ کے والد فوجی تھے۔ آپ اپنے بُزرگوں کے ساتھ گھومتے ہوئے رائے پور پہنچے اور وہیں سکونت اختیار کرلی۔ رائے پور میں اکثر مشائخین آیا کرتے تھے ہر ایک پیر اُن کو اپنا مُرید بنانا چاہتا تھا۔ اور یہ انکار کرتے۔ ان کا بیان یہ ہے کہ ایک شب آپ نے خواب میں دیکھا کہ ایک بُزرگ کھڑے ہیں، جن کے ایک طرف روشنی ہے اور ایک طرف پانی دیکھ رہا ہوں کہ یکا یک ایک آدمی قریب سے نمودار ہوا اور اُس درویش کی طرف اُنگلی اُٹھا کر کہا کہ تمہارا راستہ یہ ہے۔

دل خوگر فراق ہو جائے اس لیے
ملتے ہیں گاہے گاہے وہ آ آ کے خواب میں

یہ دیکھ کر بیدار ہوگیا۔ اس دن صبح میں ہشاش بشاش تھا سمجھ رہا تھا کہ دین اور دنیا کی تمام دولت میرے پاس ہے۔ اِسی خوشی میں میں اِن درویشوں کے غول میں گیا جو مجھے مُرید کرنا چاہتے تھے اور خواب کا واقعہ کہہ سُنایا تو انہوں نے جواب دیا کہ عنقریب تمہاری کسی کامل بُزرگ سے ملاقات ہوگی اور وہ تمہیں مُرید کریں گے۔ اَب میں رات دن اِسی فکر میں رہا کرتا کہ دیکھیں وہ نورانی شکل والے جن کو میں نے خواب میں دیکھا ہے، کب ملتے ہیں۔ رائے پور سے میرے کئی دوست پاگل خانے گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے اُن کی حالت حضور میں حاضری کے بعد بدل گئی۔ حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامتوں کی دھوم سُن کر میں نے قدم بوسی کا ارادہ کیا۔ اِس وقت حضور واکی شریف جاچکے تھے۔ میں دسمبر ۱۹۰۸ء میں حضور کے پاس واکی یہ التجا لے کر حاضر ہوا کہ مجھے غلام بنالیں، یعنی مُرید کرلیں۔ میری وضع اس وقت یہ تھی کہ میں ایک جنٹلمین شخص کی حالت میں تھا اور انجینئرنگ کے محکمے میں ۲۵ روپیہ ماہوار کا مُلازم تھا۔ واکی جاکر میں نے حضور رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی کی تو حضور نے میرا نام بمعہ

ولدیت اپنی ران پر ایک تنکے سے تحریر فرمایا تحریر شدہ نام میں برابر پڑھ سکتا تھا، یہ دیکھ کر مجھے اپنا خواب یاد آ گیا اور حضور کو پہچانا کہ وہی حضرت ہیں، جنہوں نے مجھے اپنی غلامی میں لینے کے لیے شہادت دی تھی۔ میں اکثر حضور کے پاس میلاد شریف پڑھا کرتا تھا۔ ایک دن حضور نے فرمایا ''کتاب لاؤ'' جب میں کتاب لے کر حضور کے پاس گیا تو حضور نے کتاب کا ورق اُلٹ کر اُس کے درمیان میں تیلی رکھ دی اور فرمایا کہ یہ تمہارا ترک ہے۔ یہ الفاظ حضور کی زبان سے سننا تھا کہ میری کایا پلٹ گئی اور دنیا میری نظر میں ہیچ دکھائی دینے لگی اور اب ترکِ دنیا کی سوجھی اور یہ خیال ہوا کہ سب کو چھوڑ کر اللہ اللہ کروں۔ جورو بچوں کو چھوڑ کر یہیں پڑا رہوں۔ اَب یہ خیال ہر دَم رہنے لگا۔ چند دن بعد پھر موقع آیا کہ حضور نے پھر کتاب طلب کی اور اِس پر تحریر فرمایا اوّل چالیس، پھر پچاس، ساٹھ، ستر اور کتاب دیتے ہوئے فرمایا ترک کو سمجھو۔ چنانچہ دوسرے دن حضور نے اپنے روحانی کمالات سے مجھ کو سمجھا دیا کہ ترک اُن خیالات کا کرنا ہے جو اللہ کی راہ میں حائل ہوتے ہیں۔ چنانچہ میرا خیال جورو بچوں کو چھوڑنے کا تھا ایک دَم دور ہو گیا۔ اور حضور کی اجازت سے رائے پور روانہ ہو گیا۔ رائے پور جانے کے بعد میری تنخواہ مزید بڑھنے لگی جیسا کہ حضور نے میری کتاب میں تحریر فرمایا تھا۔ رائے پور چند دن رہنے کے بعد اپنی اہلیہ کو لے کر حضور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں واکی حاضر ہو گیا۔ دستور تھا کہ ہر آدمی حضور کی خدمت میں کھانا پکا کر پیش کرتا۔ چنانچہ ایک دن میں نے بھی کھانا تیار کروایا اور حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ڈیرے کی طرف کھانا لے کر چلا۔ ڈیرے پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ حضور ندی کی طرف تشریف لے گئے ہیں۔ میں حضور کی خدمت میں ندی پر پہنچا۔ دیکھا تو چاروں طرف سے پردے لگے ہوئے ہیں اور خدام ہر ایک آدمی کا لایا ہوا کھانا حضور کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ میں نے بھی اپنا توشہ دان گیا دین نامی خادم کو دیا۔ وہ بھی پیش کیا گیا، لیکن حضور نے کسی بھی توشہ دان کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا۔ تھوڑی دیر بعد ایک ہندو کسان جو قریب ہی کھانا پکا رہا تھا۔ ایک تھالی میں کھانا نکالا جو زرد رنگ کا تھا اور ایک طرف گنوار کی پھلی رکھ کر حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور نے اِس کھانے کو بڑی محبت کے ساتھ کھایا اور پردے کو اُٹھا کر میری طرف

دیکھا اور آواز دی کہ آؤ یہ کھانا کھا لو تمہارے کام کی چیز ہے۔ میں دوڑا اور تھالی کو اپنے ہاتھ میں لیا دیکھا کھانے کے ساتھ بہت سی چیزیں شامل ہیں۔ یعنی کیلے کے چھلکے، بیڑی کے ٹکڑے اور کچھ کنکر پتھر بھی۔ میں نے اِس کھانے کو بڑے شوق سے کھایا اور تبرک کے خاطر اور لوگ بھی شریک ہو گئے۔ حضور کی کرامات تھی کہ کھانے میں بظاہر کنکر پتھر دکھائی دیتے لیکن منہ میں جانے کے بعد وہ کوئی اور چیز ہوتی تھی، جس کا ذائقہ بیان سے باہر ہے۔

حضور ندی کی طرف جا چکے تھے اور میں کھانے سے فارغ ہو کر پانی کے لیے ندی کی طرف بڑھا تو حضور پانی کے لیے تشریف لا رہے ہیں اور مجھ کو آواز دے کر فرمایا کہ لو پیو یہ تمہارے کام کی چیز ہے میں نے پی لیا۔ ایک دن میں اپنی قیام گاہ سے حضور کی خدمت میں جانے کے لیے نکلا معلوم ہوا کہ حضور قبرستان میں ہیں۔ راستے میں حضور کی مُریدہ مریم بی امّاں صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا نے مجھے بُلایا اور میری جانب اپنا ہاتھ بڑھا کر فرمایا: سونگھ۔ میں نے جب سونگھا تو فرمایا کہ خاکِ شفا کی بُو آتی ہے کیا۔ میں نے کوئی جواب نہیں دیا اور رخصت ہو کر حضور کی جانب قبرستان گیا۔ دیکھا تو حضور بہت ہی جلال میں ہیں۔ لوگوں کو معلوم تھا کہ حضور بابا امّاں صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کی بات کو قبول فرمایا کرتے ہیں۔ ان کو لایا جائے تو حضور کا جلال کم ہو۔ چنانچہ جب امّاں صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کو لایا گیا اور امّاں صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا قریب پہنچیں تو حضور نے جلال کے عالم میں امّاں صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کو بھی مارا اور اِسی جلال میں میرے قریب آ کر ہاتھ بڑھایا۔ میں نے حضور کے ہاتھ میں ہاتھ دیا تو یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ۭ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ

ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ (سورہ الفتح: آیت 10)

اور یہ آیت جب ختم ہوئی تو حضور نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا اور اپنے ڈیرے کی جانب چل دیئے۔ ایک دن میں حضور کے ہمراہ جا رہا تھا۔ حضور بہت ہی دور جنگل میں نکل گئے تھے۔ مئی کا مہینہ تھا، لوگ سایہ کے غرض سے حضور پر چھتری پکڑے ہوئے جا رہے تھے۔ مجھ

سے یعقوب نامی خادم نے کہا آپ بھی خدمت کریں۔ چنانچہ میں نے ڈرتے ہوئے حضور رحمۃ اللہ علیہ پر چھتری پکڑی اور ہمراہ چلنے لگا۔ چلتے ہوئے حضور کی طرف دیکھا تو حضور اِسی طرح مستغرق تھے۔جس کا بیان لفظوں میں نہیں کیا جا سکتا۔معلوم نہیں اُس وقت کون چل رہا تھا۔اس لیے کہ انسان کانٹے اور پتھر بچا کر چلتا ہے اور چلتے ہوئے زمین کی طرف ضرور دیکھتا ہے تا کہ ٹھوکر نہ لگے لیکن یہاں اللہ ہی اللہ تھا جو سمیع و بصیر ہے۔

حضور زمین پر نہیں بلکہ معلق چل رہے ہیں۔ چلتے چلتے راستے میں ایک پتھر آیا جو زمین میں گڑا ہوا تھا۔ وہاں حضور کھڑے ہو گئے اور میری طرف اشارہ کر کے فرمایا ''ایسے رہتے ہیں اور آگے بڑھتے ہیں۔''

ایک دن حضور جبکہ شکردرہ آ چکے تھے، میں اپنی بیوی کے ساتھ حضور میں پہنچا ایک جگہ ہم تمام بیٹھے ہوئے تھے۔ میرے خیالات دنیاوی مجھے بہت پریشان کر رہے تھے۔ دیکھتا کیا ہوں کہ حضور یکا یک میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا ''حضرت پنجرے سے کبوتروں کو اُڑا دو۔'' یہ فرما کر حضور کا واپس ہونا تھا کہ مجھے خیال آیا دل بمعنی پنجرے کے ہے۔خیالات کبوتروں کی طرف قلابازیاں کھا رہے ہیں۔ حضور کا ارشاد ہے کہ اِن کو اُڑا دو اور یکسو ہو جاؤ۔ سچ ہے کوئی بھی کام دین کا ہو یا دنیا کا یکسوئی کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔ اَب میں بقول حضور رحمۃ اللہ علیہ کے اَسّی روپیہ ماہوار کا مُلازم ہو چکا تھا کہ میرے رشتہ داروں نے مجھے مجبور کیا تا کہ آپ اَگر آگے کا امتحان دیں تو آپ کی تنخواہ چار سو سے زائد ہوسکتی ہے۔ میں ۱۹۲۲ء کو امتحان کے غرض سے ناگپور آیا تو خیال ہوا کہ حضور میں حاضری دوں اور جونہی میں شکردرہ آیا تو معلوم ہوا کہ حضور بیر پیٹھ کی طرف ہیں، وہاں گیا اور قدم بوس ہوا تو حضور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صوبہ دار کی لال کتاب پڑھتے ہیں۔ گھر جاتے ہیں۔ میں بہت خوشی خوشی واپس ہوا کہ ضرور امتحان میں کامیابی ہوگی، لیکن مجھے دوسرے ہی دن پیچش ہوگئی اور اِس شدّت کی تکلیف ہوئی کہ میں امتحان میں شریک نہ ہوسکا اور ناگپور سے رائے پور روانہ ہو گیا۔ رائے پور آتے ہی میرے پیچش دور ہو گئی اور میں صحت یاب ہو گیا۔ ایک ہفتہ گُزرا ہوگا کہ وہاں ایک بُزرگ حضرت عبداللطیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''عبدالعزیز تم

قرآن شریف پڑھ لو اور نماز پڑھا کرو میری تمام عمر جنٹلمینی میں گُزری تھی۔ میں نے کبھی مسجد کا منہ بھی نہ دیکھا تھا، بہ اصرار میں جناب عبداللطیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مسجد میں گیا۔ میں نماز پڑھنا بھی نہ جانتا تھا لوگوں کی نقل کرنے لگا۔نماز سے فارغ ہونے پر وہ مجھے اَپنے گھر لے گئے اور قرآن شریف میرے ہاتھ میں دے کر مجھے حکم دیا کہ پڑھو۔ چنانچہ میں اَز خود قرآن شریف پڑھنے لگا۔ یہاں تک کہ بارہ اوراق پڑھ گیا اور جب میں چپ ہوا تو اُنہوں نے کہا کہ تم چور ہو۔قرآن جان کر مجھ سے کہا کہ میں نہیں جانتا تب میں نے حضور کی وہ بات کہہ سُنائی جو مجھ پر گُزری تھی یعنی حضور نے مجھے صوبیدار کی لال کتاب پڑھنے کو فرمایا تھا میری زبان سے یہ الفاظ سنتے ہی اُن پر کیفیت طاری ہوگئی اور فرمایا یہ حضور بابا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت ہے۔ چنانچہ اُن کی حیات تک حضور کا یہ فیض جاری تھا۔عبدالعزیز عرف ناصر الدین نانا میاں رحمۃ اللہ علیہ حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے کند ذہن والے کو بھی پندرہ دن میں قرآن ختم کرا دیتے۔آپ کے پاس دور دور سے چھوٹی بڑی عُمر کے لوگ آتے تھے اور ہفتہ دَس روز میں قرآن ختم کر کے چلے جاتے تھے۔ یہ حضور کی کرامت اُن کی حیات تک جاری رہی۔

حضرت مسکین شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا پہلا نام غلام مصطفیٰ ہے۔ آپ شطاری ہیں اور قادریہ سلسلے میں آپ کو خلافت حاصل ہوئی۔ آپ بھی اَپنے پیر کی اجازت سے حضرت بابا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف لائے اور ایک عرصہ تک بحکم حضور بابا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ ناگپور پولیس لائن ناکلی کی مسجد میں بحیثیت پیش امام رہ کر ظاہری و باطنی فوائد حاصل کرتے رہے ہیں۔ چند دن بعد حضور نے آپ کو اپنے طریقہء خلافت دے کر قصبہ سکندرہ آباد ضلع بُلند شہر روانہ فرمایا۔ آپ نے خلق خدا کی خدمت میں کوئی دَقیقہ اُٹھا نہیں رَکھا بلکہ تاحیات خلق خدا کی خدمت میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ صاحب موصوف نے حضور کا روحانی مشن بڑھانے میں کافی حصہ لیا۔ پوری زندگی اُن کا یہی عمل جاری رہا۔ آپ



حضرت فریدالدین شاہ تاجی المعروف
کریم باباصاحب تاجیؒ

بڑے خاکسار درویش تھے۔ حضور کے سالانہ عُرس میں تشریف لاتے اور چار دِن تک غریبوں کو کھانا کھلاتے اور ایک صندل اپنے ڈیرے سے بڑی دھوم دھام اور شان و شوکت سے نکالا کرتے تھے۔ تاج آباد کے بھیک مانگنے والوں نے آپ کو کئی بار صدمہ پہنچایا لیکن آپ نے ہمیشہ صبر کیا کبھی شکوہ نہیں کیا اور اپنی وہی رفتار جاری رکھی۔ حضرت مسکین شاہ صاحب کا وِصال ہو گیا ہے اور آپ کے سجادہ نشین جو آپ کے پوتے فرید الدّین مسکینی تاجی ہیں آپ ہی کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں۔

پونے والے باباتاجی رحمۃ اللہ علیہ:

یہ طبقہ اُناث سے تھیں۔ اُن کا قیام پونا تھا۔ انہوں نے اپنے آپ کو ہمیشہ مَرد ثابت کیا ہے۔ آپ کو بھی حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فیض حاصل ہوا۔ عوام اُن کو بابا جان کے نام سے مخاطب کرتے۔ یہ اکثر حاجت مندوں کو حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں روانہ فرماتی تھیں۔ اُن کا مزار اِس وقت لبِ سڑک چار باولی پونا میں واقع ہے۔ آپ کے متعلق یہ مشہور ہے کہ آپ امّاں کسی کو نہ کہنے دیتی تھیں۔ ایک روز امّاں کہنے پر آپ نے اَپنا ستر کھول کر دکھایا کہ میں اَمّاں نہیں، بابا ہوں۔

افسوس کہ بابا جان کا اسم گرامی اور پورے حالات معلوم نہ ہو سکے۔ آپ سے بھی مخلوقِ خدا کو بہت فیض پہنچا۔

حضرت فریدالدین شاہ تاجی المعروف کریم باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ:

(از: الحاج مولانا سید فتح علی حیدری قادری رزاقی اشرفی تاجی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت فریدالدین شاہ تاجی المعروف کریم بابا تاجی دام اِقبالہٗ (مؤلف تاج مُراری۔ اذکار تاج الاولیاء) سے آخری ہفتہ فروری ۱۹۸۱ء میں نیاز حاصل ہوا۔ غائبانہ تعارف تو غالباً اعیانِ ثابتہ روزِ اَزل اور دنیاوی اعتبار سے تقریباً تیئس سال سے ہے، خط و کتابت جاری رہی۔ یہ غائبانہ تعارف محب مخلص بلکہ کرم فرما بزرگ حضرت قاضی بابا سید امجد علی شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ طریقت حضور تاج اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے تھا۔ اُن کا وصال

ہوگیا۔ اب کریم بابا صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ کا قاضی بابا کے صاحبزادہ قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ کی رہائشگاہ دربار تاج الاولیاء قصبہ کالونی میں ہے، اَب نیاز حاصل ہونے کے بعد آپ کی ذات ستودہ صفحات پر قلبی تاثرات اور حالات پیش کر رہا ہوں۔

اگرچہ ہمارے گراں قدر بُزرگ کی ہستی پورے برصغیر پاک و ہند کے تاجی برادران کے لیے ہرگز محتاج تعارف نہیں۔ تاہم جذبات و محبت کے اظہار کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

حضرت کریم بابا صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے قبلہ گاہی جناب محمد عثمان ابن عربی مرحوم و مغفور کاٹھیاوار کے باشندے تھے۔ تجارت کے سلسلے میں ہندوستان سے افریقہ تشریف لے گئے اور یہاں آپ نے کاروبار شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا کرم فرمایا کہ افریقہ کے مختلف شہروں پر دوسو دکانوں پر موتی ربڑ، ہاتھی دانت، پارچہ جات وغلہ کا کاروبار چلتا تھا۔ یہاں آپ نے ایک عرب خاتون سے شادی کر لی۔ انہی عرب خاتون سے ۱۹۰۲ء میں بمقام دیبو بندر کریم بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ تولد ہوئے۔ کریم بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ کی نانی صاحبہ ایک ولیہ تھیں۔ حضرت کی پیدائش کے بعد نانی صاحبہ نے دیکھ کر فرمایا یہ بچہ تو دنیاداری کے لیے پیدا نہیں ہوا ہے۔ بلکہ اِس کے ذمہ دینی معاملات معلوم ہوتے ہیں۔ تمہارے پاس یہ ایک ولی کامل کی امانت ہے۔ اِس کی دیکھ بھال خصوصی توجہ سے کرو۔ تم لوگ اِس بچے کو جلد ہی ہندوستان لے جاؤ گے۔ حضرت کریم بابا صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ نے بچپن ہی میں ایک خواب دیکھا کہ سمندر میں ایک نورانی گاڑی چل رہی ہے، جسے نورانی لوگ کھینچ کر چلا رہے ہیں۔ گاڑی سمندر سے نکل کر جب خشکی پر آئی تو آپ نے دیکھا کہ گاڑی پر ایک نور موجود ہے، جس پر نظر نہیں ٹھہرتی۔ آپ نے گاڑی کھینچ کر لانے والوں سے دریافت کیا؟ یہ روشنی یہ نور کن بُزرگ کا ہے؟ اُن میں سے ایک نورانی بُزرگ نے فرمایا تجھے معلوم نہیں یہ اللہ ہے۔ اِس کے فوراً بعد ایک ہاتھ نمودار ہوا اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر گاڑی میں بٹھا لیا۔ گاڑی چند قدم ہی چلی ہوگی کہ اِس نور کی تجلی سے آپ بیدار ہو گئے۔ بچپن کا خواب تھا بات آئی گئی ہوگئی۔ اس خواب کے چند دن بعد حضرت اپنے والد بُزرگوار، بڑے بھائی نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ و ہمشیرہ آمنہ بی صاحبہ کے ہمراہ بغرضِ تعلیم ہندوستان تشریف لائے۔ یہ قافلہ سرکار تاج اولیاء رحمۃ اللہ علیہ

کی خدمت میں ناگپور حاضر ہوا۔ والد صاحب قبلہ نے جس وقت کریم بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو سرکار کی خدمت میں پیش کیا، تو آپ کی خوشدامن صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کی پیشین گوئی یاد آئی اور خیال آیا کہ ہوسکتا ہے کہ جن کی پیشن گوئی خوش دامن صاحبہ نے کی تھی، یہ وہی بُزرگ ہوں، جن کے سُپرد اِس بچے کو کرنا ہے۔ یہ خیال آتے ہی سرکار کی نظر فیض اَثر نے اپنا کام کیا اور آپ کے حکم پر ایک خادم نے بابا کریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ سرکار کا یہ فرمان ہے کہ بچہ اَبھی کمسن ہے ہم خود اِسے بُلا لیں گے۔ چنانچہ والد صاحب آپ کو واپس لے کر چلے گئے۔ جب بابا کریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عمر گیارہ سال ہوئی تو آپ خود ہی بے تابانہ گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور گھومتے گھامتے اٹارسی (سی۔پی) پہنچے۔ یہاں آپ کی ملاقات ایک فقیر سے ہوئی۔ اِس فقیر نے آپ کو اپنے پاس چھ ماہ تک رکھا۔ اٹارسی ہی میں ایک اور فقیر سے ملاقات ہوئی۔ جو دھونی رمائے موج میں گنگنا رہے تھے۔

میں بابا کی جوگن بنوں گی

آپ نے اس کا مندرجہ بالا مصرعہ سُن کر دریافت کیا کہ باباجی ہم نے خواجہ جی کی جوگن بنوں گی تو سُنا ہے، آپ نے اپنے باپ کی جوگن بن رہے ہیں۔ اِس کا کیا مطلب ہے۔ وہ یہ سُن کر مسکرائے۔ بچہ تجھے نہیں معلوم ناگپور میں بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ زندہ ولی ہیں اور پوری دنیا میں اُن کا ڈنکا بج رہا ہے۔ اُن کی یاد میں یہ گیت پڑھ رہا ہوں۔ جوں ہی حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نام سُنا آپ کو اپنی پہلی حاضری یاد آگئی۔ آپ بے قرار ہوکر بے سروسامانی کی حالت میں ریل پر سوار ہوکر اجمیر شریف پہنچے اور دربار حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ میں حاضری دی۔ یہاں بھی بے قراری بدستور رہی۔ چنانچہ آپ یہاں سے بھی روانہ ہوکر بمبئی اپنے برادر بُزرگ کی خدمت میں پہنچے۔ برادر بزرگ نے آپ کو والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی علالت کی خبر دی۔ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی علالت کا سُن کر آپ آبدیدہ ہو گئے۔ اِسی پریشانی پر جب بستر پر لیٹے تو والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بار بار خیال آیا اور آپ روتے روتے سو گئے۔ خواب میں آپ نے دیکھا کہ ایک سمندر میں غوطے کھا رہے ہیں اور ڈوبنے والے ہی ہیں کہ کنارہ نظر آ گیا اور کنارے پر والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہو کر آواز دے رہے ہیں کہ جلد

آؤ تا کہ سہارا دوں۔ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر اور اُن کی آواز سُن کر آپ کی ڈھارس بندھی اور تیزی سے کنارے کے قریب آ گئے۔ والد صاحب نے ہاتھ بڑھا کر خشکی پر لے لیا۔ جب آپ خشکی پر آ گئے تو دیکھا کہ وہ ہاتھ بجائے والد صاحب کے بابا صاحب کا ہے اور بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ خود موجود ہیں۔ یہ دیکھ کر آپ بیدار ہو گئے اور یہ خیال آیا کہ والد صاحب نے مجھے بابا صاحب کے سپرد کر دیا اور خود دنیا سے رخصت ہو گئے۔ یہ خواب آپ نے بھائی صاحب کو سُنایا اور یہ بھی فرمایا کہ خواب کی تعبیر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیماری جان لیوا نہ ثابت ہو۔ لیکن بڑے بھائی صاحب نے آپ کو تسلی دی اور کاروباری سلسلہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ شام میں جب گھر لوٹے تو والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کی خبر دی۔ دونوں بھائی مِل کر روتے رہے، بلکہ آپ کی حالت دیوانوں جیسی ہو گئی۔ اِسی دوران آپ کی ملاقات شمس الدین تاجی سے ہوئی وہ اِسی شب ایکسپریس ٹرین سے ناگپور جا رہے تھے۔ چنانچہ آپ بڑے بھائی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع دیئے بغیر شمس الدین تاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ناگپور شریف روانہ ہو گئے۔ ناگپور پہنچ کر شکردرہ شریف میں سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اِس وقت سرکار ایک بگھی میں سوار تھے، جسے چند خدام کھینچ رہے تھے۔ جیسے ہی بگھی قریب آئی آپ قدم بوس ہوئے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر خصوصی توجہ فرمائی۔ آپ کی نظریں سرکار کے چہرہ مبارک کی جانب جیسے ہی اُٹھیں۔ چار سال پہلے کا نورانی منظر یاد آ گیا۔ سرکار مجسم نور نظر آئے۔ سرکار نے اسی گاڑی میں آپ کو بٹھا لیا۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد سرکار بگھی سے اُتر کر اپنی قیام گاہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ اِس طرح نانی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کی پیشن گوئی پوری ہو گئی اور حضرت کریم بابا تاج والے کی خدمت میں پہنچ گئے اور آپ کی تعلیم و تربیت شروع ہو گئی۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو مختلف طریقوں سے نوازا۔ کئی مقامات پر روانہ فرما کر مجاہدات کروائے۔ اکثر آپ کو دور دراز مقامات پر بھجواتے تھے۔ جس کی وجہ سے آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ سرکار مجھے اپنے سے دور کیوں بھجواتے ہیں، جبکہ میری خواہش تو صرف قدموں میں زندگی گزارنے کی ہے۔ یہ خیال آتے ہی سرکار نے حکم دیا کہ ''کُرتا

پھیلاؤ''، تعمیل حکم میں حضرت نے کُرتا پھیلا دیا۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں ایک قرآن کریم رکھ دیا۔ قرآن کریم کے اندر ایک جگہ چند چھوارے رکھے تھے، جس صفحہ پر چھوارے تھے اس صفحہ پر یہ آیت مبارکہ تھی۔

یعنی ''جس طرف بھی رُخ کرو اُسی طرف اللہ ہے۔''

اس طرح سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کریم بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ کو معرفت الٰہی سے آگاہی عطا فرمائی کہ کہیں سے منزلیں دور ہیں اور نہ کوئی قریب کی بات۔ ہر مقام پر اِسی ذات کا قُرب حاصل کرنا مقصد حیات ہے۔ اِس تعلیم کے بعد حضرت کا یہ حال ہے کہ جہاں بھی تشریف لے جاتے ہیں بابا حضور رحمۃ اللہ علیہ کا تصور قائم رہتا ہے، بلکہ اہل نظر حضرات تو حضرت کو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جہت میں پاتے ہیں۔ سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو باقاعدہ خلافت اجازت بھی عطا کی اور فرید الدین کے لقب سے نوازا۔ سرکار نے اپنے کرم سے روحانی معالج کے ساتھ ساتھ جسمانی معالج کی سند دلوا کر مستند حکیم بنا دیا اور خصوصی طور پر سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی پر تصانیف کی ڈیوٹی بھی لگا رکھی، جسے حضرت قبلہ بخوبی انجام دے رہے ہیں۔ سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی کئی مختصر اور جامع سوانح اردو اور ہندی میں قطب مُراری بھی آپ شائع کرا چکے ہیں۔ اور یہ تبلیغ کا سلسلہ آپ کی حیاتِ ظاہری تک جاری رہا۔ سینکڑوں حضرات آپ کے دست حق پرست پر سلسلہ تاجیہ میں داخل ہوئے۔ ان کی تعلیم و تربیت کے لئے اس پیرانہ سالی میں بھی آپ دور دراز مقامات کا سفر کرتے رہتے تھے۔ آپ کی خدمت میں لاعلاج مریض بھی لائے جاتے تھے۔ ایسے مریض جو حاضر نہیں ہو سکتے۔ اُن کے گھر حضرت خود پہنچتے تھے اور اُن کا علاج کرتے سرکار کے صدقہ میں مخلوق خدا روحانی و جسمانی فیض اُٹھا رہی تھی۔

سرکار تاج اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کریم بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ایسے بچوں کی خدمت میں رکھ کر بھی تربیت فرمائی جو مادر زاد ولی تھے اور خصوصی طور پر بمبئی والے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ امیر الدین بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور نانی اماں صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا قابل ذکر ہیں۔

آپ نے خواجہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور بمبئی والے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاندار مقبرے

بھی خود تعمیر کروائے۔ بقول قاضی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اُن مقبروں پر اَپنا نام تک نہیں لکھوایا۔

سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے روضہء مبارک کی تعمیر میں بھی آپ نے تن من دھن کی بازی لگا رکھی تھی۔ قیامِ پاکستان کے بعد آپ کو تاج آباد کمیٹی کا صدر منتخب کیا گیا۔ جسے آپ بحسن و خوبی انجام دے رہے تھے لیکن چند خودغرض عناصر نے گڑبڑ پھیلائی، جس کے نتیجہ میں گورنمنٹ نے ریسور مقرر کیا، پھر یہی لوگ پریشان ہوئے اور اُس کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا جو تقریباً بیس سال سے چل رہا تھا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اَب پچھلے سال گورنمنٹ آف انڈیا نے پبلک ٹرسٹ قائم کر دیا اور سرکار کے کرم سے سلسلہ کے ایک صاحب کو چیئرمین مقرر کیا۔ حضرت قبلہ نے خدام کی بہبودی کے لئے اُن کی بھی ایک کمیٹی رجسٹرڈ کرادی ہے۔

یہ بات تو سب اچھی طرح جانتے ہیں کہ پیغمبروں اور ولیوں کی بھی دنیاداروں نے مخالفت کی لیکن سورج کو چراغ دکھانے سے اُس کی روشنی پر کیا فرق پڑتا ہے۔ ظاہر بین حضرات کی مخالفت کے باوجود آج بھی آپ جملہ تقاریب میں مسند نشین ہوتے ہیں۔ کراچی میں شوکت علی خان یوسفی تاجی رحمۃ اللہ علیہ جو بابا یوسف شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے مُرید ہیں۔ حضرت بابا یوسف شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ پر ایک ضخیم کتاب لکھی، اُس میں ایک تبصرہ حضرت کی جانب سے لکھ کر لائے تھے جس پر سجادہ نشین تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی حیثیت سے حضرت قبلہ کے دستخط کروائے جو کتاب ''یوسف اولیاء'' کے ساتھ شائع ہو چکا ہے۔

آپ ۱۹۸۱ء فروری میں پہلی مرتبہ پاکستان تشریف لائے۔ آپ کا چار ماہ کا قیام آپ کے برادرِ طریقت خلیفہ تاج الاولیاء حضرت قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر دربار تاج الاولیاء قصبہ کالونی میں رہا۔ کراچی میں آپ کی حقیقی ہمشیرہ اور کئی عزیزوں کا قیام ہے، جو اعلیٰ درجہ کے بنگلوں اور کاروں کے مالک ہیں۔ اُن لوگوں نے بے حد اصرار کیا کہ اُن کے بنگلوں میں حضرت قبلہ قیام فرمائیں، لیکن حضرت قبلہ نے قبول نہیں کیا، بلکہ یہ فرمایا کہ میں تقریباً ستر سال سے سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں ایک جھونپڑے میں رہتا ہوں، یہ جھونپڑا بھی سرکار ہی کا ہے، لہٰذا میں یہیں رہوں گا۔ حضرت قبلہ پر سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا بے حد کرم ہے کہ آپ ۱۲ سال سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ ظاہری میں خدمت میں رہے اور اُس

کے بعد تقریباً ۶۲ سال سے تا دمِ تحریر حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک سے متعلق ہی ہیں۔ بقول جگر مُرادآبادی مرحوم۔

جدھر سے میں گزرتا ہوں نگاہیں اُٹھتی جاتی ہیں
میری ہستی بھی کیا تیرا ہی عالم ہوتی جاتی ہے

راقم الحروف کا عجیب معاملہ ہے جب حضرت کو سُنا اور پڑھا تھا، ذہن نے ایک تصویر قائم کی تھی مگر نیاز حاصل ہوتے ہی، بمصداق ضرب المثل معاملہ ہے۔

ترا دیدہ یوسف راشنیدہ! شنیدہ کے بود مانند دیدہ

کراچی میں آپ کی مصروفیات دیکھ کر اللہ کی قدرت نظر آتی تھی۔ کوئی انسان اتنا مصرف دن نہیں گزار سکتا اور ہفتوں تک نہیں، مہینوں تک شب و روز کی مصاحبت کے دوران حضرت کی خوش خلقی، خوش مزاجی اور عالمگیر ہردلعزیزی نے خوب خوب متاثر کیا اور ہمیں ایسے مقام پر لے پہنچا جہاں قلبِ حزیں کی آوازیں سُنی جا رہی ہیں۔

حسن روز افزوں نے کتنا فرق پیدا کردیا
یہ آپ ہیں یا آپ کی تصویر ہے

غرض ہمارے کریم بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی نظر فیض اَثر کے صدقے اور طفیل میں وہ اعلیٰ مقام حاصل کر چکے ہیں کہ ہیچمدان (بے علم) اپنے دل کی گہرائی سے صرف اس قدر کہہ سکا۔

ایسا کہاں سے لاؤں تجھ سا کہیں جسے

غرض آپ ہمہ صفت موصوف تھے۔ حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بے پایاں کرم شامل حال تھا۔ میں بے چارہ تو اپنے اسی حال میں مگن ہوں کہ

تم میرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تعلق میں آپ کا مقام بُلند ہے کہ ہمہ وقت حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تصور رہتا ہے۔ ایک غیر شاعر بُزرگ نے کیا خوب کہا۔

تصور شیخ کا ہٹنے نہ پایا
نظر کی اِس نگہبانی کے صدقے

کراچی میں سینکڑوں افراد نے بیعت کی خواہش ظاہر کی لیکن آپ نے صرف اُن حضرات کو بیعت کیا جو طلبِ حق کے متلاشی تھے۔ آپ کی یہ خصوصیت سب نے دیکھی کہ کسی مُرید یا عقیدت مند کو دنیاوی یا روحانی فیض حاصل ہوا تو آپ فوراً ہی فرما دیتے۔ یہ سب میرے تاج والے کا کرم ہے ہم لوگوں کو تو ایک بہانہ بنا رکھا ہے۔ کرتے سب کچھ وہی ہیں۔ پہلی بیوی کے چلے جانے کے بعد تقریباً چالیس سال آپ نے مجرد زندگی گزاری۔ آپ کی ایک تمنا یہ تھی کہ یتیموں کی خدمت کا کچھ اس طرح کا انتظام ہو جائے کہ اُن کے لئے دینی مدرسہ قائم کرلوں۔ چنانچہ ستر سال کی عمر میں سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے یہ خواہش اس طرح پوری کی کہ ایک پانچ بچوں کی ماں سے آپ کا عقد کروایا۔ آپ نے اُن یتیم بچوں کی پرورش، تعلیم و تربیت کر کے اُن کی شادیاں کروادیں۔

حضرت قبلہ کے فیض یافتہ حضرات ہندوستان میں بے شمار ہوں گے۔ کراچی میں آپ کے مختصر قیام میں سینکڑوں حضرات نے فیض حاصل کیا لیکن حضرت کے بقول جو کچھ وجود میں آتا ہے وہ سب سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ہی ہوتا ہے یہ فنافی الشیخ ہونے کی دلیل ہے۔

قارئین کو اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہو جائے گا کہ جس شہنشاہ کا یہ فرمان ہو کہ جو مجھ سے زندگی میں حاصل نہ کر سکے اُس کی قبر میں ٹھونس ٹھونس کر بھر دوں گا، اُس شہنشاہ کی خدمت میں جس شخص کی ساری زندگی گزری ہو سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کو کیا کچھ نہ نوازا ہوگا۔ بقول جناب خواجہ شمس الدین صاحب عظیمی رحمۃ اللہ علیہ کے کریم بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت تاج بابا رحمۃ اللہ علیہ کے پرتُو تھے۔

دست پیر:

حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اِس قطب مدارِ عالم شہنشاہ ہفت اقلیم رحمۃ اللہ علیہ کے مستند خلیفہ اور روحانی بچے تھے۔ جو نہایت ہی مہربان اور بے انتہا شفیق ہیں۔ آپ کی مہربانی اور شفقت کا اندازہ

قارئین اس ارشادِ گرامی سے کرلیں۔ اگر کوئی ہمارے بچے کو بری نظر سے دیکھتا ہے تو ہم آگے بڑھ کر اس کی آنکھیں نکال دیتے ہیں۔ اس ارشاد میں آپ نے دو انگلیوں سے اِشارہ کر کے دکھایا کہ اس طرح آنکھیں نکال دیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے پرانے دیکھنے والوں اور مستند خلفاء میں صرف حضرت قبلہ کی ہستی موجود تھی۔ ہماری دعا ہے کہ پروردگار عالم اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں حضرت قبلہ کا روحانی فیض جاری رکھے۔ آمین ثم آمین۔ آپ کی تدفین حضرت خواجہ قادر محی الدین (بمبئی والے بابا) کے مزار کے ساتھ ہوئی۔

حضرت کملی شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ:

سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کو گودڑ شاہ کے نام سے مخاطب کرتے تھے۔ آپ عالم باعمل تھے۔ آپ نے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے ایک مزار پر چالیس روز کا چلّہ کیا۔ یہ چلّہ آپ نے سمندر میں کھڑے ہو کر کیا تھا۔ اُس کے بعد شکر درہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کملی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سچے عاشقوں میں ہوتا ہے۔ آپ نے شکر درہ میں لبِ سڑک ایک ایسی جھونپڑی بنوائی تھی جس میں ایک آدمی جھک کر جا سکتا تھا۔ اِس جھونپڑی میں سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے ایسے بیٹھے کہ پھر کسی نے آپ کو باہر نکلتے نہیں دیکھا۔ اس جھونپڑی کے بالکل سامنے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک اور بچے چاند خان صاحب کی جھونپڑی تھی۔ چاند خان صاحب کملی شاہ صاحب کی جھونپڑی کے دروازہ میں بیٹھ کر بابا صاحب کے ذکراذکار کرتے رہتے تھے۔ یہ حضرت کبھی کبھی کملی شاہ صاحب کو دال وغیرہ بھی پلایا کرتے اور جھونپڑی کی صفائی وغیرہ بھی کر دیا کرتے۔ سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ جب کبھی کملی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جھونپڑی کے سامنے سے گزرتے ایک لمحہ کے لئے رُک کر فرماتے۔ حضرت اِس جھونپڑی میں بڑا ناگ رہتا ہے، اِس سے ہم بھی ڈرتے ہیں۔ آپ ایسے فنا الشیخ ہو گئے تھے کہ دنیا کی ہر چیز حتیٰ کہ اپنے جسم تک سے بے نیاز ہو گئے تھے۔ چاند خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ سے

بہت محبت کرتے تھے۔ چاند خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کئی بار آپ کے زخموں پر نظر پڑی۔ لیکن دریافت کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ ایک روز آپ کے سامنے چوہا نکل کر آیا اور حضرت کملی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جسم کو کاٹنے لگا۔ اِن حضرت سے برداشت نہ ہوا۔ چوہے کو بھگانے کے لئے ''شی'' کیا۔ چاند خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی آواز سنتے ہی کملی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جلال میں آ گئے۔ ڈانٹ کر فرمایا آج سے تو میری جھونپڑی پر مت آنا۔ میرے مولا نے اس کی غذا میرے جسم میں رکھی ہے تو پھر تو کون ہوتا ہے۔ اِس کو اپنی غذا سے محروم کرنے والا۔

چاند صاحب لرز گئے اور بہت زیادہ منت سماجت کی رو رو کے معافی چاہی، تب آپ نے معاف کیا۔

ابراہیم بھائی میمن بھی آپ کی خدمت کیا کرتے تھے۔ ایک روز ابراہیم بھائی کو حکم دیا ''ابراہیم کل چار بجے ہمارے لئے کفن لے آنا۔ ابراہیم بھائی نے روتے ہوئے عرض کیا۔ باوا یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ کملی شاہ صاحب نے فرمایا ''جتنا کہتے ہیں وہی کرو''۔ دوسرے روز چار بجے ابراہیم بھائی تمام سامان لے کر پہنچ گئے۔ اس روز اُسی وقت نذیر بائی آپ کی جھونپڑی کے سامنے بیٹھ کر آپ کو کلام سُنا رہی تھی۔ کلام کے بول تھے ۔

عجیب عشق کا دونوں طرف اَثر پھیلا
اِدھر تو جان چلی اور اُدھر چلی لیلیٰ

اِس وقت سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ تانگہ میں بیٹھ کر جھونپڑی کے سامنے آئے، ایک سیکنڈ کے لئے تانگہ رُکا آپ نے خود مندرجہ بالا شعر پڑھا اور قفسِ عنصری جھونپڑی میں چھوڑ دیا۔

میں بن ٹھن کے جاتی ہوں پیا کے دوار
مجھے لے کے ڈولی میں جائیں کہار

اس صبرِ ایوبی کے حامل کشتہ تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو جب غسل دینے جھونپڑی سے باہر لایا گیا تو جسم بالکل نرم و ملائم تھا۔ جگہ جگہ سے کٹا ہوا ضرور تھا۔ لیکن آنکھوں میں نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جھلک بتا رہی تھی کہ آج تاج والے کے لعل کی زبان پر یہی شعر ہے ۔

میں بن ٹھن کے جاتی ہوں پیا کے دوار
مجھے لے کے ڈولی میں جائیں کہار

حضرت مولانا نجم الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے غسل دیا۔ جب آنکھوں میں سُرمہ لگایا گیا اس وقت خود بخود آنکھیں بند ہو گئیں۔ قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خوش قسمتی سے میں بھی غسل اور تجہیز و تکفین میں شریک تھا۔ آپ نے خواہش کی تھی بے نام و نشان رہنے دینا۔ آپ کی خواہش پوری ہوئی اور آپ کا مزار بے نام و نشان ہی ہے۔ آپ کے کلام کا ایک شعر لکھ رہا ہوں جس سے آپ کے عشق کی صحیح جھلک قارئین کے سامنے آ جائے گی ۔

اسمِ اعظم تاج الدین ہے غافلو، ہوشیار ہو
روز شب وِردِ زباں ہے کملی والا کم تریں

مولانا نجم الدین شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ و حکیم سید ظفر حسین شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ:

ان دونوں بُزرگوں کے تفصیلی حالات تو نہ مل سکے۔ ویسے بابا صاحب کا ہر بچہ اُن دونوں کا بے حد احترام کرتا تھا اور سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے اُن دونوں کو بہت زیادہ قُرب حاصل تھا۔ حضرت مولانا کو سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے مقرب بچوں کو غسل دینے کی سعادت نصیب ہوئی۔

ایک مرتبہ حکیم سید ظفر حسین صاحب سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں موجود تھے۔ حضور کے سامنے سے ایک شخص تاڑی کا مٹکا لے کر گزر رہا تھا۔ حضور نے تاڑی والے کو روکا اور اُس کی پوری تاڑی حکیم صاحب کو اپنے دستِ مبارک سے پلا دی۔

ساقی یہ عجب دیکھا ہم نے ترا میخانہ
لغزش میں نہیں آتا خم پی کے بھی مستانہ

حکیم ظفر حسین صاحب کا دوسرا خصوصی واقعہ بھی پیش کر رہا ہوں۔ ایک اور حکیم صاحب سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ اتفاق سے اُن کی نظر سرکار کے چہرہ انور پر پڑی تو ریش مبارک میں چند سفید بال نظر آئے۔ حکیم صاحب کے دل میں خیال پیدا

ہوا کہ اب بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہم میں زیادہ دن نہیں رہیں گے۔ یہ خیال جیسے ہی ان کے دل میں آیا۔ سرکار نے فرمایا ”تاج الدین قیامت تک نہیں مرے گا۔“ آپ کے اِس فرمان سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اس دور کے امامِ وقت اور ولیءآخر آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی ہیں۔ ایک عرصہ بعد جب سرکار نے وصال فرمایا تو آپ کو لحد میں لٹانے والے حکیم ظفر حسین صاحب تاجی ہی تھے۔ حکیم صاحب جب قبر مبارک کو ڈھکنے کے انتظامات کرنے لگے تو حکیم صاحب کو خیال آیا کہ سرکار نے فرمایا تھا میں قیامت تک نہیں مرونگا۔ اس وقت تو صورتحال یہ ہے کہ ہم قبر مبارک کو ڈھکنے والے ہیں۔ میرے سرکار نے قبر مبارک میں آنکھیں کھول دیں اور حکیم صاحب کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ ”میں مرا نہیں پردہ کر رہا ہوں۔ تمہارے ہی ساتھ رہوں گا۔“ قربان اس ذات کے جس نے قبر میں بھی اپنے بچے کی دل شکنی برداشت نہیں کی۔

مولانا حاجی عبدالوہاب صاحب سرحدی تاجی:

آپ مولانا نجم الدین صاحب کے ہم پلہ تھے۔ آپ کے سپرد سرکار کا لنگر خانہ تھا۔ ۳ بجے رات میں چائے اس لنگر خانہ سے حضور میں پیش ہوتی تھی۔ حاجی صاحب فرماتے تھے کہ ہم نے اونٹ بھر کتابیں پڑھیں لیکن ایسے نادر حالات کسی کے پڑھے نہ سنے اور نہ ہماری سیاحی میں کوئی ایسا جادوگر ملا۔ یہ بھی جید عالم دین تھے۔ سرکار نے ان کو بھی بے حد نوازا۔ آپ کا عجیب معاملہ دیکھنے میں آیا کہ سرکار کے وصال کے بعد شکردرہ سے تشریف لاتے۔ تاج آباد کی حدود سے باہر بیٹھ کر سلام پیش کر کے واپس چلے جاتے۔ وصال کے بعد حدود میں داخل نہیں ہوئے۔

بسی من میں ایسی صورتیا
تہار اسی کو میں دیکھوں گا روز شمار

آپ کا وصال شکردرہ شریف میں ہوا اور تاج آباد شریف میں آرام فرما ہیں۔

سٹی عبدالجبار صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ بابا صاحب کے فیض یافتہ مقرب بچوں میں سے تھے۔ آپ کے والد بزرگوار کا

اسم گرامی خان بہادر شیر خان صاحب تھا۔ یہ کابل سے تشریف لائے تھے آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ ایک عبداللطیف اور دوسرے عبدالجبار۔ خان بہادر صاحب کا پورا خاندان بابا صاحب کا بے حد عقیدت مند تھا۔ خان بہادر صاحب کے دونوں صاحبزادوں کو گورنمنٹ نے تعلیم کی غرض سے انگلینڈ بھجوادیا تھا۔ عبدالجبار صاحب نے وہاں ICS کیا اور ڈائرکٹ DSP مقرر ہو کر آئے۔ سرکار میں برابر حاضری دیتے تھے۔ ایک روز سرکار نے پان کھایا تھا۔ عبدالجبار صاحب بھی سرکار کی خدمت میں موجود تھے۔ سرکار نے پان تھوکا اسے عبدالجبار صاحب نے اپنے ہاتھ میں لے لیا اور فوراً منہ میں رکھا۔ سرکار نے فرمایا ”ابھی نہیں رے“۔ اس وقت تک وہ کھا چکے تھے۔ پان کھانے کے بعد ظاہری رنگ تبدیل ہو گیا۔ گھر جا کر تمام سوٹ اور ٹائیاں جلا دیں۔ ایک جبہ پہن لیا۔ اسی میں ڈیوٹی دیتے۔ سپاہیوں کو ساتھ لے کر ہر محلہ کی مسجد میں جاتے وہاں جو کمی ہوتی اسے پورا کرتے اور محلے کے لوگوں کو نماز کی تاکید کرتے۔ آپ کی اس ڈیوٹی سے ناگپور شریف کی مسجدیں بھر گئیں۔ اس طرح وہ اپنے روحانی مدارج بڑھاتے رہے اور جسم فانی کو بتدریج بھولتے گئے۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ وہ اپنے دستخط بھی بھول گئے۔ چنانچہ آپ کی دستخط کا اسٹامپ بنا کر کچھ دن کام چلا۔ آخر ان کے والد صاحب نے جب صاحبزادہ کی یہ حالت دیکھی تو ڈپٹی کمشنر سے کہہ کر پنشن کرادی۔ اب وہ آزاد تھے اور دنیا کو فیض پہنچا رہے تھے۔ اس طرح وہ بابا صاحب کے رنگ میں رنگ دیئے گئے تھے۔

(راوی: حاجی محمد اصغر صاحب ملیر کراچی)

عبدالرحمٰن المعروف ننگے بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کو سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے نوازا اور حکم دیا ”جاؤ گوروں کے قبرستان میں بیٹھو“، حکم کے مطابق جب یہ انگریزوں کے قبرستان میں پہنچے اور اپنا ڈیرہ ڈالا تو انگریزوں نے بہت مخالفت کی چونکہ یہ تو سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے بیٹھے تھے۔ اِس لئے آہستہ آہستہ انگریز بھی مطیع ہو گئے۔ آپ نے قبرستان میں بیٹھ کر مخلوق خدا کو فیض پہنچایا۔

حضرت سید احمد صاحب پٹیل تاجی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے فدائی، کئی گاؤں کے مال گزار تھے۔ سرکار کی نظر عنایت سے دنیا سے بے نیاز ہو گئے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے غلاموں کی خدمت، مدد ہمیشہ خفیہ طریقہ پر کرتے رہے۔ جو اپنا راز دوسروں پر ظاہر نہیں کرتے تھے۔ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خصوصی خیال فرماتے۔ علاوہ اِس کے مسجد میں تعلق رکھنے والوں کے بھی کفیل رہے۔ اماں صاحبہ کے وصال کے بعد درباری غلاموں پر آپ کا بے حد اثر تھا۔ حضور کے راز و نیاز خاص لوگوں پر بطور تعلیم ظاہر کرتے۔

خود کو طشت از بام کبھی ہونے نہیں دیا
لیکن مشک آن است کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

آپ کا اِکلوتا جوان خوبصورت صاحبزادہ تالاب میں ڈوب کر والدین کو داغِ مفارقت دے گیا۔ اس کی خبر جب پٹیل صاحب کو دی گئی۔ اس وقت موصوف سرکار کی خدمت میں تھے۔ فرمایا کہ ''مجھے کیا خبر دیتے ہو۔ لے جاؤ گاڑ دو، میں اس کی خدمت میں بیٹھا ہوں۔ جس کو سب کی خبر ہے۔ میں جا کر کیا کروں گا۔''

سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ آپ ہی کے متعلق فرمایا ہے ''ہم نے سید احمد پٹیل کو بائیس ولیوں کی طاقت دی ہے۔''

نواب نیاز الدین خان مرحوم نے حضور رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے اَسّی ایکڑ زمین بیس ہزار روپے کے عوض وقف کرنے کا اعلان کیا اور پھر اپنے وعدے سے پھر گئے۔ وہ زمین جھگڑے میں تھی۔ پٹیل صاحب نے تنگ آ کر ایک روز تہیہ کر لیا کہ میں اپنے تمام گاؤں آج ہی اس زمین کے عوض نواب صاحب کو دیتا ہوں اور زمین وقف کرواتا ہوں۔ اگر نواب صاحب نے اِنکار کر دیا تو آج اِن کا خاتمہ کر دوں گا۔ گھر سے بندوق اور دو کارتوس منگوائے اور راستے پر جا بیٹھے۔ جہاں سے نواب صاحب گزر کر تاج آباد شریف آتے تھے۔ اور دل میں طے کیا کہ نواب صاحب کے اِنکار پر ایک گولی اِن کو اور ایک گولی خود چلا کر فیصلہ کر لوں گا۔ نواب صاحب کی قسمت میں شہادت نہیں لکھی تھی اس روز وہ تاج آباد نہیں آئے۔

اس لئے بجائے اُن کے اِس جانباز عاشق کو اپنی حسرت کی گولی کا شہید ہونا پڑا۔ اس طرح ایک ہی گولی بغیر استعمال کام کر گئی اور فردوس تاج آباد شریف میں حضور کے ماموں و ممانی صاحبہ کے پہلو میں آرام فرما ہیں۔ اِس مردِ مجاہد کی تاکید اور عمل یہ تھا۔

''بے نام و نشان رہنے دو بس۔۔۔''

پٹیل بابا صاحب نے حضور کی تعمیل حکم میں پانچ ابرو کا صفایا بھی کر لیا تھا۔ اس زمانہ میں ان پر جذبی کیفیت طاری رہتی تھی۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے آپ ہی کو حکم دیا تھا کہ ہماری فاتحہ طریقہ شاذلی پر ہوگی۔ یہی طریقہ آج تک دربار میں اور سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے تمام عقیدت مندوں میں جاری ہے۔

عبدالغنی بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ ضلع اَمراوَتی (برار) میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کا قیام بھساول، ناسک، خاندیش کے علاقہ میں رہا۔ گارڈ سید محمد سبحان صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کی بہت خدمت کی۔ آپ جوانی ہی میں باکمال گزرے ہیں۔ آپ کے مزار کا علم نہیں۔

قدوس بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ:

مدارس کے باشندہ تھے۔ والدہ آپ کی خدمت کرتی تھیں۔ آپ بھی صاحبِ فیض ہو گزرے ہیں۔ جوانی ہی میں انتقال ہوا۔ تاج آباد شریف قبرستان میں آرام فرما ہیں۔

حکیم سخاوت علی صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ آگرہ سے تشریف لائے تھے۔ آپ کو بھی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے نوازا اور ایک دیہات مہانگ جو ضلع اَکولہ (برار) میں ہے روانہ کیا۔ جہاں ہندوؤں کی اکثریت تھی۔ آپ نے وہاں تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ ایک روز کسی جگہ دعوت میں جا رہے تھے۔ راستے میں ہندو ایک مُردہ کو شمشان لے جا رہے تھے۔ حکیم صاحب نے اُن لوگوں کو روکا اور دریافت کیا اِسے کہاں لے جا رہے ہو؟ اُن لوگوں نے کہا جلانے لے جا رہے ہیں۔ حکیم صاحب

نے فرمایا زندہ کو جلاؤ گے۔ اِسے نیچے اُتارو اور کھول دو۔ ہندو مسلمان بُزرگوں سے بھی بے حد عقیدت رکھتے ہیں۔ حکم کی فوراً تعمیل کی اور کھول دیا۔ مُردہ میں جان آ گئی اُٹھ بیٹھا اور اپنے گھر چلا گیا۔ اس کرامت کے نتیجے میں بے شمار ہندوؤں نے آپ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا۔ آپ کے ہمراہ جو لوگ تھے، انہوں نے حکیم صاحب سے پوچھا کہ آپ نے یہ مُردہ زندہ کیا بہت تعجب خیز بات ہے۔ اس پر حکیم صاحب نے فرمایا۔ اے بھائی کچھ نہیں یہ تو باوا صاحب کی طاقت نے کام کیا۔ ہمارا تو صرف بہانہ ہے۔ سب کھیل وہی کرتے ہیں۔ اتنا ضرور ہوتا ہے کہ ہم لوگ جب دربار سے باہر دورہ پر روانہ کئے جاتے ہیں تو پانچوں ہتھیار سے مسلح کر دیئے جاتے ہیں اور دربار واپس جب بُلائے جاتے ہیں تو پھر ویسے کے ویسے ہو جاتے ہیں۔ دربار میں ہم خالی ہوتے ہیں۔ میرے سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے تو مُردے جلائے ہی ہیں۔ آپ نے سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے غلام کی طاقت دیکھ لی ان کے علاوہ اور غلاموں سے بھی ایسی کرامات ظاہر ہوئی ہیں۔

حضرت فرید الدین المعروف چھوٹے بابا صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ جنابہ مریم بی اماں صاحب تاجی کے بھائی قطب الدین صاحب کے صاحبزادے ہیں۔ قطب الدین صاحب نے ''تاج قطبی'' لکھی تھی۔ حضرت چھوٹے بابا صاحب تاجی ۱۳ ربیع الاول ۱۳۲۱ھ مارچ ۱۹۱۱ء کو تولد ہوئے۔ جب آپ کی عمر ۵ ماہ ہوئی تو سرکار بابا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا جبہ مبارک عنایت فرمایا۔ پونے دو سال کی عمر میں آپ کی والدہ صاحبہ صاحبزادے کو واکی شریف لے کر گئیں۔ وہاں سرکار کے قدموں میں ڈالا۔ اسی وقت سرکار نے حکم دیا۔ شربت میوے ڈال کر بناؤ۔ شربت بنا کر سرکار کی خدمت میں پیش کیا۔ سرکار نے ایک گھونٹ پی کر فرید الدین تاجی کو پلا کر اس میں اپنا دست مبارک ڈالا اور حاضرین کو عطا کیا۔ حاضرین نے اس میں چینی اور پانی ملا کر سب میں تقسیم کیا۔ آپ نے میٹرک تک تعلیم حاصل کی۔ جوانی میں بھی سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو پانی عطا کیا۔ اس کے بعد آپ ایک صاحبِ کشف بزرگ ہو گئے۔ آپ کی خصوصی بات یہ تھی کہ آپ مُرادمندوں کے لئے مراقبہ کرتے اور جو کچھ دیکھتے اُن کو بتا دیتے۔ وہ لفظ بہ لفظ صحیح ہوتا۔ اس طرح آپ

سے ہزاروں بندگانِ خدا نے فیض حاصل کیا۔ آپ چھوٹے بابا کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ کا وصال ۱۹۵۴ء میں ہوا۔ تاج آباد کے قبرستان میں مدفون ہیں۔

سیّد شوکت بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ:

سید شوکت علی صاحب آئی سی ایس تھے۔ یو پی میں سیشن جج کے عہدہ پر فائز رہے۔ سرکار تاج الدین الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ میں حاضر ہوئے۔ تو سرکار کی ایک ہی نظر نے آپ کی کایا پلٹ دی۔ جس وقت شوکت بابا رحمۃ اللہ علیہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ میں حاضر ہوئے سوٹ پہنے ہوئے تھے۔ سرکار نے اپنے دست مبارک سے اُن کی ٹائی کھول دی اور تمام کپڑے اُتار دیئے اور فرمایا: ''یہیں رہتے اللہ اللہ کرتے۔'' اسی دن سے آپ دربار میں مقیم رہے۔ آپ پر ایک خاص جذبی کیفیت طاری رہی۔ آپ سے بھی بہت لوگوں نے فیض حاصل کیا۔ پاکستان بننے کے بعد آپ کا وصال ہوا۔ تاج آباد شریف میں آرام فرما ہیں۔

سرکار کے بہت سے فیض یافتہ حضرات کا مختصر تذکرہ تو پہلے بھی کئی مصنّفین نے پیش کیا ہے، اُن میں سے اکثر نے مُرید بنائے۔ سرکار کے خلیفہ کہلائے اور ایسے بھی خلیفہ گزرے جنہوں نے مُرید تو نہیں بنائے لیکن ہزاروں افراد نے اُن سے فیض اُٹھایا اور آج بھی فیض اُٹھا رہے ہیں۔ لیکن اب میں ایک ایسے بُزرگ کا واقعہ پیش کر رہا ہوں جن کا ذکر اِس سے پیشتر نہیں آیا۔ یہ نہ خلیفہ کہلائے اور نہ لوگوں میں مشہور ہوئے لیکن ہزاروں کو فیض پہنچایا۔

عبد الرحمٰن تاجی رحمۃ اللہ علیہ ولد تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کا تعلق ایک ہندو خاندان سے تھا۔ اُس وقت آپ کا نام رام چندر راؤ تھا۔ اپنے دادا صاحب کے ہمراہ چھ سال کی عمر میں حضور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سرکار نے دادا سے فرمایا: ''اس لڑکے کو ہم کو دیتا ہے کیا؟'' اُن کے دادا فقیروں کا بے حد احترام کرتے تھے اور حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بہت مانتے تھے۔ اِس لیے سرکار کے حکم پر انہوں نے عرض کی ''لے لیجیے'' تب حضور نے فرمایا ''اچھا ابھی نہیں پھر لیں گے، ابھی جا کو آؤ'' چنانچہ دادا کے ہمراہ واپس چلے گئے اور تعلیم حاصل کی۔ جوانی میں یہ اپنے مذہب کے سادھوؤں

کے بھی مخالف رہے۔ تو مسلمان فقیروں کو کیا منہ لگاتے۔ وہ سمجھتے تھے کہ یہ سب فریب ہے لیکن میرے آقا و مولا رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے ہی لوگوں کو بُلا کر زیادہ فیض پہنچایا۔ عبدالرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ تعلیم کے بعد ریلوے میں بحیثیت تار بابو ملازم ہوگئے۔ چونکہ آپ پر چھ سال کی عمر میں ہی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا کرم ہوگیا تھا۔ اس لیے بابا صاحب کی لگن پیدا ہوئی اور کٹنی سے ناگپور پہنچ کر دربار میں حاضر ہوئے اور کافی دور بیٹھ گئے۔ دل میں طے کیا کہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود بلائیں گے تو جاؤں گا۔ اس طرح صبح سے ۳ بجے دن تک بیٹھے رہے لیکن کسی نے بھی نہیں پوچھا۔ تھوڑی دیر کے لیے کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر پھر وہیں بیٹھ گئے۔ اب رات کے دس بج گئے۔ بھلا سرکار کو اِس طرح کون آزما سکتا تھا۔ آخر سرکار کو رحم آیا اور اپنے اس ضدی کی خواہش پوری کی اور ایک خادم کو حکم دیا کٹنی والے بابو کو بلاؤ۔ خادم نے باہر آ کر آواز دی ''کٹنی والا بابو کون ہے؟ اُسے سرکار بلا رہے ہیں۔'' لیکن یہ حضرت پھر بھی اس خیال سے جواب نہیں دیتے کہ میرے نام سے طلبی نہیں ہوئی۔ کٹنی والا اور بھی ہوسکتا ہے، تھوڑی دیر بعد سرکار نے خادم کو اُن کے نام سے آواز دینے کو فرمایا۔ تب یہ حضرت خدمت میں پہنچے سرکار نے کلمہ حق سے نوازا:

''آزمانے والا بھی آزمایا جاتا ہے۔ امتحان دینا ہوگا۔''

اور امتحان اِس طرح لیا گیا۔ فرمایا: ''مانگ کیا مانگتا ہے، فقیری چاہیے یا امیری۔''

عبدالرحمٰن صاحب نے سوچ کر بتایا: ''فقیری۔ امیری کے نفع نقصان سے میں واقف نہیں جو آپ میرے لیے مناسب سمجھیں عطا کریں۔'' ایک اور نومسلم جن کا نام سرکار نے غلام مصطفیٰ ولد تاج الدین (اور اُن کا نام عبدالرحمٰن ولد تاج الدین رکھا تھا) جو ان کے برادرِ طریقت، پہلے ہم مذہب اور ہم نام بھی تھے۔ یہ بھی حضور کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور نے غلام مصطفیٰ صاحب سے فرمایا ''یہ بہت ہوشیار ہے، اِس نے سب کچھ مانگ لیا۔ پھر حضور نے اپنی دین کا فیصلہ (عطا کرنے کا فیصلہ) عبدالرحمٰن صاحب کے ایک سالہ لڑکے پر رکھا۔ فرمایا ''اچھا اس کا فیصلہ یہ بچہ کرے گا۔'' لڑکا اُن کی اہلیہ کی گود میں تھا۔ حضور نے ایک کاغذ پر ایک پیسہ، دوسرے پر مٹی اور تیسرے پر گلاب کا پھول بچے کے

سامنے یکے بعد دیگرے رکھے۔ کہ بچہ جس چیز پر ہاتھ رکھے گا وہی اُس کے باپ کو عطا کر دی جائے گی۔ بچہ نے کسی ایک چیز پر ہاتھ نہیں رکھا بلکہ تینوں چیزوں کے مجموعہ کو پکڑ لیا تب حضور نے فرمایا ''دیکھو حضت باپ سے زیادہ بیٹا ہوشیار ہے۔'' اس کے بعد دیوار کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ''اس دیوار پر چڑھے گا۔'' انہوں نے کہا ''جی ہاں''۔ حضور نے فرمایا ''بڑے بڑے جنگل بڑے بڑے دریا، شیر چیتے وغیرہ ملیں گے بہت مشکل ہے۔'' انہوں نے کہا کچھ حرج نہیں ہے۔ یہ فرما کر اُن کو واپسی کا حکم دیا اور فرمایا جاؤ ہم خود بلا لیں گے۔ یہ اپنی ملازمت پر چلے گئے۔ وقتاً فوقتاً حاضری دیتے رہے۔ ایک مرتبہ ایک پھول کا ہار سرکار کو پیش کیا تو حضور نے فرمایا اس کی ضرورت نہیں ہے۔ آئندہ مت لانا۔ اَب تو کیا لائے گا۔ ہم نے تو پہلے روز تجھ سے سب کچھ لے لیا اب تیرے پاس کیا ہے۔ اب تو ہم تجھے دیں گے۔ ساڑھے بارہ برس جب اُن کی ملازمت کو ہوگئے تو آپ نے اپنی ملازمت میں بلوا لیا۔ یہاں آنے کے چھ ماہ بعد ان کی اہلیہ کا انتقال ہوگیا اور امتحان شروع ہوگیا۔ بابو جی کو ایک چھونپڑی میں بٹھا دیا گیا۔ اس جھونپڑی میں سرکار ایک پیسہ روز کے چنے اُن کو بھجواتے تھے ایک مدت تک ان چنوں پر گزارہ ہوتا رہا۔ پھر دورہ پر چھندواڑہ روانہ کیا گیا۔ جب یہ جھنڈواڑہ پہنچے اسی زمانہ میں وہاں کے ایک پولیس انسپکٹر کی اہلیہ قریب المرگ تھی۔ انسپکٹر اہلیہ کی زندگی سے مایوس ہو چکے تھے۔ ڈاکٹر، حکیم سب جواب دے چکے تھے۔ ان کے احباب کے علم میں عبدالرحمٰن صاحب کی آمد تھی۔ اُن لوگوں نے مشورہ دیا کہ عبدالرحمٰن صاحب کو بلا کر دکھا دیں۔ چنانچہ انسپکٹر نے بلوایا اور مریضہ کے پاس لے گئے۔ مریضہ کو دیکھ کر گھبرائے کہ میں یہاں کیا کروں گا۔ میں نہ حکیم ہوں اور نہ ڈاکٹر، لیکن اچانک خیال ہوا کہ ۔

تم ہی نے درد دیا ہے تم ہی دوا دینا

سرکار آپ ہی نے بھیجا ہے۔ اَب آپ جانو مریضہ جانے۔ یہ مریضہ کے پاس بیٹھ کر عرض کی۔ مریضہ اُٹھ بیٹھی اور وہ محسوس کرنے لگی کہ میری بیماری جا رہی ہے۔ دوسرے روز معمول کے مطابق ڈاکٹر نے آ کر نبض دیکھی تو نبض تندرستوں کی طرح چل رہی تھی۔ ڈاکٹر نے دریافت کیا کسی اور کا علاج کیا ہے؟ صاحبِ خانہ نے کہا یہ حضرت جو باہر بیٹھے ہیں اُن

کا۔ ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب کے قریب آیا اور دریافت کیا۔ آپ نے کیا دوا دی بتایئے۔ انہوں نے فرمایا ہمارے پاس دوا دارو سب کے لیے صرف ایک نام بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ ہے، وہی سب کچھ کرتے ہیں۔ تیسرے روز مریضہ نے سوسوا سو آدمیوں کے ساتھ عبدالرحمٰن صاحب کی دعوت کی، جب آپ کی بہت شہرت ہوگئی تو آپ کو وہاں سے روانہ ہو کر مدراس پہنچنے کا حکم ہوگیا۔ تو سرکار سے عرض کی میرے زادِ راہ کے انتظامات اور ریل کا ٹکٹ میرے پاس آجایا کرے تو میں جاؤں گا۔ اور کسی سے اپنی ضرورت کا سوال نہیں کروں گا۔ اس منظوری کے بعد سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ایک ٹھیکیدار ڈی چھمی نارائن سے پانچ سو روپیہ دلوائے، اس طرح اُن کا سفر شروع ہوا۔ ایک نئی جگہ کا سفر تھا۔ نئے لوگوں سے واسطہ۔ راستے میں دو تین جگہ لوگوں نے اُن سے کہا۔ بہت دن بعد آئے ہو، ہمارے یہاں پہلے آپ چھ ماہ رہ گئے۔ اس وقت آپ ہماری زبان اچھی طرح بول لیتے تھے۔ انہیں سُن کر تعجب ہوا کہ یہ کیا بول رہے ہیں لیکن فوراً سمجھ جاتے تھے کہ یہ سرکار ہی کا معاملہ ہے۔ جب یہ مدراس پہنچے تو ایک باغیچہ میں ٹھہرے وہاں ایک سُنار جھونپڑی پر آ کر آپ کی خدمت کرتا تھا۔ اس کا پورا گھر آپ کا عقیدت مند ہوگیا تھا۔ تھوڑے دن بعد ہی سُنار بیمار ہو کر قریب المرگ ہوگیا۔ اس کا لڑکا عبدالرحمٰن صاحب کی خدمت میں آیا اور ان کو ساتھ لے کر گھر پہنچا تو وہ سُنار ختم ہوگیا۔ لڑکا رونے لگا اور عبدالرحمٰن صاحب سے مخاطب ہوا کہ مَرنا تو سب کو ہی ہے لیکن اس وقت میرے پاس موت مٹی کے لیے کچھ نہیں ہے۔ ہمارے رسم و رواج کے مطابق چار پانچ سو روپے کھانا کھلانے میں خرچ ہوتے ہیں۔ وہ میں کہاں سے لاؤں گا۔ عبدالرحمٰن صاحب بے حد پریشان ہوئے سرکار سے عرض کی۔ اللہ کی قدرت مُردہ میں جان پڑ گئی اور وہ اُٹھ بیٹھا لیکن رات ہی میں سرکار کی جانب سے عبدالرحمٰن صاحب کو ڈانٹ پڑ گئی کہ ایسی دعا نہیں کرتے۔ مجھے اس کی عمر ۶ ماہ بڑھانی پڑی۔

سُنار سے لوگوں نے دریافت کیا کہ تیرے ساتھ کیا بیتی تو اس نے بتایا مجھے چار آدمی پکڑ کر لے جا رہے تھے۔ بابا جی اور ان کے ہمراہ ایک بزرگ آ رہے تھے۔ بابا جی نے ان چار آدمیوں سے کہا اس کو کہاں لے جا رہے ہو۔ چھوڑ دو یہ سُن کر انہوں نے مجھے چھوڑ دیا

یعنی میرے روح واپس آ گئی۔

دکھلائے جن کے خادم اعجاز ابن مریم
دادا علیؓ ہیں اُن کے نانا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مدراس سے عبدالرحمٰن صاحب لنکا پہنچے اور حضرت آدم علیہ السلام کے قدم مبارک کی زیارت کے بعد دو سال وہاں قیام کیا۔ جہاں بڑے سے بڑا فقیر ۳ دن سے زیادہ نہیں قیام کر سکتا تھا کسی نے اگر ضد کی تو اُس کو اوپر سے نیچے پھینک دیا جاتا تھا۔ یہ ہے سرکار کے ادنیٰ غلاموں کی شان اور اُن کے مختصر حالات۔

قادر محی الدین قادر اولیاء، تاجی رحمۃ اللہ علیہ (وجیانگر):

حضرت قادر الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار نواب محمد علی خان صاحب فوج میں فرنٹیر کی آٹھویں رجمنٹ میں پیش امام کے فرائض انجام دیتے تھے۔ ریٹائر ہونے کے بعد وجیانگر آگئے اور یہاں ایک پٹھان خاندان میں شادی کر لی۔ ان کے بطن سے حضرت قادر الاولیاء ۳ ربیع الثانی ۱۳۲۰ء بروز جمعرات کو بعد نماز فجر تولد ہوئے۔ جب آپ نے ہوش سنبھالا تو ایک روز آپ کے والد صاحب آپ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا۔ تمہارا نام تمہارے دادا کے نام پر رکھا گیا ہے۔ ہمارا خاندان درویشوں کا خاندان ہے، تم فقیری کو ہرگز مت چھوڑنا۔ میرے نصیب میں تو نہ تھا مگر تم ناگپور جا کر حضرت بابا تاج الدین ناگپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونا۔ چنانچہ آپ والد صاحب کی وصیت کے مطابق شکردرہ ناگپور پہنچے۔ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جب حاضر ہوئے تو بابا صاحب نے فرمایا ''شیر کا بچہ شیر ہے۔'' اور پاس رکھے ہوئے کیلوں میں سے ایک کیلا عنایت کیا۔ جو زیادہ گل گیا تھا۔ آپ کی طبیعت نے گوارا نہ کیا اور کیلے والا ہاتھ پیچھے کر لیا۔ بابا صاحب نے فرمایا ''تم کھاؤ یا نہ کھاؤ جو تمہیں پہنچنا تھا پہنچ گیا۔''

یہاں حضرت غوث بابا صاحب کی جھونپڑی میں آپ کا قیام تھا۔ غوث بابا کے لنگر خانہ کے مہتمم حیات خان تھے۔ اُن کے ذمہ سرکار بابا صاحب کی خدمت میں چائے پیش کرنے



حضرت بابا قادر اولیاء

وجیانگر

کی ڈیوٹی تھی۔ انہوں نے دیکھا کہ وجیانگر کا یہ لڑکا آرام سے پڑا رہتا ہے۔ اور کچھ کرتا کراتا نہیں۔ چنانچہ ایک روز انہوں نے لنگر خانہ کے لیے لکڑیاں پھڑوائیں جس سے قادر الاولیاء کے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے۔ حیات خان صاحب جب حضور رحمۃ اللہ علیہ میں چائے پیش کرنے گئے۔ تو حضور نے فرمایا چائے نکو یہ حیات خان ہم سے لکڑیاں پھڑواتا ہے۔ یہ دیکھو ہمارے ہاتھ کے چھالے۔ اُس وقت حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں غوث بابا بھی موجود تھے۔ بابا صاحب کا ارشاد سُن کر سہم گئے اور دل میں خیال کیا سبحان اللہ بابا اور بچے کا روحانی اور جسمانی کیا تعلق ہوتا ہے۔ ایسے ہی کو پیر کامل کہتے ہیں اس کے علاوہ قادر الاولیاء کو سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کے قیام شکر درہ کے دوران مختلف طریقوں سے نوازا۔

ایک خاص واقعہ:

غوث بابا کی جھونپڑی کے سامنے اِملی کا درخت تھا۔ اِس درخت کے نیچے آپ اور آپ کے ساتھ رحمٰن خان صاحب لیٹے ہوئے تھے۔ رات کے چار بجے قادر بابا کچھ غنودگی اور کچھ بیداری کی حالت میں دیکھتے ہیں کہ دو بڑی بڑی الماریاں ہیں۔ اُن کی دو چاندی کی کنجیاں کسی نے آپ کے حوالہ کیں اور حکم دیا اِنہیں کھولو۔ آپ نے کھولا۔ تو دیکھا ایک الماری کتابوں سے بھری ہوئی ہے اور دوسری میں صرف ایک خانہ خالی ہے۔ اُس وقت انہوں نے محسوس کیا کوئی کہہ رہا ہے اِس خالی خانہ کو تمہیں بھرنا ہے۔ اُسی وقت ایک بڑھیا صفائی کی غرض سے اُٹھیں تو دیکھا بابا صاحب درخت کے نیچے کھڑے ہیں۔ اُس نے شور مچایا اُٹھو، اُٹھو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ آ گئے جب یہ لوگ اُٹھے تو وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ سرکار نے قادر بابا رحمۃ اللہ علیہ سے نہ کوئی چلہ کشی کروائی اور نہ کوئی وظیفہ پڑھوایا اس کے علاوہ خصوصی بات یہ ہے کہ قادر بابا رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی ظاہری تعلیم بھی نہ تھی۔ نوازا اور اس طرح نوازا کہ صاحب تصرف بُزرگ بنایا۔ آپ وجیانگر کے ایک جنگل میں مخلوق خدا فیض پہنچاتے رہے۔ اس جگہ کا نام اب قادر نگر ہے۔ آپ نے اپنا آخری سفر دربار تاج الاولیاء ناگپور شریف ۱۹۵۹ء میں کیا۔ جب مزار شریف پر قدم بوسی کے لیے حاضر ہوئے تو یہ شعر پڑھا۔



جنید مختار صاحب ۔مظفر صاحب ۔سجادہ نشین میر محمّد علی تاجی ۔
سید مختار احمد جعفری ۔سیف اللہ تاجی ۔شہزاد عالم تاجی ۔



محفوظ حیدری ۔ظفر علی تاجی ۔نظیر حسن حیدری ۔

جنت کا دَر کھلا ہے تیرے دَر کے سامنے
بیشک خُدا کا گھر ہے تیرے گھر کے سامنے

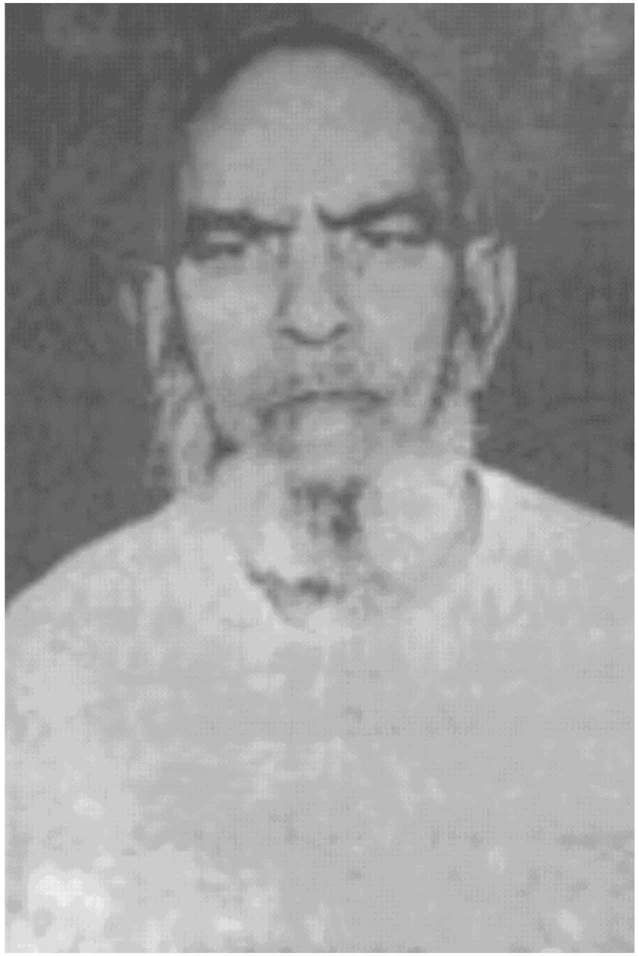
آپ کا وصال ۲۷ جنوری ۱۹۶۱ء مطابق ۹ شعبان ۱۳۸۰ھ سوا بجے دوپہر کے وقت ہوا۔ قادرنگر میں آپ آرام فرما ہیں۔ پاکستان میں حضرت عبیداللہ شاہ صاحب درّانی آپ کے سلسلہ کی تبلیغ کر رہے تھے اور آپ کی سوانح ''حیاتِ قادر'' لکھی ہے۔ درّانی صاحب کی کئی اور تصانیف بھی ہیں۔ درّانی صاحب کی ہستی کو دیکھ کر خیال ہوتا ہے کہ قادرالاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو میرے سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے کتنا نوازا ہوگا۔ درّانی صاحب نے سوات میں خوبصورت قادرنگر آباد کیا ہے۔ آپ بھی خدمت خلق میں مصروف رہے۔ آپ نے اپنی حیاتِ ظاہری میں پشاور انجینئرنگ یونیورسٹی میں پرنسپل کی حیثیت سے خدمات انجام دیں اور اِسی یونیورسٹی میں فیض جاریہ کے لیے ہومیو پیتھک شفاخانہ قائم کیا۔ جو آج بھی شفاء کا مرکز بنا ہوا ہے۔ حضرت درّانی بابا رحمۃ اللہ علیہ نے 10 جون 1990ء مطابق ۱۵ ذیقعدہ ۱۴۱۰ھ کو وصال فرمایا۔ قادرنگر سوات میں آرام فرما ہیں۔

قارئین! میرے آقا و مولا کی تربیت اور نوازنے کے انداز دیکھیے کوئی بابا صاحب کے ادنیٰ سے ادنیٰ بچے کے مقام کا اندازہ نہیں کرسکتا۔ (قاضی محمد علی تاجی)

☆☆☆

حضرت بابا سید شاہ عبدالشکور گیلانی تاجی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ گیلانی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ ڈپٹی کمشنر کے عہدے پر فائز تھے۔ سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سرکار کی نظر فیض اَثر نے دنیا بدل ڈالی۔ حلقہ ارادت میں داخل ہونے کے بعد سب کچھ ترک کر کے نثار ہو گئے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر دشت و صحرا میں چلہ کشی کی۔ پھر مسند ارشاد پر متمکن ہوئے۔ اُس کے بعد حیدرآباد دکن میں مخلوقِ خدا کو فیض پہنچاتے رہے۔ آپ کے متعلق آزاد کشمیر سے سید نظام الدین صاحب ازہری قادری تاجی نے لکھا ہے کہ غوثیت کے مرتبہ پر فائز تھے اور جمال و جلال کا مجموعہ



حضرت بابا سید محمد سرور شاہ تاجیؒ

تھے۔ چار مرتبہ ضلع مظفر آباد حسب الحکم سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے۔ جہاں حضرت غوثِ وقت الحاج مولانا محمد برکت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (سرکار رجھاگوی) کو تیسرے دورہ میں سلسلہ عالیہ تاجیہ کی خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اُس کے بعد چوتھی مرتبہ تشریف لائے اور پھر حیدرآباد دکن پہنچنے کے ۴ ماہ بعد آپ کا ۱۹۴۷ء میں وصال ہوا۔ آپ کا مزار مبارک حیدرآباد دکن میں مرجع خلائق ہے۔

حضرت سید محمد سرور شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کس مقام کے باشندہ تھے، اِس کا علم کسی کو نہیں۔ آپ کی یہ خوبی تھی کہ جہاں آپ پہنچ جاتے وہاں کے باشندہ آپ کو اپنا ہی ملکی سمجھتے تھے۔ ویسے آپ پوربی زبان میں زیادہ گفتگو کرتے، آپ کی صحیح عمر کا بھی کسی کو اندازہ نہیں۔ ضلع بارہ بنکی اور بمبئی وغیرہ کے ضعیف العمر حضرات کا کہنا ہے کہ ہم اُن کی گود کے کھیلے ہوئے ہیں۔ آپ نے تاجیہ سلسلہ میں ہزاروں افراد کو سلسلہ میں داخل کیا۔ ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں آپ کے مُریدین موجود ہیں۔ دربار شریف میں آپ نے ہمیشہ باہر کھڑے ہو کر حاضری دی۔ یہ آپ کے ادب کی خاص بات تھی۔ آپ نے بہت سادہ زندگی بسر کی۔ آپ جب گفتگو فرماتے تو سامعین وحدانیت اور رسالت کے نشے میں جھوم اُٹھتے۔ آپ عاشق بابا رحمۃ اللہ علیہ اور عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تھے۔ آپ نے جو بھی کلام لکھا عشق میں ڈوب کر لکھا۔ آپ کی میلادِ سرور بہت مقبول ہوئی۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے مُریدین اور عقیدت مندوں نے نگاہِ سرور کے نام سے آپ کا کلام بمبئی سے شائع کیا ہے۔ حاجی محمد عثمان صاحب (میخانہ تاج الاولیاء کراچی) سرور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بے حد عقیدت مند ہیں۔ بمبئی میں جن حضرات نے نگاہ سرور شائع کروائی ہے یہ حضرات حاجی صاحب کے احباب میں سے ہیں۔ حاجی صاحب نے نگاہِ سرور مجھے بھی عنایت کی ہے۔ آپ کے مفصل حالات تو نہ مل سکے لیکن حضرت قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ سرور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بہت تعریف کرتے تھے۔ حضرت قاضی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے سرور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر سنتے سنتے مجھ خادم (قاضی محمد علی

تاجی) کو یہ شوق پیدا ہوا کہ اُن کی زیارت کرنی چاہیے۔ چنانچہ سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کرم سے ۱۹۵۶ء میں جبکہ میں معہ بچوں کے ناگپور شریف دربار میں حاضری کے لیے گیا تھا، سرور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا موقعہ ملا۔ اُس وقت بھی آپ بالکل سیاہ ریش تھے۔ بہت ہی کرم فرمایا۔ جہاں بھی تشریف لے گئے مجھے ساتھ رکھا۔ مجھ کو ایک دعائیہ شعر لکھ کر بھیجا۔ وہ میں نے فریم میں لگا رکھا ہے۔

دعا ہے سروؔر کی یارب بروزِ قیامت
نگہبان محمد علی کے محمدؐ و علیؓ ہوں

حاجی مقبول احمد صاحب تاجی (تاج بابا مارکیٹ کراچی) نے آپ کے فیض کا ایک واقعہ سُنایا وہ پیش کر رہا ہوں۔ اس ہستی نے مقبول احمد کا نام بابا صاحب کے رجسٹر میں لکھوا دیا۔

مقبول احمد تاجی صاحب فرماتے ہیں کہ بارہ بنکی ضلع کے ہندو مسلم فساد میں مجھ پر سترہ کیس قائم ہو گئے تھے۔ جس کی وجہ سے میں بے حد پریشان تھا۔ اور چھپتا پھر رہا تھا۔ میں نے اپنے ایک دوست سے حکام بالا سے سفارش کی درخواست کی۔ جس پر انہوں نے فرمایا کہ میں پہلے تمہیں ایک جگہ لے جاتا ہوں۔ اس کے بعد جیسا ہوگا دیکھا جائے گا۔ چنانچہ وہ مجھے اپنے ہمراہ لے کر چلے۔ راستہ میں ایک حلوائی کی دوکان سے لڈو کی ایک ہانڈی خریدوائی۔ اس علاقہ میں لڈو ہانڈی میں مِلا کرتے تھے۔ لڈو لے کر ہم لوگ سرور صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے۔ میرے دوست نے سرور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو میری پوری تفصیل سُنائی۔ شاہ صاحب نے ساری گفتگو سننے کے بعد فرمایا ''جانا تو پڑے گا لیکن کچھ نہیں ہوگا۔'' اُن بُزرگ کے الفاظ سُن کر میں نے دل میں سوچا۔ یہ بھی عجیب بُزرگ ہیں فرماتے ہیں جانا تو پڑے گا اور ہوگا کچھ نہیں۔ جب چلا ہی جاؤں گا تو سب کچھ ہوگا۔ کانگریس گورنمنٹ ہے۔ سخت سے سخت سزا دے گی۔ دوست نے بھی کہا بابا کی بات پر عمل کرنا پڑے گا، مجبور ہو گیا۔ خود کو پولیس کے حوالے کر دیا۔ پولیس نے جیل بھجوا دیا۔ کیس چلا

یہ بتا تا چلوں کہ جیل میں شاہی مہمان کی طرح رہا، کیس میں پولیس میرے خلاف کوئی ثبوت پیش نہ کر سکی۔ لہٰذا عدمِ ثبوت کی بنا پر باعزت بری ہو گیا۔

سرور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی فنافی الشیخ کی ہستی تھی۔ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کرم سے آپ نے ۱۹ حج و زیارت کا شرف حاصل کیا۔ قارئین آپ کے کلام سے آپ کے فناء فی الشیخ ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ چند اشعار پیش ہیں۔

شاد باش اے خیال تاج الدینؒ
رو بسوئے نہال تاج الدینؒ
ہم شبیہء رسولؐ شان علیؓ
ہم خیال بلالؓ تاج الدینؒ
صد ہزاراں سلام باد صباء
بہ رساں بر جمال تاج الدینؒ
گفت سرور بشوق در مجلس
ما بندہ ذوالجلال تاج الدینؒ

....

ہر بلائے ناگہانی سَر سے سروؔر ٹل گئی
جب کہا میں نے کہ یا سرکار تاج الاولیاء

اس بابا صاحب کے عاشق کا وصال ۲۹ ذالحجہ ۱۳۹۵ھ بروز جمعرات ہوا۔ دوسرے روز بعد نماز جمعہ تاج آباد شریف ہی میں آپ کی تدفین ہوئی۔ آپ کے مُریدین نے آپ کا بہت شاندار مقبرہ بنایا ہے اور ساتھ زائرین کے ٹھہرنے کا انتظام بھی ہے۔ مزار مبارک پر سرکار بابا رحمۃ اللہ علیہ کے کرم سے فوجدار صاحب نے آپ کی بہت خدمت کی۔ اب بتایا جاتا ہے کہ سرور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۵۰ سال کی عمر پائی تھی۔ اَب دوسرے حضرات نہایت عقیدت سے بے حد خدمت کر رہے ہیں۔

☆☆☆



حضرت قاضی بابا سید امجد علی شاہ تاجیؒ

حضرت قاضی بابا سیّد امجد علی شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ

من تو شدم تو من شدی
من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نہ گوید بعد ازیں
من دیگرم تو دیگری

آپ کلیتاً سرکار بابا سید محمد تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے نورِ ذات میں فنا ہو کر مندرجہ بالاء شعر کی زندہ جاوید تصویر تھے۔ آپ کے بُزرگ قضائیت کے منصب پر فائز رہے۔ حضرت قاضی بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ۱۸۹۲ء میں پاتور، ضلع اَکولا (مہاراشٹرا) میں ہوئی۔ آپ کی پیدائش سے قبل آپ کی والدہ محترمہ نے ایک خواب دیکھا۔ خواب میں ایک نورانی بُزرگ تشریف لائے اور آپ کی والدہ محترمہ کو مخاطب کر کے فرمایا ''تجھے لڑکا ہوگا اس کی نگہداشت ہمارے ذمہ ہوگی۔'' اِس خواب کے چند دن بعد ہی حضرت قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ دنیا میں تشریف لائے۔ آپ کے والد بُزرگوار نے ایک بُزرگ کی ایما پر آپ کا نام امجد علی رکھا۔ حضرت کی عُمر جب پونے دو سال ہوئی تو آپ کی والدہ محترمہ دنیا سے رخصت ہوگئیں۔ پھوپھی صاحبہ کے زیرسایہ پرورش پائی۔ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد بجائے خاندانی جائیداد کی طرف رجوع ہونے کے ریلوے میں ملازمت اختیار کی۔ بچپن ہی سے بُزرگوں کی صحبت میں رہے۔ دورانِ مُلازمت آپ کے ایک بُزرگ دوست اور ریلوے کے ساتھی۔ گارڈ سید محمد سبحان صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ میں ناگپور حاضر ہوئے۔ پہلی ہی حاضری میں سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ کو گیارہ دن رُکنے کا حکم فرمایا۔ حضرت قاضی بابا صاحب فرماتے تھے کہ ان گیارہ

دنوں میں دنیاوی تمام اُمور سے بے نیاز رہا۔ حقیقت میں یہ حاضری کیا تھی ایک طالب نے اپنے مطلوب کو پالیا تھا۔ گیارہویں دن فجر کی نماز کے بعد خادم نے آواز لگائی۔ ریل پر جانے والے کو سرکار یاد فرما رہے ہیں، قاضی بابا ہی ریل پر جانے والے تھے۔ حاضر ہوئے قدم بوسی کی سرکار نے اپنا دست مبارک سَر اور پُشت پر پھیر کر فرمایا ''حضرت جا کو آوَ۔''

چنانچہ آپ ناگپور سے روانہ ہو کر بھساول پہنچے۔ اسی رات سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں فرمایا ''حضرت واپس آتے جی'' چنانچہ تعمیل حکم میں پھر حاضری کے لیے پہلی ٹرین سے روانہ ہو گئے۔ ناگپور اسٹیشن سے پہلے پاٹن ساونگی اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو ٹہلتے ہوئے دیکھ کر قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ یہیں اُتر گئے اور قدم بوس ہوئے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لکڑی کی چابی یہ فرما کر عنایت کی ''لو حضرت ہمارے خزانہ کی چابی'' اور واپس جانے کا حکم بھی دیا۔ چنانچہ وہیں سے قاضی بابا صاحب روانہ ہو کر پھر بھساول پہنچے۔ اور اپنی ڈیوٹی انجام دیتے رہے، جب سرکار طلب فرماتے حاضر ہو جاتے۔ جب سرکار یہ فرماتے ''حضرت یہیں رہتے'' ملازمت سے استعفیٰ دے دیتے۔ جب سرکار حکم فرماتے ''نوکری کرتے اچھے رہتے۔'' پھر درخواست دے کر اسی عہدہ پر بحال ہو جاتے۔ سرکار کے کرم سے آپ کی ملازمت بھی ایک مثالی ملازمت ہو گئی تھی۔ آپ کے ساتھی فرماتے بھیا آپ کی ملازمت تو گھر کی لونڈی کی طرح ہو گئی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ریلوے کے حکام آپ کے تابع ہو گئے ہیں۔ اصل چیز تو شیخ کے حکم کی تعمیل ہوتی ہے۔ حاجی سید وارث علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک حکم کا واقعہ پیش کر رہا ہوں۔ حاجی وارث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مُرید کو حکم دیا حضرت آنکھ بند رکھتے۔ برسوں انہوں نے آنکھ بند رکھی۔ اِسی طرح ایک مُرید کو حکم دیا آنکھیں کھلی رکھتے۔ اُن حضرت نے تا زیست آنکھیں بند نہ کیں اور نوازے گئے۔ اِسی طرح حضرت قاضی بابا کو ہر طرح نوازا کبھی آپ کو جبہ مبارک، کبھی نعلین مبارک، کبھی چھتری، کبھی گلاس، کبھی لحاف، کبھی بیڑی، کبھی میٹھا کھانا۔ ایک مرتبہ آپ کو ایک کاغذ پر ہر چہار جانب پھول بنا کر درمیان میں قاضی بابا کا نام لکھ کر بھی عطا کیا۔ یہ سرکار کا خلافت نامہ کہلاتا ہے۔ ایک مرتبہ قاضی بابا سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی

انگشت شہادت میں پھولوں کا ایک ہار تھا۔ سرکار نے یہ فرما کر وہ ہار ان کے گلے میں ڈالا ''لو امجد علی تمہارا ہار'' قاضی بابا یہ فرماتے تھے کہ اس طوقِ غلامی پر مجھے بے حد ناز ہے۔ ہار پہن کر زبان پر فارسی کے یہ دو شعر آئے جسے میں گنگناتا رہا۔

امجد سگ تو بندہ تو عاشق تو
گر بر سر کوئے تو نہ میرد چہ کند
عشق تو درد دل نہ پزیرد چہ کند
دامانِ تر گر نہ بگیرو چہ کند

قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں ادباً سرکار سے کچھ فاصلہ پر ہی رہتا تھا ایک روز میں کھڑا تھا سرکار نے کھانس کر لعاب دہن میری جانب پھینکا میری یہ خوش قسمتی تھی کہ اس کو میں نے اپنے ہاتھ پر لے کر چاٹ لیا۔ اس پر سرکار نے ارشاد فرمایا۔ ''پہنچ گیا جی کیسے جی''

حضرت بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت نظامُ الدین محبوب الٰہی کے منہ میں اپنا لعاب دہن عطا کیا تھا۔ قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایک روز سرکار رحمۃ اللہ علیہ تاج آباد شریف (جو پہلے بیر پیٹھ کہلاتا تھا) جاتے ہوئے راستے میں ایک مکان پر رُک گئے۔ اِس مکان سے بھری ہوئی چائے کی کیتلی لے کر اپنے غلاموں کو چائے پلانے لگے۔ میں اَدباً دور ہی کھڑا تھا۔ سرکار نے فرمایا ''تو کیوں کھڑا ہے رے لے پی'' چنانچہ سرکار ٹونٹی سے چائے ڈالتے رہے اور میں دونوں ہاتھوں سے پیتا رہا۔ سرکار نے ایک خصوصی کرم یہ بھی فرمایا کہ وصال سے قبل آخری زیارت کے لیے بھائی منشی یوسف خان صاحب کو حکم دے کر مجھے اپنے بیوی بچوں کے ہمراہ اپنی خدمت میں بمبئی سے ناگپور بُلا لیا۔ میں جمعرات کو خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اس وقت سرکار لیٹے ہوئے تھے۔ طبیعت علیل تھی۔ رات کا وقت تھا۔ سرکار اُٹھ بیٹھے اور ایما جی سے پانی طلب کیا۔ ایما جی راجہ بہادر کی طرف سے سرکار کی خدمت میں تھے۔ راجہ بہادر نے حکم دے رکھا تھا کہ سرکار جب پانی طلب فرمائیں تو دودھ کا شربت دینا۔ چنانچہ ایما جی نے شربت کا گلاس پیش کیا۔ سرکار نے حکم دیا ''حضرت کو دے دو'' میں نے وہ گلاس لے کر حضور کو پیش کیا۔ حضور نے فرمایا ''آپ

پیو‘‘ دوسری طرف سے ایما جی نے اشارہ کیا، جسے میں سمجھ گیا کہ مجھے پینے سے منع کر رہا ہے یہ بھی خیال ہوا کہ دودھ کم ہوگا، رات کا وقت ہے، سرکار پھر طلب فرمائیں گے تو پریشانی ہوگی۔ چنانچہ گلاس ایما جی کو واپس کر دیا۔ دوسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا تیسری مرتبہ سرکار نے ایما جی سے گلاس خود لے لیا اور ایک گھونٹ پی کر وہ گلاس اپنے دست مبارک سے مجھے عطا کیا وہ میں نے کھڑے ہو کر پی لیا۔ اس وقت حضرت پٹیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا نجم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے۔ یہ حضرات پہلے دو گلاسوں کے لیے بھی مجھے سختی سے اشارہ فرما رہے تھے کہ پی لے۔ اِس طرح سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے بمبئی سے طلب کر کے آخری پیالہ پلایا۔ دوسرے روز ایک بیڑی عطا فرمائی۔ دو روز اپنی خدمت میں رکھ کر واپسی کا حکم دیا، چنانچہ میں ہفتہ کو روانہ ہو کر بیوی بچّوں کو ناندورہ چھوڑا اور خود بمبئی پہنچ گیا۔ منگل کو بذریعہ تار سرکار کے وصال کی اطلاع ملی۔

سرکار نے مجھے مختلف ناموں سے بھی نوازا۔ کبھی گڈریا، کبھی منصب دار کا پوتا، کبھی کچھ اور کبھی کچھ۔ ایک مرتبہ سرکار نے مجھے بے وقوف بھی فرمایا۔ میں نے یہی بن کر زندگی گزار دی۔ سرکار نے یہ کرم مجھ پر ہی نہیں میرے پورے خاندان پر فرمایا۔ ۲۷ سال کی عمر میں ایک ضرور المسلمین (نماز کے مسائل کی کتاب) اور ایک روپیہ عطا کر کے شادی کا حکم دیا۔ شادی کے ۳ سال بعد میری اہلیہ کو ایک گلاب کا پھول عطا کیا۔ نو دس ماہ بعد ۱۰ ذالحجہ کو فجر کی نماز کے بعد لڑکا تولد ہوا۔ اہلیہ کو کئی روز سے شدید تکلیف تھی۔ دس ذالحجہ کو نماز سے قبل میری پھوپھی میری شکایت لے کر قاضی امین الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچ کر اُن سے کہا امجد علی تو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کرنے نہیں جاتے، آپ ہی عرض کر دیں، دلہن کو بہت تکلیف ہے۔ چنانچہ یہ گئے اور عرض کی۔ اس پر سرکار نے فرمایا

’’امجد علی تو ہمارے ہی فلان سے ہے۔‘‘

اَمین الدین صاحب لوٹ کر آئے تو قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ نے اُن سے دریافت کیا۔ سرکار نے کیا فرمایا: اُس پر وہ ناراض ہوئے اور بتایا کہ یہ کہا ہے۔ اس پر قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ نے سجدہ شکر ادا کیا کہ سرکار نے اپنے نطفہ سے مجھ خطا کار کو قرار دیا ہے۔ چنانچہ دوڑ کر خدمت میں

حاضر ہوئے اور قدم بوس ہوئے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے سَر اور پُشت پر ہاتھ پھیرا اور حکم دیا حضرت آگے پیچھے گھوم کر آؤ اور خزانہ کی چابی لیتے آؤ۔ قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے واپس آ کر جھگی کے چاروں طرف چکر لگائے اور چابیاں لے کر پھر خدمت میں حاضر ہوا۔ سرکار نے پھر اُسی طرح کرم فرمایا اور حکم دیا ’’حضرت جا کو آؤ‘‘ چنانچہ میں جھگی کے دروازہ تک پہنچا تھا کہ سرکار تانگہ میں تشریف لائے۔ ایک منٹ تانگہ دروازہ کے سامنے رُکا اور لڑکا تولد ہو گیا۔ لڑکے کی والدہ کو تکلیف کی وجہ سے غنودگی طاری تھی۔ اس غنودگی میں سرکار نے کرم فرمایا۔ ایک شربت کا گلاس عطا کر کے فرمایا مت گھبرا لڑکا ہوگا۔ اور وہ ہمارا ہوگا۔

ہاتھوں سے تیرے پی کے مے کش نے یہ ٹھانی ہے
لے گا انہیں ہاتھوں سے کوثر کا بھی پیمانہ

شکم مادر ہی میں لڑکے کا نام حضرت خواجہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہہ کر رکھا کہ تمہارے پیٹ میں ہمارا بھائی حیدر آباد سے آ گیا ہے، بڑی ڈاڑھی والا ہوگا۔ اُس کا نام میر محمد رکھنا۔

اور پیدا ہونے کے فوراً بعد اپنی دادی صاحبہ کو میری جھگی میں سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عطا کردہ ایک جبہ مبارک اور ایک پھولوں کا ہار دے کر یہ فرمایا ’’میرا بھائی آ گیا ہے، اُسے یہ خرقہءِ خلافت تاجِ الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ پہنا دو۔ سرکار نے عطا کیا ہے۔‘‘

اس طرح سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ کو نواز کر کندن بنا دیا تھا۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی بابا کو گڈریا بھی فرمایا تھا۔ اس کی تعبیر ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھی کہ آپ جہاں بھی رہے ہزاروں افراد کو جمع کیا اور سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا نام وکلام اُن تک پہنچایا۔ آپ کے گرد ہمیشہ عقیدت مندوں کا مجمع رہتا تھا۔ آپ کا مشن یہ معلوم ہوتا تھا کہ جہاں بھی رہے وہاں کے بچہ بچہ کی زبان پر ’’بابا‘‘ ’’بابا‘‘ کا ورد کرا دیا۔ پاکستان آ کر بھی اسی مشن پر چلے۔

کراچی میں آپ سے ہزاروں افراد نے فیض حاصل کیا۔ کوئی سائل آپ کے در سے کبھی خالی نہ گیا۔ ہر مُراد مند سے فرماتے بھائی تو جو کچھ کہہ رہا ہے میرے سرکار سُن رہے ہیں۔ وہی تیری مُراد بھی پوری کر دیں گے۔ آپ کے دست حق پرست پر ہندوستان اور بعد میں پاکستان میں بھی کئی افراد نے اسلام قبول کیا۔ یہ سرکار کے فرمان کے مطابق تھا۔ یعنی

كل نفس ذائقة الاسلام (ہر نفس کو اسلام کا مزہ چکھاؤنگا)۔

سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کے عشق کے بارے میں کراچی کے ایک چشتی صابری سلسلہ کے بُزرگ نے ایک صاحب سے فرمایا تھا ”قاضی بابا اللہ میاں کو بھی بابا صاحب کی شکل میں دیکھتے ہیں۔“ دوسری خاص بات یہ بھی دیکھنے میں آئی کہ حاجت مند کو آپ نے اپنے کپڑے تک اُتار کر دے دیئے۔ کوئی جھوٹ ہی آ کر کہہ دیتا کہ رات خواب میں بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ قاضی صاحب کے پاس جاؤ وہ تمہاری ضرورت پوری کردیں گے۔ چنانچہ آپ نے اُس کی ضرورت پوری کی۔ حضرت مولانا حیدری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ایک واقعہ بیان کر کے یہ بتایا کہ اس میں دوطرفہ انتظام ہوتا ہے، اگر سامنے والے کو یہ حکم ہو کہ جافلاں سے لے لے تو دینے والے کو بھی حکم ہوتا ہے کہ فلاں آ رہا ہے اُسے دے دو۔ اس کے باوجود بھی آپ نے اپنا عمل جاری رکھا۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے واقعات میں ایک واقعہ نظر سے گزرا اس سلسلہ میں وہ واقعہ پیش کر رہا ہوں۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی شخص آ کر جھوٹوں بھی کہہ دیتا کہ میں نے حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کو فلاں جگہ دیکھا تو آپ اپنے لباس تک اُسے اُتار کر دے دیتے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے آ کر حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ میں نے حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کو دمشق میں دیکھا ہے۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ اِس درجہ مسرور ہوئے کہ جو کچھ پہنے ہوئے تھے سب اس شخص کو بخش دیا۔ موزے تک اُتار کر دے دیئے، بعد میں کسی نے کہا یہ غلط خبر دے گیا۔ اس پر آپ نے فرمایا اگر خبر صحیح ہوتی تو لباس کی بجائے جان دے دیتا۔ اُس پر فدا ہو جاتا۔ عاشق کا یہی معاملہ ہوتا ہے۔

دورانِ علالت آپ نے حضرت فرید خان صاحب فضا رحمۃ اللہ علیہ کو لکھ کر دیا کہ مجھے کوئی تکلیف نہیں ہے۔ ۲۴ گھنٹہ سے سرکار میں شرف باریابی نہیں ہوئی۔ یہی میری تکلیف کی وجہ ہے، آپ توجہ فرمائیں۔ فرید خان صاحب فضا رحمۃ اللہ علیہ نے سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا اور پانچ منٹ بعد ہی قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ نے شکریہ لکھا۔ اُن دنوں آپ نے زبان سے بات بند کر رکھی تھی۔ فرید صاحب قبلہ فرماتے تھے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ

اُن کو ہر لمحہ شرف باریابی حاصل تھی۔

اسی علالت میں جب آپ کا وقت قریب آیا تو آپ مندرجہ دو اشعار سنتے رہے۔

یا رسول اللہ حبیب خالق یکتا توئی
برگزیدہ ذوالجلال و پاک و بے ہمتا توئی

شہنشاہ جو دو سخا میرے بابا
ہیں ولیوں کے حاجت روا میرے بابا

یہ دو اشعار جناب سید فتح علی حیدری قادری تاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سُناتے رہے۔ حیدری صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے آخری سانس تک سُنا کر حق ادا کیا۔ اِنہی اشعار پر ۱۴ ربیع الثانی کو عین عشاء کی اذان کے وقت آپ کا وصال ہوا۔ پوری رات جناب شمشاد علی صاحب چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے تلاوت کلام پاک فرمائی۔ رات ہی میں خانقاہ شریف کے لیے حیدری صاحب قبلہ نے زمین تلاش کی۔ ۱۵ ربیع الثانی ظہر کی اذان کے وقت آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ یہ خانقاہ امجدیہ تاجیہ C-1 ایریا لیاقت آباد کے نام سے موسوم ہے۔ اسی خانقاہ شریف میں سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا عُرس بھی منایا جاتا ہے۔ آپ کے قریبی ساتھی کو اُن کی ایماء پر جگہ اِس شرط پر دی کہ یہاں آپ کا عمل دخل نہ ہوگا لیکن انھوں نے دھوکہ سے ۱۰۰ گز زمین کلکٹر سے لکھوالی اور وہ میدان جو صرف اور صرف ہزاروں روپے خرچ کر کے محافل کے لیئے وقف کر رکھا تھا، اُس میدان میں اُنھی لوگوں نے اپنے عزیزوں کی قبریں بنالیں اور پورے علاقے پر قبضہ کرلیا۔ اس کا حساب روزِ محشر ہوگا۔

فنا اپنے بابا میں امجد پیا ہے
اُسی واسطے اُس کو حاصل بقا ہے

آپ کی تاریخ وصال ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۵۸ء ہے آپ کے وصال پر قبلہ حیدری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قطعات تاریخ وصال کہے ہیں۔ ان میں سے ایک قطعہ پیش کر رہا ہوں۔ (۱۵ ویں شب)



مزار مبارک حضرت قاضی بابا سیّد امجد علی شاہ تاجیؒ۔
ان کے پر پوتے۔ اشعر تاجی اور صائم تاجی کھڑے ہیں

مضطر یہ خدا والے مرکر بھی جلاتے ہیں
مرقد سے ھویدا ہے آثار مسیحائی



بیٹھے ہوئے بائیں طرف۔ آفتاب نظامی صاحب بائیں سے چوتھے۔ چھٹے عرفان عزیز احمد۔ آصف دستگیر تاجی۔
مولانا اویس احمد قادری عطاری انکے سامنے قمر احمد تاجی کھڑے ہوئے۔ حسام تاجی اسلم تاجی کے چھوٹے صاحبزادے
سیدھی طرف دوسرے کرنے کرنل ابراھیم سوری۔ ان کے برابر حاجی محمد عمر (حاجی پرنٹنگ پریس)۔

ہے مولا تو مولا ہے بندہ تو بندہ
مگر میں نے سید یہ منظر بھی دیکھا
نہ تھی موت وہ رخصت زندگی تھی
کہ جیسے ہو قطرہ بہ دامان دریا
ہوئی فکر رحلت تو ہاتف
پُکارا کہ ہے امجد بآ غوش بابا

آپ نے اپنا مختصر کلام بھی چھوڑا ہے اس کے چند اشعار پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں اس سے بھی آپ کی فنائیت کا پتہ چلتا ہے۔

فنا اپنے بابا میں ہو کے امجد
نماز محبت ادا کیجیے گا
سر حشر دامن وہ لے گا امجد
تمہیں جس نے دنیا میں اپنا لیا ہے
پیا میری مسجد ترا نقش پا ہے
سمجھ سوچ کر میں نے سجدہ کیا ہے

آپ ہر سال سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ششماہی عُرس مبارک پر ناگپور شریف قیمتی چادریں لے کر جاتے۔ جس کا خاص اہتمام یہاں بھی ہوتا اور دربار شریف میں بھی چادروں پر اصلی زَری کا کام جناب شفیق حسین صاحب قاتلی بہت ہی عقیدت سے کیا کرتے تھے۔ چادر مبارک کے قطعہ کا ایک شعر اور پیش کردوں۔

مزہ جب ہے امجد جو ایک اور کر لو
رَگ جان و مژگاں سے تیار چادر

حضرت الحاج سید حسین علی صاحب ادیب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عُرس کے موقع پر بہت ہی خصوصی انداز میں اپنی منقبت پیش کی۔ اس میں حضرت قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ کی فنائیت اور سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اُن پر خصوصی کرم کا منظر نظر آتا ہے۔

منقبت

اولیاء کا تاج ہیں سرکار تاج الاولیاء
حضرت امجد علیؒ مختار تاج الاولیاء

آپ ہی تھے واقفِ اَسرار تاج الاولیاء
آپ ہی کی تھی زباں اظہار تاج الاولیاء

ہائے محرومی ترستے ہیں ہم اُن کی دید کو
دیکھ کر ہوتا جنہیں دیدار تاج الاولیاء

حضرت امجدؒ کا یہ لطف و کرم تو دیکھنا
آج ہے پیش نظر دربار تاج الاولیاء

شانِ بابا حضرت امجدؒ بیان کیسے کروں
بے بصر کے سامنے، انوار تاج الاولیاء

آئینہ، اہل یقین اور اہل دل کے واسطے
جس میں آتے ہیں نظر سرکار تاج الاولیاء

ان کے نقش پا پہ سجدہ ریز ہوں میں اس لیے
اس سے ہوتا ہے مجھے دیدار تاج الاولیاء

آستانِ امجدیؒ پر محو حیرت ہوں ادیب
یہ درِ امجدؒ ہے یا دربار تاج الاولیاء

(حضرت الحاج سید حسین علی صاحب المعروف ادیب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ)

سیّد حامد حسین شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ (بھیلسہ گوالیار بھارت):

از: الحاج سید فتح علی صاحب حیدری قادری تاجی

آپ سیتا کھیڑی بھیلسہ گوالیار کے بہت بڑے زمیندار تھے۔ سرکار تاج الدین الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو تین سال اپنی خدمت میں رَکھ کر بے حد نوازا۔ آپ سے بھی سینکڑوں افراد نے فیض پایا۔ آپ نے اپنی سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ میں حاضری اور نوازشات کے جو واقعات سُنائے تھے۔ پیش کر رہا ہوں۔

سید حامد حسین صاحب نے فرمایا کہ میرے ایک مُلازم نے مجھے آ کر بتایا کہ ہمارے پڑوسی زمیندار کے آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کی ہے۔ یہ سُن کر میں نے بے حد غصہ میں اُس سے دریافت کیا کہ تو نے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں اُس شخص کی گستاخی کس طرح برداشت کی اور ایک جانثار سید کر کے کہا تو وہیں مَر نہیں گیا، مجھے یہاں آ کر بتا رہا ہے۔ اِسی غصہ میں، میں نے اپنی بندوق لی اور اُس جگہ جا کر بیٹھ گیا جس راستہ سے وہ شخص گُزر کر جایا کرتا تھا۔ خوش قسمتی سے میری مُراد پوری ہوئی۔

وہ شخص میرے سامنے آ گیا وہ بات جو اُس شخص نے میرے مُلازم کے سامنے کی تھی اُس کی تصدیق کی اور میں نے بندوق کی گولی اُس کے سینہ کے آر پار کر دی اور وہاں سے گھر آ گیا۔ چونکہ گولی چلاتے وقت وہاں کوئی اور موجود نہیں تھا، کسی طرح میرے قریبی عزیزوں کو اِس کا پتہ چل گیا۔ اُن لوگوں نے میری دُشمنی میں خفیہ طور پر اِس کی اطلاع پولیس کو دے دی۔ جب مجھے علم ہوا تو میں گھر سے نکل کر نا معلوم منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔ سفر کرتے کرتے میں ناگپور پہنچا۔ یہاں معلوم ہوا کہ ایک کامل بُزرگ حضرت بابا سید محمد تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کا شکردرہ میں قیام ہے۔ چنانچہ اُن کا نام سُن کر دل میں ایک تڑپ پیدا ہوئی۔ جس وقت میں بابا صاحب کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا ''ارے ہمارا گدھا آیا ہے، اِس کو باندھ دو'' چنانچہ مجھے باندھ دیا گیا۔ تیسرے دن خادم حضرات کی درخواست پر مجھے کھول دیا گیا۔ حکم ہوا ''یہیں رہتے'' چنانچہ میں مستقل تین

سال تک بابا صاحب کی خدمت میں رہا۔ میرے گھر کے کسی فرد کو میرا کچھ پتہ نہیں تھا۔ بلکہ یہ عرض کروں کہ مجھے بھی کبھی یہ محسوس نہیں ہوا کہ میرے بیوی بچے اور عزیز بھی ہیں۔ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نواز رہے تھے۔ میرے دن عید اور راتیں شب برأت کی طرح گزر رہی تھیں کہ ایک روز سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک درخت سے گرا ہوا سوکھا پتہ عنایت فرما کر حکم دیا ''حضرت جاکو آؤ۔ دنیا کی سزا دنیا میں بھگتے، اور عبدالرحیم، عبدالکریم بھی آتے۔''

یہ حکم ملتے ہی بیوی بچے گھر دوار سب یاد آ گئے، لیکن جنّت سے نکلنے کا افسوس بھی تھا۔ حکم کی تعمیل میں روانگی کی تیاری کی۔ سرکار نے تمام انتظامات فرما دیئے۔ ناگپور شریف سے روانہ ہوتے وقت ہی دل میں یہ طے کیا کہ بجائے اپنے گھر جانے کے پہلے سسرال جا کر حالات معلوم کرلوں، چنانچہ میں سسرال پہنچا۔ اتفاق سے جس کمرہ میں داخل ہوا۔ اُس کمرہ میں میرے بچے اپنی ماں کے پاس موجود تھے۔ اور میری بیوی بستر مرگ پر اُن سے دریافت کر رہی تھی، کیا تمہارے اَبّا آ گئے۔ میں دوڑ کر سرہانے آ پہنچا اور پلنگ پر دونوں ہاتھ رکھ کر جھک گیا۔ بیوی نے مجھے غور سے دیکھا اور دریافت کیا: آپ آ گئے۔ اِس جملہ کے ساتھ ہی اُس کی روح پرواز کرگئی۔ بچوں سے معلوم ہوا کئی روز سے یہی کہہ رہی تھیں، تمہارے اَبّا آ گئے، کب آئیں گے۔ چنانچہ میرے ہاتھوں اہلیہ کی تجہیز و تکفین ہوئی۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ فرمایا تھا۔ اُس میں سوکھا پتہ جو عنایت کیا تھا وہ تو پورا ہو گیا۔

اُن کو ہوتی ہے خبر آہ رَسا سے پہلے

ناگپور شریف سے فوراً واپسی کا حکم اِس لیے دیا گیا تھا کہ میری اہلیہ کی آخری تمنا (مجھے دیکھنے کی) پوری کرنی تھی۔

بیوی کی تدفین کے بعد یہ خیال ہوا کہ اَب تو بیوی ہی نہ رہی تو عبدالرحیم، عبدالکریم کس طرح آئیں گے۔ اِدھر جو معلومات کی تو پتہ چلا کہ تمام جائیداد اور مکان وغیرہ پر اُن عزیزوں نے قبضہ کرلیا ہے، جنہوں نے میرے خلاف پولیس کو اطلاع دی تھی، یہ سُن کر بہت افسوس ہوا۔ اِس کو حاصل کرنے کی کوشش کرنے کی بجائے میں نے سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے اِس حکم کی تعمیل میں کہ دنیا کی سزا دنیا میں بھگتے پولیس تھانہ جا کر پیش ہو گیا کہ جس ملزم کی آپ

لوگوں کو تلاش تھی وہ میں ہی ہوں۔ چنانچہ پولیس نے حراست میں لے لیا۔ مقدمہ چلا سزا ہوگئی۔ جیل میں سرکار کی بتائی ہوئی نذرِ خضری پیش کرتا رہا۔ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایسا کرم رہا کہ جیل کے قیدی، جیل کے ملازمین سب بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مند ہو گئے۔ ہر شخص کی زبان پر ''بابا--بابا'' ہوگیا۔ اتفاق سے ایک روز چند قیدیوں کے ہمراہ بیگم صاحبہ بھوپال کے محل میں کسی کام سے بھیجا گیا۔ انہوں نے مجھے دیکھا، میری شکل شباہت دیکھ کر مجھ سے میرا پتہ دریافت کیا۔ بعد میں ولی عہد کو حکم دیا کہ اُن کی ضمانت کا انتظام کر کے اُن کو بری کرا دو۔ چنانچہ ولی عہد نے انتظام کیا اور میں بَری ہو گیا۔ بَری ہونے کے بعد سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پوری تفصیل لکھ کر ایک عریضہ روانہ کیا۔ جواب میں سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اُس عریضہ پر گول دائرہ (حصار) بنا کر مجھے روانہ کروا دیا۔ وہ مجھے جیسے ہی ملا میں سمجھ گیا کہ سرکار کا حکم ہے کہ اَبھی جیل میں رہو۔ چنانچہ واپس جیل پہنچا اور اندر داخل ہو گیا۔ مجھے دیکھ کر جیل کے تمام افسران میرے پاس آ گئے۔ اُن کو میں نے بتایا کہ میں اپنی سزا یہیں پوری کروں گا۔ اِس پر اُن سب نے مجھے سمجھایا کہ آپ کی ضمانت ہوگئی ہے، اَب آپ جیل میں نہیں رہ سکتے لیکن میں نے اُن کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ اس کی اطلاع وزیرِاعظم گوالیار کو دی گئی۔ وہ خود تشریف لائے اور مجھے سمجھایا کہ قانونی طور پر اَب آپ جیل میں نہیں رہ سکتے۔ اِس پر میں نے اُن کو بہت سخت الفاظ میں کہا کہ تم میں جتنی طاقت ہو لگا کر مجھے جیل سے نکال دو، تم لوگوں نے مجھے تباہ و برباد کر دیا ہے، میرے عزیزوں نے میری تمام جائداد مکان وغیرہ پر قبضہ کرلیا ہے۔ ایسی مفلوک الحالی میں میں باہر رہ کر کیا کروں گا۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ تمام عزیز جائداد کی وجہ سے میرے دشمن ہو گئے ہیں۔ چنانچہ اِن حضرات نے طے کیا کہ میری حفاظت کے لیے میرے مکان پر فوج کا پہرہ لگایا جائے اور جو جائداد دوسرے لوگوں نے لے لی ہے وہ واپس دلوا دی جائے۔ چنانچہ اِن سب انتظامات کے بعد مجھے گھر پہنچایا گیا۔ میری سزا پوری ہونے سے قبل مجھے ضمانت پر رہا کیا گیا تھا، سرکار نے فوج کا گھر پر پہرہ لگوا کر سزا اِس طرح پوری کرا دی۔ اب تیسرا معاملہ عبدالرحیم عبدالکریم آتے۔ چنانچہ پہرہ ہٹنے کے بعد دوسری شادی کی، اُن سے

عبدالرحیم اور عبدالکریم پیدا ہوئے۔ سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے نذرِ خضری اور اولادِ نرینہ کے لیے گنڈہ کا عمل عنایت فرمایا تھا۔ یہ دونوں عمل کی اجازت میں آپ (حیدری صاحب) کو دیتا ہوں۔

حضرت سید حامد حسین صاحب کے جیل کے واقعات جو معتبر حضرات سے معلوم ہوئے وہ یہ ہیں کہ جن دنوں آپ جیل میں تھے، تمام قیدی، جیل کے ملازمین جن میں افسران بھی شامل تھے، آپ کے بے حد عقیدت مند ہو گئے تھے اور ہر شخص کی زبان پر ''بابا'' ''بابا'' ہو گیا تھا۔ آپ نے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ کے فروغ میں پوری زندگی گزار دی اور مخلوق کو فیض پہنچایا۔

حضرت محمد شفیع صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ روہتک کے قریب ایک قصبہ کانور نگاڑو کے رہنے والے تھے۔ آپ نے بھی فوج کی ملازمت اختیار کی۔ دورانِ ملازمت جب آپ بغداد شریف حاضر ہوئے تو وہاں ایک بزرگ سے بیعت حاصل کی، بعد میں اپنے پیرومرشد کے حکم پر کہ ناگپور جاؤ اور بڑے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کرو۔ چنانچہ یہ حضرت ۱۹۲۳ء میں سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُس وقت سرکار کا قیام شکردرہ شریف میں تھا۔ حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شفیع بابا صاحب کو حکم دیا۔ ''محنت سے روزی کماتے اور اللہ اللہ کرتے۔''

آپ اِس حکم کی تعمیل میں لوگوں کے گھروں کا پانی بھرتے اور بسکٹ وغیرہ بیچ کر گزارہ کرتے تھے۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال کے بعد شفیع بابا کو ساؤنیر جانے کا حکم دیا، یہاں بھی آپ نے حلال روزی کی خاطر ملازمت اختیار کر لی اور اللہ اللہ میں لگے رہے۔

سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے کرم سے محمد شفیع صاحب شفیع بابا بنا دیئے گئے اور مخلوق کو فیض پہنچانے لگے۔ حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کرم سے سُکھدیو مہاراج بودھیلہ ساؤنگی، تحصیل ساؤنیر آپ کے ایسے عقیدت مند ہوئے کہ ساری زندگی شفیع بابا صاحب کی خدمت کی۔ حضرت شفیع بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ تاج آباد میں حاضر ہونے والوں کی بے حد خدمت کرتے تھے۔ آپ کی قیام گاہ سے سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا لنگر بھی جاری تھا۔ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے واکی شریف کے ششماہی عُرس مبارک پر آپ خصوصی خدمات انجام

دیتے تھے۔ غرض بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تقریبات میں اور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بچوں کی خدمات میں ہمیشہ پیش پیش رہتے۔

۱۷ شوال کو آپ کا وصال ہوا۔ تاج آباد شریف میں تدفین ہوئی۔ ہر سال ۱۷ شوال کو آپ کا عُرس منایا جاتا ہے۔ جس میں خدام دربار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے چادر مبارک صندل شریف اور پھول وغیرہ لے جا کر بہت اہتمام سے آپ کے مزار پر پیش کرتے ہیں۔

حضرت منصور بابا صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ:

بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بچّوں میں موجودہ دور میں ایک خاص مقام رکھتے تھے۔ لیکن مخلوق بے خبر تھی۔ ایک صاحب پریشان حال سرکار بابا رحمۃ اللہ علیہ میں حاضر ہوئے۔ روضہ مبارک پر اپنی پریشانی بیان کی۔ اُس کے بعد صدر بازار کی مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے آواز آئی کہ ہمارے قطبِ وقت منصور بابا سے ملو۔ یہ حضرت منصور بابا رحمۃ اللہ علیہ سے ملے۔ اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا۔ اُن کا کام ہو گیا۔ اُس کے بعد منصور بابا رحمۃ اللہ علیہ مخلوق کو فیض پہنچاتے رہے۔ ۶ رجب ۱۴۰۱ھ کو آپ کا وِصال ہوا۔ سرکار کے پائین میں تدفین ہوئی۔ عقیدت مندوں نے آپ کا شاندار مقبرہ بنوایا جو مرجع الخلائق ہے۔

☆☆☆

سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے پائین میں جن فیض یافتہ بچّوں اور بچیوں کی تدفین ہوئی ہے۔ اُن کے اسماء گرامی یہ ہیں:

(۱) حضرت قادر محی الدین تاجی عرف بمبئی والے بابا رحمۃ اللہ علیہ

(۲) حضرت خواجہ علی امیر الدین عرف خواجہ بابا صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ

(۳) حضرت فتح محمد شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ

(۴) شہزادی امّاں صاحبہ تاجی رحمۃ اللہ علیہا

(۵) خیر النساء بیگم تاجی المعروف پاکستانی اماں صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا (خلیفائے پاکستان، کلید و کفش بردار، بانی سلسلہ تاجیہ پاکستانی حضرت قاضی سید امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ



عارف اللہ عرف بنڈل شاہ تاجی

کی اہلیہ، خلیفہ تاج الاولیاء قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی تاجی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ)

(۶) پٹیل بابا صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ (۷) چاند بابا صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ

(۸) حضرت مولانا نجم الدین تاجی رحمۃ اللہ علیہ ۹)) حضرت بابا جلیل تاجی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۰) پاشا صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ (۱۱) حضرت سید سرور شاہ بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲) حضرت فریدالدین چھوٹے بابا صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ (سجادہ نشین، مریم بی اماں)

(۱۳) حضرت منصور بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ (۱۴) رسول بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۵) بچو بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ (۱۶) رحمانی اماں صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا

(۱۷) فریدالدین عرف کریم شاہ بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ (مؤلف)۔ وغیرہ

ان تمام مزارات پر عیدین کے موقع پر دربار کی جانب ے چادریں اور پھول پیش کیے جاتے ہیں۔

☆☆☆

عارف اللہ صاحب تاجی المعروف بنڈل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ:

راوی: نوشاد (نامور بھارتی موسیقار)

میوزک ڈائریکٹر نوشاد نے فلمی دنیا میں ایک نام پیدا کیا۔ اُن کی اتنی زیادہ مقبولیت کا راز رسالہ شمع دہلی میں بنڈل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ شائع ہونے پر پتہ چلا کہ بنڈل شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں نے اُنہیں اِس مقام تک پہنچایا۔ اِس واقعہ کے شائع ہونے سے تاجی برادران کی معلومات میں بھی اضافہ ہوا کہ یہ حضرت بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مُرید اور فیض یافتہ بچے تھے۔ اُن کا پورا واقعہ جو رسالہ میں شائع ہوا ہے۔ پیش قارئین ہے۔ (قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی عفی عنہ)

☆☆☆

حضرت عارف اللہ شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ مدارس کی سیشن عدالت کے جج تھے۔ بمبئی میں آپ سائیں بنڈل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ انگریزی زبان کے ماہر تھے۔

جو کچھ بھی لکھتے انگریزی کے رومن حروف میں لکھتے۔ آپ جذبی کیفیت میں ایک روشن ضمیر بُزرگ تھے۔ اکثر مریضوں کو آپ سنگترہ کھانے کی ہدایت فرماتے۔ ایک روز میں نے اُن کے ایک مُرید سے دریافت کیا کہ بابا مریضوں کو صرف سنگترہ کھانے کا حکم کیوں دیتے ہیں۔ تو اُس نے بتایا کہ بابا کا یہ حکم اِس لیے ہوتا ہے کہ مریض بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے دربار ناگپور شریف جا کر حاضری دے۔ ہم مریض کو سمجھا دیتے ہیں۔ بابا بنڈل شاہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت تاج الدین بابا رحمۃ اللہ علیہ کے مُرید ہیں۔

بنڈل شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی مالی پریشانی کا ذکر کرتا تو آپ اُسے ایک سادے کاغذ پر اُس کی ضرورت کے مطابق چیک کی طرح رقم لکھ کر دیتے تھے اور وہ رقم اُسے کسی نہ کسی طرح اللہ کے کرم سے مل جاتی تھی۔ ایک روز بابا رحمۃ اللہ علیہ کو میں (نوشاد) ڈائریکٹر کاردار سے مِلانے کاردار اسٹوڈیو لے کر گیا۔ اُن دنوں کاردار فلم ''دل لگی'' کی ایڈیٹنگ میں مصروف تھے۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایڈیٹنگ روم میں داخل ہوئے تو مجھ سے دریافت کیا۔ یہاں کیا کام ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ بابا یہاں فوٹو کھینچے جاتے ہیں۔ بابا نے حکم دیا میرا فوٹو کھینچو۔ چنانچہ فوٹو گرافر کو بُلا کر بابا کی تصویر لی۔ اب بابا نے کہنا شروع کیا کہ میرا فوٹو دکھاؤ۔ بابا کو سمجھایا کہ تصویر بننے میں دیر لگتی ہے، لیکن وہ ضد کرنے لگے تو فوٹو گرافر نے تصویر بنا کر بابا کو پیش کی، دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا ''اُن کو کچھ دینا چاہیے۔'' ایک مُرید جو اُن کے ساتھ آیا تھا، اُس نے بابا سے عرض کیا: ''بابا اِن کو چیک دے دیجیے۔''

میں نے کاردار کی طرف اشارہ کر کے بابا سے عرض کی: یہ دوکان اُن کی ہے۔ حالانکہ کاردار ان چیزوں پر یقین نہیں کرتے تھے لیکن میں نے اُن کو سمجھایا کہ بابا آپ کو جو کچھ بھی دیں، احترام کے ساتھ لے کر محفوظ رکھیں۔ بابا نے ایک کاغذ منگوا کر اُس پر لکھا ہے۔

Pay Him Rupees 25

(اِنہیں پچیس لاکھ روپے دیئے جائیں)

اُس کے نیچے دستخط کر کے میاں کاردار کو عطا کیا۔ اُنہوں نے رکھ لیا۔ کاردار کو میں نے بتایا کہ بابا نے جسے بھی یہ چیک دیا وہ کسی نہ کسی طرح کیش ضرور ہوا۔

میرے سمجھانے کے باوجود کاردار نے کہا۔ اِس بوڑھے نے ایک کاغذ کا ٹکڑا تھما دیا ہے۔ آپ مجھ سے مذاق کر رہے ہیں۔ لیکن میرے اِصرار پر اُس نے اِسے رکھ لیا۔ اُس کے بعد اُن کی فلم ''دل لگی'' بہت کم لاگت سے تیار ہوئی اور سپر ہٹ ثابت ہوئی۔ میاں کاردار پر دولت کی بارش شروع ہوئی۔ اُس کے بعد دو فلمیں اور بنائیں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا میاں کاردار اپنے آفس کی تجوری میں پیسے پیروں سے دَبا دَبا کر رکھتے تھے۔ ہاتھوں کی طاقت سے وہ اِتنے نہیں دبتے تھے۔ ایک روز کاردار نے مجھ سے کہا واقعی بابا نے مجھے جو چیک دیا تھا وہ کیش ہو گیا اور اپنا ایک خواب سُنایا: میں نے دیکھا کہ بابا اسٹوڈیو میں شوٹنگ دیکھنے آئے ہیں اور کُرسی پر بیٹھ کر شوٹنگ دیکھ رہے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد یونٹ کے لوگوں نے شُور مچایا کہ بابا کا انتقال ہو گیا۔ میں نے پیچھے مُڑ کر دیکھا تو بابا رحمۃ اللہ علیہ کا سَر کُرسی پر لڑھک گیا تھا۔ ذرا بابا کی خیریت معلوم کرو۔ میں اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر نذر پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں ناگپاڑے (بمبئی) گیا تو معلوم ہوا کہ اُسی رات بابا رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا۔ بابا نے جن جن حضرات کو چیک دیا وہ کسی نہ کسی طرح کیش ہوئے۔

ممبئی کی ایک مشہور شخصیت ایس۔ یو۔ سنی کو بھی بابا نے چیک اور ایک سائن بورڈ پر نیوی آرمی اور کمانڈر کے لفظ بھی لکھ کر دیئے تھے۔ اِس کے متعلق اُن کے مُرید نے بتایا تھا کہ آپ کوئی کام شروع کریں گے، اُس میں آپ کی کمانڈر کی پوزیشن ہو گی۔ چنانچہ انہوں نے ایک ادارہ قائم کیا اور اُس کی کمانڈ اُنہی کے پاس تھی۔ اَب چیک کی رقم بھی (اُتنی ہی) ایک فائنانسر نے سنی صاحب کو خود لا کر پیش کی۔

ایک اور بابا کی کرامت میرے دیکھنے میں آئی۔ ہوا یہ کہ ایک روز بابا نے مجھ کو کہا کہ ٹیکسی منگواؤ۔ ٹیکسی آئی اور بابا اور میں ٹیکسی میں بیٹھ کر چوپاٹی گئے۔ پھر بابا نے کہیں اور چلنے کو کہا۔ وہاں گئے۔ وہاں سے پھر اور جگہ۔ اِس طرح شام ہو گئی۔ شام میں ناگپاڑے پہنچے (بابا کی قیام کی جگہ)۔ میں نے عرض کیا بابا اُتریں گھر آ گیا۔ بابا نے کہا ''میں نہیں اُترتا مجھے اَبھی اندھیری جانا ہے۔'' اندھیری میں ایک ضعیف محترمہ رہتی تھی۔ بابا اکثر اُن سے ملنے جایا کرتے تھے۔ ٹیکسی ڈرائیور نے مجھ سے کہا: ''گاڑی میں اَب پٹرول ختم ہو گیا ہے،

آپ دیکھ لیں۔'' دوسری بات یہ تھی کہ وہ خود بھی تھک گیا تھا۔ میں نے دیکھا پٹرول کی سوئی زیرو سے بھی نیچے آ گئی تھی۔ میں نے پھر عرض کیا کہ ''آپ نیچے آ جائیں اِس ٹیکسی والے کو چھوڑ کر دوسری ٹیکسی کر لیں گے، اس میں پٹرول بالکل نہیں ہے۔''

بابا نے فرمایا: ''پٹرول بن جائے گا، گاڑی چلے گی۔''

گاڑی چلے گی یہ تکرار کے بعد فرمایا ''پٹرول بن گیا۔ ڈرائیور سے کہو، گاڑی چلائے۔''

میں نے ڈرائیور سے کہا: ''بھائی تم گاڑی اسٹارٹ کرو، کسی قریب کے پمپ سے پٹرول لے لینا۔'' ڈرائیور نے مجھے قہر آلود نظروں سے دیکھا اور گاڑی اسٹارٹ کی۔ وہ چلنے لگی، اس نے کہا ہو سکتا ہے دو چار پٹرول کے قطرے سے گاڑی اسٹارٹ ہو گئی ہو، ابھی یہ تھوڑی دور بھی نہیں جائے گی لیکن ہم بغیر پٹرول کے ۲۰۔۲۲ میل اندھیری پہنچے۔ بابا اُن محسّن خاتون سے ملے، پھر واپس بابا کی قیام گاہ ناگپاڑہ آئے۔ یہ کرامت دیکھ کر ڈرائیور تو بابا کے نیچے اُترتے ہی اُن کے قدموں میں گر گیا اور رو رو کر معافی کے ساتھ اپنی پریشانی بیان کی۔ بابا نے مجھ سے پوچھا: ''یہ کیا کہتا ہے۔'' میں نے عرض کیا: ''یہ دس ہزار کا مقروض ہے، اور جن لوگوں سے قرض لیا ہے وہ بہت پریشان کر رہے ہیں۔'' بابا نے اُسے کہا ''کاغذ لا'' ڈرائیور نے زمین سے ایک کاغذ اُٹھا کر دیا بابا نے اُس پر لکھا: ''دس ہزار روپے حامل رُقعہ ہذا کو اَدا کر دیئے جائیں۔''

یہ ڈرائیور غیر مسلم تھا، بہت عقیدت سے وہ چیک لے کر روانہ ہو گیا۔ دوسرے روز میری موجودگی میں وہ مٹھائی پھول اور ناریل لے کر حاضر ہوا۔ قدم بوسی کی اور ہار پہنا کر مٹھائی اور ناریل پیش کیا اور بتایا کہ مجھے دس ہزار مل گئے۔ میں ہمیشہ سَٹّہ کھیلتا رہا ہوں لیکن کبھی اِتنے پیسے نہیں ملے۔ کل جو سٹہ لگایا تھا تو پورے دس ہزار مل گئے۔

اَب میں کچھ اپنے بارے میں بھی عرض کروں کہ میری بابا سے کیسے ملاقات ہوئی اور مجھ پر کیا کرم کیا۔

ایک میرے ملنے والے جن کا تعلق دہلی سے تھا۔ بابا رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اکثر حاضری دیتے تھے۔ ایک روز میرے داماد کے مکان پر آئے۔ اُن کا اُن کی بیوی سے جھگڑا چل رہا تھا۔

اُنہوں نے اِس سلسلہ میں مجھ سے کہا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے آپ کچھ مشورہ دیں۔ میں نے اُن سے کہا کہ تم اپنے بابا رحمۃ اللہ علیہ سے جا کر عرض کرو۔ وہ بابا کے پاس گئے۔ بابا کے مُریدوں نے کہا کہ یہ بابا کی عبادت کا وقت ہے، اِس وقت تم نہیں مل سکتے۔ یہ پریشان تھے۔ رونے لگے تو اُن لوگوں نے کہا اَبھی آپ بابا کی پُشت کی طرف بیٹھ جاؤ۔ ابھی کچھ نہ کہنا۔ بابا کی ریاضت نرالی تھی۔ اُن کے پاس رَسّی کے بہت بڑے بڑے بنڈل رکھے رہتے تھے۔ وہ اُسے کھولتے اور پھر لپیٹتے۔ اس لیے عام لوگوں نے انہیں بنڈل شاہ بابا کے نام سے مشہور کر دیا تھا۔ یہ اصل میں اُن کی تسبیح تھی اور اُس سے وہ مخلوق کی اُلجھی ہوئی گتھیوں کو سلجھاتے تھے۔ بابا نے اُن صاحب کو پلٹ کر بھی نہیں دیکھا، خود ہی خود بولنے لگے۔ ''اُس کی ماں طوائف، اُس کی نانی طوائف، وہ تیری کب ہو سکتی ہے، طلاق دے دے، طلاق دے دے۔''

بابا رحمۃ اللہ علیہ کے یہ الفاظ سُن کر وہ وہاں سے بھاگ کر میرے پاس آئے اور بتایا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق نہیں دینا چاہتا، لیکن بابا نے اُس کا خاندان بتایا کہ وہ طوائف زادی اور طوائف ہے۔ اُسے طلاق دے دے۔ یہ راز صرف مجھے معلوم تھا، جو بابا نے خود بتایا۔

میں نے اُن کو سمجھایا کہ جب بابا نے حکم دیا ہے تو تم طلاق دے دو۔ ورنہ نقصان اُٹھاؤ گے۔ دوسرے روز وہ عورت خود ہی چلی گئی۔ اِس واقعہ کے بعد میں سوچتا رہا کہ میں بابا رحمۃ اللہ علیہ سے آج تک کیوں نہیں ملا۔ مجھے بزرگوں سے ملنے کا ہمیشہ شوق رہا ہے۔ اِسی رات میں نے ارادہ کر لیا، صبح بابا سے ضرور ملوں گا۔ صبح میں کاردار اسٹوڈیو گیا اور اپنے اسسٹنٹ غلام محمد کو ہدایت دی کہ تم گلوکاروں سے ریہرسل کراتے رہو۔ میں کچھ دیر بعد آؤں گا۔ یہ کہہ کر میں میوزک روم میں داخل ہوا تو سامنے دیکھا کہ کُرسی پر ایک بُزرگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اُن کے ہمراہ ایک اور صاحب بھی ہیں۔ اُن صاحب نے مجھ سے دریافت کیا؟ کیا آپ کا نام نوشاد ہے۔ میں نے کہا جی ہاں۔ انہوں نے بتایا کہ رات ۹ بجے سے بابا نے یہ کہنا شروع کیا ہے کہ پریل میں ایک میوزک والا رہتا ہے، اُس سے ملنا ہے۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد یہی ضد تھی، چنانچہ میں بابا کو یہاں لے کر آیا۔ میں نے بابا کو سلام کیا۔ بابا نے ہنسنا شروع کیا: بابا کے کے مُرید نے بابا سے عرض کیا۔ بابا جس میوزک والے سے آپ

ملنا چاہتے تھے۔ وہ یہی نوشاد صاحب ہیں۔ بابا نے فرمایا ''گنی ہے، گنی ہے'' بس کئی بار یہی کہتے رہے۔ اُن کے مُرید نے پھر عرض کیا۔ اگر یہ لڑکا اچھا ہے تو اُسے کچھ عطا کیجیے۔ بابا نے کاغذ طلب کیا: اُس پر لکھا اِسے ۲۵ لاکھ روپے ادا کر دیئے جائیں۔

اُس وقت تک میں بابا کے کشف و کرامات سے اِتنا واقف نہ تھا۔ اُن کے مُرید نے کہا آپ بہت خوش قسمت ہیں بابا نے خود آ کر اتنی بڑی رقم کا چیک دیا ہے۔ وہ چیک لے کر میں نے دیکھا اور بابا کو واپس کر کے عرض کیا: ''بابا مجھے اتنی بڑی رقم نہیں چاہیے، مجھے پانچ سو روپے تنخواہ ملتی ہے، جس سے میری ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔ مجھے تو صرف آپ کی دعا کی ضرورت ہے۔ اِتنی بڑی رقم سے تو میں دنیا میں زیادہ اُلجھ جاؤں گا۔''

بابا نے مُرید سے پوچھا: ''یہ کیا چاہتا ہے۔'' مُرید نے عرض کیا: ''آپ کی دعا چاہتا ہے۔''

بابا سے پھر میں نے دعا کے لیے عرض کیا بابا نے غور سے سُن کر میری پیٹھ پر ہاتھ مارا اور کہا ''تُو پہلا آدمی ہے جو پیسے نہیں مانگتا۔'' خوش ہو کر آپ نے اُس چیک کی پُشت پر ایک دعا لکھ کر دی اور فرمایا ''اِسے بعد نماز عشاء پڑھا کرو۔''

اُسے میں نے پڑھنا شروع کیا۔ اُس کے بعد بڑے بڑے ڈائریکٹر، پروڈیوسر آ کر بڑی بڑی آفر دینے لگے، مگر میں ایک دو فلموں کی موسیقی سے زیادہ کبھی کام نہیں لیتا تھا۔ اِسی دوران فلمستان کے مالک میرے پاس آئے اور بیس پچیّس ہزار ماہانہ کی آفر کی۔ غرض سال ڈیڑھ سال بعد جب میں نے حساب لگایا تو آپ کو حیرت ہوگی کہ اگر میں تمام فلمیں سائن کر دیتا تو کب کے ۲۵ لاکھ مل چکے ہوتے۔ بابا کی دُعا میں برابر پڑھتا ہوں۔

☆☆☆

ایک اور واقعہ احمد ڈاما تاجی نے سُنایا۔ ایک روز بنڈل شاہ بابا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مُرید کو حکم دیا ہندوستان کے حکمران آنے والے ہیں۔ اُن کے لیے چائے بناؤ۔

تھوڑی دیر بعد جواہر لال نہرو اور مُرارجی ڈیسائی حاضر ہوئے۔ بابا کی چائے پی۔ ہندوستان کی تقسیم کے بعد یکے بعد دیگرے یہ دونوں ہندوستان کے وزیر اعظم ہوئے۔ یہ سرکار تاج والے رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ بچہ کی کرامات تھیں۔ تو آقا کی کرامت کا کیا کہنا۔''

حضرت حافظ سیّد محمد خواجہ تاجی المعروف حافظ بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کے تعلق سے صرف یہ معلوم ہو سکا کہ آپ حضرت بابا سید محمد تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہء مجاز ہیں۔ سرکار کے حکم سے آپ ترلاندی (ضلع صوابی) میں دینی علوم کا درس دیا کرتے تھے۔ حضرت حافظ سید محمد ادریس شاہ بابا رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق بھی گاؤں آدینہ، ضلع صوابی سے تھا۔ آپ دینی تعلیم کے ساتھ روحانی علوم کی جانب زیادہ توجہ رکھتے تھے۔ چناچہ آپ نے کچھ قرآن کریم حفظ کیا۔ لیکن روحانی اُستاد کی تلاش میں ترلاندی ضلع صوابی پہنچے۔ حضرت حافظ سیّد محمد خواجہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے۔ اس وقت حافظ ادریس بابا صاحب کو حافظ سیّد محمد خواجہ بابا رحمۃ اللہ علیہ نے حق کے اُس متلاشی کو پہچان لیا، اور سینہ سے لگایا۔ چناچہ حافظ سیّد محمد خواجہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ نے دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ روحانی تعلیم بھی شروع کی۔ چناچہ حافظ ادریس شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حفظ القران شروع کیا اور روزانہ پندرہ سپارے کا دور فرماتے رہے۔ اس طرح آپ نے قرآن حفظ کر لیا۔ حضرت خواجہ حافظ بابا رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر و مُرشد حضرت بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کے مطابق ضلع صوابی سے ہجرت کر کے حیدر آباد دکن کے علاقہ باؤ گولی آ گئے۔ یہاں ایک مسجد بھی تعمیر کرائی۔ یہاں آپ نے سلسلہ بیعت شروع کیا۔ کریم بابا نامی ایک صاحب جو حافظ ادریس بابا صاحب کے جاننے والے تھے۔ اُن کے صاحبزادے عبدالخالق سے حافظ ادریس بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اچانک ملاقات ہوئی۔ انہوں نے حافظ ادریس بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت سیّد محمد خواجہ بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر اِس طرح کیا کہ حضرت حافظ بابا صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ سے میرے والد کریم بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیعت ہو چکے ہیں۔ اِن دنوں حضرت حافظ بابا صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ باؤ گولی حیدر آباد دکن میں قیام فرما تھے۔ حافظ ادریس بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے اُستاد کامل سے ملنے کے لئے بے چین تھے۔ یہ خبر ملتے ہی آپ حیدر آباد دکن کے لئے روانہ ہوئے۔ اور باؤ گولی اُستادِ کامل کی قیام گاہ پر پہنچے۔ جیسے ہی اُستاد کامل پر نظر پڑی دوڑ کر اُن کے قدموں میں سَر رَکھ دیا۔ آپ نے گیارہ دن کثرت سے درود شریف پڑھنے کا حکم دیا۔ تکمیل کے بعد آپ نے سلسلہ قادریہ چشتیہ، نظامیہ،

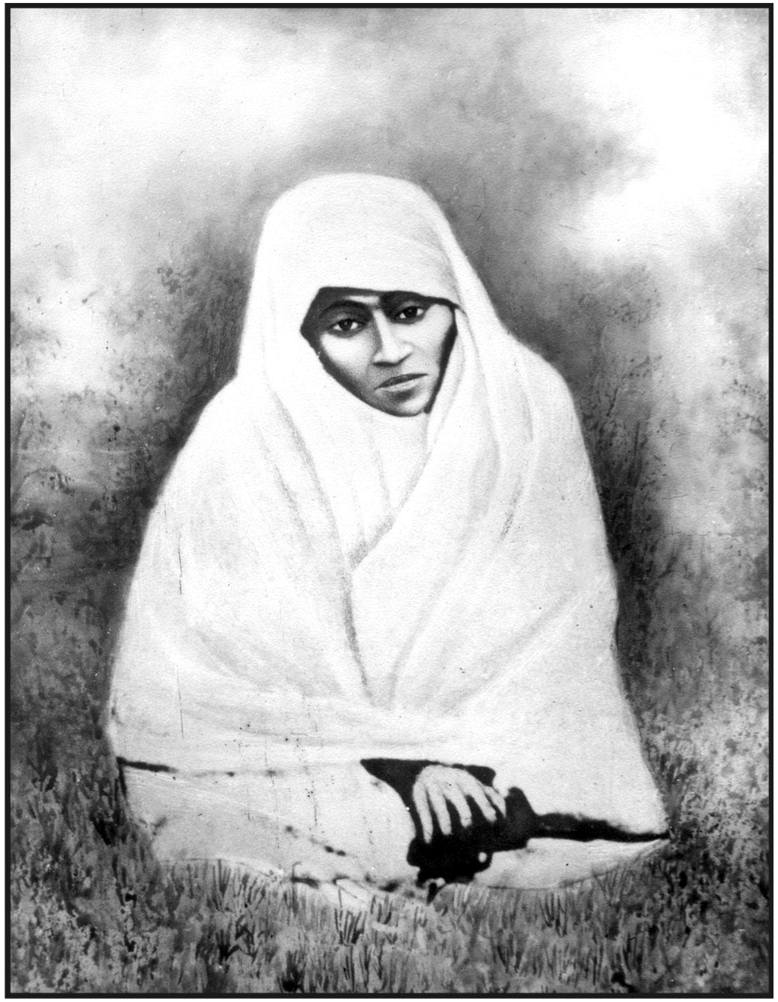
صابریہ، اویسیہ میں بیعت کیا۔ اور اپنی خدمت میں محلہ شکر و کہ حافظ آباد میں رکھا۔ یہاں کے نواب نے اپنی حویلی حافظ بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ کو دے دی تھی۔ اس میں آپ دوسو مُریدوں کے ہمراہ قیام فرماتے تھے۔ اُن میں حضرت حافظ ادریس بابا رحمۃ اللہ علیہ پیش پیش تھے۔ نماز کے لئے حضرت حافظ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے امامت کے فرائض حضرت حافظ ادریس بابا رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کردیے تھے۔ اور ایک منٹ کے لئے بھی حضرت حافظ ادریس رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے سے جُدا نہ کرتے تھے۔ فرماتے تھے: بیٹا جب رفع حاجت کو جاؤ تو پھر بھی جلدی آؤ، تم پر تاج الدین بابا رحمۃ اللہ علیہ مہربان ہوگیا ہے۔ ساتھ ہی اللہ کا کرم اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خصوصی توجہ بھی ہوگئی ہے۔ حافظ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے آپ کا سینہ نور سے معمور ہو چکا تھا۔ روحانی تربیت مکمل کر کے حافظ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ادریس بابا رحمۃ اللہ علیہ کو خرقہ خلافت اجازت سے نواز کر ۱۹۳۴ء میں سیالکوٹ روانہ کر دیا۔ روانگی کے وقت مرشد کامل نے اپنی جیب سے ۴ آنہ نکال کر حضرت ادریس بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو عطا کئے۔ اور فرمایا صاحبزادہ یہ سیالکوٹ تک کافی ہیں۔ آپ نے یقین محکم کے ساتھ عرض کیا۔ حضور یہ ۴ آنہ سیالکوٹ تک تو کیا ، اگر آپ کی توجہ اور دعا شامل حال رہی تو قیامت تک میرے لئے کافی ہیں۔ یہ سُن کر مرشد کامل نے ادریس بابا رحمۃ اللہ علیہ کو سینے سے لگایا اور فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک کافی ہوں گے۔ یہاں آکر آپ نے اپنے پیر مرشد کی ہدایت اور نشاندہی کی جگہ دربار قائم کیا اور لوگوں کو فیض پہنچانے لگے۔ ۱۹۴۰ء میں حضرت حافظ بابا صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مُرید وخلیفہ کے پاس (کور والی مسجد) تشریف لائے۔ اور اپنے، مُریدین اور حافظ ادریس بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مُریدین کی موجودگی میں اعلان فرمایا کہ میں اپنے مرشد حضرت بابا سیّد تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر اور سیالکوٹ کے روحانی بادشاہ کی اجازت سے حافظ ادریس بابا رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ کے لئے سلسلہ عالیہ چشتیہ، صابریہ، نظامیہ تاجیہ کا نشان (پرچم) عطا کر کے اپنے ہاتھوں سے لگاتا ہوں۔ اَب اِس پرچم تلے مخلوق یہاں سے دنیاوی وروحانی فیوض برکات حاصل کرے گی۔ آپ نے ۱۰ دن یہاں قیام کیا، پھر حیدرآباد دکن چلے گئے۔

پرچم کی تعریف:

مُرید کو روحانی منزل پر لاکر اُس کا تزکیہ نفس کر کے سَلوک پر لاکر اپنے بُزرگوں کی اجازت سے خرقہ خلافت اجازت عطا کر کے پرچم عطا کیا جاتا ہے۔ حضرت قبلہ حافظ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۴۹ء میں اپنے لاکھوں مُرید اور سینکڑوں خلفاء کو چھوڑ کر اپنے چہیتے مُرید و خلیفہ کے پاس سیالکوٹ آ گئے۔ دوسال سیالکوٹ میں گزارنے کے بعد ۷ اگست ۱۹۵۱ء کو اِس دارفانی سے رخصت ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

عزیز سید محمد یٰسین شاہ نے تین کا پیاں سوانح حضرت حافظ ادریس بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی روانہ کی۔ اُس میں حافظ بابا صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے واقعات جو مل سکے اُسے شائع کر رہا ہوں۔ یہ پتہ نہ چل سکا کہ کس سَن میں حضور بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گئے اور کتنی مُدّت رہے۔ لیکن جو مختصر حالات ملے ہیں، اُس سے پتہ چلتا ہے کہ سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حافظ بابا صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ کو خوب خوب نوازا اور آپ نے اپنے چہیتے مُرید و خلیفہ حضرت ادریس بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو نواز کر کندن بنا دیا تھا۔ ۳ مئی ۲۰۰۴ء کو میں نے اور اہلیہ نے سید اعجاز تاجی اور سید گل حسین تاجی کے ہمراہ حاضری دی۔

سرکار کا بے حد کرم ہے۔ ''اذ کارتاج الاولیاء'' میں سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات اور ساتھ ہی اُن کے فیض یافتہ حضرات وخواتین کے حالات شائع کئے ہیں۔ یہ سرکار بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کا خصوصی کرم ہے کہ قادر الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اُن کے خلیفہء مجاز عبیداللہ درّانی تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات آ گئے۔ اِسی طرح حافظ سید محمد ادریس شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بھی مختصر واقعات اِس میں آ گئے ہیں۔ قارئین کرام! خود غور فرمائیں حافظ ادریس بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حافظ سید محمد خواجہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ نے نواز کر کندن بنایا تو حافظ تاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کیا مقام ہوگا۔



مریم بی اماں صاحبہ تاجی (کامٹی، ناگپور)

فیض یافتہ مستورات

جن کے حالات معلوم ہوئے ہیں، تحریر کر رہا ہوں:

مریم بی امّاں صاحبہ تاجی رحمۃ اللہ علیہا:

آپ کی پیدائش قصبہ کاجلیشور تعلقہ مرتضیٰ پور ضلع اَکولا میں ہوئی۔ آپ شادی کے بعد بہت تھوڑے دن اپنے سسرال رہنے پائی تھیں کہ اُن کے بھائی جناب قطب الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گھر لا رکھا۔ امّاں صاحبہ ہر دَم یادِ الٰہی میں مصروف رہتیں۔ صوم و صلوٰۃ کی بے حد پابند تھیں۔ دنیا کی طرف آپ کی توجہ مطلق نہ تھی۔ کامٹی میں ایک درویش تشریف لائے اور اُنہوں نے اَمّاں صاحبہ کو دیکھ کر فرمایا کہ اِن کے حصہ کی دولت حضرت بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہے، جو عنقریب ملے گی۔ آپ کو فوری حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچ جانا چاہیے۔

خضر صفت درویش کا اشارہ پاتے ہی امّاں صاحبہ شفاء خانہ حاضر ہوئیں۔ حضور نے اُن کو دیکھتے ہی فرمایا ”میں تیرا مدّت سے انتظار کر رہا تھا۔ یہ کہہ کر امّاں صاحبہ کے دونوں ہاتھوں کی چوڑیاں توڑ دیں اور فرمایا: ”روزانہ آیا کرو“۔ حکم کی تعمیل میں روزانہ پاگل خانہ جانے لگیں اور پھاٹک کے باہر ایک مقام پر پوری توجہ کے ساتھ حضور کی طرف رجوع ہو کر شام تک کھڑی رہتی۔ اِس کے نتیجہ میں خوراک سے بے نیاز ہوتی گئیں۔ یہاں تک کہ بدن کے کپڑوں کا ہوش بھی نہ رہا۔ جب حضور پاگل خانہ سے شکردرہ اور شکردرہ سے واکی شریف گئے تو امّاں صاحبہ آپ کے ہمراہ ہی رہیں۔ مستقل ڈیڑھ سال کی ریاضت کے بعد ایک روز حضور رحمۃ اللہ علیہ نے کنہاں ندی کی طرف چلتے ہوئے ایک خطرناک جنگل میں اَمّاں صاحبہ کو قیام کرنے کا حکم دیا۔ یہ حکم دے کر حضور رحمۃ اللہ علیہ اپنی قیام گاہ پر واپس آ گئے۔ ایک ہفتہ بعد

اپنے ڈیرے پر کھڑے ہو کر واکوڑیا واکوڑیا پکارنا شروع کیا۔ آپ کی آواز پر ایک کسان واکوڑیا نامی حاضر ہوا۔ حضور نے اُسے حکم دیا تیرے کھیت کے قریب ایک اماں رہتی ہیں۔ انہیں روٹی لے جا کر دے اور اُن کی خدمت کیا کر۔

مجاہدہ پر غور فرمائیے، خطرناک جنگل میں بٹھایا اور پھر ایک ہفتہ کے بعد خبر لی۔ کسان حکم کی تعمیل میں کھانا لے کر اماں صاحب کو ڈھونڈنے لگا۔ کھیت کے قریب ایک کانٹے دار جھاڑی تھی، جو کافی دور تک چلی گئی تھی۔ اُس کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا ایک جگہ پہنچا تو اماں صاحبہ کو آرام کرتے ہوئے پایا۔ قریب جا کر واکوڑیا نے آواز دی۔ کوئی جواب نہ ملا تیسری بار اس نے کہا کہ مجھے باباجی نے بھیجا ہے، اُن کے حکم سے کھانا لایا ہوں۔ یہ سُن کر اماں صاحبہ فوراً اُٹھیں اور اُس کے ہاتھ سے کھانا لے لیا۔ واکوڑیا فوراً قریبی نالے سے پانی لے کر آیا۔ اماں صاحبہ جب کھانے سے فارغ ہوئیں تو واکوڑیا نے اماں صاحبہ سے دست بستہ عرض کی۔ حضور کا حکم ہے کہ میں آپ کی خدمت کروں، لہٰذا یہ مقام خطرناک ہے، آپ میری باڑی میں چلیں۔ وہاں آپ کے لیے جھونپڑا بنا دیتا ہوں بہ اصرار شدید اماں صاحبہ نے قبول فرمایا اور واکوڑیا کے کھیت میں تشریف لے گئیں۔ یہاں کبھی کبھی حضور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ بھی تشریف لے آتے تھے اور اماں صاحب کو اپنے ہمراہ لے کر گھومنے جایا کرتے تھے۔ گھوم کر جب آپ اپنے ڈیرے کی طرف واپس ہوتے تو اماں صاحبہ اپنے مقام پر ٹھہر جاتیں۔ غرض کہ چند ہی دنوں میں برسوں کی ریاضت کو ختم کروا کر حضور رحمۃ اللہ علیہ نے اماں صاحبہ کو دولت دارین سے سرفراز فرما دیا۔

اماں صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا اِس قدر روشن ضمیر ہوگئی تھیں کہ جو بابا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ڈیرے میں فرماتے، اماں صاحبہ اِس بات کا اظہار اپنے ڈیرے میں فرماتیں۔ رفتہ رفتہ یہ نوبت پہنچی کہ ہزارہا حاجت مندوں کو حضور بابا صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اماں صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کی خدمت میں روانہ فرماتے۔ اُن کی نظرِ فیض اَثر مُرادمندوں کو بامُراد کر دیتی۔ حضور جب واکی شریف سے شکردرہ تشریف لائے تو اماں صاحبہ کو بھی ساتھ لے آئے۔ آپ سے بھی بے شمار کرامات ظہور میں آئیں۔

وِصال:

ایک روز سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اماں صاحبہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا ''یہ لو تمہاری کنگھی اور یہ تمہاری کنجی''۔ حضور یہ فرما کر لوٹے ہی تھے کہ آپ اپنی حقیقت کی طرف رجوع ہوگئیں اور ۲۷ شوال ۱۳۳۷ھ کو شکردرہ میں آپ کا وصال ہوا۔ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے آپ کا جنازہ مبارک کامٹی روانہ ہوا، یہاں گاڑھے گھاٹ پر آپ کی تدفین ہوئی۔ **اناللہ و انا الیہ راجعون۔**

آپ کی بھی کیفیت کا یہ عالم تھا کہ آپ کی فاتحہ چہلم کے موقعہ پر قبر مبارک وَجد میں دیکھی گئی۔

ایک مرتبہ آپ کے سالانہ عُرس کے موقعہ پر محفل سماع گرم تھی۔ مولانا عبدالکریم شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر فیض یافتہ حضرات کے علاوہ بے شمار مخلوق موجود تھی۔ قوال نے یہ شعر پڑھنا شروع کیا۔

پھر کیوں نہ میں اِتراؤں سکھی ری
موری چندریا بابا نے رَنگ رہی

دفعتاً اماں صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کا مزار مبارک وجد میں آ گیا۔ مجمع میں خوف و ہراس طاری ہونے لگا کہ کہیں مزار مبارک شق نہ ہو جائے۔ اِس خطرہ کو محسوس کرتے ہوئے حضرت مولانا عبدالکریم شاہ صاحب تاجی رحمۃ اللہ علیہ نے چادر مبارک سے پردہ کر کے سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا جبہ مبارک اماں صاحبہ کے مزار پر ڈالا، تب کیفیت رفع ہوئی۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کو مندرجہ ذیل خطابات سے بھی نوازا:

میرا آفتاب عبدالرحیم، میرا ماہتاب عبدالرحیم۔ یہ بھی فرمایا ''دیکھو جی میرے عبدالرحیم کو سارا میخانہ پی کر بھی **هل من مزید** کہتا ہے اور باہوش ہے۔''

عُرس:

اماں صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کے عُرس مبارک کے انتظامات سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے

خلفاء، مُریدین وخدام ہی کرتے ہیں اور چادر مبارک وصندل شریف تاج آباد شریف ہی سے روانہ ہوتا ہے۔ امّاں صاحبہ کے سجادہ نشین جناب فریدالدین صاحب کا بھی وِصال ہوگیا ہے۔ آپ کی تدفین تاج آباد شریف میں ہوئی۔ سیٹھ عبدالکریم صاحب میمن نے بھی امّاں صاحبہ کی درگاہ کی بہت خدمت کی۔ اللہ تعالیٰ اُن کو اَجرِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

امّاں صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کی ایک بہن بسم اللہ بی امّاں کا کراچی میں قیام تھا۔ اُن کی تدفین خانقاہ امجدیہ تاجیہ کے قریب ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا کے دو صاحبزادے (سید عزیز الدین صاحب اور سید منہاج الدین صاحب) کراچی میں مقیم تھے۔ آج کل امّاں صاحبہ کی درگاہ کے خدمت بابو بھائی کررہے ہیں۔ زائرین کا بہت خیال کرتے ہیں۔ جب میں معہ اپنے ساتھیوں کے امّاں صاحبہ کے مزار پر حاضر ہوا تو بابو صاحب نے بہت خاطر کی اور نقارہ کے پاس لے جاکر بتایا کہ یہ نقارہ قاضی بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ نے لاکر رکھا ہے اور مجھ سے فرمایا بابو بھائی سرکار میں نقارہ بجتا ہے، یہاں بھی بجنا چاہئے۔ (اَب وہاں بابو بھائی نہیں کوئی اور ہے)۔

بی امّاں صاحبہ تاجی رحمۃ اللہ علیہا (راجورہ):

آپ رحمۃ اللہ علیہا کا وطن چاندہ تھا۔ آپ کے والد پیش امام تھے۔ اُن کی پیدائش کے وقت اُن کی والدہ صاحبہ نے منّت مانی تھی کہ اولاد ہوگئی تو حضور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں نذر کر دی جائے گی۔ اِس لیے کہ اُن کی کوئی اولاد جیتی نہ تھی۔ منّت کے بعد بی امّاں صاحبہ تولد ہوئیں اور کمسنی میں حضور کی نذر کر دی گئیں۔ جن کی پرورش حضور رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ماموں عبدالرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد فرمائی۔ جب یہ سن بلوغ کو پہنچیں تو اُن کے رشتے دار کسی طرح اُن کو لے کر چاندہ چلے گئے اور اپنے رشتہ داروں میں بیاہ دیا۔ چند یوم بعد آپ کی حالت بدل گئی، جس کو دیکھ کر سب پریشان ہوئے اور حضور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لاکر حاضر کر دیا۔ یہاں چند روز بعد آپ کا جذب سَلوک سے بدل گیا۔ آپ ہر وقت یادِ الٰہی میں مصروف رہتیں۔ حضور نے اُن سے بھی بڑی بڑی مشقتیں اور ریاضتیں کرائی ہیں اور آپ کو عبدالرحمٰن کہہ کر یاد فرماتے تھے۔ مجھے (مؤلف کریم بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ) اُن سے راجورہ میں

شرفِ تکلم حاصل ہوا ہے۔ آپ پابند صوم وصلوٰۃ اور صاحبِ کشف تھیں۔

محترمہ حجن رحمانی تاجی عرف نانی امّاں صاحبہ تاجی رحمۃ اللہ علیہا:

آپ رحمۃ اللہ علیہا فقیر خاندان سے تھیں اور مجرّد دَرویشہ تھیں۔ ہمیشہ لنگوٹ باندھے، لمبا کُرتا پہنا کرتی تھی۔ آپ اکثر مستانہ وار جھوم جھوم کر حضور رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں گایا کرتیں۔ ایک بار آپ صبح میرے (مؤلف کریم بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ) پاس تشریف لائیں اور فرمایا حضور بابا قبلہ کا حکم ہے کہ تُو (مؤلف) میرے ساتھ گھومنے چلے۔ جہاں میں جاؤں۔ میں حضور رحمۃ اللہ علیہ کا نام سُن کر اُن کے ہمراہ ہولیا۔ اُنھوں نے اِک پوٹلی میرے سر پر رکھ دی اور ہم دونوں اسٹیشن کی راہ چل پڑے۔ کچھ دور گئے ہوں گے، مجھے خیال ہوا کہ میں تو صرف اُن ہی کے کہنے سے اُن کے ساتھ چلنے کو تیار ہوگیا حضور رحمۃ اللہ علیہ سے اِجازت حاصل کر لیتا تو اچھا ہوتا۔ یہ خیال گزر راہی تھا کہ حضور تانگے پر سوار شکردرہ کی طرف تیزی کے ساتھ جارہے ہیں۔ میں کھڑا ہوگیا۔ اجازت چاہی۔ حضور نے تانگہ ہی میں بیٹھے بیٹھے میری طرف دیکھا اور کلمہ کی اُنگلی کو آسمان کی طرف اُٹھا کر جانے کے لیے اشارہ کیا۔ غرض کہ ہم دونوں ناگپور سے چاندور، چاندور سے بھساول اور بھساول سے بمبئی گئے۔ جب ہم بمبئی سے اجمیر کے لیے روانہ ہوئے، راستہ میں آبو اسٹیشن پر ٹی ٹی آئی (ٹکٹ چیکر) نے ہم دنوں کو بلا ٹکٹ ہونے کی وجہ گاڑی سے اُتار دیا اور آبو سے بحکم حضور رحمۃ اللہ علیہ میں نے ڈھائی گھر کی بھیک شروع کی۔ اور چند دن بعد جبکہ میں پالڈی سے قدم بوسی کے لیے واکر روڈ پر آیا، جیسا کہ روزانہ یہاں آیا کرتا تھا۔ اُس دن حضور رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے دیکھ کر گاڑی آگے بڑھائی۔ میں بہت کمزور تھا، تاہم قدم بوسی کے لیے دوڑا اور میری وہ جھولی جس میں ڈھائی گھر کی بھیک تھی گِر پڑی اور کتّے لپکے۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ نے تانگہ ہی میں بیٹھے بیٹھے کُتوں کی طرف ''نکونکومت کھاؤ یہ بڑی محنت کی روٹی ہے'' اور مجھے فرمایا'' چلے آؤ اَب اِدھر اُدھر نہیں جاتے۔''، بحکم حضور رحمۃ اللہ علیہ میں اور نانی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا شکردرہ حاضر ہوئے۔ نانی امّاں آخر دَم تک تاج آباد شریف ہی میں رہیں۔ آپ کی کوئی بھی بات اَسرار رَموز سے خالی نہ تھی۔ آپ کا وصال تاج آباد شریف میں ہوا، وہیں آرام فرما ہیں۔

حنیفہ بی امّاں تاجی رحمۃ اللہ علیہا:

آپ رحمۃ اللہ علیہا حضور بابا صاحب قبلہ کی مُریدہ خاص اور منشی سراج الملک کی اہلیہ تھیں۔آپ کا قیام تاج آباد شریف میں تھا۔اُن کے پاس تبرکاتِ حضور رحمۃ اللہ علیہ از قسم دَندان مبارک، مُوئے مبارک اور ناخن وغیرہ تھے۔ جو حضور رحمۃ اللہ علیہ نے زمانہ ءحیات میں حنیفہ بی امّاں صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کو دے کر سرفراز فرمایا تھا۔جس کو آپ بہ زمانہ عُرس غسل دیتی تھیں، اور تمام زائرین کے دیدار کے بعد ایک جلوس مہندی کے نام سے نکالتی تھیں۔جس میں ہزاروں لوگ شریک ہوتے تھے۔یہ جلوس ۲۴ محرم الحرام کو نکلتا تھا۔

سکو بائی سکینہ تاجی رحمۃ اللہ علیہا:

آپ بمقام پلس گاؤں اسٹیشن سندھی ضلع وردھا میں ستی ماں کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ کُنبی خاندان سے تھیں (مست مادر زَاد ولیہ)۔حضور رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ ءحیات میں ایک پنجارہ (روئی دھنکنے والا) بنام گلاب حضور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں شکر درہ حاضر ہوا۔عرض کی کہ میں دونوں آنکھوں سے معذور ہوں۔ سنتے ہی حضور نے فرمایا ''اپنے گاؤں میں چراغ رَکھ کر، یہاں کیوں آیا ہے جا اور مجھے وہاں دیکھ۔'' چنانچہ یہ صاحب اپنے گاؤں واپس آئے۔ اُس وقت سکو بائی کا بچپن تھا۔ جوں ہی یہ بنجارہ واپس گھر آیا۔سکو بائی اُس کے گھر پہنچیں اور بنجارہ کے آنکھوں پر ہاتھ پھیرنے لگیں۔ یہ حالت دیکھ کر بنجارہ کا خیال ہونے لگا کہ حضور نے اُن ہی کے متعلق اشارہ کیا ہے۔ اِس لیے کہ بِنا میرے بُلائے اور کہے یہ میرے گھر آئیں اور آتے ہی میری آنکھوں پر ہاتھ پھیر کر فوراً ہی روانہ ہوگئیں۔ اُن کی آنکھوں کی روشنی بڑھنے لگی۔غرضیکہ رفتہ رفتہ اُس کی آنکھیں روشن ہوگئیں اور اُس دن سے سکو بائی کے پاس سینکڑوں کی تعداد میں لوگ آنے لگے اور آج بھی وہی حال ہے۔ یہاں کے انتظام کے لیے آپے صاحب دیشن پانڈے اور نارائن بانگڑے نے ایک کمیٹی بھی قائم کی ہے۔اِس طرح سکو بائی سے بھی ہزاروں افراد نے فیض حاصل کیا ہے۔

خالہ امّاں صاحبہ تاجی رحمۃ اللہ علیہا:

آپ رحمۃ اللہ علیہا کا قیام بھساول بمبئی سے ناگپور لائن پر بہت بڑا جنکشن ہے، یہیں تھا۔آپ سے بے شمار حضرات نے فیض حاصل کیا۔آپ اکثر فرمایا کرتیں ''میں تو سرکار تاج الاولیاء ناگپوری رحمۃ اللہ علیہ کی کنیز ہوں۔فیض تو سب میرے بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔آپ کے متعلق یہ علم نہ ہوسکا کہ کس زمانے میں آپ سرکار رحمۃ اللہ علیہ میں حاضر ہوئی تھیں۔ یا ہوسکتا ہے سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے وہیں کرم فرما دیا ہو۔آپ کا اسم مبارک بھی کسی کو معلوم نہ ہوسکا۔خالہ امّاں ہی کے نام سے آپ مشہور ہوئیں۔ غالباً بھساول ہی میں آپ کا وصال ہوا اور وہیں مدفون ہیں۔

شیرا امّاں صاحبہ تاجی رحمۃ اللہ علیہا:

کامٹی کے ایک انگریز ڈاکٹر کی ہندو بیوی تھیں۔ڈاکٹر شَرابی تھا۔شَراب کے نشہ میں اُن کو بہت مارتا تھا۔ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شہرہ سُن کر ایک روز پاگل خانہ میں حاضر ہوئیں اور اپنے دل کی ساری تکالیف حضور رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیں۔ تب حضور رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جگہ پیشاب کیا اور پیشاب سے تَر تین کنکر اُٹھا کر شیرا اَمّاں کے منہ میں ڈال دیئے۔شیرا اَمّاں اُسی وقت بے ہوش ہوگئیں۔انگریز کو خبر ہوئی تو وہ آ کر اَمّاں کو ساتھ لے گیا۔ بہت علاج کیا اور کرایا مگر شیرا اَمّاں تین دن تک بے ہوش رہیں۔ چوتھے روز جب ہوش میں آئیں تو وہ تینوں کنکریاں اُن کے منہ سے نکلیں جس کو دیکھ کر وہ فرمانے لگیں ''یہ وہ چیز ہی نہیں، مجھ کو تو بابا نے مُشک وعنبر کی گولیاں کھلائی تھیں۔جس کی خوشبو سے میں بے ہوش ہوگئی تھی۔''

انگریز نے اِن کنکروں کا معائنہ کروایا، جب وہ تراشے گئے تو ہیرے تھے۔یہ کرامت دیکھ کر انگریز جو بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بہت مخالف تھا، مداح ہوگیا۔لیکن شیراں اَمّاں پر اُسی طرح سختی کرتا رہا۔حضور رحمۃ اللہ علیہ نے اُس کو شَراب پینے سے منع کیا۔لیکن وہ نہ مانا۔تب سرکار نے شیرا امّاں سے کہا یہ مرجائے گا۔چنانچہ ایک روز اُس کا پیٹ پھولا اُسی میں وہ مر گیا۔شیرا امّاں سے (ڈاکٹر کے مَرنے سے پہلے) حضور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا دیا تھا۔تم ہمارے ساتھ

رہنا۔ چنانچہ شیرا اَمّاں مریم بی امّاں صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کے ہمراہ جایا کرتی تھیں۔ حضور امّاں صاحبہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ڈیرے پر لے جاتے، یہ بھی ساتھ ہوتیں۔ حضور کے پیر دباتیں۔ کچھ دیر بعد حضور مقامِ استراحت پر نہ ہوتے اور یہ دونوں تعجب میں رہتیں۔ واپسی پر دونوں پوچھتیں کہ آپ کہاں تھے، تو حضور بتلا دیتے۔

یہ بتا تا چلوں کہ شیرا اَمّاں رحمۃ اللہ علیہا سرکار کے دستِ حق پرست پر اسلام لا چکی تھیں۔ ایک روز سرکار سے عرض کیا ''آپ کا میرا ساتھ نہ چھوٹے''۔ تو سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کو اپنی ریش مبارک کا ایک مُوئے مبارک عطا فرمایا اور اپنی ران پر ہاتھ مار کر یہ فرمایا ''تاج الدین سب ولیوں کا سردار ہے۔ یہ رکھ ہم تیرے ساتھ ہیں۔''

ایک پارسی نوجوان مسٹر جمشید کو سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے حکم دیا (جمشید صاحب کا ذکر کرامات میں ہے) شکردرہ میں شیرا اَمّاں کے پاس جاؤ اور شیرا اَمّاں کو بھی ہدایت کردی تھی۔ چنانچہ جب جمشید پہنچا تو وہ اُس کے انتظار میں ایک درخت کے پاس کھڑی تھیں۔ جمشید کو دیکھتے ہی فرمایا: میں تمہارے انتظار میں کھڑی تھی۔ بابا صاحب نے تمہاری آمد کی خبر دے دی تھی۔

شیرا اَمّاں کی دعاؤں سے جمشید پر بڑا کرم رہا۔ شیرا اَمّاں نے سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مُوئے مبارک جو اُن کے پاس تھا، جمشید ہی کو عطا کیا۔ شیراں اَمّاں فرماتی تھیں کہ بابا صاحب نے مجھے صرف بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کو بتایا تھا۔ میں تمام عمر اِس کی عامل رہی ہوں۔ یہ بھی فرماتی تھیں کہ اُن کے ۱۹ موکل ہیں۔

☆☆☆

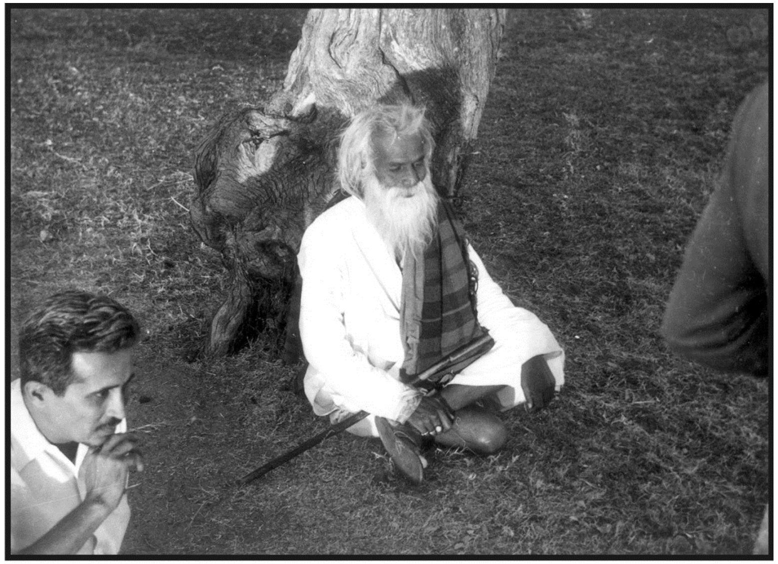
فیض یافتہ غیر مسلم حضرات

راوی: مصنف تاج مُراری (کریم بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ)

نیتا آنند نیل کنٹھ راؤ:

آپ کا تعلق مرہٹہ قوم کے اعلیٰ خاندان سے تھا اور وطن مدراس۔ آپ جبل پور کے ایک سرکاری آفس میں کلرک تھے۔ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فوٹو کو سامنے رکھ کر پوجا کیا کرتے تھے۔ ایک روز دورانِ پوجا کھلی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک نرالی شان میں خود جلوہ افروز ہیں۔ یہ دیکھ کر راؤ صاحب بے ہوش ہوگئے۔ اُن کی اہلیہ نے شوہر کو بے ہوش دیکھ کر شور مچا دیا۔ جس کی وجہ سے محلہ کے لوگ جمع ہوگئے۔ ڈاکٹر کو بُلایا گیا، لیکن اُس کی دوا سے بھی آپ ہوش میں نہ آئے۔ آپ پر جذبی کیفیت طاری تھی۔ اِسی حالت میں آپ ناگپور شریف (شکردرہ) حضور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہاں آپ نے سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے ناگ پھنی کی باڑ (ایک کانٹے دار پیڑ) پر اپنا بستر لگا لیا۔ آپ حضور کی شان میں گیت گاتے رہتے تھے اور مخلوق آپ کو گھیرے رہتی تھی۔ ایک روز میرے سیدھے ہاتھ کا انگوٹھا پکڑ کر فرمایا ''چلو''۔ میں نے کہا: حضور حکم دیں تو ضرور چلوں گا۔

اِسی وقت حضور رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور فرمایا ''ہاں چلو، چلو ہم بھی آتے''۔ چنانچہ حضور کا حکم ملنے کے بعد میں اُن کے ہمراہ جبل پور چلا گیا۔ اُن کی خوراک پھل اور دودھ تھی۔ لہٰذا میں بھی پھل اور دودھ پر ہی گزارہ کرتا تھا۔ راؤ صاحب کے عقیدت مندوں میں ہندوؤں کے علاوہ منیر نامی ایک صاحب مسلمان بھی تھے۔ جو اُن کو قوالی سُنایا کرتے تھے۔ جبل پور میں راؤ صاحب ایک دن کمرے میں جا کر کُنڈی اندر سے بند کر کے بیٹھ گئے۔ دو روز تک باہر نہ نکلے۔ اِس دوران اُن کے ایک عقیدت مند نے دادا جی دھونی والوں کی بڑی تعریف



سائیں بابا۔ کنارے پر احمد ڈاما تاجی

شروع کی، جس پر مجھے غصہ آ گیا اور میں نے اُن سے کہا کہ ہمارے بابا صاحب سے کوئی بڑا نہیں ہے۔ اِس پر کافی حجت ہونے لگی۔ تلخی جب بڑھی تو راؤ صاحب باہر آ گئے اور فرمایا کہ ہم سب سائیں کھیڑا دادا جی دھونی والوں کی خدمت میں چلتے ہیں۔ چنانچہ سب ریل میں سوار ہو کر سائیں کھیڑا پہنچے۔

دادا جی دھونی والے:

یہ درویش دھونی جلائے ایک چبوترے پر بیٹھے رہتے تھے۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ کے دربار سے آنے والوں کا بے حد احترام کرتے تھے۔ آپ کا اخلاص اور بزرگی دیکھ کر مجھے خیال ہوا کہ عوام کا یہ کہنا غلط ہے کہ صرف مسلمان درویش ہی اللہ تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہی ہوا تھا کہ دادا جی نے فرمایا کہ ''ہم سب محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں، کون ہے جو دائرہ اسلام سے باہر ہے۔''

دادا جی کی اجازت سے ہم لوگ ناگپور شریف (شکردرہ) سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہاں چند حضرات مذہب اور موت سے متعلق گفتگو کر رہے تھے کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے اور فرمایا ''**کل نفس ذائقة الاسلام**'' اسلام کا مزہ نہ چکھایا تو میرا نام تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ نہیں۔''

آج بھی دربار میں یہ منظر دیکھنے میں آتا ہے کہ غیر مذہب کے افراد کی تعداد سرکار کے عقیدت مندوں میں بڑھتی ہی جا رہی ہے۔

سائیں بابا:

اُن کا قیام بمبئی میں تھا۔ آپ کا طریقہء تعلیم بھی نرالا تھا۔ آپ نے ایک مسجد بنائی تھی۔ مسجد کے منبر کی دوسری جانب آگ جلتی تھی، یہاں پارسی عبادت کرتے ہیں۔ تیسری طرف تلسی آون بنا رکھا ہے جہاں برہمن عبادت کرتے ہیں۔ غرض وہاں ہر مذہب کا آدمی اپنے مذہب کے مطابق عبادت کر رہا ہے۔

سائیں بابا اکثر حضرات کو سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں یہ کہہ کر روانہ فرماتے کہ اِس دور

کے حاکم صرف بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اِس کے علاوہ شری اَپاشی مہاراج نے بھی سرکار رحمۃ اللہ علیہ میں حاضری دے کر فیض حاصل کیا اور ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے۔

قارئین کرام! مصنف تاج مُراری (کریم شاہ بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ) نے مندرجہ بالا سادھوؤں کے واقعات لکھ کر یہ ثابت کیا ہے کہ مسلمانوں کو تو میرے آقا حضرت بابا سید محمد تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ سے فیض حاصل ہوا اور آج بھی وہ فیض جاری ہے، لیکن تمام اولیاء اللہ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پَرتُو ہوتے ہیں۔ یعنی یہ اولیاء اللہ انسانیت کی تعلیم، انسانیت کی خدمت کے لیے پیدا ہوتے ہیں۔ اس لیے سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بلا امتیاز مذہب و ملّت خدمت کی۔ چنانچہ ہندوؤں کو بھی آپ نے تعلیم دی۔ اُن میں لاکھوں اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے اور سلسلہ تاجیہ میں داخل بھی ہوئے۔ بعض نے اپنے مذہب پر قائم رہتے ہوئے انسانیت کی خدمت کی۔ اِن واقعات سے بھی آپ کے اِس قول کا ثبوت ملتا ہے کہ ''طالب کو اُس کی طلب کے مطابق دیتا ہوں۔''

رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پَرتُو کا اِنسانیت پر کرم:

احمد ڈاما تاجی جن کے دو مضامین اذکار کے اِس ایڈیشن میں موجود ہیں۔ احمد ڈاما تاجی صاحب پر سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا بے حد کرم ہے اور یہ غلام غلامانِ تاج الاولیاء (قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ) تو احمد ڈاما تاجی کو سیّد احمد پٹیل تاجی کا ثانی سمجھتا ہے۔

وہ فرماتے ہیں: ۱۹۶۰ عیسوی میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ ویسے تو وہ بے شمار بار ناگپور شریف حاضری دے چکے ہیں۔ اس حاضری میں واکی شریف میں ایک ہندو سادھو سے ملاقات ہوئی۔ اُس سے یہ بات کرنا چاہتے تھے تو اُس نے بتایا (اشارہ سے) بابا جی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے ۹۰ دن زبان سے بات کرنے کے لیے منع فرمایا ہے۔ زبان کا روزہ رَکھوایا ہے۔ یہ وہاں سے روانہ ہوکر دربار پہنچے تو وہ سادھو مہاراج اُن سے پہلے تاج آباد میں موجود تھے۔ اِس طرح سرکار کل نفس ذائقة الاسلام کا مزہ غیر مسلموں بھی چکھا رہے ہیں۔ سَنی صاحب نے اُن کا فوٹو دیا ہے، جس میں ڈاما صاحب بھی موجود ہیں۔

بابا صاحب کی تعلیم و تربیت کا یہ اَثر ہے کہ ہندو سادھو کا چہرہ بھی نورانی نظر آ رہا ہے۔

حاجی محمد عمر فاروق تاجی کا
سفرنامہ ناگپور

حاجی محمد عُمر فاروق تاجی (حاجی پرنٹنگ پریس اورنگی) کو سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے ناگپور شریف اپنے قدموں میں بُلا کر خوب نوازا۔ دوبارہ بھی عُرس شریف میں ہی بُلایا اور دربار تاج الاولیاء قصبہ کالونی کی طرف بھی رَجوع کیا۔ آپ اِس دربار کی بھی بے حد خدمت کرتے ہیں اور ''اَذکار تاج الاولیاء'' کی تیسری اشاعت میں پورا پورا تعاون کیا ہے۔ سرکار اپنے خصوصی کرم سے نوازیں۔ آمین (قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی عفی عنہ)

☆☆☆

وہ میرے محبوب ہیں مطلوب ہیں مقصود ہیں
کیوں نہ لوں تعظیم سے میں نام تاج الدینؒ کا

تاج الملّت والدّین شہنشاہ ہفت اقلیم، سیدنا وسندنا، غوثنا وغیاثنا، حضرت بابا سید محمد تاج الدین تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے عُرس مبارک کی شایانِ شان تقریب میں مسلسل دو مرتبہ ناگپور حاضری میرے لیے ایک سعادت اور کامیابی و کامرانی کی مزّین دلیل ہے۔

سب ہی عرفانِ حقیقت میں رہے ہیں کامیاب
کوئی دیوانہ نہیں ناکام تاج الدینؒ کا
مجھ پہ دنیا کی حقیت ہوگئی ہے آشکار
پی لیا ہے جب سے میں نے جام تاج الدینؒ کا

جام پیتے ہی لبوں پر ہر وقت بابا صاحب کے ترانے اور چہرے پر مسرتوں کے خزانے ہوتے ہیں۔ سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ مبارک مرجع خلائق ہے۔ طول وعرض کے مختلف

مذہب وملّت سے وابستہ افراد حاضری کا شرف حاصل کر کے نورِ عرفان کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں۔ میں بھی ۱۹۹۱ء اور ۱۹۹۲ء میں اپنے مشفق بھائی جناب حسین الدین صدیقی قادری تاجی صاحب کے ہمراہ عُرس پاک کی شاندار، پُروقار تقریب میں موجود تھا۔ میں نے دربارِ گوہر بار میں پلکوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی دیکھی اور باہر اَبرکرم کی جھڑی تھی۔ غرض یہ کہ رَنگ ونُور کی برسات تھی، عجب کیف وسُرور تھا۔ میرا بلکہ سب کا دِل مسرور تھا۔ اِس طرح ۱۴ ایام دربار نگاہوں کے اور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے رہا۔ کبھی رات کے اندھیرے میں، کبھی دن کے اُجالے میں۔ کبھی اَبرِ رحمت برستے ہوئے پانی میں حاضری کی سعادت سے خوش ہو کر جھومتا رہا۔ قلب و جان کو عجیب کیف وسُرور حاصل ہوتا رہا۔ آسمانِ ولایت کی درخشندہ مہتاب کی ضوفشانی سے ہر پیر و جواں کی تاریکی دل کافور ہو رہی تھی۔ طلوعِ شمس تا غروبِ شمس اور پھر جھلملاتی جگمگاتی شب میں بھی دور دَراز سے آئے ہوئے عقیدت مندوں کا ایک جمِ غفیر ہوتا ہے کہ ہر ایک بابا حضور رحمۃ اللہ علیہ کی محبت میں سمندر کی تلاطم خیز موجوں کی طرح اُمڈ آیا ہو۔ اور بابا حضور رحمۃ اللہ علیہ کا میں ادنیٰ غلام فرطِ عقیدت و مسرت سے اپنی آنکھوں کو آنسوؤں سے وضو کرانے میں مصروف تھا۔ روضہء مبارک عجیب وغریب منظر پیش کر رہا تھا۔ لیل ونہار، نور ونکہت میں ڈوبے ہوئے تھے۔ دل اَفزا ساعتیں، معتبر ومعطر تھیں۔ بادِ صبا وَجد میں تھی۔ پُررونق فضائیں رقص کُناں تھیں۔ اِس سے بڑھ کر حضرت بابا سید محمد تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کا جُود وکرم تمام حاضرین کو بلا اِمتیاز فیض یاب کر رہا تھا۔ کہیں پر دُرود وسَلام کے زَمزمے گونج رہے تھے۔ کہیں ذِکر اللہ اور ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محفلیں آراستہ تھیں اور کہیں عقیدت مند شعروں کی صورت میں اپنے جذبات کی ترجمانی کر رہے تھے۔ کہیں پر عشاق حضرات قوالیوں پر سَر دُھن رہے تھے۔ مجھ پر ایسے حقائق منکشف ہوئے کہ جنہیں بیان کرنے کیلئے وہ اَدبی الفاظ نہیں مل رہے ہیں کہ جس کا حق ہے۔ لیکن اتنا ضرور عرض کروں گا کہ سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ صرف وَلیوں کے ہی تاج الاولیاء نہیں بلکہ مصیبت زدہ لوگوں کی مصیبت اور زَنگ آلودگی کو دور کر کے اُن پر نُور وعرفان کا تاج بھی سجاتے ہیں۔ دربار گوہر بار سے جو بھی وابستہ ہوا بس اُنہی کا ہو گیا اور بابا صاحب کے بچوں میں شامل ہو گیا۔ میں بھی ایسا ہی ایک غلام ہوں اور ایک بار پھر ملتمس ہوں کہ جلد دیدار نصیب ہو۔

اَپریل فُول کی حقیقت

(از: قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی عفی عنہ)

اَذکار کے پانچویں ایڈیشن کی دوبارہ تصحیح کر رہا تھا۔ پہلی اپریل ۲۰۰۸ء کو مکان سے باہر اپریل فول کا شور ہو رہا تھا۔ اِس پر مجھے اپریل فول کی حقیقت یاد آئی۔

یہ سَرزمین اُندلس (اِسپین) کے آخری مسلمان فرمانروا کی نظروں کے سامنے اُس کے ہم مذہبوں کی گردنیں کاٹی گئیں۔ مخالف فاتح فوج کے گھوڑے جب گلیوں سے گُزرتے تھے تو اُن کی ٹانگیں گھٹنوں گھٹنوں تک مسلمانوں کے خون میں ڈوبی ہوتی تھیں۔ اِس لئے مسلمانوں کے لئے یہ دِن غم منانے کا ہے کہ خوشی یہودی نصرانی مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنے کی مناتے ہیں۔ قارئین کے لئے پورا واقعہ پیش کر رہا ہوں:

اِسلامی فتوحات کا سلسلہ جاری تھا، مسلمان سرکارِ دوعالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پیغام اور اللہ تعالیٰ کا حکم پھیلانے کے لئے جزیرہ نما عرب سے نکل چکے تھے۔ اللہ کے یہ شیر دیکھتے ہی دیکھتے زمین کی وُسعتوں کو اپنے گھوڑوں کی ٹاپوں تلے روندتے چلے جا رہے تھے۔ اُن کے پاؤں افریقہ اور ایشیا کو فتح کرتے ہوئے یورپ تک جا پہنچے تھے۔ ایک طرف سے یہ مسلمان براستہ قسطنطنیہ (یعنی آج کے استنبول) اِٹلی تک جا پہنچے تھے۔ اور دوسری طرف سے چند سو مجاہدین کا لشکر لے کر مراکش سے عظیم عالمی جرنیل طارق بن زیاد اپنے نائب طریف بن مالک کے ہمراہ اُندلس (آج کے اسپین) میں داخل ہونے کے لئے نکل چکا تھا۔ جب یہ لوگ اسپین جانے کے لئے مراکش کے کِنارے پہنچے تو آگے ایک سمندری پٹی نے اُن کا راستہ روک لیا۔ جسے مجاہدین نے کشتیوں کے ذریعہ عبور کیا۔ جب وہ جبرالٹر (جبل طارق) کے مقام پر پہنچے تو عظیم اسلامی جرنیل طارق بن زیاد نے اپنی افواج

کوحکم دیا کہ وہ اپنی کشتیاں جلا دیں۔حکم ملنے کی دیر تھی کہ سپاہوں نے اپنے اَمیر کے حکم کے مطابق اُن کشتیوں کو آگ لگادی۔جو اُن کے مشکل وقت کی ساتھی بن سکتی تھیں۔

یہ منظر لاکھوں کی تعداد پر مشتمل دُشمن کا لشکر بھی دیکھ رہا تھا۔آسمان بھی صاف نظر آ رہا تھا۔اَب اُن سپاہیوں کے سامنے لاکھوں کا لشکر تیز دَھار تلواریں لئے ہوئے اور پیچھے ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر۔مگر یہ لوگ موت سے ڈَرنے والے کہاں تھے۔وہ تو شہادت کی تمنّا دلوں میں لئے اِس خطہ زمین پر اُترے تھے۔اُن کے سامنے صرف اور صرف دو راستے تھے۔یا تو شہادت کی موت۔ورنہ اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام۔یہی منشاء لئے ہوئے اپنی کشتیاں جلا رہے تھے۔پھر ٹھاٹھیں مارتی لہروں،نیلگوں آسمان اور کُفر تلے دَبی زَمین نے اللہ کے شیروں اور کُفر کے پہاڑوں کو آپس میں ٹکراتے دیکھا۔بالآخر اُندلس اِنہی چند سو مجاہدوں نے فتح کیا اور اللہ کی زمین پر اللہ کا بول بالا کیا۔سرزمین اُندلس پر کم وبیش آٹھ سو سال تک اللہ اکبر کی آوازیں گونجتی رہیں۔پھر ایک دن ایسا آیا کہ آخری مسلمان فرمانروا کی نظروں کے سامنے اُس کے ہم مذہبوں کی گردنیں کاٹی گئیں۔تاریخ بتاتی ہے کہ جب نصرانی افواج نے اُندلس کو دوبارہ فتح کیا تو اُس وقت اُندلس کی دَھرتی پر مسلمانوں کا اِتنا خون بہایا گیا کہ فاتح فوج کے گھوڑے جب گلیوں سے گزرتے تھے تو اُن کی ٹانگیں گھٹنوں گھٹنوں تک مسلمانوں کے خون میں ڈوبی ہوتی تھیں۔جب قابض افواج کو یقین ہوگیا کہ اَب مسلمان ختم کر دیئے گئے ہیں تو آخری مسلمان فرمانروا جو عیسائی افواج کے ہاتھوں گرفتار ہو چکا تھا۔اُسے فاتح نصرانیوں نے موقع دیا کہ وہ اپنے خاندان کے ساتھ واپس مراکش چلا جائے۔جہاں سے اُس کے آباؤ اجداد آئے تھے۔وہ شکست خوردہ نا اہل حکمران جب غرناطہ سے اپنے خاندان کے ہمراہ نکلا تو پریشان تھا،اِسے قابض فوج غرناطہ سے کوئی بیس کلومیٹر دور ایک پہاڑی پر چھوڑ کر واپس چلی گئی۔تو اُس نے اِس پہاڑی پر کھڑے ہوکر غرناطہ شہر پر ایک نظر ڈالی۔جب اُس کی نظریں الحمرا پر پڑیں تو اُس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔اُس وقت اُس کی ماں نے جو الفاظ ادا کئے وہ آج بھی تاریخ کا حصّہ ہیں:

’’جو لوگ مَردوں کی طرح اپنا دفاع نہیں کر سکتے،اُنہیں عورتوں کی طرح رونے کا بھی کوئی حق نہیں۔‘‘

جب عیسائی افواج مسلمان حکمرانوں کو اپنے ملک سے نکال چکیں تو پھر حکومتی جاسوس گلی گلی گھومتے رہے کہ کوئی مسلمان نظر آئے اُسے شہید کر دیا جائے۔لیکن جو مسلمان زندہ بچ گئے تھے وہ اپنے اپنے علاقہ چھوڑ کر دوسرے علاقوں میں چلے گئے۔اور وہاں جا کر اپنے گلوں میں صلیبیں ڈال لیں۔اور عیسائیوں جیسے نام رَکھ لئے۔اب اسپین (سابقہ اُندلس) میں بظاہر کوئی مسلمان نظر نہیں آ رہا تھا۔لیکن اَب بھی چند لوگ ایسے تھے جنہیں یہ یقین تھا کہ سارے مسلمان قتل نہیں ہوئے۔کچھ چھپ کر اور اپنی شناخت چھپا کر زندہ ہیں۔اِنہیں باہر نکالنے کی ترکیبیں سوچی جانے لگیں۔پورے ملک میں ایک منصوبہ پر تمام نصرانی متفق ہو گئے کہ مُنادی کرائی جائے لہٰذا پورے ملک میں مُنادی کی گئی کہ یکم اپریل کے دن تمام مسلمان غرناطہ میں اِکٹھے ہو جائیں۔کیونکہ اُنہیں اسپین سے اُن ممالک میں بھیج دیا جائیگا جہاں وہ جانا چاہیں۔اَب چونکہ ملک میں اَمن قائم ہو چکا ہے۔(بظاہر) اِس لئے ہم چاہتے ہیں کہ جہاں وہ جانا چاہتے ہیں وہاں بھیج دیا جائے۔

مارچ کے پورے مہینے اعلان ہوتے رہے۔الحمرا کے بڑے بڑے میدانوں میں خیمے نصب کر دیئے گئے۔جہاز آکر بندرگاہ پر لنگر انداز ہو گئے۔اور مسلمانوں کو ہر طریقے سے یقین دلایا گیا کہ اُنہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔وہ بے خوف ہوکر سامنے آ جائیں۔جب مسلمان کو یقین ہو گیا کہ اب ہمارے ساتھ ظلم نہیں ہوگا۔تو سب مسلمان غرناطہ میں اِکٹھے ہونا شروع ہو گئے۔اس طرح حکومتی سطح پر تمام مسلمان ایک جگہ اکٹھے کر لئے گئے۔اُن کی بڑی خاطر مدارت کی گئی۔آج سے کوئی پانچ سو سال قبل وہ یکم اپریل کا دن تھا۔جب تمام مسلمانوں کو بحری جہازوں میں بٹھا دیا گیا۔مسلمانوں کو اپنا وطن چھوڑتے ہوئے بڑی تکلیف ہو رہی تھی۔لیکن وہ اِس بات پر خوش تھے کہ چلو زندگی تو بچ گئی۔اِدھر عیسائی حکمران کے ایوانوں میں جشن کی تیاریاں عروج پر تھیں۔ملک کے حکمرانوں اور جرنیلوں نے اُن

مسلمانوں کو الوداع کیا اور جہاز وہاں سے چل دیئے۔ اِن مسلمانوں میں بوڑھے، مریض، نوجوان، خواتین اور بچے سب ہی شامل تھے۔ جب جہاز گہرے پانی میں چلے گئے تو منصوبہ بندی کے تحت اُن جہازوں کو ڈبو دیا گیا۔ تاکہ تمام مسلمان مَر جائیں۔ جہازوں کے ڈوبنے کی خبر ملنے پر اسپین میں جشن منایا گیا کہ ہم نے اپنے دشمنوں کو کس طرح بیوقوف بنا کر ختم کر دیا۔ پھر یہ دن اسپین سے نکل کر پورے یورپ میں عظیم فتح کا دن بن گیا اور اُسے انگریزی میں First April Fool (یعنی یکم اپریل کے بیوقوف) کا نام دیا گیا۔

آج بھی عیسائی دنیا میں اِس دن کی یاد بڑے اہتمام سے منائی جاتی ہے۔ اِس دن جھوٹ بول کر لوگوں کو بیوقوف بنایا جاتا ہے۔ اور پھر عیسائی لوگ اِس جھوٹ پر یقین کر لینے والے پر ہنستے ہیں۔

کس قدر اَفسوس کی بات ہے کہ آج اِس دن کی یاد مسلمانوں میں بھی منائی جاتی ہے۔ اور وہ مسلمان جو مغرب کی تقلید میں اَندھے ہو چکے ہیں۔ انہیں یہ بات جاننے کی بھی ضرورت نہیں ہے کہ آخر اِس دن کو منانے کی کیا وجوہات ہیں؟ کیا ہم بھی اپنے دشمنوں کے ساتھ اپنے ہی بُزرگوں کی روحوں کو تکلیف تو نہیں پہنچا رہے؟ ہمیں تو بس اس چیز سے سروکار ہے کہ ہم ہر وہ طریقہ اختیار کریں، جس سے مغرب والے ہمیں ترقی پسند سمجھیں۔ یہاں تک کہ یکم اپریل کو ہمارے بھائی بہنیں بے انتہا شوق سے اِس کام کو کر کے اپنے ہی بھائی بہنوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔

خدارا آنکھیں کھولیں اور نصرانیوں کے نقش قدم پر چلنے کی بجائے ہمارے بُزرگانِ دین اور اولیاء اللہ کے نقش قدم پر چلیں۔

☆☆☆

تعارف

الحاج مولانا سید فتح علی حیدری تاجی رحمۃ اللہ علیہ

محترم الحاج مولانا سید فتح علی صاحب حیدری قادری اشرفی تاجی رحمۃ اللہ علیہ کا غالباً ۱۹۵۰ء سے قاضی بابا سید امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق پیدا ہوا۔ اُس وقت سے حیدری صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ حضرت قاضی بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا روحانی بُزرگ سمجھ کر اُن کی آخری سانس تک خدمت کرتے رہے۔ رات بارہ بجے بھی اُن کو پیغام ملے کہ قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ یاد کر رہے ہیں تو اُسی وقت اپنے مکان تین ہٹی سے کھارادر آجاتے۔ رات پوری قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گُزارتے۔ بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تقریبات کو تمام زبانوں کے اخبارات میں باقاعدگی سے شائع کراتے رہے۔ والد صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے وِصال کے بعد میری پوری توجہ سے ہر طرح کی خدمت کی، بلکہ اکثر فرماتے کہ میاں صاحب میرے حشر کے ساتھی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وِصال کے بعد اُن کے صاحبزادے الحاج سید نظیر حسن حیدری قادری تاجی مجھ عاجز کا بے حد اَدب اور بے اِنتہا محبت کرتے ہیں اور اپنے والد کی ڈیوٹی اخبارات میں تمام پروگرام اور سوانح وغیرہ شائع کراتے ہیں۔ حیدری صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں ایک خصوصی بات یہ تھی کہ وہ لوگوں کو مدعو کرتے تھے اور بار بار کرتے تھے۔ اُن کے نہیں آنے کے باوجود کوئی شکایت اُن سے نہیں کرتے تھے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے اُن کا فیض جاری وساری رکھے۔ آمین

(قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ)

☆☆☆



حاجی غلام فرید صابری قوال سجادہ نشین کی دست بوسی کررہے ہیں
ساتھ میں سید فتح علی حیدری قادری تاجی ۔ کرنل آفتاب صاحب اور دیگر تشریف فرما ہیں



سالانہ عرس مبارک حضرت قاضی بابا سیّد امجد علی شاہ تاجی کے موقعہ پر کنارے پر قمر تاجی کے دونوں صاحبزادے
اریب اور فیضان تاجی ۔ سیّد نظیر حسن حیدری ۔ سجادہ نشین میر محمّد تاجی ۔ شاہد علی تاجی ۔

اَز طرف: الحاج مولانا سید فتح علی حیدری قادری اشرفی تاجی

بسائے دیدہ و دِل میں محبت تاج باباؒ کی
تو پھر دیکھے کوئی چشم عنایت تاج باباؒ کی

زمانہ ہوگیا مجبور اُس جانب توجہ پر
بہت ممنون ہے شانِ ولایت تاج باباؒ کی

اُنہیں پھر گردشِ اَفلاک سے کھٹکا نہیں رہتا
جنہیں مِل جائے دنیا میں قیادت تاج باباؒ کی

یہاں تو ہر دَم نُور کے جلوے ہی جلوے ہیں
کہاں پر کھینچ لائی ہے عقیدت تاج باباؒ کی

خیال ماسِوا کی فکر اُن کو ہو نہیں سکتی
بسی ہو ذہن میں جن کے محبت تاج باباؒ کی

تیرے دَر پر جو آئے کامیاب و کامراں لوٹے
کہ یہ بھی ہے اِک اَدنیٰ سی کرامت تاج باباؒ کی

جب ہی تو حلقہ خاصانِ حق میں ہوگئے شامل
خدا کو بھی پسند آئی عبادت تاج باباؒ کی

ملے جو عظمت کونین بھی اُس پہ تصدق ہے
بہت سادہ بڑی سچی طریقت تاج باباؒ کی

فیض تاج باباؒ آگئی اَشعار خوشتر میں
فصاحت تاج باباؒ کی بلاغت تاج باباؒ کی

☆☆☆



درمیان میں سجادہ نشین محمد علی تاجی۔ان کے داہنی طرف مقبول احمد تاجی۔دیگر شرکاء آخر میں
محمد اسمٰعیل ناگپوری۔بائیں جانب انصاری صاحب مرحوم۔نقوی صاحب نیشنل بینک۔
سرور رانا۔ہمایوں تاجی۔ستادہ حاجی عثمان صاحب۔ان کے قریب بیٹھے ہوئے شمس الحسن تاجی۔



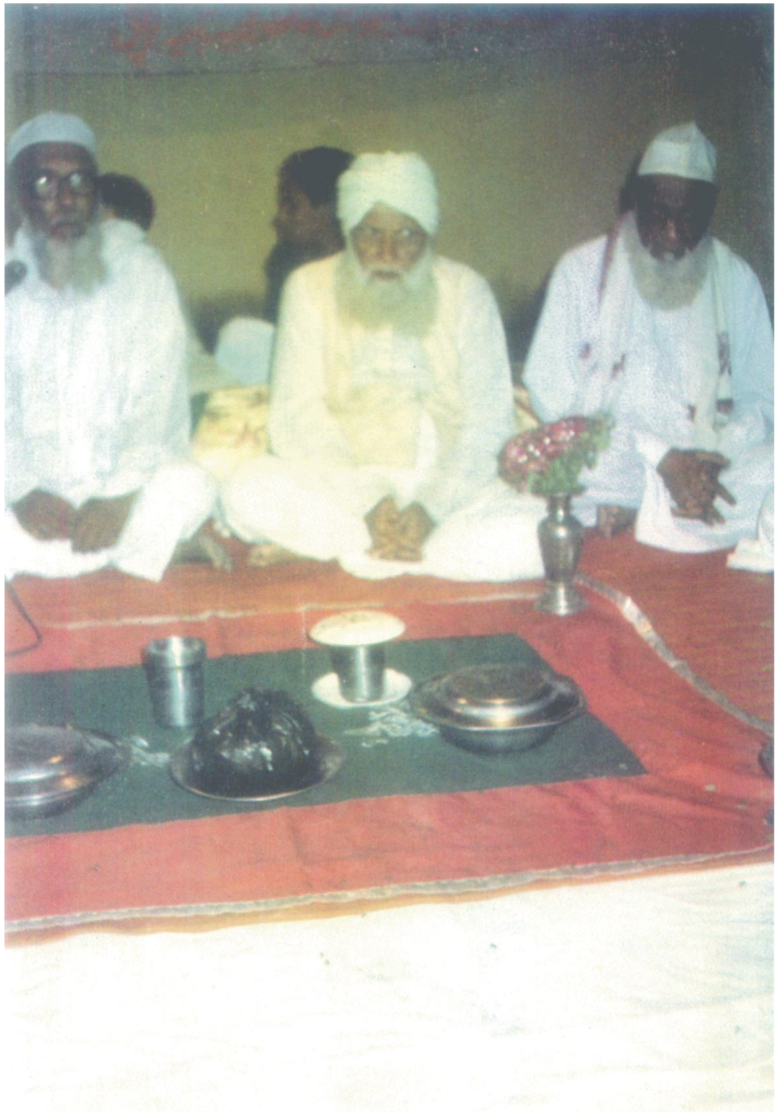
حاجی غلام فرید صابری۔حاجی مقبول صابری۔اور ہمنوا اپنا کلام سنارہے ہیں۔ان کے سامنے دائیں
جانب قاضی خورشید رجسٹرار ہومیو کونسل۔ان کے سامنے حاجی وقار احمد جعفری و ڈاکٹر غلام سرور منگی۔



شبّیر قائم خانی صاحب وزیر سیاحت وثقافت کے ہمراہ شاہد علی تاجی۔ارشد عثمانی۔
وجاہت علی تاجی اور سیّد نظیر حسن حیدری۔



حسین ہارون صاحب اسپیکر سندھ اسمبلی پہلی اشاعت
اذ کارتاج الاولیاء کی رونمائی کے لئے جارہے ہیں



سجّادہ نشین میر محمّد علی تاجی ۔ حاجی تقی بیگ صاحب رحمانی تاجی مرحوم
حاجی شیخ محمد رحمانی مرحوم نذر و نیاز پیش کی جارہی ہے۔



۱۵ ویں شریف میں فیاض الدین تاجی کے مکان پر سید مناظر عالم تاجی ۔
سید مختار احمد ۔ علامہ نعیمی صاحب ۔ فیاض الدین تاجی ۔ سجادہ نشین میر محمّد تاجی ۔



فہیم نیازی نعت خواں ۔ آصف دستگیر تاجی ۔ فہیم نیازی کے بھائی مائک پر
عرفان احمد ۔ کلیم تاجی ۔ ریحان قریشی نعت خواں ۔

صاحبِ عزت و عظمت تاج الاولیاء حضرت سید محمد تاج الدین ناگپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ۱۴۴/ویں جشنِ یوم ولادت، منعقدہ ۱۵/رجب المرجب ۱۴۲۱ھ بمطابق ۱۴/اکتوبر ۲۰۰۰ء کی محفل پاک میں تین قطعاتِ مبارکہ مکرّم و محترم حضرت میاں قاضی محمد علی شاہ تاجی کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

گر قبول اُفتد زَہے عزّ و شرف

حشر تک باقی رہے گی یادِ تاج اولیاءؒ کیونکہ ہر تاجی ہے خود اولادِ تاج الاولیاءؒ
تاج ور آنکھیں بچھاتے ہیں نظامیؔ شوق سے کیا حسین ہے محفلِ میلادِ تاج الاولیاءؒ

بزمِ دل کا سِراج ہیں بابا کیسے روشن مزاج ہیں بابا
تاجداروں ہی کے نہیں سَر تاج تاجیوں کے بھی تاج ہیں بابا

جانشین ہیں حضور باباؒ کے امجدیت کی اَمجدی بھی ہے
اے نظامیؔ وہ نام ہے جس میں خود محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) بھی ہے علیؑ بھی ہے

پیش کنندہ: حقیر ترین آفتاب نظامی دہلوی

برادرخورد: حکیم سید امین الدین احمد قادری (لاہور)۔ وگدائے آستانہ شاہِ انصار الٰہ آبادی (کراچی)

☆☆☆☆☆

صدرِ محفل حضرت صوفی شاہ محمد علی تاجی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کی ہم جلیسی کا شرف حاصل ہونے پر یہ قطعہ موزوں ہوگیا:

محبوب سے مُحِب کا تعلق ہے لازمی
بلبل کو دیکھئے ہے شگفتہ کلی کے ساتھ
لکھیں نہ کیوں فرشتے ہمیں عارفین میں
بیٹھے ہیں آج ہم بھی محمد علیؒ کے ساتھ

عقیدت کیش: قاری سیّد حبیب اللہ حبیب۔ فون نمبر: 4977075



درمیان میں سجادہ نشین دعا مانگ رہے ہیں۔ سیدھی طرف سید انعام الحق تاجی۔ برابر ظفر علی تاجی۔ ان کی پشت پر شاہد نعت خواں۔ رمضان تاجی۔ بائیں طرف نیاز محمد خان۔ مسعود شاہ تاجی۔ جمن تاجی۔ عزیز تاجی۔

درِ شانِ قطب مدارِ عالم

دنیا میرے باباؒ کی، عقبیٰ میرے باباؒ کا
بٹتا ہے دو عالم میں صدقہ میرے باباؒ کا
کعبہ میں نظر آیا جلوہ میرے باباؒ کا
اُٹھتا ہے مدینہ میں پردہ میرے باباؒ کا
اللہ نظر دے دے تم کو بھی نظر آئے
اللہ کا جلوہ ہے جلوہ میرے باباؒ کا
یہ نورِ نبیؐ بھی ہیں یہ شانِ علیؓ بھی ہیں
زہرہؓ کا گھرانہ ہے میرے باباؒ کا
نبیوں میں رسولوں میں ولیوں میں اماموں میں
کس پیار سے ہوتا ہے چرچا میرے باباؒ کا
ہم منگتوں کی جھولی میں پھر کیسے کمی آئے
ہے دست محمدؐ سے دینا میرے باباؒ کا
جس سوکھی زمین پر ہم پل بھر کے لیے ٹھہرے
لہرا کے وہیں بادل برسا میرے باباؒ کا
ہیں تاج بہ سَر جتنے دیوانے ہیں باباؒ کے
اچھا ہے رہے سَر میں سودا میرے باباؒ کا
فیاضؔ وہ جب آئے صلوٰۃ کی گونج اُٹھی
تصویرِ محمدؐ ہے نقشہ میرے باباؒ کا
فیاضؔ مجھے جس نے دیوانہ بنا ڈالا
وہ جذب ہے لاثانی پیارا میرے باباؒ کا

نذرانۂ کلام: غلامِ بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ۔۔۔سید فیاضؔ ہاشمی تاجی اویسی



تبرکات سرکار تاج الاولیاء
تعلین مبارک۔ دو جبہ مبارک۔ چپّل۔ دندان مبارک۔ اور ریش مبارک کے چند بال۔

سجدوں کے لئے کیوں میری بے تاب جبیں ہے
ایسا تو نہیں کہ منزلِ مقصود یہیں ہے

نذرانہ: خورشید آراء (بیگم نواب صدیق علی خان مرحوم)

مرحبا اے تاج والے مرحبا　　آپ ہیں لاریب تاج الاولیاء
آپ نے اے آفتابِ اَصفیا　　خطہ سی پی منور کر دیا
مرحبا اے تاج والے مرحبا

آپ کے اوجِ ولایت کی قسم　　آپ کی شانِ کرامت کی قسم
آپ کے حسن صداقت کی قسم　　آپ سے عرفان کا رُتبہ بڑھ گیا
مرحبا اے تاج والے مرحبا

اے فنائے حُب رب العالمین　　محرم الیقین، عین الیقین
عاشق بے تاب ختم المرسلین　　خود کو کھوکر معرفت کو پالیا
مرحبا اے تاج والے مرحبا

فیض کے دریا کا دھارا آپ ہیں　　امن و راحت کا کنارا آپ ہیں
بے سہاروں کا سہارا آپ ہیں　　خاک در تاثیر میں خاک شفا
مرحبا اے تاج والے مرحبا

آپ کے قدموں سے واکی رشک طور　　مرکز برکات و رحمت ناگپور
اس کی صبح و شام میں کیف و سرور　　اِک سکون خاص میں ڈوبی فضا
مرحبا اے تاج والے مرحبا

وقت نے گرچہ کیا ہم کو جدا　　آپ کے دربار سے واحسرتا
آپ کا لیکن تصور ہے سدا　　ہم نشین صدیقؔ اور خورشیدؔ کا
مرحبا اے تاج والے مرحبا

☆☆☆

ترتیب وپیشکش (اذکار تاج الاولیاء)

از: غلامِ غلامانِ تاج الاولیاء
قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی

تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ جس نے کائنات کا خُوب ترین نظام رَکھا۔ زمینوں اور آسمانوں کو پیدا فرمایا، اور بادلوں سے پانی بَرسایا، اَناج اور پودے پیدا فرمائے۔ روزی اور خوراک مقرر کردی۔ اور نیک کاموں پر اَجر عطا فرمایا۔ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام ہو جو واضح معجزات لے کر تشریف لائے۔ جن کے نُور سے کائنات وجود پذیر ہوئی۔

یہ عاجز تاجی (قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی عفی عنہ) ایک بات قارئین پر واضح کرنا چاہتا ہے کہ حضرت کریم بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ (سجادہ نشین و ایڈمنسٹریٹر دربار تاج الاولیاء ناگپور) ۱۹۸۱ءعُرس میں کراچی تشریف لائے۔ اور پورے چار ماہ دربار تاج الاولیاء قصبہ کالونی میں قیام فرمایا۔ بے شمار اَفراد نے آپ سے روحانی وجسمانی فیض حاصل کیا۔ آپ نے یہ محسوس کیا کہ پاکستان میں سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح کی بے حد ضرورت ہے۔ ہندوستان میں آپ نے سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح پر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بچوں میں سب سے زیادہ کام کیا۔ ہندی اور اردو میں ''تاج مُراری'' شائع کیں۔ یہاں آکر مجھ سے فرمایا:

''تمہارے والد صاحب قبلہ (قاضی سید امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ) نے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر کافی لکھ رَکھا ہے اور میں ''تاج مُراری'' دے رہا ہوں۔ تم بحیثیت میرے پیر بھائی اور سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے ادنیٰ غلام کی حیثیت سے اِس کو ترتیب دے کر مزید حالات شامل کر کے سوانح شائع کرو۔''

میں نے عرض کیا: ''میں بے پڑھا لکھا عاجز تالیف وتصنیف سے بالکل ناواقف، کچھ

بھی نہیں کرسکتا۔''

آپ نے فرمایا: ''یہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے تمہاری ڈیوٹی لگائی جارہی ہے۔ وہی لکھوائیں گے اور وہی شائع کرائیں گے۔''

یہ سُن کر والد صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے تحریر کردہ الفاظ یاد آئے۔ ایسی ہستی کی تعریف وتوصیف یا اُن کے اِرشادات گرامی کا مفہوم ومطلب بغیر اُن کی تائید کے سمجھنا یا سمجھانا کسی بشر کا کام نہیں۔ کریم بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ نے بھی یہی کہا وہی سب کچھ کریں گے۔

چنانچہ میں نے والد صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے قلمی نسخہ کی کاپی اور کریم بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ''تاج مُراری'' ایک پریس میں کتابت کے لئے کتاب کا معاوضہ طے کرکے دی۔ ایک سال وہ گھماتے رہے، مسودہ گُم کردیا۔ پریشان ہوگیا۔ اِدھر تقاضہء کریم بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ حضرات نے ساڑھے دس ہزار روپے نذر کئے تھے۔ اُن کے بھی تقاضے سے تنگ آکر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کمرہ میں بیٹھ گیا اور عرض کیا: اَب میرے ہاتھ میں قلم دے کر لکھوائیں۔

چناچہ تین ماہ میں پانچ سو صفحات لکھوائے اور اُس کا پہلا ایڈیشن شائع ہوگیا۔ پھر دوسرا، تیسرا، چوتھا اور پانچواں بھی شائع ہوا اور مخلوق تک پہنچ گیا۔ اَب سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے کرم سے چھٹا ایڈیشن شائع کیا جارہا ہے (جس میں تحریر شامل ہوئی)۔ ہر ایڈیشن مخلوق نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اور بے شمار حضرات وخواتین نے ذاتی طور پر اور خطوط کے ذریعہ کتاب کی تعریف میں لکھا کہ ہمارے وِرد میں مستقل ہے۔ دل بھرتا ہی نہیں۔ جب تک روزانہ دوچار وَرق نہ پڑھ لیں، نیند نہیں آتی وغیرہ۔

اَب تو یہ عاجز اُن خطوط اور ذاتی طور پر تبصرہ سننے کے بعد یہ واضح کرنا چاہتا ہے کہ یہ نادر روزگار تصنیف نے بے شمار ویران دِلوں کو بہاریں بخشیں۔ کتنے ہی انسانوں کو زندگی کے بُلند تموج ترین مقاصد اور شرفِ انسانیت سے روشناس کرایا۔ اور اُن پر کُنْ فَیَکُوْن کی حقیقت اور مآل (معنی: انجام، خاتمہ) کو اِس طرح آشکار کیا ہے کہ اُن کی زندگیوں میں ناقابل تصور حد تک انقلاب زیروبم کا تموج پیدا ہوا ہے۔ یہ کتاب کیا ہے، علم وحکمت کا

ایک خزینہ ہے۔ اِس پر عمل کرکے اِنسان اِنسانیت کی معراج تک پہنچ سکتا ہے۔ اِس کے مطالعہ سے اَخلاقِ رَذِیلہ سے نفرت اور اعلیٰ اَخلاق سے رُغبت پیدا ہوتی ہے اور فکر ونظر کی گہرائیوں میں اِنقلاب کروٹیں لینے لگتا ہے۔ دل خشیت الٰہی سے معمور ہوتا ہے۔ عبادت و ریاضت کی ترغیب ملتی ہے اور اُن تمام اوصافِ حمیدہ اور اعمالِ حسنہ کی طرف رہنمائی ہوتی ہے جو مقصودِ انسانیت ہیں۔ اِصلاح احوال کے لئے اگر کوئی خدا کا بندہ یہ چاہے کہ وہ کُبر و نخوت، حسد وبغض، دیگر افعالِ قبیحہ اور اَخلاقِ رَذِیلہ سے نجات حاصل کرلے تو یہ نادرالوجود تصنیف ایک مشفق اور باخبر رہنما کی طرح ہر ہر قدم پر رہنمائی کرتی ہے۔ راستے کی خطرناک گھاٹیوں، خاردار جھاڑیوں، بادِسموم کے تندوتیز تھپیڑوں اور دامن اَخلاق کو تارتار کرنے والے خارداروں سے محفوظ ومامون منزلِ مُراد تک پہنچاتی ہے۔

اگر یہ شوق ہو کہ ذکر الٰہی سے ویران دِل کو معمور کیا جائے، عبادت وریاضت کے ذریعہ رضائے الٰہی حاصل کرنے کا جذبہ دامن گیر ہو، دنیا وآخرت کے سنوارنے کی فکر ہو، تو اِس شرط کے ساتھ

لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ○

(سورۂ ق۔آیت 37)

ترجمہ: اِس کے لیے جو دِل رَکھتا ہو یا کان لگائے اور متوجہ ہو۔

یقینی طور پر وہ اِس کتاب کو رہبر پائیگا۔ یہ عاجز تاجی اپنی علمی بے بضاعتی سے خوب آگاہ ہے۔ پھر ایک بار یہ عرض کرتا چلوں کہ قلم میرے ہاتھ میں دے کر لکھوایا ہے۔ ظاہر ہے جنہوں نے لکھوایا ہے وہ قطب مدارِ عالم ہیں۔

بارگاہِ رب العزت میں دعا ہے کہ بلکہ اِس غلام کی دُعا میں صرف اور صرف میرے قبلہ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قلبی دُعا کی وجہ سے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی شرفِ قبولیت بخشی۔

اَب یہ درخواست ہے کہ اِس تصنیف کو میرے لئے والدین اور جملہ اہل خانہ کے لئے باعثِ نجات بنادے۔ اِس عاجز نے جن جن حضرات وخواتین کو سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے دامن سے وابستہ کیا ہے، اُن میں جن کو خلافت اجازت دی ہے، سب کو سچا پکّا تاجی

بنادے۔ آگے جو سلسلہ چلا رہے ہیں یا چلائیں گے سرکار رحمۃ اللہ علیہ اُن سب کے قلوب کو نُور سے منور فرمادیں اور سلسلہ کو وسیع سے وسیع تر فرمادیں اور میرے آقا و مولا حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فیض تا قیامِ قیامت جاری رہے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

خصوصی طور پر اِس کتاب کی اشاعت پر جن حضرات وخواتین نے دَامے دَرمے قدمے سخنے حصہ لیا ہے۔ اُن سب کو میرے آقا رحمۃ اللہ علیہ دینی و دنیا دولت عزت شہرت صحت سے نوازیں۔ آمین۔

غلام رسول چوہان صاحب جن کا مضمون صفحہ ۹۷ پر ہے، سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کی عقیدت کی وجہ سے بے حد نوازا اور اُن کی یہ خواہش بھی پوری کی کہ سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی مختلف شبیہہ مبارک اِس ایڈیشن میں شائع ہوگئیں۔

اِس عاجز نے جن حضرات کو سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے دامن سے وابستہ کرکے اِجازت وخلافت عطا کی گئی۔ اُن کے اسماء گرامی مخلوق کو رجوع کرنے کے لئے پیش کر رہا ہوں۔ پچھلے ایڈیشن میں بھی پیش کئے تھے۔

کراچی:

ا۔ محمد حسن خان محمدی تاجی ۲۔ پروفیسر احمد علی سیّد محمدی تاجی رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ سیّد شمس الحسن محمدی تاجی ۴۔ حاجی مقبول احمد محمدی تاجی

۵۔ حاجی محمد صادق فاروقی محمدی تاجی ۶۔ فیاض الدین محمدی تاجی

۷۔ رمضان علی محمدی تاجی ۸۔ علامہ ڈاکٹر محمد خالد صدیقی قادری محمدی تاجی

۹۔ نوشاد محمدی تاجی ۱۰۔ تمیز الدین محمدی تاجی

۱۱۔ خالد خان محمدی تاجی

(اور میرے چھ صاحبزادے) یعنی قاضی سید ظفر علی شاہ تاجی، سید غضنفر علی تاجی، سید عارف علی تاجی، سید شاہد علی تاجی، سید قمر علی تاجی اور سید اطہر علی تاجی۔

اندرونِ سندھ:

ا۔ گل محمد منگی محمدی تاجی (پھولجی اسٹیشن، ضلع دادو)

پنجاب:

ا۔ چودھری محمد یٰسین محمدی تاجی رحمۃ اللہ علیہ (معشوق تاج الاولیاء) لاہور

۲۔ حاجی شمس الدین محمدی تاجی (شیخوپورہ) ۳۔ حفیظ اللہ محمدی تاجی (لاہور)

۴۔ چودھری شوکت علی محمدی تاجی ۵۔ مسعود احمد رضا محمدی تاجی (لاہور)

۶۔ ثاقب محمدی تاجی (لاہور)

۷۔ سیّد علی حسین تاجی (کوٹلی میانی، تحصیل مُریدکے، ضلع شیخوپورہ)

گجرات:

ا۔ سیّد گل حسین محمدی تاجی ۲۔ سید اعجاز حسین محمدی تاجی

راولپنڈی:

ا۔ حافظ محمد صدیق محمدی تاجی

پشاور:

ا۔ حبیب سرحدی محمدی تاجی ۲۔ فاطمہ غزالہ اورکزئی محمدی تاجی

آزاد کشمیر مظفر آباد:

ا۔ سیّد نظام الدین قادری محمدی تاجی ۲۔ میاں محمد شفیع قادری محمدی تاجی

۳۔ فاروق حسین کاشمیری محمدی تاجی

۴۔ مقبول حسین محمدی تاجی (ریٹائرڈ: ایڈووکیٹ جنرل آزاد کشمیر)

مٹہ چارسدہ:

سیّد محمود علی ہاشمی قادری چشتی محمدی تاجی (محلّہ چشتی آباد، مقام وڈا کخانہ مٹہ، مغول خیل،



حضرت سیّد گل حسین شاہ محمّدی تاجیؒ عرف شاہ بابا تاجیؒ

ضلع چہارسدہ)

بے حد افسوس کے ساتھ اِن خلفاء کے نام شائع کر رہا ہوں، جو اِس دنیائے فانی سے رخصت ہو گئے ہیں۔ اُن میں ایک لاہور کے چودھری یٰسین تاجی (معشوقِ تاج الاولیاء) پر بعد وصال کرم اور سیّد گل حسین شاہ تاجی پر خصوصی کرم کا مختصر جائزہ پیش کر رہا ہوں۔

بے حد افسوس کے ساتھ سلسلہء قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ کے دو کامل بُزرگ دنیائے فانی سے رخصت ہو گئے اور اپنی ظاہری زندگی سے زیادہ مخلوق کو فیض پہنچا رہے ہیں۔ اُن میں حضرت الحاج شاہ اَنصار الہٰ آبادی جو اِس دور کے ولی کامل تھے اور دوسرے حضرت الحاج غلام مصطفیٰ خان صاحب نقشبندی، آپ بھی وَلی کامل تھے۔ دونوں کے بے شمار مُریدین ہیں۔ دونوں بُزرگوں کو حضرت بابا سیّد محمد تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ سے بے حد عقیدت تھی۔ دونوں کے بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر تبصرے اذکار تاج الاولیاء میں بھی موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ اِن دونوں کا فیض تا قیامِ قیامت جاری رکھے۔ آمین

مجھے بے حد اَفسوس ہے کہ سلسلہ محمدی تاجی کے آٹھ خلفاء دنیا سے رخصت ہو گئے۔ جن میں چودھری محمد یٰسین تاجی رحمۃ اللہ علیہ جن کے متعلق سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی چاہت کا اظہار کیا تو میں نے اُن کو معشوقِ تاج الاولیاء کا خطاب دیا تھا۔ جس پر لاہور اور کراچی کے لوگوں نے مجھ پر بے حد کیچڑ اُچھالا تھا۔ لیکن میرے آقا نے اُن کے وصال کے فوراً بعد خود تشریف لا کر اُن کی اہلیہ کلثوم بٹیا جو غم سے بے حد نڈھال تھیں اور رو رہی تھیں، اُن سے فرمایا:

''کیوں روتی ہے، اِسے میں بہت چاہتا تھا، اِس لئے اِس کو لے جا رہا ہوں۔''

اِس پر بٹیا نے عرض کیا: ''میرا کیا ہوگا۔''

فرمایا: ''تو پریشان نہ ہو سب ٹھیک ہو جائیگا۔'' اَب کلثوم بٹیا کا بھی انتقال ہو گیا ہے۔ اُن کو بھی اللہ تعالیٰ اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عنایت فرمائے اور معشوق تاج الاولیاء کا فیض جاری رہے۔ آمین

دوسرے سیّد گل حسین شاہ محمدی تاجی رحمۃ اللہ علیہ جن کا وصال 2008ء/ ۱۴۲۹ھ عین ۲۶ محرم الحرام کو ہوا۔ اُن کے وصال کے واقعات میں نے اُن کے صاحبزادے سے منگوا کر

اُن کے چہلم پر شائع کئے تھے۔ اُسے اختصار کے ساتھ اذکار میں شائع کر رہا ہوں۔ ۵ فروری ۲۰۰۹ء کو اُن کے صاحبزادے نے اُن کے عُرس کا اہتمام کیا تھا۔ جسے چاند کی تاریخ کے حساب سے کرنا چاہئے تھا، اِس لئے کہ تمام بُزرگوں کے اُعراس چاند کی تاریخ کے حساب سے ہی ہوئے ہیں۔ بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کا عُرس مبارک ۲۱ محرم سے ۲۹ محرم تک جاری رہتا ہے۔ اِن تاریخوں میں سے کسی تاریخ میں کرنا چاہئے تھا۔

مختصر حالات وواقعات (وقتِ وصال):

حضرت قبلہ، پیر و مرشد میر محمد تاجی کے حکم پر حضرت قبلہ کے وصال سے دو روز قبل کی کیفیت اور وِصال کے وقت کی کیفیت بھی شائع کر رہا ہوں۔ سلسلہ عالیہ محمدیہ تاجیہ کی بیعت کے ساتھ میرے والد قبلہ، شاہ بابا محمدی تاجی رحمۃ اللہ علیہ کو پیر و مرشد حضرت میر محمد تاجی سے لاہور کی ایک تقریب میں شرفِ نیاز حاصل ہوا۔ اُس کے بعد قبلہ شاہ بابا محمدی تاجی رحمۃ اللہ علیہ حضرت قاضی بابا سیّد امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عُرس ۱۵ ربیع الثانی ۱۴۱۹ھ بمطابق ۱۹۹۸ء کو اِس تقریب سعید میں شرکت کے لئے دربارِ تاج الاولیاء کراچی میں حاضر ہوئے، اور پیر و مرشد حضرت میر محمد تاجی سے بیعت حاصل کر کے سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دامن سے وابستہ ہوئے۔ بعدہٗ سلسلہ عالیہ تاجیہ کی اجازت خلافت سے بھی قبلہ، پیر و مرشد نے نوازا۔ اِن ۹ سالوں میں آپ نے بے شمار خواتین وحضرات کو سلسلہ عالیہ تاجیہ میں داخل کیا۔ سلسلہ عالیہ تاجیہ کی بے حد خدمت کی اور اپنے پیر و مرشد کے بے حد محبوب رہے۔ حضرت کے پیر و مرشد ہر سال ۱۵ ربیع الاوّل کو معین الدین پور اعجاز تاجیہ میں تشریف لاتے اور اپنے دستِ مبارک سے پرچم کشائی فرماتے۔ قبلہ پیر و مرشد نے ماہانہ نذر و نیاز کے لئے ہر ماہ کی ۱۵ تاریخ بھی عطا کی تھی۔ حضرت اپنے قبلہ، پیر و مرشد کی آمد کی خبر پر لاہور پہنچ جاتے اور کئی روز لاہور میں ساتھ قیام کر کے پیر و مرشد کو ساتھ لے کر معین الدین پور اعجاز تاجیہ لاتے اور بے حد خدمت کرتے تھے۔ حضرت قبلہ، پیر و مرشد کو کم از کم ۵۔۷ روز معین الدین پور میں رکھ کر اپنے مُریدین ومعتقدین جو دیگر علاقوں میں قیام فرما ہوتے۔ وہاں ساتھ لے جا کر اُن سب کو بھی فیضِ تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے مستفیض فرماتے۔ ہر سال دربارِ تاجُ الاولیاء

کراچی میں ’’حضرت بابا سیّد محمد تاجُ الدین رحمۃ اللہ علیہ‘‘ کے سالانہ عُرس مبارک میں حاضری دیتے۔ اسہال طبیعت کی خرابی کی وجہ سے پیر و مرشد سے معذرت طلب کی کہ حاضر نہ ہو سکوں گا۔ آپ کو اس کی اجازت بھی مل گئی۔ آپ اپنے مرشد سے فون پر اکثر رابطہ رکھتے تھے، وصال سے ایک دو روز پہلے بھی کافی دیر تک بات کی۔ مجھ غلام کو اپنی زندگی میں ہی بیعت کرایا۔

وقتِ وِصال:

والد صاحب قبلہ کا حال، وصال سے دو روز قبل جو رہا ہے، وہ بیان کرتا ہوں۔ سب سے پہلے تو اُنہوں نے جو رقم اُن کے پاس محفوظ تھی۔ اس کی تفصیل اور رقم میرے حوالے کی، ساتھ میں کاغذ پر لکھ کر کچھ رقم دی کہ یہ مسجد کی رقم ہے۔ پھر دوسرے کاغذ پر لکھ کر کچھ رقم دی کہ یہ عیدگاہ کی رقم ہے اور بعد کچھ رقم دی کہ یہ میری رقم ہے۔ ۲۴ محرم الحرام کی رات میں ۲ بجے کے قریب جاگ رہا تھا۔ ان کی طبیعت زیادہ ہی خراب تھی کہ میں نے اُن کو کہتے سُنا کہ حضرت قبلہ بابا سیّد تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ سرکار تشریف لائے ہیں۔ آپ کے ہمراہ حضرت قاضی سیّد امجد علی شاہ تاجی اور قاضی بابا تاجی (میر محمد تاجی) اور معشوقِ تاج الاولیاء بھی ساتھ ہیں۔ اور آج ۲۴ محرم الحرام اتوار ہے اور ۲۵ محرم الحرام کو سوموار ہوگا۔ ۲۶ محرام الحرام ۱۴۲۹ھ عین عُرس کا دن منگل کا ہوگا۔ یہ عُرس کا خاص دن ہوگا۔ اس کے بعد خاموش ہوگئے۔ ۲۵ محرم الحرام کو بھی لوگوں سے ملتے جلتے رہے اور دعائیں دیتے رہے۔ ۲۶ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ کو فجر کی نماز سے قبل ہی ختم شریف کے لئے حکم دیتے رہے۔ اس وقت میں والد صاحب کے بالکل قریب تھا، ایک دم اُٹھ کر جھکے پھر لیٹ گئے۔ دوسری بار بھی ایسا ہی کیا، دوسری بار لیٹنے سے پہلے مجھ پر دَم کیا، میری اہلیہ اور بچوں اور گھر کے ہر فرد پر دَم کیا۔ پھر نمازِ فجر ادا کی، اُنگلیوں پر کچھ پڑھتے رہے۔ اپنی جرسی اُتروائی کہ اِسے اُتار دو۔ بعد میں مولوی صاحب کو اُتارنے میں تکلیف ہوگی۔ اشراق کی نماز ادا کر کے کلمہ شریف کا وِرد شروع کیا۔ یہ ۸:۳۰ بجے سے ۸:۵۰ تک جاری رہا۔ اسی حالت میں لیٹے اور خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

سیّد گل حسین شاہ محمدی تاجی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک بہت ہی عزیز مُرید کے ہمراہ سیّد حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر گئے تھے۔ان بُزرگ کے مزار پر چھت ہے، گنبد نہیں ہے۔اس کو دکھا کر سیّد گل حسین شاہ محمدی تاجی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میرا بھی ایسا ہی بنانا، گنبد نہیں۔ وہ مُرید بہت نیک اور سچّے اور شاہ بابا محمدی تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے چہیتے بھی ہیں۔ انہوں نے اِس کا ذکر مجھ (میر محمد علی شاہ تاجی) سے کیا تھا۔ وہی میں نے چہلم میں اعلان کر دیا تھا۔ میں نے اپنی جانب سے کچھ نہیں کیا۔ وہ جانیں بابا جانیں۔ باقی پیر۔ پیر ہوتا ہے۔اس کی ہر بات تسلیم کرنا ضروری ہے۔صرف شریعت کے خلاف بات پر عمل نہ کرے تو پکڑ نہیں ہوگی۔آداب مُریدین میں غالباً میں نے بھی لکھا ہے کہ اگر مُرید کے دل میں پیر کے متعلق ذرا سی بھی بُرائی آئے تو اُسے پیر سے معافی کے ساتھ تجدید بیعت کر لینا چاہئے۔ ورنہ شیطان مسلط ہو جاتا ہے۔

دیگر خلفاء جو وصال کر گئے اُن میں:

کراچی: پروفیسر احمد علی سیّد محمدی تاجی۔ محمد حسن خان محمدی تاجی۔ حاجی محمد صادق فاروقی محمدی تاجی۔ رمضان علی محمدی تاجی

لاہور: چودھری محمد یٰسین محمدی تاجی (معشوق تاج الاولیاء)

شیخوپورہ: حاجی شمس الدین محمدی تاجی

پشاور: حبیب سرحدی محمدی تاجی

اللہ تعالیٰ اِن سب کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے درجات کو بُلند فرما کر فیض جاری فرمائے۔آمین

پشاور میں حبیب سرحدی تاجی کی صاحبزدی بٹیا اختر محل تاجی اور نواسی غزالہ تاجی سرکار کے بچوں کی خدمت کر رہی ہیں۔ لاہور میں معشوق تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی چودھری شوکت علی تاجی کو اجازت خلافت عطا کر دی ہے۔شوکت علی تاجی کو سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ خوب خوب نوازیں۔

☆☆☆

اَب اِس گھر میں تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے بچّے رہیں گے!

شیخ اسلم بھٹہ چوک بیدیاں روڈ کے مکان نمبر ۱۱۰ میں معہ اہل وعیال رہتے ہیں۔اُن کے بچّے بچّیاں شاہ بابا محمدی تاجی (سیّد گل حسین شاہ محمدی تاجی رحمۃ اللہ علیہ) سے بیعت ہیں۔اُن کا ایک صاحبزادہ حافظ ذیشان تاجی اور اُن کا ایک دوست حافظ عمران، شاہ بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ کی بے حد خدمت کرتے تھے۔ میں حسب معمول ربیع الاوّل کی ۱۵ تاریخ جو میں نے شاہ بابا محمدی تاجی رحمۃ اللہ علیہ کو دی تھی اور ہر سال میں اِس میں شریک ہوتا تھا۔ایک محفل میں شیخ اسلم بھی موجود تھے۔انہوں نے اپنے گھر کے اَثرات کا مجھے بتایا۔شاہ بابا محمدی تاجی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی عرض کیا کہ آپ اُن کے گھر جا کر اُن کو بھگا دیں۔ چنانچہ لاہور میں میں سردار منظور لغاری صاحب کے گھر ڈیفنس میں ایک دو روز رہتا تھا۔اُن کو فون کر کے بتایا کہ آ کر لے جائیں۔ چونکہ اہلیہ کو اور سردار صاحب کے گھر والوں کو بھی معلوم ہو گیا تھا کہ اسلم صاحب سے بے شمار رقم عاملوں نے لوٹی ہے بلکہ ایک عامل جب اُن کے گھر اَثرات کو بھگانے آیا تو اُس کی گردن توڑ کر ختم کر دیا گیا تھا۔اس لئے سختی سے مجھے سب منع کر رہے تھے جس کی وجہ سے میں پیچھے کے دروازہ سے رکشہ میں اسلم کے ساتھ اُن کے گھر پہنچ گیا۔اندر داخل ہونے سے پہلے مجھے حضرت جلال الدین کبیر اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ یاد آیا۔قاضی شہر نے بادشاہ سے کہہ کر اُن کو جنوں کا محل رہائش کے لئے دلوایا تو اُنہوں نے دو مُریدوں کو چابی دے کر بھیجا کہ تالا کھول کر ایک پیر اندر رَکھ کر کہنا کہ اَب یہاں جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ رہے گا، آپ چلے جائیں۔ چنانچہ اِس غلامِ تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی عرض کیا کہ اَب اِس مکان میں بابا رحمۃ اللہ علیہ کے بچّے رہیں گے آپ لوگ چلے جائیں۔کرم ہو گیا اور وہ سب بچّے سُکون سے رہ رہے ہیں۔ حافظ ذیشان تاجی مجھ عاجز سے بھی بے حد محبت کرتے ہیں۔اور رابطہ میں رہتے ہیں۔

تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنے نام کے ساتھ رہتا ہے!

سیّد علی حسین گل محمدی تاجی، سیّد گل حسین شاہ محمدی تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے مُرید خاص رہے ہیں۔ ۴ سال قبل میں حسب معمول ربیع الاوّل کے دورہ پر لاہور پہنچا تو سیّد گل حسین شاہ محمدی تاجی رحمۃ اللہ علیہ ریلوے اسٹیشن پر موجود تھے۔ اُن کے ہمراہ سیّد علی حسین گل محمدی تاجی بھی تھے۔ پہلی ہی نظر میں اُن کی اپنے پیر سے حقیقی محبت سمجھ میں آ گئی۔ یہ کوٹلی میانی میں قیام فرما ہیں اور گورنمنٹ اسکول میں پڑھاتے ہیں۔ یہ ہر ماہ اپنے پیر کی خدمت میں معین الدین پور گجرات جا کر حاضری دیتے ہیں۔ سیّد علی حسین شاہ محمدی تاجی سے محفل میں میری اُن سے ملاقات ہوئی۔ اِس طرح اُن سے مجھے بھی محبت ہوگئی۔ سیّد گل حسین شاہ بابا محمدی تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے چہلم پر بھی ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کوٹلی آنے کی دعوت دی۔ اس کے بعد میں کوٹلی گیا اور سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایماء پر اُن کو اجازت خلافت عطا کی۔ وہاں اُن کے گھر کے افراد کے علاوہ کافی لوگ سلسلہ میں داخل ہوئے۔ اُن سے رابطہ بڑھتا رہا۔ اُن کو بھی نقش، وظائف دینے اور پڑھنے کی اجازت کے ساتھ ایک کاپی میں معمولاتِ مخلوق کی خدمت کے لئے بھی لکھ کر دیئے۔ پھر اس سال ربیع الاوّل کے دورہ میں سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایماء پر اُن کے گاؤں معہ اُن کے گھر کو ”تاج نگر“ کا نام دیا گیا۔ اب وہ تاج نگر ہے اور پرچم بھی عطا کیا گیا۔ اذ کار تاج الاولیاء کے چھٹے ایڈیشن میں چند صفحات کا اضافہ ہو رہا تھا۔ ۳ صفحات کے مضمون دینا تھے۔ چنانچہ اور لوگوں کے علاوہ سیّد علی حسین گل محمدی تاجی سے بھی کہا۔ یہ بہت محتاط انسان ہیں۔ لیکن بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُن سے یہ کلمات کہلوا دیئے۔ وہ فرماتے ہیں: میرے پیر و مرشد حضرت گل حسین شاہ محمدی تاجی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ہر ماہ حاضری دیتا تھا۔ مجھ سے کچھ محبت کرنے والوں نے عرض

کیا کہ شاہ بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ اجازت خلافت لے لیں ہم آپ سے بیعت ہونا چاہتے ہیں۔ میں نے صاف انکار کیا کہ میں ہرگز نہیں کہوں گا ورنہ وہ یہ سمجھیں گے کہ ہر ماہ اِسی لئے حاضری دیتا ہے۔ اُن کے وصال کے بعد زیادہ پریشان ہوگیا۔ سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کر کے قاضی بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب رجوع ہوا۔ اُنہوں نے کرم فرما کر پچھلے سال مجھے خرقہ ءخلافت اور اجازت سے نوازا۔ اور کرم پر کرم ہو رہا ہے۔ اس کے بعد میرے دل میں خیال آیا کہ ایک دینی مدرسہ قائم کر کے اس جگہ کا نام تاج آباد رکھا جائے۔ چنانچہ سرکار بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کرم فرمایا اور حضرت قبلہ قاضی بابا تاجی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور ہم غلاموں کو یہ خوشخبری دی۔ اس کا بورڈ بنوایا کہ آپ کے علاقے کا نام تاج نگر سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے رکھ دیا ہے۔ اور میرے گھر پر پرچم کشائی بھی کی۔ اِس طرح مجھ غلام کے دل میں جو بات تھی سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے اُسے پورا کر کے یہ بتا دیا کہ تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنے نام کے ساتھ رہتا ہے۔

آخر میں قارئین سے درخواست ہے کسی قسم کی کمی وبیشی محسوس کریں تو اس کی فوری اطلاع دربار تاج الاولیاء کو دیں۔ اور دورانِ مطالعہ سلسلہ تاجیہ کے تمام حضرات وخواتین معہ میرے افراد خاندان دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے صدقے میں ہم سب کو دینی و دنیاوی دولت عزت۔ شہرت۔ صحت۔ خلوص ومحبت سے نوازیں آمین۔

☆☆☆

قلم بشکن ، سیاہی ریز ، کاغذ سوز ، دم دو کش
ایں قصہ حسن و عشق است در دفتر نمی گنجد



جتنا ممکن ہو کھٹ کھٹائے جاؤ
یہ دستِ دعا خدا کا دروازہ ہے

گر قبول افتد زہے عز و شرف
غلام غلامان تاج الاولیاء

میر محمد المعروف میاں قاضی محمد علی تاجی عفی عنہ،
موبائل: 0300-2378486

محسن اِنسانیت آنحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
کی مختصر جامع اور مستند دعائیں

حضرت اَبُواَمامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضوراَقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اتنی دُعائیں تعلیم فرمائیں کہ ہم اِن کو یاد نہ کر سکے تو ہم نے عرض کی یارَسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)! آپ نے بہت سی دعائیں ارشاد فرمائیں ہم اِن کو یاد نہیں کر سکتے تو حضوراَقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ تمھیں ایسی چیز نہ بتاؤں جن میں یہ سب دُعائیں شامل ہوں؟ یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ اَسْاَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَاَلَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ، وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ، وَعَلَیْکَ الْبَلَاغُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ۔

ترجمہ: یا اللہ! میں تجھ سے دنیا و آخرت کی ساری بھلائیوں کی دعا مانگتا ہوں جو مجھ کو معلوم ہے اور جو نہیں معلوم، اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں دنیا اور آخرت کی تمام برائیوں سے جو مجھ کو معلوم ہیں اور جو معلوم نہیں، اے اللہ! میں تجھ سے ہر اس بھلائی کا طالب ہوں جو تیرے بندے اور تیرے نبی نے طلب کی ہے، اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں ہر اس برائی سے جس سے تیرے بندے اور تیرے نبی نے پناہ چاہی ہے، اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا طالب ہوں اور ہر اس قول و عمل کا بھی جو جنت سے قریب کر دے، اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں جہنم سے اور ہر اس قول و عمل سے جو جہنم سے قریب کر دے، اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ ہر وہ حکم جس کا تو نے میرے لیے فیصلہ کیا ہے بہتر کر دے۔

اس روایت کواحمد نے (24498)، اورابن ماجہ: (3846) میں روایت کیا ہے، نیز البانی نے اسے صحیح الجامع (1276) میں صحیح قرار دیا ہے۔

حادثات سے بچنے کی دعا:

حضرت طلق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

ایک شخص حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ کا مکان جل گیا۔ فرمایا نہیں جلا۔ پھر دوسرے شخص نے آ کر یہی اطلاع دی تو فرمایا نہیں جلا۔ پھر تیسرے شخص نے آ کر یہی خبر دی۔ آپ نے فرمایا نہیں جلا۔ پھر ایک اور شخص نے آ کر کہا کہ اے ابوالدرداء آگ کے شرارے بہت بُلند ہوئے مگر جب آپ کے مکان تک آگ پہنچی تو بجھ گئی۔ فرمایا مجھے معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرے گا (کہ میرا مکان جل جائے) کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے کہ جو شخص صبح کے وقت یہ کلمات پڑھ لے شام تک اِس کو کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی۔ میں نے صبح یہ کلمات پڑھے تھے۔ اس لئے مجھے یہ یقین تھا کہ میرا مکان نہیں جل سکتا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ، اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔

الحاج مولانا سید فتح علی حیدری قادری اشرفی تاجی رحمۃ اللہ علیہ

اس بوقلموں رنگارنگ جہانِ فانی میں یوں تو روزانہ ہی بے شمار افراد پیدا ہوتے ہیں اور وفات پاتے ہیں اور قصہ پارینہ بن جاتے ہیں۔ لیکن ان میں بعض ایسے ہوتے ہیں جو گزر جانے کے باوجود گزرے ہوئے نہیں معلوم ہوتے۔ وفات پانے کے باوجود قلب و نظر سے اوجھل نہیں ہوتے۔ یہ ایسے مقبول بندگانِ خدا ہوتے ہیں جو اس چند روزہ زندگی میں اپنی سیرت و کردار کے ایسے نقوش چھوڑ جاتے ہیں جو انہیں موت کے بعد بھی زندہ رکھتے ہیں اور ان کی قائم کردہ ڈگر پر جب تک ان کے بعد آنے والے چلتے رہتے ہیں ان کے نامہ اعمال میں اضافہ اور اجر و ثواب میں زیادتی ہوتی رہتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے!

ترجمہ: ''ہم ان کے نہ صرف یہ ان اعمال کو جو کچھ انہوں نے اس دنیا میں اپنی وفات سے پہلے آخرت کے لئے پیش کئے لکھ لے تے ہیں اور ان کے آثار و نتائج کو بھی لکھ لیتے ہیں۔''

ارشاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: ''جب بندہ مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے۔ سوائے تین صورتوں کے جن میں عمل جاری رہتا ہے۔

۱۔صدقہ جاریہ ۲۔علمی افادہ جس سے فائدہ حاصل کیا جاتا ہو۔

۳۔صالح اولاد جو اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتی ہو، ایصال وثواب کرتی ہے۔''

حضرت مولانا الحاج سیّد فتح علی حیدری قادری تاجی رحمۃ اللہ للہ لیہ ایسی ہی خوش بخت ہستیوں میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ اس زمانے میں بلاشبہ سلف صالحین تھے۔

مولانا سیّد فتح علی حیدری نجیب الطرفین سادات تھے۔ آپ کے جد امجد حضرت میر محسن کاظمی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے صاحبزادے ہونے کی وجہ سے کاظمی سادات کہلائے۔ میر محسن کاظمی ہجرت کر کے ہندوستان تشریف لے آئے تھے۔ یہیں آپ کی



اولاد پھلی پھولی۔آپ کی اولاد میں ایک بزرگ حضرت علی حسن شاہ صاحب حیدری گوالیار اسٹیٹ کی فوج میں کپتان کے عہدے پر فائز رہے۔آپ کی کارکردگی پر برٹش گورنمنٹ سے خطاب بھی ملا تھا۔آپ کے گھر بموقعہ شب معراج بروز چہارشنبہ ۲۶ رجب ۱۳۲۸ھ بمطابق 3 اگست 1910ء کو تیسرے صاحبزادے سیّد فتح علی حیدری تولد ہوئے۔

مولانا حیدری صاحب نے اپنے دور کے قابل اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد 22 سال کی عمر میں گوالیار اسٹیٹ کی ملازمت اختیار کی۔سرحشت اللہ صاحب اور دیگر وزراء کے مشیر کے فرائض انجام دیتے رہے۔مختلف محکموں میں آڈیٹر بھی رہے۔

پاکستان بننے کے بعد آپ نے حیدرآباد دکن ہجرت کی، یہاں محاسب کے عہدے پر فائز ہوئے۔29 دسمبر 1948ء کو وہاں سے ہجرت کر کے کراچی تشریف لے آئے۔نیشنل بینک کے قائم ہونے کے بعد آپ کو بینک میں ملازمت مل گئی۔سینیارٹی کے لحاظ سے آپ کا 23 واں نمبر تھا۔آپ نے 21 سال ملازمت کی۔

چونکہ آپ کا تعلق بزرگ خاندان سے تھا۔آپ کے دادا حضرت سیّد حیدر علی حیدری رحمۃ اللہ علیہ نے ساٹھ سال قصیدہ غوثیہ شریف کا ورد فرمایا تھا۔اس لئے بچپن ہی سے پابند صوم وصلوٰۃ رہے۔بزرگانِ دین سے خاص لگاؤ تھا۔کم عمری ہی میں آپ کو اشرفی سلسلے کے ایک بزرگ سے فیض روحانی حاصل رہا۔حضرت سیّد عبدالقادر گیلانی (سفیر عراق)، موتی میاں شاہ صاحب قادری (رامپوری)، غوثو میاں صاحب قادری سے فیض حاصل رہا۔ان دونوں بزرگوں سے خلافت بھی حاصل تھی۔

خصوصی بات یہ ہے کہ آپ حضرت بابا تاج الدین ناگپوری رحمۃ اللہ علیہ سے بے حد عقیدت رکھتے تھے۔یہ نسبت تاجی آپ پر غالب تھی۔1949ء میں حضرت قاضی بابا سیّد امجد علی شاہ تاجی سے ملاقات، پھر سلسلہ تاجیہ کا خصوصی فیض حاصل رہا۔آپ نے اپنا زیادہ وقت سلسلہ تاجیہ کی خدمت اور تبلیغ میں گزارا۔ان سب فیوض و برکات نے آپ کی شخصیت کو کندن بنا دیا تھا۔آپ اولاد کے لئے شفیق باپ، عقیدت مندوں کے لئے رہبر کامل،

خدمت خلق میں ایثار وخلوص، محبت کے مجسم پیکر تھے۔ اس کے ساتھ ہی ایک بلند پایہ ادیب اور تواریخ پر عبور رکھنے والے بزرگ تھے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرامؓ اور اولیاءکرام پر آپ کے مضامین پاکستان کے تمام اخباروں میں اکثر شائع ہوتے رہے۔ آپ کی مقبولیت کے بے شمار واقعات ہیں۔

پاکستان سے جب پہلی مرتبہ غلافِ کعبہ تیار ہوکر ایک وفد کے ہمراہ روانہ کیا گیا تو اس وفد میں حیدری صاحب قبلہ بھی شامل تھے۔ حج اکبر کی وجہ سے ایک مسجد کے بجائے دوسری مسجد میں جائے تو اس کا تسلسل قائم رہے۔

اللہ کا یہ مقبول بندہ جو خود کو گدائے تاج الاولیاء کہنے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ جن کی محبت، شفقت اور روحانی فیض سے دنیا مستفیض ہو رہی تھی۔ ان پر 30 نومبر کو فالج کا حامل ہوا۔ اس دن آپ مشائخ کانفرنس میں جانے کی تیاری کر رہے تھے۔ ظہر کی نماز کے لئے اُٹھے اور حملہ ہو گیا۔ سخت تکلیف کے باوجود ہر عیادت کرنے والے سے فرماتے اللہ تعالیٰ کا بڑا کرم ہے۔ دورانِ علالت بسم اللہ الرحمن الرحیم یا اللہ یا رحمن و یا رحیم کا ورد برابر جاری تھا۔ زیادہ تکلیف میں زیادہ زور سے پڑھنا شروع کر دیتے۔ 25 جنوری 1989ء بروز بدھ ظہر کی اذان کے ساتھ ہی انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور اپنے مالک حقیقی کی طرف لوٹ گئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے جوارِ رحمت میں خاص جگہ عطاء فرمائے۔ آپ کی تدفین خانقاہ تاجیہ امجدیہ میں بعد نماز عشاء کی گئی اور آپ کی تربت سے آج بھی فیضان کا دریا رواں ہے۔

حضرت فتح علی حیدری قادری تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ الحاج سیّد نظیر حسن حیدری قادری تاجی ہیں۔ جو کراچی میں سلسلہ چشت کے فروغ دینے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ آپ حامل تبرکاتِ عظمیٰ ہیں۔ جس میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جبہ مبارک، مولائے کائنات کا جبہ مبارک، ریش مبارک جن کی زیارت ہر سال ربیع الاوّل کو محفل میلاد میں کرائی جاتی ہے۔ الحاج سیّد نظیر حسن حیدری قادری تاجی بزمِ تاجیہ امجدیہ اور بزم حیدری قادری کے سرپرست ہیں۔

(مؤلفہ: سیّدہ صوفیہ ظفر تاج)

حضرت قاضی سیّد میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت تاج الاولیاء بابا سیّد محمد تاج الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا شمار برصغیر پاک و ہند کے نامور صوفیاء میں ہوتا ہے۔ آپ کے عقیدت مندوں میں آج بھی مسلمان کے علاوہ تمام مذاہب کے لوگ شامل ہیں۔ آپ کا مزار مبارک تاج آباد ناگپور شریف انڈیا میں واقع ہے۔

پاکستان میں ایک ایسی عظیم ہستی تھیں جن کا وصال اِسی سال 11 فروری 2020ء کو کراچی میں ہوا۔ جن کی شکل میں تاج الاولیاء نظر آتے تھے۔ آپ کا نام قاضی سیّد میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ بابا تاج الدین کے پیدائشی خلیفہ تھے۔ قاضی سیّد میر محمد علی تاجی کے والد گرامی قاضی سیّد امجد علی شاہ تاجی بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے خاص غلاموں میں شامل تھے۔ جب اُن کے ہاں بیٹے کی ولادت ہونے لگی تو آپ کی زوجہ کو سخت تکلیف تھی۔ آپ کی پھوپھی شکایت لے کر خواجہ علی امیر الدین صاحب کی خدمت میں پہنچ کر ان سے کہا: امجد علی تو بابا صاحب سے عرض کرنے نہیں جاتے، آپ ہی عرض کر دیں۔ دلہن کو بہت تکلیف ہے۔ چنانچہ یہ گئے اور عرض کی۔ اس پر سرکار نے فرمایا: ”امجد علی تو ہمارے ہی فلان سے ہے۔“ خواجہ علی امیر الدین صاحب لوٹ کر آئے تو قاضی بابا رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے دریافت کیا سرکار نے کیا فرمایا۔ اس پر وہ ناراض ہوئے اور بتایا کہ یہ کہا ہے۔ اس پر قاضی بابا نے سجدہ شکر ادا کیا کہ سرکار نے اپنی روحانی اولاد مجھ خطا کار کو قرار دیا ہے۔ چنانچہ دوڑ کر خدمت میں حاضر ہوئے اور قدم بوس ہوئے۔ سرکار نے سر اور پشت پر ہاتھ پھیرا اور حکم دیا۔ حضرت آگے پیچھے گھوم کر آؤ اور خزانہ کی چابی لے تے آؤ۔ قاضی بابا فرماتے ہیں میں نے واپس آ کر جھگی



کے چاروں طرف چکر لگائے اور چابی لے کر پھر خدمت میں حاضر ہوا۔ سرکار نے پھر اسی طرح کرم فرمایا اور حکم دیا "حضرت جا کو آؤ۔" چنانچہ میں جھگی کے دروازہ تک پہنچا تھا کہ سرکار تانگہ میں تشریف لائے۔ ایک منٹ تانگہ دروازہ کے سامنے رُکا اور لڑکا تولد ہو گیا۔ لڑکے کی والدہ کو تکلیف کی وجہ سے غنودگی طاری تھی۔ اس غنودگی میں سرکار نے کرم فرمایا۔ ایک شربت کا گلاس عطا کر کے فرمایا۔ مت گھبرا لڑکا ہوگا۔ اور وہ ہمارا ہوگا۔

ہاتھوں سے تیرے پی کر مے کش نے یہ ٹھانی ہے
لے گا اِنہی ہاتھوں سے کوثر کا بھی پیمانہ

شکم مادر ہی میں لڑکے کا نام حضرت خواجہ بابا صاحب نے یہ کہہ کر رکھا کہ تمہارے پیٹ میں ہمارا بھائی آ گیا ہے۔ بڑی ڈاڑھی والا ہوگا۔ اس کا نام میر محمد رکھنا۔ اور پیدا ہونے کے فوراً بعد اپنی دادی صاحبہ کو میری جھگی میں سرکار صاحب کا عطاء کردہ ایک جبہ مبارک اور ایک پھولوں کا ہار دے کر یہ فرمایا "میرا بھائی آ گیا ہے اسے یہ خرقہ خلافت تاج الاولیاء پہنا دو۔ سرکار نے عطاء کیا ہے۔"

آپ 10 ذوالحجہ کو پیدا ہوئے اور جب سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا آپ پونے دو سال کے تھے۔ سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا وہ آپ کو اپنے سینہ مبارک سے لگاتے اور لے کر پھرتے تھے۔ کسی کو بھی یہ شرف نصیب نہیں ہوا جس کا سینہ مبارک سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے سینہ مبارک سے مس ہوا ہو۔ یہ شرف صرف قاضی سیّد میر محمد علی تاجی رحمۃ اللہ علیہ کو نصیب ہوا تھا۔ جس طرح سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے والد گرامی قاضی سیّد امجد علی شاہ تاجی کو اپنا تھوک چٹایا تھا اسی طرح آپ نے بھی سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا قارورہ مبارک پینے کی سعادت حاصل کی۔

قاضی سیّد میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد گرامی قاضی سیّد امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی حکم پر نومبر 1947ء میں ہجرت کر کے کراچی تشریف لے آئے اور اپنے والد گرامی کے ہمراہ خانقاہ تاجیہ امجدیہ قائم کی اور سلسلہ تاجیہ پاکستان کی بنیاد رکھی۔ اور اپنی پوری زندگی سلسلہ تاجیہ کے لئے وقف کر دی۔

پورے پاکستان میں دورے کرتے، سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات سے لوگوں کو آگاہ کرتے۔ آپ کو کئی سلاسل کی خلافت دی گئی مگر آپ نے سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا دامن آخری دم تک نہیں چھوڑا۔ آخری وقت تک تاج الاولیاء تاج الاولیاء کرتے رہے۔ کئی خلیفہ اور مریدین ہیں جو پورے پاکستان میں سلسلہ تاجیہ کے فروغ کے لئے اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ کے پہلے سجادے یعنی بڑے بیٹے سیّد ظفر علی شاہ تاجی آپ کی حیاتی میں ہی وصال فرما گئے۔ وہ بھی پایہ کے بزرگ تھے اور خانقاہ تاجیہ امجدیہ میں مرجع الخلاق العام ہیں۔

آپ نے سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ کئی موضوعات پر کتابیں تصنیف فرمائیں جو آپ کے عالم و فاضل ہونے پر دلیل ہے۔

قاضی سیّد میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ 97 سال کی عمر میں 11 فروری 2020ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کی تدفین اپنے والد گرامی کے قدموں میں خانقاہ تاجیہ امجدیہ میں ہوئی۔

حضرت قاضی سیّد میر ظفر علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ

سرورِ کونین، فخر الموجودات، امام الانبیاء، خاتم النبیین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فانی دنیا سے ظاہری پردہ فرمانے کے بعد دین اسلام کی آبیاری اور ترویج و تبلیغ اُمت مسلمہ کے ذمہ ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اہل بیت اطہار، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، اولیاء کرام نے اس فریضے کو بحسن خوبی انجام دیا اور دین اسلام کے نور کو سرزمین حجاز سے پوری دنیا میں پھیلایا۔ اِسی طرح ظلمت کدہ ہند میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے کئی برگزیدہ بندوں کو دین اسلام کی کی تبلیغ کیلئے مقرر فرمایا۔ جن میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بابا فرین الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ و دیگر اولیاء کرام نے ہندوستان کو اسلام کے نور سے منور کیا۔ ان ہی اولیاء کرام میں اُنیسویں صدی عیسوی میں اللہ تعالیٰ نے آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک ایسا ہیرا پیدا فرمایا جس کے نور سے عالم اسلام آج بھی چمک رہا ہے۔ وہ شہنشاہِ ہفت اقلیم، تاج الاولیاء، تاج الملت و دین حضرت بابا سیّد محمد تاج الدین ناگپوری حسنی والحسینی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، جنھوں نے ہندوستان میں اپنی ولایت کا سکہ جمایا اور کئی غیر مسلموں اور راندۂ درگاہ لوگوں کو دین اسلام کی نورانیت سے منور فرمایا۔ آپ کے بچوں میں حضرت قاضی سیّد امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی بڑا معتبر ہے۔ آپ یوسف شاہ تاجی بابا رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت بابا تاج الدین اولیاء ناگپوری کے خلیفہ تھے، کے ہم عصر بزرگ اور اُن کی وفات کے بعد سلسلۂ تاجیہ کی پاکستان میں داغ بیل ڈالی اور پاکستان میں سلسلۂ تاجیہ اور صوفی اَزم کے فروغ



قاضی سید میر ظفر علی شاہ تاجی

کیلئے آپ کی خدمات کا چہار عالم واقف ہے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت سیّد میر محمد علی شاہ تاجی مدظلہٗ العالی جب پیدا ہوئے تو سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں اپنا جبہ مبارک عطاء فرمایا اور خلافت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت سیّد میر محمد علی شاہ تاجی مدظلہٗ العالی اس وقت سرکار تاج الالیاء رحمۃ اللہ علیہ کے واحد حیات خلیفہ ہیں اور عمر شریف 93 برس ہے۔ اس خاندان کی دین اسلام کی تبلیغ، صوفی ازم کے فروغ اور خدمت انسانیت کیلئے خدمات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ اِسی خاندان میں 2 فروری 1947ء کو بمبئی میں ایک بچے کی ولادت ہوئی، جس کا نام قاضی سید میر ظفر علی شاہ تاجی رکھا گیا۔ کسے معلوم تھا کہ یہ بچہ بھی سرکار بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ، اپنے دادا محترم اور والد ماجد کی طرح دین اسلام کے بہت بڑے داعی بنیں گے۔ سیّد ظفر علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ نے جس خاندان میں آنکھ کھولی وہ سرکار بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے عاشقوں کا گھرانہ تھا، 1925ء سے لے کر آج تک آپ کے گھر دربار تاج الاولیاء میں چھبیسویں شریف اور سالانہ عرس بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ قاضی ظفر تاجی بابا رحمۃ اللہ علیہ کی ابتدائی پرورش آپ کے دادا سیّد قاضی امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سایہ رہی۔ دادا حضور رحمۃ اللہ علیہ شام میں سب بچوں کے ساتھ مل کر گلدستہ تاج اور نذر و نیاز کا اہتمام کرتے۔ بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ سے یہ محبت اَزلی تھی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام بزرگوں سے عقیدت و محبت رہی۔ دادا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ظاہری پردہ فرما جانے کے بعد قاضی ظفر تاجی بابا رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی تربیت حضرت مولانا عاقل قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی۔ ہر جمعرات کو باقاعدگی سے سیّد نور علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری مولانا کے ساتھ ہوتی۔ ان کے علاوہ حضرت سیّد فتح علی حیدری قادری تاجی رحمۃ اللہ علیہ (حامل تبرکاتِ عظمٰی) جو آپ کے سسر بھی تھے، کی خدمت میں ایک عرصہ گزرا اور اُن سے فیض حاصل کیا۔ آپ ہر ایک سے بہت محبت سے ملتے۔ بہت مہمان نواز تھے۔ دوستی نبھانا بہت اچھی طرح جانتے تھے۔ بچپن کے ایک دوست جو اسکول میں ساتھ پڑھتے تھے وہ باجوڑ میں آباد ہو گئے۔ اُن سے خط و کتابت اور ٹیلیفون پر بات چیت رہتی تھی۔ کافی سال بعد جب باجوڑ جانا ہوا، اس علاقے میں پانی کی بڑی پریشانی تھی۔ لوگوں کو چشمے سے پانی بھر کر لانا

پڑتا تھا۔ قاضی ظفر تاجی بابا رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے بچوں کی یہ تکلیف برداشت نہ ہوئی اور انہوں نے وہاں پانی کی لائنیں، ٹنکیاں اور موٹریں لگوا کر لوگوں کیلئے آسانی کر دی۔ گھر میں کام کرنے والے ملازموں سے بہت محبت سے پیش آتے۔ پہلے انہیں کھانا کھلاتے، پھر خود کھاتے۔ بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کی تیاری بقرعید کے بعد ہی سے شروع کر دیتے۔ خواب میں سرکار بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو سند خلافت عطاء فرمائی۔ بعد میں آپ کے والد محترم خلیفہ وقت حضرت قاضی سیّد میر محمد علی تاجی مدظلہٗ العالی نے بھی خلافت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی خصوصی محبت تھی، خواب میں خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا دیدار کروایا۔ حج یا عمرہ سے واپس آنے والوں کی قدم بوسی کرتے اور فرماتے کہ یہ مبارک قدم میرے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دربار سے ہو کر آئے ہیں۔

قاضی ظفر تاجی بابا رحمۃ اللہ علیہ بہترین دوست، شفیق مُرشد، انسانیت کی خدمت کرنے والے، تمام مسالک اور تمام بزرگانِ دین سے محبت اور عقیدت کرنے والے، سچے پکے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اہل بیت کے چاہنے والے اور بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے پکے شیدائی تھے۔ اِسی وجہ سے آپ کو اُن کی خواب میں زیارت ہوئی اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آج بھی قاضی ظفر تاجی بابا رحمۃ اللہ علیہ مزار مبارک سے فیض کا دریا بہہ رہا ہے، ہزاروں مریدین آپ کے دربار میں اپنی مرادوں کو آپ کے وسیلے سے اللہ کے حضور پیش کرتے ہیں اور اللہ ظفر تاجی بابا رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلے سے اُن کی جھولیوں کو بھرتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر ایک لڑکا آیا جس کی بہن کو کینسر ہو گیا تھا اور ڈاکٹرز نے صرف تین مہینوں کا وقت دیا۔ وہ لڑکا آپ کی قبر مبارک پر زاروقطار روتا رہا اور قبر مبارک کے سرہانے ہی اُس کی آنکھ لگ گئی۔ خواب میں قاضی ظفر تاجی بابا رحمۃ اللہ علیہ نے اُسے اپنی زیارت فرمائی اور ایک ایسا وِرد بتایا جو وہ ہمیشہ کیا کرتے تھے اور فرمایا کہ مزار کی مٹی لے جا کر اپنی بہن کو چٹاؤ اور یہ ورد پڑھو۔ اس لڑکے نے ایسا ہی کیا 7 دن تک اپنی بہن کو وہ مٹی چٹائی اور وِرد پڑھتا رہا، اللہ تعالیٰ نے اُس بچی کو ایسا صحت یاب کیا کہ کینسر کا نام ونشان باقی نہ رہا۔ جسے ڈاکٹر نے صرف تین مہینے کا وقت دیا

تھا آج چار سال سے صحت وتندرستی کے ساتھ اپنی زندگی گزار رہی ہے۔

اِسی طرح ایک واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایک بچہ بہت بیمار ہو گیا تھا۔ اُس کا سیٹھ آیا اور قاضی ظفر تاجی بابا رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ میری دکان میں کام کرنے والا ایک لڑکا بستر مرگ پر ہے آپ دعا کیجئے۔ ظفر تاجی بابا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ لڑکا نہیں لڑکی ہے اور اُس کا نام یہ ہے۔ وہ شخص بڑا حیران ہوا اور اُس کے گھر جا کر اُسی نام سے پکارا جو نام آپ نے فرمایا تھا، وہ لڑکا حیران ہو گیا کہ انہیں میرا نام کیسے پتا، تو اُس شخص نے بتایا کہ مجھے ایک فقیر نے یہ بات بتائی، تو اُس نے کہا کہ میں لڑکی ہوں، اور میں لڑکا بن کر آپ کی دکان پر ذریعہ معاش کما رہی ہوں۔ قاضی ظفر تاجی بابا رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیشہ اپنے مریدین اور خادمین کو اپنے بچوں کی طرح پیار کیا، پہلے مریدین اور بچوں کو کھانا کھلاتے پھر خود کھاتے۔ طبیعت خراب ہوتی تو کبھی ظاہر نہ کرتے، جب زیادہ خراب ہوتی پھر بتاتے۔ 28 رمضان المبارک کو طبیعت خراب ہوئی، علاج ہوتا رہا، چار دن اسپتال میں داخل ہو کر 4 ذیقعد 1430 ہجری بمطابق 24 اکتوبر میں یہ روشن چراغ اپنے خالق حقیقی سے جا ملا۔ دادا سیّد قاضی امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کا بین ثبوت یہ ہے کہ آپ کے پہلو میں اَبدی نیند سو رہے ہیں۔ ظفر تاجی بابا رحمۃ اللہ علیہ کی شدید خواہش تھی کہ خانقاہ کی تعمیر ہو اور سرکار بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ کا یہاں سے فیضان جاری ہو۔ اللہ پاک نے اُن کی یہ خواہش ان کے بچوں سے پوری کرا دی۔ بڑے صاحبزادے قاضی سیّد میر شجاعت علی شاہ تاجی (خلیفہ قاضی میر محمد علی شاہ تاجی مدظلہٗ العالی) ہر جمعرات کو خانقاہ تاجیہ امجدیہ (لیاقت آباد) میں ضرورت مندوں کو فیض پہنچاتے ہیں۔ انتظامی اُمور کے نگراں چھوٹے صاحبزادے قاضی سیّد میر وجاہت علی شاہ تاجی ہیں جو تمام معالات کو سنبھالے ہوئے ہیں اور بزمِ تاجیہ امجدیہ (رجسٹرڈ) کے سربراہ ہونے کے ساتھ ساتھ نگرانِ اعلیٰ سلسلۂ تاجیہ پاکستان بھی اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ صوفی ازم کے فروغ کے سلسلے میں قاضی سیّد میر وجاہت علی شاہ تاجی کی خدمات سے زمانہ واقف ہیں۔

خانقاہ تاجیہ امجدیہ دیگر خانقاہوں اور درگاہوں سے اس لئے مختلف ہے کہ یہاں چندہ

باکس کا کبھی انتظام نہیں کیا گیا۔ روزانہ کی بنیاد مستحقین وضرورتمندوں کیلئے لنگر تاجیہ اور راشن کی تقسیم اپنی مدد آپ کے تحت کیا جاتا ہے۔ یہ دربار کئی خصوصیات کا حامل ہے۔ یہاں دشمن دوست بن جاتے ہیں، یہاں کئی سالوں سے سانپ اور نیولے موجود ہیں، اور خادمین نے یہ کئی بار دیکھا ہے کہ سانپ اور نیولے کے بچے کھیلتے ہیں مگر زخم نہیں دیتے۔ اس دربار میں آنے والوں کو سکون وراحت ملتی ہے۔ آج بھی خانقاہ تاجیہ امجدیہ میں حضرت بابا سیّد قاضی امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بابا سیّد ظفر علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سیّد فتح علی حیدری قادری تاجی رحمۃ اللہ علیہ (حامل تبرکات عظمیٰ) کی تربتوں سے فیضان کا دریا بہہ رہا ہے اور سائلین اپنی مُرادوں کو جھولیاں بھر بھر کر پاتے ہیں۔ میں خود اِس بات کا شاہد ہوں کہ اس دربار میں چوروں نے چوری سے، نشے کرنے والوں نے نشے سے اور دیگر تمام برائیاں کرنے والوں نے اُن برائیوں سے توبہ کر کے خادمین اور مریدین میں شامل ہوئے۔ بابا سرکار تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان کہ ''تمام گنہگار میرے ہیں'' کے اس دربار میں عملی طور پر مظاہرے دیکھنے کو ملتے ہیں۔ یہاں دشمن بھی دوست بن جاتے ہیں اور گنہگار اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں۔ اس دربار میں جو آتا ہے وہ خالی نہیں جاتا۔ دربار میں حجرہ مبارک کی دیوار پر بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی شبیہ مبارک کا ظہور ہونا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ اس دربار میں بابا سرکار کی حاضری یقینی ہوتی ہے۔ اس دربار کی وساطت سے ہی C1 ایریا کے قبرستان اور اطراف کی آبادیوں میں پولیس چوکی قائم کروائی گئی، اور جرائم پیشہ افراد کو اس علاقے سے باہر نکالا گیا اور عوام کی عزت، جان ومال کی حفاظت کے ساتھ آرام وسکون فراہم کیا گیا۔

ہر سال قاضی بابا سیّد ظفر علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ کا دوروزہ عرس مبارک خانقاہ تاجیہ امجدیہ (لیاقت آباد) میں 3 اور 4 ذیقعد کو انتہائی تزک واحتشام کے ساتھ منعقد ہوتا ہے۔

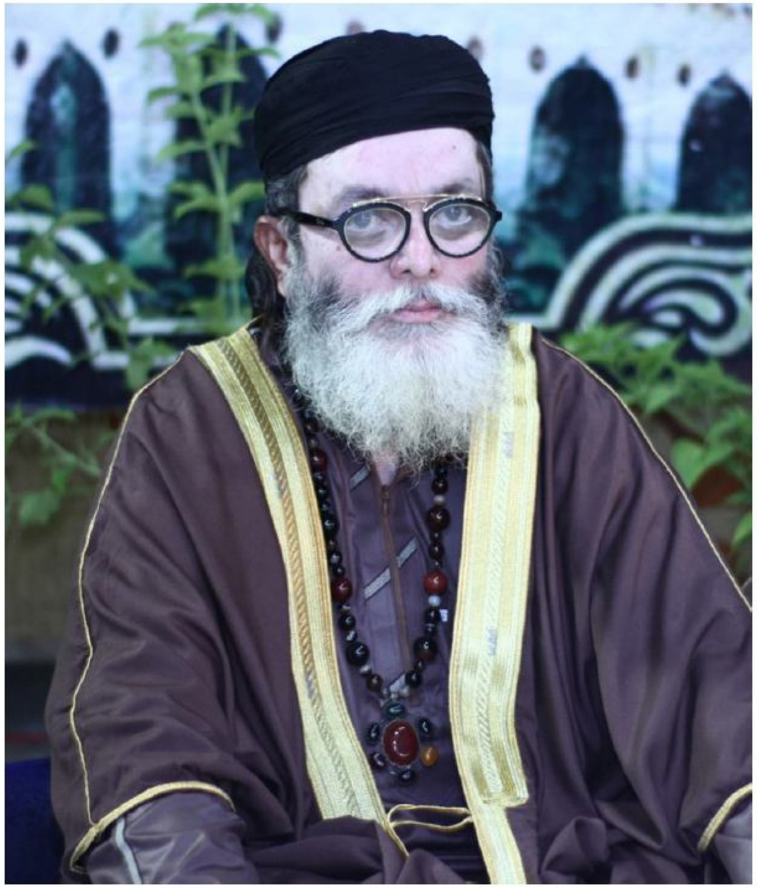
(مؤلفہ: سیّدہ صوفیہ ظفر تاج)

حضرت قاضی سیّد میر سیّد شجاعت علی شاہ تاجی دامت برکاتہم العالیہ

خلیفہ حضرت بابا تاج الدین تاج الاولیاء قاضی سیّد میر محمد علی تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور درویش قلندر حضرت قاضی سیّد ظفر علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے آنگن میں 11 ربیع الاوّل 1392 ہجری کی مبارک ساعتوں میں ایک ایسے بچے نے آنکھ کھولی، جس نے اپنے حسن اخلاق اور روحانی وعلمیت سے ایک عالم کو گرویدہ بنا دیا۔

نجیب الطرفین سادات، پیر طریقت رہبر شریعت حضرت قاضی سیّد میر شجاعت علی شاہ تاجی دامت برکاتہم العالیہ نے اس خانوادے میں آنکھ کھولی اور پرورش پائی جو بابا تاج الدین تاج الاولیاء کا منظورِ نظر خاندان ہے۔ آپ کا ننھیالی شجرہ نسب حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ آپ حسنی حسینی سادات ہیں۔ قاضی سیّد میاں شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ آپ کے جد ہیں۔

آپ کے دادا قاضی سیّد میر محمد علی تاجی رحمۃ اللہ علیہ کو بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے پیدا ہوتے ہی خلافت سے سرفراز کیا۔ آپ کے پردادا قاضی سیّد امجد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے خاص غلاموں میں سے تھے آپ کی پردادی کا مزار بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں ہے، جو پاکستانی اَمّاں کے نام سے مشہور ومعروف ہیں۔ آپ کے نانا جان الحاج سیّد فتح علی حیدری قادری تاجی رحمۃ اللہ علیہ پاکستان سے پہلی دفعہ غلافِ کعبہ لے جانے والی کمیٹی کے رُکن تھے۔ آپ کا ننھیال اور دَدھیال دونوں ہی انتہائی معزز اور معرفت میں اعلیٰ مقام ہے۔ آپ کا نام آپ کے نانا جان الحاج سیّد فتح علی حیدری قادری تاجی نے شجاعت رکھا۔ جس کے معنی ہیں بہادر۔



قاضی سید میر شجاعت علی شاہ تاجی

حضرت قاضی سیّد میر شجاعت علی شاہ تاجی دامت برکاتہم العالیہ جو اپنے معتقدین میں بابا جانی کے لقب سے مشہور ہیں۔فرماتے ہیں کہ میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی میں کہ میں عمرے کرنے جاؤں اور براستہ بی بی زینب سلام اللہ علیہا کے دربار میں حاضری دوں۔اور میری یہ خواہش اللہ پاک نے میرے مرشدی و مولائی حضرت بابا سیّد محمد تاج الدین تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے صدقے وطفیل پوری کی۔اور میں عُمرے پر جانے سے پہلے اور بعد میں دونوں دفعہ بی بی زینب سلام اللہ علیہا کے دربار میں حاضری دی۔ وہاں میری ملاقات ایک ایسے مرّبی سے ہوئی جس نے مجھے بہت فیضان سے نوازا۔قبلہ ظہیر چشتی فقیری جنہوں نے مجھے اپنا بیٹا بھی بنایا۔

بکرا پیڑی والے چشتی بابا سے بھی حضرت قاضی سیّد میر شجاعت علی شاہ تاجی دامت برکاتہم العالیہ کو بہت فیضان ملا۔وہ قبلہ سے بہت محبت کرتے تھے اور”سیّد بادشاہ“ پکارا کرتے تھے۔

ناگپور شریف کا دورے کے بارے میں وہ بتایا کرتے تھے کہ میرے مرشد اور دادا حضور قبلہ قاضی سیّد میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ 17 سال کی عمر میں والد محترم قبلہ قاضی سیّد ظفر علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر انڈیا گیا۔ جہاں درگاہ بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ اور اجمیر شریف کی زیارت ہوئی۔ جو میری زندگی کا حسین سفر تھا۔ اِس کے علاوہ والدہ محترمہ کے ساتھ حج پر جانا بھی زِندگی کی خواہش تھی۔ جو اللہ پاک نے پوری کی۔

حضرت قاضی سیّد میر شجاعت علی شاہ تاجی دامت برکاتہم العالیہ کے والد محترم قاضی سیّد ظفر علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد آپ کو سجادگی ملی اور خانقاہ تاجیہ امجدیہ (لیاقت آباد) میں روحانی علاج کے سلسلے کو آگے بڑھایا۔

حضرت قاضی سیّد میر شجاعت علی شاہ تاجی دامت برکاتہم العالیہ کی خاص بات یہ ہے کہ اپنے بزرگوں کی طرح وہ بھی اپنے معتقدین کو اپنے بچوں کی طرح پیار کرتے ہیں۔احترام دیتے ہیں۔کوئی تفریق نہیں رکھتے۔ چھوٹا ہو یا بڑا، غریب ہو یا اَمیر، اپنا ہو یا پرایا، جو آپ کے دَر پر آتا ہے آپ کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔

آپ اس وقت خانقاہ تاجیہ امجدیہ ظفریہ کے سجادہ نشین اور التاج نیوز (صوفی ویب چینل) کے سی ای او ہیں۔

آپ اپنے مُریدوں کے لیے ایک شفیق باپ کی طرح ہیں۔ روحانی باپ ہونے کا حق کما حقہ ادا کرتے ہیں۔ آپ سے جو ایک بار مِل لے وہ اپنے کے حُسنِ سَلوک، ملنساری، انکساری، عاجزی اور محبت کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔

آپ نے اپنے پیرومُرشد حضرت بابا قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد کئی خلفاء بنائے۔ جن میں قابل ذکر میں قاضی سید میر وجاہت علی شاہ تاجی (گدی نشین خانقاہ تاجیہ امجدیہ)، پیر سید سلطان شاہ ملاڑی (سجادہ نشین نوبت شاہ ولی سرکار رحمۃ اللہ علیہ) اور قاری محمد کامران آصف (امام مسجد وزیراعظم ہاؤس) شامل ہیں۔

اجمیر شریف (انڈیا) میں سعید صاحب کو بھی خلافت سے نوازا۔ اس طرح سلسلہ تاجیہ امجدیہ کے ایک خلیفہ اجمیر شریف میں سلسلہ تاجیہ کو فروغ دے رہے ہیں۔

آپ کے صاحبزادگان قاضی سید میر سُمیت علی شاہ تاجی، قاضی سید میر رامش علی شاہ تاجی، قاضی سید میر شاہ میر علی شاہ تاجی، قاضی سید میر شاہ زیب علی شاہ تاجی بھی اپنے والد گرامی کے نقش قدم پر محبتیں بانٹ رہے ہیں۔

(مصنف: ذیشان یٰسین تاجی)

قبلہ حضرت قاضی سید میر وجاہت علی شاہ تاجی

خاندانِ قاضی سیّد میر ظفر علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں آنکھ کھولنے والے قاضی سیّد میر وجاہت علی شاہ تاجی کی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ آپ نہ صرف دین اسلام اور سلسلہء تاجیہ کی ترویج کے لئے روز و شب مصروف رہتے ہیں بلکہ انسانیت کی خدمت کے لئے بھی آپ کی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔

آپ کا شجرہ نسب حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے جاملتا ہے۔ آپ حسنی حسینی سادات ہیں۔ قاضی سیّد میاں شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ آپ کے جد ہیں۔

آپ نے چار سال کی جدوجہد کے بعد سینیٹ سے والدین کے حقوق کا بل پاس کروایا۔ جو بلاول بھٹو زرداری کی ایماء پر سینیٹر مصطفیٰ نواز کھوکھر نے پیش کیا۔ جو زینب الرٹ بل کی شق کے طور پر شامل ہوا۔ مگر کچھ ناگزیر وجوہات کی بناء پر قانون کی شکل نہیں بن پایا۔ پھر صدرِ مملکت ڈاکٹر عارف الرحمن علوی صاحب نے آرڈیننس کے ذریعے والدین کے حقوق پر قانون سازی کو حتمی شکل دی۔

اس کے علاوہ آپ نے نظامِ تراویح، نمازوں کے اوقات پر بھی بہت کام کیا۔ جبکہ اجمیر شریف کی طرز پر ناگپور شریف کے ویزے کے لئے بھی وزیراعظم پاکستان، و دیگر اعلیٰ حکام سے رابطے میں ہیں۔

والدین کے حقوق پر ہونے والی قانون سازی میں بھی آپ کا کردار بہت واضح ہے۔ آپ نے 2014ء سے اس قانون کو پاس کروانے کا آغاز کیا اور بالآخر 2021ء میں



قاضی سید میر وجاہت علی شاہ تاجی

صدر پاکستان ڈاکٹر عارف علوی صاحب نے صدارتی آرڈیننس کے ذریعے والدین کے حقوق کا بل پاس کردیا۔

آپ ہی کی کاوشوں سے خانقاہ تاجیہ امجدیہ دنیا بھر میں پہلا دربار ہے جہاں پر عوام کی سہولت کے لیئے کورونا ویکسینیشن کیمپ کا انعقاد کیا گیا۔ جو اپنی نوعیت کا انوکھا اقدام ہے۔ اس کے علاوہ سال 2021ء میں جشن آزادی پاکستان کی خوشی میں پرچم کشائی کی تقریب کا انعقاد کیا گیا اور خانقاہ تاجیہ امجدیہ پاکستان میں دوسرا دربار ہے جہاں پر پرچم کشائی کی تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں اعلیٰ فوجی اور سول افسران نے شرکت کی۔

آپ نے ہی ڈسٹرکٹ سینٹرل کے چیئرمین ریحان ہاشمی کو اِس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اپنے ضلع میں موجود تمام ایسے پارکس، سڑکیں، چوراہوں کے نام جس کا کوئی معنی ومفہوم نہ ہو انہیں اولیاء اللہ کے نام سے منسوب کریں۔ جس کی قرارداد کونسل سے پاس ہوکر کئی جگہوں کے نام اولیاء اللہ سے منسوب بھی ہو چکے ہیں جیسے ڈاکخانہ چوک کا خواجہ غریب نواز چوک وغیرہ۔

آپ جب چھوٹے تھے تو ایک خاتون ولی اللہ ان کے گھر آتی تھی جن کا نام عطیہ خاتون تھا۔ وہ کہا کرتی تھی کہ اِس کے پیٹ میں داڑھی ہے۔ اور فرماتی تھی کہ یہ اپنے دادا (قاضی سیّد میر محمد علی تاجی رحمۃ اللہ علیہ) کا ثانی بنے گا۔

خلیفہ وقت بابا تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ قاضی سیّد میر محمد علی تاجی رحمۃ اللہ علیہ نے قبلہ قاضی سیّد میر وجاہت علی شاہ تاجی کو کئی مرتبہ محافل میں اپنا جانشین اور نائب قرار دیا۔

ایک دفعہ قاضی سیّد ظفر علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے موقع پر قاضی سیّد میر محمد علی تاجی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس کا میں راقم خود گواہ ہے کہ" وجاہت چاہتا ہے سلسلہ تاجیہ پاکستان کا نگراں بنے مگر ہم نے تو اسے سلسلہ تاجیہ کا پوری دنیا کا نگراں بنا دیا ہے۔"

کئی دفعہ ٹیلیفون پر گفتگو کرتے ہوئے اپنا جانشین اور نائب قرار دیا۔ جو بذاتِ خود قبلہ

قاضی سیّد میر وجاہت علی شاہ تاجی کے لئے سند کا درجہ رکھتا ہے اور باعث فخر ہے۔ اس حوالے سے قبلہ قاضی سیّد میر وجاہت علی شاہ تاجی فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ میرے مرشد کے مجھ غلامِ غلامانِ تاج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے لئے سند کا درجہ رکھتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر میں کچھ نہیں چاہتا۔

جب آپ کے والد محترم قاضی سیّد ظفر علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کا وقت تھا تو آپ نے فرمایا تھا وجاہت نے مجھے پالیا اور جب خلیفہ وَقت قاضی سیّد میر محمد علی تاجی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے بھی ایسے ہی اَلفاظ قبلہ قاضی سیّد میر وجاہت علی شاہ تاجی کے لئے فرمائے۔

قاضی سیّد میر وجاہت علی شاہ تاجی نے انسانیت کی خدمت کے لئے بھی بہت خدمات انجام دی ہیں۔ جن میں راشن کی تقسیم، خانقاہ تاجیہ امجدیہ (لیاقت آباد) میں روزانہ لنگر تاجیہ اور سب سے بڑھ کر خانقاہ میں یتیم خانے کی تعمیر ہے۔ تمام کام اپنی مدد آپ کے تحت انجام دیا جارہا ہے۔

آپ نے اپنے پیرومُرشد قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ اور قبلہ قاضی سید میر شجاعت علی شاہ تاجی دامت برکاتہم العالیہ کی اجازت سے مختلف مُریدوں کو خلافت سے سرفراز فرمایا جن میں:

☆--- خلیفہ ندیم خان تاجی (اسسٹنٹ وائس پریذیڈنٹ نیشنل بینک آف پاکستان) کو قلندر پاک (سہون شریف) میں خلافت نامہ دیا۔

☆--- بزم تاجیہ امجدیہ (جنوبی پنجاب) کے انچارج اور نامور سماجی کارکن رئیس افضل بھایو تاجی کو داتا دربار (لاہور) میں خلافت نامہ دیا۔

☆--- کرنل سیّد حسنین محمد رشید (کمانڈنٹ آفیسر کینٹ) کو سرکار تاج الاولیاء کے (پاکستان میں) 76 ویں عُرس کے موقع پر دیا۔

جبکہ

☆--- سجادہ نشین نوبت شاہ ولی سرکار رحمۃ اللہ علیہ قبلہ سید سلطان شاہ ملاڑی تاجی مدظلہٗ العالی کو سجادہ نشین خانقاہ تاجیہ امجدیہ ظفریہ قاضی سید میر شجاعت علی شاہ تاجی کی جانب سے خلافت نامہ دربار نوبت شاہ سرکار (اورنگی ٹاؤن، کراچی) میں دیا۔

☆--- قاری محمد کامران آصف نقشبندی تاجی (امام مسجد وزیراعظم ہاؤس) کو قاضی سید میر شجاعت علی شاہ تاجی کی جانب سے خلافت نامہ بری امام سرکار (اسلام آباد) میں دیا۔

آپ کو متحدہ سادات موؤمنٹ پاکستان (سندھ) کا صدر بھی بنایا گیا مگر آپ نے کچھ ناگزیر وجوہات کی بناء پر استعفیٰ دے دیا۔ آپ نے التاج نیوز کے نام صوفی ازم پر پہلا ویب چینل لاؤنچ کیا جس کا مقصد سلسلہ تاجیہ کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ دین اسلام کا اصل چہرہ دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے جس کی تعلیمات اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دی۔ جسے صحابہ کرام، اولیا و صوفیاء کرام نے آگے بڑھایا۔ اس کے علاوہ بزم تاجیہ امجدیہ کے سربراہ بھی ہیں۔

آپ کے حلقہ احباب میں حاضر سروس وریٹائرڈ آرمی افسران، بیوروکریٹ، سیاستدان اور سماجی شخصیات ہیں۔ مگر آپ کا خاصہ ہے کہ آپ نے کبھی بھی کسی سے بھی اپنی ذات یا خاندان کے لئے کوئی کام نہیں لیا۔ آپ کے تمام تعلقات انسانیت کی خدمت سے شروع ہوتے ہیں اور انسانیت کی خدمت پر ہی ختم ہوتے ہیں۔

شاعر نے شاید انہیں کے لئے کہا ہے کہ :

خدا یاد آئے جن کو دیکھ کر وہ نُور کے پُتلے
نبوت کے یہ وارث ہیں یہی ہیں ظلِ رحمانی
یہی ہیں جن کے سونے کو فضیلت ہے عبادت پر
انہی کے اتقاء پر ناز کرتی ہے مسلمانی
انہی کی شان کو زیبا نبوت کی وِراثت ہے

انہی کا کام ہے دینی مراسم کی نگہبانی
رہیں دنیا میں اور دنیا سے بالکل بے تعلق ہوں
پھریں دریا میں اور ہرگز نہ کپڑوں کو لگے پانی
اگر خلوت میں بیٹھے ہوں تو جلوت کا مزہ آئے
اور آئیں اپنی جلوت میں تو ساکت ہو سخن دانی

آپ کے پیرومُرشد قاضی سید میر محمد علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ نے کئی مواقعوں پر آپ کو اپنی ایسی دعائیں دی جو آج تک کسی کو نہیں دی۔ جیسے:

☆-- میرے سارے ثواب تیرے، تیرے سارے گناہ میرے۔

☆-- تجھے ہر چیز کی اجازت ہے، میرے مرنے کے بعد تُو میری جگہ پر رہے گا۔

☆-- میں اپنی قبر میں جو بولوں گا وہ تو باہر دنیا میں کہہ رہا ہوگا۔

☆-- تجھے سجادگی یا خلافت کی کیا ضرورت ہے۔ (خدا کی قسم کھا کر کہا) میں نے تجھے پوری دنیا میں سلسلہ تاجیہ امجدیہ کا نگراں بنایا ہے۔

(مصنف: ذیشان یٰسین تاجی)

بزم تاجیہ امجدیہ (رجسٹرڈ) انٹرنیشنل کے عہدیداران

سرپرست اعلیٰ: الحاج سیّد نظیر حسن حیدری قادری تاجی مدظلۂ العالی

سرپرست: قاضی سیّد میر شجاعت علی شاہ تاجی مدظلۂ العالی
(سجادہ نشین: خانقاہ تاجیہ امجدیہ ظفریہ)

صدر: قاضی سیّد میر وجاہت علی شاہ تاجی
(گدی نشین خانقاہ تاجیہ امجدیہ۔ صدر: التاج نیوز)

نائب صدر: ندیم خان تاجی (اسسٹنٹ وائس پریذیڈنٹ نیشنل بینک آف پاکستان)

جنرل سیکریٹری: قاضی سیّد میر رامش علی تاجی
(جنرل سیکریٹری: پاکستان یونین آف جرنلسٹس (سندھ)

انفارمیشن سیکریٹری: ذیشان یٰسین تاجی
(منیجنگ ڈائریکٹر التاج نیوز۔ کالم نگار نوائے وقت کراچی)

قانونی مشیر: وقاص چوہدری ایڈووکیٹ
(پرسنل سیکریٹری فاروق ایچ نائیک (سابق چیئرمین سینیٹ)

انچارج:

شریف خان کوٹی (اندرونِ سندھ)۔ وقاص محمدی تاجی (نائب انچارج اندرونِ سندھ)۔
خلیفہ رئیس افضل بھایو تاجی (جنوبی پنجاب)۔ اسماعیل تاجی (لاہور)۔
راجہ عماد عباسی/ ملک عادل (اسلام آباد)۔ سید رضوان اللہ جان (باجوڑ ایجنسی)۔
سید محفوظ الحسن (امریکہ)۔ نوید قاضی (نارتھ امریکہ)۔ سلمان فارس (دبئی)

دیگر اراکین:

قاضی سیّد میر سرفراز علی تاجی۔ قاضی سیّد میر سُمیت علی تاجی۔ قاضی سیّد میر شاہ میر علی تاجی قاضی سیّد میر شاہ زیب علی تاجی۔ قاضی سیّد میر عاصل علی تاجی۔ علامہ خالد قادری تاجی ملاڑی۔ صوفی حکیم ذیشان ذہینی یوسفی تاجی۔ سید نعمان علی۔ طلحہ تاجی۔ جنید تاجی۔ اَبان تاجی۔ ریان تاجی۔ محی الدین تاجی (معین)۔ امان تاجی۔ احسن تاجی۔ پرویز تاجی۔ حاکم علی تاجی۔ مبین علی تاجی۔ عمران بخش تاجی۔ سلمان وجاہتی تاجی۔ عبداللہ تاجی۔ عدنان مختار تاجی۔ فیضان (کمانڈو) تاجی۔ وقار تاجی۔ امیر بخش تاجی۔ فیضان قریشی تاجی۔ رَجب علی تاجی۔ فرید تاجی۔ سیّد محسن علی تاجی۔

بزمِ تاجیہ امجدیہ (رجسٹرڈ) انٹرنیشنل کے اغراض ومقاصد

بزمِ تاجیہ امجدیہ (رجسٹرڈ) کا قیام 1980ء میں سیّد ظفر علی شاہ تاجی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا۔ بعد میں اِس بزم کے تحت ہی بابا سرکار رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی بابا کے عرس مبارک کا انعقاد ہوتا رہا۔ 2010ء کے بعد سے اس بزم کی باگ دوڑ گدی نشین خانقاہ تاجیہ امجدیہ قاضی سیّد میر وجاہت علی شاہ تاجی دامت برکاتہم العالیہ کے ہاتھوں میں آئی۔ انہوں نے اس بزمِ کو نئے سرے سے رجسٹرڈ کروایا۔ اوراس بزم سے نہ صرف دین اسلام کی تبلیغ اور سلسلہء تاجیہ کی ترویج کے لئے کاوشیں کی گئیں بلکہ انسانیت کے حقوق کے لئے بھی بیش بہا خدمات انجام دی گئیں۔ بزمِ تاجیہ امجدیہ (رجسٹرڈ) انٹرنیشنل کے اغراض ومقاصد مندرجہ ذیل ہیں:

- دین اسلام کی تبلیغ کرنا۔ سلسلہء تاجیہ کے فروغ کے لئے عملی کوششیں کرنا
- صوفی ازم کی تعلیمات کو عام کرنا۔ اولیاء اللہ کے پیغام کو پوری دنیا میں پھیلانا
- صوفی یونیورسٹی کا قیام
- خانقاہی نظام کو بحال کر کے دین اسلام کی اَصل روح کو عوام الناس کے سامنے پیش کرنا۔ رافضیوں، ناصبیوں اور خارجیوں کا سد باب کر کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سچی پکی محبت دلوں میں راسخ کرنا۔
- اہل بیت اطہار کی عظمت اور صحابہ کرام کی محبت کو عام کرنا۔ اور عوام کے دلوں میں جو شکوک وشبہات پیدا کئے جارہے ہیں اُن کا تدارک کرنا۔
- تکفیریت کے خاتمے اور مسلکی ہم آہنگی کو قائم کرنا۔ فرقہ واریت کا خاتمہ کرنا۔
- اتحاد بین المسلمین کے لئے کام کرنا۔
- ریاست پاکستان اور پاک فوج کے ساتھ ہمیشہ شانہ بشانہ اس ملک وقوم کی خدمت کرنا
- دشمنانِ اسلام ومملکت خداداد پاکستان کے خلاف جہاد کرنا۔

- خانقاہوں اور مدارس کی رجسٹریشن کروانا۔ غیر رجسٹرڈ مدارس، خانقاہیں اور پیرخانوں کا قلع قمع کرنا۔
- سجادگان وخدام کی رجسٹریشن کروانا۔ تاکہ کوئی جعلی لوگ صوفی ازم کے نام کو بدنام نہ کرسکیں۔
- حکومت پاکستان کو یہ باور کرانا کہ جو مسلمان ہندوستان سے ہجرت کر کے پاکستان آ گئے، تو اُن کی جگہوں پر دوسرے لوگوں نے قبضہ کرلیا، مزارات اور خانقاہوں میں بھی اسی طرح ہوا۔ اصل جانشینوں کی جگہ قابضین بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایسے درگاہوں اور مزارات اور اُن کے سجادگان و خادموں کی رجسٹریشن کے لئے حکومت پاکستان حکومت ہندوستان کو خط لکھے اور پاکستان سے جانے والے زائرین کی جو یہ قابضین ہتک کرتے ہیں اُس کو فوری ختم کیا جائے۔
- مزارات، درگاہوں اور خانقاہوں کے تحفظ کے لئے حکومتی سطح پر کمیٹی بنوانا۔ تاکہ کسی بھی مسائل سے نبرد آزما ممکن ہو۔
- نظامِ تراویح اور اذان کے یکساں اوقات پورے ملک میں نافذ کروانا۔
- اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین کی تعلیمات کو نصابی کتب میں شامل کروانا تاکہ ہماری نسل اولیاء اللہ کی تعلیمات سے حتیٰ الامکان واقف ہوسکے۔
- ایسے پارکس، سڑکیں، چوراہے، چورنگیاں اور علاقے جو کسی ایسے ناموں سے منسوب ہوں جن کا کوئی معنی ومفہوم نہ ہو۔ اُن سب کو اولیاء اللہ، بزرگانِ دین اور محسنین پاکستان کے ناموں سے منسوب کروانا۔
- والدین کے حقوق پر قانون سازی مکمل ہوچکی ہے۔ جبکہ بچوں کے حقوق۔ عورتوں اور مردوں کے حقوق پر قانونی سازی کروانا اور اُس پر سختی سے عملدرآمد کروانے پر کام جاری ہے۔
- خانقاہ تاجیہ امجدیہ (لیاقت آباد) میں یتیم خانے کی تعمیر۔ جہاں بلا رَنگ ونسل و مذہب وملّت تعلیم، طعام ورہائش کا بندوبست کیا جائے۔

- عوام الناس میں آگہی مہم کے لئے کانفرنسز، سیمینار اور محافل کا انعقاد کرنا۔
- ہر ہفتے مستحقین میں راشن کی تقسیم کی جاتی ہے۔
- بلا ناغہ لنگر تاجیہ کا سلسلہ جاری ہے۔
- مفت طبّی کیمپس کا انعقاد۔ جو ہر ہفتے خانقاہ تاجیہ امجدیہ میں باقاعدگی سے لگتے ہیں۔

جہاں ملحقہ علاقوں کے غریب و نادار مریضوں کا نہ صرف علاج بلکہ مفت ادویات بھی فراہم کی جاتی ہیں۔

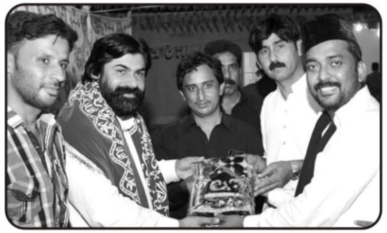
- مفت ڈسپنسری کا قیام۔ جہاں مکمل علاج و معالجہ کی سہولت فی سبیل اللہ میسر ہو۔

سیّد وجاہت علی تاجی کی مختلف سرگرمیوں کی تصویری جھلکیاں












سیّد وجاہت علی تاجی، سیّد نظیر حسن حیدری تاجی، سیّد شجاعت علی تاجی



قاضی سید میر شجاعت علی شاہ تاجی (سجادہ نشین خانقاہ تاجیہ امجدیہ ظفریہ)
قبلہ سید سلطان شاہ قادری تاجی ملاڑی (سجادہ نشین نوبت شاہ ولی)
قاضی سید میر وجاہت علی شاہ تاجی (گدی نشین خانقاہ تاجیہ امجدیہ)



سیّد وجاہت علی تاجی اور وفاقی وزیر علی محمد خان



ڈپٹی ڈائریکٹر انوسٹی گیشن (نیب سندھ) عبدالحفیظ صدیقی
سیّد وجاہت علی تاجی ۔ندیم خان تاجی



سیّد وجاہت علی تاجی -- سابق چیئرمین سینیٹ فاروق ایچ نائیک کے ہمراہ



سیّد وجاہت علی تاجی -- سردار محمد یوسف کو اذکار پیش کرتے ہوئے



سیّد وجاہت علی تاجی -- اور -- نامور ماہرِ تعلیم، دانشور، محقق پروفیسر ناصر الدین خان



پراسیکیوٹر جنرل سندھ سیّد فیض شاہ اور سیّد وجاہت علی تاجی



نامور عالم دین پیر سیّد عبدالماجد محبوب کاظمی اور سیّد وجاہت علی تاجی



سیّد وجاہت علی تاجی--اور--علامہ سیّد عثمان شاہ فیروزی



سیکریٹری انسانی حقوق سندھ ڈاکٹر بدر جمیل میندھرو اور سیّد وجاہت علی تاجی



مفتی محمد ہاشم سندھی اور سیّد وجاہت علی تاجی



قاضی سید میر وجاہت علی شاہ تاجی و ذیشان یٰسین تاجی (صحافی و کالم نگار نوائے وقت)



سیّد وجاہت علی تاجی ـــ ڈپٹی ڈائریکٹر کاؤنٹر ٹیررازم ڈپارٹمنٹ اقبال تاجی کے ہمراہ



بزم تاجیہ امجدیہ کے اراکین کا گروپ فوٹو



لاک ڈاؤن میں راشن کے پیکٹ بناتے ہوئے



ریحان ہاشمی اور رکن سندھ اسمبلی عباس جعفری کیمپ کا افتتاح کرتے ہوئے



ڈاکٹر سلیم مقدم مفت علاج کرتے ہوئے



ڈاکٹر سیّد خالد معین خانقاہ میں طبی کیمپ میں مریضوں کا معائنہ کر رہے ہیں



خانقاہ تاجیہ امجدیہ میں 76 ویں جشن آزادی کے موقع پر ''پرچم کشائی'' کی جارہی ہے



خانقاہ تاجیہ امجدیہ میں کرنل سید حسنین (سی او کینٹ)، کرنل وقاص (کمانڈر 33 ونگ، سندھ رینجرز)
اور محمد اقبال تاجی (ڈائریکٹر اینٹی کرپشن یونٹ کراچی)، فوکل پرسن ڈسٹرکٹ سینٹرل
ڈاکٹر حرا ظہیر تاج کی عقیدت بھری حاضری



خلیفہ کرنل سید حسنین (سی او کینٹ) کو قاضی سید میر وجاہت علی شاہ تاجی
گلدستہ پیش کر رہے ہیں، محمد اقبال تاجی بھی موجود ہیں



گدی نشین خانقاہ تاجیہ امجدیہ قاضی سید میر وجاہت علی شاہ تاجی
وخلیفہ ندیم خان تاجی (اسسٹنٹ وائس پریذیڈنٹ نیشنل بینک)





خانقاہ تاجیہ امجدیہ میں ویکسینیشن کیمپ کی تصویری جھلکیاں



سلمان وجاہتی تاجی، قاضی سید میر رامش علی تاجی، ذیشان یٰسین تاجی



سلمان وجاہتی تاجی، قاضی سید میر سُمیت علی تاجی



عبداللہ تاجی، حذیفہ تاجی اور قاضی سید میر شاہ میر علی تاجی



محی الدین تاجی (معین)۔ابان انصاری تاجی



قاضی سید میر وجاہت علی شاہ تاجی، علامہ خالد قادری تاجی ملاڑی اور سید نعمان علی



ریان تاجی، قاضی سید میر رامش علی تاجی، ابان انصاری تاجی، شایان تاجی، طلحہ انصاری تاجی،
سیدہ مریم تاج اور قاضی سید میر عاصل علی تاجی -- قاضی سید میر وجاہت علی شاہ تاجی کے ہمراہ



پرویز تاجی اور محمد خان صاحب (سینئر آفیسر پاکستان ریلوے)



امان رحمان تاجی، مبین علی تاجی، عمران بخش تاجی



قاضی سید شاہ زیب علی شاہ تاجی اور ایس ایس پی جاوید صاحب



جنید انصاری تاجی کو کرنل سید حسنین رومال پہناتے ہوئے



خادم خانقاہ حاکم علی تاجی کو کرنل سید حسنین میڈل پہناتے ہوئے
انچارج اندرون سندھ شریف خان کوٹی بھی نمایاں ہیں



احسن تاجی ۔ زین العابدین تاجی ۔ عبدالمعیز تاجی



عاشق تاج الاولیاء، ڈاکٹر حرا ظہیر تاج (فوکل پرسن ڈسٹرکٹ سینٹرل)
خانقاہ تاجیہ امجدیہ میں ''کورونا ویکسینیشن کیمپ'' کے موقع پر ویکسین باکس قاضی سید میر وجاہت علی شاہ تاجی
کو دے رہی ہیں۔ اس موقع پر سیدہ صوفیہ ظفر تاج (اُمّی حضور)، قاضی سید میر شجاعت علی شاہ تاجی،
کرنل سید حسنین شاہ، سید اشفاق احمد قاضی، خلیفہ ندیم خان تاجی، و دیگر مہمانانِ گرامی بھی موجود ہیں۔



قاضی سید میر شجاعت علی شاہ تاجی، قاضی سید میر وجاہت علی شاہ تاجی، ذیشان ذہینی یوسفی تاجی
اور مفتی قاضی محمد حارث (فاضل دار العلوم کورنگی کراچی)
دارالافتاء التاجیہ امجدیہ (کورنگی نمبر 1) کا افتتاح کر رہے ہیں۔